

حیر القوی

استاذ اعظم حضرت مولانا محمد سعید جالندھری مدظلہ

و دیگر مقلیان خیر الدار سے

علمی و تحقیقی فتاویٰ کا منتخب مجموعہ

مترجمہ

مولانا مفتی محمد انور زبیر مجید

مکتبہ اقبال دہلی

قین کسٹیکال روڈ ملتان پاکستان

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

افتاء ایک اہم اور نازک ذمہ داری ہے جس کا تعلق انسانیت کی ہدایت اور دنیوی و اخروی فلاح کے ساتھ ہے۔ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات ماننے والا مسلمان قدم قدم پر اس سے رہنمائی کا محتاج و مامور ہے۔

انسانی زندگی میں عبادات و معاملات اور اعمال و اخلاق کی ہزاروں بلکہ لاکھوں جزئیات ایسی ہیں جن کے اصول و ضوابط اگرچہ کلی طور پر قرآن و حدیث میں بیان کر دیئے گئے ہیں لیکن ان ضوابط کا افراد پر انطباق اور اصول سے جزئیات کا استخراج نہ ہر شخص کا کام ہے اور نہ ہر شخص اس کے صلاحیت، ہمت اور استطاعت رکھتا ہے۔ عہد رسالت سے عصر حاضر تک ہر دور میں اپنے دور کے لحاظ سے علم و عمل اور دیگر فضائل و صفات میں ممتاز ترین شخصیات اس منصب پر فائز رہیں اور امت کی رہنمائی کے فرض عظیم کو مکمل حقہ ادا کیا۔

مفتی ایک حیثیت سے خدا اور بندے کے درمیان ترجمانی کے فرائض انجام دیتا ہے۔ اس لئے فقہاء اسلام نے اس منصب کے حامل کے لئے عام صاحب علم و مقتدا کی نسبت زیادہ کڑی شرائط عائد کی ہیں۔

مفتی نہ صرف اپنے علم و فن میں حاذق و بصیرت و صلاحیت کا مالک ہو بلکہ دیانت و عفت، حلم و وقار، تدبیر و تقویٰ، عقل و فہم، دور اندیشی و بیدار مغزی، بلند نظری و بلند کرداری کے ساتھ عصری تقاضوں کو جاننے اور جانچنے میں بھی معاصرین سے ممتاز و فائق ہو۔ غرضیکہ اسے اپنے زمانہ کے اہل علم میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہو جو ایک مجتہد کو اپنے مقلدین و تلامذہ میں حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الہمامؒ نے ”فتح القدیر“ میں ”مفتی“

کے لئے ”مجتہد“ ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

وقد استقر رأی الاصولیین علی ان المفتی هو المجتہد فاما
غیر المجتہد ممن یحفظ اقوال المجتہدین فلیس بمفت
(رد المحتار : ج ۱ : ص ۶۴)۔

اصولیین کی یہ پختہ رائے ہے کہ مفتی وہی ہے جو مجتہد ہے۔ غیر مجتہد جو صرف مجتہد کے اقوال یاد رکھتا ہے (حقیقی) مفتی نہیں ہے۔

مجتہد کے لئے علوم میں جس تعمق، مہارت تامہ اور رسوخ کی ضرورت ہے وہ شرائط اجتہاد سے ظاہر ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں۔ ناظرین اسی سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عام تالیفات اور ”فتاویٰ“ کے مجموعہ میں قدر و قیمت کے لحاظ سے کیا نسبت ہے۔

انسانی ضروریات کے تحت پیش آنے والے مسائل اور ان کے جوابات جو ”فتاویٰ“ کی شکل میں جلوہ گر ہوئے درحقیقت فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون پر عمل کا حسین ثمرہ ہے۔ جس پر امت قرن اول سے قائم چلی آرہی ہے۔ انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں جس جس طرح جدید مسائل پیدا ہوتے چلے گئے فقہاء اسلام اور مفتیان عظام قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے جوابات دیتے چلے گئے۔ اس راہ میں نہ کوئی جمود آیا نہ کوئی تساہل برتا گیا۔ آج بھی دنیا کی رنگارنگ بوقلمونیوں اور معاشرت کے عجیب و غریب اور حیران کن مسائل کے باوجود دنیا میں بحمد اللہ ایسے سینکڑوں ”دارالافتاء“ موجود ہیں جن سے تشنگان علوم اپنی سیرابی کا سامان پاسکتے ہیں۔ ہدایت کے لئے جلنے والے ان چراغوں میں ایک روشن وجود ”دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان“ کا ہے۔ جس سے اب تک لاکھوں افراد زبانی اور تحریری طور پر اپنے مسائل و اشکالات کے جوابات سے آگاہ ہو کر اپنی علمی پیاس بجھا چکے ہیں۔ آج سے چار سال قبل ۱۴۱۷ھ میں اس علمی ذخیرہ سے ایک وقیع انتخاب ”خیر الفتاویٰ جلد اول“ کے نام سے اہل علم و نظر سے داد پا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں اصحاب فن نے جن آراء کا اظہار کیا ان کے طویل تذکرہ سے خود ستائی کا پہلو مانع نہ ہوتا تو ہم اسے ضرور اپنے محترم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے۔ تاہم تحدیث بالنعمة کے طور پر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ الحمد للہ اس مجموعہ کو نہ صرف عام مسلمانوں نے اپنے لئے نافع اور گرہ القدر علمی تحفہ سمجھا اور مختصر مدت میں اس کے دو ایڈیشنوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا بلکہ اصحاب علم و افتاء نے

بھی اسے علماء دیوبند کے مسلک اعتدال کا نمایاں نمونہ قرار دیا۔ اور ”فتاویٰ“ کے اس مجموعہ کو جامعہ خیر المدارس کی دیگر تمام تالیفی و تدریسی اور علمی خدمات کے برابر تولا۔

اس سلسلۃ الذہب کی یہ دوسری کڑی ”خیال الفتاویٰ جلد دوم“ کی شکل میں ناظرین کے سامنے موجود ہے۔ انشاء اللہ العزیزہ قدر دانوں کے ہاں ”یہ نقش ثانی“ نقش اول سے زیادہ قبولیت و محبوبیت حاصل کرے گا۔

یہ مجموعہ فتاویٰ

جس میں صرف فقہی مسائل ہی نہیں بہت سی احادیث پر سیر حاصل اور اطمینان بخش تشریحات و مباحث بھی آگئی ہیں۔ آٹھ سو سے زائد صفحات پر نو سو چھ (۹۰۶) استفسارات کے علمی و فقہی اور تحقیقی جوابات کا یہ خزانہ عقلی و نقلی دلائل سے مزین ہے۔ بعض جوابات اپنی جامعیت و اہمیت کے باعث مستقل تالیف کہلائے جانے کے قابل ہیں۔ ترتیب میں یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ قدیم فتاویٰ جن مسائل سے کسی داعیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے معرا ہیں اس مجموعہ فتاویٰ میں ان پر مفصل بحث کر دی گئی ہے تاکہ تشنگی کا احساس نہ رہے۔ اسی طرح قدیم فتاویٰ میں جن مسائل سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان تھا یا بعض مسائل دلائل کی روشنی میں مروج یا قابل رجوع تھے انہیں سلیس یا راجح دلائل کے مطابق لکھ دیا گیا ہے۔

”خیال الفتاویٰ“ کی اس جلد کے تعارف میں جو ضروری باتیں تھیں وہ تو عرض کر دی گئیں باقی اس کی قدر و قیمت اور تحقیق و تدقیق کا صحیح فیصلہ تو اصحاب علم و فن کی نظر ہی کرے گی کہ وہی حقیقی فیصلہ ہے۔ اور ویسے بھی

”مشک آنت کہ خود بہوید نہ کہ عطار بگوید“

اس دوسری جلد کو منظر عام پر لانے کے لئے حسب سابق مرتب فتاویٰ حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ مفتی جامعہ خیر المدارس نے جس غیر معمولی محنت و جانفشانی اور تندہی سے کام کیا ہے۔ اس پر وہ ہم سب کے خصوصی شکریہ کے علاوہ ناظرین خیر الفتاویٰ کے شکریہ کے بھی مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائیں۔

ان کے تمام رفقاء کار بالخصوص مولانا مست از احمد قاسمی (فاضل جامعہ ہذا) اور قاری سیف اللہ خاں بھی کلمات و جذباتِ شکر کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے خدمتِ دین کے جذبہ کے ساتھ شبانہ روز

محنت سے اس کام کی تکمیل کی۔

اور یہ تمام محنتیں اور کاوشیں بار آور نہ ہوتیں اگر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب صاحب مدظلہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا کی رہنمائی، عنایات اور مشاوریات ہماری سرپرستی نہ کرتی ہں پوری ترتیب میں امتداح کی توجہات پوری طرح شریک کار ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو تمام مسلمانوں کے لئے نافع اور ذریعہ عمل بنائیں۔ اور مفتیان عظام بالخصوص جد امجد استاذ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا خیس محمد صاحب جالندھری اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کے لئے ذخیرہ آخرت اور رفیع درجات کا ذریعہ بنائیں جن کے قیمتی فتاویٰ سے اس مجموعہ کی افادیت و علمی حیثیت دوچند ہوئی۔ امید ہے کہ ”فتاویٰ“ سے منتفع ہونے والے حضرات اپنی مخلصانہ دعاؤں میں ارباب افتاء، مرتبین اور منتظمین کو فراموش نہ کریں گے۔

راقم السطور

محمد حنیف جالندھری

رئیس جامعہ غیر المدارس ملتان پاکستان



اجمالی فہرست خیر الفتاوی جلد دوم

کتاب الطہارۃ

۱	ما يتعلق بالوضوء والغسل	از ۴۷ تا ۹۱
۲	ما يتعلق بالأبار والحياض	از ۹۲ تا ۱۱۸
۳	فصل في التيمم	از ۱۱۹ تا ۱۲۶
۴	المسح على الخفين والجوربين والجباائر	از ۱۲۷ تا ۱۳۵
۵	ما يتعلق بالحيض والنفاس والاستحاضة	از ۱۳۶ تا ۱۴۶
۶	ما يتعلق بتطهير الانجاس	از ۱۴۷ تا ۱۶۱
۷	فصل في الاستنجاء	از ۱۶۲ تا ۱۸۰

کتاب الصلوة

۸	ما يتعلق بالمواقيت	از ۱۸۱ تا ۱۹۸
۹	ما يتعلق بالاذان والاقامة	از ۱۹۹ تا ۲۳۹
۱۰	ما يتعلق بصفة الصلوة	از ۲۴۰ تا ۲۹۶
۱۱	ما يتعلق بالقراءة وزلة القاری	از ۲۹۷ تا ۳۲۲
۱۲	ما يتعلق بالامامة والجماعة	از ۳۲۳ تا ۴۰۳
۱۳	ما يتعلق بالمسبوق	از ۴۰۴ تا ۴۱۰
۱۴	ما يفسد الصلوة وما يكره فيها	از ۴۱۱ تا ۴۶۸
۱۵	ما يتعلق بالسنة والنوافل	از ۴۶۹ تا ۵۰۲
۱۶	فصل في الوتر	از ۵۰۳ تا ۵۲۰
۱۷	فصل في التراويح	از ۵۲۱ تا ۵۶۱
۱۸	خير المصائب	از ۵۶۲ تا ۶۰۲
۱۹	ما يتعلق بقضاء الفوائت	از ۶۰۳ تا ۶۱۷
۲۰	ما يتعلق بسجود السهو	از ۶۱۸ تا ۶۵۰
۲۱	ما يتعلق بسجود التلاوة	از ۶۵۱ تا ۶۶۲
۲۲	ما يتعلق بصلوة المسافر	از ۶۶۳ تا ۷۰۱
۲۳	ما يتعلق باحكام المسجد	از ۷۰۲ تا ۸۰۳

فہرست مضامین ”غیر الفستاولی“ جلد دوم

کتاب الطہارۃ

ما يتعلق بالوضوء والغسل

۴۷	کیا بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے؟	۱
۴۸	معذور وضو کرانے کے لئے ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے	۲
۴۸	انجن پاش کی حالت میں وضو کا حکم	۳
۴۹	ریح قبل ناقض وضو نہیں	۴
۴۹	بدبو دار پانی سے وضو کا حکم	۵
۵۰	کان اور ناک میں جہاں زیور پہنتے ہیں اس سوراخ میں پانی پہنچانے کا حکم	۶
۵۱	معذور کا وضو کب تک رہتا ہے	۷
۵۲	پاؤں دھوتے وقت تلووں کو دیکھنا ضروری نہیں	۸
۵۲	شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا	۹
۵۲	وضو میں پاؤں بائیں ہاتھ سے دھوئے جائیں	۱۰
۵۳	برس استعمال کرنے کا حکم	۱۱
۵۳	برہنہ وضو کرنے سے بھی وضو ہو جاتا ہے	۱۲
۵۴	دوران وضو بار بار شک کرنے والا کیسے کرے	۱۳
۵۵	وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھے اور انگلی اٹھائے	۱۴
۵۵	مسواک ہر نینید کے بعد مستحب ہے رات کو سوتے ہوں یا دن کو	۱۵
۵۶	داڑھی کے غسل و خلل کے بارے میں قول فیصل	۱۶

۵۷	مسواک کے ساتھ کلی کرنے کا طریقہ اور تین بار پانی لینے کا مطلب	۱۷
۵۸	مرضیۃ سیلان کے متعلق چند مسائل	۱۸
۶۰	احلیل کے اندر روئی کا تر ہونا ناقض وضو نہیں	۱۹
۶۰	صرف عمامہ پر مسح درست نہیں	۲۰
۶۱	اگر شرعاً معذور ثابت ہو جائے تو ایک وقت میں ایک ہی وضو کرنا ٹریگا	۲۱
۶۲	سلسل بول ولے کے وضو اور کپڑے کی طہارت کا مسئلہ	۲۲
۶۳	معذورین کے لئے مختصر ترین نماز	۲۳
۶۴	بار بار پیشاب آتا ہو تو وضو کیسے کریں	۲۴
۶۵	خروج الدودۃ من الدبر ینقض الوضوء	۲۵
۶۵	گلے کا مسح بدعت ہے	۲۶
۶۶	پاؤں پر داد چنبیل ہونے کی وجہ سے وضو ر ساقط نہیں ہوگا	۲۷
۶۶	غسل فرض میں ناف میں انگلی ڈالنے کا حکم	۲۸
۶۷	وضو اور تیمم دونوں ممکن نہ ہوں تو نماز کیسے پڑھی جائے	۲۹
۶۷	قرآن مجید کے صفحہ میں جو جگہ خالی ہو اسے بھی بے وضو نہیں چھو سکتے	۳۰
۶۸	دوران وضو سر کا مسح یاد نہ رہا تو دوران نماز داڑھی کی تری سے مسح کر سکتا ہے یا نہیں	۳۱
۷۰	عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے	۳۲
۷۱	وضو کے ہر ہر عضو کی دعاء	۳۳
۷۲	ادعیہ مذکورہ کا ترجمہ	۳۴
۷۳	جونکیں لگوانے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں	۳۵
۷۳	نماز جنازہ کے لئے کئے گئے وضو سے دیگر فرائض ادا کرنا	۳۶
۷۴	حقہ یا سگریٹ پینے سے وضو ٹوٹنے کا حکم	۳۷
۷۴	ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت ابتداء کہاں سے کریں	۳۸
۷۵	خون زخم کی جگہ پر ہی رہے تو ناقض وضو نہیں	۳۹
۷۵	خروج مسہ بوا سیر ناقض وضو ہے	۴۰

۴۱	ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کب کرے	۷۵
۴۲	داڑھی کے خلال کے بارے میں متعدد اہم مسائل	۷۶
۴۳	گھڑی سختی سے باندھی ہوئی ہو تو وضو میں ملانا ضروری ہے	۷۷
۴۴	جسم پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہو تو غسل کا حکم	۷۸
۴۵	برہنہ غسل کر رہا ہو تو بسم اللہ زبان سے نہ پڑھے	۷۸
۴۶	جانور کے ساتھ وطمی کی تو بدوں انزال غسل واجب نہ ہوگا	۷۹
۴۷	صغیرہ غیر مشتملہ کے ساتھ جماع سے غسل واجب نہ ہوگا تا وقتیکہ انزال نہ ہو	۷۹
۴۸	غسل میں پانی سونگھ کر ناک میں چڑھانے کا حکم	۷۹
۴۹	غسل میں کلی کرنا یاد نہ رہا تو جب یاد آئے کر لے	۸۰
۵۰	بدوں غسل کے دوسری بار جماعت کا حکم	۸۰
۵۱	اذا التقى الختانان فقد وجب الغسل	۸۱
۵۲	غسل فرض میں تاخیر کر سکتے ہیں یا نہیں	۸۱
۵۳	منی اپنے مقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہو تو جب بھی خارج ہوگی غسل واجب جائیگا	۸۲
۵۴	غسل میں مصنوعی دانت نکالنے کا حکم	۸۳
۵۵	زخموں کی وجہ سے نہانا ممکن نہ ہو تو کیا کریں	۸۳
۵۶	غسل کا مسنون طریقہ	۸۴
۵۷	جنبی کے کھانے پینے کا حکم	۸۵
۵۸	برہنہ غسل کر رہے ہوں تو استقبال قبلہ نہ کریں	۸۵
۵۹	زخم کے اوپر جبے ہوئے خون کا حکم	۸۶
۶۰	کھڑے ہو کر وضو کرنے کا حکم	۸۷
۶۱	جس کے دانت نہ ہوں اس کے لئے مسواک کا حکم	۸۷
۶۲	جنبیہ دودھ پلا سکتی ہے	۸۷
۶۳	جنبی کا پسینہ پاک ہے	۸۸
۶۴	مسواک مسنون کے فوائد کی تفصیل	۸۸

۸۹	کان سے نکلنے والی سپ نافع و ضو ہے	۶۵
۹۰	جنبی آدمی دعائیں وغیرہ پڑھ سکتا ہے	۶۶
۹۰	پانی مٹھوڑا ہو تو میت اور جنبی میں سے کس پر صرف کیا جائے	۶۷
۹۱	وضو اور غسل میں کتنا پانی استعمال کیا جائے	۶۸

ما يتعلق بالأبار والحياض

(کنوئیں اور تالاب کے مسائل)

۹۲	کنوئیں سے بدبو آنے لگے تو پاک ہے یا ناپاک	۶۹
۹۳	چٹریا کنوئیں میں گر کر لاپتہ ہو جائے تو کنواں کیسے پاک کیا جائے	۷۰
۹۴	کنوئیں میں جو تاگر جائے تو کیسے پاک کیا جائے	۷۱
۹۵	خنزیر کنوئیں میں گر کر گل سٹر کر تہ نشین ہو جائے تو کنواں کیسے پاک کیا جائے	۷۲
۹۵	کنوئیں سے پانچ فٹ دور نکلا کنوئیں کی پلیدی سے متاثر ہوگا یا نہیں	۷۳
۹۶	کنوئیں سے خنزیر زندہ نکل آئے تو بھی سارا پانی نکالا جائے	۷۴
۹۷	کنوئیں میں آدمی گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے	۷۵
۹۷	پلید کنوئیں کے قریب لگے ہوئے نلکے کا حکم	۷۶
۹۸	کنوئیں سے مردہ چوزہ نکلا تو کب سے پلید سمجھا جائے	۷۷
۹۸	کنواں پلید ہو جائے تو ساتھ والا کنواں پلید نہیں ہوگا	۷۸
۹۹	کنوئیں سے پھولا ہوا چوہا نکلا تو کب سے ناپاک سمجھا جائے	۷۹
۱۰۱	بڑے تالاب میں کتا گر جائے تو پلید نہیں ہوگا	۸۰
۱۰۱	بڑے حوض کے ساتھ متصل چھوٹا حوض کیسے پاک کیا جائے	۸۱
۱۰۲	کنواں پاک کرنے کے تین طریقے	۸۲
۱۰۵	مرغی کنوئیں میں گرنے کے بعد زندہ نکال لی گئی تو کنوئیں کا حکم	۸۳
۱۰۶	مرغی کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا	۸۴

۱۰۷	کنوئیں میں پاک جھاڑو گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا	۸۵
۱۰۷	مینڈک کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنوئیں کا حکم	۸۶
۱۰۸	جراثیم کش ادویہ ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا	۸۷
۱۰۹	جتنے ٹوٹل پانی نکالنا ضروری ہو، وقفہ وقفہ سے بھی نکال سکتے ہیں	۸۸
۱۰۹	سانپ کنوئیں میں مر جائے تو کنواں پاک رہے گا یا نہیں	۸۹
۱۱۰	چھپکلی کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں	۹۰
۱۱۱	کتا گرنے کے چار سال بعد کنوئیں کے پانی کا حکم	۹۱
۱۱۲	غیر مسلم کے پانی لینے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا	۹۲
۱۱۲	چالیس مربع فٹ کا تالاب نجاست گرنے سے پلید نہیں ہوگا	۹۳
۱۱۳	مینگنیاں کنوئیں میں گر جائیں تو ناپاک ہوگا یا نہیں	۹۴
۱۱۴	پرندوں کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا	۹۵
۱۱۵	جس کنوئیں سے جب نور پانی پیتے ہوں وہ معمولی گوبر، لید سے پلید نہ ہوگا	۹۶
۱۱۷	ہر کنوئیں کو پاک کرنے کے لئے دو سو ٹوٹل نکالنے کا حکم صحیح نہیں	۹۷

فصل فی التیمم

۱۱۹	سخت سردی کی وجہ سے تیمم کا حکم	۹۸
۱۲۰	دوسرے سے تیمم کرنے کا حکم	۹۹
۱۲۰	نک پر تیمم کرنے کا حکم	۱۰۰
۱۲۱	فالج کے مریض کو پانی نقصان دے تو تیمم کر سکتا ہے	۱۰۱
۱۲۱	قیدی کو پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر اس کا اعادہ کرے	۱۰۲
۱۲۲	تیمم کے چند اہم مسائل	۱۰۳
۱۲۴	ایک ہی جگہ سے بار بار تیمم کرنا درست ہے	۱۰۴
۱۲۴	پکی اینیٹ پر تیمم کا حکم	۱۰۵

۱۲۵	انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو تیمم میں اس کو ہلانے کا حکم	۱۰۶
۱۲۵	تیمم میں نیت کس طرح کی جائے	۱۰۷
۱۲۶	راکھ پر تیمم کرنے کا حکم	۱۰۸
۱۲۶	پانی ایک میل دور ہو تو تیمم جائز ہے	۱۰۹

المسحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ وَالْجَبَائِرِ

۱۲۷	موزوں پر پہنی ہوئی جرابوں پر مسح کا حکم	۱۱۰
۱۲۷	پلستر پر مسح کرنے کے احکام	۱۱۱
۱۲۸	مجلد جرابوں پر مسح جائز ہے	۱۱۲
۱۲۹	جوربین منسلین پر مسح کا حکم	۱۱۳
۱۳۰	بار بار پٹی اتارنا زخم کو مضر ہو تو نہ اتاری جائے	۱۱۴
۱۳۱	موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ	۱۱۵
۱۳۱	زخم کے ارد گرد جھی ہوئی دوا کو ہٹانے کا حکم	۱۱۶
۱۳۲	عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں	۱۱۷
۱۳۳	معروف جرابوں پر مسح کا حکم	۱۱۸
۱۳۵	مسافر مدتِ اقامت پوری ہونے کے بعد مقیم ہو جائے تو مسح کا حکم	۱۱۹

مايتعلق بالحيض والنفاس والاستحاضة

۱۳۶	ایام حیض میں ہر رنگ کا خون حیض شمار ہوگا	۱۲۰
۱۳۷	سبب ابتداء حیض	۱۲۱
۱۳۸	ایام حیض کے بعد آنے والے خون کا حکم	۱۲۲
۱۳۹	حائضہ ادعیہ وغیرہ پڑھ سکتی ہے	۱۲۳

۱۳۹	حیض میں مستعمل کپڑے کا حکم	۱۲۴
۱۴۰	حائضہ قرآن حکیم کلمۃ کلمۃ پڑھ سکتی ہے	۱۲۵
۱۴۰	نامقام بچے کی ولادت کے بعد آنے والے خون کا حکم	۱۲۶
۱۴۱	جنسبہ کے پکائے ہوئے کھانے کا حکم	۱۲۸
۱۴۱	حائضہ سے مباشرت کی صورت	۱۲۹
۱۴۲	مستحاضہ کے ساتھ مباشرت کا حکم	۱۳۰
۱۴۳	دوران نفاس طہر بھی نفاس کے حکم میں ہے	۱۳۱
۱۴۳	مبستہ کا حکم	۱۳۲
۱۴۴	حائضہ نماز کے اوقات میں ذکر و اذکار کا معمول رکھے	۱۳۳
۱۴۴	حائضہ سے جماع کرنے کی صورت میں صدقہ کا حکم	۱۳۴
۱۴۵	حیض بند ہونے پر غسل کو مؤخر کرنا	۱۳۵
۱۴۶	اپریشن کے ذریعہ ولادت کی صورت میں نفاس کا حکم	

ما يتعلق بتطهير الانجاس

۱۴۷	راستہ کا کیچڑ وغیرہ کپڑوں پر لگ جانے تو کپڑے کا حکم	۱۳۶
۱۴۷	گوبر کے ایلے بنانا اور انہیں جلانا جائز ہے	۱۳۷
۱۴۸	مردار کی چربی سے صابن بنایا گیا تو وہ پاک ہے	۱۳۸
۱۴۸	پلیہ دہی سے نکالے ہوئے مکھن کا حکم	۱۳۹
۱۴۹	فرش پاک کرنے کا طریقہ	۱۴۰
۱۵۰	وضو کا پانی لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا	۱۴۱
۱۵۱	چھپکلی گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا	۱۴۲
۱۵۱	شراب کے لئے استعمال کی گئی بوتل پاک کرنے کے بعد استعمال کر سکتے ہیں	۱۴۳
۱۵۲	آٹا ناپاک ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ	۱۴۴

۱۵۲	کٹا گوشت کو منہ لگا جائے تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا	۱۴۵
۱۵۳	عضو کا حصہ پلید یا نہ ہو تو کہاں سے دھوئے ؟	۱۴۶
۱۵۳	کتے کا لعاب نجاست رقیق ہے	۱۴۷
۱۵۴	گلقد پلید ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ	۱۴۸
۱۵۴	دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں یا نہیں	۱۴۹
۱۵۵	خنزیر کے بالوں والے برش سے رنگی ہوئی دیواروں کو پاک کرنے کا طریقہ	۱۵۰
۱۵۶	چو باگھی سے زندہ نکل آئے تو گھٹی ناپاک نہیں ہوا	۱۵۱
۱۵۶	پلید پانی جانوروں کو پلانے کا حکم	۱۵۲
۱۵۷	شہ پاک کرنے کا طریقہ	۱۵۳
۱۵۷	انسان کا جو ٹھا پاک ہے	۱۵۴
۱۵۸	مردار کی چربی سے بنا ہوا صابن پاک ہے مگر ایسی چربی کی خرید و فروخت حرام ہے	۱۵۵
۱۵۹	مردار کی کھال دباغت کے بعد استعمال کر سکتے ہیں	۱۵۶
۱۶۰	نک لگانے سے کھال بدبو سے محفوظ ہو جائے تو یہ بھی دباغت ہے	۱۵۷
۱۶۱	بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی کا حکم	۱۵۸
۱۶۱	کٹا کپڑے کو منہ لگا دے تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک	۱۵۹
۱۶۱	زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے	۱۶۰
۱۶۲	جنبی کے غسل سے پھینٹیں پانی میں پڑ جائیں تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا	۱۶۱
۱۶۲	جس ٹوٹھ پیسٹ میں خنزیر کا کوئی جزء شامل ہو	۱۶۲
۱۶۳	نجس جگہ پر بہت سا پانی بہا دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گی	۱۶۳
۱۶۴	ہڈی پاک ہوتی ہے اس کو لگنے سے کپڑا یا ہاتھ پلید نہیں ہوگا	۱۶۴
۱۶۵	نجاست سے اٹھنے والا دھواں نجس نہیں	۱۶۵
۱۶۵	دم غیہ مسفوح نجس نہیں	۱۶۶
۱۶۶	جس پانی میں نجاست کی وجہ سے تغیر آجائے وہ بالاجماع ناپاک ہے	۱۶۷
۱۶۹	کپڑے کا ناپاک حصہ معلوم نہ ہو تو کیسے پاک کریں	۱۶۸

۱۶۹	اٹٹے میں چوبیس کی ٹینگیاں ہوں تو کھانے کا حکم	۱۶۹
۱۷۰	مآکول اللحم جس انوروں کا جو ٹھا پاک ہے	۱۷۰
۱۷۰	ناپاک مٹی کے برتنوں کا حکم	۱۷۱
۱۷۱	بلی کا جو ٹھا مکروہ ہے	۱۷۲

فصل فی الاستنجاء

۱۷۳	نجاست غلیظہ کثیفہ کس قدر معاف ہے	۱۷۳
۱۷۳	استبراء معروف کی شرعی حیثیت	۱۷۴
۱۷۴	قضاء حاجت کے وقت استقبال و استدبار قبلہ سے حتی الوسع بچا جائے	۱۷۵
۱۷۵	اوراق منطلق سے استنجاء کرنے کا حکم	۱۷۶
۱۷۶	صرف ڈھیلے سے استنجاء کرنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی	۱۷۷
۱۷۷	صرف ڈھیلے سے استنجاء کیا ہو تو نماز کا حکم	۱۷۸
۱۷۸	قیمتی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ ہے	۱۷۹
۱۷۹	استنجاء کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم	۱۸۰
۱۸۰	گھاس یا درخت کے پتوں سے استنجاء کرنا	۱۸۱
۱۸۰	بالکل چھوٹے بچوں کے لئے استقبال و استدبار کا حکم	۱۸۲

کتاب النصب للصلوة

مَا يَتَعَلَّقُ بِمَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ

۱۸۱	جہاں چھ ماہ کا دن ہو وہاں نماز کیسے پڑھی جائے ؟	۱۸۳
۱۸۲	سایہ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ	۱۸۴

۱۸۳	صفحہ کبریٰ سے لے کر زوال تک نماز نہ پڑھی جائے	۱۸۵
۱۸۴	ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھنے کا حکم	۱۸۶
۱۸۴	نصف النہار سے کیا مراد ہے	۱۸۷
۱۸۵	سورج کے صرف پہاڑ کی اوٹ میں چلے جانے سے غروب مستحق نہیں ہوگا	۱۸۸
۱۸۶	مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت تغیر موسم سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے	۱۸۹
۱۸۷	جہاں سورج کے طلوع و غروب کا پتہ نہ چلے وہاں نماز کیسے ادا کریں؟	۱۹۰
۱۸۸	آخر وقت مغرب کے بارے میں مفتی بر قول	۱۹۱
۱۸۹	سفر کی وجہ سے عصر کو مثل ثانی میں پڑھنا	۱۹۲
۱۹۰	عشاء کا وقت سفیدی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے	۱۹۳
۱۹۲	جمع بین الصلوٰتین کی تمام روایتیں جمع صوری پر محمول ہیں	۱۹۴
۱۹۴	عصر کا مکروہ وقت کب شروع ہوتا ہے	۱۹۵
۱۹۵	عشاء کو نصف رات کے بعد پڑھنا مکروہ ہے	۱۹۶
۱۹۶	عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہونے پر احادیث سے دلائل	۱۹۷
۱۹۷	عصر میں دوران نماز سورج غروب ہو جانے تو نماز کا حکم	۱۹۸

ما يتعلق بالاذان والاقامة

۱۹۹	اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹی بجانے کا حکم	۱۹۹
۱۹۹	ہیضہ کی حالت میں اذانیں دینا بدعت ہے	۲۰۰
۲۰۰	ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے	۲۰۱
۲۰۰	ننگے سر اذان دینے کا حکم	۲۰۲
۲۰۱	فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے	۲۰۳
۲۰۱	اذان کے لئے مخصوص جگہ کا ثبوت	۲۰۴
۲۰۲	راستہ میں نماز کی دعوت دیتے ہوئے آنے کا حکم	۲۰۵

۲۰۶	اذان تہجد کا حکم	۲۰۶
۲۰۳	لاؤڈ سپیکر پر اذان دینے کی تحقیق	۲۰۴
۲۰۶	تہجد کے لئے اذان خلاف سنت ہے	۲۰۸
۲۰۶	بالغ کا اذان دینا افضل ہے	۲۰۹
۲۰۶	داڑھی منڈے کا اذان کہنا مکروہ ہے	۲۱۰
۲۰۴	کثرت بارش کے وقت اذان دینا	۲۱۱
۲۰۴	اذان دے کر مسجد سے نکلنے کا حکم	۲۱۳
۲۰۸	جنسبی کا اذان دینا مکروہ ہے	۲۱۳
۲۰۸	ولد الزنا اذان دے سکتا ہے	۲۱۴
۲۰۸	تبکیر کے ہر کلمہ کے آخر میں جزم پڑھی جائے	۲۱۵
۲۰۹	موذن کی اجازت کے بغیر اقامت کہنے کا حکم	۲۱۶
۲۰۹	چودہ سالہ لڑکے کی اذان کا حکم	۲۱۶
۲۱۰	فاسق کی اذان مکروہ تحریمی ہے	۲۱۸
۲۱۰	قبل از وقت کہی گئی اذان دوبارہ کہی جائے	۲۱۹
۲۱۱	اللہ اکبر کی رار کو لام کے ساتھ ملانا	۲۲۰
۲۱۱	مسجد کے اندر بھی اذان دینا درست ہے	۲۲۱
۲۱۱	جمعہ کی دوسری اذان معمول و متواتر ہے	۲۲۲
۲۱۱	اقامت میں بھی ”حیعلتین“ کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرا جائے	۲۲۳
۲۱۲	دورانِ وعظ اذان شروع ہو جائے تو وعظ بند کر کے اذان کا جواب دینا چاہئے	۲۲۴
۲۱۳	تبکیر کس وقت کہی جائے	۲۲۵
۲۱۳	ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جانے والی نماز کے لئے تبکیر کی حاجت نہیں	۲۲۶
۲۱۴	معذور بیٹھ کر اذان دے سکتا ہے	۲۲۷
۲۱۴	اذان کے بعد رفع ایدی کے ساتھ دعا کرنے کا حکم	۲۲۸
۲۱۵	داڑھی منڈانے والا مستقل موذن نہ رکھا جائے	۲۲۹

۲۱۵	مبکر کا امام کے پیچھے ہونا ضروری نہیں	۲۲۰
۲۱۶	صبح صادق کے بعد پانچ سات منٹ کی تاخیر	۲۳۱
۲۱۶	تثویب کے بارے میں ایک روایت کی تصحیح	۲۳۲
۲۱۷	دعا بعد الاذان میں "والدرجۃ الرفیعۃ" کے الفاظ احادیث میں منقول نہیں	۲۳۳
۲۱۸	اذان میں "شہادتین اودھتین" کو کھینچ کر پڑھنے کا حکم	۲۳۴
۲۱۹	اذان کے بعد جماعت سے پہلے سیکر پر بلند آواز سے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا	۲۳۵
۲۲۰	بوقت اذان کانوں میں انگلیاں دینا	۲۳۶
۲۲۱	بلالی اذان یا بدعتی اذان	۲۳۷
۲۲۲	اذان پر اجرت لے سکتا ہے یا نہیں	۲۳۸
۲۲۳	اذان کا جواب مؤذن کے ساتھ ساتھ دے یا بعد میں	۲۳۹
۲۲۳	نوملود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور اس کا فائدہ	۲۴۰
۲۲۴	"قد قامت الصلوۃ" کے وقت "اقامہا اللہ وادامہا" کہنے کا ثبوت	۲۴۱
۲۲۵	مسجد سے باہر اکیلے نماز پڑھنے والا اذان کہے یا نہ	۲۴۲
۲۲۵	ٹیسپ سے نشر کی ہوئی اذان معتبر نہیں	۲۴۳
۲۲۶	چلتے ہوئے اذان سنائی دے تو کیسے جواب دے	۲۴۴
۲۲۶	تثویب کی عادت ڈالنا مکروہ ہے	۲۴۵
۲۲۷	عورت بچے کے کان میں اذان دے سکتی ہے یا نہیں	۲۴۶
۲۲۷	عورت کیلئے تکبیر کہنا مکروہ ہے	۲۴۷
۲۲۸	اہل تشیع کی اذان کا جواب نہ دیا جائے	۲۴۸
۲۲۸	اذان فجر میں "لصلوۃ خیر من النوم" کا اضافہ ارشاد نبوی سے ہوا ہے	۲۴۹
۲۲۹	اذان کے ساتھ "صلوۃ و سلام" پڑھنے کا رواج کب سے ہے	۲۵۰
۲۳۰	قرآن کا درس پڑھنے کے دوران اذان ہو جائے تو جواب کا حکم	۲۵۱
۲۳۱	اذان کے بعد کی دعا مانگنے کا فائدہ	۲۵۲
۲۳۲	اذان سے پہلے "اعوذ باللہ" اور "بسم اللہ" پڑھنا	۲۵۳

۲۵۴	مغرب کی "اذان" اور "اقامت" میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے	۲۳۲
۲۵۵	بے وضو اذان کہنے کا حکم	۲۳۴
۲۵۶	جمعہ کی اذان ثانی کا جواب	۲۳۴
۲۵۷	مغموم کے لئے کان میں اذان کہلوئے کا حکم	۲۳۴
۲۵۸	"لا الہ الا اللہ" کے جواب میں "محمد رسول اللہ" ملانے کا حکم	۲۳۵
۲۵۹	جنبی کو اذان کا جواب دینا چاہئے	۲۳۵
۲۶۰	تجکیر میں "قد قامت الصلوة" کے دونوں کلمے ایک سانس سے کہئے	۲۳۶
۲۶۱	اذان میں حی علی خیر العمل کا اضافہ اہل تشیع کی بدعت ہے	۲۳۷

ما يتعلق بصفة الصلوة

۲۶۲	پہلے ہاتھ اٹھائیں پھر تجکیر کہیں	۲۴۰
۲۶۳	صلوات خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے	۲۴۱
۲۶۴	مروجہ طریق پر نیت کرنے کا حکم	۲۴۲
۲۶۵	ریل گاڑی میں بھی قیام فرض ہے	۲۴۳
۲۶۶	فرمان نبویؐ "لا ینیر فی دین لیس فیہ رکوع" کا حوالہ	۲۴۴
۲۶۷	بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کتنا جھکے	۲۴۵
۲۶۸	منقش جلئے نماز پر نماز ادا کرنا	۲۴۵
۲۶۹	کوزہ پشت رکوع کیسے کرے	۲۴۶
۲۷۰	امام مالکؒ کا مذہب "ارسال" ہی کا ہے	۲۴۶
۲۷۱	امام بھی آہستہ آہستہ کہئے	۲۴۷
۲۷۲	بیمار کو نماز کے لئے کس طرح لٹایا جائے	۲۴۷
۲۷۳	جوتے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۴۸
۲۷۴	دروود پاک میں "سیدنا" کے اضافے کا حکم	۲۴۸

۲۵۰	جو کھڑا ہو سکتا ہو مگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو تو وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرے	۲۷۵
۲۵۰	ایام علالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز ٹوپی سے ادا کی یا عمامہ سے	۲۷۶
۲۵۱	امام سے پہلے نماز شروع کر دی پھر امام کی تکبیر کے بعد دوبارہ تحریم کی تو نماز کا حکم	۲۷۷
۲۵۱	جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ کا حوالہ	۲۷۸
۲۵۲	نماز کا مومن کے لئے معراج ہونا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں	۲۷۹
۲۵۳	نماز میں بار بار شک ہو تو کیا کرے	۲۸۰
۲۵۳	اگر مقتدیوں نے عمامہ باندھا ہو اور امام نے صرف ٹوپی پہنی ہو تو نماز کا حکم	۲۸۱
۲۵۵	اپریشین کی وجہ سے اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم	۲۸۲
۲۵۵	سانس ٹوٹ جانے کی وجہ سے آیت کو دہرانے کا حکم	۲۸۳
۲۵۶	تجکیرات انتقال کی ابتداء و انتہاء کا سنون وقت	۲۸۴
۲۵۶	کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تبلیغی نصاب پڑھنا	۲۸۵
۲۵۷	اشارہ بالاسباب مشہور احادیث سے ثابت ہے اور یہی احناف کا مفتی بہ قول ہے	۲۸۶
۲۶۰	کسی وجہ سے انگشت شہادت سے اشارہ ممکن نہ ہو تو کسی اور انگلی سے نہ کریں	۲۸۷
۲۶۱	تشہد میں انگلی کب اٹھائے اور کب رکھے	۲۸۸
۲۶۱	اشارہ کرنے کے لئے حلقہ کب بنائے	۲۸۹
۲۶۲	نمازی کے آگے بیٹھا ہوا اٹھ کر جا سکتا ہے	۲۹۰
۲۶۲	بائیسکل، سکوتر، اور موٹر کار پر نماز کا حکم	۲۹۱
۲۶۳	نماز میں نیت کے ضروری ہونے پر حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ سے استدلال	۲۹۲
۲۶۳	حرکت پر مجبور معذور سمجھا جائے گا	۲۹۳
۲۶۴	کسی نماز کے بعد ختم خواجگان کو معمول بنالینا	۲۹۴
۲۶۵	شلوار ٹخنوں سے نیچے ہونے کی حالت میں پڑھی جانے والی نماز واجب الاعادہ ہے	۲۹۵
۲۶۵	فوجی وردی اور بولڈوں میں نماز کا حکم علیٰ سلیحہ سمیت نماز پڑھنے کا حکم	۲۹۶
۲۶۸	نماز کی نیت میں استقبال قبلہ کی نیت ضروری نہیں	۲۹۷
۲۶۸	درد شریف کے بعد کئی دعائیں پڑھنے کا حکم	۲۹۸

۲۶۹	بوقت قیام دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ	۲۹۹
۲۶۹	نماز میں وسادس کی وجہ سے "لا حول" پڑھنا	۳۰۰
۲۷۰	بیٹھ کر نماز پڑھنے والا کیسے بیٹھے	۳۰۱
۲۷۰	چارپائی پر نماز پڑھنے کا حکم	۳۰۲
۲۷۱	جو اشارے کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو اسے نماز معاف ہے	۳۰۳
۲۷۱	دو پیسے کے بدلہ میں سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا	۳۰۴
۲۷۲	خفتی رکوع و سجود کیسے کرے	۳۰۵
۲۷۳	ساتھ والے کو دیکھ کر نماز پوری کرنا	۳۰۶
۲۷۳	تجکیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانے کے بعد نیچے نہ لے جائیں	۳۰۷
۲۷۴	نا بینا آدمی قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے قبلہ رو کر دیا جائے	۳۰۸
۲۷۵	ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد اقتدار درست نہیں	۳۰۹
۲۷۵	فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے	۳۱۰
۲۷۶	فرائض کی موجودہ رکعات کا منکر گمراہ ہے	۳۱۱
۲۷۷	تعوذ و تسمیہ صرف امام و منفرد پڑھے	۳۱۲
۲۷۸	نمازیوں کو فساد نماز کی اطلاع بالکل ممکن نہ ہو تو تلافی کی ایک صورت	۳۱۳
۲۷۹	قوم و جلسہ کی صحیح مقدار	۳۱۴
۲۸۰	تشہد عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ ترجیح	۳۱۵
۲۸۱	ہاتھ باندھنے کا حدیث سے ثبوت	۳۱۶
۲۸۲	تشہد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ صحیح روایات میں منقول نہیں	۳۱۷
۲۸۳	ادنیٰ کبیل پر نماز پڑھنا	۳۱۸
۲۸۳	جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں امام مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے	۳۱۹
۲۸۴	جسے رکعت مل جائے اسے تجکیر افتتاح کا ثواب مل جائے گا	۳۲۰
۲۸۵	موٹر میں وضو سے نماز ممکن نہ ہو تو جیسے ہوا اشارہ سے پڑھ لے بعد میں اعادہ کر لے	۳۲۱
۲۸۶	نماز میں وسادس سے بچنے کی ایک ترکیب	۳۲۲

۲۸۶	یجب الاتیان بالترمیستہ قائماً	۳۲۳
۲۸۷	رکوع وسجود سے ہوا خارج ہو جاتی ہو تو اشارے سے نماز پڑھ لے	۳۲۴
۲۸۷	جن حٹائیوں پر قص کیا گیا ہو ان پر نماز پڑھنے کا حکم	۳۲۵
۲۸۸	جس کا پچھ درلیخ آمد نا جائز ہو اسے نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں	۳۲۶
۲۹۰	حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں ایک تحقیق	۳۲۷
۲۹۲	استقبال قبلہ کس حد تک ضروری ہے	۳۲۸
۲۹۵	عورت اور مرد کی نماز میں فرق کا حدیث سے ثبوت	۳۲۹
۲۹۶	بار بار کپڑا بچس ہو جاتا ہو تو تبدیل نہ کریں	۳۳۰
۲۹۶	نماز کے بعد پتہ چلا کہ رُخ صحیح نہ تھا	۳۳۱

ما يتعلق بالقراءة وزلة الفتاری

۲۹۷	سائنس ٹوٹ جائے تو جملہ کا تکرار درست ہے	۳۳۲
۲۹۸	بڑی آیت کو تقسیم کر کے تین رکعات میں پڑھا جائے تو نماز کا حکم	۳۳۳
۲۹۸	”مجرمین“ کی جگہ ”مُحْسِنِین“ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی	۳۳۴
۲۹۸	نماز میں سورۃ توبہ کے شروع میں ”اعوذ باللہ من النار“ پڑھنے کا حکم	۳۳۵
۲۹۹	”خیر الیرہ“ کی جگہ ”شَرَّ الیرہ“ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی	۳۳۶
۲۹۹	”القیافہ جہنم کلّ“ الایۃ میں ”کلّ“ کو مرفوع پڑھنے کا حکم	۳۳۷
۳۰۰	”ص“ کی جگہ ”س“ پڑھ دیا تو نماز کا حکم	۳۳۸
۳۰۰	”مسلمین“ کی جگہ ”مُسْرِفِین“ پڑھا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی	۳۳۹
۳۰۱	”لولا“ کا تکرار مفسدِ صلوٰۃ نہیں	۳۴۰
۳۰۱	”من مکان قریب“ میں ”قریباً“ منصوب پڑھنے کا حکم	۳۴۱
۳۰۱	”اکید کیدا“ کی جگہ ”یکید کیدا“ پڑھنے کا حکم	۳۴۲
۳۰۲	”خیر البریۃ“ کی جگہ ”شَرَّ البریۃ“ پڑھ دینے سے نماز کا حکم	۳۴۳

۳۰۲	”ثم لم يتولوا“ کو بوجہ وقف دوبارہ ”یتولوا“ پڑھا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں	۳۴۴
۳۰۳	”فاما من ثقلت موازينه فامره ماويه“ پڑھنے کا حکم	۳۴۵
۳۰۳	”مقتا عند الله“ کے بعد ”على الله“ کے اضافہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی	۳۴۶
۳۰۴	”يوم تشقق الارض عنهم سرا“ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی	۳۴۷
۳۰۵	سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں ”ان الذين كفروا“ والی آیت چھوڑ دی تو نماز کا حکم	۳۴۸
۳۰۵	”لا يملكون منه الاخطا“ پڑھنے سے نماز نہ ہوگی	۳۴۹
۳۰۶	امام نے پہلی رکعت میں سورۃ والناس پڑھی تو دوسری میں کون سی پڑھے	۳۵۰
۳۰۶	”وصدق بالحسن“ پر وقف کے بعد ”فسيسره للعسري“ پڑھا تو نماز کا حکم	۳۵۱
۳۰۷	”ارآيت الذي ينهى“ پر وقف کر کے اگلی رکعت میں ”عبدا اذا صلتی“ پڑھا	۳۵۲
۳۰۸	قرآۃ خلف الامام کی ممنوعیت انہی صحابہ کرام رض سے منقول ہے	۳۵۳
۳۰۸	ہر رکعت میں مختلف سورتوں سے کچھ کچھ حصہ پڑھنا	۳۵۴
۳۰۹	بالغہ عورت جہراً قرأت کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں	۳۵۵
۳۰۹	”ولا تيمنونہ“ کی جگہ ”لن تيمنوه“ پڑھا تو نماز کا حکم	۳۵۶
۳۰۹	گو نگا نماز کیسے پڑھے	۳۵۷
۳۱۰	موجودہ ترتیب قرآن کے خلاف قصداً پڑھنا مکروہ ہے	۳۵۸
۳۱۰	پانچوں نمازوں میں سنون قرأت	۳۵۹
۳۱۱	سورۃ فاتحہ میں ”ایک لغہ وایک نستعین“ چھوڑ دیا تو نماز کا حکم	۳۶۰
۳۱۱	آخر بقرہ میں ”ورسلہ“ کے بعد ”والیوم الآخر والقدر خیرہ“ کے اضافے کا حکم	۳۶۱
۳۱۲	ایک رکعت میں ایک روایت اور دوسری میں دوسری روایت پڑھنے کا حکم	۳۶۲
۳۱۲	فرائض میں حفص عن عاصم کے علاوہ کوئی اور روایت پڑھنا	۳۶۳
۳۱۵	”ان ربک لعلم سے لے کر“ و ما تقدوا لالفکم من خیر“ تک پڑھنے سے واجب قرآۃ ادا ہوگئی یا نہیں	۳۶۴
۳۱۵	”لیفجر امامہ“ کو لیفجر پڑھنے کی صورت میں نماز کا حکم	۳۶۵
۳۱۶	مقیم مسافر کی اقتداء کرے تو بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کرے	۳۶۶

۳۱۶	نماز میں سورۃ فاتحہ ایک سانس میں پڑھنے کا حکم	۳۶۷
۳۱۷	پہلی رکعت کی طرح بقیہ رکعات میں تعوذ کیوں نہیں پڑھتے	۳۶۸
۳۱۸	نماز میں سہواً خلاف ترتیب پڑھنے کا حکم	۳۶۹
۳۱۸	ایک سانس سے سرسین تک پڑھنے سے واجب قرات ادا ہو گئی	۳۷۰
۳۱۹	”أَحَدُ اللَّهِ الْقَمَدُ“ پڑھنا بھی جائز ہے	۳۷۱
۳۱۹	فرائض کی آخری رکعتوں میں سورۃ نہ ملانے کی وجہ	۳۷۲
۳۲۰	”اَشْتَمًا لِّرُّوَا“ کو ”لِرُّوَا“ پڑھنے کا حکم	۳۷۳
۳۲۰	”رَبِّ الْعَالَمِينَ“ الرحمن الرحیم پڑھنے کا حکم	۳۷۴
۳۲۱	قرأت اس طرح کرے کہ خود بھی سنے	۳۷۵
۳۲۲	”قَالَ أَحْمَدُ لَمْ يَرَهُ“ اور ”فَلَمَّا ذَاكَ الشَّجَرَةَ“ کے بارے میں ایک سوال و جواب	۳۷۶
۳۲۲	ایکے نماز پڑھنے والے کیلئے مسنون قرات ۱۲ مفسرین غلطی مفسدہ صلوٰۃ ہے	۳۷۷

مايتعلق بالامامة والجماعة

۳۲۵	اقتدار فاسق مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی	۳۷۸
۳۲۷	امامت الایض لغیرہ	۳۷۹
۳۲۷	غلط خوان کی اقتدار کا حکم	۳۸۰
۳۳۰	افضل مفضول کی اقتدار کر سکتا ہے	۳۸۱
۳۳۰	قلعی بھرے ہوئے دانتوں سے امامت کرانا	۳۸۲
۳۳۱	معدور کی اقتدار کا حکم	۳۸۳
۳۳۱	سنن قبلیہ پڑھے بغیر امامت کرانا	۳۸۴
۳۳۲	امام کے لئے ضروری ہے کہ متدین و متورع ہو	۳۸۵
۳۳۲	۱۹۵۳ء کی تحریک میں معافی مانگنے والے کی امامت	۳۸۶
۳۳۳	کبھی شیعہ کبھی سنی بن جانے والے کی امامت	۳۸۷

۳۳۳	مزامیر کے ساتھ قرالی سننے والے کی امامت	۳۸۸
۳۳۴	استاد کی ہتک کرنے اور تصویر کھینچنے والے کی امامت	۳۸۹
۳۳۵	محکمہ اوقاف سے تنخواہ پانے والے کی امامت	۳۹۰
۳۳۵	نسب بدلنے والے کی امامت	۳۹۱
۳۳۶	دارِ صہی کے بارے میں مودودی ائمہ کی غلط فہمی کا مدلل و مفصل جواب	۳۹۲
۳۴۲	مقدمی امام کے سلام سے پہلے سلام پھیر دے تو نماز کا حکم	۳۹۳
۳۴۴	دفتری اوقات میں آنیوالی نمازیں افسرانِ بالا کے رکعتوں کے باوجود بھی وقت میں ادا کیجائیں	۳۹۴
۳۴۴	جماعتِ ثانیہ کا حکم	۳۹۵
۳۴۶	منکوحہ غیر کو گھر رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے	۳۹۶
۳۴۶	حقہ ساز کی امامت	۳۹۷
۳۴۷	جس کا لڑکا کالج اور لڑکی نارمل سکول میں پڑھتی ہو اس کی امامت کا حکم	۳۹۸
۳۴۸	جھوٹے تلے والی کلاہ پہننے والے امام کا حکم	۳۹۹
۳۴۸	اغوا شدہ کے خاوند کی امامت درست ہے	۴۰۰
۳۴۸	یک چشم کی امامت	۴۰۱
۳۴۹	صرف ٹوپی پہن کر امامت کرانا	۴۰۲
۳۴۹	تعویذ فروش کی امامت	۴۰۳
۳۵۰	منکر حدیث کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت	۴۰۴
۳۵۰	اہل سنت و جماعت کے خلاف عقائد رکھنے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے	۴۰۵
۳۵۱	عباسی صاحب کے معتقد کی امامت	۴۰۶
۳۵۲	امامت کے لئے شادی شدہ ہونا ضروری نہیں	۴۰۷
۳۵۳	قاتلِ عمد کی امامت	۴۰۸
۳۵۳	اقتدارِ صبی بمثلہ	۴۰۹
۳۵۴	اکلی صف پوری کرنے کے لئے نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے	۴۱۰
۳۵۴	گھریا دوکان میں جماعت کرانے سے صرف جماعت کا ثواب ملے گا	۴۱۱

۳۵۵	نماز میں ٹخنے سے ٹخنا اور کندھے سے کندھا ملانے کا حکم	۴۱۲
۳۵۷	جماعت فجر میں شمولیت کیلئے تیار وغیرہ چھوڑنے کا حکم	۴۱۳
۳۵۸	تنہا فرض ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو تو فرض کون سے شمار ہوں گے	۴۱۴
۳۵۸	اقتدار قائم بعت اعدیر کج و مسجد	۴۱۵
۳۵۹	پردیزی کا جنازہ پڑھنے والا لائق امامت نہیں	۴۱۶
۳۵۹	جس کی لڑکی بیوہ ہو اس کی امامت	۴۱۷
۳۶۰	جس کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا	۴۱۸
۳۶۱	شطرنج کھیلنے والے کی امامت	۴۱۹
۳۶۲	بیٹوں کے بدکردار ہونے سے باپ کو یہ کہنا کہ امامت کے لائق نہیں درست نہیں	۴۲۰
۳۶۲	سود خور کو امامت سے ہٹانا لازم ہے	۴۲۱
۳۶۳	افیون کھانے والے کی امامت	۴۲۲
۳۶۳	زبردستی امام نہیں بننا چاہئے	۴۲۳
۳۶۴	منکر شفاعت کی امامت کا حکم	۴۲۴
۳۶۵	اہل تشیع سے وسیع تعلقات رکھنے والے کی امامت	۴۲۵
۳۶۸	سیلاب میں قیام کرنے والے کی امامت	۴۲۶
۳۶۸	گیا رہویں کو ضروری کہنے والے کی امامت	۴۲۷
۳۶۹	یزید کو اچھا سمجھنے والے کی امامت	۴۲۸
۳۷۰	کبھی دائیں کبھی بائیں ٹانگ پر زور دینے والے کی امامت	۴۲۹
۳۷۰	نابینا کی امامت کے بارے میں ایک حدیث پر شبہ اور اس کا ازالہ	۴۳۰
۳۷۱	داڑھی منڈا یا غیر سنون داڑھی والے کی امامت	۴۳۱
۳۷۱	داڑھی منڈے کی امامت حدیث کی روشنی میں	۴۳۲
۳۷۲	مردوں کی علامات رکھنے والے خنثی کی امامت	۴۳۳
۳۷۲	گھٹنوں کے بل کھڑا ہونے والے کی امامت	۴۳۴
۳۷۳	ملاوٹ کرنے والے کی امامت	۴۳۵

۳۴۳	دائمًا سگریٹ نوشی کی امامت	۴۳۶
۳۴۴	۲ غاغانی کا جنازہ پڑھنے والے کی امامت	۴۳۷
۳۴۴	مرزا نیوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم	۴۳۸
۳۴۵	وجوب کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کی امامت	۴۳۹
۳۴۵	مشرک کی اقتدار جائز نہیں	۴۴۰
۳۴۶	جبراً کسی کے مکان پر قبضہ کرنے والے کی امامت	۴۴۱
۳۴۶	سلسلہ بیعت کا قائل نہ ہونے والے کی امامت	۴۴۲
۳۴۷	جمہور امامت کی تکفیر کرنے والے کی اقتدار منکوحہ ہے	۴۴۳
۳۴۸	ڈاکٹر عثمانی کے قبیحین کی اقتدار میں پڑھی جانے والی نمازیں واجب الاعدادہ ہیں	۴۴۴
۳۴۹	داڑھی مونڈنے کو پیشہ بنانے والے کی امامت	۴۴۵
۳۴۹	ہیرا پھری کرنے والے کی امامت	۴۴۶
۳۸۰	خلاہ پر کرنے کے لئے بحالت نماز پھلی صف سے اگلی صف میں آنا	۴۴۷
۳۸۱	جماعت کے وقت کوئی بزرگ آجائے تو کون نماز پڑھائے	۴۴۸
۳۸۱	نماز کے بعد نمازیوں کا آپس میں یا امام صاحب سے مصافحہ کرنا بدعت ہے	۴۴۹
۳۸۲	اجنبیہ کے ساتھ میل جول رکھنے والے کی امامت	۴۵۰
۳۸۲	امام مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے اٹھ جائے تو مقتدی پورا کر کے اٹھے	۴۵۱
۳۸۳	حافظ وقاری میں امامت کے لئے قاری کو ترجیح دی جائے	۴۵۲
۳۸۴	ایکلا آدمی اگلی صف سے کسی کو کھینچ لے یا ایکلا کھڑا ہو جائے	۴۵۳
۳۸۵	ثالث باخیر کی امامت کا حکم	۴۵۴
۳۸۶	ایک حدیث سے عورت کی امامت پر استدلال کا جواب	۴۵۵
۳۸۷	حسین جمیل امرد کی امامت	۴۵۶
۳۸۸	محقق نامشکک کی امامت	۴۵۷
۳۸۸	امام میں ان امور کا ہونا ضروری ہے	۴۵۸
۳۸۹	صرف نابالغ بچے مقتدی ہوں تو بھی جماعت کرائی جائے	۴۵۹

۳۹۰	مقتدی "الشاہ اکبر" کہہ کر سیدھا رکوع میں چلا جائے تو رکعت کا حکم	۴۶۰
۳۹۱	سجدہ سہو کے بعد جماعت میں شریک ہونے والے کا حکم	۴۶۱
۳۹۱	صحبت اقتدار کے لئے اتحاد مکان ضروری ہے۔۔۔	۴۶۲
۳۹۲	ایکے نماز پڑھنے والے کی اقتدار کا حکم	۴۶۳
۳۹۳	مردوں کے نہلانے والے کی امامت	۴۶۴
۳۹۳	مقتدی امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھالے تو کیا کرے	۴۶۵
۳۹۴	مقتدی کے تین تسبیحات پڑھنے سے پہلے امام رکوع یا سجود سے اٹھ جائے تو کیا کرے؟	۴۶۶
۳۹۴	بازو پر نام گدہ لانے والے کی امامت	۴۶۷
۳۹۵	پہلی جماعت صبح نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ کرانی جائے تو اس میں نئے بھی شریک ہو سکتے ہیں۔۔۔	۴۶۸
۳۹۶	عدد رکعات میں امام و مقتدی کے اختلاف کا حکم	۴۶۹
۳۹۶	امام ادنیٰ ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو نماز کا حکم	۴۷۰
۳۹۷	امام کو حدیث لاحق ہو جائے تو کیا کرے	۴۷۱
۳۹۸	مقتدی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ ساتھ کہے	۴۷۲
۳۹۸	امام رکوع و سجود میں کتنی بار تسبیحات پڑھے	۴۷۳
۳۹۹	درود یا دعاء مکمل نہیں کیا کہ امام نے سلام پھیر دیا	۴۷۴
۳۹۹	شافعی و مالکی و ائمہ کرام کی اقتدار کا حکم	۴۷۵
۴۰۰	اہل حدیث ائمہ کی امامت کا حکم	۴۷۶
۴۰۳	مروجہ جرابوں پر مسح کرنے والے کی امامت	۴۷۷
۴۰۳	کوزہ پشت کی امامت	۴۷۸

ما جاء في المسبوق

۴۰۴	مقتدی سو گیا اور امام دوسری رکعت میں پہنچ گیا تو وہ نماز کیسے پوری کرے	۴۷۹
-----	--	-----

۴۸۰	مسبق پہلی رکعت میں شمار و تعوذ پڑھے	۴۰۴
۴۸۱	جس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی وہ باقی نماز کیسے پڑھے	۴۰۵
۴۸۲	مسبق نے امام کے ساتھ عمدہ سلام پھیرا تو نماز فاسد ہو جائے گی	۴۰۶
۴۸۳	مسبق ادا بر مافات کے لئے کب اٹھے	۴۰۷
۴۸۴	امام جہراً قرائت کر رہا ہو تو مسبوق شمار نہ پڑھے	۴۰۷
۴۸۵	مسبق کے شریک ہوتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو یہ تشہد پڑھے یا نہ	۴۰۸
۴۸۶	امام رکوع میں ہو تو نئے شامل ہونے والے کے لئے شمار کا حکم	۴۰۸
۴۸۷	مسبق امام کے آخری قعدہ میں تشہد کہاں تک پڑھے	۴۰۹
۴۸۸	مسبق باقی ماندہ ادا کرتے ہوئے ضم سورۃ بھول جائے تو سجدہ سہو کرے	۴۱۰

ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا

۴۸۹	بلا ضرورت سجدہ سہو کر لیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں	۴۱۱
۴۹۰	نماز میں سپیکر استعمال کرنے کا حکم	۴۱۱
۴۹۱	سجدہ میں پاؤں سرین کے ساتھ لگالے سے نماز فاسد ہو جائے گی	۴۱۲
۴۹۲	قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی	۴۱۲
۴۹۳	جنازہ سامنے ہو تو نماز مکروہ ہے	۴۱۳
۴۹۴	دوران نماز جیب سے ٹوپی نکالنے کا حکم	۴۱۳
۴۹۵	نماز میں کلام کرنا منسوخ ہے	۴۱۳
۴۹۶	بلا ضرورت کھنکھارنے سے حروف پیدا ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی	۴۱۴
۴۹۷	صرف دو چادرول میں نماز پڑھنے کا حکم	۴۱۴
۴۹۸	طلار دار کلاہ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۴۱۵
۴۹۹	میاں بیوی ایک مصلے پر نماز پڑھیں تو نماز کا حکم	۴۱۶
۵۰۰	۲ مین باجہر کے بارے میں چند اہم سوال اور ان کے جواب	۴۱۷

۴۱۹	چھوٹی سورۃ کا فصل مکروہ ہے	۵۰۱
۴۲۰	سجدہ ثانیہ بالکل نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی	۵۰۲
۴۲۰	سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پیچھے والا دامن درست کرنا	۵۰۳
۴۲۰	تشہد میں دونوں ہاتھوں سے دامن پھیلانا	۵۰۴
۴۲۱	خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے نماز فاسد ہونے کا حکم	۵۰۵
۴۲۱	سر پر کپڑے لے کر نماز پڑھنا افضل ہے	۵۰۶
۴۲۲	باریک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم	۵۰۷
۴۲۳	قعدہ اخیرہ نہیں کیا گیا تو نماز کا اعادہ کیا جائے ۲۔ آواز سے ونامفسد صلوٰۃ ہے	۵۰۸
۴۲۳	تکبیر تحریم کے بعد نصف کھجور نگلی تو نماز نہیں ہوئی	۵۰۹
۴۲۴	دوران نماز گھڑی پر وقت دیکھنا	۵۱۰
۴۲۴	صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۱۱
۴۲۵	مسجد میں پڑھی ہوئی ٹوپیوں سے نماز کا حکم	۵۱۲
۴۲۵	چوڑی دار پانجامہ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۵۱۳
۴۲۵	اسٹیل کا چین پہنا ہوا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی	۵۱۴
۴۲۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمامہ صرف نمازوں کے لئے رکھا ہوا تھا	۵۱۵
۴۲۷	از راہ تبرج چادر کو ٹخنوں سے نیچے رکھ کر نماز پڑھنے کا حکم	۵۱۶
۴۲۷	سمجھ دار بچے کے لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی	۵۱۷
۴۲۸	تکبیر تحریم کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے تو نماز مکروہ ہوگی	۵۱۸
۴۲۸	کہنی نشی کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۱۹
۴۲۸	اگر پودے سجدہ میں پاؤں زمین سے نہ لگے تو نماز نہیں ہوگی	۵۲۰
۴۲۹	نمازی اور قبر کے درمیان دیوار حائل ہو تو نماز بلا کراہت درست ہے	۵۲۱
۴۳۰	متعدد دفعہ لقمہ دینے سے نماز فاسد نہ ہوگی	۵۲۲
۴۳۰	عورت کی کلائی کا پوٹھا حصہ نماز میں کھلا رہا تو نماز نہیں ہوگی	۵۲۳
۴۳۱	محراب میں لگے ہوئے شیٹے خشوع میں نفل ہوں تو وہاں نماز مکروہ ہے	۵۲۴

۴۳۲	کپڑا ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم	۵۲۵
۴۳۲	طمانی باندھ کر نماز پڑھنے کا حکم	۵۲۶
۴۳۳	والدین بلائیں تو نماز توڑنے کا حکم	۵۲۷
۴۳۳	سینہ قبلہ سے پھر جائے تو نماز کا حکم	۵۲۸
۴۳۴	گھڑی چوری ہونے کے اندیشہ سے نماز توڑنا	۵۲۹
۴۳۵	ایڑیوں پر بیٹھنے کا حکم	۵۳۰
۴۳۶	تصویر حبیب میں ہو تو نماز کا حکم	۵۳۱
۴۳۶	مصور کپڑے میں نماز پڑھنا	۵۳۲
۴۳۷	فرضوں میں بلا عذر تکرار آیت مکروہ ہے	۵۳۳
۴۳۷	سردی کی وجہ سے محراب سے ایک طرف ہو کر جماعت کرانے کا حکم	۵۳۴
۴۳۸	نمازیوں کی کثرت کے وقت مکبروں کا انتظام بہتر ہے یا آکر مہجر الصوت کا	۵۳۵
۴۳۸	غیر مسلموں کے مترد کہ معبد میں نماز پڑھنے کا حکم	۵۳۶
۴۳۸	چھینکنے والے کا جواب دینے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں	۵۳۷
۴۳۹	دودھ پی کر نماز سے پہلے کلی کرنا سنون ہے	۵۳۸
۴۴۰	مسجد کے بالائی حصہ میں عورتیں اور نیچے مرد اقتدار کر رہے ہوں تو یہ مفسدہ صلوٰۃ ہے یا نہیں	۵۳۹
۴۴۰	عورت مردوں کی صف میں آکھڑی ہو تو کس کس کی نماز فاسد ہوگی	۵۴۰
۴۴۱	نماز میں انگلیوں کو مسلسل حرکت دیتے رہنا	۵۴۱
۴۴۲	دوران نماز مکھی کو چہرے سے ہٹانا - ۲ نماز میں آنحضرت علیہ السلام کا خیال لانے اور آنے کا مسئلہ	۵۴۲
۴۴۳	کتنی دیر کشف ستر مفسدہ صلوٰۃ ہے	۵۴۳
۴۴۳	نوافل میں تکرار آیت کا حکم	۵۴۴
۴۴۴	نماز کے متصل بعد سجدہ میں دعا کرنا	۵۴۵
۴۴۴	گرمی کے عذر کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۴۶
۴۴۵	امام نے پانچویں رکعت شروع کر دی، مقتدیوں نے سلام پھیر دیا تو نماز کا حکم	۵۴۷
۴۴۶	نماز میں قہقہہ، نماز و وضو دونوں کے لئے مفسدہ ہے	۵۴۸

۴۴۶	غلطی سے بچنے کے لئے سورتوں کو معین کر لینا مکروہ نہیں	۵۴۹
۴۴۷	ایک رکعت پڑھنے کے بعد از خود یاد آنے سے کھڑے ہو کر نماز پوری کر لی تو نماز فاسد نہیں ہوئی	۵۵۰
۴۴۸	جیب میں ناپاک کپڑا ہوتے ہوئے نماز پڑھنے کا حکم	۵۵۱
۴۴۹	امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے	۵۵۲
۴۴۹	ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۵۳
۴۵۰	صفیں متصل ہوں تو درمیان میں سڑک کا گزرنا اقتدار سے مانع نہیں	۵۵۴
۴۵۱	جس کمرے میں تصاویر ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۵۵
۴۵۲	سلام کے متصل بعد اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا	۵۵۶
۴۵۳	رومال بغیر باندھے سر پر ڈال کر نماز پڑھنا	۵۵۷
۴۵۴	سوئے ہوئے آدمی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا	۵۵۸
۴۵۵	نماز پڑھنے والے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا	۵۵۹
۴۵۵	قبر زمین کے برابر کر دی گئی ہو تو اس جگہ پر نماز پڑھنے کا حکم	۵۶۰
۴۵۶	معمولی انحراف عن القبۃ مفسد نہیں	۵۶۱
۴۵۷	آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا	۵۶۲
۴۵۸	محاذات مفسدہ کی شرائط	۵۶۳
۴۵۹	نماز میں دعاء اردو میں مانگی تو نماز کا حکم	۵۶۴
۴۶۰	مسجد اور مقتدیوں کے درمیان وسیع پلاٹ حائل ہو تو اقتدار درست نہیں	۵۶۵
۴۶۰	امام قعدۃ اخیرہ کئے بغیر پانچویں رکعت کا سجدہ کرے تو سب کے فرض ختم ہو گئے	۵۶۶
۴۶۲	محاذات مفسدہ میں قدم عورت کا اعتبار ہے نہ کہ دوسرے اعضاء کا	۵۶۷
۴۶۳	زمن کثیر تین دفعہ ” سبحان اللہ “ کہنے کی مقدار ہے یا تین دفعہ ” سبحان بنی العظیم “ کہنے کی	۵۶۸
۴۶۸	کتنی مالیت کی چیز ضائع ہو رہی ہو تو نماز توڑنا درست ہے	۵۶۹

مايتعلق بالسنة والنوافل

۴۶۹	عشاء کی دو سنتوں اور وتروں کے درمیان دو نفل کا ثبوت	۵۷۰
۴۷۰	کیا صلوٰۃ الاوابین چاشت کی نماز ہے؟	۵۷۱
۴۷۰	دعاء استسقاء میں ہاتھوں کی کیفیت	۵۷۲
۴۷۱	سنة ونوافل گھر میں افضل ہیں یا مسجد میں	۵۷۳
۴۷۲	نوافل کی چار یا اس سے زائد رکعات ایک ہی قعدہ سے ادا کرنے کا حکم	۵۷۴
۴۷۳	سنة قبلہ اور فرائض کے مابین دنیوی گفتگو سے ثواب میں کمی آ جاتی ہے	۵۷۵
۴۷۴	صلوٰۃ التبع پڑھنے کا طریقہ	۵۷۶
۴۷۴	دعاء استسقاء الٹے ہاتھ سے ہو یا سیدھے ہاتھ سے	۵۷۷
۴۷۵	وتروں کے بعد نوافل کا ثبوت	۵۷۸
۴۷۷	صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا حکم	۵۷۹
۴۷۸	صلوٰۃ التبع روایات حسنہ سے ثابت ہے	۵۸۰
۴۷۹	قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ باندھے جائیں یا کھلے رکھے جائیں	۵۸۱
۴۷۹	ظہر کی قبلہ سنتیں درمیان میں چھوڑ دیں تو چار کی قضا لازم ہوگی	۵۸۲
۴۸۰	صلوٰۃ الاستسقاء کا سنون طریقہ	۵۸۳
۴۸۲	تہجد کی رکعات جتنی پڑھ سکیں پڑھ سکتے ہیں	۵۸۴
۴۸۲	تہجد کے نوافل کے لئے کوئی سورۃ مخصوص نہیں	۵۸۵
۴۸۳	صلوٰۃ التبع جماعت کے ساتھ پڑھنا مکرمہ ہے	۵۸۶
۴۸۳	صلوٰۃ التبع کے پہلے قعدہ میں درود و دعاء پڑھنے کا حکم	۵۸۷
۴۸۴	صلوٰۃ التبع میں تیسرا کلمہ کہاں تک پڑھا جائے	۵۸۸
۴۸۴	صلوٰۃ التبع ایک دن میں ایک دفعہ سے زیادہ پڑھنا بھی ثابت ہے	۵۸۹
۴۸۵	سنة غیر مؤکدہ اور نوافل کے ہر قعدہ میں شہد کے ساتھ درود و دعاء کو بھی شامل کیا جائے	۵۹۰

۴۸۵	صلوٰۃ الحاجت کے نوافل باجماعت پڑھنا منقول نہیں	۵۹۱
۴۸۶	ظہر سے قبل سنت مؤکدہ چار ہیں یا دو	۵۹۲
۴۸۷	چاشت کی کتنی رکعات افضل ہیں	۵۹۳
۴۸۷	قنوت نازلہ جنگ کے ساتھ مخصوص نہیں	۵۹۴
۴۸۸	سنت مؤکدہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے کا حکم	۵۹۵
۴۸۹	صلوٰۃ الاستسقام کی کتنی رکعت ہیں	۵۹۶
۴۸۹	مکروہ وقت میں نوافل پڑھنے کی نذر مانی تو کب پڑھے	۵۹۷
۴۹۰	دُتروں کے بعد دلے نفل کھڑے ہو کر پڑھے جائیں یا بیٹھ کر	۵۹۸
۴۹۱	تحیۃ المسجد پڑھنے کا وقت نہ ہو تو کیا پڑھے	۵۹۹
۴۹۱	مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے نوافل کا حکم	۶۰۰
۴۹۲	نماز عید سے پہلے اور بعد میں نوافل کا حکم	۶۰۱
۴۹۳	جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنتیں پڑھنے کا حکم	۶۰۲
۴۹۴	اذانِ مغرب کے دوران تحیۃ الوضوء پڑھنا	۶۰۳
۴۹۵	فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھے	۶۰۴
۴۹۶	نوافل میں تسبیح کے بعد ادعیۃ ماثورہ پڑھ سکتے ہیں	۶۰۵
۴۹۶	عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا ثبوت	۶۰۸
۴۹۸	سنن مؤکدہ اوابین میں شمار ہوں گی یا نہیں	۶۰۹
۴۹۸	فجر کی سنتوں میں تحیۃ الوضوء کی نیت کرنا	۶۱۰
۴۹۹	ظہر کی قبلہ سنتیں رہ جائیں تو بعد والی دو کے بعد پڑھے	۶۱۱
۴۹۹	نوافل بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں	۶۱۲
۵۰۰	فرائض و سنن کے ضمن میں تحیۃ المسجد کا ثواب اس کی نیت پر موقوف ہے	۶۱۳
۵۰۱	طول قیام افضل ہے یا کثرت رکعات	۶۱۴
۵۰۲	قرآن مجید اچھی طرح یاد نہ ہو تو سامع کا انتظام ضروری ہے	۶۱۵
۵۰۲	داتا دربار پر جب اگر نوافل کی نذر مانی تو وہاں پڑھنا ضروری نہیں	۶۱۶

فصل فی الوتر

۵۰۳	وتروں میں تعدہ اولیٰ کا مفصل ثبوت	۶۱۷
۵۰۴	دلائل وجوب تعدہ برہر دو رکعت	۶۱۸
۵۰۹	ایک حدیث سے عدم وجوب وتر پر استدلال کا جواب	۶۱۹
۵۱۰	وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ	۶۲۰
۵۱۱	وتر کی نیت میں واجب کی تصریح ضروری نہیں	۶۲۱
۵۱۱	فرض عشاء ادا کرنے سے پہلے وتر نہیں پڑھ سکتے	۶۲۲
۵۱۲	جس نے فرض وجہ تراویح علیحدہ پڑھی ہوں وہ وتر بھی علیحدہ پڑھے	۶۲۳
		۶۲۴
۵۱۲	تہجد گزار بھی رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں	۶۲۵
۵۱۳	وتروں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھی تو نماز کا حکم	۶۲۶
۵۱۳	تکبیر قنوت واجب ہے یا نہیں	۶۲۷
۵۱۴	جس کو دعا بر قنوت یاد نہ ہو وہ کیا پڑھے؟	۶۲۸
۵۱۴	دعا بر قنوت سے پہلے تکبیر و سرف یسین کا ثبوت	۶۲۹
۵۱۵	قنوت وتر میں وضع یدین سنت سے ثابت ہے	۶۳۰
۵۱۶	وتروں کی جماعت صرف رمضان المبارک میں کرانی جلتے	۶۳۱
۵۱۷	سبق امام کے ساتھ ہی قنوت پڑھے	۶۳۲
	جو ائمہ دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھتے ہوں حنفی ان کی اقتدار	۶۳۳
۵۱۷	نہ کریں	
۵۱۸	امام مقتدی کے قنوت مکمل کرنے سے پہلے رکوع میں چلا جائے	۶۳۴
۵۱۹	وتروں میں دعا بر قنوت کی جگہ تین دفعہ "قل ہو اللہ" پڑھنے کا حکم	۶۳۵
۵۲۰	دعا بر قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا	۶۳۶

فصل في التراويح

۵۲۱	ہر چار تراویح کے بعد معروف دعاء مستحب ہے	۶۳۷
۵۲۲	نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا حکم	۶۳۸
۵۲۲	عورت کا اپنے بیٹے کے پیچھے تراویح پڑھنا	۶۳۹
۵۲۲	تراویح کا جو شفعہ فاسد ہو جائے اس میں پڑھی گئی منزل کا اعادہ کیا جائے	۶۴۰
۵۲۳	جس شفعہ میں سجدہ سہو نہیں کیا گیا وہ دوبارہ پڑھا جائے	۶۴۱
۵۲۴	درمیانی قعدہ کے بغیر چار رکعت پڑھنے کا حکم	۶۴۲
۵۲۵	تراویح میں پورے قرآن میں کسی ایک سورت کے شروع میں بسم اللہ جبراً پڑھ لیں	۶۴۳
۵۲۵	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیس تراویح کا ثبوت	۶۴۴
۵۲۶	چار تراویح ایک سلام سے پڑھنے کا حکم	۶۴۵
۵۲۷	تراویح بیس رکعت ہی سنت ہیں	۶۴۶
۵۲۹	تراویح میں سپیکر استعمال کرنا درست نہیں	۶۴۷
۵۳۰	تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ بالجہر کے بارے میں ایک اہم فتوے	۶۴۸
۵۳۳	تراویح کے اولین دو گانہ سے پہلے تسبیح کا حکم نیز ”صلوٰۃ بر محمد“ کا لغزہ بدعت ہے	۶۴۹
۵۳۳	حافظات کے لئے تراویح کی جماعت کرانے کا حکم	۶۵۰
۵۳۵	تراویح کے بعد دعاء کا حکم، نیز ختم قرآن کے موقع پر لمبی دعاء مانگنے کا حکم	۶۵۱
۵۳۵	رمضان المبارک میں حفاظ کو پیسے اور کپڑے دینا اجرت کے مشابہ ہے	۶۵۲
۵۳۶	تراویح میں امام صاحب قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھیں تو تراویح کا حکم	۶۵۳
۵۳۷	تراویح میں ”قل ہو اللہ“ کا تکرار	۶۵۴
۵۳۸	تراویح میں حصر دور کرنے کے لئے بسم اللہ جہر سے پڑھنا	۶۵۶
۵۳۹	تراویح میں نفل کی نیت سے شرکت کرنے کا حکم	۶۵۷
۵۴۰	چار رکعت تراویح ایک سلام سے پڑھائیں اور درمیانی قعدہ نہیں کیا تو پہلی دو رکعت تراویح ہوں گی یا آخری	۶۵۸

۵۲۱	ستائیس رمضان کی رات کو ختم کرنا زیادہ بہتر ہے	۶۵۹
۵۲۲	امام کے رکوع کے انتظار میں بیٹھے رہنا	۶۶۰
۵۲۳	رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کا حکم	۶۶۱
۵۲۴	دو پر قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھ لیں تو دو شمار ہوں گی یا چار	۶۶۲
۵۲۴	اگر دو پر قعدہ کئے بغیر تین رکعت پڑھ لیں تو کوئی بھی شمار نہ ہوگی	۶۶۳
۵۲۵	کوئی ازراہ اخلاص قرآن سنانے والے کی خدمت کرے تو لینے کی گنجائش ہے	۶۶۴
۵۲۵	اصل یہ ہے جو فرض پڑھائے وہی وتر پڑھائے	۶۶۵
۵۲۶	تراویح کی ابتدائی رکعات میں زیادہ منزل پڑھنے کا حکم	۶۶۶
۵۲۷	پہلی چار رکعتوں میں پورا پارہ اور باقی میں ایک پاؤ پارہ پڑھنے کا حکم	۶۶۷
۵۲۸	عورتوں کا تراویح کے لئے مسجد میں آنا	۶۶۸
۵۲۸	تسبیح سنونہ کے بعد " الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " پڑھنا	۶۶۹
۵۲۹	تراویح میں " ماکان محمد " کے بعد درود شریف پڑھنا	۶۷۰
۵۵۰	تراویح میں بدون قعدہ اولیٰ تیسری کی طرف کھڑے ہو گئے تو سجدے سے پہلے پہلے ٹٹ سکتے ہیں	۶۷۱
۵۵۱	ایک اہل حدیث عالم کا علماء برحقہ کی عبارات سے آٹھ تراویح پر استدلال کا مفصل جواب	۶۷۲
۵۵۷	تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر متفرق آیات پڑھنا بدعت ہے	۶۷۳
۵۵۸	ہر چار تراویح کے بعد پڑھے گئے قرآن شریف کا خلاصہ بیان کرنا	۶۷۴
۵۶۰	تراویح کی نیت میں سنت رسول اللہ ﷺ کے حکم	۶۷۵

خیر المصابیح فی عدد التراويح

۵۶۳	مقدمہ	۶۷۶
۵۶۳	بارہ سو سال تک مسلمانوں کا کیا عمل رہا	۶۷۷
۵۶۶	قول و فعل نبوی سے کوئی عدد معین تراویح کا حتمی طور پر صحیح روایت سے بت نہیں	۶۷۸
۵۶۸	اہل حدیث کے دو دعوے	۶۷۹

۵۶۸	اہل حدیث کا پہلا دعویٰ اور اس کے جوابات	۶۸۰
۵۷۲	تہجد اور تراویح الگ الگ نماز میں ایک نہیں	۶۸۱
۵۷۶	اہل حدیث کا دوسرا دعویٰ اور اس کے جوابات	۶۸۲
۵۷۹	بیس تراویح کا ثبوت	۶۸۳
۵۸۰	خلفاء راشدینؓ کا عمل سنت ہے	۶۸۴
۵۹۰	چاروں امام بیس تراویح سے کم کے قائل نہ تھے	۶۸۵
۵۹۱	فقہاء کے کلام سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت	۶۸۶
۵۹۳	تعال و توارث	۶۸۷
۵۹۴	اہل حدیث علماء سے بیس تراویح کا ثبوت	۶۸۸
۵۹۷	بیس رکعت کے متعلق دوسرے علماء امت کے اقوال	۶۸۹
۶۰۱	خاتمہ	۶۹۰

ما يتعلق بقضاء الفوائت

۶۰۳	بجز تین اوقات کے ہر وقت فوت شدہ نمازیں ادا کر سکتے ہیں	۶۹۱
۶۰۴	نمازوں کا اضافی ثواب اصل نمازوں میں محسوب نہیں ہوگا	۶۹۲
۶۰۴	قضاء نماز پڑھنے والا وقت پر پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کر سکتا	۶۹۳
۶۰۵	نمازوں کے فدیہ میں قیمت ادا کرنا بہتر ہے	۶۹۴
۶۰۶	صاحب ترتیب پہلے قضاء پڑھے پھر وقت پر ادا کرے	۶۹۵
۶۰۶	فدیہ کی رقم اپنے بھائیوں کو دینے کا حکم	۶۹۶
۶۰۷	متعدد نمازوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا جائز ہے	۶۹۷
۶۰۷	قضاء نمازوں کی ادائیگی میں تاخیر کرنا	۶۹۸
۶۰۸	قضاء نمازوں کا فدیہ اصول و فروع کو دینا جائز نہیں	۶۹۹
۶۰۸	طویل بیہوشی میں رہی ہوئی نمازیں معاف ہیں	۷۰۰

۶۰۹	مرو بہ قضائہ عمری کسی نیت سے بھی جائز نہیں	۷۰۱
۶۱۱	احتیاط کی بناء پر نمازیں قضائہ کر رہے ہوں تو مغرب اور وتر چار رکعت پڑھیں	۷۰۲
۶۱۲	ایک دن رات کی نمازوں کا فدیہ بارہ میرگندم ہے	۷۰۳
۶۱۲	قضائہ فوائت کی وجہ سے سنن مؤکدہ ترک نہ کرے	۷۰۴
۶۱۳	قضائہ نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ توبہ بھی ضروری ہے	۷۰۵
۶۱۴	قدیم فوائت بھی مسقط ترتیب ہیں	۷۰۶
۶۱۵	قضائہ فوائت کے سلسلہ میں صاحب ہدایہ کی ایک عبارت کی توضیح	۷۰۷
۶۱۶	فوت شدہ نمازیں بہت ہوں تو نیت کیسے کریں	۷۰۸

ما يتعلق بسجود السهو

۶۱۸	وتروں کے قعدہ اولیٰ میں درود پڑھ لیا تو سجدہ سہو کا حکم	۷۰۹
۶۱۹	فاتحہ سے پہلے سورۃ شروع کر دی تو سجدہ سہو کا حکم	۷۱۰
۶۱۹	منفرد سہری نماز میں جہراً قرأت کرے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا	۷۱۱
۶۲۰	قیام چھوڑ کر درمیانی قعدہ کی طرف آئیں تو سجدہ سہو کا حکم	۷۱۲
۶۲۱	فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا	۷۱۳
۶۲۱	شائر تعوذ اور تسمیہ کے چھوڑنے سے سجدہ سہو کا حکم	۷۱۴
۶۲۲	سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے	۷۱۵
۶۲۳	پہلے بائیں طرف سلام پھیرنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا	۷۱۶
۶۲۳	رکوع میں فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم	۷۱۷
۶۲۴	فاتحہ کی جگہ تشہد پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم	۷۱۸
۶۲۵	چار رکعت پوری کر کے پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے	۷۱۹
۶۲۶	فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا جائے تو ترک باقی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا	۷۲۰
۶۲۶	عشاء کی چوتھی رکعت میں جہر کرنے سے سجدہ سہو کا حکم	۷۲۱

۶۲۲	سجدہ سے تھوڑا سا سر اٹھا کر پھر سجدہ میں چلے جانے سے سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں	۶۲۲
۶۲۳	دو کی بجائے تین سجدے کر لے تو سجدہ سہو کا حکم	۶۲۳
۶۲۴	مسافر امام کا مقیم مقتدی بقیہ نماز میں سہو اقرأت کر لے تو سجدہ سہو کا حکم	۶۲۴
۶۲۵	دوسری اور تیسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے شمار پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم	۶۲۵
۶۲۶	فرضوں کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورت ملانے سے سجدہ سہو کا حکم	۶۲۶
۶۲۷	دعا بقنوت کے بعد کوئی سورت پڑھ لینے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم	۶۲۷
۶۲۸	دوسری نماز میں ایک دو آیت بھرا پڑھ لیں تو سجدہ سہو کا حکم	۶۲۸
۶۲۹	وجوب سجدہ سہو میں شک ہو تو غلبہ ظن کا اعتبار کریں	۶۲۹
۶۳۰	مغرب کی تیسری رکعت میں شریک ہونے والا بقیہ نماز میں صرف ایک قعدہ کرے	۶۳۰
۶۳۱	تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں	۶۳۱
۶۳۲	آخری قعدہ کے بعد سہو اٹھ کر گیا تو واپس لوٹنے کی صورت میں سجدہ سہو کرے	۶۳۲
۶۳۳	تراویح میں بھی سجدہ سہو کیا جائے	۶۳۳
۶۳۴	قعدہ میں دعا مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم	۶۳۴
۶۳۵	دعا بقنوت مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا	۶۳۵
۶۳۶	سجدہ سہو کرنے کے بعد شک ہو تو کیا کرے	۶۳۶
۶۳۷	ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جانیوالی نماز میں نئے فرض پڑھنے والے شامل نہ ہوں	۶۳۷
۶۳۸	عیدین میں مجمع کثیر نہ ہو تو سجدہ سہو کیا جائے	۶۳۸
۶۳۹	مقدار رکن خاموش کھڑے سوچتے رہنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم	۶۳۹
۶۴۰	رکوع وسجود میں تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا	۶۴۰
۶۴۱	پہلی یا تیسری رکعت پر معمولی دیر قعدہ کرنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا	۶۴۱
۶۴۲	وجوب کے بعد سجدہ سہو نہ کیا جائے تو اس نماز کا اعادہ واجب ہے	۶۴۲
۶۴۳	بدون سلام سجدہ سہو کرنے کا حکم	۶۴۳
۶۴۴	سجدہ سہو میں سہو کا حکم	۶۴۴

ما يتعلق بسجود التلاوة

۶۵۱	ایک ہی جگہ بیٹھ کر پورا قرآن مجید پڑھا تو کتنے سجدے واجب ہوں گے	۶۴۴
۶۵۲	سجدہ تلاوت وجوب سے پہلے ادا کرنے کا حکم	۶۴۵
۶۵۲	سجدہ تلاوت نماز کے سجدہ میں بلا نیت بھی ادا ہو جائے	۶۴۶
۶۵۲	آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جائے گا	۶۴۷
۶۵۳	سجدہ تلاوت کے احکام	۶۴۸
۶۵۲	آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جائے گا علم ہو یا نہ ہو	۶۴۹
۶۵۵	سجدہ تلاوت رکوع میں ادا کرنے کے لئے نیت ضروری ہے	۶۵۰
۶۵۵	ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے کا حکم	۶۵۱
۶۵۵	دوران نماز غیر نمازی سے آیت سجدہ سننے تو سجدہ کب کرے	۶۵۲
۶۵۶	اساتذہ حفظ کے لئے سجدہ تلاوت کا ایک حکم	۶۵۳
۶۵۶	سجدہ تلاوت کے لئے قبلہ رو ہونا ضروری ہے	۶۵۴
۶۵۶	سجدہ تلاوت رکوع یا سجدہ میں ادا کرنے کا معمول نہ بنایا جائے	۶۵۵
۶۵۷	تراویح میں آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ نہ کیا تو	۶۵۶
۶۵۸	مکروہ وقت میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کب کرے	۶۵۷
۶۵۸	سجدہ تلاوت کی ادائیگی میں تاخیر کرنا	۶۵۸
۶۵۹	سجدہ تلاوت کے لئے بھی وضو ضروری ہے	۶۵۹
۶۶۰	محفل قرأت میں آیت سجدہ پڑھنا	۶۶۰
۶۶۰	سجدہ تلاوت کا طریقہ	۶۶۱
۶۶۱	سجدہ تلاوت فوراً ممکن نہ ہو تو یہ کلمات پڑھ لیں	۶۶۲
۶۶۱	سوئے ہوئے سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ کرنا لازم ہے	۶۶۳
۶۶۱	سجدہ سے بچنے کے لئے آیت سجدہ کو چھوڑنا	۶۶۴
۶۶۲	آیت سجدہ کی کتابت سے سجدہ کا حکم	۶۶۵

مايتعلق بصلوة المسافر

۶۶۳	مسافت قصر کتنی ہے	۶۶۶
۶۶۴	مسافت قصر کے بارے میں تحقیق انیق	۶۶۷
۶۶۸	عورت شادی کے بعد میکے میں قصر کرے یا اتمام	۶۶۸
۶۶۹	مسافر آخری قعدہ میں شرکت کرے تو بھی اتمام کرے	۶۶۹
۶۶۹	سفر کے ارادہ سے اسٹیشن پر پہنچ جائیں تو اسٹیشن پر اتمام کریں یا قصر	۶۷۰
۶۷۰	سفر میں سنن مؤکدہ ادا کرنے نہ کرنے کے بارے میں تفصیل	۶۷۱
۶۷۱	جو نماز سفر میں ادا نہیں کر سکے حالت اقامت میں اس کی قضاء کیسے کریں	۶۷۲
۶۷۲	مقیم مدرک بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کرے	۶۷۳
۶۷۲	فوجی کا قیام ایک جگہ پر نہ ہو تو اتمام کرے یا قصر	۶۷۴
۶۷۳	مسافر کو خلیفہ بنانے کا حکم	۶۷۵
۶۷۴	سفر میں تکلیف نہ ہو تو بھی قصر کریں	۶۷۶
۶۷۴	مسافت قصر اٹالیس میل شرعی ہے نہ کہ انگریزی	۶۷۷
۶۷۴	سفر شرعی تک جانے کا غلبہ ظن ہو تو قصر واجب ہے	۶۷۸
۶۷۵	ملازمت والا وطن اقامت، وطن اصلی کے حکم میں ہے	۶۷۹
۶۷۶	فوجی جنگل میں ٹھہرے ہوئے ہوں تو نیت اقامت کے باوجود قصر کریں	۶۸۰
۶۷۷	جنگی قیدی دارالحرب میں قصر کریں یا اتمام	۶۸۱
۶۷۷	کم از کم مسافت جس پر احکام سفر شروع ہو جاتے ہیں	۶۸۲
۶۷۸	مسافر چار رکعت کی نیت کر کے نماز شروع کر دے تو کیا کرے	۶۸۳
۶۷۹	اسلامی فوج نے دارالحرب کے کسی علاقہ پر قبضہ کیا ہوا ہو تو وہاں قصر کریں یا اتمام	۶۸۴
۶۸۰	وطن اقامت مشابہ بہ وطن اصلی میں ایک دفعہ بے نیت اقامت پندرہ دن ٹھہرنا ضروری ہے	۶۸۵
۶۸۰	مسافر امام نے اتمام کیا تو مقتدیوں پر بہر حال اعادہ واجب ہے	۶۸۶
۶۸۱	مسافر اتمام کرے تو اس کی نماز کا حکم	۶۸۷

۶۸۲	صرف زمین یا مکان کا باقی رہنا وطن اصلی کے ختم ہونے کے لئے مانع نہیں ہے	۷۸۸
۶۸۳	ملازمت کی جگہ کبھی ہفتہ سے زائد نہ ٹھہرے ہوں تو قصر کریں یا اتمام	۷۸۹
۶۸۴	زرعی زمین کی دیکھ بھال کے لئے جائیں تو وہاں قصر کریں یا اتمام	۷۹۰
۶۹۱	ایک ہی شہر میں رہ کر مختلف مساجد میں تبلیغی کام کرنا ہو تو بصورت نیت اقامت اتمام کریں	۷۹۱
۶۸۴	قرب قریب کے مختلف دیہاتوں میں پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنا ہو تو قصر کریں	۷۹۲
۶۸۵	بحری جہاز میں نیت اقامت درست نہیں	۷۹۳
۶۸۶	مقیم بننے کے لئے پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت ضروری ہے	۷۹۴
۶۸۷	مستقل وطن اقامت سفر سے باطل نہیں ہوتا	۷۹۵

ما يتعلق باحكام المسجد

۷۰۳	مساجد میں جہر معتدل کے ساتھ اجتماعاً یا انفراداً ذکر کرنا	۷۹۶
۷۱۵	مسجد کا پیسہ ذاتی ضروریات میں استعمال کرنے کا حکم	۷۹۷
۷۱۶	مسجد اگر معروف مربع شکل پر نہ ہو تو اسے گرانے کا حکم	۷۹۸
۷۱۸	کنوؤں پر بنی ہوئی پرانی مساجد کا حکم	۷۹۹
۷۱۹	مسجد میں رد مال وغیرہ رکھ دینے سے جگہ مخصوص ہوتی ہے یا نہیں	۸۰۰
۷۱۹	سینما کے مالک کو مسجد کیٹی کا صدر بنانا	۸۰۱
۷۲۰	زیر تعمیر مسجد میں سگریٹ پلینا	۸۰۲
۷۲۰	محراب والی دیوار کو شیشے کے ٹکڑوں سے آراستہ کرنا	۸۰۳
۷۲۱	مسجد کی الماری مستقل طور پر ذاتی استعمال میں رکھنا	۸۰۴
۷۲۱	مسجد میں پڑھانے کا حکم	۸۰۵
۷۲۲	مسجد کی دیوار کو مسجد کی دوکان کے لئے استعمال کرنا	۸۰۶
۷۲۲	فضاء مسجد میں گھر اور بیت الخلاء بنانے کا حکم	۸۰۷

۸۰۸	گوبر ملی ہوئی مٹی سے مسجد کی لپائی کرنا	۷۲۳
۸۰۹	مساجد میں ملکی حالات پر تبصرہ کرنے کا حکم	۷۲۴
۸۱۰	ہندوؤں کی متروکہ زمین کو بلا اجازت مسجد بنانا درست نہیں	۷۲۴
۸۱۱	مسجد تنگ ہو تو جبراً کسی کی زمین مسجد میں شامل کرنے کا حکم	۷۲۶
۸۱۲	مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کا حکم	۷۲۶
۸۱۳	مسجد میں بیٹھ کر انگریزی کتب پڑھنا پڑھانا جائز نہیں	۷۲۷
۸۱۴	مسجد بن جانے کے بعد اس پر رہائشی مکان بنانے کا حکم	۷۲۸
۸۱۵	تعمیر مسجد میں اہل تشیع سے چندہ لینے کا حکم	۷۲۸
۸۱۶	مسجد کا پیسہ بنک میں رکھنے کا حکم	۷۲۹
۸۱۷	محراب مسجد کے لئے راستے کا کچھ حصہ لینے کا حکم	۷۲۹
۸۱۸	مطلق برآمدے کو مسجد میں شامل کرنے کا حکم	۷۳۰
۸۱۹	مسجد کے لئے وقف قرآن مجید کو مدرسہ میں لے جانے کا حکم	۷۳۰
۸۲۰	مسجد کی جگہ کو راستہ کے لئے لینا جائز نہیں	۷۳۱
۸۲۱	مسجد کے قریب خالی جگہ میں ہسپتال بنانے کو ترجیح دی جائے یا مدرسہ کو	۷۳۱
۸۲۲	مسجد کا سپیکر شادی بیاہ کے لئے دینے کا حکم	۷۳۲
۸۲۳	مسجد کبھی بھی فروخت نہیں ہو سکتی	۷۳۲
۸۲۴	رد افض کو اہلسنت کی مساجد میں ہرگز نہ داخل ہونے دیا جائے	۷۳۳
۸۲۵	طائفہ نے جو مسجد اپنے مہر کی رقم سے تعمیر کرائی ہو اس میں نماز کا حکم	۷۳۴
۸۲۶	مسجد کے کلاک کو سپیکر سے اس طرح جوڑنا کہ گھنٹے کی آواز سپیکر سے نشر ہو	۷۳۵
۸۲۷	میوزیکل کلاک مسجد میں لگانے کا حکم	۷۳۵
۸۲۸	شیعہ کی دی ہوئی گھڑی مسجد میں نصب کرنا	۷۳۶
۸۲۹	پانچ سال کے بچوں کو مسجد میں لانے کا حکم	۷۳۶
۸۳۰	محض کپڑے کے ذریعہ جگہ پر قبضہ کرنے والوں کو اس سے منع کرنا چاہئے	۷۳۶
۸۳۱	مسجد کی کوئی چیز ضائع کر دی تو اس کی تلافی کی صورت	۷۳۷

۴۳۸	مسجد میں ذی روح کی تصویر آویزاں کرنا ناجائز ہے	۸۳۲
۴۳۸	مسجد میں چٹائی کی ٹوپیاں رکھنے کا حکم	۸۳۲
۴۳۹	مسجد میں سائیکل کھڑی کرنا	۸۳۲
۴۴۰	مساجد کے لئے چند سے کامعروف طریقہ جائز نہیں	۸۳۵
۴۴۰	مسجد کے پرانے بلے کا حکم	۸۳۶
۴۴۱	جائے نماز زائد از ضرورت ہوں تو فروخت کرنے کا حکم	۸۳۷
۴۴۱	مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا	۸۳۸
۴۴۱	جوار یوں سے چھپنی ہونی رقم مسجد میں لگانے کا حکم	۸۳۹
۴۴۲	بیت اللہ کی تصویر والا قالین مسجد میں آویزاں کرنے کا حکم	۸۴۰
۴۴۳	مال حرام سے بنی ہوئی مسجد کو منہدم کرنے کا حکم	۸۴۱
۴۴۳	”یا محمد“ لکھی ہوئی اینٹیں مسجد میں نصب کرنا	۸۴۲
۴۴۴	مسجد میں مٹی کے تیل کا چراغ جلانا جائز نہیں	۸۴۳
۴۴۴	راستہ کی صرف اتنی مقدار مسجد میں شامل کر سکتے ہیں جس سے لوگوں کو ضرر نہ ہو۔۔۔	۸۴۴
۴۴۵	اعلان گم شدگی کے ممنوع ہونے میں بچہ اور سامان برابر ہے	۸۴۵
۴۴۶	متولی مسجد کسی کو مسجد میں آنے سے روک سکتا ہے یا نہیں	۸۴۶
۴۴۷	مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کو سلام کرنے کا حکم	۸۴۷
۴۴۷	غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں	۸۴۸
۴۴۹	منانندہ کارکنان جس حصے کو نماز پڑھنے کے لئے متعین کر دیں تو وہ ہمیشہ اسی کے لئے وقف رہے گا	۸۴۹
۴۴۸	غضب شدہ زمین پر بنائی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہے	۸۵۰
۴۵۱	مسجد کی بجلی ذاتی استعمال میں لانے کا حکم	۸۵۱
۴۵۲	سرکاری زمین میں بلا اجازت بنائی گئی مسجد کا حکم	۸۵۲
۴۵۲	مسجد کی بوسیدہ صوفوں کا حکم	۸۵۳
۴۵۳	مساجد میں پرائمری سکول کھولنا ناجائز ہے	۸۵۴

۸۵۵	مسجد میں سونا	۷۵۴
۸۵۶	مسجد کے لئے زمین وقف کر دینے کے بعد واقف اس میں اپنی قبر نہیں بنوا سکتا	۷۵۵
۸۵۷	جو جگہ ایک دفعہ مسجد بن جائے تو پھر وہاں دوکانیں نہیں بن سکتیں۔	۷۵۵
۸۵۸	مسجد میں نماز جنازہ کا اعلان کرنے کا حکم	۷۵۶
۸۵۹	مسجد کو چندہ دینے کے بعد واپس نہیں لے سکتے	۷۵۷
۸۶۰	مسجد میں روزانہ غرے لگولنے کا حکم	۷۵۷
۸۶۱	مملوکہ دوکانوں کے اوپر بنائی گئی مسجد کا حکم	۷۵۷
۸۶۲	مسجد کی ناقابل استعمال اشیاء منتظمہ کمیٹی کی اجازت سے فروخت کر سکتے ہیں	۷۵۸
۸۶۳	مسجد کے ہال کے نیچے مسجد کی ضروریات کے لئے تہہ خانہ بنانا	۷۵۸
۸۶۴	جو جگہ نماز کے لئے وقف تھی اس پر متولی رہائشی کمرہ بنادے تو اسے گرانا ضروری ہے	۷۵۹
۸۶۵	قادیانی کی بنائی ہوئی مسجد کے بارے میں	۷۶۰
۸۶۶	میونسپل کمیٹی کی اجازت سے کوچے کے کچھ حصے کو مسجد کے بالائی حصے میں شامل کرنا	۷۶۱
۸۶۷	مساجد و مدارس میں اپنا کتبہ لگانے کا حکم	۷۶۳
۸۶۸	جو مسجد قبلہ سے معمولی منحرف ہو اس کو گرنے کا حکم	۷۶۴
۸۶۹	مسجد کی دیواروں پر ایسا رنگ کرنا جس سے بدبو آئے	۷۶۴
۸۷۰	فرش کی گرمی سے بچنے کے لئے پاک جوتے پہن کر مسجد میں چلنا	۷۶۴
۸۷۱	مسجد کے لئے مال کی وصیت کرنے کے بعد اس میں کمی کرنا	۷۶۵
۸۷۲	متولی مشورہ سے امام دمؤذن مقرر کرے	۷۶۵
۸۷۳	مسجد کی صفائی سے جمع ہونے والا کوڑا کرکٹ کہاں پھینکا جائے	۷۶۶
۸۷۴	مسجد میں مجلس نکاح منعقد کرنے کا حکم	۷۶۷
۸۷۵	مسجد سے پٹرلیوں کے گھونسے اتارنے کا حکم	۷۶۸
۸۷۶	مسجد میں افطار کرنے کا حکم	۷۶۸
۸۷۷	مسجد کا ایک سینار بہت بلند و بالا تعمیر کرنا	۷۶۹
۸۷۸	رمضان المبارک میں ختم قرآن کے قریب مسجد میں رنگ دروغن کرنا	۷۶۹

۸۷۹	کسی عالم کی تقریر ریکارڈ کرنے کے لئے مسجد کی بجلی صرف کرنا	۷۷۰
۸۸۰	سحری کے وقت مسجد کے سپیکر سے وقت کا اعلان کرنا	۷۷۰
۸۸۱	بیت الخلاء نماز کی جگہ سے کتنے دور ہوں	۷۷۱
۸۸۲	مسجد کو کسکی نام سے موسوم کرنا	۷۷۱
۸۸۳	مفتظم مسجد ضرورت کے وقت اجرت معروضہ لے سکتا ہے	۷۷۲
۸۸۴	دھلے ہوئے کپڑے مسجد میں خشک کرنا	۷۷۲
۸۸۵	مسجد میں انگلیاں چٹھانے کا حکم	۷۷۳
۸۸۶	مسجد میں سر اور داڑھی میں کنکھا کرنا	۷۷۳
۸۸۷	مسجد کی رقم متولی سے چوری ہو جائے تو ضمان کا حکم	۷۷۳
۸۸۸	فرضوں کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنے کا حکم	۷۷۴
۸۸۹	تحفظ کے لئے مساجد و مدارس کو جبرٹ کرنا	۷۷۴
۸۹۰	مساجد کے لئے فساق و فجار سے چندہ لینے کا حکم	۷۷۵
۸۹۱	وضو کے بعد اعضاء مغسولہ سے گرنے والے قطرات سے مسجد ناپاک ہوگی یا نہیں	۷۷۶
۸۹۲	جو مسجد فخر و ریاء کاری کے لئے بنائی جائے وہ مشابہ مسجد ضرار ہے	۷۷۷
۸۹۳	ذبح سے حاصل شدہ رقم مسجد پر لگانے کا حکم	۷۷۸
۸۹۴	عید گاہ کے درختوں کو مسجد کے لئے استعمال کرنے کا حکم	۷۷۹
۸۹۵	ائمہ اوقاف کے لئے محکمہ سے تنخواہ لینے کا حکم	۷۸۰
۸۹۶	واجب الصدق مال مسجد میں لگانے کا حکم	۷۸۱
۸۹۷	مسجد میں دینی کتب کے مطالعہ کا حکم	۷۸۱
۸۹۸	امام متعین کرنے کا اختیار باقی مسجد کو ہے یا اہل محلہ کو	۷۸۲
۸۹۹	متولی مسجد کے فنڈ میں کیا کیا تصرف کر سکتا ہے	۷۸۳
۹۰۰	مسجد کی دوکان بنک کو کرایہ پر دینا	۷۸۴
۹۰۱	سرکاری زمین میں بلا اجازت بنائی گئی مساجد کو گرانے کا حکم	۷۸۵
۹۰۲	حرم قربانی کی قیمت مسجد پر لگانا جائز نہیں	۷۹۵
۹۰۳	غیر مسلم متروکہ اراضی پر مسلمان مسجد بنالیں تو وہ شرعاً مسجد ہے	۷۹۸
۹۰۴	بچے مسجد اور اوپر دوکانیں بنانے کا حکم	۸۰۲
۹۰۵	ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد پر لگانا	۸۰۳

کِتَابُ الطَّهْرَةِ

مَا يَتَعَلَّقُ بِالْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ

کیا بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے؟

ہمارے خطیب صاحب نے جمعہ کے دن مسئلہ بیان کیا کہ جو عورتیں ناخن پالش لگاتی ہیں ان کا وضو صحیح نہیں لہذا اگر وہ ایسے وضو سے نماز پڑھیں گی تو وہ کافر ہو جائیں گے کیوں کہ فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے۔ تو کیا خطیب صاحب کا یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں؟

یہ درست ہے کہ اگر ناخن پالش لگی ہوئی ہو اور نیچے پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوگا اور ایسے وضو سے نماز بھی نہیں ہوگی۔ البتہ ان پر کفر کا حکم لگانا درست نہیں۔ کیوں کہ بے وضو نماز پڑھنا اس وقت کفر ہے جب کہ بطور استخفاف ایسا کرے۔

وبهذا ظہرات تعدد الصلوة بلا طہر غیر مکفر فلیحفظ
وقد مرّ (در مختار) (قوله وقد مرّ) ای فی ادل کتاب
الطہارة وقد منا هناك عن الحلّیة البحت (فی هذه العلة و
ان علة الکفار انما هی الاستخفاف۔ ام (بشامیہ: ج ۱، ص ۱۵)
فقط واللہ اعلم

أَحَقُّرُ مُحَمَّدٍ نُورِ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ

مُفْتِی جَامِعِہ خَیْرِ الْمَدَارِسِ مُلْتَانِ

معذور وضو کرانے کیلئے ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے

۱۲ سال کے لڑکے کا کمر سے لے کر نیچے کا حصہ بالکل بے حس ہے۔ لیٹا ہوا خود اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتا اور کمزور بھی اس قدر ہے کہ ایک پانی کا گلاس خود اٹھا کر چار پانی سے نہیں پی سکتا۔ پاخانہ، پیشاب بھی دوسرا آدمی اس کو کرتا ہے۔ وہ قریب البیروغ ہے اور خوب سمجھ دار ہے اس پر نماز کا کیا حکم ہے؟ کپڑا بالکل پاک نہیں رکھتا۔ وضو بھی نہیں کر سکتا۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ دوسرے آدمی کے بغیر وہ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ کیا وہ ایسے ہی بغیر وضو نماز پڑھ لے یا اسے وضو کرانا ضروری ہے۔

المستفتی: محمد نفیس الرحمن ۵: ۷۷ آر ساہیوال

اس لڑکے پر بعد از بلوغ نماز فرض ہوگی گھر کے لوگوں میں سے کوئی آدمی اس کا وضو کر دیا کرے۔ اگر اس لڑکے کی ملک میں کوئی مال یا جائیداد ہو تو وضو کر لے کر ایک تنخواہ دار آدمی مقرر کر دیا جائے یعنی خادم کا انتظام کر دیا جائے۔ اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہو سکتی ہوں تو یہ لڑکا تیمم کر کے نماز ادا کر لیا کرے۔ اصل یہ کہ نماز کے وقت کوئی وضو کر لے والا ہو تو وضو کرانا ضروری ہے ورنہ تیمم کر کے نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔

وان وجد غیرہ ممن لو استعانت به اءانہ ولو زوجته

فظاهر المذهب انه لا یتیم ایضا بالاختلاف - (شامی: ۱۵: ص ۲۱۵)

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفی عنہ نائب مفتی

ابواب صحیح

خیر المدارس کس ملتان: ۱۵/۱/۱۳۸۱ھ

محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس کس ملتان

ناخن پاش کی حالت میں وضو کا حکم ہمارے ملک میں اکثر ستورات ناخن پاش استعمال کرتی ہیں کیا اس کے ناخنوں پر لگے ہونے کی حالت

میں وضو ہو جائے گا یا نہیں؟ اور اسی حالت میں غسل کرنے سے جنابت رفع ہو جائے گی یا نہیں؟

عبد الرشید لاہور

اگر یہ پاش اتنی موٹی ہو کہ اس کے نیچے پانی سرایت نہ کرے تو اس صورت میں نہ وضو
صحیح ہوگا اور نہ ہی غسل جنابت صحیح ہوگا۔

الجواب

بخلاف نحو عجین ۱۵ (در مختار) (قوله بخلاف نحو عجین) ای کعلک
وشمع وقشر سمک وخبز معضوغ متلبد ۱۵ (شامی ج ۱ ص ۴۳)
ولا بد من زوال ما يمنع وصول الماء للجسد كشمع و عجین -
(مرآتی الفلاح ، ص ۵۵) - فقط واللہ اعلم
افتقر محمد النور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ریح قبل ناقض وضو نہیں
ہو سکیں اس کو سسل بول پر قیاس کرنا کیسا ہے ؟

ریح اور سسل بول کا ایک ہی حکم ہے در مختار میں ہے۔
وصاحب عذر (من به سسل بول) لا يمكنه امساكه

او استطاع بطن او انفلات ریح او استحضات الخ) - (ج ۱ ص ۲۲۳)
در مختار علی الشامیہ -

یہ حکم ریح دبر کا ہے جو کہ عام حالات میں تو ناقض وضو ہے معذرت شرعی کیلئے ناقض وضو نہیں۔
ریح قبل ناقض وضو نہیں لیکن جس عورت کا پیشاب و پاخانہ کا راستہ ایک ہو گیا ہو اسے
احتیاطاً وضو کر لینے کا حکم ہے۔ مرآتی میں ہے۔

(ماخرج من السبلین الا ریح القبل فی الاصح) فینقض ریح
المفضاة احتیاطاً - (ص ۴۷) - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ، ۳ : ۴ : ۱۴۰۶ھ

نائب مفتی

بدبودار پانی سے وضو کا حکم
ایک مسجد میں سرکاری پائپ آتا ہے کبھی کبھی اس پانی سے بدبو
آنے لگتی ہے اندیشہ یہ ہے کہ وہ پائپ کہیں سے پھٹا ہوا ہے

گندا اور ناپاک پانی اس میں شامل ہوتا ہے۔ کیا اس بدبودار پانی سے وضو کر سکتے ہیں ؟
اس بدبودار پانی سے وضو نہ کریں۔

الحاج محمد

وينجس الماء القليل بموت مائى معاش بموى مولد و
بتغير احدا و صافه من لون او طعم اوريدح ينجس الكثير ولو جاريا
اجماعا ۱۱ (درمختار على الشامية : ج ۱ : ص ۱۷۱)۔

فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ : ۲۷ : ۲ : ۱۴۰۷ھ



کان اور ناک میں جہاں زیور پہنتے ہیں اس سوراخ میں پانی پہنچانے کا حکم

جہاں تک میں نے دینی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور مجھے جو بات سمجھ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ غسل
ضروری میں عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ناک کے سوراخ میں جہاں وہ تیل لڑنگ اور کانوں
کے سوراخوں میں جہاں وہ کانٹے وغیرہ جیسے زیور پہنتی ہے ان سوراخوں کے اندر پانی کو نہ پہنچانے تو غسل
کے فرائض پورے نہیں ہوں گے۔ پھر خاص کر تیلی کے سوراخ یعنی ناک میں پانی کا پہنچانا تو مشکل بھی ہے۔
چونکہ وہ تو اندر باہر سے چپکی ہوتی ہے اسے ہلایا بھی نہیں جاسکتا چونکہ گنجائش باقی نہیں ہوتی پچھلے
دنوں جب غسل کے فرائض اور شرائط پہ بات ہوئی تو ایک دوست نے جو تبوک میں رہتا ہے یہ کہہ کر
شک میں ڈال دیا کہ مذہب اسلام اتنا سخت اور پیچیدہ مشکل نہیں ہے جتنا کہ تم لوگوں نے بنا دیا ہے
جو اب کتاب و سنت کی رو سے فتوے ارشاد فرمائیں کہ ہم دونوں میں سے کون صحیح ہے۔ اور پھر اسلام
کی احتیاط سے کون کون سے زیور موزوں و موافق ہو سکتے ہیں تاکہ کسی لحاظ سے غسل ناقص نہ رہے ؟
اگر زیور پہننا ہوا ہے اور تنگ ہے تو اسے ہلانا ضروری ہے تاکہ پانی پہنچ جائے

الحاج محمد

اگر پہننا ہوا نہ ہو تو سوراخ کے اوپر پانی بہانے سے از خود پانی اندر چلا جائے تو بھی فرض ادا
ہو گیا ورنہ پانی پہنچانے البتہ کسی تنکے وغیرہ کے ذریعہ سے پہنچانے کا تکلف نہ کریں اور اسے تنگی کہنا
جہالت ہے بسا اوقات انہی جگہوں پر میل کچل جمع ہو کر سخت پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے
لہذا طبی تقاضا بھی یہی ہے کہ ان جگہوں کو صاف رکھا جائے۔

رجب تحريك القرط والخاتم الضيقين ولو لم يكن قرط
فدخل الماء الثقب عند مروره اجزاه والا ادخله ولا يتكلف
في ادخال شئ سوى الماء من خشب ونحوه كذا في البحر
الرائق - (هنديه : ج ۱ ص ۱۲) - فقط والله اعلم

محمد انور عفا الله عنه مفتی خیر المدارس ملتان ۲۲/۴/۱۴۰۸ھ

معذور کا وضو کب تک رہتا ہے
ایک آدمی جس کا ریح کے خارج ہونے سے وضو پانچ
منٹ بھی نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات تو مکمل

وضو کا وقفہ بھی نہیں ملتا۔ اسے ریح تنگ کرتی ہے۔

۱ : کیا وہی حالت میں وضو کرے ؟

۲ : وہ وضو تہجد اور صبح کی نماز کے لئے کافی ہوگا یا صبح کی نماز کے لئے جدید وضو کرے ؟

۳ : اگر صبح کو وضو کیا نماز کے بعد تلاوت و ذکر میں مصروف رہا یا کسی دنیاوی کام میں کیا اشراق
کے لئے دونوں صورتوں میں جدید وضو کرنا ہوگا یا وہی صبح کی نماز والا وضو کافی ہوگا ؟

۴ : نماز کے لئے وضو کیا ، نماز کے بعد دیگر عبادت بھی اس وضو سے کر سکتا ہے ؟ مثلاً
وظائف وغیرہ۔

اگر ریح اتنی دیر بھی نہیں رکتی کہ وضو کر کے دو یا چار رکعت فرض ادا کر لے تو یہ
شخص شرعاً معذور بن جاتا ہے۔ فرض نماز کے وقت کے اختتام پر یہ شخص

الحاج

بے وضو ہوگا۔ وقت کے اندر فرض، نفل، تلاوت اور دیگر جملہ وظائف کر سکتا ہے۔

ويبطل الوضوء عند خروج وقت المفروضة بالحدث السابق۔

ہندیہ : ج ۱ ص ۲۱)۔

ائمہ کے اختلاف کے پیش نظر بہتر یہ ہے کہ تہجد کے وضو سے فجر کی نماز نہ پڑھے اگرچہ امام ابوحنیفہؒ

اور امام محمدؒ کے نزدیک تہجد کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

لو توضأ المعذور لصلوة العيد له أن يصلي الظهر به عند

ابی حنیفہؒ و محمدؒ وهو الصحيح لانها بمنزلة صلوة الضحیٰ۔

(ہندیہ ۱ ج ۱ : ص ۲۱)

فجر کے وضو سے اشراق کی نماز نہ پڑھے۔ فقط واللہ اعلم
 بنده محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائیب مفتی خیر المدارس ملتان ۵/۹/۱۴۰۴ھ

ابواب صحیح
 بنده عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

پاؤں دھوتے وقت تلووں کو دیکھنا ضروری نہیں کیا پاؤں دھوتے وقت تلووں کو دیکھنا بھی ضروری ہے؟ بغیر دیکھے کیسے علم ہوگا؟ کبھی پاؤں کو ایسی چیز بھی لگ جاتی ہے جس کی وجہ سے پانی پاؤں تک نہیں پہنچتا۔

حافظ عباس مسیوالتی رائیونڈ
 عام حالات میں چونکہ تلوے کو ایسی چیز لگی ہوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ جوتے کے ذریعے حفاظت ہوتی رہتی ہے اس لئے ہر وضو میں تلووں کو دیکھنا واجب نہ ہوگا۔ و علیہ العمل۔ البتہ ایسا شخص جو جوتا نہیں پہنتا اور ایسی جگہ کام کرتا ہے جہاں ایسی چیز تلوے کو لگ جاتی ہے تو اس کے لئے احتیاط دیکھ لینے میں ہے۔ فقط واللہ اعلم
 بنده عبدالستار عفا اللہ عنہ ۴ : ۴ : ۱۳۸۲ھ

شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا زید نے بکر سے کہا کہ وضو کرنے کے بعد ذکر کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

زید نے کئی حدیثوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لہذا شرع محمدی میں اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ٹھوس ثبوت دیں؟ محمد یوسف خانیوال

شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے۔ اور جن احادیث میں اس ذکر سے وضو کرنے کا حکم آتا ہے ان کی مراد بھی ہاتھوں کا دھونا ہے وضو متعارف نہیں۔ کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا (جس نے وضو کرنے کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگایا ہو) تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هل هو الا بضعة منك شرم گاہ بھی

دوسرے اعضاء کی طرح ایک عضو ہے جب دوسرے اعضاء کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو شرم گاہ کو بھی ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (شامی : ج ۱ : ص ۱۳۶) فقط واللہ اعلم۔

بجواب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

وضو میں پاؤں بائیں ہاتھ سے دھوئے جائیں
وضو میں دونوں پاؤں یا ایک پاؤں داہنے
ہاتھ سے دھونا جائز ہے یا نہیں ؟

محمد شفیع کالی مور می حیدر آباد
بائیں ہاتھ سے پاؤں دھونا آداب وضو سے لکھا ہے لہذا دائیں ہاتھ سے پاؤں دھونا
خلاف آداب ہے۔ درمختار میں آداب وضو میں لکھتے ہیں۔

و غسل رجلیه بيساره اه (در مختار علی الشامیہ : ج ۱ : ص ۱۲۱)۔

فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

برش استعمال کرنے کا حکم
مرد جبہ بالوں کا برش استعمال کرنے سے سنت مسواک ادا ہو جائے
گی یا نہیں ؟

اگر اتفاقاً لکڑی کی مسواک نہ ہو تو برش سے دانت صاف کر لئے جائیں۔ اصل
سنت لکڑی کی مسواک ہے بلا ضرورت برش سنت مسواک کے قائم مقام
نہ ہوگا۔ اور اگر برش خنجریر کے بالوں کا ہو تو استعمال قطعاً حرام ہے۔ مشکوک ہو تو بھی ترک

اولیٰ ہے۔ (امداد المفتیین : ج ۱ : ص ۱۹۳) فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ : ۲۲ : ۱۱ : ۱۳۹۹ھ

برہنہ وضو کرنے سے بھی وضو ہو جاتا ہے
اگر برہنہ ہو کر غسل کیا جائے تو غسل ہو جاتا ہے
یا نہیں ؟ اور اگر اسی حالت میں وضو بھی کر

لیا جائے تو وضو نہ ہو جائے گا یا نہیں ؟ - محمد شفیع از خانگڑھ

الجواب مذکورہ صورت میں غسل درست ہے ایسے ہی وضو بھی درست ہے اب نماز پڑھنے کے لئے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوضأ بعد الغسل اھ (ترمذی شریف ج ۱، فقط واللہ اعلم۔)

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲۹ / ۱۱ / ۱۳۹۹ ھ

دوران وضو بار بار شک کرنے والا کیسے کرے

گنہگار شہ ہے کہ بندہ تجنیز کا مریض ہے جب وضو کرنے بیٹھتا ہوں تو ہوائیچے کو یعنی خارج ہونے کی جگہ پر غموں اور اکثر آجاتی ہے جیسے اب نکلی اب نکلی۔ کئی دفعہ وضو کرتا ہوں۔ مثلاً ہاتھ دھونے کے بعد شک پڑ جاتا ہے کہ کہیں ہوا خارج نہ ہو گئی ہو۔ پھر دوبارہ ہاتھ دھونے شروع کرتا ہوں۔ کبھی منہ تک پہنچنے کے بعد شک پڑ جاتا ہے۔ کبھی ایک پاؤں باقی ہوتا ہے کہ پھر نئے سرے سے وضو کرتا ہوں۔ غرض تجنیز کا مرض بھی ہے اور کوئی چیز شک بھی ڈال دیتی ہے۔ یہی حالت نماز میں پیش آتی ہے۔ کبھی اس طرف دھیان جاتا ہے کہ ہوا خارج نہ ہو گئی ہو۔ جب اکیلا نماز پڑھتا ہوں تو کوئی چیز کبھی دل میں یہ شک ڈال دیتی ہے کہ ”سبحانک اللہ“ نہیں پڑھی گئی۔ کبھی یہ شک پڑ جاتا ہے کہ ”الحمد للہ“ نہیں پڑھی گئی۔ غرض طرح طرح اور موڑ موڑ پر شک پڑ جاتی ہے۔ شرعاً ایسے مریض کو کیا کرنا چاہئے وضاحت سے ارشاد فرمائیں۔

وَشَكَّ فِي بَعْضِ وَضُوئِهِ وَهُوَ أَوَّلُ مَا عَرَضَ لَهُ

غَسَلَ ذَلِكَ الْمَوْضِعَ وَإِنْ كَثُرَ شَكُّهُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ

وَكَذَا لَوْ شَكَّ أَنَّهُ كَبَّرَ لَمْ يَفْتَحْ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ - أَوْ أَحْدَثَ

أَوْ مَسَحَ رَأْسَهُ أَوْ لَا فَإِنْ كَانَ أَوَّلُ مَا عَرَضَ اسْتَقْبَلَ وَإِنْ

كَثُرَ يَمْضِي -

(مراقی علی ہامش الطحطاوی ص ۲۶)

مقعد کے قریب محض ریح کے جمع ہو جانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اس کے نکلنے کا یقین نہ ہو۔
محض شک کی بناء پر تجدید ہرگز نہ کریں اس سے مرض بڑھے گا۔

نماز میں بھی اگر کسی سورۃ وغیرہ کے چھوٹنے کا خیال آوے تو اس کی طرف التفات نہ کریں جو
سورۃ پہلے سے پڑھ رہے ہوں اسی کو پڑھ کر نماز پوری کر لیں ایسے خیالات کو شیطانی دسوسہ
سمجھئے۔ اسی طرح خمر و ریح کا جب تک یقین نہ ہو محض شک کی بناء پر نماز نہ توڑیں۔ ایسے
شک اور دسوسہ کا علاج یہی ہے کہ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ دفع کرنے کا بھی ارادہ نہ کریں
کیونکہ اس سے یہ زیادہ چمٹے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس : ملتان

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھے اور انگلی اٹھائے

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے انگلی شہادت کو آسمان کی طرف اٹھانا کیسا ہے ؟
شامی جلد اول : ص ۱۱۹۔ میں آسمان کی طرف دیکھنے کا ذکر ہے انگلی اٹھانے
کا نہیں۔ وان يقول بعد فراعله الى قوله ناظرا الى السماء۔ (شامی ج ۱ ص ۱۱۹)

البتہ طحاوی میں علامہ غزنوی ۷۷ سے منقول ہے کہ انگلی کا اشارہ کرے۔ ذکر الغزنوی انہ یشیر
بسببہ حين النظر الى السماء۔ (ص ۲۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۴ : ۹ : ۱۲۰۷ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

مسواک ہر نیند کے بعد صبح سے رات کو سوئے ہوں یا دن کو

سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے کا ثواب صرف رات کو سوکر اٹھنے پر ملے گا یا کسی بھی وقت
سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے پر بھی وہی ثواب ملے گا ؟

الجواب نیند سے اٹھنے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے۔ حضرات فقہاء نے نیند کو مطلق رکھا ہے جو بظاہر عام معلوم ہوتا ہے کہ خواہ دن کے وقت ہو یا رات کے وقت۔ مرقی میں ہے۔

ويستحب لتغير الفم والقيام من النوم - (ص ۳۷) -

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۸ : ۱۲ : ۱۴۰۹ھ

داڑھی کے غسل و خلل کے بارے میں قول فصیل

خلل یا غسل لحیہ کا حکم شرعی کیا ہے۔ پہلے تو یہ سنایا پڑھا تھا کہ داڑھی گھنی ہو تو صرف خلل مسنون ہے ورنہ جہاں سے چہرہ کی کھال نظر آئے اس کا دھونا فرض ہے۔ دریافت کرنے پر ایک سالوت مفتی دیوبند نے اس کا طریقہ اس طرح دکھا کر سمجھایا تھا کہ چہرہ دھوتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں نیچے کی جانب سے داڑھی میں داخل کر کے خلل کیا جائے۔

پھر ایک عالم مدرس نے بتایا کہ ایک چلو میں پانی لے کر نیچے سے داخل کیا جائے۔ اور بعض لوگوں نے غسل لحیہ کو ضروری کہا۔

پھر ایک بڑے عالم نے کہا کہ امام اعظم ؒ کے اس بارے میں آٹھ قول منقول ہیں اور کئی میں گھنی داڑھی کا خلل اور غیر گھنی کا غسل جو لکھا ہے یہ تسامح ہے بلکہ ہر صورت غسل لحیہ ہی ضروری ہے بحر الرائق میں یہی کہا گیا ہے۔

ان مختلف جوابات سے تردد واقع ہو گیا۔ مہربانی فرما کر تشفی بخش جواب دیں۔

الجواب ۱۔ بحیثیت کثہ کا دھونا فرض ہے لیکن یہ سارے بالوں کے بارے میں نہیں۔ بلکہ یہ صرف شعر غیر مسترسل کے متعلق ہے۔ صاحب بحر مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔
وهذا كله في غير المسترسل واما المسترسل فلا يجب غسله

ولا مسحه لكن ذكر في منية المصلي انه سنة -

(بحر الرائق : ج ۱ : ص ۱۶)

۲ : جو داڑھی کچھ گھنی اور کچھ خفیف ہو اس کا حکم یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتہ کے نیچے کا دھونا فرض نہیں اور خفیف والے حصے کے نیچے کا دھونا فرض ہے کیونکہ سقوط غسل کی علت جزم الاستتار بالشعر ہے۔

كما في الدر المختار والشامية. وفي البرهان يجب غسل بشرة لم
يسترها الشعر اه وفي الشامية تحته اما المستورة تساقط غسلها

للحرج - (ج ۱ : ص ۹۴) -

الحاصل یہ کہ کتہ کے بارے میں صحیح اور مفتی برہی قول ہے کہ اس کے ظاہر کا دھونا فرض ہے اور باطن و داخل کا غلغل سنت ہے۔ كما في المعتبرات - فقط والله اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۸/۱۰/۱۳۸۲ھ

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ رئیس الافکار

مسواک کے ساتھ کلی کرنے کا طریقہ اور تین بار پانی لینے کا مطلب

مسواک میں جو ہر بار پانی لینا ہے اس سے کیا مراد ہے آیا مسواک کو دھونے کے لئے ہر بار نیا پانی لینا مراد ہے یا ایک بار مسواک کر کے پھر پانی لے کر کلی کرنا مراد ہے ؟ اور کلی کس طرح مسنون ہے ؟ آیا تین بار مسواک کر کے بعد میں تین بار کلی کرے یا ہر بار مسواک کرنے کے بعد کلی کرے۔ اس طرح تین بار کلی کرنے کی سنت کو پورا کرے۔ یا ہر بار مسواک کے ساتھ کلی کرنے کے علاوہ آخر میں مسواک سے فارغ ہو کر پھر تین بار اور کلی کرے۔ ان تینوں صورتوں میں سے کون سی صورت مسنون ہے ؟

حافظ رحمت اللہ مدرسہ رائیونڈ

ہر بار نیا پانی لینے سے مراد یہ ہے کہ ہر بار مسواک کرنے کے بعد اسے دھوئے اور

الجواب

نئے پانی سے تر کرے (بعیاہ ثلثہ) بان یبلہ ف کل مرة ۱ھ

(مشامی : ج ۱ : ص ۱۰۶)۔ تین دفعہ اس طرح مسواک کرنے کے بعد تین دفعہ کلی کرے۔

كما يظهر من هذه العبارة دهل يدخل اصبعه في فمه وانفله الاولى

نعم قہستانی (مدتار) ظاہرہ ولوتسوک لاحتمال ان یتخلل من اجزاء
السواک شیء ۱ ھ (شامی ج ۱ : ص ۱۰۸) - فقط واللہ اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

اجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

۲۸ : ۵ : ۱۳۸۲ ھ

مریضہ سیلان کے متعلق چند مسائل

۱۔ مجھے لیکوریا (سیلان الرحم) کی بیماری ہے جس کی وجہ سے بار بار وضو ٹوٹ جاتا ہے تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے ؟

ب : اگر میں بیٹھ کر نماز ادا کروں تو پانی کم خارج ہوتا ہے یا بعض وقت ہوتا ہی نہیں۔ کیا میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہوں ؟

ج : اگر میں کوئی دہشت کی آواز سنوں تو زیادہ اخراج ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی ڈراؤنا خواب دیکھوں تو خواب میں رطوبت خارج ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر خواب میں اخراج ہو جائے

خواہ کسی نفسانی خواہش کے تحت نہ بھی ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے ؟

د : نیز میں نے پڑھ لیا ہے کہ ایسا ویسا خواب نہ بھی دیکھا ہو اگر سو کر اٹھیں تو رطوبت موجود ہونے پر غسل کر لیا جائے۔ مبارک وہ منی ہو۔ عورتوں میں کچھ پانی موجود ہوتا ہے۔ خاص کر میرے اندر بیماری کی شکایت ہے کیا میں ہر روز غسل کروں ؟

۲۔ بعض صورتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اجازت دی ہے کہ بیمار یا معذور نماز کے آخری وقت میں وضو کر کے اس وقت کی اور اگلے وقت کی نماز دونوں ایک ہی

وضو سے پڑھ سکتا ہے۔ ایسی رعایت کن مریضوں کے لئے ہے۔ نیز معذور کے لئے حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے جب تک اس نماز کا وقت رہے گا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

۳۔ کسی کی صبح کی نماز قضا ہو گئی اب اس قضا کو پڑھے بغیر ظہر کی نماز ادا کرتا ہے تو یہ نماز ہوئی یا نہ۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر وہ صبح کی نماز دوسرے دن کی صبح کے ساتھ پڑھ لی جائے

تو ٹھیک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر بغیر کسی غدر کے چاروں نمازیں پڑھ لے اور پھر دوسرے

دن صبح کے وقت قضا پڑھی تو ان چاروں نمازوں کو لوٹانا چاہئے کیا یہ درست ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگرچہ نمازیں بغیر قضا شدہ کے پڑھے تو صرف قضا پڑھے باقیوں کو نہ لوٹائے کیا یہ بھی درست ہے؟ - ایک خاتون از سیالکوٹ -

ا : اس رطوبت کے نکلنے سے احتیاطاً وضو کر لینا چاہئے۔

ب : اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رطوبت خارج نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔

کذا فی الشامیۃ و کذا الوسال عند القیام یصلی قاعداً - (۱۳- ص ۲۲۵)۔

ج د : جب یہ یقین ہو کہ یہ رطوبت دہی ہے جو جاگتے میں بھی بوجہ بیماری خارج ہوتی رہتی ہے تو ایسی صررت میں غسل واجب نہیں ہوگا۔ جس مسئلہ کا سوال میں ذکر ہے وہ غیر مریض کے بارے میں ہے۔

۲ : معذور ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ نماز کے پورے وقت میں اسے اتنا وقت نہ مل سکے کہ با وضو ہو کر نماز کے فرض ادا کر لے۔ ایسا شخص معذور بنے گا۔ یہ نماز کے وقت میں وضو کر کے نماز فرض وغیرہ پڑھ سکتا ہے اسی عذر (مثلاً سیلان رطوبت) سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اس نماز کا وقت ختم ہوتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا۔ آئندہ نماز کے لئے دوسرا وضو کرنا ہوگا۔ مگر جو شخص بیٹھ کر خالی از عذر ہونے کی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے وہ معذور نہیں۔

کما فی الشامیۃ والدر المختار : ج ۱ ص ۲۸۳ - وخروج برودہ عن ان

یکون صاحب عذر -

۳ : قضا شدہ نماز یاد آنے پر فوراً اسوائے اوقات مکروہہ کے پڑھ لینا ضروری ہے یاد ہوتے ہوئے اگر وقتیہ کو ادا کیا جائے تو نماز وقتیہ کی ادا صحیح نہ ہوگی اس کا اعانہ واجب ہے۔ یہ صاحب ترتیب کے لئے ہے۔ اگر قضا یاد نہ ہونے کی صورت میں وقتیہ پڑھ لی تو وقتیہ کی ادا صحیح ہوگئی۔ قضا کی ادائیگی کو مؤخر نہ کرے۔ چھ نمازوں کی قضا کا مسئلہ کسی محرم رشتہ دار کے ذریعہ محقق عالم سے زبانی دریافت کر لیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی - ۱۱۸ : ۱۳۸۲ھ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

احلیل کے اندر روئی کا ترہونا ناقض وضو نہیں

ایک آدمی پیشاب کا مرض ہونے کی وجہ سے سوراخ ذکر میں روئی رکھتا ہے اگر روئی اندر غائب کر لی جائے کہ خارج میں نشان باقی نہ رہے اور اندر ہی اندر مرطوب ہو جائے لیکن رطوبت سوراخ سے باہر نہ آئے تو وضو ٹوٹا یا نہیں ؟

احلیل کے اندر روئی بالکل غائب کر دینے کی صورت میں جب رطوبت باہر نہیں نکلی یا مرطوب روئی کو باہر نہیں نکالا گیا تب تک وضو نہیں ٹوٹا۔ ہاں اگر مرطوب روئی باہر نکلی یا نکالی گئی تو اس وقت سے وضو ٹوٹا ہوا سمجھا جائے گا۔ فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۱۸ میں ہے۔

اذا ادخل فی احلیلہ قطنہ وغیہا ثم خرجت او اخرجها نقض الوضوء اھ۔

اور اگر احلیل میں روئی کو بالکل غائب نہیں کیا بلکہ ایک طرف داخل اور ایک طرف ظاہر رہی تو طرف داخل کے ترہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ طرف ظاہر پر ترمی نمودار ہو جائے فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

واذا خاف الرجل خروج البول فحشى احلیلہ بقطنہ ولولا القطنہ لخرج منه البول فلا بأس به ولا ينتقض وضوءه حتى يظهر البول على القطنہ وان ابتل الطرف الداخل من القطنہ فکذلك مالم يبتل الطرف الظاهر منها۔ اھ۔ (ج ۱ ص ۱۸) فقط واللہ اعلم

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ
مستم خیر المدارس ملتان
۲۸ / ۱ / ۱۳۶۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الرحمن عفا اللہ عنہ
مدس خیر المدارس ملتان

صرف عمامہ پر مسح درست نہیں "بلوغ المرام" میں لکھا ہے کہ مسح علی العمامۃ جائز ہے۔ عبارت یہ ہے "مسح بناصیتہ و علی العمامۃ"

وعلى الخفين اه اس کے متعلق جواب ارشاد فرمائیں۔

حافظ عبد الجبار مدرسہ دار الہدیٰ خانیوال

الجواب عدم جواز نص قرآنی سے ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ وامسحوا برؤوسکم اللہ اور ظاہر ہے کہ مسح علی العمامۃ ، مسح علی الرأس نہیں۔

احادیث مسح علی العمامۃ مختلف طرق سے مروی ہیں۔ مسلم شریف میں حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ومسح بناصیتہ وعلی العمامۃ اه اور بعض روایات میں صرف عمامہ کا ذکر ہے۔ لہذا نص قرآنی اور احادیث صحیحہ دالۃ بر وجوب مسح رأس کو مد نظر رکھتے ہوئے احادیث جواز کا صحیح محمل متعین کیا جائے گا۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے ربع رأس پر مسح فرمایا جو مقدار ناصیہ کے تقریباً برابر ہے۔ لیکن عمامہ سر سے اتار کر رکھا نہیں۔ باقی سر پر عمامہ کے اوپر سے ہاتھ پھیر لیا جس کو راوی نے کبھی مکمل نقل کرتے ہوئے ”مسح بناصیتہ وعلی العمامۃ“ ذکر کیا۔ اور کبھی صرف عمامہ ذکر کر دیا۔

الحاصل مسح ربع رأس پر کیا گیا تھا۔ عمامہ پر مسح ادا نئے فرض کے لئے نہ تھا۔ علاوہ ازیں علامہ ابن عبد البر مالکی نے مسح علی العمامۃ کی تمام روایات کو معلول قرار دیا ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

۲۳ / ۱ / ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اگر شرعاً معذور ثابت ہو جائے تو ایک ہی وقت میں ایک ہی وضو کرنا پڑے گا

اگر پیشاب کے بعد قطرات کی بیماری ہو تو ایک ہی استنجا کرنا پڑے گا یا قطرات آنے کے بعد دوبارہ استنجا کرنا پڑے گا؟ اور یہ قطرات اگر شلوار پر پڑ جائیں تو ان کا دھونا ضروری ہے یا ویسے ہی نماز ادا ہو جائے گی؟ ایسے ہی ریاچ کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

۲ : اگر کوئی امام کے متعلق برائی بیان کرتا ہے اور عیب پر نظر رکھتے ہوئے اس کے متعلق باتیں کرتا ہے تو کیا ایسے شخص کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جائے گی؟

۳ : اگر کوئی کسی کے سامنے کسی کی غیبت کرے اور سننے والا اسے رد کرنے پر قادر نہ ہو اور مجبور اس لیتا ہو تو کیا وہ بھی گناہگار ہوگا ؟

الجواب شرعاً معذور وہ شخص ہے جسے پورے وقت میں عذر سے خالی اتنا وقت بھی مہیا نہ ہو کہ جس میں وضو کر کے صرف فرض ادا کر سکے۔ اگر طہارت حاصل کر نیکیے بعد فرض کی مقدار وقت مل جاتا ہے تو وہ شخص معذور نہیں۔ اسے خرورج قطرہ یا خرورج ریح کی صورت میں وضو کا اعادہ کرنا ہوگا۔ بدن یا کپڑے کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اس کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ نیز اگر اکیلا بدون جماعت بغیر عذر نماز ادا کر سکتا ہے تو جماعت چھوڑ دے۔ بلکہ اگر بیٹھ کر یا اشارہ سے ادا کرنے سے عذر سے بچاؤ ہو سکتا ہے تو ویسے ہی ادا کرے۔

قال فالدرا المختار يجب رد عذره او تقليله بقدر قدرته ولو بصلوته مؤمياً - (شامیہ ص ۲۸۳ ج ۱)۔

البتہ جو شخص مذکورہ بالا تعریف کے مطابق معذور ہو جائے اس کے لئے عذر کی موجودگی میں نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ نماز شروع کرنے سے قبل بدن اور کپڑے سے نجاست و مصولینی چاہئے۔

۲ : امام کی برائی بیان کرنا اچھا نہیں، نماز ہو جاتی ہے۔

۳ : غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں مجرم ہیں۔ البتہ اگر زبان سے رد کرنے پر قدرت نہ ہو اپنی بے عزتی اور ضرر کا اندیشہ ہو، تو دل سے بُرا جاننے کی صورت میں غیبت کے گناہ سے مامون ہونے کی امید ہے۔ انشاء اللہ گناہگار نہ ہوگا۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ ہذا

الجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سلسلہ البول والے کے وضو اور کپڑے کی طہارت کا مسئلہ

بندہ بالکل چھوٹی عمر سے سلسلہ البول کی بیماری میں مبتلا ہے اب عمر پچیس سال ہے آرام بالکل ہی نہیں۔ بعض اوقات میں قطرات ٹھہر جاتے ہیں۔ بعض اوقات میں قطرات مسلسل جاری رہتے ہیں۔

حتیٰ کہ وضو بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نماز پڑھ سکوں۔ مثلاً صبح صادق سے عام طور پر جو قطرات شروع ہوتے ہیں تو سورج نکل آتا ہے نماز بعد میں قضا کر لیتا ہوں الخ

دوسری عرض یہ ہے کہ فقیر آدمی ہوں دو تہ بند رکھتا ہوں ایک تہ بند ہر وقت باندھتا ہوں جو کہ پلید رہتی ہے اور دوسرا نماز کے وقت باندھتا ہوں مگر وہ بھی نماز کی حالت میں بول سے نجس ہو جاتی ہے تو کیا اس حالت میں جب کہ کپڑا نجس ہو نماز ٹوٹانی پڑے گی ؟

جسے نماز کے ابتدائی وقت سے قطرات شروع ہوئے اور آخری وقت تک اتنی دیر کے لئے بھی نہیں رکے کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو یہ شخص شرعاً

معذور ہے کہ اس کا وضو ایک دفعہ کر لینے سے وقت کے اندر قطرات کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ اگرچہ دوران وضو یا نماز قطرات ٹپکتے ہیں نماز ہو جائے گی۔ دوسرے وقت آنے پر پھر تازہ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر کپڑا اتنی دیر بھی پاک نہیں رہتا کہ فرض ادا کر سکے تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی ورنہ دھونا ضروری ہو گا جب کہ قدر درہم کو پہنچ جائے۔

کما فی الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۲،

وان سال علی ثوبہ فوق الدرہم جاز لہ ان لا یغسلہ ان کان
لو غسلہ تنجس قبل الفراغ منها ای الصلوۃ والایتنجس قبل فراغہ
فلا یجوز ترک غسلہ هو المختار للفتویٰ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد التبار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

غیر محمد غفرلہ ۲۶، ۲، ۱۳۸۵ھ

بندہ پیٹ کی تکلیف کا دائمی مریض ہے ریاخ خارج ہوتی رہتی ہیں اگر وضو کے بعد ریاخ کو اتنی دیر روک

معذورین کیلئے مختصر ترین نماز

لیا جائے کہ نماز مکمل پڑھی جاسکے تو پیٹ میں تکلیف پیدا ہو کہ دل کی طرف آ جاتی ہے۔ اگر ریاخ کو نہ روکا جائے تو کئی دفعہ وضو ٹوٹ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نماز دھرائی پڑتی ہے۔ یہ صورت متواتر پریشان کن ہے۔ شرعی لحاظ سے بندہ معذور ہے یا نہیں ؟

محمد فاروق ملتان

الجواب

وضو کر کے اگر صرف نماز کی فرض رکعتیں بغیر وضو ٹوٹے پڑھ سکتے ہوں تو آپ شرعاً معذور نہیں ہوں گے۔ گو اس دوران ریاح کو معمولی طور پر روکنا بھی پڑے یہ فرض رکعتیں بھی اس طرح سے پڑھیں کہ صرف نماز کے فرض و واجبات ادا ہو جائیں گو سنن و مستحبات رہ جائیں اس طرح یہ رکعتیں مزید مختصر ہو جائیں گی۔

مثلاً قیام میں صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ کوثر یا اخلاص۔ رکوع اور سجود میں ایک ایک دفعہ تسبیح اور التحیات کے بعد اللہم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد مختصر درود اور اللہم اغفر لی دعا رکافی ہے تیسری اور چوتھی رکعت کے قیام میں صرف تین تین مرتبہ سُبْحَانَ اللہ گو سورۃ فاتحہ نہ پڑھیں۔ امید ہے کہ اس طرح سے آپ با وضو نماز پڑھ سکیں گے۔ اگر آپ بھی دشواری ہو تو تفصیل لکھ کر دوبارہ جواب حاصل کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۲۴/۸/۱۳۸۸ھ



بار بار پیشاب آتا ہو تو وضو کیسے کرے میری عمر تہتر (۳۷) برس ہے بار بار پیشاب آتا ہے

صبح کو ایک ڈیڑھ گلاس پانی دوا کے طور پر پیتا ہوں

ظاہر ہے کہ پیشاب بار بار آئے گا۔ اگر پانی نہیں پیتا تو جوڑوں میں درد ہونے کا امکان ہے۔ کئی سال سے یہ تکلیف ہے اب کھانسنے پر یا کسی ایسی جگہ پر گزرنے سے جو کہ سڑک کی سطح سے نیچے ہو تو پیشاب کا قطرہ نکل جاتا ہے۔ رات کو سوتا ہوں تو مشہور رہتا ہے کہ شاید کوئی قطرہ نکل گیا ہو۔ رات کو کئی مرتبہ اٹھتا ہوں اس خیال سے کہ قطرہ نکل گیا ہو تو پاک کر لوں۔ عرصہ کئی سال سے صبح سویرے نچلا دھڑ اپنا اچھی طرح سے دھو کر پاک کرتا ہوں، پھر وضو کرتا ہوں، پھر نماز پڑھتا ہوں اور پھر نوافل و وظائف کے لئے کئی بار وضو کرتا ہوں اور پیشاب بھی رک رک کر آتا ہے۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس بیماری کی وجہ سے اور پیشاب بار بار کرنے کی وجہ سے وضو کرنا ضروری ہے یا نہ؟

بہتر یہ ہے کہ آپ لنگوٹ باندھ لیا کریں اس سے قطرہ سوراخ نہ کرے باہر نہیں آئے

الجواب

گا۔ اگر کسی وقت آ بھی جائے تو صرف کپڑا بدل لینا کافی ہو گا۔ استنجاء کر کے وضو

کر لیں۔ نچلا دھڑ پورا دھونے کی ضرورت نہیں۔ بار بار وضو کرنے کی صورت میں وقت ہو تو جلدی جلدی

بھی کر سکتے ہیں لیکن فرائض و ضویر کا ہر حال میں اہتمام رہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

۶ : ۶ : ۶ : ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نُزُوج الدَّوْدَةِ مِنَ الدَّرَبِ نَقِضُ الْوَضُوءِ

میں نے جب سے بوا سیر کا اپریشن کرایا ہے کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاخانہ میں جو

سفید رنگ کے کپڑے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے حالت نماز میں مقعد میں خارش سی محسوس ہوتی ہے مگر وہ کپڑا مقعد سے بالکل باہر نہیں آتا جب تک کہ میں خود نہ کھلاؤں۔ ہاں حالت نماز میں مجھے اتنا ضرور محسوس ہوتا ہے کہ کپڑا نزع کرنا ہے اگرچہ بالکل باہر نہیں آتا۔ ایسی حالت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ اور کیا نماز باقی رہتی ہے یا نہیں؟

۲ : یوں بھی سمجھیں کہ پیٹ کے اندر سے تو نکلتا ہے مگر بالکل باہر نہیں آتا اگرچہ مجھے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اب نزع کرنا ہے۔

محمد سلیمان : نوال شہر ملتان

جب مقعد کے سوراخ سے کپڑا باہر نکل آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز نہ ہوگی اور سوراخ سے باہر نکلنے سے پہلے اندر اندر پھرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور نہ ہی وضو ٹوٹے گا۔

الجواب صحیح

وينقضه خروج نجس منه الخ لقوله وخروج غير نجس مثل ریح او دودة او حصة من دبر۔

(تنوير الابصار مع الدر المختار على الشامية ج ۱ ص ۱۲۲ تا ۱۲۶)

محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۵/۱۲/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

بعض لوگ گردن کا مسح کرتے ہوئے حلقوم یعنی گلے کا بھی مسح کرتے ہیں۔ آیا شرعاً یہ صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جرم۔

گلے کا مسح بدعت ہے

الاجوبہ
گردن کا مسح مستحب ہے مگر حلقوم کا بدعت ہے یہ نہ کیا جائے۔
» والثانی مسح الرقبة وهو بظهر اليدين وأما مسح الحلقوم
فبدعة اه كذا في البحر الرائق - (عالمگیری ج ۱، ص ۴۷)۔
فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا۔

پاؤں پر داد چنبیل ہونے کی وجہ سے وضو ساقط نہیں ہوگا !

ایک امام مسجد کے پاؤں پر داد چنبیل ہے۔ جس کی وجہ سے تقریباً چار ماہ سے وضو نہیں کر رہا ہے اور تیمم سے امانت کر رہا ہے۔ اور تیمم بھی مسجد کی سینٹ سے پلستر شدہ دیوار سے کر لیتا ہے۔ کیا وہ درست کر رہا ہے۔ مقتدیوں کی نماز ہونی یا نہیں؟
سائل اللہ رکھا۔ بستی شریف پورہ

الاجوبہ
پاؤں پر داد چنبیل ہونے کی وجہ سے وضو ساقط نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں تیمم جائز نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ پانی نقصان دیتا ہو تو پاؤں پر مسح کر لیا جاتا۔ لہذا جتنی نمازیں مذکور امام کے پیچھے اس تیمم کی حالت میں ادا کی گئی ہیں ان کو دوبارہ ادا کیا جائے۔
فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح
محمد انور عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
۱۵۱۱۵ ۱۴۰۰ھ

غسل فرض میں ناف میں انگلی ڈالنے کا حکم
غسل کرتے وقت ناف میں انگلی ڈالنا فرض غسل میں ضروری ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جہودا۔

الاجوبہ
فرض غسل میں ناف کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ انگلی پھیر لی جائے تاکہ پانی پہنچنے کا یقین ہو جائے۔

» ويجب ایصال الماء الى داخل السرة وينبغي ان يدخل اصبعه

فیہا للمبالغة کذا فی محیط السرخسی ۱۵ (عالمگیری، ج ۱ ص ۷۰)۔

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان



وضو اور تیمم دونوں ممکن نہ ہوں تو نماز کیسے پڑھی جائے

حالیہ دردناک واقعہ میں جب بائی جیکمر نے پاکستان کا جہاز اغوا کر لیا تھا تو ان پندرہ دنوں میں نمازیں کیسے ادا کی جاسکتی تھیں؟

سائل محمد انور، مسلم کمرشل بینک منگلا کالونی، حیدرآباد
اگر وضو اور تیمم دونوں ممکن نہیں اور کھڑے ہو کر رکوع اور سجدہ کر سکتا ہے تو اس وقت ایسے ہی نماز پڑھ لے اور اگر قیام کی بھی اجازت نہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھ لے۔ بعد میں ان تمام نمازوں کی قضا کی جائے۔ فقط واللہ اعلم
بندرہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۱۴/۵/۱۴۰۱ھ



قرآن مجید کے صفحہ میں جو جگہ خالی ہو اسے بھی بے وضو نہیں چھو سکتے

الف : ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اگر ہو خارج ہو جائے تو ورق الٹنے کے لئے تنکا استعمال کرتے ہیں۔

ب : یا پھر جو سفید جگہ ہوتی ہے جہاں پر لفظ لکھے ہوئے نہیں ہوتے معمولی سی نگلی لگا کر ورق الٹتے ہیں یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ تو قرآن نہیں ہے۔ آیا یہ عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ مینو، تو جبروار۔
سائل قاری محفوظ احمد، حال مقیم راولپنڈی۔

ورق پلٹنے کے لئے تنکا وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ صفحہ کی جس جگہ پر آیات وغیرہ نہ لکھی ہوں اسے بھی بے وضو نہیں چھو سکتے۔

الف : (قوله وحل قلبه بعود) اے تقلیب اوراق المصحف بعود ونحوہ

لعدم المس عليه اه (شامی ج ۱ ص ۱۶۱)۔

ب : فلا يجوز مس الجلد و موضع البياض منه وقال بعضهم يجوز
وهذا اقرب الى القياس والمنع اقرب الى التعظيم كما في البحر
ای والصحيح المنع كما ذكره اه (شامی ج ۱ ص ۲۴۰)۔

(۲) : والصحيح منع مس حواشی المصحف والبياض الذي لا كتابة
عليه كذا في التبيين اه (عالمگیری ج ۱ ص ۲۰)۔
فقط والله اعلم

مفت محمد انور عفا الله عنه مفتی جامعہ ندوۃ العلماء ۱۴۱۰ھ

دوران وضو سر کا مسح یا دنہ رہا تو دوران نماز داڑھی کی تری سے مسح کر سکتا ہے یا نہیں

اگر کوئی آدمی فرض وضو میں سے ایک فرض یعنی مسح رأس کو بھول جائے پھر اس کو نماز کے
ضمن میں یاد آجائے کہ میں نے مسح نہیں کیا تھا تو کیا وہ اپنی داڑھی کی تری سے نماز کے اندر ہی مسح
کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر کر سکتا ہے تو اشکال یہ ہے کہ اس کی نماز کا بعض حصہ با وضو اور بعض بے وضو
گزرے تو یہ بنا بر صحت علی الفاسد ہوئی۔ یہ درست نہیں۔

شق ثانی یعنی اگر نماز کے اندر مسح نہیں کر سکتا تو ان مندرجہ ذیل آثار کا صحیح محمل کیا ہے ؟

۱ : عن ابی بکر بن عیاش عن مغیرہ عن ابراہیم قال اذا نسی
ان یمسح رأسه وفي لحيته بلل فذكر وهو في الصلوة فان كان
في لحيته بلل فليمسح رأسه۔

۲ : عن حفص ابن غیاث عن عبد المالك عن عطاء قال اذا نسی مسح
رأسه فوجد في لحيته بللا اجزأه ان یمسح به رأسه۔

۳ : عن ابی علیہ عن یونس عن الحسن فی قوله فی الرجل یذكر
فی الصلوة انه لم یمسح رأسه وفي لحيته بلل قال یمسح رأسه
من بلل لحيته۔

۴ : یزید ابن ہارون عن حماد بن سلمة عن قتادة عن فلاس
 فيما يعلو حماد عن علي قال اذا توضأ الرجل فمسي ان يمسح
 برأسه فوجد في لحيته بلا اخذ من لحيته فمسح رأسه
 فهداه الآثار ماثورة في مصنف ابن أبي شيبة ص ۱۰
 ان آثار کا صحیح محمل بیان فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

محمد انور کلیم لائلپوری

متعلم دورہ حدیث خیر المدارس ملتان

اثر ثانی و رابع میں تذکر فی الصلوٰۃ کی تصریح نہیں بلکہ مطلق تذکر ہے
 پس مفید نہیں۔ اور اوّل و ثالث میں یہ تصریح نہیں کہ ایسی صورت میں سابقہ
 نماز بھی درست ہوگی پس اشکال نہیں۔ ممکن ہے کہ مقصود یہ بتلانا ہو کہ اس صورت میں سارے
 وضو کا اعادہ نہیں بلکہ صرف مسح رأس کافی ہو جائے گا۔ اور اگر یہ تصریح مل جائے کہ صورت مذکورہ
 میں یہ ائمہ صحت صلوٰۃ سابقہ کے قائل ہیں تو اس میں تنگی نہیں۔ مسئلہ اجتہادی ہے۔ طہارت شرط نماز
 ہے۔ شروط کے لئے تقدم لازم نہیں جیسا کہ صوم نیت متاخرہ من الشرع سے بھی درست ہے
 بلکہ امام صاحب رحمہ اللہ تو آخر نماز کے بارے میں بھی جواز و صحت تاخیر نیت کے قائل ہوتے ہیں یعنی
 اگر کسی نمازی نے تکبیر تحریمیہ کے بعد نیت کر لی تو نماز درست ہو جائے گی۔ (مکرج ۱ ص ۲۹۱)۔

بندہ عبدالستار عفی عنہ

تیسری توجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نسیان کی وجہ سے متروک مسح کو منوثر اور مضرنہ سمجھا گیا ہو۔
 چنانچہ ارشاد نبوی ہے رفع الله على امتي ثلثا وذكر منها الخطاء والنسيان۔
 یعنی تذکر سے قبل وضو کو بدیں وجہ درست تسلیم کیا گیا ہو کہ ترک مسح ناسیا ہوا ہے اور نسیان
 معاف ہے۔ بنص حدیث وجہ ہے کہ حدیث مذکور کی بناء پر امام شافعی رحمہ اللہ نماز میں کلام ناسیا کو
 مفسد نہیں مانتے اور روزہ میں افطار ناسیا کا مضرنہ ہونا تو اجماعی مسئلہ ہے۔ پس کوئی اشکال
 نہیں۔

چوتھی توجہ یہ بھی محتمل ہے کہ مسح مذکور سے مراد مسح زائد علی القدر المفروض یعنی (مسح سنت ہو)
 پہلے وضو میں مسح قدر مفروض جس کی ادنی مقدار امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تین بال ہیں ہو چکا۔

پس اشکال نہیں - فقط - عبد الستار -

پانچویں توجہ یہ بھی محتمل ہے کہ اکثر اوقات شیطان نماز میں دسوسہ ڈالتا ہے کہ تو نے مسح نہیں کیا۔ ایسی صورت میں دفع دسوسہ کے لئے داڑھی کی ترمی سے ہاتھ گیل کر کے سر پر پھیر لے۔ اب یہ مسح دفع دسوسہ کے لئے ہوا نہ کہ تجدید وضو یا اصلاح وضو کے لئے۔ فلا یرد علیہ الاشکال۔
الاجوبۃ صحیحۃ

محمد عبداللہ غفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان

۲۴ / ۴ / ۱۳۸۰ھ

عورتوں کیلئے بھی مسواک کرنا سنت ہے
۱: بوقت وضو عورت کے لئے مسواک کرنا سنت ہے یا نہیں؟

۲: ان کے لئے بھی ایک بالشت سنت ہے یا نہیں؟
۳: عورتوں کی خاص ایک مسواک ہوتی ہے اس سے سنت ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا تو جردا۔
عورتوں کے لئے بھی مسواک سنت ہے اگر سخت لکڑی سے تکلیف ہو تو دنداسہ استعمال کر لیں اس سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

ومنها السواك وينبغي ان يكون السواك من اشجار مرة
لانه يطيب نكهة الفم ويشد الاسنان ويقوى المعدة و
ليكن رطبا في غلظ الخنصر وطول الشبر ولا يقوم الا صبع
مقام الخشبة فان لم توجد الخشبة فيه يقوم الا صبع
من يمينه مقام الخشبة كذا في المحيط والظهيريه و
العلك يقوم مقامه للمرأة اه (عالمگیری ج ۱: ص ۴۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عرف اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

وضو کے ہر عضو کی دعا
جناب حضرت مفتی صاحب زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا کہ وضو کرتے وقت سارے وضو کے دوران کچھ دعائیں پڑھتے رہتے تھے مجھے بھی شوق ہے براہ کرم وہ دعائیں لکھ دیں؟
محمد اقبال از ساہیوال

عالمگیری ج ۱: ص ۵۔ میں آداب وضو میں لکھا ہے کہ ہر ہر عضو کو دھوتے وقت بِسْمِ اللہ پڑھی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ
کلی کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

۱ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

— نال میں پانی ڈالتے وقت یہ پڑھیں۔
۲ اَللّٰهُمَّ اَرْحِنِيْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِيْ رَآئِحَةَ النَّارِ۔
— چہرہ دھوتے وقت یہ پڑھیں۔

۳ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيِضُ وُجُوهٌُ وَتَسْوَدُ وُجُوهٌُ۔
— دایاں بازو دھوتے وقت یہ پڑھیں۔

۴ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔
— بایاں بازو دھوتے وقت یہ پڑھیں۔

۵ اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ۔
— سر کا مسح کرتے وقت یہ پڑھیں۔

۶ اَللّٰهُمَّ اِظْلِمْنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ۔
— کانوں کا مسح کرتے ہوئے یہ پڑھیں۔

۷ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهُ۔
— گردن کا مسح کرتے ہوئے یہ پڑھیں۔

۸ اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ۔

— دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ پڑھیں۔

۹ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَنْزِلُ الْاَقْدَامُ۔

— بائیں پاؤں دھوتے وقت یہ پڑھیں۔

۱۰ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَ سَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَ تِجَارَتِيْ لَنْ تُبُوْرَ۔

اور پھر ہر عضو کو دھونے کے بعد درود شریف بھی پڑھیں۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰ / ۵ / ۱۴۰۹ھ



ادعائے مذکورہ کا ترجمہ

۱ : اے اللہ تلاوتِ قرآن اور اپنے ذکر و شکر کرنے کی توفیق

عطا فرما۔

۲ : اے اللہ ! جنت کی خوشبو نصیب فرما اور دوزخ کی بدبو سے بچا۔

۳ : اے اللہ ! میرا چہرہ اس دن چمک دار بنا جس دن کہ کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہونگے۔

۴ : اے اللہ ! مجھے میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور مجھ سے ہلکا بھلکا حساب فرما۔

۵ : اے اللہ ! مجھے میرا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دینا اور نہشت کے پیچھے سے۔

۶ : اے اللہ ! مجھے اس دن اپنے عرش کے سائے میں لے لینا جس دن کہ آپ کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۷ : اے اللہ ! مجھے ان لوگوں سے بنا جو اچھی سنی ہوئی بات پر عمل بھی کرتے ہیں۔

۸ : اے اللہ ! میری گردن کو آگ سے آزاد فرما۔

۹ : اے اللہ ! مجھے پل صراط پر ثابت قدم رکھنا جس دن کہ بہت سے قدم پھسل جائیں گے۔

۱۰ : اے اللہ ! میرے گناہوں کو بخش دے میری کوشش کو قبول فرما اور میری تجارت کو خسارے سے بچا۔



جو نکیں لگوانے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں بعض اوقات ورم کی جگہ پر اطباء جو نیک لگوانے کا مشورہ دیتے ہیں تو اگر وضو کی حالت میں جو نکیں لگوائی جائیں تو وضو باقی رہے گا یا نہیں؟

الجواب اگر جو نیک بڑی ہو اور اتنا خون چوس لے کہ وہ دم سائل کے حکم میں ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

و كذا ينقضه علقه مصت عضوا و امتلأت من الدم اه (در مختار) قوله و امتلأت، كذا في الخانية وقال لانها لو شقت يخرج منها دم سائل اه والظاهر ان الامتلاء غير قيد لان العبرة للسيلان كما افاده اه (شامية : ج ۱ : ص ۱۲۹) - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه
مفتی جامعہ نعیمیہ المدارس، ملتان

نماز جنازہ کیلئے کئے گئے وضو سے دیگر فرائض ادا کرنا

نماز جنازہ یا تلاوت وغیرہ کے لئے وضو کیا جائے تو اس سے فرض نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وضو طہارت مطلقہ ہے جب ایک دفعہ وضو کر لیا تو طہارت حاصل ہو گئی۔ اب جب تک یہ وضو نہ ٹوٹے اس سے جو عبادت چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔ لہذا جنازہ کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض وغیرہ ادا کرنا بلا کراہت درست ہے۔ عالمگیری میں ہے کہ اگر جنازہ کے لئے تیمم کیا جائے تو اس سے فرائض ادا ہو سکتے ہیں۔ تو جنازہ کے لئے کئے گئے وضو سے بدرجہ اولیٰ فرض ادا کر سکتے ہیں۔

لوتیمم لصلوة الجنائز او لسجدة التلاوة اجزاه ان یصلی به المکتوبہ بلا خلاف کذا فی المحيط اه (عالمگیری : ج ۱ : ص ۱۳) - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه مفتی نعیمیہ المدارس، ملتان

حقہ یا سگریٹ پینے سے وضو ٹوٹنے کا حکم حقہ و سگریٹ پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ بدلو کی وجہ سے

اگر کراہت ہو تو کلی کرنے سے یہ نقصان ختم ہو سکتا ہے یا نہیں؟

سائل محمد نواز حال مقیم شادمان لاہور

وضو کرنے کے بعد جب تک کوئی نجاست وغیرہ خارج نہ ہو وضو نہیں

ٹوٹتا۔ لہذا حقہ و سگریٹ پینے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ ان کا بلا ضرورت

پینا مکروہ ہے اور نماز سے پہلے منہ سے بدلو کو زائل کرنا ضروری ہے۔

ان الطهارة ترتفع بضدھا وهي النجاسة القائمة بالخارج

لان الضد هو المؤثر في رفع ضده (شامی: ج ۱: ص ۱۲۴)

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت ابتداء کہاں سے کریں؟

وضو میں جب ہاتھوں یا پاؤں پر پانی ڈالا جائے تو کس حصہ سے ابتداء کی جائے؟

استفتی حافظ مقبول احمد قادر آباد فارم؛ ضلع ساہیوال

دونوں کی انگلیوں سے ابتداء کی جائے۔

ومن السنن البدایة من رؤس الاصابع

فی الیدین والرجلین کذا فی فتح القدیر۔ ۱ھ

(عالمگیری: جلد ۱: ص ۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۳/۱۴۱۱ھ

خون زخم کی جگہ پر ہی ہے تو ناقض وضو نہیں ایک زخم گول سا ہے درمیان میں معمولی سا سوراخ ہے جس سے خون وغیرہ نکل کر اس گول دائرہ میں جمع ہو جاتا ہے لیکن اس گول دائرے سے باہر نہیں بہتا۔ یعنی اگرچہ سوراخ سے تو بہہ چلا ہے لیکن زخم والی جگہ سے آگے نہیں نکلتا۔ کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا ؟

عبد المجید : مدرسہ عربیہ اسلامیہ

الجواب الدم السائل على الجراحة اذا لم يتجاوز قال بعضهم هو طاهر الخ وهو الاظهر الخ ومقتضاه انه غير ناقض للوضوء (شامی ج ۱ ص ۹۵)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

خروج منہ بوا سیر ناقض وضو ہے ایک آدمی خونی بوا سیر کا مریض ہے۔ نماز میں منہ جلے مقعد سے باہر نکلا مگر اس کے ساتھ خون وغیرہ کچھ نہیں نکلا پھر منہ خود بخود گم ہو گیا۔ کیا وضو ٹوٹ گیا یا نہیں ؟

الجواب اگر یہ معذورین کے حکم میں نہیں ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

لعموم وینقض الوضوء كل ما خرج من السبيلين ۱ھ

عالمگیری میں ہے۔

وذكر الشيخ شمس الأئمة الحلواني ان بنفس خروج الدبر

ينقض وضوءه ۱ھ (ج ۱ ص ۵) فقط واللہ اعلم۔

محمد النور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۸ : ۴ : ۹۶ : ۱۳ ھ

ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کب ہے ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کب کرنا سنون ہے ؟ گٹ تک ہاتھ دھونے کے بعد یا پورے ہاتھ

دھونے کے بعد ؟

عربی کتب میں تصریح نہیں ملی بہشتی زیور سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے ہاتھوں کو دھوتے وقت خلال کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۵/۲۴، ۱۳۸۴ھ

دارھی کے خلال کے بارے میں متعدد اہم مسائل
۱: وضو میں دارھی کا خلال
تین بار سنت ہے یا ایک بار ؟

- ۲: صرف ٹھوڑی کے نیچے خلال کرنا ہے یا دائیں بائیں بھی ؟
۳: دائیں بائیں ہو تو کس طرح کرے ؟ ہتھیلی کی جانب کس طرف رہے ؟
۴: تیمم میں خلال کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟ کس طرح اور کتنی بار سنت ہے ؟
۵: گھنی دارھی میں صرف اوپر ہی کے حد چہرہ کے اندر ولے بالوں پر پانی بہانا فرض ہے یا اندرونی بالوں کو جو کہ جڑ سے اوپر ہوں دھونا فرض ہے ؟

حافظ رحمت علی خان : مدرسہ عربیہ رانیونڈ : لاہور۔

۱: ایک بار وهو ظاهر لسکوتہ من بیان التکرار
فی موضعه۔

۲: وتخلیل اللحیۃ هو تفریق شعرها من اسفل الی فوق۔

(بحر الشامیہ ج ۱ ص ۸۲)

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پوری دارھی کا مع جانبین کے خلال ہونا چاہیے کیونکہ دارھی میں جانبین کے بال بھی داخل ہیں ورنہ دارھی کے کچھ حصہ کا خلال لازم آئے گا۔ صاحب بحر دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

وظاھر کلامہم ان المراد باللحیۃ الشعر النابت علی الخدین
من عذار وعارض۔ (بحر ج ۱ ص ۸۲)۔ ویجوز
ان یکون حدیث النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشعرا الی خلاف ذلک
ولفظہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ اخذ
کفما من ماء تحت حنکہ فخلل بہ لحيته (الحديث) (شامیہ ج ۱ ص ۱۰۹)

۳: پانی کا چلوے کر دڑھی کے بالوں میں پہنچائے اس وقت مٹھیلی گردن کی جانب ہوگی پھر بوقت
خلال مٹھیلی کی پشت گردن کی جانب کر کے خلال کرے۔ کما فی الطحاوی شرح
المراقی: ص ۳۹۔

۴: تیمم میں خلال کرنا نظر سے نہیں گزرا بس صرف بالوں کے اوپر ہاتھ پھیرے۔
وفی الحلیۃ یمسح من وجہہ ظاہر البشورۃ و ظاہر الشعر علی
الصحیح ۱ھ (عالمگیری: ج ۱: ص ۱۲)۔

۵: گھنی دڑھی میں چہرے کے اندر والے بالوں پر پانی بہانے سے فرض ادا ہو جائے گا گو جڑوں کے
قریب تک پانی نہ پہنچے کیونکہ داخل شعر اللحیۃ محل فرض نہیں۔
قال فی المراقی و ابو حنیفۃ رحمہما ینزلانہ لعدم المواظبۃ ولانہ لکمال
الفرض و ادخلہا لیس محلاً لہ ومثلہ فی الہدایۃ۔ (مراقی ص ۳۹)
فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۱/ ۵/ ۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

گھڑی سختی سے باندھی ہوئی ہو تو وضو میں ہلانا ضروری ہے اگر گھڑی ہاتھ پر اس قدر
سختی سے باندھی جائے کہ

اپنی جگہ سے نہ ہلے تو اس صورت میں وضو کرنے سے وضو ہوگا یا نہیں؟

گھڑی کے نیچے والے حصہ جسم پر پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوگا۔

الجواب صحیح

ولو کان خاتمہ ضیقاً نزعہ او حرکہ وجوباً ھ

(درمختار علی الشامیۃ: ج ۱: ص ۱۲۳)

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس

۲۰ / ۳ / ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

جسم پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہو تو غسل کا حکم

آج کل سوتی وغیرہ سے اپنے جسم پر کوئی شکل یا کوئی تحریر کرتا ہے تو آیا اس سے غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب جسم گوندھنے والے اور گوندوانے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ عن عبد الله رضى الله تعالى عنه قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة۔ (ابوداؤد ج ۱، ۲ ص ۵۷۷)۔

یہ فعل اگرچہ حرام ہے لیکن غسل سے مانع نہیں۔ فقط واللہ اعلم
 الجواب صحیح
 محمد انور عفا اللہ عنہ
 ہندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی جامعہ ہذا ۲۳، ۲، ۱۴۰۶ھ

برہنہ غسل کر رہا ہو تو "بسم اللہ" زبان سے نہ پڑھے

بجیسے وضو کے شروع میں تسمیہ سنت ہے ایسے ہی غسل کے شروع میں بھی ہے۔ تو کیا جب برہنہ غسل کر رہا ہو اس وقت "بسم اللہ" پڑھ سکتا ہے؟
 عبد الحمید ممتاز آباد ملتان

الجواب برہنہ غسل کرنے کی صورت میں زبان سے "بسم اللہ" نہ پڑھے۔ عالمگیری میں ہے۔

ولا يسمى فحال الانكشاف ولا في محل النجاسة هكذا في فتح القدیر ۱ھ (عالمگیری ج ۱ ص ۳)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ؛ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲، ۲، ۱۴۱۰ھ

جانور کے ساتھ وطی کی تو بدول انزال غسل واجب ہوگا

ایک شخص نے جانور کے ساتھ وطی کی ہے۔ کیا اس پر غسل فرض ہے یا نہیں؟ وضاحت سے جواب ارشاد فرمائیں۔

اگر انزال ہو گیا ہے تو غسل فرض ہے وگرنہ نہیں۔

الجواب

والایلاج فی البہیمۃ والمیتۃ والصغیرۃ التي

لا یجامع مثلھا لا یوجب الغسل بدون الانزال ۱۵۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۸)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ ۲۵ / ۵ / ۱۳۶۹ھ

صغیرہ غیر مشتمہ کے ساتھ جماع سے غسل واجب ہوگا تا وقتیکہ انزال نہ ہو

بہشتی زیور ص ۸۶۵۔ میں لکھا ہے کہ اگر مرد کسی کسن لڑکی سے جماع کرے تو غسل واجب نہیں ہوگا تا وقتیکہ انزال نہ ہو۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ جب کہ دخول حشفہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے انزال ہو یا نہ ہو؟

درمختار میں یہ مسئلہ ایسے ہی لکھا ہے گویا کہ یہ وطی بہیمہ یا وطی میستہ کے مشابہ ہے۔ صرف ایلاج سے غسل نہیں بلکہ انزال سے غسل فرض ہوگا کیونکہ محل میں

الجواب

شہوت کاملہ موجود نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقمار ۲۱ / ۸ / ۱۳۹۵ھ

غسل میں پانی سونگھ کر ناک میں چڑھانے کا حکم

”فتاویٰ افریقیہ“ مصنفہ : احمد رضا خان بریلوی : صفحہ ۳۱۔ پر تحریر ہے کہ غسل کا دوسرا فرض ناک کے دو تھنوں میں پورے نرم بانسے تک پانی پہنچانا ہے۔ مگر اس کے لئے پانی سونگھ کر چڑھانا

درکار ہے جسے وہ قطعاً نہیں کرتے (غیر مسلم) بلکہ آج لاکھوں جاہل مسلمان اس سے غافل ہیں جس کے سبب ان کا غسل نادرست اور نمازیں باطل ہیں۔ حوالہ ”محیط“ کا دیا ہے۔

پانی سونگھ کر چٹھا نا کیسے ہوتا ہے؟ روزے میں خطرہ ہے اور یہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اگر انگلی ترک کر کے ہلکے سے لے گئے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

ناک میں پانی ڈالنے اور ترانگلی کو جس سے پانی ٹپک رہا ہو ناک کے اندر لیجانے سے

بھی غسل ہو جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۱۰، ۱۳، ۱۵

غسل میں کلی کرنا یا نہ رہا تو جب یاد آئے کر لے

ایک شخص نے غسل جنابت کیا لیکن دوران غسل کلی کرنا بھول گیا غسل کے بعد اس کو یاد آیا۔ اب آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں فرمائیں کہ آیا اس کا غسل ہوا یا نہیں؟

جس وقت بھی یاد آجائے کلی کر لے دوبارہ غسل کرنے کی حاجت نہیں۔

الجواب

ولو تركها ای المضمضة ناسيا فصلی ثم تذكری تمضمض

ويعيد ماصلى - (منية المصلی، ص ۲۸) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۱/۱۱/۱۴۰۴ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

بدون غسل کے دوسری بار بمجاہت کا حکم

بدون غسل بار دیگر مباشرت جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ اسے حرام کہتے ہیں؟

مستحب یہی ہے کہ معاودت سے پہلے غسل کر لیا جائے۔ لیکن اگر غسل کے بغیر

بھی چلا جائے تو جائز ہے اسے حرام کہنا درست نہیں۔

الجواب

والذی ورد انه صلى الله عليه وسلم دار على نسائه في غسل

واحد و ورد انه طاف على نسائه واغتسل عنده هذه و عنده هذه - ۱ھ
(شامی ج ۱ ص ۱۶۳) - فقط واللہ اعلم -

محمد نور عفا اللہ عنہ ۹۱ / ۲ / ۸ / ۱۴۰۸ ھ

اذا لقی الختانان فغسل وجب الغسل

- ۱ : عضو تناسل عورت کے اندام نہانی میں داخل کرنے سے جب کہ انزال سے پہلے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔
- ۲ : عضو تناسل کسی مرد کی دبر میں داخل کرنے سے جب کہ انزال سے قبل علیحدگی اختیار کر لی جائے
- ۳ : عضو تناسل کسی جانور کے پیشاب کے راستہ میں داخل کرنے سے جب کہ انزال سے قبل علیحدگی اختیار کر لی جائے۔
- ۴ : عضو تناسل کسی مردہ جانور کے پیشاب کے راستہ میں داخل کرنے سے جب کہ انزال سے قبل علیحدگی ہو جائے۔ کیا حکم ہے ؟

۲ : ۱ : ہر دو صورت میں غسل واجب ہوگا۔

الجواب

” وكذا الايلاج في احد السبيلين من التوجل والمرء
اذا توارت الحشفة انزل اولم ينزل وجب الغسل على الفاعل
والمفعول ۱ھ (منیہ ۱ ص ۱۴)۔“

۳ : ۲ : غسل واجب نہیں ہوگا۔ ولا عند وطئ بهيمة لوميته الى قوله بلا انزال ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۱۶۴)۔
فقط واللہ اعلم : محمد نور عفا اللہ عنہ نائب مفتی - ۹ / ۱۱ / ۲ / ۱۴۰۲ ھ -

غسل فرض میں تاخیر کر سکتے ہیں یا نہیں

اگر غسل فرض ہو جائے تو فوراً غسل کرنا ضروری ہے یا کچھ تاخیر بھی کر سکتے ہیں؟
بینوا تو جبروا۔

الجواب اصل تو یہی ہے کہ جس قدر جلد طہارت حاصل کر لی جائے بہتر ہے معہذا اگر نماز کے وقت تک تاخیر ہو جائے تو گناہ نہ ہوگا۔

«الجنب اذا اخرج الاغتسال الى وقت الصلوة لا يأثم كذا في المحيط»
(عالمگیری ج ۱: ص ۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

منی اپنے مقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہو تو جب بھی خارج ہوگی غسل واجب ہو جائے گا

ایک شخص وطی فی الدبر کرے لیکن انزال نہ ہو۔ یا نابالغہ سے زنا کرے۔ یا مشت زنی کرے لیکن انزال نہ ہو۔ یا وہ کسی طرح منی خارج ہونے سے روک لے بذریعہ مسک دوا یا اساک کے ذریعہ یا رگ دبا کر۔ تو ان تینوں صورتوں میں اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ محل زنا نہیں۔ اور انزال بھی نہیں ہوا۔ آیا دخول سے یا ہاتھ لگالے سے (مشت زنی) سے غسل واجب ہوگا؟ اگر کچھ دیر کے بعد اس شخص کو پیشاب کے دوران سفید رطوبت آئے تو ان تینوں صورتوں میں سے کس میں غسل واجب ہوگا؟ یا اسے جریاں سمجھا جائے گا۔ یا تین چار گھنٹے کے بعد پیشاب میں رطوبت آئے؟

الجواب ۱۔ دخول کے بعد غسل واجب ہو جائے گا انزال ہو یا نہ ہو۔
۲۔ اگر عورت اتنی کمسن ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے مل جانے کا خوف ہو تو تا وقتیکہ انزال نہ ہو غسل فرض نہ ہوگا۔ مشت زنی میں غسل کے لئے انزال ضروری ہے۔

۳۔ اگر اس سچی مذموم میں منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو گئی مگر کسی وجہ سے خروج سے رکاوٹ پیدا کر لی تو یہ منی جب خارج ہوگی غسل فرض ہو جائے گا۔ وتعتبر الشهوة عند انفصاله عن مكانه لا عند خروجه من رأس الاحليل اه (عالمگیری ج ۱: ص ۸)۔

فقط واللہ اعلم

ابواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
محمد انور عفا اللہ عنہ

غسل میں مصنوعی دانت نکالنے کا حکم

جب آدمی کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں تو وہ نئے دانت بنواتا ہے۔ جن کو منہ سے نکالا بھی جاسکتا ہے۔ تو کیا غسل کرتے وقت ان دانتوں کو نکالنا ضروری ہے یا کہ منہ میں ہوتے ہوئے بھی غسل ہو جائے گا۔ اگر غسل کرتے وقت ان کو اتارا جائے تو دانتوں کے کھلا ہونے کا خطرہ ہے جس سے بعد میں دقت اور تکلیف ہوتی ہے کہ وہ منہ میں جم کر قائم نہیں رہتے۔ کیا اس عذر کی وجہ سے ان کے منہ میں رہنے کی صورت میں غسل کر سکتا ہے؟ واضح طور پر تفصیل سے بیان کریں۔ بنیوا التوجہ روا۔

بہتر اور احوط یہی ہے کہ ان کو اتار کر غسل کیا جائے۔ اگر ایسے بھی غسل کر لے گا تو بھی صحیح ہو جائے گا۔ کذا فی فتاویٰ دارالعلوم، ج ۱، ص ۱۲۳۔

الجواب

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المداہس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

زخموں کی وجہ سے نہانا مسکن نہ ہو تو کب کریں

بندہ موٹر سائیکل پر جا رہا تھا کہ اتفاقاً ایکسڈنٹ ہو گیا جس سے جسم کے کافی حصہ پر خراشیں آگئیں اور کچھ زخم ہو گئے۔ خراشوں اور زخموں پر ہر وقت دوا چھڑکتے رہتے ہیں۔ اسی دوران اگر مجھ پر غسل واجب ہو جائے تو کیسے غسل کروں؟ واضح رہے کہ زخم والی جگہ پر پانی لگنا سخت نقصان دے گا۔

عبد الوحید بوہڑ گیٹ ملتان

اگر زخمی حصہ کو بچا کر باقی کو دھو سکتے ہوں تو غسل کر لیں اور اگر غسل کی صورت میں زخمی حصہ پر پانی پہنچنا ناگزیر ہو تو غسل نہ کریں تیمم کر لیں۔

الجواب

تیمم لو كان اكثره ای اكثر اعضاء الوضوء عددا وفي الغسل مساحه محروجا او به جدری اعتبارا للاكثر وبعكسه يفصل الصحيح ويمسح الجريح - (در مختار)۔

(قوله وبعكسه) وهو ما لو كان أكثر الأعضاء صحيحاً يغسل الخ
 لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح والا
 تيمم حلية فلو كانت الجراحة بظهره مثلاً و إذا صب الماء
 سال عليها يكون ما فوقها في حكمها فيضم إليها كما بحثه
 الشرنبلالی فی الامداد وقال ولم أره وما ذكرناه صريح فيه.
 (شامی ج ۱ ص ۲۳۰) فقط واللہ اعلم۔

استقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۲۸ / ۱۲ / ۱۴۱۰ھ



غسل کا سنون طریقہ ایک مسئلہ قابل دریافت ہے وہ یہ کہ غسل جنابت کا مکمل طریقہ کیا ہے اور جو کچھ پڑھنا ہوتا ہے وہ بھی تحریر فرمادیں؟

الجواب پہلے استنجا کیا جائے پھر جسم کے کسی حصہ پر اگر نجاست لگی ہو تو اسے صاف کیا جائے پھر وضو کیا جائے۔ اگر پانی نہیں نکلتا اور پاؤں میں جمع ہوتا ہے تو پھر پاؤں آخر میں دھوئے ورنہ مکمل وضو کر لے۔ اس کے بعد پورے بدن پر پانی اس ترتیب سے بہائے کہ پہلے سر پر، پھر داہنے کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر، پھر سارے جسم پر غسل کے تین فرض ہیں۔ کلی کرنا، ناک کے نرم حصے سے سخت حصے تک پانی پہنچانا، سارے بدن پر پانی بہانا۔ غسل کے لئے کپڑے کھولنے سے پہلے بسم اللہ بھی پڑھ لے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

۶ / ۴ / ۱۴۰۶ھ

له وسننه كسندن الوضوء البداءة بغسل يديه وفرجه وان لم
 يكن به خبث وخبث بدنه ان كان ثم يتوضأ ثم يفيض
 الماء على كل بدنه ثلاثا بادئا بمنكبه الايمن ثم الايسر
 ثم برأسه ثم على بقية بدنه مع دلكه ندبا وقيل يثني

بالرأس وقيل يبدأ بالرأس وهو الأصح وظاهر الرواية و

الاحاديث - اه - (تنوير مع الدر على هامش الشاميه : ج ۱ ص ۱۱۵) -

احقر محمد نور عفا الله عنه مرتبة خير الفضائل

جنبي کے کھانے پینے کا حکم زید کو سفر میں احتلام ہو گیا۔ اب وہ رشتہ داروں کو شرم کی وجہ سے بتا بھی نہ سکا اور اسی حالت میں کھاتا پیتا رہا۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جسروا۔

اگر ہاتھ دھو کر کلی کر کے کھایا پیا ہے تو بلا کراہت جائز ہے۔ اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر کھانا پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

کما فی الشامیة ۱ ج ۱ ص ۱۲۳ - ولا أكله وشربه بعد غسل یدوفم (در مختار) أما قبله فلا ينبغي لانه يصير مشاربا للماء المستعمل وهو مكروه تنزيهاً ويده لا تخلو عن النجاسة فينبغي غسلها ثم يأكل - اه فقط والله اعلم -

الجواب صحیح ۲۲ بندہ عبد الستار عفا الله عنه
بندہ محمد عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافکار ۱۳۸۴ھ نائب مفتی غیر المدارس ملتان

برہنہ غسل کر رہے ہوں تو استقبال قبلہ نہ کریں

برہنہ ہو کر غسل کرنے کی صورت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

برہنہ ہو کر غسل کرنے کی صورت میں قبلہ رو ہونے سے بچیں۔

وسننه كسفن الوضوء سوى الترتيب وآدابہ

كآدابہ سوى استقبال القبلة لانه يكون غالباً مع

كشف عورة - اه (در مختار) -

(قوله مع كشف عورة) فلو كان متزراً فلا بأس به - اه

(شامی، ج ۱، ص ۱۱۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲، ۲، ۱۴۰۹ھ

زخم کے اوپر جمے ہوئے خون کا حکم

۱۔ اس خیال سے کہ درہم سے زیادہ خون، پیپ اور زخم کا نجس پانی مانع صلوٰۃ ہے۔ یا اس خیال سے کہ ان نجاسات کو زخم سے دور نہ کیا جائے تو یہ نفس زخم کے دھونے سے مانع ہوگا۔ جس کا دھونا فرض تھا۔ کیا ان دو خیالوں کی وجہ سے درہم سے نامہ صرف زخم کے اوپر دالی جمی ہوئی نجاست کا چھڑانا واجب ہوگا یا نہ؟

۲۔ زخم پر پانی مضر تو نہیں لیکن دوائی کی جمی ہوئی تہہ کو اگر مل کر چھڑاتے ہیں تو زخم کے بہہ پڑنے کا ڈر ہے۔ ورنہ اصل زخم نہیں دھلے گا۔ کیا جب کہ زخم پر پٹی نہ ہو تو جمی ہوئی دوائی کی تہہ قائم مقام زخم کے دھلنے کے نہ ہوگی؟

حافظ سلیمان میواتی، عربی مدرسہ، ریلوے ونڈ، لاہور

۱۔ جب تک خون، پیپ وغیرہ زخم سے بہہ کر جسم پر نہیں آتا اس وقت تک اس کو نجس نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ معدن میں ہے۔ پس ایسے خون وغیرہ کا زخم سے ازالہ

الجواب

کرنا ضروری نہیں ہدایہ میں ہے۔ "ما لا یكون حدثا لا یكون نجسا" (متا) اور اگر زخم اس حالت میں ہے کہ موجودہ خون وغیرہ دور کرنے کے بعد نیچے سے تندرست جسم ظاہر ہوگایا اس کے قریب، تو ایسی صورت میں اس کا چھڑانا ضروری ہونا چاہئے۔

۲۔ صورت مسئلہ میں جب کہ زخم کے بہنے کا اندیشہ ہو تو سفوف کی تہہ کا زائل کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ یہ بھی ضروری میں داخل ہے۔ دوسری صورت میں اگر زخم بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور تہہ مذکورہ کے ازالہ سے زخم پر کوئی اثر نہیں پڑیگا تو اسے اکھڑ دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ۔ نائب مفتی

الجواب صحیح

کھڑے ہو کر وضو کرنے کا حکم کیا نکلے وغیرہ پر کھڑے ہو کر وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وضو کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اونچی جگہ پر قبلہ رو بیٹھ کر وضو کیا جائے۔ فأداب الوضوء الجلوس في مكان مرتفع تحزرا

عن الغسالة واستقبال القبلة - ۱۷ (مراقی الفلاح، ص ۲۲) - فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۳۹۹ھ نائب مفتی نیر الدین مدرس ملتان

جس کے دانت نہ ہوں اس کے لئے مسواک کا حکم

اگر کسی کے دانت نہ ہوں تو کیا مسواک کرنا سنت ہے یا نہیں؟
"مراقی" میں ہے کہ -

الاجواب وفضلہ يحصل ولو كان الاستياك بالاصبع او خرقة خشنة عند فقده اى السواك او فقد اسنانه او ضرر بفمه - الخ: (ص ۳۸) -

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ دانت نہ ہونے کی صورت میں فضیلت مسواک انگلی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ مسواک کا استعمال سنت نہیں رہتا۔ درمختار میں ہے -

"ويستاك عرضا لا طولا" اس پر علامہ شامی رحمہ فرماتے ہیں کہ

لانه يجرح لحم الاسنان - (شامیۃ، ج ۱، ص ۷۸) - فقط واللہ اعلم -

بجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی نیر الدین مدرس ملتان

جنوبیہ دودھ پلا سکتی ہے
جنوبی عورت بچے کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟ بلا عذر یا عند میں
کئی فرق ہے یا نہیں؟ غلام اکبر چانڈیہ ڈی جی بخان -

جائز ہے پلا سکتی ہے۔

الجواب

وفیه جواز مصافحة الجنب واتفقوا علی طهارة عرق

الجنب والحائض۔ ۱ھ (حاشیہ مشکوٰۃ ۱ ص ۲۹: ج ۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۱۶۱، ۳، ۵، ۱۳ ھ



جنبی کا پسینہ پاک ہے

جنبی کا پسینہ پاک ہے یا نہیں؟ بنیوا توجروا۔
استفتی: خالد محمود، بہلم

الجواب

جنبی کا پسینہ پاک ہے۔ لان المسلم طاهر ومن لوازم

طهارتہ طهارة عرقہ۔ ۱ھ (بخاری ج ۱ ص ۲۲۔ حاشیہ ۷۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



مسواک سنون کے فوائد کی تفصیل

علماء کرام سے سنا ہے کہ مسواک کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اس کے فوائد کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ اس کے ستر فوائد سے ہیں۔ اور جب شمار کرتے ہیں تو دو چار فوائد ہی بیان کرتے ہیں گے کچھ نہیں فرماتے۔ دوسرے فوائد کیا ہیں۔

اسی طرح بعض کتب میں بھی جب مسواک کے فوائد کا بیان آتا ہے تو وہ ہاں پر بھی چند ہی فوائد بیان کرتے ہیں۔ تو عرض یہ ہے کہ اگر پورے ستر فوائد جو کہ بیان کئے جاتے ہیں کہیں ثابت ہوں تو باحوالہ پورے کے پورے ہی تحریر فرمائیں۔ بنیوا توجروا

استفتی قاری سیف اللہ خالد قادری لاہور

بلاشبہ مسواک میں بہت ہی فوائد ہیں۔ عارف باللہ حضرت شیخ احمد زاہد رحمہ اللہ

الجواب

نے ان پر مستقل ایک تصنیف لکھی ہے۔ جس کا نام ”تحفة السلاک فی

فضائل السواک“ ہے۔ علامہ سید احمد طحاوی رحمہ اللہ نے ان میں سے تقریباً ساٹھ حاشیہ

مراقی الفلاح میں نقل کئے ہیں جن میں سے خاص خاص یہ ہیں۔

- ۱ : مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔
- ۲ : اس پر ہمیشگی کرنے سے غنا اور رزق میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔
- ۳ : منہ خوشبودار ہو جاتا ہے۔
- ۴ : بلغم کی زیادتی کو فائدہ مند ہے۔
- ۵ : اس سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔
- ۶ : سینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ۷ : قوت فصاحت بڑھتی ہے۔
- ۸ : اس کی مداومت بوقت وفات شہادتین یاد دلاتی ہے۔
- ۹ : کھد میں وحشت دور کرتی ہے۔
- ۱۰ : اعمال کے ثواب کو بڑھاتی ہے۔

پوری تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے ”طحاوی“ ص ۳۸۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۲/۱۴۱۱ھ

کان سے نکلنے والی پیدِ ناقض وضو ہے

کان بننے سے کان کے اندر سے جو سفید پید نکلتی ہے اس سے وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

اگر کان سے سفید پید باہر کو آجائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

فقط واللہ اعلم ۱ بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

لہ اذا خرج من اذنه قیح او صديد ينظر ان خرج بدون

الوجع لا ينتقض وضوءه وان خرج مع الوجع ينتقض وضوءه

لانہ اذا خرج مع الوجع فالظاهر انه من الجرح۔ ۱ھ (عللگیری ج ۱ ص ۱۱)۔

فقط واللہ اعلم۔ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

جنبی آدمی دُعائیں وغیرہ پڑھ سکتا ہے

جنبی آدمی درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اذان کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں ؟ کوئی اور عربی کی دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر پڑھ لے تو اسے گناہ تو نہیں ہوگا ؟ سوال میں ذکر کی گئی تمام چیزیں پڑھ سکتا ہے۔ عربی دعائیں قرآنی ہوں تو ان کو **بہ نیت تلاوت نہ پڑھے بلکہ بہ نیت دعا پڑھے۔**

و یجیب من سمع الاذان ولو جنبا۔ ۱ھ (در مختار علی الشامیہ ج ۱) ۲۹۳
و یحرم قراءۃ ائیمۃ من القرآن الا بقصد الذکر اذا اشتملت
علیہ لا علی حکم او خبر۔ (مرآۃ الفلاح)۔
(قوله الا بقصد الذکر) ای او الشناء او الدعاء ان اشتملت
علیہ فلا بأس بہ فی اصح الروایات قال فی العیون ولو
انہ قرأ الفاتحة علی سبیل الدعاء او شیئا من الایات
التي فیہا معنی الدعاء ولم یرد بہ القرآن فلا بأس بہ واختارہ الحلوانی
و ذکر فی غایۃ البیان انہ المختار کما فی البحر والنہر۔ ۱ھ
(طحاوی ۱ من ۲۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح ۲۵
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

پانی تھوڑا ہو تو میت اور جنبی میں سے کس پر صرف کیا جائے

دو مرد اور ایک عورت ایک ایسی جگہ پر مجبوس ہیں جہاں پانی مفقود ہے۔ ان کے پاس صرف اس قدر پانی ہے کہ ایک آدمی غسل کر سکتا ہے۔ عورت حیض سے پاک ہوئی۔ مرد جنبی۔ پھر دو مردوں میں سے ایک مرجاتا ہے۔ اب یہ پانی کس پر صرف کیا جائے ؟ میت پر، جنبی پر، یا حلقہ پر؟
حافظ محمد افضل اوکاڑہ

الجنب اولی بمباح من حائض او محدث ومیت
ولو لاحدهم فهو اولی ولو مشترکا ینبغی صرفه

الجواب

للہیت - ۱ھ در مختار علی الشامی ج ۱ ص ۱۸۶ -

اگر یہ پانی کسی کا مملوک ہے تو وہی استعمال کرے۔ سب کا مشترک ہے تو میت پر صرف
کیا جائے۔ اور اگر مباح ہے تو جنبی اولی ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۲/۱۳۹۶ھ

وضو اور غسل میں کتنا پانی استعمال کیا جائے

وضو اور غسل کے لئے پانی کی کوئی مقدار مقرر ہے کہ اس سے زائد یا کم استعمال نہ کیا جائے؟
اس بات پر اجماع ہے کہ وضو اور غسل کے لئے پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر
نہیں جس سے کم یا زیادہ استعمال کرنا درست نہ ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے
کہ ضرورت سے زائد استعمال نہ کیا جائے۔ اور مقدار سنون سے کم بھی نہ ہو۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا اپنا معمول یہ منقول ہے کہ آپ غسل ایک صاع پانی سے کرتے تھے اور وضو میں ایک مد
پانی استعمال فرماتے تھے۔ مروجہ اوزان کے مطابق مد کا وزن ۶۸ تولہ ۳ ماشہ ہے۔ اور صاع کا
۲۴۰ تولہ ہے۔

الجواب

واعلم انه نقل غیر واحد الاجماع علی عدم التقدير فی ماء الوضوء

والغسل بل هو بقدر الکفاية لاختلاف طباع الناس و عن

عائشة رضی اللہ عنہا جرت السنة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی الغسل من الجنابة صاع ثمانية ارطال و فی الوضوء رطلان وهما

مد فالمد ربع الصاع - ۱ھ (طحاوی ص ۴۵) فقط واللہ اعلم -

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۱/۳/۱۴۱۱ھ

مَا تَعْلَقُ بِالْأَبَادِ وَالْحَيَاتِ

(کنوئیں اور تالاب کے مسائل)

کنوئیں سے بدبو آنے لگے تو پاک ہے یا ناپاک؟

۱۔ ایک کنوئیں کے اندر اوپر سے کوڑے نے گوشت کا ایک ٹکڑا کہیں سے لاکر گرا دیا ہے۔ اس گوشت کے بارے میں کچھ علم نہیں کہ کس قسم کا تھا۔ یہ مذبووح کا بھی ہو سکتا ہے اور مردار کا بھی ہو سکتا ہے۔ اس واقعہ کو کافی عرصہ ہوا ہے۔

۲۔ ابھی ابھی پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہے کہ ایک کنوئیں سے بدبو آنے سے پتہ چلا کہ اس میں گوشت کی ایک ٹڈی جس میں کچھ گوشت بھی تھا گر چکی تھی اور اب بدبو آنے لگی ہے اس ٹڈی کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

۳۔ کیا مذبووح کا پاک اور حلال گوشت تعفن کی وجہ سے نجس ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی دوسرے ماکولات مثل حلویہ، ساگ وغیرہ کیا تعفن کی وجہ سے یہی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں؟

۲۱۱ حدیث پاک ہے۔

الجلال

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال لا وضوء الا من صوت اور یح - قال ابو عیسیٰ

ہذا حدیث حسن صحیح - وقال ابن المبارک اذا شک

فی الحدث فانه لا یجب علیہ الوضوء حتی یشیقن استیقانا

بقدر ان یحلف علیہ - (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۹)۔

اس حدیث سے فقہاء کرام نے ایک قاعدہ مستنبط کیا ہے ایسین لایزول بالشک۔ لہذا جب

تک وقوع نجاست کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک کنواں نجس نہیں ہوگا۔ اور تغیر باحد

اوصاف ثلاثہ سے مراد مطلق تغیر نہیں بلکہ تغیر بالنجاست ہے۔ ہو آنا نجاست یا نجس ہونے

کی دلیل نہیں کمائی -

۳۔ مذبحہ کا پاک اور حلال گوشت لعفن کی وجہ سے نجس نہیں ہوتا۔ یوں ہی دوسرے ماکولات اور پھر بعض متعفنہ چیزوں کا کھانا حرام ہو جاتا ہے ایذا کی وجہ سے نہ کہ نجس ہونے کی وجہ سے۔ کافی الطحاوی، ص ۲۲۔

قال في النهاية الاستحالة الى فساد لا توجب نجاسة فان سائر الاطعمة تقسد بطول المكث ولا تنجس اذ لكن يحرم الاكل في هذه الحالة للايذاء لا للنجاسة كاللحم اذا انتن يحرم اكله ولا يصير نجسا بخلاف السمن واللبن و الدهن و الزيت اذا انتن لا يحرم وكذا الاشربة لا تحرم بالتغير كذا في البحر - (طحاوی ص ۲۲)۔
فقط واللہ اعلم



چڑیا کنوئیں میں گر کر لاپتہ ہو جائے تو کنواں کیسے پاک کیا جائے

ایک کنوئیں میں تین چڑیاں گر کر گم ہو گئی ہیں باوجود تلاش کرنے کے ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔ تو شریعتِ مطہرہ میں اس کنوئیں کو کس طرح پاک کیا جائے ؟

عبد الصمد جھنڈیر امام مسجد

اگر چڑیاں کنوئیں میں مرنے کے بعد لاپتہ ہو گئی ہیں تو عند الشریعت کنوئیں کو چڑیوں کے گل گارا ہونے تک معطل رکھا جائے۔ شریعتِ مطہرہ کی رو سے اس کی مقدار

الجواب

شش ماہ بھی ہے۔ بعد مہینہ مذکور کے کنواں پاک کرنے سے پاک ہوگا۔

درجہ ہر گشت مکعب کو دے افتاد و نئے یا بند اگر پاک است پاک نہ۔ و اگر لمپید است و بعد نزع تمامی آب اورا نیا بند مفرغ۔ عصفورے افتاد و خراج او متعذر است تا در میان است پاک نشود و طریق آن است کہ چاہ را معطل سازند تا دانند کہ گل شدہ باشد و بعضے وقت یہ شش ماہ کردہ اند فقط فتاویٰ برہنہ مصنفہ فاضل اجل شیخ نصیر الدین مینائی۔

حررہ : محمد اسحاق کوٹلی جھنڈیر : شجاع آباد

۲۷، محرم ۱۳۷۷ھ : مطابق ۲۳، اگست ۱۹۵۷ء

الجواب صحیح : اخراج نجاست کے بعد نزع مار کا اعتبار ہے۔ کذا فی العینی وینزع ماء البئر بعد اخراجها منها من ای نوع کان من النجاسة۔
محمد واصل عفی عنہ

الجواب صحیح والمحبیب مصیب : بندہ عبد العزیز عفی عنہ، مہتمم عزیزیہ العلوم شجاع آباد۔
الجواب صحیح : لیکن یہ اس وقت ہے کہ یہ محقق ہو کہ چڑیاں کنوئیں میں گر چکی ہیں اور نکلی نہیں تو وضع بات یہ ہے کہ اس صورت میں میت نجسہ کے موجود ہوتے ہوئے پانی قطعاً پاک نہیں ہو سکتا۔ البتہ جب اتنا عرصہ گزر جائے کہ ان چڑیوں کا گوشت و پوست مٹی ہو جائے اور حقیقت میں انقلاب آجائے تو پھر موجودہ پانی نکال دیا جائے اور کنوئیں کو استعمال کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۸ / ۱ / ۱۳۷۷ھ

مفتی خیر المدارس ملتان

کنوئیں میں جوتا گر جائے تو کیسے پاک کیا جائے

ایک کنواں جس کا پینڈا بہت گہرا ہے۔ ایک دس سالہ لڑکے کے کہنے

کیطابق اس میں جوتا گر گیا ہے جو کہ کئی بار کوشش کرنے سے نہیں ملا اور غوطہ زن بھی جواب دے چکے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

صورت مسئلہ میں جب تک جوتے کے نجس برزیکہ علم نہ ہو اصولاً تو کنواں ناپاک نہیں ہو لیکن احتیاطاً دو سو

الجواب

ڈول نکال دیں تو بہتر ہے۔ قال فی البحر وقیدنا بالعلم لانہم

قالوا فی البقرة ونحوہ یخرج حیالاً یجب نزع شیء وان کان الظاہر اشتمال بولہا علی افخاذہا لکن یحتمل طہارتہا بان سقطت عقبہ دخولہا ماء کثیرا

مع ان الاصل الطہارة۔ (البحر الرائق) : محال۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ محمد انور عفا اللہ عنہ ۵ / ۲ / ۱۴۰۱ھ

خنزیر کنوئیں میں گر کر گل سڑ کر تہ نشین ہو جائے تو کنواں کیسے پاک کیا جائے

ایک کنواں جس میں خنزیر گر کر مر گیا ، اور گل کر تہ نشین ہو چکا ہے ۔ اس کا پیندا بہت گہرا ہے
مالکان بہت غریب ہیں ۔ نیا کنواں تیار کرانے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ اس کے پاک کرنے کا کیا
طریقہ ہے ؟

الجواب
اگر وہ گل سڑ کر مٹی کا راسن گیا ہو تو اب ایک دفعہ کنوئیں کا سارا پانی نکال دیں
اس سے کنواں پاک ہو جائے گا ۔

عن الجواهر لو وقع عصفور فيهما فعجزوا عن اخراجه فما
دام فيها فنجسته فترك مدة يعلم انه استحال وصار حماة اه
(مشاحی : ج ۱ ص ۱۹۶) ۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۵ / ۴ / ۱۴۰۱ھ

کنوئیں سے پانچ فٹ دور لگا کنوئیں کی پلیسے متاثر ہو گا یا نہیں

ایک ناپاک کنوئیں کے قریب پانچ فٹ کے فاصلے پر ایک نلکا ہے جس کی گہرائی تیس فٹ سے
زیادہ ہے آیا اس کنوئیں کے ناپاک ہوجانے سے نلکا ناپاک ہوا یا نہیں ؟

الجواب
اگر کنوئیں کے پانی کا اثر رنگ ، بو ، مزہ ، نلکے میں ظاہر ہو جاتا ہے تو نلکا ناپاک
ہو جائے گا ۔ ورنہ ناپاک نہ ہوگا ۔ (حکما فی الشامیہ ج ۱ ص ۲۰۰) ۔

تحت قول الدر المختار فی مقدار البعد المانع الی قوله قال
الحلوانی للعتبر الطعم او اللون او الريح فان لم يتغير جاز والا
لا وفي الخلاصة والخانية والتعویل علیہ اه ۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ
بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۶ / ۳ / ۱۴۰۱ھ

کنوئیں سے خنزیر زندہ نکل آئے تو بھی سارا پانی نکالا جائے

ایک کنوئیں میں خنزیر گر پڑا ، اور حب نکالا گیا تو زندہ تھا۔ تو اس کنوئیں کا پانی کس طریقے سے پاک کیا جائے ؟ اگر مرجاتا تو کیا حکم تھا ؟ بعض کہتے ہیں کہ دو سو ڈول نکال دیتے جائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مذکورہ کنوئیں کو مٹی ڈال کر بند کر دیا جائے۔ اسی طرح دیگر طریقے بھی بتلاتے ہیں۔

خنزیر گرنے کے بعد زندہ نکال لیا جائے یا مرجائے ، دونوں صورتوں میں کنوئیں **الجلج** کا سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔

قوله وليس بنجس العين اى بخلاف الخنزير وكذا
الحلب على القول الاخر فانه ينجس البئر مطلقا -
(شامی ج ۱، ص ۱۹۶)۔

اب اگر پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے سارا پانی نہیں نکالا جاسکتا تو اندازے سے پانی نکالا جائے اور اندازے کی یہ صورت ہے کہ پہلے کنوئیں کا پانی ماپ لیا جائے اور اس کے بعد کنوئیں سے جلدی جلدی پانی نکالا جائے ، تھوڑی دیر نکال کر پھر پانی ماپا جائے تو جب تک کم ہو جائے اس حساب سے اتنے ہی ڈول نکال دیتے جائیں۔ مثلاً کسی کنوئیں کا پانی پانچ ہاتھ تھا تو جلدی جلدی کچھ دیر پانی نکالنے سے ایک ہاتھ ٹوٹ گیا باقی چار ہاتھ باقی رہ گیا تو جتنے ڈول ایک ہاتھ پانی کے نکلے ہیں اسی حساب سے چار ہاتھوں کے ڈول نکالے جائیں۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں مشکل ہوں یعنی نہ کنواں خالی ہوتا ہو نہ اس کا پانی کچھ نکالنے سے ٹوٹتا ہو تو پھر اتنے ڈول نکالے جائیں کہ دو عادل آدمی کہہ دیں کہ اب سارا پانی نکل گیا ہو گا تو یہ کنواں پاک ہو جائے گا۔

كذا في الدر المختار وان تعذر نزح كلهما لكونها معينا
فبقدر ما فيها وقت ابتداء النزح قاله الحلبي يؤخذ ذلك
بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء به يفتى
(شامی ج ۱، ص ۱۹۶)۔

دو سو ڈول پر علی الاطلاق فتوے دے دینا ٹھیک نہیں۔

(کما فی فتاویٰ املائیہ، ج ۱، ص ۳۸)

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ : ۲۶، ۵، ۱۳۷۹ھ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

کنوئیں میں آدمی گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے

علمائے ربانی کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ کنوئیں میں آدمی گر کر مر گیا ، تو اس کی پاکیزگی کے لئے کیا کرنا چاہئے۔

کنواں ناپاک ہو گیا اس کا تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔ کما فی الہدایۃ ص ۲۱۱
الجواب

وان مات فیہا شاة او ادمی او کلب نزع جمیع ما

فیہا من السماء لان ابن عباس وابن الزبیر افتيا بنزع الماء

کلہ حین مات زنجی فی بئر زمزم۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

اجواب صحیح

۲۵ / ۷ / ۱۳۸۲ھ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

پلید کنوئیں کے قریب لگے ہوئے نلکے کا حکم
ایک کنواں اٹھائیس فٹ گہرا تھا۔ جس میں انیس فٹ خالی اور آٹھ فٹ

فٹ پانی تھا اس کنوئیں میں ایک بچی گر کر مر گئی۔ کنوئیں کا پانی استعمال کرنے سے بند کر دیا گیا۔ اس کنوئیں سے چودہ فٹ کے فاصلے پر بہتر فٹ کی گہرائی پر ایک نل نصب کیا گیا ہے۔ اب صورت یہ ہے کہ اس کنوئیں میں گنداپانی گرتا رہتا ہے۔ اور چودہ فٹ کے فاصلے پر نل ہے کیا اس کا پانی استعمال کر سکتے ہیں جب کہ پانی کا مزہ ، بو ، رنگ صحیح ہے۔

نل کے پانی کا مزہ ، بو ، رنگ صحیح اور درست ہے تو پھر نل کا پانی پاک اور طاہر
الجواب ہے۔ فکر نہ کریں۔ کما فی الشامیۃ : ج ۱۔ ص ۲۰۲ : مختلف فی

في مقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة الى البئر الى قوله و
قال الحلواني المعتبر الطعم او اللون او الريح فان لم يتغير جاز والا لا - وفي
الخلاصة والخانية والتعويل عليه وصححه في المحيط -

فقط والله اعلم

محمد اسحاق غفرله نائب مفتي

الجواب صحیح، بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

کنوئیں سے مردہ چوزہ نکالا تو کب سے پلید سمجھا جائے

ایک کنوئیں میں سے مردہ چوزہ نکلا۔ وقوع کا کوئی علم نہیں۔ اب اس سے جو کھانا پکایا گیا
ہے یا پک رہا ہے ابھی تک تیار نہیں ہوا ہے۔ اس کے کھانے کا کیا حکم ہے؟ حلال ہے یا حرام
فقرار و اغنیاء کے لئے مسادى ہے یا فرق ہے؟

جو پانی اس مردہ چوزے کے نکلنے اور دیکھنے سے پہلے چاہ سے نکالا گیا ہے
وہ پاک ہے۔ اس سے جو کھانا وغیرہ پکایا گیا ہے وہ بھی پاک و حلال ہے
بعد دیکھنے مردہ چوزہ کے کنواں ناپاک تصور ہوگا۔ اس کو نکالنے کے بعد دیکھا جائے۔ اگر پھولا
پھٹا نہ ہو تو ساٹھ ڈول نکالے جائیں یہ مستحب ہے۔ اور چالیس ڈول نکالنا واجب ہے۔
درختار میں ہے۔

ويحكم بنجاستها الى قوله وقال من وقت العلم
فلا يلزمهم شئ قبله قيل وبه يفتي - (در مختار على الشامية ج ۱ ص ۱۶۱)۔

اور اگر پھولا پھٹا تھا تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرله

الجواب صحیح

نائب مفتي خير المدارس سبكتان

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۵/۱۶/۱۳۹۲ھ

شرح النقاۃ ج ۱: ص ۱۷۰۔

کنواں پلید ہو جائے تو ساتھ والا کنواں پلید نہیں ہوگا

وفي شرح الوقاية انما قدرنا

الفديو بعشر في عشر بناء على قوله صلى الله عليه وسلم
ومن حفر فله حريمها اربعون ذراعا فيكون له
حريمها من كل جانب عشرة ذراع ففهم من منع غير
صاحب البئر عن حفر بئر في العشر لا نجذاب الماء
اي ما يحفره من عدم منعه عن الحفر فيما وراء ذلك
لعدم انجذاب الماء اليه -

اس سے معلوم ہے کہ دوسرا کنواں یا کوئی نلکا دس ہاتھ کے اندر لگایا جائے تو جب ان میں سے کوئی پلید ہوگا تو دوسرا بھی پلید ہو جائے گا۔ ایسے ہی اگر کنواں پلید ہوگا تو نلکا بھی جو کہ دس ہاتھ کے اندر اندر ہے پلید ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ مسئلہ نیز بالوعدہ سے ماخوذ کیا جاتا ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ ایک کنوئیں کے پلید ہونے سے دس ہاتھ کے اندر واقع نلکا اور کنواں بھی پلید ہو جائیں گے۔

میال سعید احمد کھگہ قصبہ سرٹل ملتان

صاحب شرح وقایہ نے جو استدلال من حفر بئرا سے کیا ہے،

الجواب

اس کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تین چار

قوی اعتراض کئے ہیں اور استدلال کو ضعیف قرار دیا ہے۔ جب یہ استدلال ضعیف ہوا، تو زمین کی تہ میں کنوئیں کی نجاست اور طہارت کا دس ہاتھ کے اندر اندر واقع نلکا تک سرایت کرنا بھی ضعیف ہوا۔ اس لئے یہ استدلال معتبر نہیں۔

اگر کنواں نجس ہو جائے تو ساتھ والا کنواں جو دس ہاتھ کے اندر واقع ہے نجس نہیں ہوگا۔ جب تک حضرات فقہاء کسی جہزئہ میں قول بالنجاست کی تصریح نہ کریں۔ نجاست کا حکم لگانا معتبر

نہیں۔ فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ، ارجب ۱۳۷۰ھ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

کنوئیں سے پھولا ہوا چوہا نکلا تو کب سے ناپاک سمجھا جائے

ہماری مسجد کے کنوئیں میں سے کبھی کبھی بدبو آتی ہے۔ ایک مرتبہ کنواں بند کر دیا گیا۔ پھر

کافی عرصہ کے بعد اس کا پانی چالو کیا گیا۔ تو کئی دن بدبو آتی رہی ابھی طرح دیکھ کر اطمینان کر لیا گیا کہ کوئی سبب نہ تھی۔ اب حال ہی میں یہ واقعہ ہوا کہ پانی میں سے بدبو آئی اور ذائقہ مستحضر ہو گیا۔ ہم نے سمجھا کہ یہ بات حسب معمول ہے۔ اس کے بعد میں خود اس پانی سے وضو کرتا رہا۔ نہ مجھے بدبو آئی نہ کسی نے بدبو کی شکایت کی۔ لیکن پانچ سات روز کے بعد کنوئیں میں سے پھولا ہوا چومہ برآمد ہوا۔ درمیانی وقفہ پانچ چھ دن کا تھا یا سات آٹھ یوم کا، کچھ یاد نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ گزشتہ ایام کی نمازیں قضا کی جائیں یا نہ؟ اگر کی جائیں تو کتنے یوم کی۔ اس بدبو کو جو چند روز پہلے آئی تھی اس چومے کی وجہ سے سمجھا جائے یا نہ؟ پھر یہ وقت ہے کہ مسجد کی صفیں اور قالین جو بہت موٹے موٹے ہیں۔ اور سردی کا لباس کوٹ اور چوغے کیسے پاک کئے جائیں؟

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کا فتوٰ ہے کہ کنوئیں کو اس وقت سے ناپاک سمجھا جائے گا جب سے چومہ دیکھا گیا۔ اور سابقہ نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کیا یہاں اس فتوٰ پر عمل کی گنجائش ہے؟

نمازوں کے معاملہ میں احتیاط کر لیں تو بہتر ہے۔ اور دیگر اشیاء کے بارے میں فتوٰ صاحبین رحمہم کے قول پر ہی ہوگا کہ وقت علم سے اس کو ناپاک سمجھیں گے۔

قال في البحر و كان الصباغي يفتي بقول ابو حنيفة فيما يتعلق بالصلوة وبقولهما فيما سواه كذا في معراج الدراية وفي غاية البيان وما قاله ابو حنيفة احتياط في امر العباد و ما قاله عمل باليقين و رفق بالناس وفي تصحيح الشيخ قاسم وفي فتاوى العتبات المختار قولهما -

(بحر ج ۱ ص ۱۳۲) - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۰/۴/۱۴۰۴ھ

بڑے تالاب میں کتا گر جانے کا توہم پید نہیں ہوگا

ایک شخص نے ایک کتے کو زہر پلائی۔ وہ کتا بھاگتا ہوا ایک تالاب میں گر گیا جس کی لمبائی چھ کنال ایک سو بیس میل مرلہ ہے۔ چوڑائی پندرہ مرلہ ہے۔ گرائی آٹھ فٹ ہے۔ جس میں پانی پانچ فٹ تھا۔ وہ کتا اس میں داخل ہوا۔ اور نزدیک ہی دو لڑکے کھڑے تھے جب لڑکوں نے کتے کو تالاب میں دیکھا تو دوڑے، لیکن کتا تالاب میں مر گیا۔ جلدی فوراً لڑکوں نے کتے کو نکال لیا جب کہ وہ کتا بالکل کنارے کے ساتھ مر گیا تھا۔ وہ پانی کے اندر ڈوب گیا تھا۔ دلائل کے ساتھ وضاحت سے لکھیں کیونکہ پانی کافی دور ہے کم از کم پانچ فرلانگ ہے۔ چاروں طرف سے۔

مذکورہ تالاب مارکشیر ہے لہذا صورتِ ستولہ میں تالاب ناپاک نہ ہوگا۔ کیوں کہ فوراً نکال دینے کی وجہ سے اوصافِ مار پر اثر انداز نہیں

الاجوبہ

ہوا۔ ہندیہ میں ہے۔

السماء الواحد اذا كان كثيرا فهو بمنزلة الجارية لا يتنجس
جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه الا ان يتغير لونه
او لعمله او ريحه وعلى هذا اتفق العلماء وبه اخذ عامة
المستأخ - (ج ۱، ص ۱) - فقط والله اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

اجواب صحیح

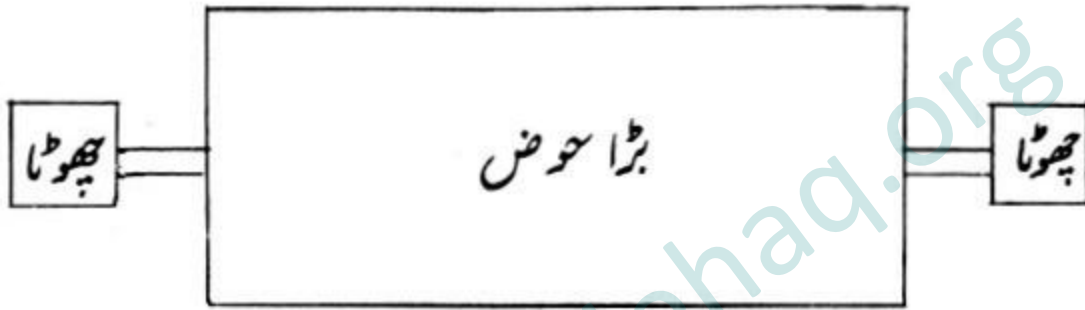
نخیر المدارس ملتان ۳۰/۲/۱۴۰۴ھ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

بڑے حوض کے ساتھ متصل چھوٹا حوض کیسے پاک کیا جائے

ہمارے چک نمبر ۱۱/پی۔ میں ایک بڑا حوض ہے جو ہر چار طرف سے نمبری گز سے بیس بیس گز ہے۔ اور اس کی شمالی اور جنوبی جانب بھی ایک ایک چھوٹا حوض ہے جو نمبری گز سے تقریباً ڈیڑھ گز ہر چار طرف سے ہے۔ بڑے حوض سے چھوٹے حوضوں میں ایک سو ران

سے پانی آتا ہے۔ اور چھوٹے حوضوں میں سے ہی پانی نکالا جاتا ہے۔ اور بڑا حوض اور چھوٹے حوضوں کے قعر برابر ہیں۔ گویا جس درجہ کا پانی بڑے حوض میں ہوگا اسی درجہ کا پانی چھوٹے حوض میں ہوگا۔ اگر بڑے حوض سے ختم ہو جائے تو چھوٹے حوضوں میں بھی ختم ہو جائے گا۔ نیز چھوٹے حوض بڑے حوض کی دیوار کے ساتھ متصل نہیں ہیں بلکہ ایک حوض تقریباً ڈیڑھ گز نمبری کے فاصلے پر اور دوسرا تقریباً ایک گز نمبری کے فاصلے پر ہے۔ اور یہ فاصلہ سطح زمین کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ بڑے حوض کی دیواریں ایسی ترچھی ہیں کہ قعر سے فاصلہ کم دیش پونا گز زیادہ ہو جاتا ہے۔ حوضوں کی شکل یہ ہے۔



ایسے حوضوں کے متعلق دو باتیں قابل دریافت ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ کیا بڑے حوض اور چھوٹے حوض کا حکم پاکی اور پلیدی میں ایک ہوگا یا یہ تین پانی سمجھے جائیں گے اور حکم بھی مختلف ہوگا ؟

۲۔ دوسری یہ کہ اگر چھوٹے حوضوں کا حکم بڑے حوض سے مختلف ہو اور ان میں کوئی پلیدی گر جائے اور سوراخ بند کر کے سارا پانی نہ نکالا جائے بلکہ ویسے ہی پانی نکالا جاتا رہے اور جتنا پانی پلید شدہ حوض میں ہے اس سے کئی گنا زیادہ پانی نکل گیا ہو تو ایسے طور پر یہ حوض پاک ہو جائے گا یا نہیں ؟

مستفتی: محمد یونس حسیم یار خان

صورتِ سوال میں جب کہ دو چھوٹے حوض بڑے حوض سے متصل نہیں ہیں

الجواب

بلکہ ایک ایک گز یا زیادہ فاصلہ پر واقع ہیں اور ان میں پانی بڑے حوض سے

بند علیہ سوراخ آتا ہے تو یہ تینوں حوض الگ الگ پانی ہیں۔ اور ان کا حکم بوجہ چھوٹے بڑے ہونے کے جدا ہوگا۔ یعنی بڑا حوض وقوع نجاست سے نجس نہیں ہوگا۔

لکون الماء فیہ کثیرا الا ان یغلب النجاسة علی الماء

بان تفسیر احد اوصاف الماء في الحوض الكبير بوقوع
النجاسة ينجس ماء الحوض الكبير وينجس ماء
الحوض الصغير ايضا ولا عكس -

اور چھوٹے حوض بوجہ ماہر قلیل ہونے کے وقوع نجاست سے نجس ہو جائیں گے۔ ان چھوٹے
حوضوں کی نجاست بڑے حوض میں موثر نہ ہوگی۔

۲ : چھوٹے حوضوں کی طہارت کا طریق جب کہ ان میں نجاست واقع ہو جائے ، یہ ہے
کہ سوراخ بند کر کے ان کا تمام پانی نکال لیا جائے۔ یا بڑے حوض سے اتنا پانی چھوڑا
جائے کہ پانی چھوٹے حوضوں کی دیواروں سے اوپر ہو کر باہر کو بہہ پڑے۔ تو پاک ہو جائیں
گے۔

اور یہ جو آپ نے تحریر کیا ہے کہ نیچے کے سوراخ بند کئے بغیر لوگوں نے اتنا پانی نکالا کہ
کئی امثال پانی خارج ہو گیا، یہ صورت تطہیر کی کنوؤں میں منقول ہے اور حوضوں کی تطہیر میں یہ
صورت دیکھی تو نہیں لیکن فقہارہ کی عبارتیں کنوؤں اور حوضوں کی تطہیر میں تو وسیع پر دلالت
کرتی ہیں۔

ففي الفتاوى الشامية ج ۱ ص ۱۵۱ - نقل عن شرح للنية
المعلوم من قواعد ائمتنا التسهيل في مواضع الضرورة
والبلع العامة كما في مسألة آبار الفلوات ونحوها
الحق قوله ان المشقة تجلب التيسير ومن انه اذا ضاق
الامر اتسع -

پس ان حوضوں کو جب کہ وقوع نجاست پر زمانہ مدید گزر چکا ہے اور کئی امثال پانی
نکل چکا ہے پاک کہیں گے۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔ اور طریق مذکور سے پاک کیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ

کنواں پاک کرنے کے تین طریقے

ہمارے علاقہ میں بعض کنوئیں چشمہ دار ہوتے ہیں۔ جتنا پانی نکالیں اتنا پانی اور نکل آتا ہے۔ پیدا پانی نکالنے کی صورت میں سخت مشکل پیش آتی ہے امید قوی ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مشکل کو حل فرمائیں گے۔ مینوا تو جبروا۔

سائل مطیع الرسول۔ بلوچستان

ایسے کنوؤں کا بھی یہی حکم ہے کہ پلید ہونے کی صورت میں ان کا سارا پانی نکالاجائے پانی کی کل مقدار کا اندازہ لگانے کی فقہاء نے تین صورتیں تحریر فرمائی ہیں۔

- ۱: جو لوگ کنوؤں کے معاملہ میں تجربہ و مہارت رکھتے ہوں ان میں سے دو عادل آدمیوں کو دکھا کر ان سے معلوم کر لیں کہ اس کنوئیں میں کتنا پانی ہے۔ جتنا وہ کہیں اتنا پانی نکال دیں۔
- ۲: کنوئیں میں موجود پانی کی گہرائی اور کنوئیں کے طول و عرض کا حساب کر کے اس کے برابر اتنا ہی گڑھا کھود لیں اور پانی نکال کر اس میں ڈالتے جائیں جب گڑھا بھر جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا۔

- ۳: کنوئیں میں موجود کل پانی کی پیمائش کر لیں پھر اس میں سے مثلاً سٹو ڈول نکال کر پھر پیمائش کریں اور دیکھیں کہ کتنا پانی کم ہوا ہے۔ اس حساب سے پورا پانی نکال دیں۔ مثلاً اگر وہ پانی دس فٹ ہو اور سٹو ڈول نکالنے سے پانچ فٹ کم ہو گیا تو سٹو ڈول اور نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

وان كانت البئر معينة لا يمكن نزحها الا بعسر و حرج عظيم
اخرجوا مقدار ما كان فيها من الماء وقت ابتداء النزح
ثم ان المشائخ اختلفوا كيف يقدر ما كان فيها اذ ذاك قال
بعضهم تحفر حفيرة مثل عمق الماء وطوله و عرضه و
وتجصص فينزح الماء حتى تملأ الحفيرة و قال بعضهم يرسل
فيها قصبه و يجعل لمبلغ الماء علامة ثم ينزح منها عشرة دلاء
مثلاً ثم تعاد القصبه فينظر كم نقص فينزح لكل قدر منها

عشر دلاء و هذان القولان مرویان عن ابی یوسف و عن
 ابی حنیفہ ؓ ینزح حتی یغلبہم الماء و قال بعضهم و ہورأیۃ
 عن ابی حنیفہ ؓ ایضا یحکم ذوا عدل من اهل البصارة
 بالماء فینزح منها بحکمہما فان قالوا ان ما فیہا ذلک الوقت
 الف دلو مثلاً نزح ذلک قال صاحب الہدایہ و ہذا ای الاخذ
 بقول العدلین اشبه بالفقہ قال فی الکافی انہ الاصح اذا الرجوع
 الی اهل البصیرۃ اصل فی کثیر من الصور کما فی الحکمین و
 الشاہدین و تقویم المتلف قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر
 ان کنتم لا تعلمون ----- و روی
 عن محمد ؓ انہ قال ینزح منها مائتا دلو الی ثلاث مائۃ
 دلو و انما اجاب بذلک بناء علی کثرة الماء فی ابار بغداد
 کذا فی المبسوط و المروی عن ابی حنیفہ ؓ انہ اذا نزح
 منها مائۃ دلو یکفی و ہو بناء علی ابار الکوفة لقلۃ الماء
 فیہا کذا فی الکفایۃ فعلى هذا لا ینبغی الفتوی بالمائتین
 و نحوہا مطلقاً بل ینظر الی غالب ابار البلد و ہو الا یسر علی
 الناس و الاول و ہو اعتبار مقدار الماء فی کل بئر علی حدۃ
 احوط - (کبیری : ص ۱۶۱) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مرغی کنوئیں میں گرنے کے بعد زندہ نکال لی گئی تو کنوئیں کا حکم

ایک کنوئیں میں مرغی گر گئی پھر زندہ نکل آئی یا نکال لی گئی ہو تو پانی کے کتنے ڈول نکالنے ضروری
 ہیں۔ بینوا تو جبردا۔ سائل ممتاز احسن نیو ملتان

الجلال
اگر مرغی کھلی نہ پھرتی ہو بلکہ مرغی خانہ میں بند رہتی ہو، جسم پر کوئی ظاہری نجاست بھی نہ لگی ہو تو کنواں ناپاک نہیں ہوا۔ البتہ دل کو مطمئن کرنے کے لئے بیٹل ڈول نکال دینا مستحب ہے۔

لو وقعت الشاة وخرجت حية ينزح عشرون دلوا للتكفين
القلب لا للتطهير حتى لو لم ينزح وتوضأ جاز وكذا الحمام
والبغل لو خرج حيا ولم يصب فيه الماء وكذا ما يؤكل
لحمه من الابل والبقر والغنم والطيور والدجاجة المحبوسة.
(شامی: ج ۱۱ ص ۱۵۶)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۶/۱۰/۱۴۱۰ھ

مرغی کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا

اگر مرغی کی بیٹ کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا یا پاک ہی رہے گا اگر ناپاک ہو جائے گا تو پاکی کی کیا صورت ہے؟

سائل مولوی عبدالرحیم، لیثہ

الجلال
مرغی کی بیٹ کنوئیں میں گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ پاک کرنے کے لئے سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔

وان وقع خرو الحمام او العصفور في البير لم يفسد ماءها لانه
طاهر وهذا مذهبنا خلافا للسافعي كما تقدم وان وقع
خرو الدجاجة افسده لانه نجس وليس فيه ضرورة لامكان الاحتراز۔

(غنیۃ المستملی: ص ۱۶۰)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

کنوئیں میں پاک جھاڑو گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا

ہم نے اپنے گھر میں ایک چھوٹا سا کنواں بنایا ہوا ہے جس کو کھوئی کہتے ہیں۔ اکثر اوقات اس پر تختے پڑے رہتے ہیں۔ کسی وقت ضرورت کے تحت تختہ ہٹایا گیا تو ایک بچے نے گھر میں استعمال ہونے والا جھاڑو اس میں پھینک دیا جھاڑو پاک تھا جو کہ کروں وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ جھاڑو بیت الاخلاص وغیرہ میں استعمال نہیں کرتے۔ تو کیا وہ کنواں ناپاک ہو گیا؟ اگر ناپاک ہو گیا تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

مولوی محمد اسماعیل علی واہ سیسی

اگر وہ جھاڑو پاک تھا تو پاک چیر گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ حسب معمول اس کنوئیں کا پانی استعمال

الجلال

کرتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۷، ۹، ۶، ۱۴۰ھ

مینڈک کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنوئیں کا حکم

کنوئوں کے اندر عام طور پر جو مینڈک پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور پلتے ہیں تو ان کے مرجانے سے شرعاً کنواں ناپاک ہو جاتا ہے یا پاک ہی رہتا ہے۔ اگر ناپاک ہو جاتا ہے تو یہ تنگی ہے۔ حالانکہ علماء سے سنا ہے کہ شریعت میں آسانی ہی آسانی ہے۔ نیز یہ بھی واضح کریں کہ کسی مینڈک کے مرجانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

سائل عبد المجید مستعمل جامعہ ہذا آف وہاڑی

خشکی کا مینڈک اگر اتنا بڑا ہو کہ اس میں بہنے والا خون ہو تو اس کے کنوئیں میں گر کر مرجانے سے کنواں پلید ہو جائے گا۔ پانی کے مینڈک کے پانی میں مرجانے

الجلال

سے پانی پلید نہیں ہوتا۔

ویجوز رفع الحدث بما ذکر وان مات فیہ غیر دموی
کزنبور ومائی مولد - ۱ھ (تنویر علی الشامی: ص ۱۳۵) -

ولو کلب الماء وخنزیره کسمک و سرطان و ضفدع الا بریالہ
دم سائل وهو مالا سترة له بین اصابعه فیفسد فی الاصح کحیة
بریة ان لها دم والا لا - (در مختار) - (قوله والا لا) ای وان لم یکن
للضفدع البریة والحیة البریة دم سائل فلا یفسد - (شامیہ ج ۱ ص ۱۳۶) -
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۶ / ۹ / ۱۴۰۴ ھ



جرثیم نجس ادویہ ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا

ہمارے ہاں سال میں ایک دو دفعہ سرکاری طور پر جرثیم مارنے کے لئے کوئی دوا کینوؤں میں
ڈالی جاتی ہے اس دوا کی وجہ سے پانی کا رنگ بھی بدل جاتا ہے - تو کیا وہ پانی پاک ہے - اس سے
وضو اور غسل وغیرہ درست ہے یا نہیں ؟

جب تک اس دوا کا نجس ہونا معلوم نہ ہو کینوئیں کو پاک سمجھا جائے -

الحمد للہ

” لان الاصل فی الاشیاء الطہارة اور تفسیر اوصاف“

سے پانی اس وقت نجس ہوتا ہے جب کہ وہ تغیر کسی شے نجس سے ہو - در مختار میں ہے -

” لا (ای لا ینجس) لو تغیر بطول مکث فلو علم ن்தہ بنجاسة

لم یجز ولو شک فالاصل الطہارة الخ وکذا یجوز بماء خالطه

طاہر جامد مطلقا - ۱ھ (در مختار) -

(قوله مطلقا) ای سواء کان المخالط من جنس الارض کالتراب

او یقصد بخلطه التنظيف کالاشنان والصابون او یكون

شیئا اخر کالزعفران ۱ھ - (شامیہ ج ۱ ص ۱۳۶) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۷ : ۳ : ۱۴۱۰ھ



جتنے ڈول پانی نکالنا ضروری ہو وقفہ وقفہ سے بھی نکال سکتے ہیں

ہمارا ایک کنواں ہے جس سے ساٹھ ڈول نکالنے تھے تو چالیس نکالنے کے بعد تھوڑی دیر وقفہ کیا اس کے بعد بقیہ ڈول نکالے۔ تو کنواں پاک ہو گیا یا نہیں ؟

سائل صوفی طالب حسین ضیاء

جامع مسجد صحابہ کرام : پیپلز کالونی ملتان

کنواں پاک ہو گیا جتنا پانی نکالنا ضروری ہو اس کا ایک ہی دفعہ لگا کر نکالنا ضروری نہیں۔ وقفہ وقفہ سے نکالیں تو بھی کنواں پاک ہو جائے گا۔

الحاج

« ولو نزع بعضه ثم زاد في الغد نزع قدر الباقي في الصحيح خلاصة » (درمختار)۔

(قوله خلاصة) ومثله في الخانية وهو مبني على انه لا يشترط

التوالي وهو المختار كما في البحر والقهستاني - اهـ (شامية ج ۱ ص ۱۵۶)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۳ / ۲ / ۱۴۰۷ھ



سانپ کنوئیں میں مر جائے تو کنواں پاک رہے گا یا نہیں

اگر سانپ کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنواں پاک رہتا ہے یا ناپاک ہو جاتا ہے اگر اس مسئلہ میں تفصیل ہو تو واضح فرمائیں۔ بنیوا تو جردا۔

سائل: نصیر بخش محلہ رسول پورہ میلسی
 اگر سانپ خشکی کا ہو اور اتنا بڑا ہو کہ اس میں خون ہو تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ اور پانی کا سانپ پانی کو پلپ نہیں کرتا۔

« اما الحیة البریة التي لا تعيش في الماء اذا ماتت في الماء فانها تفسده - اه (کبیری ۱ ص ۱۶۴) - ويجوز رفع الحدث بما ذكر وان مات فيه غير دموی كنزبور ومائى مولد اه (تنویر) - ولو كلب الماء وخنزيره كسك وسرطان وصدع الا بریاله دم سائل وهو مالا سترة له بين اصابه فيفسد في الاصح كحیة بریة ان لها دم والا لا - اه (درمختار) - (قوله والا لا) ای وان لم يكن للصدع البریة وللحیة البریة دم سائل فلا يفسد - اه (شامی ج ۱ ص ۱۳۶) - فقط والله اعلم
 احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴ / ۹ / ۱۴۰۲ھ

چھپکلی کنوئیں میں گرہ بنے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟

بعض دفعہ کنوئیں میں چھپکلی گر کر مر جاتی ہے تو شرعاً کنواں کیسے پاک ہوگا۔ نیز یہ بھی واضح کریں کہ پھولنے پھٹنے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ بنیوا بالدلیل تو جروا عند الرب الجلیل -
 سائل ممتاز احمد قاسمی

حال مقیم جامع مسجد مدنی محلہ عارف پورہ ملتان
 چھپکلی اگر اتنی بڑی ہو کہ اس کے اندر خون ہو تو کنواں پلپ ہو گیا۔ بیس سے تیس ڈول تک پانی نکال دیں اور اگر پھول پھٹ گئی ہو تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔

وكذا الوزغة اذا كانت كبرة ای بحيث يكون لها دم فانها

تفسد الماء لما تقدم في الصنف داء البری والحیة البریة اه
(کبیری : ص ۱۶۴) -

واذا وقع فی البئر سام ابرص ومات ینزح منها عشرون
دلوان فی ظاہر الروایة اه (عللگیری : ج ۱ : ص ۳۰) -
اور اگر چھپکلی چھوٹی ہو تو بھی پھٹنے کی صورت میں اس کنوئیں کا پانی پینا مکروہ ہے -
و ذکر الاسبیجالی فی شرحہ ما یعیش فی الماء مما لا
یؤکل لحمه اذا مات فی الماء وتفتت فانه یکره شرب
الماء وهو مروی عن محمد لاختلاط الاجزاء المحرم
اکلها بالماء فربما ابتلعت بشربه مع انها حرام وما یحتمل
فیه تناول الحرام یکره تناوله ویجب التحرز عنه
لانه رعی حول الحمی اه (کبیری : ص ۱۶۳) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی نیر الدار اس ملتان ، ۱۳ / ۳ / ۱۳۹۸ھ

کتا گرنے کے چار سال بعد کنوئیں کے پانی کا حکم

اگر کنوئیں میں کتا گر پڑے۔ کتا گرنے کے بعد چار سال تک کنواں بے آباد پڑا رہے۔ اس
مدت کے بعد اس کا پانی کھیتی وغیرہ کو ایک سال تک لگاتے رہیں اور کنواں کے اندر داخل ہو کر
کتے کی تلاش بھی کی گئی لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ اور کنوئیں کی کھدائی وغیرہ کر کے مٹی نہیں نکالی گئی اور
پانی بھی اس قدر ہے کہ اس کا نکالنا اہل علاقہ کو بہت مشکل ہے۔ مندرجہ بالا صورت میں کنوئیں
کے پانی کا کیا حکم ہے ؟

ففی القہستانی عن الجواہر لو وقع عصفور فیہا فجزوا

الجواب

عن اخراجہ فما دام فیہا فنجسہ فترك مدة

یعلم انه استحال وصار حماً وقيل مدة ستة اشهر -

(شامی ج ۱ : ص ۱۹۶)

جذبہ ہذا سے معلوم ہوا کہ یہ کنواں اب پاک ہو چکا ہے لہذا اس کے پانی کو استعمال کرنا درست ہے کوئی شبہ نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۳۸۱/۴۳

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کے پانی لینے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا

ہمارا ایک کنواں مشترک ہے مسلمانوں اور عیسائیوں میں۔ عیسائی بھی پانی نکالتے ہیں تو شرعاً یہ کنواں پاک سمجھا جائے گا یا ناپاک؟ بلیو تو جروا۔ سائل محمد اویس طبرہ سلطان

غیر مسلم کے پانی نکالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا تا وقتیکہ یہ علم نہ ہو کہ ان کے نکالنے سے کسی قسم کی نجاست کنوئیں میں پڑتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۹ / ۱۲ / ۲۰۲۲ھ

چالیس مربع فٹ کا تالاب نجاست گرنے سے ملینہ میں ہوگا

ایک تالاب کی لمبائی چالیس مربع فٹ ہے اور گہرائی سولہ فٹ ہے تالاب میں پہلے پانی موجود تھا بعد میں بارش ہونے کی وجہ سے کھیتوں کا پانی تالاب میں پڑ گیا۔ دوسرے دن تالاب کا وارہ تھا وہ پانی بھی تالاب میں پڑ گیا لیکن تالاب کے پانی کی رنگت و بو و ذائقہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تو کیا یہ پانی پاک ہے؟

مذکورہ تالاب کا پانی پاک ہے اسے ضروریات کے لئے استعمال کرنا درست

الجواب

ہے۔ وکذا يجوز براكه كثير كذا لك اي وقع فيه

نجس لم يراثره اه (در مختار على الشامية ج ۱ ص ۱۶۷) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۰ / ۸ / ۱۳۹۸ ھ

مینگنیاں کنوئیں میں گر جائیں تو ناپاک ہوگا یا نہیں

اگر کنوئیں میں اونٹ یا بکری کی مینگنیاں یا گائے بھینس کا گوبر، یا گھوڑے، خچر اور گدھے کی لید گر پڑے تو کیا حکم ہے۔ اور تھوڑی یا بہت خشک یا تر ٹوٹی ہوئی یا ثابت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور کنوئیں کے جنگل یا شہر میں ہونے کا کچھ فرق ہے یا نہیں؟ کتے یا بلی وغیرہ جانور یا حلال جانوروں میں اگر کوئی بغیر ذبح کئے مر جائے اور ان کی ہڈی یا سینگ وغیرہ پر گوشت نہ ہو اور تری بھی نہ ہو تو کنوئیں میں گر جانے سے پانی نجس ہوگا یا نہیں۔

اگر مستعمل پانی پاک پانی میں پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب تھوڑی مینگنیوں کے گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ ہاں اگر زیادہ مینگنیاں کنوئیں میں گر جائیں تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ جب کہ دیکھنے والا بھی ان مینگنیوں کو سمجھے کہ زیادہ ہیں۔ اور کوئی ڈول ایک دو مینگنیوں سے خالی نہ آئے۔ اور کنوئیں کا جنگل یا شہر میں ہونا اور مینگنی کا ٹوٹا ہوا ہونا یا سالم ہونا سب برابر ہیں۔ باقی کتے یا بلی کے مرجانے سے کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔ اور صاف ہڈی جس پر دسومت (چکنائی) وغیرہ نہ ہو اس کے گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

اگر مستعمل پانی نصف یا زیادہ ہو تو اس سے وضو ٹھیک نہیں۔ اگر نصف سے کم ہو تو اس سے وضو ہو سکتا ہے

فقط واللہ اعلم بالصواب

بندہ اصغر علی غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

اجواب صحیح
بندہ عبدالستار غفرلہ

له ولا تنزح فی بول فارة فی الاصح فیض ولا بخرء حمام وعصفور
وکذا سباع طیر فی الاصح لتعذر صونها عنه ولا بتقاطر بول
کرؤس ابر و غبار نجس للعفو عنهما و بصرقی ابل و
غنم اه (در مختار)۔

قال فی الفیض فلا ینجس الا اذا کان کثیرا سواء کان رطبا
او یابسا صحیحا او منکسرا ولا فرق بین ان یشرب البئر
حاجزا کالمدن او لا کالفلوات هو الصحیح - اه

(شامی ج ۱: ص ۲۰۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۴۱۰ھ

پزندوں کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا

حرام پزندوں کی بیٹ اگر کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
سائل محمد سلیمان اختر کھڑپکا۔

پزندوں کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ حلال گوشت والے
ہوں یا حرام گوشت والے۔ کیوں کہ ان سے کنوؤں کو بچانا بہت مشکل ہے۔

و ان وقع خروء الحمام او العصفور فی البئر لم یفسد ماءها لانه

طاهر وهذا مذهبنا خلافا للشافعی رحمہما تقدر وان

وقع خروء الدجاج افسده لانه نجس وليس فی ضرورة لا مکان الاحتراز

وکذا خروء البط والاوز الاھلی بخلاف البری الطیار فان فیہ

ضرورة لانه یدرق من الهواء وکذا خروء الخفاش وبولہ

لا یفسده للضرورة وکذا ذرق مالا یؤکل لحمہ من الطیور

فانه طاهر عندهما فی روایۃ خلافا لمحمد وهو یناقض

قوله فيما تقدم وقال محمد كلاهما طاهر يعني بول ما يؤكل وخبرء مالا
يؤكل من الطيور لكن الذي هنا هو الصحيح وقال بعضهم
روى عن ابن حنيفة والجب يوسف ان ذرق سباع الطير نجس
نجاسة مخففة لا يفسد الثوب الا اذا فحش و يفسد الماء
وان قل كسائر النجاسات الخفيفة فان حكمها يخالف الغليظة
في الثياب دون الماء ولا يفسد الماء الكثير ما لم يغيره
كسائر النجاسات و يفسد الا وان قل لا مكان صونها
عنه ولا يفسد ماء البير لتعذر صونها عنه ۱۰۰ (غنية المستمل ص ۱۱۱)
فقط والله اعلم -
احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۳/۲/۱۴۱۰ھ



جس کنوئیں سے جانور پانی پیتے ہوں وہ معمولی گوبر لید سے پلید نہ ہوگا

ہمارے ہاں گاؤں سے متصل ایک کنواں ہے جس کے آس پاس کافی درخت ہیں۔ لوگ
اپنے مویشی ان درختوں کے نیچے باندھتے ہیں اور اس کنوئیں سے پانی پلاتے ہیں۔ پانی پلانے کے دوران
کبھی گوبر یا لید وغیرہ کنوئیں میں گر جاتی ہے تو وہ کنواں پاک ہے یا ناپاک ؟

حافظ عبد الشکور

اشرف شاہ تحصیل سیسی

جس کنوئیں سے جانوروں کو پانی پلانے کا معمول ہو اور وہاں گوبر و لید سے حفاظت
ممکن نہ ہو تو گوبر اور لید کی قلیل مقدار گرنے سے وہ کنواں ناپاک نہ ہوگا اور
جہاں حفاظت ممکن ہو جیسے اندرون آبادی کے کنوئیں تو وہاں قلیل مقدار بھی معاف نہیں۔ اور قلت
و کثرت کا فرق متبلیٰ برکی صوابدید پر ہے۔

الحمد لله

واذا وقعت بكرة او بعرتان في البئر من بحر الابل او الغنم
لم يتنجس البئر استحسانا والقياس ان يتنجس لوقوع

النجاسة في الماء القليل وجه الاستحسان ان ابار
الفلوات ليس لها رؤوس حاذية و تبعد المواشي حولها فتلقى
الرياح بعض ذلك فجعل القليل عفوا للضرورة ولا ضرورة
في الكثير كذا في الهداية وفيه اشارة الى ان حكم ابار
الا مزار خلاف ذلك

وفي الرطوبة والمنكسرة اليابسة اختلاف بين المشايخ بعضهم
افتي فيهما بالتنجس لشيوع النجاسة في الماء للرطوبة وللرخاوة
في المنكسر بخلاف الصحيح اليابس وبعضهم سوى اى
بين الرطب واليابس والمنكسر والصحيح واختاره في الهداية
وفي الكافي قال لا فرق بين الرطب واليابس والصحيح والمنكسر
والروث والخثى والبعرة لان الضرورة تشتمل الكل - انتهى -
والارواث بمنزلة المنكسرة لتدخلها ورخاوتها وكذا الاغشاء
واكثر المشايخ على انه لا تطلق التسوية في كل موضع بل تعتبر
فيه الضرورة العامة والبلوى ان كان فيه ضرورة يتعذر
الاحتراز عنه ووقع الحرج في الحكم بالنجاسة كأبار الفلوات
الغير المحفوظة الكثيرة الطارق والاستعمال لا يحكم بالنجاسة
للضرورة وان كان الاحتراز غير متعذر كأبار البيوت والأماكن
المحفوظة القليلة الطارق والاستعمال فهي بمنزلة الاناء لا
يعفى فيه القليل وهذا الذي ينبغي ان يعتمد عليه فان الجميع
يستدلون بالضرورة فينظر الى ماهي فيه - (كبيرى : ص ١٥٨) -

فقط والله اعلم

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتي خير المدارس ملتان - ٣ / ١٢ / ١٣٠٤ هـ



ہر کنوئیں کو پاک کرنے کیلئے دوسو سے تین سو ڈول نکالنے کا حکم صحیح نہیں

اگر کنوئیں میں کتا گر جائے اور زندہ نکل آئے تو تین سو ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو گا یا نہ اور تین سو ڈول نکالنا سارا پانی نکالنے کے مساوی ہو گا یا نہیں ؟
الجواب جن جانوروں کے کنوئیں میں گر جانے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پاک کرنے کے وقت سارا پانی نکالنا پڑتا ہے۔ منجملہ ان میں سے ایک کتا بھی ہے جیسا کہ مجمع الانہر جلد اول صفحہ ۳۴ پر مذکور ہے۔

وكله بنحو كلب او شاة او آدمى او انتفاخ الحيوان الدموى
 او تفسخه ولو صغيراً لا ينتشر البلة في أجزاء الماء اه
 اور اگر کتا کنوئیں سے زندہ بھی نکال لیا جائے اور اس کتے کے منہ کو پانی پہنچ جائے تو بھی کنوئیں سے سارا پانی نکالنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ پر مرقوم ہے۔
 وموت الكلب ليس بشرط حتى لو انغمس واخرج ينزح جميع
 الماء وكذا كل ما سوره نجس او مشكوك الخ
 پس ثابت ہوا کہ کنوئیں میں کتا گرنے سے اور زندہ نکال لینے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنے کا حکم ہے بشرطیکہ کتے کا منہ سارا پانی میں ڈوب گیا ہو۔ اور تین سو ڈول نکالنے سے نہ تو کنواں پاک ہوتا ہے اور نہ ہی یہ سارا پانی نکالنے کے قائم مقام ہوتا ہے دوسو سے تین سو ڈول نکالنا یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور حکم بغداد کے کنوؤں کے لئے مختص ہے نہ کہ تمام ملک کے کنوؤں کے لئے یہ فتویٰ ہے۔

جیسا کہ کتب فقہ میں اور خاص کر مجمع الانہر؛ جلد ۱ ص ۳۵ پر مسطور ہے۔
 ویفتی بنزح مائتی دلو الی ثلاثمائة وهو مروی عن محمدؒ کانہ
 بنی قوله علی ما شاهد فی بلدة بغداد فان آبارها لا تزيد علی
 ثلاثمائة دلو۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ امام محمدؒ کا مقصود اصلی یہی تھا کہ کنوؤں سے سارا پانی نکالا جائے۔ لیکن عدد مخصوص ڈول نکالنے کے عنوان سے حکم فرماتے تھے۔ علماء متاخرین امام محمدؒ کی اس

روایت کو ایسر علی الناس فرمایا ہے لیکن اس وقت جب کہ مبتلی بہ گاؤں کے اکثر کنوؤں میں تین سو ڈول سے زائد پانی نہ ہو۔ پھر تمام کنوؤں میں ایک ہی حکم جاری کرنا اس میں لوگوں کے لئے آسانی ہے۔ اگر اس گاؤں کے اکثر کنوؤں کا پانی ملاحظہ کر لیا گیا ہے کہ ان میں کتنا پانی ہے تو پھر علی الاطلاق عدد مخصوص پر فتوے دینا اس مقام میں درست ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں اور خاص کر ”کبیری مع الصغیری : ۱۶۲“ پر ہے۔

وروی عن محمد أنه قال ينزح منها مائتا دلو الى ثلثمائة دلو
وانما اجاب بذلك بناء على كثرة الماء في آبار بغداد كذا في
المبسوط والعمروى عن ابى حنيفة انه اذا نزح منها مائة
دلو يكفي وهو بناء على آبار الكوفة لقلة الماء فيها كذا في
الكفاية وعلى هذا لا ينبغي الفتوى بالمائتين ونحوها مطلقا
بل ينظر الى غالب آبار البلد وهو الايسر على الناس والاول وهو
اعتبار مقدار الماء في كل بئر على حدة أحوط - اهـ

اس روایت سے ثابت ہوا کہ مطلقاً ہر مقام کے کنوؤں میں جہاں سارا پانی نکالنے کا حکم ہے
عدد مخصوص ڈول نکالنے کا فتوے دینا درست نہیں۔ جو صاحب ہر ایک جگہ اور ہر ایک کنوئیں
میں جہاں سارا پانی نکالنے کا حکم ہو۔ وہاں پر دو سو ڈول سے تین سو ڈول پانی نکالنے کا حکم
علی الاطلاق دیتے ہیں اور عدد مخصوص ڈول نکالنے کو سارا پانی نکالنے کے قائم مقام سمجھتے ہیں ان
پر یہ لازم اور ضروری ہے کہ امام محمد رحمہ کی جانب سے یہ روایت پیش کریں کہ جہاں امام محمد رحمہ نے بغداد
کے علاوہ کسی اور جگہ کے کنوئیں سے عدد مخصوص ڈول کے نکالنے کا حکم فرمایا ہو۔ اور دوسری بات
ان صاحبوں پر یہ ضروری ہے کہ امام محمد صاحب سے ایسی روایت پیش کریں جس میں انہوں نے یہ
حکم مطلقاً فرمایا ہو کہ جو کنواں ناپاک ہو اور سارا پانی نکالنا پڑے تو وہاں عدد مخصوص ڈول نکال
لینے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے۔ اگر امام صاحب رحمہ کی جانب سے اس طرح کی روایت پیش
نہ کر سکیں تو پھر مطلقاً ہر ایک کنوئیں میں فتوے مذکور دینا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ ہاتوا برہانکم
ان كنتم صادقين - فقط والله اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

فصل فی التیمم

سخت سردی کی وجہ سے تیمم کا حکم
 ایک مرد اپنی زوجہ سے ہمبستری کرتا ہے یا اس کو احتلام ہو جاتا ہے
 سردی بھی سخت ہے وہ مسافر بھی ہے، پانی گرم میسر نہیں ہے۔ وہ آدمی ساٹھ سال سے کچھ زیادہ عمر کا
 ہے۔ کیا وہ بغیر غسل تیمم کر کے نماز تہجد اور نماز فجر کی امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ دوسرا آدمی
 نماز پڑھانے والا نہیں ہے۔ اس کا تجربہ ہے کہ اگر غسل کرے تو اس کو دردِ شقیقہ اور اعضاء میں درد ہو
 جاتا ہے۔ لہذا وہ نماز وغیرہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور وضو کرنے والوں کی اقتدار اس کے پیچھے جائز
 ہوگی یا نہیں؟

الجواب
 بوجز تیمم کے لئے پانی کے استعمال سے عاجز ہونا شرط ہے۔ خواہ وہ اس
 وجہ سے ہو کہ پانی مفقود ہے یا پانی کے استعمال سے مرض کی زیادتی اور امتداد کا
 خوف ہو یا سردی کی وجہ سے ہلاکت اور بیماری کا اندیشہ ہو۔ نیز گرم پانی میسر نہ ہو۔ پس اگر ان امور
 میں سے کوئی امر ہو تو تیمم جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ وضو کرنے والے کی اقتدار تیمم کرنے والے کے پیچھے
 درست ہے۔

وصح اقتداء متوضی بمتیمم اھ در مختار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۵۵۔
 شہر دل میں چونکہ گرم پانی اور کحاف وغیرہ مل سکتے ہیں لہذا تیمم نہ کرے کیونکہ اس کا بوجز انتہائی ضرورت
 کے وقت ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
 ناٹب مفتی جامعہ خیر المدارس
 الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 ۲۸
 ۶
 ۱۳۸۸ھ

دوسرے سے تیمم کرانے کا حکم میں لاہور سے واپس آرہا تھا کہ اتفاقاً حادثہ پیش آگیا۔
دایاں بازو ٹوٹ گیا بایاں بازو صحیح ہے۔ اب میں تیمم

کرتے ہوئے بائیں ہاتھ سے چہرے اور دائیں ہاتھ کا مسح کر لیتا ہوں مگر بائیں ہاتھ کا مسح نہیں کر سکتا۔ تو کیا بائیں
ہاتھ کا مسح کسی دوسرے شخص سے کر سکتا ہوں؟ قاری نور الحق قریشی ملتان
بائیں بازو پر کسی دوسرے سے مسح کر سکتے ہیں۔

الجواب

وَأَنَا لَمْ يَقْدِرِ الْمَرِيضُ عَلَى الْوُضُوءِ وَالتَّيْمُمِ وَلَيْسَ
عِنْدَهُ مِنْ يَوْضِئِهِ وَتَيَمُّمِهِ فَإِنَّهُ لَا يَصِلِي عِنْدَهُمَا قَالَ الشَّيْخُ
الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ رَأَيْتُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلْكَرْخِيِّ أَنَّ
مَقْطُوعَ الْبَيْدَيْنِ وَالرَّجْلَيْنِ إِذَا كَانَ بِوَجْهِهِ جَوَاحَةٌ يَصِلِي بِغَيْرِ
طَهَارَةٍ وَلَا بِتَيَمُّمٍ وَلَا يَعِيدُ هَذَا هُوَ الْأَصَحُّ - (عالمگیری، ج ۱، ص ۳۱)
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نمک پر تیمم کرنے کا حکم اگر نمک کا بڑا ڈھیلہ رکھا ہوا ہو تو اس پر تیمم کر سکتے ہیں یا نہیں؟
بینوا توجسروا۔

الجواب سمندری نمک کے ڈھیلے پر نہیں کر سکتے، پہاڑی نمک پر تیمم کر سکتے ہیں۔
ولو تیمم بالملح نظر ان كان ما شيا اى كان ماء

فجد لا يجوز لانه ليس من اجزاء الارض وان كان جبليا اى
معدنيا وهو ما استحال ملحا من اجزاء الارض يجوز به
التيمم لانه من جنس الارض وقال قاضي خان واختلفوا في الجبل
الصحيح هو الجواز اه (كبيري، ص ۶۷) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

فاج کے مرض کو پانی نقصان دے تو تیمم کر سکتا ہے

ہمارے والد صاحب کو فاج ہو گیا ہے۔ سردی کا موسم ہے۔ حکیم حنیف اللہ صاحب نے کہا ہے کہ جسم کو پانی بالکل نہ لگنے دیں۔ تو وہ تیمم کر کے نماز ادا کریں یا ایسے ہی پڑھتے رہیں؟ اگر حکیم صاحب نے کہا ہے کہ وضو کرنا مضر ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

ولو كان يجد الماء الا انه مريض يخاف ان يستعمل الماء اشتد مرضه او ابطأ برؤه يتيمم الخ (القولہ) ويعرف ذلك الخوف اما بغلبة الظن عن اماره او تجربه او اخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهرا للفسق كذا في شرح منية المصلي (عالمگیری ج ۱، ص ۱۵)۔ فقط والله اعلم۔
احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قیدی کو پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر اسکا اعادہ کرے

بکر جیل میں قید ہے۔ جیل کا دستور ہے کہ پانچ بجے کے بعد قیدیوں کو کوٹھڑیوں میں بند کر دیتے ہیں اور وہ مغرب، عشاء اور فجر اندر ہی پڑھتے ہیں کبھی کبھی رات کو پانی نہیں ہوتا۔ تو کیا بکر تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے؟ اور پھر اس نماز کا اعادہ بھی کرے یا نہ کرے؟

محمد شفیع کالی مور می حیدرآباد

ایسی صورت میں وضو کے لئے پانی بھر کے رکھ لیا کریں۔ اگر کبھی ایسا نہ ہو سکے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیں مگر بعد میں اس نماز کا اعادہ کریں۔

والمحبوس في السجن يصلي بالتيمم ويعيد بالوضوء لان

العجز انما تحقق بصنع العباد و صنع العباد لا يؤثر في اسقاط

حق الله تعالى - (عالمگیری ج ۱، ص ۱۵)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

تیمم کے چند اہم مسائل

۱۔ تیمم کے لئے پاک پتھر پر ہاتھ مار کر چہرے پر پھیرا۔
ہاتھ چہرے سے الگ کر لیا۔ کچھ جگہ مسح ہونے سے رہ

گئی۔ دوبارہ اسی الگ شدہ ہاتھ سے ان جگہوں پر مسح کرے یا دوبارہ انگلیوں وغیرہ کو پتھر پر مار کر پھر
ان جگہوں پر مسح کرے اس خیال سے کہ ہاتھ چہرے پر پھیر گیا اور الگ کر دیا تو یہ ہاتھ مستعمل ہو گیا۔ کیا یہ
صحیح ہے؟

۲۔ دوسری ضرب جو مارے گا اس میں بوقت خلال انگلیوں کے جو حصے دوسری انگلیوں کے اندر کے
حصہ کا مسح کرتے ہیں۔ یعنی مسح کرنے والی انگلیوں کی کمرٹیں وہ خود ہی پتھر پر مسح نہ ہونے کی وجہ سے
غیر مسح ہیں۔ پھر بوقت خلال یہ انگلیوں کے پتھر سے نہ لگے ہوتے حصے ایک دوسرے کا مسح کیسے کر
سکتے ہیں۔ پھر تیمم کیسے درست ہوگا؟ جب کہ مسئلہ ہے کہ بال برابر جگہ اگر رہ جائے تو تیمم نہ
ہوگا۔؟

۳۔ ہاتھوں کا مسح کرتے وقت ناخنوں کے بالکل قریب دالے پورے ناخنوں کے کونوں والے حصے
ہتھیل کے بالکل بیچ دالے حصے وغیرہ پر نہ تو بوقت مسح ہاتھ اور نہ یہ پتھر سے مس ہوتے ہیں ان کا مسح
کیسے کریں؟

۴۔ ”مفتاح الجنۃ“ میں لکھا ہے کہ اگر انگلیوں کے درمیان غبار نہ پہنچا تو قیسری بار ہاتھ مار کر پھر
انگلیوں کا خلال کرے۔ کیا یہ قیسری ضرب صحیح ہے؟

۵۔ جس طرح وضو میں اگر داڑھی کی جلد نظر آتی یا بالوں میں سے جلد چھلکتی ہو تو نیچے پانی پہنچانا فرض ہے
کیا اسی طرح تیمم میں بھی انگلیاں ڈال کر نیچے جلد کو رگڑنا فرض ہوگا؟

حافظ محمد ابراہیم، مدرسہ عربیہ اسلامیہ

۱۔ قال فی الفتح ہذا یفید تصور استعمالہ وهو مقصور

علی صوۃ واحدہ وان یمسح الذراعین بالضربۃ الی مسح بہا

الجواب صحیح

وجہ لاغیر۔ (طحاوی ۱ ص ۶۵)۔

فتح القدیر کے حوالہ بالا سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صورتِ مستولیہ میں ہاتھ مستعمل نہیں ہوں گے بدوں ضربِ جدید کے رہی ہوئی جگہ کا مسح کر لے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ بدوں ہاتھ اٹھائے اچھی طرح سے مسح کر لے کہ کوئی جگہ بدوں اس کے نہ رہ جائے۔

۲ : وفي الدر المختار مع الشامی بمطهر من جنس الارض وان لم یکن

علیه نفع ای غبار فلولم یدخل اصابعه لم یحتج الی ضربہ

ثالثہ للتحلل ای بل یخلل من غیر ضربہ۔ (ج ۱ ص ۱۶۴)۔

عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ تخیلِ اصابع کے جواز کے لئے ان میں غبار کا داخل ہونا یا مٹی سے مس کئے ہوئے ہونا ضروری نہیں۔ پس ایسی صورت میں اگر پورے ہاتھ کا مسح اچھی طرح سے کر لیا گیا ہے اور انگلیوں کا خلل بھی کر لیا گیا ہو تو تیمم درست ہو جائے گا۔ گوان میں غبار داخل نہ ہوا ہو۔ ایک بال برابر جگہ کا بغیر مسح کئے رہ جانا مضر ہے۔ غبار پہنچے بغیر رہ جانا قاذح نہیں۔ پس شبہ نہ کیا جائے۔

۳ : ان جگہوں پر ذرا خیال سے ہاتھ پھیر لے زیادہ تکلف میں نہ پڑے۔

۴ : مفتاح الحجۃ میں ضربہ ثالثہ کا حکم امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت کی بناء پر ہے۔

حکافی الدر المختار ج ۱ ص ۱۶۴۔ ظاہر مذہب وہی ہے جو جواب نمبر ۲ میں مذکور ہے۔

۵ : وفي الحلیۃ یمس من وجہہ ظاہر البشۃ و ظاہر الشعر علی الصحیح

(عالمگیری ج ۱ ص ۱۲)۔

عبارت ہذا کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کے بالوں پر مسح کر لے اتنا کافی ہے۔ حیۃ خفیہ کا الگ حکم نظر سے نہیں گزرا۔ البتہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے شرح مراقی میں اس صورت کا الگ تذکرہ فرمایا ہے لیکن حکم نہیں بتایا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس

ملتان ۲۲/۱۲/۸۲ھ

۱۱۴

الجواب صحیح

بندہ محمد عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک ہی جگہ سے بار بار تیمم کرنا درست ہے

والد صاحب بہت زیادہ عمر رسیدہ ہیں وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایک بڑا سا مٹی کا
ٹھیلہ ان کے پاس رکھا ہوا ہے جس پر وہ بار بار بوقت نماز تیمم کرتے رہتے ہیں۔ کیا بار بار اس ایک ہی
ٹھیلے پر تیمم کرنا جائز ہے یا اسے بدلنا چاہئے؟ بیسوا تو جبروا۔

العبد سیف اللہ خالد قادری لاہور

ایک ہی ٹھیلے پر بار بار تیمم کرنا درست ہے۔ واذا تیمم مراراً من
موضع واحد جاز کذا فی التاتارخانیۃ (عللگیری ج ۱)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان : ۲۶ / ۴ / ۱۳۹۸ھ

پکی اینٹ پر تیمم کا حکم کیا پکی اینٹ جو بھٹھ میں پکی ہوئی ہو اس پر تیمم کرنا جائز ہے
یا نہیں؟ بیسوا تو جبروا۔ محمد رفیق ٹھیکیدار لاہور

جائز ہے۔ وأما التیمم بالأجر فعند الج حنیفۃ رحمہ
اللہ تعالیٰ يجوز مطلقاً دق اولاً لانه من أجزاء الارض

وان شوی وتصلب بمنزلة النورة - (کبریٰ: ص ۷۵)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۵ / ۵ / ۲۰۰۸ھ

والظاهر ان ماتحت الخاتم الواسع ان اصابه

الغبار لا يلزم تحريكه والا لزم كالتخليل المذكور - اهـ

(شامیہ، ج ۱، ص ۱۵۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أحققر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۳، ۷، ۱۴۰۶ھ

تیمم میں نیت کس طرح کی جائے

جب تبلیغی جماعت کیساتھ جاتے ہیں تو مسائل کے مذاکرہ میں بتاتے ہیں کہ تیمم میں نیت کرنا فرض ہے تو اس سے کیا مراد ہے ؟ کیا یہ مطلب ہے کہ نیت کرے کہ میں تیمم کر رہا ہوں یا کچھ اور ؟ تیمم میں نیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں یہ تیمم نماز پڑھنے کے لئے کر رہا ہوں۔ یا طہارت حاصل کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ یا حدث کو زائل کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ صرف تیمم برائے تیمم نیت کافی نہیں۔

وفي البحر وشرطها ان ينوى عبادة مقصودة الخ او الطهارة

او استباحۃ الصلوۃ او رفع الحدث او الجنابة فلا تکفی نية

التيمم على المذهب - اهـ (شامى ١ ج ١ : ص ١٨١) فقط والله اعلم

أحققر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۷/۷/۱۴۰۹ھ

راکھ پر تیمم کرنے کا حکم گوبر کی راکھ پر تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ جب کہ سنا ہے کہ راکھ پاک ہوتی ہے۔ محمد طیب طاہر نقشبند کالونی ملتان راکھ پاک ہے۔

السرقین اذا احرق حتى صار رمادا فعند محمد يحكم بطهارته وعليها الفتوى اه (عالمگیری ج ۱ ص ۲۳)۔ مگر اس پر تیمم اس لئے جائز نہیں کیونکہ یہ جنس ارض سے نہیں۔

كل ما يحترق فيصير رمادا كالخطب والحشيش ونحوهما او ما ينطبع ويلين كالحديد والصفرة والنحاس والزجاج وعين الذهب والفضة ونحوها فليس من جنس الارض اقل قوله ولا يجوز بالرماد والعنبر اه (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷)

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

پانی ایک میل دور ہو تو تیمم جائز ہے پانی ایک میل دور ہو تو تیمم جائز ہے اس سے میل شرعی مراد ہے یا میل انگریزی۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ ان سے

دونوں کی مسافت میں کیا فرق ہے ؟ سائل محمد طیب طیب جنرل سٹور کالامند ٹی ملتان شہر اس میل سے مراد میل شرعی ہے جو چار ہزار ذراع کا ہوتا ہے۔ انگریزی میل ایک ہزار سات سو ساٹھ گز کا ہوتا ہے اور گز پچتیس اینچ کا ہوتا ہے۔ مرد جو میل شرعی انگریزی میل سے دو سو چالیس گز انگریزی بڑا ہوتا ہے اس لحاظ سے میل شرعی دو ہزار انگریزی گز ہوا۔ پانی اتنی مسافت پر دور ہو تو تیمم کر سکتے ہیں۔ من عجز عن استعمال الماء الخ لبعده ولو مقیما فی المصیر میلا اربعہ آلاف ذراع وهو اربع وعشرون اصبعاً وہی ست شعیرات ظہر لبطن وہی ست شعیرات بغل اه (درمختار علی الشامیة ج ۱ ص ۱۷۱ - مطبوعہ کوئٹہ)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

المسح علی الخفين والجوار

موزوں پر پہنی ہوئی جرابوں پر مسح کا حکم ایک شخص چمڑے کے موزوں پر جرابیں پہن لے اور وضو کے وقت جراب (جو کہ موزہ پر پہنی ہوئی ہے) نہ اتارے صرف جراب پر ہی مسح کر لے تو وضو ہو جائے گا یا نہیں ؟

مسافر جنرل سٹور کچری بازار سرگودھا

الجواب اگر جرابیں نہایت باریک ہیں کہ ان پر مسح کرنے سے پانی کی تری موزوں تک پہنچ جاتی ہے تو پھر جرابوں پر مسح کافی ہوگا ورنہ جرابوں کا اتارنا ضروری ہوگا۔ یعنی دوسری صورت میں اگر جرابوں کو اتارے بغیر مسح کرے گا تو وضو نہیں ہوگا۔

كما في العالمگیری ج ۱ ص ۱۷ - واذا لبس الجرموقين فان لبسهما وحدهما الى قوله وان لبسهما فوق الخفين فان كانا من كروبا من او ما يشبهه لا يجوز المسح عليهما الا ان يكونا رقيقين يصل البلل الى ماتحتهما - فقط

والله اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

مؤرخہ ۹ / ۸ / ۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

پلستر پر مسح کرنے کا حکم ایک شخص کے پاؤں پر زخم تھا اس نے زخم پر پلستر لگایا۔ اس کے بعد اس نے نماز ادا کرنے کے لئے وضو کیا اور پاؤں کو اچھی طرح دھو لیا مگر پلستر نہیں اتارا کیا اس کا وضو ہو گیا ؟ ایسے ہی پنڈلی کے زخم پر پلستر لگا ہوا تھا۔ پھر اسے غسل فرض کی حاجت ہوئی تو اس نے غسل کیا مگر پلستر نہیں اتار دیا کیا اس کا غسل صحیح

ہو گیا ؟

الجواب

اگر پلستر اتار کر ارد گرد کی جگہ کو دھویا جاسکتا ہو اور زخم پر مسح یعنی گیلہا ساتھ پھیرا جاسکتا ہو تو پھر پلستر پر مسح جائز نہیں بلکہ پلستر اتارنا چاہئے اور زخم کی جگہ پر مسح کیا جائے اور ارد گرد کی جگہ کو دھویا جائے۔

اور اگر پلستر اتار کر زخم پر مسح نہ کیا جاسکتا ہو لیکن ارد گرد کی جگہ کو دھویا جاسکتا ہو تو پلستر اتار کر ارد گرد کی جگہ کو دھولیا جائے اور زخم والی جگہ پر پلستر کے اوپر مسح کر لیا جائے۔ اور اگر دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں یعنی پلستر کا اتارنا تکلیف دیتا ہو تو پورے پلستر پر مسح کر لیا جائے وضو اور غسل صحیح ہو جائے گا۔ شامی ج ۱ ص ۲۵۸ میں ہے۔

ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابة (در ثمار) اسی علی کل فرد من افرادها سواء كانت عصابة تحتها جراحة وهي بقدرها او زائدة عليها كعصابة المفتصد اولم یکن تحتها جراحة اصلا بل كسر اوکی وهذا معنی قول الكنز كان تحتها جراحة اول لكن اذا كانت زائدة علی قدر الجراحة فان ضره الحل والغسل مسح الكل تبعا والا فلا بل يغسل ماحول الجراحة ویمسح علیها لا علی الخرقه مالم یضره مسحها فیمسح علی الخرقه التي علیها ویغسل حوالیها وما تحت الخرقه الزائدة لان الثابت بالضرورة یتقدر بقدرها كما اوضحه فی البحر فقط والله اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه ۶/۲۲/۱۳۹۷ھ

اجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا الله عنه

منعین کہ جن پر مسح جائز ہے ان کی تعریف کے ساتھ ساتھ

مجلد جبرائیل پر مسح جائز ہے

یہ بھی بیان فرمایا جاوے کہ اس میں جبرائیل کس قسم کی اور

کہاں تک اور کسی ہونی چاہئیں نیز منعین میں پاؤں کی انگلیاں اور اس سے تھوڑا آگے تک چمڑے

کا ہونا ضروری ہے جیسے ۱ یا پاؤں کی ساری پشت پر چمڑا کا ہونا ضروری ہے۔ نیز مجلین کی تعریف تسلی بخش اور اس میں بھی چمڑا کی حد بیان فرمانے کو فراموش نہ کیا جاوے اور اگر صرف جرابیں پہنی ہوئی ہوں تو کیا ان پر بھی مسح جائز ہے یا نہیں۔ شق اول کی بناء پر ان کی تعریف اور تخمین کی تعریف کما حقہ بیان فرمادیں ؟

مجلدین منعین تخمین پر مسح جائز ہے۔

مجلدین۔ وہ جرابیں ہوتی ہیں جن میں پاؤں کے نیچے اور اوپر سب چمڑا ہوتا ہے۔ اور منعین وہ ہوتی ہیں جن میں صرف نیچے کی جانب چمڑا ہو۔ اور تخمین بھی ہوں اور تخمین وہ جرابیں ہوتی ہیں جن پر چمڑہ تو بالکل نہ ہو لیکن وہ اتنی موٹی ہوں کہ ان کے اندر سے پاؤں نظر نہ آئے۔ اور نیپٹل پر بغیر باندھے کھڑی رہیں۔

کما فی العالمگیریۃ ج ۱ ص ۱۶ - و یمسح علی الجورب المجلد وهو الذی وضع الجلد علی اعلاه واسفله ھکذا فی الکافی والمنعل وهو الذی وضع الجلد علی اسفله کالمنعل للقدم ھکذا فی السراج الوساج۔ والتخمین الذی لیس مجلداً ولا منعلاً بشرط ان یستمسک علی الساق بلا ربط ولا یرى ماتحتہ وعلیہ الفتوی کذا فی النہر الفائق۔ فقط

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۲۴/۵/۱۳۷۲ھ
واللہ اعلم
بندہ ہند علی غفرلہ معین مفتی

جوربین منعین پر مسح کا حکم
جراب منعل پر تو بالاتفاق مسح جائز ہے۔ اگر موٹی جراب کے نیچے پاؤں کے تلوے پر چمڑا لگا ہو تو اس کا

کیا حکم ہے آیا اس پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب
جراب منعل اس جراب کو کہتے ہیں جس کے صرف نیچے چمڑا لگا ہوا ہو۔ کبریٰ میں ہے
او منعین ای جعل الجلد علی مایلی الارض منہما
خاصۃ کالمنعل للرجل (ص ۱۱)۔ اگر جرابیں تخمین منعین ہوں۔ یعنی تین میل بغیر

جوتے کے چلنے سے پھٹنے والی نہ ہوں اور بغیر باندھنے کے کھڑی رہتی ہوں ، دوسری طرف نظر نہ جاتی ہو تو مسح جائز ہے ورنہ رقیق منعل ہونے کی صورت میں مسح جائز نہیں ۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

بار بار پٹی اتارنا ختم کو مضر ہو تو نہ اتاری جائے

اگر زخم پر مسح یا دھونا مضر نہ ہو تو پٹی کو اکھاڑ کر مسح یا زخم کو دھونا واجب ہوگا ، سوال یہ کہ نہ مسح اور نہ دھونا مضر ہے لیکن بار بار اکھاڑنے سے زخم دیر سے اچھا ہوگا ۔ اس صورت میں شرعاً پٹی نہ اکھیڑنے اور دوا نہ ہٹانے کی اجازت ہے یا نہیں ؟

نیز پٹی اکھیڑنے سے تکلیف بھی نہیں ہوتی اگر معمولی تکلیف یا قابل برداشت تکلیف ہو یا پٹی اکھاڑنے سے یا دوا ہٹانے سے زخم کے جھڑنے یا بہنے کا صرف ڈر ہو یا واقعی بہنے لگتا ہو یا تازہ ہو جاتا ہو یا تکلیف ہوتی ہو ، تو ان صورتوں میں پٹی اکھاڑنے کا کیا حکم ہے جب کہ دھونا یا مسح کرنا زخم کو قطعاً مضر نہ ہو ، لیکن در معمولی سا قابل برداشت ضرور ہوتا ہو فوری زخم کے جھڑنے کا ڈر ہو یا نہ ہو ؟

عبد الرحمن مدرسہ ملت ذیل

جواز تیمم کے لئے فقہاء نے تاخیر شفاء کو بھی عذر معتبر اور ضرر واقعی قرار دیا ہے (کافی المنہج ج ۱ ص ۱۵) ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسح جبیرہ کے جواز کے لئے بھی یہ عذر معتبر قرار پائے گا ۔ پس اس ضرر کی بناء پر بھی بدون پٹی اکھاڑے اگر مسح کر لیا گیا تو جائز ہو جائے گا ۔

۱۲ ان سب صورتوں کا اجمالی جواب یہ ہے کہ جن صورتوں میں پٹی اکھاڑنے سے زخم کے بڑھ جانے

یا دیر سے اچھا ہونے کا غالب گمان ہو ان صورتوں میں مسح جائز ہوگا ، شدید تکلیف

بھی اس میں داخل ہے محض معمولی تکلیف کی صورت میں مسح جائز نہ ہوگا ۔ فقط واللہ اعلم

اعقر محمد انور عفا اللہ عنہ

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ کیا ہے اور مقیم کتنی مدت تک مسح کر سکتا ہے اور مسافر اس کے اندر کیا طریقہ اختیار کرے گا اور اس کے لئے کتنی مدت ہے ؟

الجواب

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تکر کے آگے کی طرف رکھے انگلیاں پورے موزہ پر رکھ دے اور سبھی موزے سے الگ کر کے رکھے پھر ان کو کھینچ کر پنڈلی کی طرف لے جاوے اور اگر انگلیوں کے ساتھ سبھی بھی رکھ دی ، اور سبھی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لے جائے تو بھی درست ہے۔ مقیم کے لئے اس کی مدت ایک دن ، ایک رات ہے۔ اور مسافر کے لئے تین دن ، تین رات ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

و كيفية المسح ان يضع اصابع يده اليمنى على مقدم خفه الايمن
ويضع اصابع يده اليسرى على مقدم خفه الايسر ويمدها
الى الساق فوق الكعبين ويفرج بين اصابعه هكذا في
فتاوع قاضیخان وهو ان يكون في المدة وهي للمقيم
يوم وليلة وللمسافر ثلاثة ايام ولياليها هكذا في المحيط
(ج ۱- ص ۱۷۱) - فقط والله اعلم

الحق محمد الزعفرانی عنہ

زخم کے ارد گرد جمی ہوئی دوا کو ہٹانے کا حکم

زخم کے ارد گرد بالکل قریب گندہ بروزہ گچھل کر تندرست جسم پر چمپٹ جاتا ہے۔ اب اگر بوقت ہر وضو اس کو ہٹاتا ہے تو بلا مبالغہ وہ ہٹتا نہیں۔ یعنی چاقو وغیرہ سے ہٹانے کے بغیر دور نہیں ہوتا۔ اس طرح جلد پر کچھ خراش آجاتی ہے ورنہ دور نہیں ہوتا۔ یا پھر بوجہ قرب زخم کے زخم پر اثر پڑتا ہے ، یا پانی کے اندر جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ اس طرح تندرست جسم سے خون یا پیپ کا پھیلنا واجب ہے یا نہ ؟

۲ : زخم کے اوپر درہم سے زیادہ پٹی تھی۔ زخم کانوں یا پیپ پٹی کے اوپر ولے تھے میں ظاہر ہوا، اب اس پٹی کو دور کرنا واجب ہو گا یا نہ ؟

حافظ نور الدین میواتی رایتونڈ

الجواب زخم کے قریب تھے پر جو دوائی مانع نفوذِ مارِ جم گئی ہے اگر اس کے دور کرنے میں زخم کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو اسے دور کرنا ضروری ہو گا۔ ورنہ نہیں۔

لیکن تکلف سے بچا جائے

۲ : اگر زخم کے دیر سے اچھا ہونے کا اندیشہ اور غالب گمان ہو تو ایسی صورت میں پٹے اتارنا واجب نہ ہو گا۔ اور اگر زخم بالکل درست ہو گیا ہے تو پٹی اتار دینی چاہئے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۸ / ۶ / ۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں

ہماری والدہ ماجدہ کافی معمر ہیں سردیوں میں انہیں وضو کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ موزے پہن لیا کریں۔ تو کیا عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں؟
سائل۔ دلدار علی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

عورتیں بھی مردوں کی طرح موزوں پر مسح کر سکتی ہیں۔

الجواب

المراة فی المسح علی الخفین بمنزلۃ الرجل

لاستوائہما فی المعنی المجوز للمسح کذا فی المحيط

(عالمگیری ج ۱: ۱ ص ۱۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

معروف جَرَابُوثِ پَرَسِج کا حکم

بازار میں جو عام جرابیں ملتی ہیں جن کو بعض لوگ موزوں سے بھی موسوم کرتے ہیں کیا ان پر مسح کرنا جائز ہے اور جب کہ اس دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے دور کے موزے مقصود ہیں۔ تو کیا اب حکم کا اطلاق ان پر نہ ہوگا ؟

استفتیٰ : محمد افضل شیخ

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے چمڑے کے موزوں کا مقصود ہونا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ مدعی کے ذمہ اس کا اثبات ہے۔ بلکہ یہ دعویٰ غلط ہے۔ کیوں کہ بے شمار احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موزوں پر مسح کرنا موجود ہے احادیث کی کوئی کتاب ”باب المسح علی الخفین“ سے غالباً خالی نہ ہوگا۔ بلکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل سنت و الجماعت سے ہونے کے لئے مسح علی الخفین کے قائل ہونے کی شرط لگائی ہے۔

روی عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه انه سئل عن السنة والجماعة فقال ان تحب الشيخين ولا تطعن في الختنيين وتمسح على الخفین - (قاضی خان ج ۱: ص ۲۲)
حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من انكر المسح على الخفین یخشی علیہ الکفر -
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ادرکت سبعین بدريا من الصحابة رضى الله تعالى عنهم كلهم يرون المسح على الخفین - (فتح الملهم ج ۱: ص ۴۳)
قال ابن عبد البر مسح على الخفین سائر اهل بدر والحديبية وغيرهم من المهاجرين والانصار وسائر الصحابة و التابعين -

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم

اور ان کے بعد تابعین رحمہم اللہ وغیرہ حضرات کا معمول مسح علی الخفین کا تھا۔ ”خف“ اصل میں چمڑے کے موزے کو کہا جاتا ہے۔ اور جو فقہاء جرابوں پر مسح جائز قرار دیتے ہیں وہ بھی اس قسم کے جراب پر جو از مسح کے قائل ہیں جو موزوں کے حکم میں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جسے پہن کر دو تین میل جوتے کے بغیر چلا جاسکے اور وہ پھٹیں نہ۔ بغیر ربرڈ وغیرہ کے باندھے وہ پنڈلی پر کھڑے رہیں۔ اور اگر پانی اوپر گر پڑے تو اندر داخل نہ ہو، دیکھنے سے دوسری طرف نظر نہ آئے وغیرہ ذلک۔

بازاری جراب موزے کے حکم میں نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ موزوں پر بھی مسح جائز نہ ہوتا کیونکہ قرآن کریم میں غسل رجليں کا حکم ہے اور موزوں پر مسح کر لینے سے غسل رجليں حقیقتاً پایا نہیں جاتا۔ لیکن چونکہ احادیث متواترہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسح کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے ہم جواز مسح علی الخفین کے قائل ہوئے ہیں۔ مسح علی الجورین کے بارے میں اس درجہ کی روایات موجود نہیں۔ اس وجہ سے حضرت امام مسلم رحمہ فرماتے ہیں۔

لا یترک ظاہر القرآن بمثل ابی قیس وھذیل - (فتح الملمہم)

اگر کوئی کہے کہ بعض احادیث میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جورین پر مسح موجود ہے تو اس کے متعلق ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ اہل علم نے ایک ضابطہ لکھا ہے۔

”اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال“

اس ضابطے کے پیش نظر یہ سمجھنا چاہئے کہ موزوں کا نام راوی نے ”جراہیں“ رکھ دیا ہو۔ یا آپ کی جراہیں مجلد یا منغل یا موٹی ہوں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافستار جامعہ خیر المدارس، ملتان پاکستان ۱۳/۳/۳۰ھ



مسافر مدت اقامت پوری ہونے کے بعد مقیم ہو جائے تو مسح کا حکم

زید نے مقیم ہونے کی حالت میں ظہر کے وقت موزے پہنے اور مسح کیا رات کو اچانک سفر شرعی پیش آگیا اور اگلے روز عشاء کے وقت واپس گھر لوٹا۔ تو اب وہ موزے اتار کر پاؤں دھوئے یا انہیں پر مسح کر لے ؟ بینوا تو جبروا ۔

سائل محمد افضل : طیب جنرل سٹور کالامسٹری ملتان شہر

موزے پہننے کے بعد وقت حدت سے لے کر گھر پہنچنے تک مدت اقامت (چوبیس گھنٹے) پورے ہونے سے سفر کی رخصت بھی ختم ہو گئی ۔

والمسافر ان اقام بعد ما استكمل مدة الإقامة ينزع خضيه ويغسل رجليه ۔ اھ (عالمگیری قدیم ج ۱ : ص ۱۷) ۔

البتہ اگر وضو باقی ہو تو یہ بھی اجازت ہے کہ موزے اتار کر صرف پاؤں دھو لے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ پورا وضو دوبارہ کر لے ۔

وبعدهما ای النزع والمضى غسل المتوضى رجلیه لا غیر اھ (در مختار)

(قولہ غسل المتوضى رجلیه لا غیر) ینبغی ان یتحب غسل الباقی ایضا مراعاة للولاء المستحب ونحو جاعل عن خلاف مالک ۛ حکما قالہ سیدی عبد الغنی ثم رأیتہ فی الدر المنقہ مصر حبان الاولی اعادته ۔ اھ (شامی ج ۱ : ص ۲۵۵) ۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نعیمیہ مدرس ملتان ۱۱/۴/۱۴۱۱ھ



مَا تَعْلَقُ

بِالْحَيْضِ وَالنِّفْسِ

وَالْأَسْتِحْضَةِ

ایام حیض میں ہر رنگ کا خون حیض شمار ہوگا

۱۔ ایک عورت کی اکثر عادت چھ دن حیض آنے کی ہے۔ لیکن کسی ماہ میں صرف ڈھائی دن صحیح آیا اور پھر فرج خارج میں کچھ نہیں آیا جب کہ داخل میں معمولی سا پیلے رنگ کا یا اس سے بھی ہلکا۔ اتنا معمولی جو نہ ہونے کے برابر تھا۔ غالباً چوتھے یا پانچویں دن تک پھر کچھ نہیں آیا۔ ایسی عورت حائضہ کہلائے گی یا نہیں۔

۲۔ ایک عورت کو تین دن تک صحیح حیض آیا پھر چوتھے دن بہت معمولی سا پانچویں دن یہ کیفیت تھی کہ خارج میں کچھ نہیں تھا داخل میں معمولی پیلے رنگ کا۔ اور کبھی صرف اتنا پانی محسوس ہوتا ہے داخل میں پیلے رنگ کا جیسے نقطہ۔ تو یہ پانچویں دن جس میں فرج داخل میں خون پیلے رنگ کا تھا۔ تو کیا یہ حیض شمار ہوگا یا نہیں؟ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ”ربہشتی زیور“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ حیض جب فرج داخل سے فرج خارج میں آجائے اس وقت سے حیض شمار ہوگا۔ یہ حکم اس وقت کا ہے؟

الجلد

معتدہ ایام عادت میں جو کہ اس کی پہلے عادت تھی اس میں کچھ پیلا رنگ دیکھ لے
تو یہ حیض میں شمار ہوگا۔ اور ایام عادت سمیت دس دن تک حیض شمار کیا جاسکتا ہے۔

وماترأه المرأة من الحمرة والصفرة والكدره حیض حتی تری

البیاض خالصاً۔ (ہدایۃ : ج ۱۱ ص ۲۶)۔

فرج داخل میں جو کچھ ہو اس پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ جب تک وہ خارج نہ ہو جائے۔ یا کپڑے پر
اس کا دھبہ نہ لگ جائے۔ دھبہ لگ جانے کی صورت میں یہ حیض ہوگا۔ پس سوال ہے کہ اگر کپڑے کو دھبہ
لگا ہے تو چوتھا اور پانچواں دن حیض میں شمار ہوگا۔ اس کی روشنی میں سوال ہے کہ جواب بھی سمجھ لیا جائے
بہشتی زلیخہ کا استدلال صحیح ہے۔ دھبہ لگ جانے سے فرج داخل سے خارج میں آنا ثابت ہو جائے گا۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان



سبب ابتداء حیض
عورتوں کو حیض کس وجہ سے شروع ہوا اور کب شروع ہوا ؟
عبد الحفیظ دیال سنگھ لائبریری نسبت روڈ لاہور۔

الجلد

وسببه ابتداء ابتداء الله لحواء لاكل الشجرة (درمختار)

ای وبقی فی بناتہا الی یوم القیامۃ وما قیل أنه

اول ما ارسل الحيض على بنی اسرائیل فقد رده البخاری بقوله

وحديث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکبر وهو ما رواه عن

عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فی الحيض هذا شئ کتبہ اللہ علی بنات آدم قال النووي

ای أنه عام فی جميع بنات آدم۔ (شامی ۱ ج ۱ : ص ۲۰۸ مطبوعہ

کوئٹہ)۔

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ حیض تمام عورتوں کو آتا ہے اور اس کی ابتداء اس وقت ہوتی جبکہ
حضرت سوار نے دانہ گندم کھایا تھا۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
نخیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۲/۸/۱۳۸۲ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایام حیض کے بعد آنے والے خون کا حکم
۱۔ ایک عورت اپنی عادت کے موافق حیض سے پاک ہوئی۔ دو دن پاک رہنے کے بعد پھر خون جاری ہو گیا۔ جو چار دن تک جاری رہا۔ اب یہ چار دن حیض کے ہوئے یا بیماری کے؟ اور نماز روزہ ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک حیض کے کتنے دن گزرنے کے بعد دوسرے حیض آئے تو حیض سمجھا جائے گا؟
اگر عادت کے مطابق حیض آچکا پھر دو دن گزرنے کے بعد چار دن خون آیا تو دیکھا جائے گا کہ سابقہ عادت اور یہ چھ دن (دو خالی دن اور چار دن خون) کل مدت دس دن سے متجاوز نہیں ہوتی تو یہ چار دن بھی حیض کے ہوں گے اور وہ دو دن خالی بھی حیض شمار ہوں گے۔ اور اگر دو دن خالی گزر کر چار دن جو حیض آیا یہ کل مدت دس دن سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ تو جو عادت کے دن تھے وہ حیض ہے اور یہ چار دن امتحانہ یعنی بیماری کے ہوں گے۔

ولو زاد الدم على عشرة ايام ولها عادة معروفة دونها ردت الى ايام عاداتها والذي زاد استحاضة (هدایہ ج ۱ ص ۵۰ - امدادیتان) اما اذا لم يتجاوز الاكثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما فيكون حيضا ونفاسا (شامی ج ۱ ص ۱۱ مطبوعہ کوئٹہ)۔

۲۔ اقل مدت طہر پندرہ روز ہے اگر حیض آئے اور پندرہ دن گزر جائیں پھر خون آئے تو وہ حیض ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح : نخیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

حائضہ ادعیہ وغیرہ پڑھ سکتی ہے ایک عورت کا معمول حزب البحر ہر دن پڑھنے کا ہے۔ کیا عورت مذکورہ دعاؤں کو ایام حیض

میں بھی پڑھ سکتی ہے یا نہیں ؟ : المستفتی عبد الرشید شادمان لاہور۔

ولا بأس لحائض وجنب بقراءة ادعية ومسهاو

الجواب

حملها و ذکر الله تعالى وتسبیح و زیارة قبور

(در مختار علی الشامی ۱ ج ۱ ص ۲۰۵)۔

حائضہ حزب البحر وغیرہ کا ورد پڑھ سکتی ہے۔ نماز کے وقت وضو کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جایا کرے اور یہ ورد پڑھ لیا کرے۔ فقہار نے حائضہ کے لئے اوقات نماز میں اس طرح کچھ ذکر و تسبیح کرنے کو مستحب لکھا ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲۲ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۸۳ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



حیض میں استعمال کیڑے کا حکم حیض کے استعمال شدہ کیڑے کو جلا دینا کیسا ہے ؟ اس میں انسانی خون لگا ہوا ہے اور اگر نہ جلایا جائے بلکہ

کوڑے میں پھینک دیا جائے تو غیر مردوں کی اس پر نگاہ پڑتی ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

اگر دھونے کے بعد دوبارہ استعمال نہ ہو سکیں تو جلا دیا جائے۔

الجواب

كل عضو لا يجوز النظر اليه قبل الانفصال لا يجوز

بعده كشعر عانتة وشعر رأسها وعظم ذراع حرة ميتة

وساقها وقلامه ظفر رجلها دون يدها وأن النظر إلى

ملءة الأجنبية بشهوة حرام۔ (شامی ۱ ج ۱ ص ۲۰۹)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئيس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۹، ۵، ۱۴۰۳ھ



حائضہ قرآن حکیم کلمۃ کلمۃ پڑھ سکتی ہے

ایک بالغہ لڑکی ہے اور طالب علم ہے قرآن پاک حفظ کرتی ہے اگر وہ ایام حیض میں تعلیم کی چھٹی کرے تو تعلیم میں کافی نقص واقع ہوتا ہے۔ کیا وہ ان دنوں میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکتی ہے یا نہیں۔ شریعت کی سوسے گنجائش ہے یا نہیں؟

۲ : ہمارے ہاں مشہور ہے کہ عورتیں اپنے ہاتھوں پر دستانے چڑھا کر پڑھ سکتی ہیں آیا یہ بات درست ہے یا نہیں؟ بیسوا تو جروا۔

مذکورہ طالبہ ان ایام میں ایک ایک کلمہ کر کے پڑھ سکتی ہے۔ جواز للحائض

الجواز

المعلمۃ تعلیمہ کلمۃ کلمۃ اللہ (شامی، ج ۱، ص ۱۵۹)۔

۲ : دستانے پہنے ہوئے ہوں تو ان کے ساتھ بھی چھونا جائز نہیں۔ ولا يجوز لهم مس المصحف

بالمشايب القى هم لا بسوها۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۲۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

أحققر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس — ملتان ۱۳۰۸/۲/۹ھ

ناتمام بچے کی ولادت کے بعد آنے والے خون کا حکم

بعض عورتوں کا حمل قبل از وقت ساقط ہو جاتا ہے تو اسقاط کے بعد جو خون آئے وہ نفاس شمار

ہوگا یا نہیں؟

اگر تو بچے کے اعضاء مثلاً انگلی ناخن اور بال وغیرہ بن چکے تھے تو اس اسقاط

الجواز

کے بعد آنے والا خون نفاس شمار ہوگا۔ اور اگر ابھی اس میں سے کوئی چیز نہیں بنی

تھی تو اب یہ خون نفاس نہیں بنے گا۔ اگر حیض کی تعریف اس پر صادق آتی ہو تو حیض بن جائے گا

وگرنہ استحاضہ شمار ہوگا۔

والسقط ان ظهر بعض خلقه من اصبع او ظفر او شعر ولد فتصير

به نفساء هكذا في التبیین وان لم يظهر شئ من خلقه فلا نفاس

لها فان امكن جعل المرئى حيضا يجعل حيضا والا فهو
استحاضة - ۱ھ (عالمگیری: ج ۱، ص ۱۹) - فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۱۰/۱۴۱۰ھ

جنبی کے پکائے ہوئے کھانے کا حکم عورت کی حالت حیض کی جنابت اور بعد
الوطی قبل الاغتسال کی جنابت کیساں

ہے یا کوئی فرق ہے۔ عورت بعد الوطی قبل الغسل وقت تنگ میں کھانا وغیرہ پکا سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر
پکائے تو اس کا کھانا کیسا ہے حلال ہے یا نہیں؟ اسی طرح عورت جیسے حالت حیض میں بچے کو دودھ
پلاتی رہتی ہے بعد الوطی قبل الغسل اگر بچہ اٹھ پڑے اور روئے تو اس کو اٹھا کر دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟
حالت جنابت میں کھانا پکانے اور بچے کو دودھ پلانے کی شرعاً اجازت ہے۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے وضو کر لے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۵/۱۴۰۶ھ

لہ ولہ انت یقبلہا ویضاجعہا ولا یکرہ طبخہا ولا استعمال مامستہ
من عجین او ماء او غیرہما - ۱ھ (طحاوی: ص ۷۸) - احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

حائضہ سے مباشرت کی صورت حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنا سوائے
شرمگاہ کے جائز ہے یا نہیں؟ اور اپنے

ہاتھ کے ساتھ اپنا ذکر پکڑ کر ملتے ملتے منی خارج کرنا جائز ہے یا نہیں؟

حالت حیض میں بلا حائل کے گھٹنے سے لے کر ناف تک کے حصہ سے انتفاع
حرام ہے۔ پکڑے کے اوپر سے سوانے دلی کے اجازت ہے۔ مشت زنی حرام ہے۔

ہندیہ میں ہے - الاستمناء حرام وفيه التعذیر (ج ۲، ص ۲۳۷) - فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۶/۱۴۰۶ھ

(سیدہ عائشہؓ آئندہ صفحہ پر)

۱۲۲ و یحرم بالحیض والنفاس الجماع والاستمتاع بماتحت
السرة الى تحت الركبة لقوله تعالى ولا تقربوهن حتى يطهرن
وقوله صلى الله عليه لك ما فوق الازار - ۱۲۲ (مراقی)
(قوله والاستمتاع بماتحت السرة) اما السرة وما فوقها فيحل
الاستمتاع به بوطء او غيره ولو بلا حائل وكذا بما بين
السرة والركبة بحائل بغير الوطء ولو بشهوة - ۱۲۲ (طحطاوی ص ۸۰)
احقر محمد انور عفا الله عنه



مستحاضہ کے ساتھ مباشرت کا حکم
ایک عورت کو یہ مرض لاحق ہو گیا ہے کہ اس
کا خون کبھی بھی بند نہیں ہوتا۔ ہر وقت جاری

رہتا ہے۔ تو اب اس کا خاوند اس سے ہمبستری کر سکتا ہے یا نہیں؟
صورۃ مسئلہ میں عورت مذکورہ کے جتنے دن ایام حیض بنتے ہوں ان میں مجت
سہل ہے باقی ایام میں کر سکتے ہیں۔

ودم الاستحاضة كرعاف دائم لا يمنع صلوة ولا صوما فرضا
كان أو نفلاً ولا يحرم وطاً لانه ليس اذى - ۱۲۲ (مراقی الفلاح)
(قوله ولا يحرم وطاً) أي ولو في حال نزوله لانه ليس اذى
واما تأويله بانه يجامعها في حال انقطاعه فبعيد من
اطلاق عباراتهم - ۱۲۲ - وروی ابو داؤد وغیره باسناد صحیح
من حدیث عکرمۃ عن حمۃ بنت جحش انها كانت
مستحاضۃ وكان زوجها یفشاها وهو طلحة بن عبید اللہ
مکذا فی البناۃ - ۱۲۲ (طحطاوی ص ۸۰) - فقط واللہ اعلم -
احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۳/۱۴۱۰ھ



دوران نفاس طہر بھی نفاس کے حکم میں ہے

بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک عورت کو پچیس دن تک نفاس جاری رہا اس کے بعد دس یوم تک پاک رہی دس دن کے بعد دو تین قطرے خون کے لئے اس کے بعد سات دن تک پھر پاک رہی یعنی مدت نفاس تک پاک رہی۔ اس کا نفاس کتنے دن شمار ہوگا ؟

دو تین قطرے دن کے بعد اگر پھر خون نہیں آیا تو بچہ کی پیدائش سے لے کر ان قطروں کی آمد تک نفاس شمار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ رئیس الافتاء
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۱ - ۵ - ۱۳۸۱ھ

طہر المتخلل فی الاربعین بین الدمین نفاس عند الی حنیفة
وان کان خمسة عشر یوماً فصاعداً وعلیہ الفتوی (۱۹) ص ۱۹
قدیم ۱ ج ۱ ص ۱۹ - فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مبتدئہ کا حکم مستحاضہ مبتدئہ کو استمرار دم سال یا دو سال یا اس سے زائد رہا ہو۔ آیا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ یہ مہینہ میں دس دن حیض اور بیس دن طہر شمار کرے اور اس طرح دوسرے اور تیسرے مہینہ میں کرے یا اس کے لئے اکثر مدت حیض یعنی دس دن اور پندرہ دن طہر شمار کئے جائیں گے۔ یعنی یہی سلسلہ ہوگا ؟

مبتدئہ کا حکم یہ ہے کہ دس دن ہر مہینہ سے حیض شمار کئے جائیں گے اور بیس دن استحاضہ کے۔ کما فی الشامیۃ۔

والحاصل ان المبتدئۃ اذا استمرت دمها فحیضها فی کل شهر عشرة
وطہرها عشرون کما فی عامۃ الکتب بل نقل نوح افندی
الاتفاق علیہ خلافا لما فی الامداد من ان طہرها خمسة عشر۔

(ج ۱، ص ۲۰۹) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ، ۱۳ / ۱۱ / ۱۴۱۰ھ

حائضہ نماز کے اوقات میں ذکر و اذکار کا معمول رکھے

تبلیغی جماعت کی خواتین کی تبلیغی مجالس و محافل میں اہلیہ شرکت کرتی ہے ایک محفل میں ایک مسئلہ سن کر آئی تو اس کی تصدیق چاہی کہ عورت کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ حیض کے دنوں میں بوقت نماز وضو کر کے مصیٰ پر اتنی دیر بیٹھ کر تسبیح و درود پاک اور ذکر و اذکار کرتی رہے جتنی دیر میں کہ وہ نماز پڑھتی ہے۔ تو کیا یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں ؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

العبد سیف اللہ خالد قادری لاہور

یہ درست ہے اس حالت میں ذکر و تسبیح وغیرہ منع نہیں۔ اور سوال میں مذکور عمل کو معمول بنالینے میں علاوہ ثواب کے یہ فائدہ بھی ہے کہ ان اوقات میں نماز و عبادت کی عادت پختہ رہے گی۔

و یستحب لہا ان تتوضا لوقت کل صلاة و تقعد علی مصلیہا
و تسبیح و تمہلل و تحکب بقدر ادائها کلا نفسی عادتہا و فی
روایۃ یکتب لہا ثواب احسن صلاة کانت تصلی - اھ (شامی
ج ۱، ص ۲۱۳) فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

حائضہ سے جماع کرنے کی صورت میں قضا کا حکم

کفایت المفتی : ج ۵ : ص ۳۲۶ پر ایک سوال و جواب ہے جس کے بارے میں کچھ اشکال

ہے۔ مختصر سوال و جواب یہ ہے۔

کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے بحالت حیض جماع کر لیا۔ اب اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے ؟
جواب میں لکھا ہے کہ ایام مقررہ میں صحبت کرنا ناجائز ہے۔ صحبت کر لی گئی تو زیدہ کو اور اس کی بیوی کو توبہ کرنی چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ زیدہ ڈھائی روپیہ صدقہ کر دے۔ خط کشیدہ عبارت یعنی ڈھائی روپیہ صدقہ کر دے تو بہتر ہے۔ اس ڈھائی روپے کی تعیین کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ وضاحت فرمادیں ؟
بلیو اتو جردا۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول

الصلوات

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وقع الرجل باہلہ وہی

حائض فلیتصدق بنصف دینار۔ وفی رواية اذا کان دما احمر

فدینار واذا کان دماً اصفر بنصف دینار رواہ الترمذی

(ج ۱ ص ۵۶) وفی الحاشیۃ فدینار ای علی المجامع فیہ لات

اقل المقادیر المتعلقة بالفروج عشرة دراهم وهو دینار

کذا قالہ ابن الملک۔

ایک دینار کی مالیت دس درہم کے برابر ہے۔ اور دس درہم تقریباً ڈھائی تولہ کے برابر ہیں۔ اور یہ ڈھائی روپے کے مساوی ہوں گے۔ جب کہ چاندی کا روپیہ ایک تولہ کا ہو جیسا کہ متحدہ ہندوستان کے وقت ہوتا تھا۔ یہ ڈھائی روپے اسی وقت کے ہیں۔

الغرض اصل صورت مسئلہ میں یہ ہے کہ ایک دینار (مساوی $\frac{1}{4}$ ماشہ) سونا یا نصف دینار صدقہ کرے۔ یا ان کی مالیت آج کل اگر کوئی یہ صدقہ کرنا چاہے تو $\frac{1}{4}$ ماشہ یا $\frac{1}{2}$ ماشہ سونا صدقہ کرے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۰۱۲/۲/۱۴ھ

عورت کو حیض آیا اور اپنی عادت کے مطابق اتنے دن لحد

حیض بند ہونے پر غسل کو مؤخر کرنا

بند ہو گیا۔ تو اس عورت کو کس وقت غسل کرنا چاہئے

اسی وقت یا دوسرے دن ؟ وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب

اگر ایام عادت پورے ہونے پر خون بند ہوا ہے تو جس نماز کے وقت میں بند ہوا ہے اس کے وقت مستحب تک تاخیر کرنا مستحب ہے۔ یعنی وقت مستحب کے ختم ہونے سے پہلے غسل کر کے نماز ادا کرے۔

(واذا انقطع لدون عادتها) ای وقد تجاوز ثلثة ایام لا یقر بها وان اغتسلت حتی تمضی عادتها ولکن تصلی وتصوم احتیاطا ویجب علیها تأخیر الغسل الی قبیل آخر الوقت المستحب ویستحب تأخیره الیہ اذا انقطع لتتمام العادة قاله فی الشرح۔ ۱ھ (طحطاوی: ص ۹۷) فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷/۲/۱۴۱۱ھ

اپریشن کے ذریعہ ولادت کی صورت میں نفاس کا حکم

بعض اوقات ولادت میں پچیدگیوں کی وجہ سے بڑے اپریشن کے ذریعہ بچہ پیٹ سے نکالا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں نفاس کے احکام کیا ہوں گے۔ ؟

اگر اپریشن کے بعد خون رحم سے جاری ہو جائے تو وہ نفاس کے حکم میں ہے۔ اس پر نفاس والے احکام جاری ہوں گے۔ اور اگر صرف اپریشن کی جگہ ہی سے نکلے اور رحم سے نہ آئے تو وہ زخم کے حکم میں ہے اس صورت میں نماز وغیرہ ساقط نہیں ہوں گے۔

فلو ولدته من سرتها ان سال الدم من الرحم فنفساء والا فذات جرح وان ثبت له احکام الولد ۱ھ (در مختار) (قوله من سرتها) عبارة البحر من قبل سرتها بان كان ببطنها جرح فان شقت وخروج الولد منها۔ ۱ھ (شامیہ: ج ۱: ص ۲۱۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷/۲/۱۴۱۰ھ

ماتعلق بتطهير النجاسة

راستہ کا کچھڑ وغیرہ کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے کا حکم کوٹ یا چادر پر، سڑک پر بارش کا کھڑا ہوا پانی وغیرہ

کار کے گزرنے سے لگ جاتا ہے اگر قمیص اور شلوار وغیرہ پاک ہوں تو ان کو پہن کر نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ نہ ہونے کی وجہ بھی تحریر کریں۔

الجواب
راستہ کی کچھڑ اور نجس پانی اگر کپڑے کو لگ جائے اور وہ آدمی اس طرح کا ہو کہ اسے عام طور سے بازار میں آنا جانا پڑتا ہو تو وہ اگر ایسے کپڑے میں بغیر دھوئے نماز پڑھ لے گا تو نماز ہو جائے گی بلا ضرورت جائز نہیں۔ شامی میں ہے۔

والحاصل ان الذی ینبغی انہ حیث کان العفو للضرورة و عدم امکان الاحتراز ان یقال بالعفو وان غلبت النجاسة مالم یوعینہا لو اصابہ بلا قصد و کان ممن یدھب و یجیئ و الافلا ضرورة - (شامیہ ج ۱ ص ۲۹۹) - فقط والله اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۲۱ - ۱۲ - ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

گوبر کے ایلے بنانا اور انہیں جلانا جائز ہے گوبر سے ایلے بنانا، اور انہیں جلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب
گوبر وغیرہ سے ایلے بنانا، انہیں جلانا اور بیچنا جائز ہے۔ کما فی الشامیہ ج ۲ ص ۱۱ (قوله كسرتین وبعمر والمراد

انه يجوز بيعهما ولو خالصين اه وفي البحر عن السراج
ويجوز بيع السرقتين والبعير والانتفاع به والوقوف به -

فقط والله اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

الجواب صحيح
خیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۴/۲/۱۳۸۴ھ

مردار کی چربی سے صابن بنایا گیا تو وہ پاک ہے
یہاں کچھ لوگ ہیں جو مردار کی چربی سے
صابن تیار کرتے ہیں۔ یہ درست ہے

یا نہیں ؟ اور اس صابن کا استعمال کرنا کیسا ہے ؟
مردار کی چربی کا بنا ہوا صابن پاک ہے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

فقط والله اعلم
بندہ محمد صدیق غفرلہ نائب مفتی
خیر المدارس ملتان ۱۲/۲/۱۳۸۱ھ

الجواب صحيح
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

پلیدہی سے نکالے ہوئے مکھن کا حکم
اگر پلیدہی سے مکھن نکالا جائے تو وہ مکھن پلیدہ ہوگا
یا نہیں ؟ اگر رد المحتار کی عبارت ذیل سے حکم
جلت لگایا جائے تو یہ حکم صحیح ہوگا یا نہیں ؟

(ج ۱: ص ۳۰۲) قال في رد المحتار تحت قول الماتن لا يكون
نجس ارماد قذر الخ قوله لانقلاب العين علة لكل وهذا
قول محمد وذكر معه في الذخيرة والمحيط ابا حنيفة
حلية قال في الفتح وكثير من المشائخ اختاروه وهو
المختار لان الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة
وتنتفى الحقيقة بانتفاء بعض اجزاء مفهومها فكيف
بالكل فان الملح غير العظم واللحم فاذا صار ملحاً
ترتب حكم الملح ونظيره في الشرع النطفة نجسة

وتصير علقته وهي نجسة وتصير مصنعة فتطهر والعصير

طاهر الخ -

دوسرا یہ کہ انقلاب عین کا کیا معنی ہے ؟

یہ انقلاب عین نہیں بلکہ بقا عین کے باوجود تفصیل اجزاء ہے۔ یعنی مسکے کی حقیقت یہ ہے کہ بعض اجزاء دھنیہ کو جو پہلے سے موجود ہیں ان کو الگ کر لیا گیا ہے۔ جیسا کہ گوبر کو نچوڑ کر اس کے اجزاء مائیہ کو الگ کر لیا جائے۔ یا ناپاک گندم کا نشاستہ نکال لیا جائے۔ ہمارے ملح بن جانے میں اور دہی سے مکھن نکالنے میں دونوں تغیروں میں زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ صورتِ مسئلہ میں تو درحقیقت تغیر ہی نہیں۔

تبدیلی ماہیت سے شے کے خواص و آثار یکسر بدل جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے ملح، قدر، رماد، اور خم و خل میں ہے لیکن تفصیل اجزاء سے ایسا نہیں ہوتا بلکہ بنیادی خواص بھی قائم و بدستور رہتے ہیں جیسے نفس و ہنیت دہی و مکھن دونوں چیزوں میں بدستور قائم ہے فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۲/۳/۱۳۸۵ھ

فرش پاک کرنے کا طریقہ ۱۔ اگر مسجد کے برآمدہ میں زخم یا تیلے کی سپ کا پانی بہہ کر ایک ایڑی کے برابر جگہ پر پھیل جائے تو فقط ایک

بار کپڑا بھگو کر رگڑنے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی یا نہیں ؟
۲۔ اگر اس جگہ میں اشتباہ ہو جائے تو دو تین فٹ ادھر ادھر جگہ، ایک کپڑا بھگو کر رگڑنے سے وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ اگر تین چار فٹ جگہ پر کپڑا رگڑنے کے بعد بھی معلوم نہ ہو کہ وہ اصل جگہ رہ گئی ہے یا صاف ہو گئی ہے تو وہ آدمی جس سے یہ جگہ پلید ہوئی ہے گناہگار تو نہ ہوگا ؟

۳۔ اگر اس جگہ ایک عدد پانی کی بالٹی سیمنٹ والے فرش پر ڈال دی جائے اور جھاڑو

پھیر دیا جائے، پانی مسجد کے صحن میں پھیل جائے اور جھاڑو سے نکال دیا جائے تو صحن نجس ہوگا یا پاک سمجھا جائے گا؟

۲ : پانی ڈالنے والا آدمی اس بھیگی جگہ پر پاؤں دھونے بغیر پھرے اور معلوم نہ ہو کہ اس کے پاؤں جو اب اس نے جوتے سے نکالے ہیں پاک ہیں یا نجس، تو وہ جگہ اس صورت میں پاک سمجھی جائے گی یا نجس؟

المستفتی محمد یونس ازکوثر

الجواب : تین دفعہ ایسا کرنے سے فرش پاک ہو جائے گا۔ ایک دفعہ سے پاک نہ ہوگا

قال في الشامية ولو اريد تطهيرها عاجلا يصب عليها الماء ثلاث مرات وتجفف في كل مرة بخرقه طاهرة - (ج ۱ ص ۲۸۶) -

خشک کرنے کے لئے ہر دفعہ پاک کپڑا ہونا چاہئے۔

۲ : جس جگہ کے ناپاک ہونے کا ظن ہوا ہے اسے طریق بالا سے پاک کیا جائے۔
۳ : اس طرح جھاڑو کے ساتھ پانی نکال دینے سے مسجد کی جگہ پاک ہو جائے گی۔ حتیٰ تین دفعہ ایسا کر لیا جائے۔

۴ : جب مسجد کی اس جگہ کو پاک قرار دے دیا جائے گا تو اس کے بعد اگر کوئی شخص اس جگہ پر پاؤں رکھے تو وہ جگہ ناپاک نہ ہوگی۔ پاؤں کے بارے میں جب تک یقیناً نجاست لگنے کا علم نہ ہوا ہے ناپاک نہیں قرار دیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

خیر المدارس ملتان ۸/۸/۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

وضو کا پانی لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا ایسا کپڑا جو وضو کے بعد منہ ہاتھ پونچھنے

میں متعدد بار استعمال ہو چکا ہو نماز میں سر پر

باندھنا یا نماز کی جگہ بچھانا درست ہے یا نہیں؟ حافظ محمد عرفان ہاشمی، اگر ٹھٹھل سنگھ، دہاڑی۔

الجواب

اس کپڑے سے نماز پڑھنا درست ہے۔ پاک ہونے میں شبہ نہ کیا جائے۔

ما یصیب من دیل المتوحی وثیابہ عفواً قافاً

وان کثر اھ - (درمختار علی الشامیۃ ۱ ج ۱ ص ۱۸۵) -

ما یرتعل علی الراجح پاک ہے۔ لہذا یہ کپڑا بھی پاک رہے گا۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

اجواب صحیح

ملتان - ۲۲ / ۱۱ / ۱۳۹۹ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

چھپکلی کرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا
عام چھپکلی پانی میں گر گئی اور پھر نکال دی گئی۔ وہ پانی
پاک ہے یا ناپاک۔ اس پانی سے وضو اور غسل

کر سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ پانی پاک ہے۔ اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔

الجواب

وموت ما لیس له نفس سائلۃ فی الماء لا ینجسہ اھ

(ہدایہ ۱ ج ۱ ص ۲) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۸ / ۱۱ / ۱۳۹۹ھ

شراب کے لئے استعمال کی گئی بوتل پاک کرنے کے بعد استعمال کر سکتے ہیں

مجھے دوا رکھنے کے لئے ایک سیاہ رنگ کی بوتل چاہیے۔ لیکن بازار سے جو سیاہ رنگ کی بوتل
دستیاب ہوتی ہے وہ مسہی شراب کی بوتل ہے۔ آیا اسے صاف کر کے اس میں دوا رکھ سکتا ہوں
اور بعد میں استعمال کر سکتا ہوں؟

خب صاف کرنے کے بعد وہ بوتل استعمال کر سکتے ہیں۔ روی اللہ علیہ السلام قال

الجواب

نہیتکم عن النبذ الا فی سقاء فاشربوا فی الاسقیۃ کلھا ولا تشربوا

مسکرا۔ اھ (حاشیہ مشکوٰۃ ۱ ج ۱ ص ۱۳) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۴ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

اجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اٹنا پاک ہو جائے تو پاک کرنے کا طہیت

زید شین پر گندم پسانے کے لئے گیا۔ مٹین میں دانے ڈالے تو آٹے میں تازہ چوہا پس کر نکلا وہ اٹنا نجس ہے یا طاهر؟ یہ نجس اٹنا جو کہ تقریباً پانچ سیر تھا ایک من آٹے میں مل گیا ہے۔ کیا یہ سارا اٹنا پلید ہو گیا ہے؟ اگر پلید سے تو پاکی کی کوئی صورت بیان فرمائیں۔

اگر ناپاک اٹنا علیحدہ ہو سکتا ہے یعنی جو خون سے سرخ ہو گیا ہے۔ تو اس کو علیحدہ کر کے دفن کر دیں جانوروں کو نہ کھلائیں۔ باقی اٹنا پاک ہو گا۔ اور اگر بالکل مل جل گیا ہے تو کچھ اٹنا صدقہ کر دیں یا جانوروں کو کھلا دیں باقی پاک ہو جائے گا۔

الحمد للہ

كما لو بال حمر خصرها لتغليظ بولها اتفاقا على نحو حنطة تدوسها
فقسم او غسل بعضه او ذهب بهمة او اكل او بيع كما مر حيث
يطهر الباقي وكذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس في كل طرف
كمسئلة الثوب اه (در مختار على الشامي: ج ۱: ص ۳۰۲) فقط والله اعلم

الجواب صحيح
بندہ اصغر علی غفرلہ معین مفتی
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ رئیس الافتاء ۱۳۸۷ھ جامعہ خیر المدارس ملتان

کتا گوشت کو منہ لگا جائے تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائیگا

ایک بھینس کو حلال کیا گیا اور اس کے چار ٹکڑے کئے گئے۔ تو ان چاروں میں سے ایک ٹکڑے کو کتے نے منہ لگا دیا۔ آیا وہ ناپاک ہے یا نہیں۔ اگر ناپاک ہے تو پاک کرنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جو تین ٹکڑے الگ پڑے تھے ان کے پاک و حلال ہونے میں تو کسی قسم کا شک و شبہ نہیں یہ بالکل پاک و حلال ہیں۔ بلکہ جس ٹکڑے کو کتے نے منہ لگا یا ہے وہ

الحمد للہ

بھی سارا ناپاک و حرام نہیں ہوا۔ اتنی ہی جگہ ناپاک ہے جہاں کتے نے منہ لگا یا ہے اس کو کاٹ کر پھینک دیا جائے اور باقی کو رکھ لیا جائے اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۸۷ھ

یا اگر کاٹا نہ جائے تو اس جبکہ کو تین مرتبہ دھولیا جائے۔ بلکہ کاٹنے کی بجائے دھو کر استعمال کرنا بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم
والجواب صحیح

بندہ محمد عبید اللہ غفرلہ رئیس الاقامہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۵/۱۳۷۳ھ

عضو کا حصہ تولید یاد نہ ہو تو کسے دھوئے

الف : یہ یاد ہے کہ فلاں عضو تولید ہوا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ کون سی جبکہ ناپاک ہوئی تھی تو اب وہ کیسے دھوئے۔

ب : بدن بھر میں تذبذب ہے کہ کون سے حصہ میں نجاست لگی ہے تو کیسے کرے ؟
ایسی صورت میں حصہ بدن دھونے کا بھی وہی حکم ہے جو کپڑے کی ایک جانب دھونے کا ہے۔ چنانچہ صورت نمبر ۱ میں اس عضو کے کسی حصہ کو دھولے۔ اور

صورت (ب) میں ایک عضو کو دھولے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا

کتے کا لعاب نجاستِ رقیقہ ہے

کتے کا لعاب اگر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو پھیلاؤ میں روپیہ بھر مفسد نماز ہے یا وزن میں ۱/۳ ماشہ کا اعتبار ہے۔ اسی طرح منی گاڑھی اور پتلی کا کیا حکم ہے۔ الگ الگ مقدار کے اعتبار سے؟

وفی الشامیۃ : ج ۱ : ص ۲۹۳۔ فالمراد بذی الجرم

ما تشاہد بالبصر ذاتہ لا اثرہ۔

نجاست کثیفہ کی مندرجہ بالا تعریف کے تحت کتے کا لعاب نجاستِ رقیقہ ہے اس لئے اس میں پھیلاؤ کا اعتبار ہے وزن اور مقدار کا نہیں۔

قوله له جرم تفسیر للكثیف وعد منه في الهداية الدم

وعدہ قاضی خان ۳ مما لیس له جرم و وفق فی الحلیۃ بحمل
الاول علی ما اذا کان غلیظا والثانی علی ما اذا کان رقیقا قال
وینبغی ان یکون المنی كذلك - (شامی : ج ۱ ص ۲۹۳) -
روایت بالا سے معلوم ہوا کہ منی اگر گاڑھی ہو تو اس میں وزن و مقدار کا اعتبار ہے۔ اور اگر پتلی
ہو تو پھیلاؤ کا اعتبار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲/۵
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

گلقدن پلید ہو جانے تو پاک کرنے کا طریقہ

تازہ پھولوں کا گلقدن بارہ سیر مرتبان کا منہ بند کر کے رکھا تھا کہ اچانک منہ پر سے کتے نے کپڑا
بھاڑ دیا اور کھانے لگا۔ تقریباً ایک چھٹانک کھا گیا۔ بعد ازاں اوپر کا شیرہ نکال دیا گیا۔ تو اس کا
استعمال جائز ہے یا نہیں ؟ حکیم عتیق الرحمن، ۵/۵/۱۳۸۸ھ ارسا ہیوال
اگر اوپر والا شیرہ تمام نکال دیا اور اس کے نیچے سے گلقدن بھی چند انگل نکال
دیا تو نیچے والا گلقدن جہاں لعاب کا اثر نہیں پہنچ سکتا وہ حلال ہے استعمال
میں لا سکتے ہیں۔

قال فی رد المحتار : ج ۱ ص ۲۹۰ - فی باب الانحسار و تقور نحو
سمن جامد بان لا یستوی من ساعته - ۱ھ - فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

خادم الافتاء خیر المدارس ملتان ۲۹، ۲، ۱۳۸۸ھ

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں یا نہیں

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں یا نہیں ؟ بینوا تو جبروا -

اگر وہ پانی پاک ہے جس سے دھو بی کپڑے دھوتا ہے اور پھر کپڑوں کو خوب چھڑتا ہے تو یہ کپڑے پاک ہیں۔ سابقہ نجاست کا امتبار نہیں۔ اور اگر وہ نجس ہے تو کپڑے نجس ہونگے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۹۶/۲/۲

خنزیر کے بالوں والے برش سے رنگی ہوئی دیواروں کو پاک کرنے کا طریقہ

آج کل دیواروں اور نوہے پر جو رنگ کیا جاتا ہے اس پر برش دلائی استعمال ہوتا ہے مدارس و مساجد میں بھی ننانوے فی صد استعمال ہوتا ہے۔ تحقیق کی گئی ہے کہ یہ خنزیر کے بال ہیں۔ اس برش کا کیا حکم ہے۔ پلید ہو تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے ؟

اگر برش دلائی ہو اور خنزیر کے بالوں سے تیار شدہ ہو تو اس کو استعمال نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے بجائے دسی برش جس میں گھوڑے یا خچر یا گدھے کے بال ہوں استعمال کیا جائے۔ اور اگر خنزیر کے بالوں سے تیار شدہ برش استعمال کیا گیا ہو تو رنگ ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور پاک کرنے کے لئے اس کو تین مرتبہ اچھی طرح دھونا کافی ہوگا۔

حکامی الشامیہ : ج ۱ : ص ۳۰۴ - وفي الخانية اذا وقعت النجاسة

في صبيغ فانه يصيغ به الثوب ثم يغسل ثلاثا فيطهر الله

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۸۲/۲/۲۲

له وشعر الميتة غير الخنزير على المذهب - اه (درمختار)۔

ای علی قول الج یوسف الذی هو ظاهر الروایة ان شعره

نجس و صححه فی البدائع و رجحه فی الاختیار فلو صلی ومعه

منه اکثر من قدر الدرهم لا تجوز ولو وقع فی ماء قليل

نجسه وعند محمد لا ینجسه أفاده فی البحر و ذکر فی الدرر أنه عند محمد طاهر لضرورة استعماله ای للخوازم قال العلامة المقدسی وفي زماننا استغنوا عنه ای فلا یجوز استعماله لزوال الضرورة الباعثة للحکم بالطهارة - اه
 (رشاعی ج ۱ ص ۱۹۰) - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه

چوبہ گھی سے زندہ نکل آئے تو گھی ناپاک نہیں ہوا

ایک ٹین گھی کا رکھا تھا جس میں تقریباً دس سی گھی ہوگا۔ اس میں سے ایک چوبہ زندہ پھر کر نکل جائے یا خود نکالا جائے تو اس گھی کے جو انہ کی شرع شریف میں کیا صورت ہے۔ گھی جما ہوا نہیں تھا۔
 چوبہ زندہ گھی سے نکل آئے تو گھی پاک ہے اسے پاک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ فتاویٰ قاضی خان ص ۵ : ج ۱ - میں ہے۔

وكذلك سكان البيت كالفارة - اه فقط والله اعلم -

الجواب صحیح ۲۶
 ۱۱
 نحمدہ عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ
 مدرس جامعہ ہذا - ۲۶ / ۱۱ / ۱۳۷۳ ھ

پلید پانی جانوروں کو پلانے کا حکم

ناپاک پانی یا ناپاک دودھ کسی جانور کو پلانا جائز ہے یا نہیں۔ بنیوا توجسروا۔

محمد شفیع کالی موری حیدر آباد سندھ

اگر نجاست کی وجہ سے دودھ کا مزہ یا رنگ یا بو تبدیل نہیں ہوئی تو یہ دودھ یا پانی جانوروں کو پلایا جاسکتا ہے۔

الماء اذا وقعت فيه نجاسة فان تغير وصفه لم یجز الانقاع

به بحال والاجاز کبل الطین وسقی الدواب - ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۱۸۵)
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۲ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

شہد پاک کرنے کا طریقہ
ہماری دوکان میں شہد کے بھرے ہوئے ٹین میں چوہا گر کر گیا
چوہے میں بدبو پیدا ہونے پر معلوم ہوا - چوہے کو فوراً نکال
کر اوپر سے تقریباً آٹھ سیر شہد نکال دیا گیا۔ باقی ماندہ شہد استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اس
آٹھ سیر شہد کو کیسے پاک کیا جائے ؟
شہد پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شہد کے برابر یا کچھ زائد پانی ڈال کر پکا پا جائے
یہاں تک کہ صرف شہد رہ جائے۔ اسی طرح تین مرتبہ کیا جائے۔ جو شہد
نچلے حصہ میں تھا اس کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ وہ جامد ہو۔ ورنہ سارا شہد ناپاک ہوگا۔ اور مذکورہ
طریقہ سے پاک کیا جائے۔

ولو تنجس العسل فتطہیره ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی
یعود الی مکانہ (الی قولہ) ہکذا ثلاث موات ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۲۲۲)
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد صدیق غفرلہ
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۰ھ مدرس خیر المدارس ملتان

انسان کا جو ٹھٹھا پاک ہے
کافر کا جو ٹھٹھا پاک ہے یا حرام ؟ مثلاً عیسائی، یہودی،
ہندو، سکھ اور مرزائی وغیرہ ان سب کے جو ٹھٹھے کا
کیا حکم ہے ؟ بیٹنوا تو جبروا۔

وسور الأدمی وما یوکل لحمہ طاهر ویدخل فی
هذا الجواب الجنب و الحائض و الکافر (ہدایہ ج ۱)
الجواب صحیح

قال في فتح القدير قوله والكافر مالم يشرب خمرا ثم
يشرب من ساعة اما لو مكث قدر ما يغسل فمعه بلعابه ثم
شرب لا ينجس - (ج ۱ ص ۹۲) -

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کا جو ٹھکانا پاک ہے بشرطیکہ شراب پی کر فوراً نہ پیئے
لیکن کفار کے جو ٹھکانے حتی الامکان بچا جائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۳ھ نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

مردار کی چربی سے بنا ہوا صابن پاک ہے

مگر ایسی چربی کی خرید و فروخت حرام ہے

جو چربی غیر ممالک سے منگوائی جاتی ہے وہ مردار کی چربی ہوتی ہے اور وہ صابن بنانے میں
استعمال ہوتی ہے۔ اور دوسرے اجزاء ملا کر صابن تیار کیا جاتا ہے۔ صابن تیار ہونے کے بعد وہ
پاک رہ جاتی ہے یا نہیں؟ اور ایسی چیز سے تیار کردہ صابن استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟
سردار محمد مالک کوثر سوپ فیکٹری ملتان

وعبارة المجتبى جعل الدهن النجس في صابون

يفتى بطهارته لانه تغير والتغير يطهر عند محمد

الحمد لله

ويفتى به للبلوى - اه - وظاهره ان دهن الميتة كذلك لتغيره
بالنجس دون المتنجس الا ان يقال هو خاص بالنجس لان
العادة في الصابون وضع الزيت دون بقية الادهان تامل ثم
رأيت في شرح المنية ما يؤيد الاول حيث قال وعليه يتفرع
مالو وقع انسان او كلب في قدر الصابون فصار صابونا
يكون طاهرا لتبدل الحقيقة اه - ثم اعلم ان العلة عند

محمدؐ ہی التفریر و انقلاب الحقیقۃ - (شامی، ج ۱، ص ۲۹۱)

قلت فعلی هذا لا فرق بین و ذلك نجس العین وغیرہ -

عبارت بالا سے ظاہر ہے کہ ناپاک تیل یا مردار کی چربی سے صابن تیار کیا جائے تو بوجہ انقلاب حقیقت یہ صابن پاک سمجھا جائے گا اور یہ چربی وغیرہ بھی پاک ہو جائے گی۔ اور اس صابن کا استعمال بھی جائز ہوگا۔

لیکن واضح رہے کہ طہارت صابن الگ مسئلہ ہے اور ایسی چربی کو خرید کرنا اور اسے صابن میں استعمال کرنا الگ مسئلہ ہے۔ ایسی چربی خرید کرنا اور اسے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ یہ مردہ کا جزء ہے۔ اور میتہ کی بیع و شراء باطل ہے۔ اور اس سے انتفاع بھی درست نہیں۔

قال فی الشامیۃ : ج ۲، ص ۱۲۰ - (بخلاف الودك) ای دهن المیتۃ

لانه جزؤها فلا یكون مالا - ابن مفلک ای فلا یجوز بیعه

اتفاقا وكذا الانتفاع به لحديث البخاری ان الله حرم

بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام قیل یا رسول الله

ارأیت شحوم المیتۃ فانه یطلى بها السفن ویدهن بها

الجلود ویستصبح بها الناس قال لا هو حرام الحدیث -

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مردار کی کھال دباغت کے بعد استعمال کر سکتے ہیں

ایک بیل حرام ہو گیا ہے کیا اس کی کھال اتار کر مسجد یا مدرسہ میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

مذکورہ کھال کو سکھانے یا کسی اور طریقہ سے رنگنے کے بعد استعمال کرنا جائز ہے

لقولہ علیہ السلام ایما اھاب دبع فقد طهر (رواہ الترمذی)

الحمد للہ

وصحہ) وفي الهداية ثم ما يمنع النتن والفساد فهو دباغ

وان كان تشميساً او تتريياً - (بحر ج ۱ ص ۲۲) - فقط والله اعلم

الجواب صحيح

احقر محمد النور عفا الله عنه

بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافتاء - ۱۳۹۵ھ - مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نمک لگانے سے کھال بدبو سے محفوظ ہو جائے تو یہ بھی دباغت ہے

زید کی گائے رات کو مر گئی۔ زید نے اس کی کھال نکال کر نمک لگا کر رکھ دی اور صبح کو اس کی کھال مبلغ تین سو روپے میں فروخت کر دی۔ تو کیا طریقہ مذکورہ پر کھال فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی قیمت اپنے کام میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کی نہ طوبت دور ہوئی ہو اور نہ ہی خشک ہوئی ہو۔ بنیوا تو جبروا۔

جائز ہے اگر اس طرح نمک لگانے سے کھال بدبو دار ہونے سے محفوظ ہو گئی ہے تو یہی دباغت ہے۔ اس کا بیچنا جائز ہے

الجواب

والدباغ علی ضربین حقیقی وحکمی فالحقیقی هو ان یدبغ بشئ له قيمة كالشرب والقرظ والعفص وقشور الرمان ولحم الشجر والملح الخ - (بحر ج ۱ ص ۱۰۵) -

والحکمی ان یدبغ بالتشمیس والتتربیب واللقاء فی الريح لا بمجرد التجفیف - (بحر ج ۱ ص ۱۰۵) -
خانیہ میں ہے -

اذا دبغ بالرماد او بالمدح او السبخة او ما يمنع من الفساد ويخرجه عن حد الاكل فهو دباغ - (ص ۱۲) -

الدباغ ما يمنع النتن والفساد - (شامی ج ۱ ص ۱۸۴) - ومن الدابع الحقیقی الملح وشبهه من كل ما يزيل النتن والرطوبة (مراقی حذ) فقط والله اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه ۲۸/۱۰/۱۴۰۴ھ

بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی کا حکم

اگر بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو اس کے بارے میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔
 اگر علم ہو کہ بچے کا ہاتھ یقیناً پاک تھا تو بلاشبہ وضو درست ہے۔ اور اگر پلید
 ہونے کا یقین ہو تو پھر کسی صورت درست نہیں۔ اور اگر شک ہو تو بھی احتیاط
 کا تقاضا یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کریں۔ معذرا اگر وضو کر لیں گے تو درست ہو جائے گا۔

وَكَذَا الصَّبِيُّ إِذَا دَخَلَ يَدَهُ فِي الْبُئْرِ أَوْ فِي الْأَنْعَاءِ لَا يَتَوَضَّؤُ مِنْهُ

اَسْتَحْسَنَّا مَا لَمْ يَنْزَحْ وَأَنْ لَمْ يَنْزَحْ وَتَوَضَّأَ جَازٍ - (خانیۃ

(ج ۱ ص ۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۵/۱۱/۱۴۲۱ھ

کتا کپڑے کو منہ لگا دے تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟

ہمارے ہاں ایک کتا رکھا ہوا ہے کبھی کبھی وہ کھیلتے ہوئے چادر یا قمیص کا پٹو پکڑ لیتا ہے۔
 اور منہ میں ڈال لیتا ہے۔ اس سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

اگر کپڑے میں لعاب کی ترمی ظاہر ہو جائے تو کپڑا پلید ہو جائے گا۔ وگرنہ نہیں۔

الْكَلْبُ إِذَا أَخَذَ عَضُوَ إِنْسَانٍ أَوْ ثَوْبَهُ لَا يَتَنَجَّسُ

مَالِمَ يَظْهَرُ فِيهِ أَثَرُ اللَّبْلِ رَأْسِيَاكَانَ أَوْ غَضْبَانٍ - (حد عالمگیری ج ۱ ص ۲۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

زین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے مسجد کے سامنے ایک بڑی بٹری ہے جو کہ شارع عام ہے اور ہر چیز وہاں

پھرتی رہتی ہے۔ اور نالیوں اور گلیوں کا پانی بھی وہاں سے کبھی کبھی گزرتا رہتا ہے۔ بغیر صف بچھائے
نگی زمین پر نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں ؟

اگر زمین خشک ہو اور نجاست کا رنگ اور بو بھی محسوس نہ ہوتی ہو۔ تو نماز
جنازہ درست ہے۔ کیوں کہ زمین نجس خشک ہونے پر اور نجاست کا رنگ اور
بو ختم ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ ویسے جو شرطیں صحتِ صلوٰۃ کے لئے ہیں وہ سب نماز جنازہ کے
لئے بھی ضروری ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

كما في الهداية وان اصابته الارض نجاسة فحفت بالشمس
وزهد اشترها جازت الصلوة على مكانها (ج ۱ ص ۷۷)۔

والجواب صحيح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

جنبی کے غسل سے چھینٹیں پانی میں پڑ جائیں تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا

ایک شخص جنبی ہے جب وہ استنجاء وغیرہ کر کے غسل کرنے لگا تو غسل کرتے وقت پانی کی کچھ
چھینٹیں صاف پانی والے برتن میں جا پڑیں۔ وہ پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا ؟
وہ پانی ناپاک نہیں ہوا۔ اس سے غسل کرنا درست ہے۔

جنب اغتسل فانتضح من غسله شئ في اناؤه لم

يفسد عليه الماء۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۲)۔ فقط واللہ اعلم

أحقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۲/۷/۱۴۱۰ھ

جس ٹوٹھ پیسٹ میں خنزیر کا کوئی جزء شامل ہو

اس ماہ اگست نو لائے وقت لاہور میں خبر شائع ہوئی تھی کہ آج کل جو ٹوٹھ پیسٹ بن رہا ہے

ان میں ایک مائع جلائین شامل ہے جو سور کی ہڈی کے گودہ سے بنتا ہے۔ بندہ نے اس اخبار کا کٹنگ بمعہ استفتاء جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں بھیجا تھا ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ آج پاکستان کا ہر تیسرا آدمی ٹوٹھ پیسٹ استعمال کرتا ہے۔ آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ مبنیاً توجہ ا۔

خنزیر بجمیع اجزاء نجس ہے۔ اگر سوال میں ذکر کردہ بات صحیح ہے تو ایسے ٹوٹھ پیسٹ استعمال نہ کئے جائیں۔

خلا جلد خنزیر فلا یطہراہ (درمختار)۔ (قوله فلا یطہر) ای
لأنه نجس العین بمعنی ان ذاته بجمیع اجزائه نجسة حیا
ومیتا فلیست نجاسته لما فیہ من الدم کنجاسة غیره من
الحيوانات فلذا لم یقبل التطهیر فی ظاہر الروایة عن اصحابنا
(شامیہ، ج ۱، ص ۱۵۰)۔ فقط واللہ اعلم
أحقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۲۳/۱۴۰۶ھ

نجس جگہ پر بہت سا پانی بہا دیا جائے تو وہ پاک ہو جائیگی

- ۱۔ اگر کسی جگہ پیشاب کا ایک چھینٹا لگ جائے اور اس پر ایک مرتبہ پانی بہا یا جائے تو کیا وہ پاک ہو جائے گی؟ جیسے کہ پنڈلی پر یا پاؤں وغیرہ پر۔
- ۲۔ ہاتھ اگرچہ ناپاک ہوں مگر خشک ہوں اور وہ کسی کپڑے کو لگ جائیں ایسا کپڑا جو کہ کچھ گیلیاں مگر ہاتھ پر تری محسوس نہ ہو اگرچہ ٹھنڈک محسوس ہو تو اس سے کپڑا ناپاک تو نہیں ہوتا۔
- ۳۔ غسل خانہ جس کا فرش بنا ہوا ہے۔ یا نکاح جس کا کھاڑا دونوں اس طرح کے ہیں کہ پانی کی ایک بوند بھی نہیں ٹھہرتی، وضو کرتے وقت جو کہ فرش سے چھینٹے اٹھتے ہیں، کپڑوں کو لگتے ہیں۔ اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

مولوی محمد سلیمان ڈیرہ غازیخان

۱۔ اگر اتنا پانی بہایا جائے کہ ظن غالب یہ ہو کہ پانی نجاست کو بہا لے گیا ہو گا تو وہ جگہ پاک ہو گئی۔

لان الجریان بمنزلة التكرار والعصر هو الصحيح اه (شامیہ ج ۱ ص ۳)

۲ : ناپاک نہیں ہو گا۔

۳ : ماہرِ ستعمل مفتی بہ قول کے مطابق نجس نہیں۔ لہذا کپڑے نجس نہیں ہوئے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ہڈی پاک ہوتی ہے اس کو لگنے سے کپڑا یا ہاتھ پلپ نہیں ہو گا

دورانِ تعلیم ہم انسانی ہڈیوں کو مطالعہ کی غرض سے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ تو کیا ان ہڈیوں کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ یا کپڑے پلید تو نہیں ہوں گے۔

حسن محمود تبسم : قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور

انسانی ہڈیوں کو اس غرض کے لئے استعمال کرنا درست نہیں۔ اس لئے کہ انسان زندہ و مردہ ہر حالت میں قابلِ احترام ہے۔ نیز یہ مقصد مصنوعی اعضاء سے بخوبی پورا ہو سکتا ہے۔ ہڈی پر اس کی کوئی چکناہٹ وغیرہ نہ ہو تو ہڈی پاک ہے اس کو لگنے سے ہاتھ یا کپڑا پلید نہیں ہو گا۔

و شعر المیتة غیر الخنزیر علی المذہب و عظمہا و عصبہا علی

المشہور و حاضرہا و قرنہا الخالیة عن الدسومة الی قوله

و شعر الانسان و عظمہ و دم سمک طاهر اھ (در مختار علی

الشامیہ : ج ۱ : ص ۱۹۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان : ۱۴/۳/۱۴۱۰ھ

نجاست سے اٹھنے والا دھواں نجس نہیں

سر دیوں میں بیت الخلا، جائیں تو فضلہ سے بھاپ سی اٹھتی ہے جو جسم اور کپڑوں کو بھی لگتی ہے۔ کیا اس سے جسم اور کپڑا ناپاک تو نہیں ہوتے؟
اس بھاپ سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتے۔

الجواب

دخان النجاسة اذا اصاب الثوب او البدن الصحيح

انه لا ينجسه هكذا في السراج الوهاج اه (عالمگیری : ج ۱ ص ۲۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان : ۲۷/۴/۱۴۱۰ھ

دم غمیر فوج نجس نہیں

بندہ قصاب کا کاروبار کرتا ہے اور الحمد للہ نماز بھی باقاعدہ ادا کرتا ہے۔ ہم جب جانور ذبح کرتے ہیں تو

ذبح کی جگہ اسی وقت پانی سے دھو لیتے ہیں۔ تو جو خون گوشت کے اندر رہ جاتا ہے۔ تو گوشت بناتے وقت اگر وہ کپڑوں کو لگ جائے تو اس سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں؟

عین ذبح کے وقت جو خون نکلتا ہے وہ نجس ہوتا ہے۔ اور ذبح کے بعد جو خون

گوشت وغیرہ میں رہ جاتا ہے وہ پلید نہیں ہوتا۔ اس کے لگنے سے کپڑا ناپاک

الجواب

نہیں ہوگا۔ وما یبقی من الدم فی عروق المذکاة بعد الذبح لا یفسد الثوب

وان فحش کذا فی فتاویٰ قاضی خان و کذا الدم الذی یبقی فی اللحم

لانہ لیس بمسفوح هكذا فی محیط السرخسی - اه (عالمگیری : ج ۱ ص ۲۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان : ۱۲/۳/۱۴۰۳ھ

جس پانی میں نجاست کی وجہ سے تغیر

آجئے اوہ بالاجماع ناپاک ہے

پانی کی طہارت و نجاست کے بارے میں عام طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حسن بصریؒ اور داؤد ظاہریؒ کا مذہب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ
 ”پانی خواہ قلیل ہو یا کثیر اگر اس میں کوئی نجاست گر جائے تو وہ اس وقت تک
 نجس نہ ہوگا اور مطہر رہے گا جب تک کہ اس کی طبیعت یعنی رقت و سلانیت ختم نہ
 ہو خواہ اس کے اوصاف ثلاثہ متغیر ہو گئے ہوں۔“

کیا واقعہً ان حضرات کا یہی مسلک تھا؟ مکمل تحقیق سے آگاہ فرمائیں؟ بنیوا تو جردا؟
 ظاہر یہ کہ مذہب کے بارے میں شاید بعض حضرات کو محلی ابن حزم کی مندرجہ
 ذیل عبارت سے شبہ ہو گیا کہ ان کے نزدیک تغیر اوصاف بالنجاست کے
 باوجود بھی اس پانی سے وضو و غسل وغیرہ جائز ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

ان الطاهر لا یتنجس بملو قاة النجس ----- والحرام حرام
 کما کان والطاهر طاهر کما کان والنجس نجس کما کان الخ
 حالانکہ ابن حزمؒ اپنے اس خیال کے باوجود اس اجماعی مسئلے کے قائل ہیں کہ ماء متغیر
 الاوصاف کا وضو و غسل وغیرہ میں استعمال کرنا حرام ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

اما ان تغیر لون الحلال الطاهر بما مزجه من نجس او
 حرام او تغیر طعمه بذلك او تغیر ريحه بذلك فانما
 حینئذ لا نقدر علی استعمال الحلال الا باستعمال الحرام و
 استعمال الحرام فی الاکل والشرب وفي الصلوة حرام کما
 قلنا ولذلك وجب الامتناع منه لان الحلال الداھر
 حرم ولا تنجس عینہ ولو قدرنا علی تخلص الحلال

الطاهر من الحرام والنجس لكان حلالا بحسبه - (محلّی ج ۱ ص ۱۳۱)۔

جب ابن حزمؒ کے نزدیک بھی ایسے متغیر الاوصاف پانی کا استعمال حرام ہے اور اس سے وضو و غسل جائز نہ ہوا، تو ان کا اس مسئلے میں باقی ائمہ کے ساتھ اتفاق ہوا نہ کہ اختلاف۔ ابن حزمؒ اور ظاہریہ کے نزدیک بھی ایسا پانی طاہر و طہور نہیں (اسی لئے وضو اور کھانے پینے میں اس کا استعمال حرام ہے)، اور باقی امت بھی اسی کی قائل ہے اور یہی مطلوب ہے۔ باقی رہے ابن حزمؒ کی یہ خیالی بحث کہ بحالت اختلاط بالنجاست پانی اپنی حالتِ اصلیہ پر رہتا ہے۔ اور اگر اسے اجزلے نجاست سے صاف کر لیا جائے تو یہ طاہر ہوگا۔ یہ علامہ موصوف کی ایک فرضی و خیالی بحث ہے جس کا عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

زیر بحث مسئلہ ہے یہ ایک الگ مستقل مسئلہ ہے جو اس وقت زیر بحث نہیں۔ اس وقت بحث اس میں ہے کہ ماہ متغیر الاوصاف بالنجاست کے ساتھ بحالت موجودہ وضو، غسل جائز نہیں اور ایسا پانی محرم الاستعمال اور واجب الاجتناب ہے۔

اسی کا مختصر عنوان یہ ہے کہ ایسا پانی نجس ہے جس پر بشمول ابن حزمؒ اور داؤد ظاہری ائمہ کرامؒ کا اجماع ہے۔ مزید اطمینان کے لئے چند حوالہ جات لکھے جاتے ہیں۔
بذل المجہود میں ہے۔

قام الاجماع على ان الماء اذا تغير احد اوصافه بالنجاسة
يتنجس فلا يتنجس الماء بملاقاه ولو كان قليلا الا اذا تغير
وقد ذهب الى ذلك ابن عباسؓ و ابو هريرةؓ والحسن البصريؒ
وابن المسيبؒ و داؤد الظاهريؒ - (ج ۱ ص ۲۳)۔

علامہ شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

قام الاجماع على ان الماء اذا تغير احد اوصافه بالنجاسة
خرج عن الطهورية فلا يتنجس بملاقاه ولو كان قليلا الا اذا
تغير وقد ذهب الى ذلك ابن عباسؓ والحسن البصريؒ
والثوري و داؤد الظاهريؒ - (ج ۱ ص ۲۲)۔

ادبہذا المسالک میں ہے۔

اختلف العلماء في نجاسة الماء فقالت الظاهرية والامام مالك لا يتنجس بملاقاة النجاسة ما لم يتغير احد اوصافه۔
(ج ۱- ص ۵۲)

وقال ابن حزم في المحلى۔ وكل شئ مائع من ماء او زيت۔۔۔۔۔
اذا وقعت فيه نجاسة۔۔۔ فان غير ذلك لو وقع فيه
او طعمه او ريحه فقد فسد كله ولم يجز استعماله۔۔۔۔۔
وقال ايضا فلو احدث في الماء او بال خارجا منه ثم جرى
البول فيه فهو طاهر يجوز الوضوء منه و الغسل۔ له ولغيره
الا ان يغير ذلك البول او الحدث شيئا من اوصاف الماء
فلا يجزى حينئذ استعماله اصلا لا له ولا لغيره۔ (مسئله ۳۳۱)
محلى ابن حزم ج ۱ ص ۱۱۵ (۱۳۵)۔

علاوہ ازیں ابن حزمؒ کی اوّل الذکر یہ فرضی بحث اس صورت میں بھی جاری ہوگی جبکہ پانی
کا رقت و سیلان باقی نہ رہا ہو۔ جیسا کہ ان کے ضابطہ (ان التّٰہر لا یتنجس بملاقاة
النجس) سے ظاہر ہے اور تخلیص و تنقیہ کے بعد صاف پانی بھی ابن حزمؒ کے نزدیک
پاک ہوگا۔ پس ظاہریہ کے مذہب کے بارے میں سوال کے اندر ذکر کردہ رقت و سیلان باقی
رہنے نہ رہنے کی تفریق غیر معقول ہے۔

الحاصل ما یرتفع الاوصاف بالاتفاق نجس ہے اور ظاہریہ کا بھی یہی مذہب ہے اور حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی نوعیت کا جو قول ذکر کیا جاتا ہے وہ بطریق صحیح ان سے ثابت نہیں۔
”کوکب الدرر“ میں ہے۔ لم یثبت (قولہا) باسناد صحیح یعول الیہ۔ (ص ۴۰)۔
اور اسی طرح دیگر بعض سلف سے اس نوعیت کے جو اقوال منقول ہیں وہ غیر ثابت ہیں یا مؤول ہیں
اور حضرت حسن بصریؒ کا مذہب بھی مالکیہ کے قول کے مطابق ہے۔ جیسا کہ ”نبذ“ اور ”نیل الاوطار“ کے حوالے
سے ابھی گزرا۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۴۰۴ھ احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا۔
لہ در المجیب

کپڑے کا ناپاک حصہ سلوم نہ ہو تو کیسے پاک کریں؟

سڑک سے گزرتے ہوئے نالی کی کچھ پھینٹیں کپڑوں پر پڑ گئی تھیں مگر گھر پہنچ کر یاد نہ رہا کہ کس جگہ پڑی تھیں تو کیا پورے کپڑے کو دھونا ضروری تھا یا کچھ حصہ کو؟
 بہتر تو یہ ہے کہ سارے کپڑے کو دھولیں۔ اگر سارے کو نہ دھو سکیں تو سوچ کر کسی ایک حصہ کو دھولیں کپڑا پاک ہو جائے گا۔

وإذا نسي محل النجاسة فغسل طرفا من الثوب بدون تحر
 حكم بطهارته على المختار۔ (مراقی الفلاح)۔ وفي الظهيرية
 يغسله كله قال الكمال وهو الاحتياط وبه جزم المصنف
 في حاشية الدرر قال في النهر وينبغي ان يكون البدن
 كالثوب۔ (طحاوی ص ۷۷)۔ فقط والله تعالى اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نیر المذاہر سہیلان - ۲۲/۱/۱۴۱۱ھ

آٹے میں چوبے کی مینگنیاں ہوں تو کھانے کا حکم

سرکاری گوداموں میں رکھی ہوئی گندم میں اکثر چوبے مینگنیاں وغیرہ کر جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح وہ گندم پسوالی جاتی ہے تو کیا اس آٹے کا کھانا درست ہے یا نہیں؟
 اگر مینگنیاں اتنی زیادہ ہوں کہ انہیں دیکھ کر طبیعت کو نفرت آتی ہو تو وہ آٹا ناپاک ہے استعمال نہ کریں۔

بصرة الفارة وقعت في حنطة فطحنت قال ابن مقاتل
 لا يؤكل قال النخاس لا حفظ فيه قول اصحابنا وعندی
 لا یفسد الا ان یکون کثیرا فاحشا ینفر عند الطبع۔ ۱ھ

(قاضی خان، ج ۲، ص ۹۸)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مَا كُؤِلُ اللَّحْمِ جَانُورِوٲ كَا جَوِٹْھَا پَاكِہٲ

گھر میں پانی کی بالٹی بھری رکھی تھی بکری ادھر سے گزری تو اس نے اس میں سے کچھ پانی پی لیا۔ کیا اس پانی سے وضو یا غسل کر سکتے ہیں وہ پانی رکھا ہی نہانے کے لئے تھا؟
مذکورہ پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں۔

من الأسار سور طاهرا لا كراهة فیه وهو سور مایؤكل لحمه من الأنعام والطيور وسور الأدمی علی ای صفة كان (الی قوله) ثم السور الطاهر بمنزلة الماء المطلق۔ (فتاوی قاضی خان ج ۱ ص ۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ناپاك مٹی کے برتنوں كا حكم

اگر مٹی کے نچتر برتن پلید مٹی سے بنے ہوئے ہوں تو ان كا استعمال كرنا جائز

ہے یا نہیں؟ بلینواتوجبروا۔ استفتی عبدالمنان ابوٹرگیٹ ملتان۔

آگ میں پکانا بھی منجملہ اقسامِ تطہیر ہے لہذا وہ برتن پکنے کے بعد پاک ہو گئے۔
ما یطهر به النجس عشرة..... الی قوله ومنها

الاحراق..... الطین النجس اذا جعل منه الكوز او القدر
فطبخ یكون طاهرا هكذا فی المحيط (عالمگیری ج ۲ ص ۲۲۸)۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بلی کا جوٹھا مکروہ ہے

گھریں بہت عرصہ پہلے سے ایک بلی ہے وہ ہر فرد خانہ سے پیار کرتی ہے اور کبھی کبھی آکر پاؤں چاٹنے لگ جاتی ہے اور کھیلتی رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی کسی کھانے کی چیز میں منہ ڈال دیتی ہو تو اس کے جوٹھے کا کیا حکم ہے ؟

بلی کا جوٹھا مکروہ ہے استعمال نہ کیا کریں۔ طبی طور پر بھی مضر ہے اس کا جوٹھا استعمال کرنے سے برص کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی جسم یا کپڑے کا کوئی بھی حصہ نہ چاٹنے دیں۔ کیونکہ اس کا لعاب مکروہ ہے۔

واذا لحست المرأة كف رجل او موضع اخر من بدنہ
يكره له ان يدعمها تفعل ذلك الفعل وهو اللبس لاني
ريقها مكروه وكذا يكره ان يأكل او يشرب ما بقى
منها مما اصابه لعابها من الاكل والماء وسائر الاشربة
لانہ سؤرها وسؤرها مكروه عند الاختيار۔ اھ
(كبیری : ط ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
اتقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۵۔ رجب المرجب : ۱۴۱۰ھ

فصل فی الاستنجاء

نجاست غلیظہ کثیفہ کس قدر معاف ہے

نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن پر لگ جائے۔ تو اگر روپے سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے۔ اور روپیہ کے برابر ہو تو دھونا واجب ہے۔ اور روپیہ سے زیادہ ہو تو دھونا فرض ہے۔ اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ، مرغی وغیرہ کی بیٹ۔ تو اگر وزن میں ساڑھے تین ماشہ سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے۔ اور ساڑھے تین ماشہ کے برابر ہو تو دھونا واجب اور زائد کا دھونا فرض ہے۔ پس اگر کسی نے استنجاء کئے بغیر نماز شروع کر دی تو پتلی اور گاڑھی ہر دو قسم کی نجاستوں میں پہلی صورت میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی (معاف ہے اعادہ نہ کرے)۔

دوسری صورت میں ناقص اور مکروہ تحریمی ہوگی (گو نماز و فرض اس کے ہو جائیں گے) اور قضا اس کے ذمہ فرض نہ ہوگی۔ مگر چونکہ ہر ترک واجب سے اعادہ لازم ہوتا ہے اس لئے پوری کر کے استنجاء کرے پھر کمی کی تلافی کے لئے اس کا اعادہ کرے۔

اور تیسری صورت میں نماز بالکل نہ ہوگی اس لئے نماز توڑ دے اور استنجاء کر کے پھر پڑھے وضو ہی کافی ہے۔ (ماخوذ از امداد الفتاویٰ: ج ۱ ص ۹۴)۔

مندرجہ بالا مسئلہ میں یہ اختلاف ہے کہ ”بہشتی زیور حصہ دوم“ میں نجاست غلیظہ (گاڑھی وزن دار) کے لئے ساڑھے تین ماشہ وزن درہم کے بجائے ساڑھے چار ماشہ (مشتقال کا) وزن لکھا ہے۔ ان میں کونسا قول قابل ترجیح ہے ؟

تنویر و شامی میں ہے -

الحجۃ

(وعفا) الشارع (عن قدر درهم وهو مثقال) عشرون

قیراطا (فی نجس) کثیف الخ هذا هو الصحيح - وقیل یعتبر فی کل

زمان درهم بحر - وأفاد ان الدرهم هنا غیره فی باب الزکوة فانه

هناک ماکان کل عشرة منه وزن سبعة مثاقیل (شامی ج ۱ ص ۲۹۳)

اسی بحث میں صاحب بحر فرماتے ہیں -

واراد بالدرهم المثقال الذی وزنه عشرون قیراطا الخ (ج ۱ ص ۲۹۳)

وقال فی الکبیری ثم الدرهم المقدربہ هو الدرهم الکبیر

الشمیلی الخ بل الصحيح ما قال الفقیہ ابو جعفر الہندی وانی یقدر

بالوزن ای بالدرهم الوزنی وهو ما یبلغ وزنه مثقالا الخ (ص ۱۰)

وهكذا فی الہندیۃ -

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ نجاست غلیظہ کے بارے میں وہ درہم معتبر ہے جو مثقال کا ہم وزن ہے

پس ساڑھے چار ماشہ کا وزن جو بہشتی زلیہ میں مذکور ہے درست ہے - کیونکہ مثقال کا مشہور وزن

یہی بتلایا جاتا ہے - امداد الفتاویٰ کی عبارت میں تسامح ہے - فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ محمد عبد اللہ غفر اللہ لہ رئیس الافتاء



پانی کی موجودگی میں بلا عذر تمیم جائز نہیں مگر

پھر کیا وجہ ہے کہ پانی کی موجودگی میں

استبراء معروف کی شرعی حیثیت

پیشاب کرنے کے بعد پہلے مٹی کے ڈھیلے سے استنجا بر خشک کرتے ہیں اس کے بعد پانی سے استنجا

کرتے ہیں مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے والے بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ پا جامہ میں ہاتھ

ڈال کر مسجد کے صحن میں، مٹرکوں، گلیوں، عورتوں اور غیر مسلموں کے سامنے ٹہلتے پھرتے ہیں - عضو کو ہاتھ

میں پکڑ کر بار بار ہلاتے ہیں - پاؤں کی قینچی بنا کر کبھی اس ران سے دباتے ہیں اور کبھی اس ران سے دباتے

ہیں - مصوٰر فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی نے بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ اس بیہودہ رسم کو

بند کرنے پر زور دیا ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ زمانہ رسالت میں تو نہیں تھا۔ اور نہ ہی خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھا تو اب اس کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

الجواب شریعت میں اصل حکم استبراء کا ہے یعنی جسم کی قطرات سے مکمل حفاظت کی جائے اور اس سے احتیاط نہ کرنے کی صورت میں عذاب قبر کی شدید وعید سنائی گئی ہے۔ آج کل کمزوری مثانہ کی وجہ سے قطرہ وغیرہ ضرور آتا ہے۔ لہذا اس سے بچنے کے لئے ڈھیلا استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی حکم شرع کی تعمیل ہے خلاف شرع نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کے لئے ایسی جگہ منتخب کی جائے جیسا استبراء بالمار کے لئے ہوتی ہے۔ یعنی ذرا اُٹ میں کرے۔

يجب الاستبراء بمشي او تنحنح او نوم على شقه الا يسرو ويختلف بطباع الناس اه (درمختار)۔

(قوله يجب الاستبراء) هو طلب البراءة من الخارج بشئ مما ذكره الشارح حتى يتيقن بزوال الاثر الخ (قوله ويختلف) هذا هو الصحيح فمن وقع في قلبه انه صار طاهرا جاز له ان يستنجي لان كل احد اعلم بحاله۔ (شاميه : ج ۱ : ص ۳۱۹)۔ فقط والله اعلم

الجواب صحيح ۱۶
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۲۰۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قضاء حاجت کے وقت استقبال و استدبار قبلہ سے حتی الوسع بپا جائے

مسجد کے طہارت خانے شرقاً غرباً بنائے پڑے ہیں جگہ تنگ تھی اگر کسی طرح رخ صبح کرنے کی کوشش کی جائے تو کم از کم ڈیڑھ ہزار روپیہ صرف ہوگا۔ جس کی گنجائش نہیں۔ کیا شرعاً مجبوری اس کی اجازت ہے یا قطعی حرام اور ممنوع ہے۔ جب کہ ایک روایت میں جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھلے میدان میں اونٹ کو آڑ بنا کر قبلہ رخ پیشاب کیا تفصیل سے وضاحت فرمائیں ؟

مسعود احمد بہاولنگر

استقبال واستدبار قبلہ سے ممانعت کے سلسلہ میں احادیث صحیحہ مرفوعہ
 صریحہ موجود ہیں۔

عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اذا ایتتم الفائط فلا تستقبلوا القبلة بفائط ولا ببول ولا
 تستدبروها الحدیث ۱۷ (ترمذی ۱ ج ۱ ص ۲۰)۔

حضرت ابو ایوب رضی فرماتے ہیں کہ ہمیں ملک شام جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں قبلہ رخ بیت الخلا بنے
 ہوئے تھے۔ فننحرف عنها ونستغفر اللہ۔ یعنی ہم قبلہ سے پھر کر اور منحرف ہو کر انہیں
 استعمال کرتے تھے اور ساتھ ساتھ استغفار کرتے تھے کہ شاید کسی وقت استقبال قبلہ ہو گیا ہو۔
 ایک حدیث پاک میں قبلہ کی طرف تھوکنے کے بارے میں یہ وعید وارد ہوئی ہے کہ قیامت کے
 دن یہ تھوک اس کے چہرے پر نمایاں نظر آئے گا۔

تھوک شرعاً پاک ہے جب اس کی اجازت نہیں تو پیشاب و پاخانہ کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے۔
 اس لئے احتراز کرنا لازم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ عمل ثابت نہیں البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
 کا یہ قول منقول ہے۔ ابو داؤد شریف میں جس کی علماء نے بہت سی توجہات نقل کی ہیں۔ علاوہ ازیں
 ایک صحابی کے عمل سے فرمان نبوی ص عمل کے زیادہ لائق ہے۔

مسجد کی انجن کے لئے ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ معمولی چیز ہے۔ اگر فنڈ موجود نہ ہو تو قرض لے کر خرچ
 کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مقولہ مشہور ہے بیجوز الاستنجاء باوراق
 المنطق۔ بظاہر یہ فقہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے

اوراق منطق سے استنجاء کرنے کا حکم

کیونکہ مطلق کاغذ سے استنجاء کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔ نیز اوراق منطق سے استنجاء کرنے میں سؤاوب
 بھی ہے۔ دوسرا قول یہ بھی سنا گیا ہے کہ من لم يعرف المنطق فلا فقه له فی العلوم اصلاً

ان دونوں میں کیا تطبیق ہے ؟

۱ ۲ آج کل بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کاغذ سے استنجاء کرتے ہیں جو کہ مخصوص ہوتا ہے استنجاء کے لئے یہ از روئے فقہ کیسا ہے ؟

وفقل القہستانی الجواز بکتاب الحکمیات عن
الاسنوی من الشافعیۃ واقرہ قلت لکن نقلوا عندنا

ان للحروف حرمة ولو مقطعة ۱۷ ومفادہ الحرمة بالمکتوب
مطلقا۔ ۱۷ (مشامی : ج ۱ : ص ۳۱۵)۔

عبارت ہذا سے معلوم ہوا کہ لکھے ہوئے کاغذ سے استنجاء کرنا منع ہے اگرچہ اس میں فلسفہ و حکمت ہی تحریر ہو۔ تو اوراق منطوق کا بھی یہی حکم ہے۔ ان سے استنجاء نہ کرے۔

مقولہ ۲ : بالتقیین معلوم نہیں کس کا ہے۔ ہاں درست نہیں لہذا ترجیح و تطبیق کی ضرورت نہیں۔
۱ ۲ یہ کاغذ اگر لکھنے کے قابل نہیں صرف استنجاء کے لئے بنائے جاتے ہیں تو ان سے استنجاء جائز ہونا چاہئے۔ کیونکہ کاغذ کا احترام آلہ علم ہونے کی وجہ سے ہے۔

ولہ احترام ایضا لکونه آلۃ لکتابۃ العلم۔ ۱۷ (شامی : ج ۱ : ص ۲۳۷)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس — ملتان ۳۰/۱۲/۱۳۹۵ھ

صرف ڈھیلے سے استنجاء کرنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی

بہشتی زیور میں ہے۔ ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کرنا سنت ہے۔ لیکن اگر نجاست مہتھیلی کے گراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت میں پانی سے دھونا واجب ہے بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔ اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ (ج ۱۲ : ص ۸)۔

کیا یہ درست ہے کہ صرف ڈھیلے سے استنجاء سنت کے خلاف ہے ؟

یعنی کمال سنت اور افضل کے خلاف ہے۔ اور نفس سنت ڈھیلوں کے استعمال سے بھی ادا ہو جائے گی۔

الجواب

قال في الشامية ثم اعلم ان الجمع بين الماء والحجر افضل ويلييه في الفضل الاقتصار على الماء و يليه الاقتصار على الحجر وتحصل السنة بالكل وان تفاوت الفضل كما أفاده في الامداد وغيره۔

(ج ۱: ص ۲۲۸: مطبوعه كوئٹہ)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئيس الافتاء جامعہ خير المدارس ملتان

صرف ڈھیلے سے استنجاء کیا ہو تو نماز کا حکم

زید نے پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے سے استنجاء کیا لیکن پانی سے استنجاء کرنا یاد نہ رہا اور نماز پڑھ لی تو نماز ہو گئی یا نہیں؟ یا اعادہ واجب ہے؟

۲: ناپاک زمین پر لکڑی کا تخت بچھا کر نماز پڑھنا جب کہ تخت کے چاروں پائے ناپاک جبکہ پرہوں۔ تو اس تخت پر نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب اگر مخرج پر پیشاب مقدار درہم یا اس سے کم لگا ہے تو نماز ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر نجاست مقدار درہم سے زیادہ لگی ہوئی ہے تو نماز صحیح نہیں ہوتی،

اعادہ کیا جائے۔ وان تجاوز المخرج وكان المتجاوز قدر الدرهم لا يسمي استنجاء وجب ازالته بالماء فلا يكفي الحجر بمسحه۔ اھ (مراقی الفلاح علی هامش الطحاوی، ص ۲۵۲)۔

۲: تخت پر نماز صحیح ہو جائے گی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خير المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئيس الافتاء

قیمتی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ ہے

مجھے پیشاب کے قطرات تقریباً کوئی دس منٹ تک آتے رہتے ہیں۔ گھر میں تو خیر بڑی سہولت ہے لیکن سفر میں بڑی دقت رہتی ہے۔ نماز کے لئے کپڑوں کا پاک رکھنا بڑا مشکل ہے۔ الحمد للہ نماز بڑی مدت سے قضا نہیں ہوئی۔ گھر میں ایک لنگی پہن کر پیشاب کرتا ہوں اس کے بعد باقاعدگی سے مسواک کرتا ہوں بعد ازاں لنگی اتار کر طہارت حاصل کرتا ہوں۔ پھر وضو کر کے باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں جاتا ہوں۔ قطرات آنے کے وقت کو میں مسواک کے لئے استعمال کرتا ہوں تاکہ وقت پچ جائے کیا میرا یہ فعل درست ہے یا نہیں ؟

ڈھیلا استعمال کرنا چاہئے قیمتی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ یہ بھی استنجاء کے حکم میں مشمول ہوتا ہے۔ مسواک بھی وضو کے ساتھ ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ وضو کی سنتوں میں سے ہے۔ مراقبہ میں ہے۔

ویکرہ الاستنجاء بعظم (الی ان قال) وشیئ محترم لتقومہ
کخوقۃ دیباچ وقطن لاتلاف المالیۃ و الاستنجاء بہایورت
الفقر۔ (ص ۲۸)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان	بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء

۱۴۰۶ھ

۱۔ اگر یہ لنگی دھو کر بار بار استعمال کرتے رہتے ہوں، یعنی ضائع نہ کرتے ہوں تو ذیل کے جزئیہ سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

ینبغی تقييد الكراهة فيماله قيمة بما اذا ادى الى اتلافه اما لو
استنجى به من بول او منى مثلاً وكان يغسل بعده فلا كراهة الا اذا كان شيئاً
ثمينا تنقص قيمته بغسله كما يفعل في زماننا بخرقة المني ليلة العرس
تأمل۔ (شامی ج ۱ ص ۳۱۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

استنجار کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم استنجار کر لینے کے بعد ہاتھوں کو دوبارہ دھونا چاہئے یا نہ۔ اگر نہ دھویا جائے تو کیا حرج ہے؟

۲: زیر ناف بالوں کی صفائی کس طرح کرے۔ یعنی اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر یا دائیں سے بائیں وغیرہ اور کتنے دنوں کے بعد کر لینی چاہئے؟

۳: بیت الخلاء میں جانے کے لئے مجھے سگریٹ ساتھ لے جانا پڑتا ہے۔ کیونکہ مجھے اکثر قبض رہتی ہے کیا یہ گناہ تو نہیں ہے؟

۱: اگر غلبہ ظن ہو کہ ہاتھ بھی صاف ہو گئے ہیں اور بدبو بخیرہ بھی ختم ہو گئی ہے تو دھونا مزید نظافت کے لئے مسنون ہے ورنہ ضروری نہیں۔

ومع طهارة المفسول تطهر اليد ويشترط ازالة الرائحة عنها و
عن المخرج اه (در مختار علی الشامی ج ۱ ص ۲۳)۔

ويفسل يده بعد الاستنجاء كما يكون يغسلها قبله ليكون انقى
وانظف وقد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم غسل يده بعد
الاستنجاء وذلك يده على الحائط كذا في التنجيس - اه
(عالمگیری ج ۱ ص ۲۵)۔

۲: اوپر سے نیچے کی طرف صفائی کرے۔ اور افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دفعہ صفائی کرے۔ اسی طرح ناخن کاٹنے اور دوسری صفائی کا حکم ہے۔ اگر کسی وجہ سے نہ ہو سکے تو پندرہ دن میں ایک دفعہ کرے۔ اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو چالیس دنوں میں کر لے اس کے بعد وہ گناہ گار ہوگا۔

الافضل ان يقلم اظفاره ويحفي شاربه ويحلق عانتہ وينظف
بدنه بالاغتسال في كل اسبوع مرة فان لم يفعل ففي كل خمسة
عشر يوما ولا يعذر في تركه وراء الاربعين فالاسبوع هو الافضل
والخمس عشرة عشر الاوسط والاربعون الابد ولا عذر فيما وراء
الاربعين ويستحق الوعيد كذا في القنية ويبدأ في حلق
العانة من تحت السرة اه (عالمگیری ج ۱ ص ۳۱)۔

۳: گنجائش ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد ستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

گھاس یا درخت کے پتوں سے استنجاء کرنا

اگر کسی کھیت میں قضاہ حاجت کے لئے بیٹھیں تو گھاس یا کپاس وغیرہ کے پتے ڈھیلے کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جبروار۔ صوفی محمد اکبر فوجی شاہ جمال ٹاؤن لاہور درختوں کے پتوں اور گھاس سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

والورق قیل انه ورق الکتابۃ وقیل انه ورق الشجر وای ذلک کان فانه مکروہ (بحوالرائق: ج ۱، ص ۲۵۵)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد ستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بالکل چھوٹے بچوں کیلئے استقبال و استدبار کا حکم

کیا قضاہ حاجت کے وقت چھوٹے بچوں کے لئے بھی استقبال و استدبار قبلہ کا کوئی حکم ہے؟ والدہ یا جو انہیں قضاہ حاجت کرائے اسے حکم ہے کہ وہ اسے قبلہ رو یا استدبار قبلہ لے کر نہ بیٹھے۔ وکذا یکرہ للمرأة امساک صغیر لبول او

غائط نحو القبلة (درمختار) (قوله امساک صغیر) هذه الکراهة تحريمية لانه قد وجد الفعل من المرأة۔ (امشاحی، ج ۱، ص ۲۵۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

کتاب الصلوة

مما يتعلق

بمواف الصلوة

جہاں چھ ماہ کا دن ہو وہاں نماز کیسے پڑھی جائے

عرض ہے کہ ہمارے ہاں چند روز سے اس مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے کہ آیا ایسے مقامات جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے وہاں روزے فرض ہیں یا نہیں ؟ میرا خیال ہے کہ وہاں روزے فرض نہیں۔ اس کی درج ذیل وجوہ ہیں۔

۱ : قرآن مجید کا حکم ہے کہ از صبح صادق تا غروب آفتاب روزہ رکھا جائے۔ لیکن وہاں تو آدمی چھ ماہ کا روزہ رکھ ہی نہیں سکتا۔ جب آدمی روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو تو قضا یا فدیہ کی اجازت ہوتی ہے لیکن وہاں قضا بھی ممکن نہیں۔ کیونکہ وہاں دن کبھی بھی چھ ماہ سے کم نہیں ہوتا۔ لہذا وہاں فدیہ ہی لازم ہو سکتا ہے۔

۲ : اسلامی سال قمری سال ہوتا ہے جس میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور وہاں شمسی سال ہوتا ہے۔ لہذا جب وہاں اسلامی سال موجود ہی نہیں تو روزے بھی فرض نہیں ہوتے۔

۳ : اغلب گمان یہ ہے کہ وہاں چاند نظر نہیں آتا۔ حکم یہ ہے کہ جو چاند دیکھے وہ روزہ رکھے۔ وہاں چاند کا وجود ہی نہیں لہذا دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس روزہ بھی فرض نہیں ہوا۔ نیز ایسے

مقامات پر چھ ماہ میں صرف پانچ نمازیں فرض ہوتیں۔ براہ کرم اس بارے میں شرعی حکم سے مستفیض فرمائیں۔ بینوا تو جبردا ہے

ایسے مقامات پر جہاں چھ مہینوں کے دن اور رات ہوتے ہیں اندازہ کر کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں پڑھی جائیں گی۔ اسی طرح روزوں کے بارے میں بھی اندازہ کر کے روزے رکھے جائیں گے۔ قریبی علاقہ جہاں طلوع و غروب ہوتا ہے اس علاقے کے دنوں اور راتوں کو معیار بنایا جائے اور جب اس علاقہ میں رمضان المبارک شروع ہو جائے تو اس مقام پر بھی رمضان المبارک کو شروع تصور کیا جائے گا۔

قال الرملى في شرح المنهاج ويجزى ذلك فيما لو مكثت الشمس عند قوم مدة اه قال في امداد الفتاح قلت وكذلك يقدر لجميع الاجال كالصوم والزكوة والحج اه (شامی ج ۱ ص ۳۳۸) فقط والله اعلم

الجواب صحیح ۲۵
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
خیر محمد عفا اللہ عنہ رئیس الجامعہ ۱۳۸۶ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سایہ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ
مثلاً اول و دوم نکالنے کے لئے جو سایہ اصلی شمار کیا جاتا ہے ”بہشتی زلیہ“ حصہ دوم ص ۹۔
کے مطابق اگر ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آگیا۔ اس حساب سے ہمارے بزرگ میاں منظور محمد صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ایم بی ہائی سکول گوجرہ نے عرصہ سے گوجرہ کے لئے ایک نقشہ بنایا ہوا ہے۔ لیکن جامع مسجد مرکزیہ کے خطیب قدوسی شریف کا حوالہ دیتے ہوئے مثلاً اول و دوم نکالنے کا یہ طریقہ غلط ثابت کرتے ہیں اور حساب ہذا کے مطابق بنے ہوئے وقت سے پہلے ہی اذان عصر دے دیتے ہیں۔ آپ سایہ اصلی کی تعریف فرمائیں؟

زمین بالکل ہموار کر لی جائے کہ قطعاً اوپن نیچ نہ رہے پھر اس پر ایک دائرہ کھینچ لیا جائے اور اس کے مرکز میں لوہے کی لمبی کپیل مخروطی شکل کی کھڑی کر دی جائے

یکیل قطر دائرہ کی ایک چوتھائی کے برابر ہونی چاہئے۔ صبح کے وقت سایہ دائرہ سے باہر ہوگا۔ اور آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے دائرہ کے اندر داخل ہو جائے گا۔ جس نقطہ سے سایہ داخل ہوگا دائرہ کے اس نقطہ پر نشان لگا دیا جائے سایہ کم ہو چکنے کے بعد اب بڑھنا شروع ہوگا اور بڑھتے بڑھتے دائرہ سے باہر نکل جائے گا۔ محیط دائرہ کے اس نقطہ پر بھی نشان لگا دیا جائے اب اس نقطہ اور پہلے نقطہ کو جہاں سے سایہ دائرہ میں داخل ہوا تھا ایک خط مستقیم کے ذریعہ ملا دیا جائے تو ایک قوس بن جائے گی۔ اس کے عین نصف سے ایک خط کھینچ کر مرکز دائرہ سے ملا دیا جائے۔ یہ خط نصف النہار ہے۔ کیل کا سایہ جب اس خط پر پہنچے گا اس وقت کیل کا جتنا سایہ ہوگا اس کو سایہ اصلی کہتے ہیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
نحیہ عفا اللہ عنہ رئیس الجامعہ

ضحوہ کبریٰ سے لے کر زوال تک نماز نہ پڑھی جائے

مؤرخہ ۱۸ اکتوبر کو دائمی جنتری پر گیارہ بج کر ۱۸ منٹ پر ضحوة کبریٰ اور گیارہ بج کر ۵ منٹ پر زوال تھا۔ تحقیق کے لئے لکھا ہے کہ اس میں مکروہ وقت کہاں سے کہاں تک ہے۔ مثلاً اگر کوئی جنازہ پڑھے یا کوئی نفل وغیرہ مذکورہ وقت میں پڑھے تو احتیاطاً کس وقت سے مکروہ وقت شروع ہوگا۔ اور ضحوة کبریٰ سے کیا مراد ہے۔ اگر کوئی جنازہ گیارہ بج کر ۱۸ منٹ کے بعد بیس یا پچیس منٹ پر پڑھا گیا تو کیا یہ مکروہ وقت میں ہے یا بلا کراہت جائز ہے ؟

اس کے بارے میں احتیاط یہ ہے کہ ضحوة کبریٰ سے لے کر زوال تک نماز نہ پڑھے۔

للاختلاف۔ چاشت کی نماز ضحوة کبریٰ سے پہلے پہلے پڑھے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء

۱۴ / ۱۰ / ۱۴۰۶ھ

لہ واختلف فی وقت الکراہۃ عند الزوال فقیل من نصف النہار الی الزوال

لروایۃ ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه نہی عن
الصلوة نصف النهار حتی تزول الشمس قال رکن الدین الصباغی
وما احسن هذا لان النهی عن الصلوة فیہ یعتمد تصور هافیه^۱
وعزانی القہستانی القول بان المراد انتصاف النهار العرفی الی
أئمة ما وراء النهر وبان المراد انتصاف النهار الشرعی
وهو الضحوة الكبرى الی الزوال الی أئمة خوارزم۔^۲ (شامیہ ج ۱ ص ۲۳)
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : مرتب خیر الفتاویٰ

سائے بارہ بجے ظہر پڑھنے کا حکم کیا آج کل سائے بارہ بجے ظہر پڑھی جاسکتی ہے
کیوں کہ ہم کو چھٹی دو بج کر پچیس منٹ پر ملتی ہے

اور اس وقت جماعت نہیں ملتی ؟ بنیوا تو جسروا ۔ رانا محمد عارف لاہور ہائیکورٹ لاہور
ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور آج کل راولپنڈی میں زوال بارہ بجکر
۱۴ منٹ پر ہوتا ہے اور آئندہ گھٹ جائے گا ۔ حاصل یہ ہے کہ آپ ہر موسم میں
سائے بارہ بجے نماز پڑھ سکتے ہیں ۔ لیکن ایک خیال ضرور رہے کہ اذان وقت کے اندر دیں ۔ یعنی
زوال کے بعد اذان ہو پہلے نہ ہو ۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نصف النهار سے کیا مراد ہے اوقات مکروہہ ثلاثہ غروب ، طلوع اور استواء
اکثر کتب متون اور شروح میں مذکور ہیں ۔ غروب
وطلوع تو معلوم ہیں لیکن استواء کے متعلق مختلف الفاظ ہیں ۔ مسلم شریف میں ہے ۔
حين يقوم قائم الظہیرۃ ۔

ابوداؤد شریف میں ہے ۔ نصف النهار حتی تزول الشمس ۔

منیتہ المصلیٰ میں ہے۔ وقت الزوال۔ نور الایضاح میں ہے استوائیہا۔ بہشتی زیور
میں ہے۔ ٹھیک دوپہر۔ اور اکثر کتب میں ضحوة کبریٰ ہے۔ یہ سب ایک چیز ہیں یا علیحدہ علیحدہ ؟
صحیح وقت نصف النہار کب شروع ہوتا ہے اور اس کی شناخت کیا ہے ؟ کرامت نماز کے لئے
نصف النہار شرعی مراد ہے یا حقیقی ؟ مولوی شاہ محمد سیسوی

طحاوی، ص ۱۰۰۔ میں ہے۔

الجواب

(قوله والثانی عند استوائیہا) و علامتہ ان یمتنع

الظل عن القصر ولا یأخذ فی الطول فاذا صادف انہ شرع فی
ذلک الوقت بفرض قضاء او قبلہ وقارن هذا الجزء اللطیف
شیئاً من الصلوة قبل القعود قدر التشہد فسدت۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ نصف النہار سے مراد نصف النہار حقیقی ہے اور یہی اصل ہے۔ اور
اس کی علامت یہ ہے کہ سایہ کم ہو جانا بند ہو جائے اور ابھی تک بڑھنا شروع نہ ہوا ہو۔ البتہ اگر
ماوراء النہر کے ہاں اس سے مراد نصف النہار عرفی ہے۔

وعزا فی القہستانی القول بان المراد انتصاف النہار العرفی الی
أئمہ ماوراء النہر (شامی ج ۱، ص ۳۴۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

از دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح، رحمہ اللہ عنہ رئیس الجامعہ۔

سورج کے صرف پہاڑ کی اوٹ میں چلے جانے

سے غروب متحقق نہیں ہوگا

اس علاقہ میں آبادی سے سات آٹھ میل دور مغرب میں ایک پہاڑ ہے۔ سورج جب اس پہاڑ کے
پچھے چھپ جاتا ہے تو پندرہ بیس منٹ بعد مشرق میں رات ظاہر ہوتی ہے۔ آیا جب رات ہوتی ہے تو اس
وقت صحیح وقت ہوتا ہے یا مغرب کا وقت پہاڑ کے پچھے سورج چھپ جانے سے شروع ہو جاتا ہے ؟

الجواب

صورتِ مسئلہ میں صرف سورج کے پہاڑ کی اوٹ میں آجانے سے نمازِ مغرب یا افطار کا وقت شروع نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد جب مشرق کی طرف سے سیاہی اور اندھیرا پھیلنا شروع ہو جائے اس وقت غروبِ شمس کا تحقق ہوگا اور اس وقت سے نمازِ مغرب کے وقت کی ابتداء سمجھی جائے گی۔ لہذا اگر مذکورہ وقت سے قبل مغرب کی نماز پڑھ لی گئی تو وہ ادا نہیں ہوئی دوبارہ پڑھنی چاہئے۔

كما يظهر من الشامي ج ٢ ص ١١٠ - والمراد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظهر الظلمة في جهة المشرق قال عليه السلام اذا اقبل الليل من ههنا النحر اي اذا وجدت الظلمة حسا في جهة المشرق - اه

والضاحي هكذا يظهر من كلام الحافظ في شرح قوله عليه الصلوة والسلام اذا اقبل الليل من ههنا و ادبر النهار من ههنا و غابت الشمس فقد افطر الصائم - فقط والله اعلم -

الجواب صحيح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافاء
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
۱۳۹۹ھ مقتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت تغیر موسم سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے

نمازِ مغرب کا کتنا وقت ہوتا ہے اور کس وقت تک نماز کا صحیح وقت رہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ۱۵ گھنٹہ ہے، کوئی کہتا ہے کہ جب اندھیرا چھا جائے اس وقت تک نماز پڑھ سکتے ہیں ؟

مغرب کی نماز کا وقت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سورج کے غروب ہونے سے لے کر شفقِ ابیض کے غائب ہونے تک رہتا ہے اور شفق کے غائب ہونے تک کا درمیانی

فاصلہ موسم کے تغیر سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ جو کہ طلوع و غروب بتانے والی جہتوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ یہ فاصلہ کسی بھی موسم میں سو گھنٹہ سے کم نہیں ہوتا۔ اور بعض موسموں میں ۱۵ گھنٹہ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

ووقت المغرب منه الى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما و
 به قالت الثلاثة واليه رجع الامام كما في شروح المجمع و
 غيرها نكان هو للذهب اه (در مختار) - (قوله واليه رجع الامام)
 اى الى قولهما الذى هو رواية عنه ايضا وصرح فى المجمع بان عليها
 الفتوى و رده المحقق فى الفتح بانه لا يساعده رواية ولا دراية
 الخ وقال تلميذه العلامة قاسم فى تصحيح القدورى ان رجوعه
 لم يثبت لما نقله الكافة من لدن الاثمة الثلاثة الى اليوم
 من حكاية القولين و دعوى عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف
 المنقول قال فى الاختيار الشفق البياض وهو مذهب الصديق
 و معاذ بن جبل و عائشة رضى الله تعالى عنهم قلت ورواه عبدالرزاق
 عن ابى هريرة وروى عن عمرو بن عبد العزيز ولم يرو البیهقي
 الشفق الاحمر الا عن بن عمر رضى الله عنهما وتمامه فيه وانا تقارضت
 الاخبار و الاشار فلا يخرج وقت المغرب بالشك كما فى
 الهداية وغيرها قال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هو الاصح
 (شامى ۱ ج ۱ ص ۲۶۵) - فقط والله تعالى اعلم -

الجواب صحيح ۹
 احقر محمد نور عفا الله عنه
 بنده عبد الستار عفا الله عنه رئيس الافتاء ۱۳۹۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس سوات

جہاں سورج کے طلوع و غروب کا پتہ نہ چلے وہاں نماز کیسے ادا کریں

میں بڑی انگلیٹ میں مقیم ہوں۔ اوقات نماز اور سورج کا ہمیں یہاں کوئی علم نہیں کہ کب طلوع اور کب
 غروب ہوتا ہے۔ کیونکہ موسم ایسا رہتا ہے کہ ہر وقت ابر رہتا ہے۔ گرمیوں میں یہاں کے دن پاکستان
 کے دنوں سے ڈیڑھ گنا زیادہ لمبے ہوتے ہیں اور ایسے ہی سردیوں کی راتیں۔ اس لئے ہم اوقات نماز صحیح
 معلوم نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں ؟

۲ : ہمیں صبح ساڑھے چھ بجے گھر سے روانہ ہونا پڑتا ہے اور شام ساڑھے پانچ بجے واپسی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ظہر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے۔ اگر شام کو عصر کے ساتھ ادا کی جائے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟

اوقات نماز معلوم کرنے کے لئے اگر سورج دکھائی نہیں دیتا تو ایسی دائمی جنتری خرید لینا چاہئے جس میں انگلیں طلع و غروب اور زوال شمس کے اوقات بتلائے گئے ہوں۔ اگر زوال شمس کا وقت معلوم نہ ہو سکے تو طلوع و غروب کے درمیانی وقت کے بعد نماز ظہر ادا کر لیا کریں اور صبح صادق سے لے کر طلوع شمس سے قبل نماز فجر ادا کر لیا کریں۔ اور زوال کے بعد ظہر اور غروب شمس سے تقریباً پون گھنٹہ قبل نماز عصر اور غروب کے بعد مغرب۔ جب کہ عشاء کا وقت تو بہت وسیع ہے البتہ تہائی رات سے قبل ادا کر لیا کریں۔

۲ : نماز ظہر کو قضاء کرنا درست نہیں جس فرم میں آپ کام کرتے ہیں اس کے منتظیلین سے نماز ظہر کے لئے باقاعدہ اجازت حاصل کر لیں۔ صبح چھ بجے سے شام پانچ بجے تک مسلسل کام تو نہیں ہوتا ہوگا درمیان میں کچھ وقفہ کھانے یا آرام کرنے کے لئے بھی ملتا ہوگا۔ اگر اس وقت زوال ہو چکا ہو تو نماز ظہر ادا کر لیا کریں۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ
۱۳۸۱ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

آخر وقت مغرب کے بارے میں مفہمی بہ قول

ہمارے علاقہ میں عشاء کے وقت میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ کے بعد نماز عشاء پڑھتے ہیں اور دلیل ”حسن الفتاویٰ“ ج ۲، ص ۱۲۹ کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ”قول مفتی بہ کے مطابق غروب شفق احمر کا وقت ختم ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے“

اور بعض علماء غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد نماز عشاء پڑھتے ہیں۔ جو کہ دلیل میں ”امداد الفتاویٰ جلد ۱ ص ۹۵“ کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ”غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد عشاء کا وقت

استفتی، عبدالشہید، ضلع لورالائی، بلوچستان

آجانبہ ؟

الجواب

مغرب کا وقت غروب شفق تک رہتا ہے۔ شفق کی تفسیر میں دو قول ہیں صاحبینؒ کا مذہب اور امام صاحبؒ کی ایک روایت شفقِ احمر کی ہے امام صاحبؒ کا مذہب شفقِ ابیض کا ہے۔ اگرچہ بعض فقہاء نے امام صاحبؒ کا رجوع صاحبینؒ کے قول کی طرف نقل کیا ہے۔ اور صاحبینؒ کے قول کو رائج اور مفتی بہ قرار دیا ہے۔ لیکن صاحب ہدایہ کے طرز بیان سے امام صاحبؒ کے قول کا رائج ہونا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ کی دلیل کو مؤخر کر کے صاحبینؒ کی دلیل کا جواب دیا ہے۔ (ہدایہ ج ۱ : ص ۶۹)۔

علامہ ابن ہمامؒ نے ان حضرات کی تردید کی ہے جنہوں نے صاحبینؒ کے قول کو مفتی بہ قرار دیا تھا "ورده المحقق في الفتح بانہ لايساعده رواية ولا دراية" (شامی ج ۲ ص ۲۴۱)۔

علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ نے رجوع کے دعویٰ کو غلط اور غیر ثابت قرار دیا ہے

ان رجوعه لم يثبت لما نقله الكافة من لدن الاثمة الثلاثة الى اليوم من حكاية القولين الخ قال العلامة قاسم فثبت أن قول الامام هو الاصح ومشى عليه في البحر۔ (شامی ج ۱ ص ۲۴۱) احوال شفقِ ابیض کے غروب ہونے سے قبل عشاء کی نماز نہ پڑھی جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبدالشہید عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس سولتان

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

سفر کی وجہ سے عصر کو مثلِ ثانی میں پڑھنا

۱۔ ایک آدمی سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور ظہر کی نماز کے بعد تیاری وغیرہ میں اسے اتنی دیر ہوگئی کہ مثلِ ثانی شروع ہوگئی اور اس نے عصر کی نماز اس خیال سے ادا کر لی کہ راستہ میں شاید نہ پڑھ سکوں اور قضاء ہو جائے گی۔ تو کیا اس کی نماز ہوگئی یا نہیں ؟

۲۔ سفر پر جانے والا عصر کی نماز سفر میں اس وقت ادا کرتا ہے جب کہ سورج غروب ہونے والا

ہے یا کچھ غروب ہو گیا ہے اور کچھ نظر آرہا ہے۔ یعنی آدھا سورج نظر سے اوجھل ہے۔ کیا اس صورت میں اس کی نماز ہو گئی یا نہیں ؟

محمد لطف اللہ خالد لاہوری

۱۲۱۱۔ دونوں صورتوں میں نماز ادا ہو جائے گی۔

الجواب

وفی العالمگیریۃ ۱ ج ۱ ص ۵۲ و فتاویٰ رحیمیۃ ج ۱۵۔

وعند احمرارها الى ان تغيب الا عصر يومه ذلك فانه يجوز

اداءه عند الغروب هكذا في فتاویٰ قاضی خان۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

الجواب صحیح

جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

عشاء کا وقت سفیدی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے

بہشتی زیور میں ہے کہ جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آگیا۔ پھر جب تک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تیارے خوب چھلک جائیں کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے۔ پھر جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ اور ثواب کم ملتا ہے اس لئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ تھائی رات جانے سے پہلے ہی پڑھ بیوے۔ تو کیا یہ درست ہے ؟

احتیاط یہ ہے کہ جب سرخی کے بعد والی سفیدی سی بھی جاتی رہے تب عشاء کی نماز ادا کی جائے۔ اور مساجد میں ٹوٹن بھی اس سفیدی کے غروب پر ہی اذان کہیں۔ حال یہ ہے کہ احتیاط امام ابوحنیفہ کے قول میں ہے۔

الجواب

قال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هو الاصح اه وقوله احوط اه

مخدانی الشامیۃ مختصراً۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

له وقت المغرب منه الى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه

قالت الثلاثة واليه رجع الامام كما في شروح المجمع وغيرها
فكان هو المذهب - اهـ (درمختار) -

(قوله واليه رجع الامام) الى قولهما الذي هو رواية عنه ايضاً و
صرح في المجمع بان عليها الفتوى ورده المحقق في الفتح بانه
لا يساعده رواية ولا دراية الخ وقال تلميذه علامة قاسم في
تصحيح القدوري ان رجوعه لم يثبت لما نقله الكافه من لدن
الائمة الثلاثة الى اليوم من حكاية القولين ودعوى عمل
عامة الصحابة بخلافه خلاف المنقول قال في الاختيار الشفق
البياض وهو مذهب الصديق ومغاز بن جبل وعائشة رضي الله
عنهم قلت ورواه عبد الرزاق عن ابى هريرة رضي عن عمر
ابن عبد العزيز ولم يرو البیهقي الشفق الاحمر الا عن ابن
عمر رضي الله عنهما وتعامه فيه واذا تعارضت الاخبار والآثار
فلا يخرج وقت المغرب بالشك كما في الهداية وغيرها.
قال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هو الاصح ومشى
عليه في البحر مؤيداً له بما قدمناه عنه من انه لا يعدل عن
قول الامام الا لضرورة من ضعف دليل او تعامل بخلافه كالنزاع
لكن تعامل الناس اليوم في عامة البلاد على قولهما وقد
ايده في النهر تبعاً للنقاية والوقاية والدرر والاصلاح و
درر البحار والامداد والمواهب وشرحه البرهان وغيرهم
مصرحين بان عليه الفتوى وفي السراج قولهما اوسع وقوله
أحوط والله اعلم - (شامية ج ١ ص ٢٦٥) -

احقر محمد النور عفا الله عنه

مرتب خير الفتاوى : خير المدارس ملتان



جمع بین الصلوٰتین کی تمام روایتیں حسبِ صورتی پر مسمول ہیں

یہاں سعودی عرب میں اکثر بارش کے وقت مغرب کی نماز کے ساتھ عشاء کی نماز بھی ائمہ حضرات پڑھا دیتے ہیں۔ کیا ہم پاکستانی حنفی المذہب لوگوں کی نماز عشاء مغرب کے وقت جائز ہے یا نہیں۔ یعنی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے یا نہیں؟

جمع بین الصلوٰتین کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ جمع حقیقی کہ مغرب کے وقت میں عشاء پڑھ لی جائے۔ (۲) جمع صورتی کہ مغرب آخری وقت اور عشاء اول وقت میں پڑھی جائے۔ حنفیہ کے نزدیک بوقتِ عذر جمع صورتی کی اجازت ہے۔ جمع حقیقی درست نہیں ہے۔ حنفیہ کا استدلال قرآن پاک سے بھی ہے اور احادیث سے بھی۔ چنانچہ اوجز میں بذل سے نقل کیا ہے۔

” واستدل الحنفیۃ علی عدم جواز الجمع فی غیر عرفات والمزدلفۃ

بقولہ تعالیٰ حافظوا علی الصلوات ای ادوها فی اوقاتها۔ “

محافظة علی الصلوة یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے وقت مقررہ میں ادا کیا جائے۔

” وبقولہ تعالیٰ ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا

ای لہا وقت معین لہ ابتداء لا یجوز التقدم علیہ وانتهاء لا یجوز

التأخر عنہ “ (اوجز ج ۲ ص ۶۲)

پس ہر نماز کے لئے وقت معین ہے۔ لہذا اس پر تقدیم یا اس سے تاخیر درست نہ ہوگی۔

اس باب میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن سے جمع بین الصلوٰتین حقیقتاً کی نفی معلوم ہوتی ہے

۱: عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال والذی لا الہ غیرہ ما

صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ قط الاف وقتها الا صلوٰتین جمع بین

الظهر والعصر بعرفة و بین المغرب والعشاء بجمع الحدیث

(اوجز ج ۲ ص ۶۱)۔

۲: عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انه کتب فی الأفاق ینہا ہم

ان یجمعوا بین الصلوٰتین و ینحبرہم ان الجمع بین الصلوٰتین

فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر۔ اخرجہ محمدر فی المؤطا

والبیہقی فی سندہ -

۳ : عن ابی موسیٰ انہ قال الجمع بین الصلوتین من غیر عذر من الکبائر -

اخرجه ابن الج شیبہ -

۱ : مطلب حدیث :- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس کے وقت مقررہ پر، سوائے دو نمازوں کے۔ ظہر اور عصر کو عرفہ میں جمع کیا۔ مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں۔

۲ : مطلب حدیث :- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اطراف والوں کی طرف یہ لکھ بھیجا کہ انہیں اس بات سے منع کیا کہ دو نمازیں ایک وقت میں پڑھیں۔ اور انہیں خبر دی کہ دو نمازوں کو ایک ہی وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں سے ہے۔

۳ : مطلب حدیث :- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو نمازوں کو بلا عذر جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

۴ : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قال من جمع بین الصلوتین ف وقت واحد فقد اتى باباً

من الکبائر - (بدائع) -

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کیا اس نے کبیرہ گناہ کیا۔

مذکورہ آیات و احادیث سے جمع بین الصلوتین کی نفی اور عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ بعض روایات میں آپ علیہ السلام اور بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جمع بین الصلوتین کرنا بھی منقول ہے۔ پھر جمع والی روایات دو طرح کی ہیں۔ بعض وہ ہیں جن میں صرف جمع کا تذکرہ ہے اور کیفیت جمع سے ساکت ہیں۔ اور بعض میں کیفیت جمع بھی بیان کی گئی ہے۔ چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی السفر یؤخر الظہر و یقدم العصر و یؤخر المغرب و یقدم

العشاء - اخرجه الطحاوی و أحمد و الحاکم و اسنادہ حسن قالہ النہوی -

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت سفر نمازِ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم - اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم فرماتے تھے -

”ان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ثم یبذل فیصلی المغرب ثم یدعو بعشاءه فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل ویقول ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع“ رواہ ابو داؤد و اسنادہ صحیح

ترجمہ :- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر فرماتے تو غروبِ شمس کے بعد بھی چلتے رہتے - جب کچھ اندھیرا ہو جاتا تو مغرب پڑھتے - پھر کھانا طلب فرماتے - کھانے سے فارغ ہو کر عشاء پڑھتے - پھر سفر شروع کر دیتے اور فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا -

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمع بین الصلوٰتین کرنا جمعِ صوری تھا جمعِ حقیقی نہ تھا - اسخاف نے ان روایات کو جن میں کیفیتِ جمع مذکور نہ تھی مفصلہ روایات پر محمول کیا کہ جمعِ صوری تھی جمعِ حقیقی نہ تھی - ورنہ کتاب اللہ اور احادیث میں تعارض و اختلاف لازم آئے گا - تیس اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جمعِ حقیقی درست نہ ہو - شافعیہ اور حنابلہ رحمہ اللہ سفر و حضر کی بنیاد پر جمعِ حقیقی کے قائل ہیں -

اگر موجودہ اغراض موجود بھی ہوں تو فجر اور ظہر کے درمیان جمع کے یہ بھی قائل نہیں ہیں - جب یہ عذر فجر و ظہر میں مؤثر نہیں تو باقی نمازوں میں بھی مؤثر نہیں ہونا چاہئے - الحاصل جمعِ حقیقی درست نہیں -
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۴ بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الفقہاء ۴۰۶ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

عصر کا مکروہ وقت کب شروع ہوتا ہے نمازِ عصر کا مکروہ وقت آج کل غروب آفتاب سے تقریباً کتنے منٹ پہلے شروع ہوتا ہے - دھوپ کی زردی اور تغیر آفتاب کے مسئلے کا تو پتہ ہے لیکن ایک صاحب کہتے ہیں کہ غروب آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے دھوپ کا رنگ بدل جاتا ہے - میں کہتا ہوں کہ اس وقت تک مکروہ وقت

شروع نہیں ہوتا جب تک اس کی ٹکیہ پر دیکھنے سے آنکھ نہ ٹکے۔ ان میں صبح کون سا قول ہے ؟
الجواب صبح یہ ہے کہ عصر کا مکروہ وقت آفتاب کے متغیر ہونے سے شروع ہو جاتا ہے
 اور آفتاب کا تغیر تقریباً آدھ یا پون گھنٹہ غروب سے قبل ہوتا ہے اور آفتاب کا
 تغیر یہ ہے کہ آنکھ اس پر ٹک سکے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
 بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
 بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ریسر الافشاء ۱۳۴۴ھ جامعہ خیر المدارس ملتان
 والمستحب الخ تاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم
 يتغير ذكاء بان لا تحار العين فيها في الاصح - (درمختار) -
 (قوله في الاصح) صححه في الهداية و غيرها وفي الظهيرية أن
 امكنه اطالة النظر فقد تغيرت و عليه الفتوى وفي النصاب وغيره
 وبه نأخذ وهو قول ائمتنا الثلاثة ومشائخ بلخ وغيرهم كذا
 في الفتاوى الصوفية وفيها وينبغي ان لا يؤخر تأخيرا لا يمكن
 المسبوق قضاء ما فاتته اه وقيل حد التغير ان يبقى للغروب
 اقل من رمح وقيل ان يتغير الشعاع على الحيطان (شامی ج ۱ ص ۲)
 أحقر محمد النور عفا الله عنه

عشاء کو نصف رات کے بعد پڑھنا مکروہ ہے

میں ایک کارخانہ میں رہتا ہوں۔ وہاں کوئی جماعت کا انتظام نہیں ہے۔ اور نہ ہی قریب کوئی
 مسجد ہے۔ اس لئے میں عشاء کی نماز تہجد کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائی کہ کیا
 یہ جائز ہے ؟

الجواب عشاء کو نصف لیل تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ تہائی رات گزرنے سے پہلے پہلے عشاء
 کا وقت مستحب ہے اسی میں ادا کر لیا کریں۔ تہائی رات کے بعد نصف لیل ہونے
 سے پہلے پہلے وقت جواز ہے اس کے بعد کراہت آجاتی ہے۔ کارخانہ میں کچھ سادھی ایسے بنالیں کہ جن

کے ساتھ مل کر جماعت کرا لیا کریں۔ جماعت کا اہتمام ضرور کریں۔

و يستحب تأخير صلاة العشاء الى ثلث الليل في رواية الكنز وفي
القدوري الى ما قبل الثلث قال صلى الله عليه وسلم لولا ان اشق على
امتي لآخرت العشاء الى ثلث الليل او نصفه وفي مجمع الروايات
التأخير الى النصف مباح في الشتاء لمعارضة دليل الندب وهو قطع
السمر للنهي عنه دليل الكراهة وهو تقليل الجماعة لانه قلما يقوم
الناس الى نصف الليل فتعارضاً فثبتت الاباحة والتأخير الى ما
بعد النصف مكروه لسلامة دليل الكراهة عن المعارض والكراهة
تحریمیة (رقی ص ۹۹) وبكره اداء العشاء ما بعد نصف الليل هكذا في
البحر الرائق - (عالمگیری ج ۱ ص ۲۷۰) - فقط والله اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ریسر الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس سہلوان

عصر کا وقت دوشل کے بعد شروع ہونے پر احادیث سے دلائل

اہل حدیث حضرات کی نماز عصر اس وقت پڑھی جاتی ہے جب کہ تمام دائمی جنتریوں ملتان، سرگودھا
لاہور وغیرہ میں کسی پر بھی عصر کا وقت نہیں ہوتا۔ کم از کم پندرہ منٹ کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ آیا ان
اوقات میں حنفیوں کی نماز بھی ہو جائے گی۔ جب ان کی مساجد میں اذان ہو جاتی ہے تو ہمیں بھی اپنے مسلک
ولے کہتے ہیں کہ نماز پڑھاؤ۔ تو پڑھا دی جائے یا امامت چھوڑ دی جائے۔ مفصل طور پر تحریر فرمائیں؟
عصر کا وقت مفتی بہ قول کے مطابق دوشل کے بعد شروع ہوتا ہے۔ لہذا اس پر
تقدیم درست نہیں۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کی جنتری تقریباً صحیح
ہے۔ یہ تفادات غالباً اس وجہ سے ہوگا کہ آپ سایہ اصلی کو خارج نہ کرتے ہوں۔ بہر حال حنفیہ کا یہ مسلک
احادیث صحیحہ کے بالکل مطابق ہے چند ایک احادیث لکھی جاتی ہیں۔

۱ :- حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

العصر حين صار كل شيء مثليه قدر ما يسير الراكب الى ذي الحليفة
الغلق - (رواه ابن ابى شيبه) -

- ۲ : عن ام سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد تعجيلا
للظهر منكم وانتم اشد تعجيلا للعصر منه (اخرجه الترمذی ج ۱ ص ۴۲) -
- ۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوقاتِ صلوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا -
انا اخبرك صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك
مثلك الخ (اخرجه مالك في الموطا ص ۶) -

۴ : قال علي بن شيبان قد منا على رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة
فكان يؤخر العصر ما دامت الشمس بيضاء نقية - (اخرجه ابوداؤد
ج ۱ ص ۵۹) -

- ۵ : عن ابراهيم النخعي قال ادركت اصحاب عبد الله ابن مسعود رضي
وهم يصلون العصر في اخر وقتها - (رواه محمد بن في كتاب الحج) -
- تطویل کے اندیشہ سے ترجمہ نہیں لکھا گیا۔ بہر حال بعض احادیث سے صراحتہً دو مثلوں کے بعد آپ
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز عصر پڑھنا ثابت ہے۔ اور بعض سے دلالت ثابت ہوتا
ہے۔ لیکن دو مثل کے بعد تغیرِ شمس سے پہلے پہلے وقتِ عصر کی نفی کسی حدیث سے معلوم نہیں ہوتی۔ اور دو مثل
سے قبل وقتِ عصر کی نفی بعض احادیث سے دلالت ثابت ہوتی ہے۔ لہذا دو مثل سے پہلے عصر کی نماز جائز نہیں
ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۴۰۳ھ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
الجواب صحیح

عصر میں دورانِ نماز سوج غروب ہو جائے تو نماز کا حکم

اگر کوئی شخص غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی نماز پڑھنا شروع کر دے اور ایک رکعت کے بعد آفتاب
غروب ہو جائے اور باقی نماز بعد میں پوری کرے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں ؟ اگر نہیں ہوتی تو ٹھیک ہے اور

اگر ہو گئی تو سوال یہ ہے کہ وقت نماز کے لئے ظرف بنتا ہے۔ وقت گزرنے کے بعد نماز کیسے ادا ہو گئی ؟ کیا ظہر کی نماز بھی عصر کے وقت میں داخل ہونے سے صحیح ہو جائے گی ؟ اگر کہا جائے کہ حدیث میں آتا ہے کہ من أدرك ركعة من العصر الخ تو پھر سوال یہ ہے کہ طلوع کے بعد فجر کیوں نہیں ہوتی۔ حدیث میں تو فجر کا ذکر بھی ہے اور اگر کہا جائے کہ فجر کا وقت کامل ہونے کی وجہ سے کامل واجب ہوئی ناقص ادا نہیں ہوگی اور عصر کا وقت ناقص ہونے کی وجہ سے ناقص واجب ہوئی ناقص ادا ہوگی۔ کیونکہ سبب وجوب ادا سے متصل جز ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ ناقص وقت تو غروب تک ہوتا ہے۔ اس میں تو نماز ختم نہ ہوئی اور غروب کے بعد عصر کا وقت ہی ختم ہو گیا۔ نہ ناقص رہا نہ کامل۔ اب ناقص ادا ہونے کا کیا معنی ؟

عصر کی نماز ہو جائے گی کیونکہ اس پر ادا کی تعریف صادق ہے۔ صاحب بقر نے اداء کی تعریف یوں فرمائی ہے۔ فالاداء ابتداء فعل الواجب في وقته الخ اس سے معلوم ہوا کہ ادا بننے کے لئے ابتداء فی الوقت کافی ہے۔ چنانچہ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

لانه لا يشترط فعله كله في وقته ليكون اداء لان وجود التحريمه في الوقت كان لكون الفعل اداءً۔ (بحر: ج ۲، ص ۸۸۔ مطبوعہ کوئٹہ)

اور حاشیہ میں ہے۔ معلوم انہ لا يشترط لكونه اداء وجود جميعه فيه الخ۔ ان تصریحات کی روشنی میں عصر کی نماز ہو جائے گی۔ اگر کہا جائے کہ پھر تو فجر بھی صحیح ہو جاتی چاہئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع شمس سے نماز فجر باطل ہے۔ کیونکہ یہ وقت نماز کے لئے ظرف نہیں بن سکتا۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہاں ادائیگی کا وجب بھی نہیں ہو رہی۔ اگر یہ نماز صحیح ہو جاتی تو ادا کا حکم یہاں بھی لاگو ہو جاتا۔ وقت صحت صلوٰۃ کے لئے ظرف ہے صحت کے لئے شرط نہیں۔ اسی وجہ سے ظہر اگر ظہر کے وقت میں شروع کی جائے اور وقت میں ختم کر دی جائے یا وقت کے بعد ختم کی جائے۔ یا ابتداء اور اختتام دونوں وقت کے بعد ہوں۔ سب صورتوں میں نماز درست ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ پہلی اور دوسری صورت میں ادا کھلائے گی اور تیسری صورت میں قضاء۔ وقت سے تقدیم اس لئے جائز نہیں کہ تقدیم علی السبب لازم آتا ہے جو بدیہی البطلان ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عذنا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الفتاویٰ
۲۶
۳۴
نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

مايتعلق

بالاذان والاقامة

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹی بجانے کا حکم اگر محلہ کی مسجد کی اذان اہل محلہ نہیں سن سکتے جس کی وجہ سے نمازیوں کو بہت دقت ہوتی ہے تو اگر اذان سے قبل یا

بعد کوئی گھنٹی وغیرہ بجا دی جائے تو یہ گھنٹی بجانا از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز ؟

الجواب اعلام بعد الاذان کو جسے تشویب بھی کہتے ہیں علماء متقدمین نے مکروہ اور بدعت کہا ہے اور علماء متأخرین نے بوجہ تساہل اسے جائز رکھا ہے۔ پس بر بنابر مذہب متأخرین اگر کوئی صورت جماعت کے انتظام کی نہ ہو تو گھنٹی یا نقارہ کے ساتھ اعلام جائز ہے۔

كما في الدر المختار و الشامية و يشوب بين الاذان و الاقامة في الكل للكل بما تعارفوه كتحنح او قامت قامت او الصلوة الصلوة ولو احدثوا اعلاما مخالفا لاذك جاز نهر عن المجتبي۔

(ج ۱ - ص ۲۶۱)۔

لیکن اگر اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے تو بلا ضرورت نقارہ بجانے سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح، خیر محمد عفا اللہ عنہ، بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۲۸/۲/۱۳۸۴ھ

ہیضہ کی حالت میں اذانیں دینا بدعت ہے آج کل یہ اذانیں جو موجودہ وبائی امراض ہیضہ وغیرہ کے پھیلنے سے

دی جاتی ہیں کیا ہفتہ حقی کی رو سے یہ جائز ہیں یا نہیں ؟

الجواب یہ بدعت ہے کیوں کہ عموم امراض کے وقت اذان دینا شارع علیہ السلام سے اور اقوال و افعال سلف صالحین سے ثابت نہیں۔ کما فی فتاویٰ

دارالعلوم، ج ۲، ص ۸۴، و فتاویٰ امدادیہ، ج ۱، ص ۱۰۸۔ لہذا ان حالات میں اذان نہیں کہنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح، نیر محمد عفا اللہ عنہ
بندہ محمد اسحاق غفرلہ، ۱۵/۱/۱۳۸۸ھ

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے
ہماری مسجد کا امام صاحب دوسری مسجد میں جا کر اذان دیتا ہے۔ بعض اوقات وہ

سنتیں بھی پڑھ لیتا ہے۔ پھر اپنی مسجد میں آکر اذان دیتا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟
۲۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اذان کے بعد جا کر لوگوں کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے۔ یا آواز دے کر لوگوں کو بلاتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

الجواب ۱۔ فی الدر المختار یکوہ لہ ان یؤذن فی مسجدین ۱۱ (شامی ج ۱)
اس عبارت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شخص مذکور کا ایسا کرنا مکروہ ہے اس سے پرہیز چاہئے۔
۲۔ مؤذن کا کسی اہل علم یا قاضی یا ایسے شخص کو جو دینی مصروفیت میں مشغول ہو، جا کر الصلوۃ یوحک اللہ کہنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی سچے نمازی کو جو نماز کی باقاعدہ پابندی کرتا ہے اور کسی وجہ سے سو گیا ہے یا غافل ہو گیا ہے، یاد دہانی کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ عام طور پر لوگوں کے دروازوں پر جا کر کنٹہ اکھٹکھٹانا ثابت نہیں اس سے احتراز اولیٰ ہے۔ کذا فی الدر المختار و شرحہ - (ج ۱ - ص ۳۴۲) - فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، ۱۴/۴/۱۳۷۶ھ

تنگے سر اذان دینے کا حکم
اگر کسی نے تنگے سر اذان دی تو یہ اذان صحیح ہوئی یا نہیں؟ اور ایسے آدمی کو شریعت میں کیا کہا جائے گا؟

الجواب اذان تو ہو جائے گی لیکن بہتر یہ ہے کہ سر پر پگڑی یا ٹوپی پہن کر اذان دی جائے۔
۲۔ منہ فعل مذکور سے احتراز کیا جائے۔

فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۲۵، ۲، ۱۳۷۷ھ

فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے
ایک شخص ہر وقت بزرگانِ کرام بالخصوص ائمہ مجتہدینؒ کو
برا کتارہتا ہے اور ان کو کافر کہتا ہے۔ ایسے ہی تنخواہ

لے کر قرآن پاک پڑھانے والوں کو بھی برا کہتا ہے۔ مگر نماز روزہ کا پابند ہے اور اذان دیتا ہے۔
لوگ اس کو اذان سے منع بھی کرتے ہیں مگر زبردستی اذان پڑھ کر اپنی اکیلے نماز پڑھ کر چلا جاتا
ہے اگر وہ اذان کہہ کر چلا جائے تو وہ اذان دوبارہ کہی جائے یا نہیں؟

شخص مذکور فاسق و فاجر ہے۔ اس کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے۔ اس اذان کا

الجواب

اعادہ کیا جائے۔ لمافی الدر المختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۳۶۲۔

”ویکروہ اذان جنب واقامته واقامته محدث لا اذانه علی
المذہب واذان امرأة وخنثی وفاسق اھ وفی الشامیہ
علی قول الدر وיעاد اذان جنب زاد القہستانی والفاجر
والراکب والقاءد والماشی والمنحرف عن القبلة وعلل الوجوب فی
الکل بانه غیر معتد بہ اھ (ج ۱ ص ۳۶۵)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ معین مفتی

الجواب صحیح

۲ / ۱۲ / ۱۳۷۸ھ

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

اذان کیلئے مخصوص جگہ کا ثبوت
مسجد کے دائیں یا بائیں اذان کے لئے جگہ بنانے کا مشروعیت
میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر ہو تو باحوالہ تحریر فرمائیں؟

اذان کے لئے مخصوص جگہ بنانا جائز ہے۔

الجواب

والمؤذنة بكسر الميم وسكون الهمزة أو هي محل التأذين ويقال لها منارة والجمع

منابر واول من احدثها بالمسجد سلمة بن خلف الصحابي رضي الله عنه وكان امير على مصر في

زمن معاوية رضي كان بلال ياتي بسحرا طول بيت حول المسجد لامرأة من بني نجار ويؤذن عليه (طحاوي)

اور اہل مسجد کو اختیار ہے کہ دائیں بائیں جس طرف چاہیں بنائیں۔ فقط واللہ اعلم
 اجواب صحیح : بشہ محمد عبداللہ عفرلہ
 بندہ محمد اسحاق عفرلہ ۵/۲/۱۳۷۲ھ

راستہ میں نماز کی دعوت دیتے ہوئے آنے کا حکم

کچھ عرصہ سے مجھے شوق پیدا ہوا ہے کہ جس وقت میں اپنے مکان

سے نماز کے لئے روانہ ہوتا ہوں تو اپنے ہمسایہ والوں اور ملنے والوں کو نماز کی دعوت دیتا ہوں مسجد پہنچتا ہوں راستہ میں اکثر ”نماز، نماز“ کی آواز بھی لگاتا ہوں۔ میرے اس فعل کو کچھ لوگ بدعت کہتے ہیں اور حدیث یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے تو ہاں ایک شخص نے تشویب شروع کر دی۔ ابن ابی شیبہ مجاہد کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مؤذن نے اذان کے بعد ”الصلوة الصلوة“ کے لفظ سے تشویب کی اور لوگوں کو نماز کی دعوت دی۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجاہد سے فرمایا کہ یہ بدعت ہے مجھے یہاں سے لے چل۔

(کتاب کا نام ہے ”راہ سنت“ ص ۱۳۲۔ مصنف مولوی محمد سرفراز خان صفدر۔ فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد گلکھڑ منڈی۔ صدر مدرس مدرسہ نصرت العلوم گوہر الزوالہ۔) مولوی عبدالحنان صاحب گجر کھڈہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث مؤذن کے لئے ہے کہ مسجد کی طرف سے مؤذن دوبارہ نماز کا اعلان نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص مسجد کے باہر لوگوں کو ”نماز، نماز“ پکار کر بلاتا ہے تو یہ بدعت نہیں، اس لئے جائز ہے۔

میرے مکان سے مسجد تک کچھ فاصلہ ہے۔ راستہ میں کئی مکان پڑتے ہیں جن کے قریب سے گزرتے ہوئے میں ”نماز، نماز“ کی آواز لگاتا ہوں مسجد کو پہنچتا ہوں۔ اب آپ یہ فرمائیں کہ میرا یہ فعل جائز ہے یا بدعت؟ عبدالحنان صاحب نے یہ بھی کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ صبح کے وقت لوگوں کو نماز کے لئے جگایا کرتے تھے۔

بہر حال آپ کا جواب آنے پر میں قطعی فیصلہ کروں گا کہ مجھے یہ کام بند کرنا چاہئے یا جاری رکھنا چاہئے۔ ؟

الجواب ایک تو تثنویب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ نماز کے عادی ہیں لیکن اپنے مشاغل میں مشغول ہیں اور احتمال ہے کہ غفلت و مشغولی کے سبب نماز سے نہ رہ جائیں ایسے لوگوں کو دوبارہ نماز کی اطلاع دینا۔

لان معنی التثویب العود الی العلم بعد العلم۔ (شامی ج ۱ ص ۲۸۶)
 متقدمین نے اسے ناجائز کہا ہے اور متاخرین کے نزدیک اس کی گنجائش ہے (گو عملاً آج کل متروک ہے) اور اس کا محل سجدہ ہے۔

اور دوسرے دعوت و تبلیغ ہے۔ کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کو بذریعہ ترغیب ترہیب نماز کا عادی بنایا جائے۔ یہ بھی جائز ہے۔ خواہ اذان کے بعد ہو یا اذان سے پہلے۔ لیکن اذان کے بعد سجدہ کو جاتے ہوئے ”نماز، نماز“ کا نعرہ لگاتے ہوئے جانا نہ تثنویب ہے نہ تبلیغ اس لئے اس کا کوئی خاص فائدہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اور نہ سلف سے کہیں منقول لکھا ہے۔

جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور وہ سوئے ہوئے ہیں ان کو ”الصلوة“ کہہ کر جگانا امر آخر ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل سے استدلال کرنا بظاہر صحیح نہیں۔ فقط واللہ اعلم
 الجواب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اذان تہجد کا حکم

اذان تہجد جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب اذان تہجد کی رمضان المبارک میں فی الجملہ گنجائش ہے۔ لیکن سال بھر تک وارد نہیں۔ لہذا صرف اذان فجر پر اکتفا کیا جائے۔ اور اذان تہجد موقوف کر دیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۲/۸/۱۳۹۸ھ

لاؤڈ سپیکر پر اذان کی تحقیق : کیا ایک مسجد میں لائڈ سپیکر کے ساتھ اذان کا ہونا دوسری مسجد کے لئے بھی کافی ہے ؟ جب کہ مقصد اذان اعلام عام پورا ہو جاتا ہے۔ بالخصوص وہ مسجد جو قریب قریب دوسرے محلہ میں واقع ہوں دریا

میں صرف بازار ہو اور چند مکانوں کا فاصلہ ہو۔

۲ : مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۹۵ پر ہے کہ ایک نابینا صحابی جبکہ اس نے نماز میں حاضر ہو سکنے کی وجہ بیان کر کے رخصت طلب کی تھی تو آپؐ نے فرمایا تھا۔

سَمِعَ النَّدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاجِبٌ - الْحَدِيثُ
ایک واقعی معذور شرعی جو اپنے محلہ کی مسجد کی اذان نہ سننے پر گھر پر رخصت پر عمل کر لیتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن لاؤڈ سپیکر کی زور دار آواز لازمی اس کے کانوں میں پڑ جاتی ہے تو کیا وہ پھر بھی (اس محلہ کا ہو یا دوسرے کا) اس رخصت پر عمل کر سکتا ہے یا مسجد میں حاضری واجب ہے۔ اور پھر حاضری اپنے محلہ والی مسجد میں یا جہاں سے آواز سنی ہے۔ اور عدم حاضری سے گنہگار ہوگا یا نہیں ؟

۳ : لاؤڈ سپیکر پر اذان کہنا ضروری ہے، مستحب ہے، مستحسن ہے، کیا ہے ؟
۴ : عین وقت اذان پر بجلی نہ تھی تو اذان بدول اس کے کہہ دی گئی۔ پھر دس منٹ کے بعد بجلی سپیکر کی آگئی تو دوبارہ سپیکر پر کہنے کی تاکید کی جائے تو کس اذان کا اعتبار ہوگا۔ جس کا نہیں ہوتا اس میں شرعاً کیا سقم ہے۔ عمدتاً تکرار اذان کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ امام ہی اس بات پر مصر ہو اور مفتی ہو۔

۵ : نمازوں میں کثرت مقتدیوں کے باعث سپیکر کو اس طرح نصب کیا جاتا ہے کہ میکروفون بالکل امام کے منہ کے محاذی ہوتا ہے جس سے تمام مقتدی امام کی قرأت اور تکبیرات انتقال بخوبی سن سکتے ہیں مزید مجبوروں کی ضرورت نہیں۔ یہ شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ ؟
بنیوا تو خبروا۔

وَإِذَا أَقْبَلَ أَهْلُ الْمَحَلَّةِ الْمَسْجِدِ وَضَرَبُوا فِيهِ حَائِطًا وَلِكُلِّ مِنْهُمْ إِمَامٌ عَلَى حِدَّةٍ وَمُؤَذِّنُهُمْ

وَاحِدٌ لَا بِأَسْبَلَهُ وَالْأُولَى أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ طَائِفَةٍ مُؤَذِّنٌ

(بحر ۱ ج ۲ ص ۳۸)

عبارت بالاکے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسجد کے لئے الگ مؤذن ہونا چاہئے اگرچہ ایک کی اذان ہی کافی ہو جاتی ہے۔ پس صورت مسئلہ میں اگرچہ آلہ مکبر الصوت کی آواز

دور دور تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن ہر مسجد میں اذان الگ ہونی چاہئے۔ تعامل بھی اسی پر ہے۔ ہر مسجد میں نماز کے اوقات کا متحد ہونا بھی ضروری نہیں۔ پس متعدد مساجد کے لئے اذان واحد کافی نہیں ہو سکتی۔

۲ : فَأَجِبْ اِیْ فَاَتَ الْجَمَاعَةِ قَالَ الطَّيْبِيُّ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى وَجوبِ الْجَمَاعَةِ وَقِيلَ حَتَّى مَبَالِغَةٍ فِي الْاَفْضَلِ الْاَلِيقِ اِنْ كَذَانِي الْمَرْقَاةِ كَذَانِي الْحَوَاشِي -

حدیث مذکور بروایت ابو داؤد وغیرہ کے الفاظ یہ ہیں۔

قال تسمع النداء قال نعم قال ما جلدك رخصة -

تو آخری الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے شیخ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں۔

» معناه لا اجلدك رخصة تحصل لك فضيلة الجماعة من

غير حضورها لا الايجاب على الاعنى فانه عليه الصلوة

والسلام رخص لعتبان بن مالك على ما في الصحيحين

(حکیم ص ۴۲)

شرح حدیث کی تشریح بالا سے معلوم ہوا کہ فَأَجِبْ کا امر ایجاب کے لئے نہیں تھا بلکہ فضیلت کا تھا اعمیٰ پر اذان سننے کے باوجود بھی مسجد میں آنا واجب نہیں ہے۔ اعمیٰ کے لئے مطلقاً رخصت ثابت ہے کما فی الصحیحین اور بلاشبہ فضیلت حاضری میں ہی ہے جب کہ بلا تکلیف ہو سکے۔

۳ : زیادہ سے زیادہ مستحسن ہے۔

۴ : تکرار اذان مذکورہ درست نہیں۔ پس پہلی اذان جو کہ بجلی نہ ہونے کی حالت میں کہی گئی تھی کافی ہے دوبارہ اذان نہ دی جائے۔

۵ : جائز ہے خلاف احتیاط ہے مکبروں کے ذریعہ بجیرات معلوم کرنے کا انتظام ہونا چاہئے

آلہ مکبر الصوت کا استعمال نماز میں شرعاً پسندیدہ نہیں بلکہ قریب بہ کراہت ہے۔ بجیرات انتقال کی اطلاع کرنے کا انتظام مکبروں کے ذریعہ ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح : محمد عبداللہ عفرلہ مفتی مجاہد ○ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

تہجد کیلئے اذان خلاف سنت ہے نماز تہجد کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان

دیتے تھے یا نہیں ؟

الجواب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح صادق سے کچھ پہلے اذان دیا کرتے تھے تاکہ تہجد میں مشغول حضرات ذرا آرام کر لیں اور سوئے ہوئے لوگ اٹھ کر فجر کی نماز کی تیاری کر لیں مگر بعد میں یہ اذان منسوخ ہو گئی تھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین نے اسے معمول نہیں بنایا۔

قال العلامة ابو جعفر الطحاوی ان التأذین قبل طلوع الفجر خلاف لسنة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ (شرح معانی الآثار ۱ ج ۱ - ص ۶۹) فقط والله اعلم۔
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بالغ کا اذان دینا افضل ہے

نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب عاقل بچہ اذان دے سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بالغ اذان دے۔
» اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراہۃ فی

ظاہر الروایۃ ولکن اذان البالغ افضل ۱۱ (علیگری ج ۱ ص ۳)
فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

۱۳ - ۲ - ۱۳۹۶ ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی مجاہد

داڑھی منڈے کا اذان کہنا مکروہ ہے ایک شخص داڑھی منڈا رہا ہے۔ کیا وہ اذان

اور اقامت کہہ سکتا ہے ؟ بعض کا خیال

ہے کہ داڑھی والے کی موجودگی میں بغیر داڑھی والا اذان و اقامت نہ کہے ؟

الجواب وارہی منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کا اذان کہنا مکروہ ہے۔ مؤذن و
مکبر الیہ شخص ہونا چاہئے جو پابند شریعت ہو۔

ولستحب ان يكون المؤذن عالما بالسنة تقيا فيكره
اذان الجاهل والفاسق اه (غنية المستملی: ص ۳۵۹)۔

فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۳/۱۶/۱۳۹۹ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

کثرت بارش کے وقت اذان دینا جب بارش بہت زیادہ ہو جائے تو لوگ
اذانیں دیتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب کثرت بارش کے وقت اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں۔ درمختار میں ہے۔
وهو سنة للرجال مؤكدة للفرائض لا یسن لغيرها اه (ثانی چمٹ)۔

فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۲/۹/۱۳۹۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اذان دے کر مسجد سے نکلنے کا حکم ایک آدمی امام مسجد بھی ہے اور دوکان پر ملازم بھی
ہے۔ امامت کا وظیفہ کافی نہیں۔ وہ اذان دے کر
سنتیں پڑھ کر دوکان پر چلا جاتا ہے اور دس پندرہ منٹ بعد آکر امامت کرتا ہے۔ کیا
یہ جائز ہے؟

الجواب بہتر تو یہ ہے کہ اتنے مختصر سے وقت کے لئے نہ نکلا جائے۔ لیکن اگر چلا
بھی جائے تو چنداں کراہت نہ ہوگی۔ کیونکہ اسنے واپس آتا ہے۔

لحدیث ابن ملجہ من ادرك الاذان في المسجد ثم خرج لم يخرج لحاجة
وهو لا يريد الرجوع فهو منافق اه (شامی ج ۱ ص ۵۲۵ مطبوعہ کوٹہ) فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ محمد انور عفا اللہ عنہ ۵/۱۱/۱۴۰۰ھ

جنبی کا اذان دینا مکروہ ہے ایک شخص نے جنبی ہونے کی حالت میں مسجد میں اذان دی۔ اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب جنبی کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے ہی اس حالت میں مسجد میں داخل ہونا بھی جائز نہیں۔ اب توبہ واستغفار کیا جائے۔ اگر وقت کے اندر پتہ چل جائے تو اعادہ کیا جائے۔

ويعاد اذان جنب ندبا وقيل وجوبا اه (درمختار علی الشامیہ : ج ۱ ص ۳۶۵)

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

ولد الزنا اذان دے سکتے ہیں

کیا ولد الزنا مسلم اذان دے سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب دے سکتے ہیں » ویجوز اذان العبد والقروی واهل المفاضة وولد الزنا اه (عالمگیری : ج ۱ ص ۲۸۷)

ویجوز بلا کراهة اذان صبی مراهق وعبد ولا یحل الا باذن کاجیر خاص واعمی وولد الزنا واعمالی اه (درمختار علی الشامیہ - ج ۱ - ص ۳۶۲) - فقط واللہ اعلم -

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
۴ / ۱۱ / ۱۴۰۰ ھ

تکبیر کے پہلے کلمے کے آخر میں جزم پڑھی جاتی ہے یعنی کلمہ اشہدان لا اله الا الله کے

آخری حرف پر ضمہ پڑھیں گے یا نہیں ؟ جبکہ بغیر سانس توڑے دوسرے کلمہ ساتھ ملایا جائے ؟
الجواب دوسرے کلمہ اشہدان لا اله الا الله بغیر سانس توڑے پڑھا جائے تو بھی پہلے کے آخر میں کوئی حرکت نہ پڑھی جائے۔

بلکہ تکبیر و اذان کے تمام کلمات کیے آخر میں اعراب نہ پڑھا جائے۔

روی ذلك عن النخعي موقوفا عليه ومرفوعا الى النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال الاذان جزم والاقامة جزم
والتكبير جزم اه (شامی ج ۱ - ص ۲۵۸) - فقط واللہ اعلم۔
الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ محمد انور عفا اللہ عنہ - ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مؤذن کی اجازت کے بغیر اقامت کہنے کا حکم

ایک مسجد میں مؤذن نے اذان دی۔ اس کی اجازت کے بغیر تکبیر کہنا درست ہے یا نہیں؟
نیز مؤذن مستقل ہو یا غیر مستقل ہو ایک ہی حکم ہے یا علیحدہ علیحدہ؟
اگر مؤذن موجود ہے اور دوسرے کے تکبیر کہنے سے اسے وحشت ہوتی ہے
تو اس کی اجازت کے بغیر تکبیر نہ کہی جائے۔

اقام غیر من اذن بغیثہ ای المؤذن لا یکرہ مطلقا وان بحضورہ کرہ
ان لحقہ وحشة اه - (درمختار علی الشامیہ : ج ۱ ص ۳۶) فقط واللہ اعلم
الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۸، ۱۱، ۱۳۹۸ھ

چودہ سالہ لڑکے کی اذان کا حکم
ایک لڑکے کا جس کی عمر تقریباً چودہ سال سے زیادہ ہے۔
اذان دیتا ہے اور نماز بھی پابندی سے پڑھتا ہے کیا

اس کی اذان درست ہے؟
مذکورہ لڑکے کا اگر اذان صحیح دیتا ہے تو بلا کراہت درست ہے اسے منع نہ
کیا جائے۔ ویجوز بلا کراہۃ اذان صبی مرأوق (درمختار)
وفي الشامیۃ قوله صبی مرأوق المراد به العاقل وان لم یرأوق
كما هو ظاهر البحر - (ج ۱ - ص ۳۶) - فقط واللہ اعلم

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۹ - ۱۱ - ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

فاسق کی اذان مکروہ تحریمی ہے فاسق کی اذان میں کونسی کراہت ہے؟ تحریمیہ

یا تنزیہیہ؟

درمختار میں لکھا ہے کہ جنبی، عورت اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔ شامی
میں اس کے تحت تحریر ہے کہ بظاہر اس سے کراہت تحریمیہ مراد ہے

الجواب

وظاہرہ ان الکراہۃ تحریمیۃ ۱ھ (ج ۱ ص ۲۶۴)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۵/۱/۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

قبل از وقت کہی گئی اذان دوبارہ کہی جائے پنجاب کی اکثر مساجد میں یہ عادت بنے

گنتی ہے کہ اذان نماز کا وقت شروع ہونے

سے پہلے ہی دیدی جاتی ہے یعنی ابھی نماز کا وقت نہیں ہوا ہوتا کہ اذان ہو جاتی ہے۔ تو
کیا حکم ہے کہ وقت آنے پر دوبارہ کہی جائے یا اسی پر اکتفا کیا جائے؟

اذان کی غرض نماز کا وقت شروع ہونے کی اطلاع دینا ہے۔ اور یہ غرض

جب ہی پوری ہو سکتی ہے کہ اذان وقت شروع ہونے پر دی جائے۔

الجواب

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اذان وقت سے پہلے دی جائے تو وقت شروع ہونے کے بعد
اس کا اعادہ کیا جائے۔ چاہے کوئی اذان ہو۔

فیعاد اذان وقع بعضہ قبلہ کالاقامۃ ۱ھ (درمختار)۔

(قوله وقع بعضہ) وکذا کله بالاولی ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۲۵۵ باب اذان)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۱۲/۱۲/۱۳۹۹ھ

اللہ اکبر کی رار کو لام کے ساتھ ملانا
اذان و اقامت میں اللہ اکبر کی رار کو لام کے ساتھ
ملا سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب
اذان و اقامت میں رار پر جزم پڑھی جلتے لام کے ساتھ نہ ملائی جائے
فقط واللہ اعلم ۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۹/۲۳/۱۴۰۴ھ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کے اندر بھی اذان دینا درست ہے
اذان مسجد کے اندر یا باہر دینا چاہئے ؟
بعض حضرات کا اصرار ہے کہ مسجد کے باہر

اذان دینا چاہئے ۔
مسجد کے اندر بھی بلا کراہت جائز ہے ۔ (اعلام السنن، ج ۸ ص ۹۹)۔
الجواب
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۶/۱/۱۴۰۸ھ

جمعہ کی دوسری اذان معمول و متواتر ہے
اذان خطبہ یعنی دوسری اذان جمعہ
جائز ہے یا نہیں ؟ مہربانی فرما کر ہماری

تسلی فرمائیں کہ جائز ہے یا ناجائز ؟ زید نے اذان بند کر د رکھی ہے ۔
دوسری اذان جمعہ بالکل جائز ہے ۔ عہد خلافت راشدہ سے لے کر آج چودہ سو
سال تک شریعت اور امت میں یہ اذان معمول و متواتر چلی آ رہی ہے ۔
الجواب

پس اسے ناجائز کہنا غلط اور ابتداء ہے ۔ فقط واللہ اعلم

محمد اقبال عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۱۲ / ۱ / ۱۴۰۷ھ

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی مجاہد

اقامت میں بھی ”حیعلتین“ کے وقت دائیں بائیں منہ پھیر جائے
اقامت میں ”حیعلتین“ کے وقت دائیں بائیں منہ پھیر جائے
کے وقت دائیں بائیں

طرف منہ پھیرنا سنت ہے یا نہ، اگر سنت ہے تو نہ کہنے والے کی تکبیر ہو جائے گی یا نہ؟
الجواب وفي الدر على الشامية ج ۱ - ص ۳۶۰ - ويلتفت فيه وكذا
 فیہا مطلقاً - روایت بالاسے معلوم ہوا کہ اقامت میں بھی "حیعلتین"
 کہتے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا سنون و درست ہے لیکن اگر کسی مکبر نے منہ نہیں پھیرا تو تب بھی اقامت
 ہو جائے گی - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲، ۶، ۱۳۹۱ھ



دوران وعظ اذان شروع ہو جائے تو وعظ بند کر کے اذان کا جواب دینا چاہئے

ایک شخص دین کی باتیں کہہ رہا ہے۔ اذان شروع ہو گئی تو کیا اس کو وہ دین کا وعظ اور
 تکرار بند کر کے اذان کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟ اور مسجد کے اندر یا باہر کا بھی
 کوئی فرق ہے کہ مسجد میں جواب واجب نہیں اور باہر واجب ہے؟
 اگر وعظ و تکرار کو بند کر کے جواب دے تو اچھا ہے۔ اور اگر وعظ و تکرار
الجواب کو جاری رکھے اور جواب نہ دے تو کچھ گناہ نہیں۔ اس لئے کہ اذان کا جواب
 دینا مستحب ہے۔ درمختار میں ہے۔

ويجيب وجوبا وقال الحلواني ندبا والعاجب الاجابة
 بالقدم من سمع الاذان ولو جنبا لاحائضا ونفساء و
 سامع خطبة الخ - (درمختار مع الشامية ج ۱ - ص ۳۶۷) -
 اور رد المحتار میں ہے۔

لانه لا يفوت ولعله لان تكرار القراءة انما هو للاجر
 فلا يفوت بالاجابة بخلاف التعلم فعلى هذا لو يقرأ
 قليلا او تعلم لا يقطع سائحاتي - (ج ۱ ص ۳۶۸) -
 (قوله وقال الحلواني ندبا) اي قال الحلواني ان الاجابة
 باللسان مندوبة والواجبة هي الاجابة بالقدم -

(شامی ج ۱ - ص ۲۶۷) - فقط واللہ اعلم -

بندہ محمد اسحاق عفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد و خارج کی تفریق حلوانی رح کے قول پر مبنی ہے - واما عندنا فیقطع و
یجیب بلسانہ مطلقا - (کذا فی الدر المختار ج ۱ ص ۳۷۰) -

والجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

تکبیر کس وقت کہی جائے
امام صاحب کے مصلے پر پہنچنے پر تکبیر کہنا بہتر ہے
یا امام کے آنے سے پہلے ہی کہہ دینا - تکبیر کے

لئے امام کی اجازت لی جاوے یا نہیں ؟

بہتر یہی ہے کہ امام کے مصلے پر آنے کے بعد تکبیر کہی جاوے - لیکن اگر ایک
گھڑی پہلے بھی کہہ دی جاوے تو جائز ہے -

الجواب

حضرت الامام بعد اقامة المؤذن بساعة او صلی سنة الفجر

بعد ہا لا یجب اعدا تہا کذا فی القنیۃ - (عالمگیری ج ۱ ص ۷۷) -

اور قرین قیاس یہی ہے کہ امام سے اجازت لینا مستحسن ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ زبان
سے تصریح کرائی جائے - بلکہ امام کا مصلے پر کھڑا ہونا ہی اجازت ہوگی - فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفرلہ معین مفتی

الجواب صحیح

۴ رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جانے والی نماز کیلئے تکبیر کی حاجت نہیں

اگر امام کسی واجب کے ترک سے سجدہ سہو بھول جائے اور سلام پھیر دے تو جب اس نماز
کا اعادہ کیا جائے تو کیا اس نماز کے لئے تکبیر کہنی پڑے گی یا نہیں ؟ اگر کہنی پڑتی ہو اور نہ کہنی گئی
ہو تو کیا دوسری نماز ہو جائے گی یا نہیں ؟ اگر نہیں ہوئی تو تیسری دفعہ نماز مع تکبیر ادا

کی جائے ؟

۲ : اگر کسی کو سجدہ سہو بھول گیا تو سلام کے بعد کتنی دیر تک سجدہ سہو کر سکتا ہے ؟
الجواب ترک واجب کی وجہ سے اگر نماز دوبارہ پڑھی جائے تو اعادۃ تکبیر کی حاجت نہیں۔ وہیں کھڑے ہو کر بدون اعادۃ تکبیر نماز ٹوٹالی جائے۔ اعادہ وقت کے اندر طویل فصل کے بغیر ہو تو اقامت نہ کہی جائے وگرنہ کہی جائے۔

قوم ذکر و فساد صلوٰۃ صلوٰۃ فی المسجد فی الوقت
 قضاہا بجماعۃ فیہ ولا یعيدون الاذان والاقامۃ۔ (شامی ج ۱ ص ۳۶۳)۔
 ۲ : جب تک دنیوی بات نہیں کی، سینہ قبلہ سے منحرف نہیں ہوا، وضو نہیں ٹوٹا تو سلام پھیر لینے کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے سجدہ سہو کر سکتا ہے۔

الجواب صحیح
 خیر محمد عفا اللہ عنہ
 فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

معذور بیٹھ کر اذان دے سکتا ہے
 زید ٹانگوں سے معذور رہے کھڑا نہیں ہو سکتا۔
 آیا زید کے لئے بیٹھ کر اذان دینا اور تکبیر پڑھنا

جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب غیر معذور کے لئے بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے۔ ویکرہ الاذان
 قاعدًا۔ (ہندیہ - ج ۱ - ص ۲۸)۔ عذر کے وقت گنجائش

ہے۔ حال اذان للمسافر راكبا وان كره فی الحضر۔ فقط واللہ اعلم
 بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 ۱۴ / ۱۰ / ۱۴۰۴ھ

اذان کے بعد رفع ایدی کیساتھ دعا کر نیک حکم
 ۱ : ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے ؟
 حدیث و قرآن کی روشنی میں وضاحت کی جائے۔

۲ : اذان کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے ؟ مثلاً وقت غروب آفتاب اذان کے بعد کسی

نمازی اور امام مسجد کو ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتے نہیں دیکھا۔

۳ : ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے جو خود ہاتھ اٹھا کر دُعا نہ مانگتا ہو اذان کے بعد؟

رفع الیدین عند الدُعا فی الجملہ ثابت ہے۔ لیکن ہر دُعا میں رفع الیدین سرکارِ

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ جیسے مسجد میں دخول و خروج

کے وقت، بیت الخلا میں دخول و خروج کے وقت، جماع و انزال وغیر ذلک بلکہ ان مواقع میں کوئی بھی رفع الیدین کا قائل نہیں۔ لہذا جن مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین نہیں کیا، امت کو بھی چاہئے کہ وہ بھی نہ کرے۔ اذان کے بعد دُعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ہے

کذا فی احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۹۷۔ لہذا جس امام کا عمل حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مشابہ ہو اس کی

امت یقیناً صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی ————— جواب صحیح، بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

دارِ ہی منڈانے والا مستقل مؤذن نہ رکھا جائے دارِ ہی منڈانے والے کو مستقل طور پر

مسجد کا مؤذن بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

مؤذن مستقی پرہیزگار عالم ہونا چاہئے۔ ہندو میں ہے۔ وینبغی انت

یکون المؤمن رجلاً عاقلاً صالحاً قتیاً عالماً

بالسنۃ کذا فی النہایۃ (ج ۱ ص ۲۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸ھ

مکبر کے لئے امام کے پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے یا نہ؟

مکبر کا امام کے پیچھے ہونا ضروری نہیں

نیز مکبر کا صف اول ہی میں ہونا ضروری ہے یا

دوسری تیسری صف میں بھی تکبیر کہہ سکتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری نہیں جہاں جگہ ہو کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہی پہلی

صف میں ہونا بھی ضروری نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

۷ - ۶ - ۶ / ۲۰۱۴ھ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

صبح صادق کے بعد پانچ سات منٹ کی تاخیر سحری کے اختتام کے کتنی دیر بعد اذان
فجر ہونی چاہئے۔ اگر کچھ دیر بعد اذان

ہونی چاہئے تو اس کی دلیل یا ثبوت پیش فرمائیں ؟

الجلابجہ اذان کا وقت صبح صادق کے ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے پانچ سات منٹ کی تاخیر
اس لئے کی جاتی ہے تاکہ فجر خوب واضح ہو جائے۔ کما قال علیہ السلام لا تؤذن

حتى يتبين لك الفجر - الحديث - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۳ / ۱۰ / ۱۴۰۸ھ

تشوہ کے بارے میں ایک روایت کی تصحیح ہم بمقام باقر شاہ از مضافات علی پور، آپ

(جناب مہتمم صاحب) کے ارشادات عالیہ میں

موجود تھے۔ وہاں دوران بیان ایک روایت آپ سے یوں سنی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے دوران سفر اپنے ساتھی کو فرمایا کہ ہم اپنے فلاں صاحب کے پاس رہائش پذیر ہوں گے۔ جب
وہاں پہنچے تو مسجد میں ان کو جا کر السلام علیکم کہا۔ تو انہوں نے جواباً کہا وعلیکم السلام وعلی رسولہ۔ پس
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ تم بدعتی ہو۔ پھر واپس چلے آئے الخ

اب عرض ہے کہ اس کا حوالہ باسند تحریر فرمادیں اور محدثین کی سند کو بھی تحریر فرمائیں۔ ؟

الجلابجہ سوال میں جیسے ذکر ہے ایسے تو کوئی واقعہ نہیں ملا۔ البتہ یوں آتا ہے کہ حضرت

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے داخل ہوئے اذان ہو چکی تھی ایک شخص
نے تشوہ شروع کر دی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

اخرج بنا فان هذه بدعة اه (ابوداؤد شریف - ج ۱ ص ۹)

یا ایک حدیث یوں آتی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینک لی۔ تو
یوں کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کا میں بھی قائل ہوں مگر اس موقع پر

ہمیں سلام کی تعلیم نہیں دی گئی۔ (ترمذی شریف : ج ۲ : ص ۹۸)۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
۲۳ / ۴ / ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

دعا بعد الاذان میں ”وَالدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ“ کے الفاظ احادیث میں منقول نہیں

اذان کے بعد جو دعا معروف ہے اس کے بارے میں تحقیق مطلوب ہے کہ اس کے صحیح الفاظ کیا ہیں؟ بالخصوص ”وَالدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ“ وَاَرْزُقْنَا شِفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ - کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ یہ لفظ درست میں یا نہیں اور انہیں پڑھنے سے ثواب ہوگا یا نہیں؟

تمام معتبر مستند کتب حدیث میں یہ دعا بایں الفاظ منقول ہے۔

الجواب

اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة

القائمة أت محمد بن الوسيطة والفضيلة وابعثه مقاما

محمودا الذي وعدته ۚ بهيقي ۚ نے اس کے آخر میں اِنَّكَ

لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ کی زیادتی بھی کی ہے۔

علامہ شامی ۲ نے حافظ ابن حجر ۲ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اس دعا میں والدرجة

الرفيعة کا لفظ اور ایسے ہی اس کے اختتام پر یا ارحم الراحمين کناجے اصل

ہے۔ ولفظه ” وروی البخاری وغیرہ من قال حين يسمع

النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة أت

محمدًا الوسيطة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا إن الذي

وعدته حلت له شفاعتي يوم القيامة وزاد البيهقي اِنَّكَ

لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ وتمامه في الامداد والفتح وقال ابن حجر

في شرح المنهاج وزيادة والدرجة الرفيعة ونحوه بيا ارحم

الراحمين لا اصل لهما اه (شامح ج ۱ ص ۳۰۰)۔

علامہ سخاویؒ سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔

واما زیادة والدرجة الرفیعة المشتهرة على اللسنة فقال
السخاوی لماره فی شیء من الروایات و زاد البیهقی فی رواية
انک لا تخلف الميعاد و اما زیادة یا ارحم الراحمين فلا وجود لها
فی کتب الحدیث - (بذل المجود - ج ۱ ص ۳۰۲)۔

مسنون الفاظ پر اضافہ کر کے پڑھتے سے دعاۓ مسنون کی برکت حاصل نہ ہوگی۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
احقر محمد النعم عفا اللہ عنہ ۱۸/۴/۱۴۰۶ھ

اذان میں شہادتین اور "حی علی" کو کھینچ کر پڑھنے کا حکم

آج کل ہمارے علاقہ میں مؤذن اذان بڑی لمبی کرتے ہیں۔ گویہ جائز ہے۔ مگر جب اشہد
ان لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو ہا ہا ہا زیادتی کرتے ہیں ہا ہا کبھی اونچی طرز پر اور کبھی
مدہم کر کے۔ اسی طرح حی علی الفلاح پر ہا ہا ہا کرتے ہیں۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
بینوا تو جروا۔

چونکہ ہا ہا وغیرہ "شہادتین" کے آخر میں لحن ہے لہذا یہ ناجائز ہے۔

الجواب

لما فی الدر المختار ولا لحن فیہ ای تغنی بغیر

کلماتہ فانہ لا یحل فعلہ و سماعہ کالتغنی بالقران اه
وفی الرد تحت قوله بغیر کلماتہ ای بزیادة حركة
او حروف او مد او غیرها فی الاوائل والاواخر -
(شامح ج ۱ ص ۳۵۹)۔

معلوم ہوا کہ زیادة حرکت و حرف یا مد آخر یا اول میں لحن ہے وہو لا یجوز۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

— رشید احمد صدیقی —

دارالافتار دارالعلوم حقانیہ ، اکوڑہ خٹک ضلع پشاور مغربی پاکستان
 اللہ کے لام کو ایک الف کی معرفت سے زیادہ کھینچنا غلط ہے۔ علامہ شامی رح لکھتے ہیں
 اعلم ان المدان كان في الله فاما في اوله او اوسطه
 او آخره (الى قوله) وان كان في وسطه فان بالغ
 حتى حدث الف ثانيه بين اللام والهاء كره اه (شامی ج ۱ ص ۳۵۹)
 حاصل یہ ہے کہ اللہ کے لام کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا مکروہ ہے۔ ایسے ہی ”حیعلتین“
 کو بھی زیادہ نہ کھینچا جائے۔ قال الحلواني لا بأس بادخال المد في
 الحیعلتین لانهما غیر ذکر و تعبیرہ بلا بأس يدل علی ان
 الاولی عدمہ۔ (شامی ج ۱ ص ۳۵۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ، ۱۴/۹/۱۴۰۱ھ

اذان کے بعد جماعت سے پہلے سپیکر پر بلند آواز سے سبحان سبحان کہنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں
 کہ اذان کے بعد جماعت سے کچھ منٹ پہلے ایک صاحب یہ کلمات لاؤڈ سپیکر
 میں کہتا ہے۔ مثلاً سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ اَکْثَرُ نَاز کا
 وقت ہو گیا ہے ، جلدی مسجد میں آؤ نماز کا وقت قریب ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔
 کیا یہ صحیح ہے یا نہیں ؟ نیز کیا ان کلمات سے اذان کی اہمیت میں تو کوئی فرق
 نہیں آتا ؟

الاجوبہ
 اذان و اقامت کے درمیان مذکورہ کلمات کہنا اصطلاح شرع
 میں تشویب کہلاتا ہے۔ فتاویٰ امداد الاحکام میں اسے مکروہ لکھا ہے

فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی ۱۳/۱۱/۱۴۰۴ھ

بوقت اذان کانوں میں انگلیاں دینا

اذان دیتے وقت انگلیاں کانوں پر رکھ لینا کافی ہے یا کانوں کے سوراخ میں دینی چاہئیں؟ بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ انگلیاں صرف کانوں پر رکھ لیتے ہیں اور بعض سوراخوں میں دے لیتے ہیں۔ صحیح مسئلہ سے مطلع فرمائیں؟

استفتی: محمد صفدر الحق

مرکزی جامع مسجد محلہ اندر کوٹ، وہہوا، تحصیل تونسہ شریف

زیادہ بہتر یہ ہے کہ انگلیاں سوراخوں میں ڈالی جائیں۔ کیوں کہ رفع صوت اسی سے زیادہ ہوتا ہے۔ وهو المطلوب من هذا العمل۔

الجواب

ويجعل ندبا اصبعيه في صماخ اذنيه فاذا نده بدونه

حسن وبه احسن اه (در مختار) (قوله ويجعل اصبعيه)

لقوله صلى الله عليه وسلم لبلال رضى الله تعالى عنه

اجعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك - اه -

(شامی ج ۱ ص ۲۵۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مجھے ہے حکم اذان لا الہ الا اللہ

بلالی اذان یا بدعتی اذان

حضرت مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ

- ا۔ فرشتے نے آسمان سے نازل ہو کر جو اذان سکھائی۔
 - ب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اذان کی امت کو تعلیم دی۔
 - ج۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدۃ العمر حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو اذان دیتے رہے۔
 - د۔ حضرات خلفاء راشدینؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ اور ائمہ کرامؓ کے مبارک زانوں میں سات صدیوں تک پورے عالم اسلام میں جو اذان دی جاتی رہی۔ ————— وہ یہی اذان تھی جو ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ سے شروع ہو کر ”لا الہ الا اللہ“ پر ختم ہو جاتی ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی ذکر و درود مشرف ہے نہ بعد میں۔
- آٹھویں صدی کے آخر میں اذان سے پہلے اضافہ درود کی بدعت ایجاد کر کے فرقہ بندی کی بنیاد ایک عیش پرست بادشاہ نے رکھی۔ ————— سپیکروں کی کثرت نے اسے شہرت دی۔ ————— فرقہ واریت کو ہوا دینے والوں نے اس کے ذریعہ امت میں خوب خوب افتراق و انتشار پیدا کیا۔ ————— وحدت ملی کا تقاضا ہے کہ آسمانی، اسلامی اور بلالی سنون اذان کے مقابلہ میں بدعتی شاہی اذان کو ترک کر دیا جائے۔ ————— ذکر و درود مشرف کے لئے سارا دن ہے جتنا کوئی پڑھے کون رد کرتا ہے، لیکن سنتِ سنہ کی اصلی صورت کو تبدیل کر دینا اور انوارِ سنت کو ایسے اضافوں میں چھپا دینا کسی طرح روا نہیں۔ ————— ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس بدعت کو اتنا رواج دیا گیا کہ سنتِ عیب و جرم بن کر رہ گئی۔ ————— کوئی مسلمان اہل بدعات کی مسجد میں اصلی اذانِ بلالی پڑھ نہیں دے سکتا ورنہ اس کی جان کا خطرہ ہے۔ ————— اس سے بڑھ کر حرج و ظلم کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذانِ جرم بن جائے۔ ————— بہر حال رابطہ عالم اسلامی یا حکومتِ پاکستان نے سنتِ اذان کی حمایت میں جو مٹر کو لبر حرامی کیا ہے وہ شریعتِ مطہرہ کے عین

مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ سب اہل اسلام کو بلائی اذان پر عمل کی توفیق دے آمین۔

رسم اذان رہ گئی رُوحِ بلائی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلمتین غزالی نہ رہی
علامہ اقبال مرحوم

اذان پر اجرت لے سکتے یا نہیں

مؤذن کے لئے اذان پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

سائل۔ مولانا محمد غوث بلال مسجد گل گشت کالونی ملتان

اگر ضرورت نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ مؤذن اذان کی اجرت نہ لے اور اگر اپنے اور اہل و عیال کے لئے نان نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو تو اجرت لے سکتا ہے اس اجرت لینے کے باوجود اسے اذان دینے کا ثواب بھی ملے گا۔ بشرطیکہ اذان ثواب کی نیت سے دیتا ہو۔

وانما يستحق ثواب المؤذنين اذا كان عالماً بالسنة والاقوات ولو

غير محتسب ۱۱ (در مختار)

(قولہ غیر محتسب) ان كان قصده وجه الله

تعالى لكنه بمراعاته للاوقات والاشتغال به يقل اكتسابه عما

يكفيه لنفسه وعياله فياخذ الاجرة لئلا يمنعه الاكتساب

عن اقامته هذه الوظيفة الشريفة ولولا ذلك لم يأخذ اجراً

فله الثواب المذكور بل يكون جمع بين عبادتين وهما الاذان

والسعي على العيال وانما الاعمال بالنيات۔ (شامیہ، ج ۱، ص ۲۸۸)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۲ / ۱۱ / ۱۴۱۰ھ

اذان کا جواب مؤذن کے ساتھ ساتھ دے یا بعد میں

اذان کا جواب مؤذن کے ساتھ ساتھ دے یا اس کے بعد دے۔ مثلاً جب مؤذن اشہد ان لا اله الا الله شروع کرے تو جواب دینے والا بھی ساتھ ہی شروع کر دے یا یہ مؤذن کے اذالہ پر پہنچنے کے بعد جواب دینا شروع کرے ؟

صوفی بشیر احمد رب بھروسے عطر فروش میاں چنول۔

مؤذن کے ختم کرنے کے بعد مجیب شروع کرے۔ ہر جملہ میں ایسے ہی کرے۔

الجواب

واستفید من هذا ان السجيب لا يسبق المؤذن بل

يعقب كل جملة منه بجملة منه قال في الفتح وفي حديث

عمر بن ابی امامة التنصيص على ذلك اه قلت وظاهره انه لا تكفي

المقارنة لان الجواب يعقب الكلام بخلاف متابعة المقتدى للامام اه

(شامية ج ۱ ص ۲۹۳) فقط والله اعلم۔

افتقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس کس ملتان

۱۴ / ۷ / ۱۴۰۲ھ

نومولود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور اس کا فائدہ

عام طور پر رواج ہے کہ نومولود کے کان میں اذان دیتے ہیں۔ اس کا طریقہ کیا ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے ؟

نومولود کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبلہ رو کھڑے ہوں دائیں کان میں اذان دیے

الجواب

اور بائیں میں اقامت اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح

کے وقت حسب معمول دائیں بائیں منہ بھی پھیریں۔ اس اذان میں اتباع سنت کے ساتھ

ساتھ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ بچوں کی مشہور مرض ”ام الصبیان“ کے لئے فائدہ مند ہے۔

قال السندی فی رفع المولود عند الولادة علی یدیه مستقبل

القبلة و يؤذن فيه اذنه اليمنى و يقيم في اليسرى و يلتفت فيهما بالصلوة لجهة اليمين و بالفلاح لجهة اليسار و فائدة الاذان في اذنه انه يرفع ام الصبيان عنه - اه (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين ۲: ج ۱ - ص ۴۰) - فقط والله اعلم.

الجواب صحیح
بمذہبہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء - ۱۰/۱۴۴۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

”قد قامت الصلوة“ کے وقت ”اقامها اللہ وادامها“ کہنے کا ثبوت

تبکیر کا جواب دیتے وقت ”قد قامت الصلوة“ کا جواب ”اقامها اللہ وادامها“ سے دینے کا شرعاً کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

سائل مولوی محمد اقبال گوجرانوالہ

طحاوی میں حلبی وغیرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام قد قامت الصلوة کے وقت اقامہا اللہ وادامہا کہتے تھے۔

الجواب

قال بعض الفضلاء و يقول عند قد قامت الصلوة اقامها الله وادامها وهكذا روى عن النبي صلى الله عليه وسلم ذكره الحلبي وغيره ومعنى اقامها الله اثبتها وابقاها - اه (طحاوی ص ۱۱۰) - و يقول عند قد قامت الصلوة اقامها الله وادامها - اه (درمختار) (قوله و يقول) ای کما رواه ابوداؤد بزيادة ما دامت السموات والارض وجعلني من صالحى اهلها - اه (شامی ج ۱ ص ۲۹۲) -

فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۹ / ۷ / ۱۴۰۳ھ

مسجد سے باہر اکیس لا نماز پڑھنے والا اذان کہے یا نہ ؟

اگر کسی نے اکیلے ہی نماز پڑھنی ہو مسجد سے باہر تو کیا اذان دے یا نہ ؟ بینوا توجروا۔

عتیق الرحمن سہیوال

آبادی میں اذان کا ترک جائز ہے بشرطیکہ محلہ میں اذان ہو چکی ہو۔

ولا یکرہ ترکہما لمن یصلی فی المصر اذا وجد فی

الجواب صحیح

السحرة - ۱ھ (عالمگیری، ج ۱: ص ۲۸)۔

فقط واللہ اعلم - بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح : بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار جامعہ ہذا۔

ٹیمپ سے نشر کی ہوئی اذان معتبر نہیں ہے

اگر اذان کے وقت بجائے تازہ اذان دینے کے حکم مکہ کی ریکارڈ کی ہوئی اذان لگا دی جائے تو کیا وہ اذان کے قائم مقام ہو جائے گی یا نہیں ؟

محمد انور ۳۴۲ نقشبند کالونی خانیوال روڈ ملتان

ٹیمپ سے نشر ہونے والی اذان شرعاً اذان شروع کے حکم میں نہیں اس لئے

سنت اذان ادا نہ ہوگی۔ حسب معمول مؤذن سے اذان کہلوائی جائے۔

الجواب صحیح

وذكر في البدائع ايضا ان اذان الصبي الذی لا یعقل لا یجزی

و یعاد لان ما یصدر لا عن عقل لا یعتد به کصوت الطیور اه

(شامی، ج ۱، ص ۲۹۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

۲۴

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان

۱۰/۱۱/۱۴

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

چلتے ہوئے اذان سنائی دے تو کیسے جواب دے

ایسا اوقات راستے میں چل رہے ہوتے ہیں کہ اذان کی آواز سنائی دیتی ہے ایسی صورت میں چلتے چلتے جواب دیتے ہیں یا رک کر جواب دیں۔

بہتر یہ ہے کہ رک جائیں اور اذان کا جواب دیتے ہیں فارغ ہونے پر چلنا شروع کر دیں۔ سمع الاذان وهو ميمشي فالاولى ان يقف ساعة ويجيب كذا

فی القنیۃ ۱ھ (عالمگیری ج ۱: ص ۲۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲، ۴/ ۱۴۱۰ھ



تشویب کی عادت ڈال لینا مکروہ ہے

اذان دینے کے بعد جماعت کی نماز کے لئے ”اللہ اکبر“ کے الفاظ کے ساتھ یا ”صلوۃ وسلام“ کے ساتھ نمازیوں کو یا امام صاحب مثلاً مسجد میں نہیں ہیں حجرے میں ہیں ان کو بلانا صرف ”اللہ اکبر“ کے ساتھ کیا ہے۔ جائز ہے یا نہیں۔ اور کس طرح بلانا چاہئے۔ حوالہ کے ساتھ بیان فرمائیں۔
بنیوا تو جردوا۔

آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں نماز کی اطلاع کے لئے اذان و اقامت ہی کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ ان کے درمیان مزید کوئی عام اطلاع نہیں دی جاتی تھی۔ غائبین کے لئے اذان کافی ہے اور حاضرین کے لئے جماعت کی اطلاع دینے کو اقامت کافی ہے۔ اذان اور اقامت کے درمیان اطلاع دینے کی عادت ڈال لینے کو علماء نے مکروہ کہا ہے۔ (امداد المفتیین، ج ۱، ص ۲۳۶)۔ فقط واللہ اعلم

ابجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۸
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲، ۴/ ۱۴۱۰ھ



عورت بچے کے کان میں اذان دے سکتی ہے یا نہیں

۱ : نومولود بچے کے کان میں عورت اذان دے سکتی ہے یا نہیں۔ جب کہ عام اذان عورت کی مکر وہ ہے۔

۲ : بچے کی ولادت کے بعد کتنی دیر تک اذان دے سکتے ہیں۔

محمد انور نقشبند کالونی ملتان

۱۱ اصل یہ ہے کہ نومولود کے کان میں کوئی مرد صبح اذان دے تاکہ صوٹا بھی کر اہت نہ ہو۔ مراقی میں ہے۔

الجواب

وكرها ای الاذان والاقامة للنساء لما روی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما من كراهتهما لهن - (ص ۱۰۵)۔ اسکی تعلیل علامہ طحاویؒ یہ بیان کرتے ہیں۔ لان مبني حالهن على الستر ورفع صوتهن حرام الخ - اس تعلیل کا مقتضی یہ ہے کہ نومولود کے کان میں عورت اذان دے سکتی ہے۔ کیونکہ اس میں نہ رفع صوت ہے اور نہ ہی یہ خلاف ستر ہے۔

۲ : جب ولادت کے بعد غسل سے فراغت ہو جائے۔ اسی وقت کانوں میں اذان و تکبیر کہی جائے۔ اگر کسی عذر سے یا بدول عذر تاخیر ہو جائے تو جب بھی یاد آجائے کان میں اذان دے دی جائے۔ احوال کسی وقت کے فوت ہو جانے سے اذان ساقط نہیں ہوتی۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۶ / ۱۲ / ۱۴۱۰ھ

عورت تکبیر کہہ سکتی ہے یا نہیں ؟
سائل محمد ادریس ٹوبہ ٹیک سنگھ

عورت کے لئے تکبیر کہنا مکروہ ہے

عورت کے لئے تکبیر کہنا مکروہ ہے۔ اما النساء فيكروهن

الاذان وكذا الاقامة لما روی عن انس وابن عمر

الجواب

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم) من کراہتہما لمن اھ (شامی ج ۱ ص ۲۵۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ریس الفار ۹۹ھ مفتی خیر المدارس ملتان

اہل تشیع کی اذان کا جواب نہ دیا جائے

شیعہ کی اذان کا جواب دیا جائے یا نہ ؟ سائل عبد اللہ میانوالی ۔

نہ دیا جائے ۔ فقط واللہ اعلم ۔

الجواب

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۱/۷/۱۴۰۰ھ ۔

اذان فجر میں ”الصلوة خیر من النوم“ کا اضافہ ارشاد نبوی سے ہوا ہے

”الصلوة خیر من النوم“ کا اضافہ فجر کی اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں ؟ شیعہ شنیعہ کہتے ہیں یہ اضافہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ۔ وضاحت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں ۔

سائل میان فیض بخش بستی شاہ ستار آف میلسی

اذان فجر میں ”الصلوة خیر من النوم“ کا اضافہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے زمانہ سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے ہوا ہے ۔ اسے

الجواب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرنا حسب معمول اہل تشیع کا افتراء ہے ۔

ویزید فی اذان الفجر بعد الفلاح الصلوٰۃ خیر من النوم مرتین

لما روی ابن ملجہ عن سعید بن المسیب عن بلال رضی اللہ

تعالیٰ عنہ انه اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤذنه بصلوٰۃ

الفجر فقیل هو نائم فقال الصلوة خير من النوم مرتين
فاقرت في اذان الفجر وروى الطبرانی في الكبير ثنا محمد
بن علي الصائغ المكي ثنا يعقوب بن حميد ثنا عبد الله بن وهب
وہب عن یونس بن یزید عن الزہری عن حفص بن عمر
عن بلال انه اتى النبي صلى الله عليه وسلم يؤذنه بالصبح
فوجده راقداً فقال الصلوة خير من النوم مرتين فقال
النبي صلى الله عليه وسلم يا بلال اجعله في اذانك -
(كبير: ۲۵۸) - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

۲۵ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ

اذان کے ساتھ ”صلوٰۃ وسلام“ پڑھنے کا رواج کب سے ہے

آج کل بعض لوگ اپنے آپ کو اہل سنت و الجماعت حنفی بھی کہتے ہیں اور اذان سے پہلے
”صلوٰۃ وسلام“ بھی پڑھتے ہیں۔ کیا حنفی مذہب میں اس کی گنجائش ہے؟ نیز یہ بھی واضح
کریں کہ یہ رسم کسی اہل سنت عالم نے عبادی کی یا شیعہ شنیعہ نے؟
سائل مستاذ احمد قاسمی

متعلم الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
کے دور میں مروجہ صلوٰۃ وسلام نہ اذان سے پہلے ہوتا تھا اور نہ بعد میں۔ بلکہ

الحاج

اذان ”اللہ اکبر“ سے شروع ہو کر ”لا الہ الا اللہ“ پر ختم ہوتی تھی۔ اس میں کچھ سرکاری
لوگوں نے اسے اذان کے بعد پڑھنا شروع کیا۔ پھر مختلف ادوار میں کسی نہ کسی شکل میں اسے اذان
کے ساتھ پڑھتے رہے۔ اب اذان سے پہلے پڑھنے کا رواج ہو گیا ہے۔ اس کے بدعت ہونے میں

کوئی شبہ نہیں ہے۔ والزیادة فی الاذان مکروهة (البحوالائق ج ۱، ص ۲۶)
 التسليم بعد الاذان حدث فی ربيع الآخر سنة سبع مائة
 واحدی وثمانین فی عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم
 بعد عشر سنین حدث فی الكل الا المغرب ثم فیها مرتین
 (در مختار)۔ (قوله سبعة) كذا فی النهر عن حسن المحاضرة
 للسيوطی ثم نقل عن القول البديع للسخاوی أنه فی سنة
 وان ابتداءه كان فی ايام سلطان الناصر صلاح الدين
 بامرہ۔ ۱ھ (شامية ج ۱، ص ۲۸)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲، ۴، ۱۰ / ۱۴۱۰ھ

قرآن کا درس پڑھنے کے دوران اذان ہو جائے تو جواب کا حکم

تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے اگر اذان شروع ہو جائے تو جواب دینا ضروری ہے۔ یا
 تلاوت جاری رکھے۔ سائل مولوی عبید اللہ کبیر والا۔

اگر تعلیم و تعلم کے لئے پڑھ رہے ہوں تو قرأت جاری رکھیں اور اگر صرف تلاوت
 کر رہے ہیں تو تلاوت روک کر پہلے اذان کا جواب دیں۔ فارغ ہونے کے
 بعد پھر تلاوت شروع کر دیں۔

ويجيب وجوبًا وقال الحلواني ندبا والواجب الاجابة بالقدم
 من سمع الاذان ولو جنبًا لاحاطًا ونفساء وسامع خطبة
 وفي صلاة جنازة وجماع ومستراح وأكل وتعليم علم
 وتعلمه بخلاف قرآن ۱ھ۔ (در مختار)۔

(قوله بخلاف قرآن) لانه لا يفوت جوهرة ولعله لان

تکرار القراءۃ انما هو للاجر فلا يفوت بالاجابة بخلاف
التعلم فعلى هذا لو يقرأ تعليماً او تعلماً لا يقطع سائحانی ۱۷
(شامی - ج ۱ - ص ۲۹۲) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷/۱۱/۱۴۱۰ھ

اذان کے بعد کی دعا مانگنے کا فائدہ

اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں ہے وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ
جب یہ بات یقینی ہے کہ مقام محمود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو ملنا ہے تو پھر دعا کی کیا ضرورت
ہے۔
سائل مولوی عبدالشیم شجاع آبادی

متعلم الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان۔

ہمارے دعا مانگنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس دعا پر جس ثواب کا وعدہ ہے وہ
ہمیں حاصل ہو جائے گا۔

الحمد لله

عن جابر رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم من
قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة و
الصلاة القائمة ات محمد بن الوسيلة والفضيلة وابعثه
مقاماً محموداً الذی وعدته حلت له شفاعتى يوم القيمة
(مراقی) - وفائدة هذا الدعاء مع تحقق مدلوله له عليه
الصلاة والسلام الامتثال او ترتب الثواب الموعود لقائله - ۱۷
(طحاوی ص ۱۱۱) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۹/۳/۱۴۱۰ھ

اذان سے پہلے ”اعوذ باللہ“ اور ”بسم اللہ“ پڑھنا

اذان سے پہلے ”اعوذ باللہ“ اور اسی طرح ”بسم اللہ“ باواز بلند پڑھنا کیسے ہے؟
سائل آصف شاہ ملتان

فقہاء کرام نے جہاں اذان کے آداب ذکر کئے ہیں وہاں ”تعوذ و تسمیہ“ کا کوئی ذکر نہیں۔ نہ ہسراً نہ جہراً۔ بلکہ اذان کو ”اللہ اکبر“ سے شروع کر کے ”لا الہ الا اللہ“ پر ختم کیا ہے۔ اگر اس وقت تعوذ و تسمیہ بھی سنون ہوتے تو فقہاء ضرور ذکر فرماتے۔ نیز بعض اہل بدعت اس کا التزام کرتے ہیں اس لئے بھی درست نہیں کیونکہ رفتہ رفتہ یہ بدعت بن جائے گی۔ والزيادة في الاذان مكروهة (البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۱)۔

الاذان خمس عشرة كلمة واخره عندنا لا اله الا الله كذا في فتاوى قاضى خان دہى اللہ اکبر اللہ اکبر۔ النسخ (عالمگیری ج ۱ ص ۵۵) فقط واللہ اعلم۔
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴ / ۵ / ۱۴۰۵ھ

مغرب کی ”اذان“ اور ”اقامت“ میں کتنا وقفہ کرنا چاہئے

مغرب کی اذان اور اقامت میں کتنا فاصلہ ضروری ہے؟ بیسنواتوجہ روا۔

سائل مولوی عبدالمطیع ہسینی بلوچستان

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ مغرب کی اذان و اقامت کے درمیان تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت پڑھ سکنے کی مقدار یا تین قدم چلنے کے وقت کی مقدار وقفہ کرنا چاہئے

واما في المغرب فعند ابی حنیفۃ بسکنة قدر ثلث ايات قصار او اية طويلة وقيل قدر ما يخطو ثلث خطوات وقالا بجلسته خفيفة والاصل ان الوصل بين الاذان والاقامة يحكره في كل صلاة لما روى الترمذی عن جابر رض ان رسول الله

صلى الله عليه وسلم قال لبادل اذا اذنت فترسل و اذا اقامت فاحذر واجعل بين اذانك واقامتك قدر ما يفرغ الأكل من أكله في غير المغرب والشارب من شربه والمعتصر اذا دخل لقضاء حاجته وهوان كان ضعيفا لكن يجوز العمل به في مثل هذا الحكم قالوا قوله قدر ما يفرغ الأكل من أكله في غير المغرب ومن شربه في المغرب وذلك يحصل في سائر الصلوة بالسنة او ما يشبهها لعدم كراهة التطوع قبلها بخلاف المغرب لكراهة التطوع قبلها ثم قالوا الجلسة تحقق الفصل لانها شرعت له كما بين الخطبتين ولا يقع الفصل بالسكينة المذكورة لانها قد توجد بين كلمات الاذان وابو حنيفة يقول قد امرنا بتعجيل المغرب والفصل بالسكينة اقرب الى التعجيل والمكان هنا مختلف لانه ينتقل عن مكان الاذان في الغالب لانه انما يكون في المدينة او خارج المسجد والاقامة في داخله وكذا النعمة فيها مختلفة والهيئة فانه يشفع الاذان ويوتر الاقامة صوتا بخلاف الخطبتين لاتحاد المكان والهيئة فلا يقع الفصل هناك الا بالجلسة وفي الخلاصة ولو فعل كما قالوا لا يكره عنده ولو فعل كما قالوا لا يكره عندهما فعلم ان الخلاف في الافضلية وفي الجامع الصغير قال يعقوب يعني ابا يوسف يؤذن ويقيم ولا يجلس انتهى - (كبرى ١ ص ٣٦١) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتي خير المدارس ملتان - ١٢ / ٩ / ١٤٠٨ هـ



بے وضو اذان کہنے کا حکم بغیر وضو کے اذان پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض دفعہ مجبوری ہوتی ہے کہ جماعت کا ٹائم قریب ہوتا ہے

اور اذان نہیں ہوتی ہوتی۔ بیٹنوا تو جبروا۔

سائل مولوی عبد الغفار نعمانی۔ بستی ملوک ملتان

ایسے وقت میں بے وضو بھی کہہ سکتے ہیں مگر معمول نہ بنائیں۔ ولایکو اذان
المحدث فی ظاہر الروایۃ ہکذا فی الکافی۔ ۱ھ

(عالمگیری : ج ۱، ص ۵۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴-۳-۲۰۱۴ھ

جمعہ کی اذان ثانی کا جواب جمعہ میں جو دوسری اذان ہوتی ہے اس کا جواب دینا جائز ہے یا خاموشی بہتر ہے؟

سائل محمد نسیم : شادمان کالونی لاہور

جمعہ کی اذان ثانی کا جواب دل میں دے لے زبان سے نہ دے۔

وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین

یدمی الخطیب ۱ھ (در مختار علی الشامیۃ : ج ۱، ص ۲۹۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴/۳/۲۰۱۴ھ

منعموم کے لئے کان میں اذان کہنے کا حکم

ایک آدمی بہت بیمار رہتا ہے تو اس کو ایک عامل نے کہا کہ جب آپ کی طبیعت زیادہ منعموم ہو تو اپنے کان میں کسی سے اذان کہلا یا کرو انشاء اللہ پریشانی جو بیماری کی وجہ سے ہے وہ سب دور ہو جائے گی۔ آیا شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

مفہوم مہموم کیلئے کان میں اذان کہلوانا سنون لکھا ہے اہل تجربہ سے منقول ہے کہ یہ عمل رفع غم کیلئے موثر ہے۔ وقال الملا علی القاری فی شرح مشکوٰۃ قالوا یسن للمہموم

ان یا امر غیرہ ان یؤذن فی اذنه فانہ یزید الہم کذا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونقل الاحادیث الواردة فی ذلك فراجعہ۔ اھ

شامی: ج ۱ ص ۲۸۳۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۹/۲/۱۴۰۲ھ

”لا الہ الا اللہ“ کے جواب میں ”محمد رسول اللہ“ ملائے کا حکم

اختتام اذان پر مؤذن کے آخری جملہ کے جواب میں ”لا الہ الا اللہ“ کے ساتھ ”محمد رسول اللہ“ کہنا احداث فی الدین ہے یا نہیں ؟
سائل عبد الرحیم لیب

حدیث میں ہے کہ جواب دینے والا وہی کلمہ کہے جو مؤذن کہتا ہے ”لا الہ الا اللہ“ کے جواب میں ساتھ ”محمد رسول اللہ“ کا اضافہ کر کے جواب دینا خلاف سنت

ہے۔ بلکہ احداث فی الدین ہے۔ ویجیب وجوبا وقال الحلوانی مندبا الخ

بان یقول بلسانہ کما قالہ اھ (در مختار) (قولہ کما قالہ)

ای مثلہا فی القول لا فی الصفة من رفع صوت ونحوہ اھ

(شامی: ج ۱ ص ۲۹۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۶/۱۴۱۰ھ

جنبی کو اذان کا جواب دینا چاہئے
جنبی اور محکم آدمی اذان کا جواب دے سکتا ہے
یا نہیں۔ علماء سے سنا ہے کہ اذان نہیں پڑھ

سکتا ہے۔ کیا جواب اذان بھی نہیں دے سکتا ؟

محمد ادریس ٹوبہ ٹیک سنگھ

جنہی کو اذان کا جواب دینا چاہئے۔ ومن سمع الاذان فعلیہ
ان یجیب وان کان جنباً لان اجابة الاذان

لیس باذان۔ ۱ھ (خلاصۃ الفتاوی : ج ۱ ص ۵ - وکذا فی الشامیۃ

ج ۱ ص ۲۹۲) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۹ / ۲ / ۲۰۱۴ھ



”تکبیر میں ”قد قامت الصلوة“ کے دونوں کلمے ایک سانس سے کہے

- ا : تکبیر کس طرح پڑھنی چاہئے۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ہر دو کلمے اکٹھے پڑھے سوائے ”قد قامت الصلوة“ کے کہ ان کے درمیان سانس توڑے۔ بحوالہ مشکوٰۃ شریف۔
- ب : اور بندہ تکبیر میں ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ پڑھتا ہے یعنی پہلے اکبر پر پیش اور دوسرے پر جزم۔ اس طرح دوسرے کلمے بھی ملا کر پڑھے جاتے ہیں ان کلمات کے پہلے کلمہ کے آخری حرف پر پیش دوسرے پر جزم پڑھتا ہوں۔ تو وہ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں۔
- ج : اور تکبیر میں دائیں بائیں منہ پھیرنا امداد الفتاویٰ جلد اول میں لکھا ہے وہ کہیں بھی شائع نہیں کیا وجہ ہے کوئی اختلاف ہے۔

رب بھر دے عطر فردش

ملین بازار میاں چنول صلیح ملتان

۱ : قد قامت الصلوة دو مرتبہ ایک ہی سانس میں ہے۔ کیونکہ پوری
اقامت میں حذر مطلوب ہے۔ درمختار میں ہے۔

ھی ای الاقامة افضل منه فتح ولا يضع المقيم اصبعیه فی

اذنیہ لانہا اخفض ویحذر بضم الدال ای یسرع فیہا فلو

ترسل لم يعد هاني الا صحح. (شامی ج ۱: ص ۲۸۶)۔

حدر اور ترسل متقابل ہیں۔ اذان میں ترسل مطلوب ہے اور اقامت میں حدر۔ چونکہ قد قامت الصلوة کا استثناء نہیں کیا اس لئے پوری اقامت میں حدر ہوگا اور مشکوٰۃ شریف والی حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے۔

ب: پہلے اللہ اکبر کی رار کو ساکن پڑھے باقی کلمات میں بھی پہلے کلمہ کے اخیر کو ساکن پڑھے۔

وفي الامداد يجزم الرء اى يسكنها في التكبير (وفي موضع اخر)

وحاصلها ان السنة ان يسكن الرء من الله اكبر الاول او

يصلها بالله اكبر الثانية فان سكنها كفى وان وصلها

نوى السكون فحرك الرء بالفتحة - ۱۷ (شامی ج ۱ ص ۲۸۷)۔

ج: بہتر ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۶/۱۰/۱۳۹۵ھ

اذان میں ”حی علی خیر العمل“ کا اضافہ اہل تشیع کی بدعت ہے

ہمارے گاؤں میں مولانا عبد الستار تونسوی مدظلہ نے تقریر کی اور دوران تقریر کہا کہ شیعہوں کی اذان کا قرآن و حدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔ تو اس پر اگلے دن شیعہ نے جواب دیا کہ دیکھو تمہاری کتاب موطا امام محمد میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اذان میں ”حی علی خیر العمل“ کہتے تھے۔ اس بارے میں وضاحت فرمائیے کہ کیا یہ درست ہے ؟

امیر الدین: باقر شاہ، تحصیل علی پور

شیعہ مذکور کی بات درست نہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو اذان منقول ہے اس میں کسی صحیح روایت میں ”حی علی خیر العمل“ کا اضافہ

مذکور نہیں۔

قال البيهقي لم يثبت هذا اللفظ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

فی ما علم بلائاً و ابا محذورة ونحن نكره الزيادة فيه - اه
 امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال اور حضرت ابو محذورة رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو اذان کھلائی اس میں کہیں یہ لفظ ثابت نہیں اور ہم بھی اسے ناپسند سمجھتے ہیں۔
 قال النوویؒ فی شرح المہذب یکرہ ان یقال فی الاذان
 حی علی خیر العمل لانه لم یتثبت عن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم والزیادة فی الاذان مکروہة عندنا -
 علامہ نوویؒ شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ اذان میں ”حی علی خیر العمل“ کا لفظ مکروہ ہے اس لئے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہیں۔ اور اذان میں کوئی کلمہ زیادہ کرنا مکروہ ہے۔

وفی منهاج السنة لاحمد بن عبد الحلیم الشہید بابن
 تیمیہؒ ہم ای الروافض زادوا فی الاذان شعارا لم یکن
 یعرف علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو حی علی
 خیر العمل۔

علامہ ابن تیمیہؒ منهاج السنة میں فرماتے ہیں کہ اہل تشیع نے ”حی علی خیر العمل“ کے کلمہ کو اپنی طرف سے اذان میں اپنا شعار بنالیا ہے یہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کہیں نہ تھا۔

اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں یہ روایت ثابت بھی ہو جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ یہ کلمہ بطور تثنیہ کہتے تھے۔ تثنیہ کا معنی ہے اذان و اقامت کے درمیان وقفہ میں کسی لفظ یا عمل سے جماعت کی دوبارہ اطلاع دینا۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ بھی جائز ہے یا نہیں۔ لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کلمہ کو اذان کے جزء کے طور پر ہرگز نہ کہتے تھے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مؤذن جنہوں نے براہ راست آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اذان سیکھی اور آپ کی خدمت اقدس میں ایک عرصہ تک اذان دیتے رہے ان کی اذان میں کہیں یہ لفظ منقول نہیں۔ اگر یہ اصناف ہوتا تو ضرور کہیں نہ کہیں منقول ہوتا۔

ونحن نعلم بالاضطرار ان الاذان الذى كان يؤذنه بلال
وابن ام مكتوم في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم
بالمدينة و ابو محذورة بمكة وسعد القرظي في
قبا لم يكن في اذانهم هذا الشعار الرافضي ولو كان فيه
لنقله المسلمون ولم يهملوه كما نقلوا ما هو ايسر منه
فلما لم يكن في الذين نقلوا الاذان من ذكر هذه الزيادة
علم انها بدعة باطلة وهؤلاء الاربعة كانوا يؤذنون
بامر النبي صلى الله عليه وسلم ومنه تعلموا الاذان
وكانوا يؤذنون في افضل المساجد مسجد مكة و
المدينة ومسجد قبا و اذانهم متواتر عند العامة و
الخاصة - اهـ ركنها من التعليق الممجد على مؤطامحمد
ص ۸۴ -

بحر الرائق میں ہے -

” يكره ان يقال في الاذان حي على خير العمل لانه لم يثبت
عن النبي صلى الله عليه وسلم والزيادة في الاذان مكروهة
وقد سمعناه الآن عن الزيدية ببعض البلاد - اهـ

(ج ۱ - ص ۲۴۵) - فقط والله تعالى اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتي جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۲ — ۳ — ۱۴۱۱ھ



ما يتعلق بصفة الصلوة

پہلے ہاتھ اٹھائیں پھر تکبیر کہیں

تکبیر تحریمیہ کہتے وقت ہاتھ کب اٹھانے چاہئیں۔ پہلے یا بعد میں یا ساتھ ساتھ ؟
تینوں قول منقول ہیں۔ پہلے کا بھی ، بعد کا بھی ، ساتھ ساتھ کا بھی۔ لیکن
راج یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر تکبیر کہے۔ و رفع یدیدہ قبل التكبير
وقيل معه - اهـ (درمختار)۔

(قوله قبل التكبير وقيل معه) الاول نسبة في المجموع الى
ابي حنيفة ر و محمدر وفي غاية البيان الى عامة علمائنا وفي
البسوط الى اكثر مشائخنا وصححه في الهداية والثاني
اختاره في الخانية والخلاصة والتحفة والبدائع والمحيط
بان يبدأ بالرفع عند بداءته التكبير ويختم به عند
ختمه و عزاه البقالى الى اصحابنا جميعا و رجحه في الحلية
وشمة قول ثالث وهو انه بعد التكبير والكل مروى عنه
عليه الصلوة والسلام وما في الهداية اول كفا في البحر
والنهر ولذا اعتمده الشارع فافهم - اهـ (شامية: ج ۱ ص ۱۵۰)
فقط والله اعلم

انقر محمد انور عفا الله عنه مفتي جامعہ خیر المدارس ملتان

صلواتِ خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے پانچ وقت کی نمازیں قرآن شریف سے ثابت ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس کس جگہ

سے ثابت ہیں۔ سائل: عتیق الرحمن، ۵/۵ آر ساہیوال۔

پانچ نمازیں تواتر معنوی اور احادیث مشہورہ سے بطور قطعی ثابت ہیں حتیٰ کہ ان کا منکر کافر ہے اور قرآن مجید سے بھی اشارہ ثابت ہوتی ہیں۔

الجواب صحیح

۱: فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا ومن انائی اللیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضیٰ۔
آخری رکوع سورۃ طہ۔

قبل طلوع الشمس سے فجر قبل الغروب سے عصر ومن اناء اللیل سے مغرب وعشاء اور اطراف النہار سے ظہر کی نماز ثابت ہے۔ کیونکہ اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں۔

۲: فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود۔ (سورۃ ق)
”قبل طلوع“ سے مراد فجر ”قبل الغروب“ سے ظہر اور عصر ”من اللیل“ سے مغرب اور عشاء مراد ہیں۔

۳: اقم الصلوۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرأت الفجر کان مشہوداً۔ (سورۃ بنی اسرائیل)۔
لدلوك الشمس الی غسق اللیل میں چار نمازیں آگئیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور قرأت الفجر میں صبح کی نماز آگئی۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں بطور اشارہ صلوٰتِ خمسہ کا ثبوت ملتا ہے۔ احادیث نبویہ جو قرآن کریم کی شرح ہیں وہ بصرحت دال ہیں اسی طرح تواتر معنوی اور امت کا اجماع پانچ نمازوں کی فرضیت پر منعقد ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ
۲۹
۱۳۶۹ھ
رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ

مردہ طریقی پر نیت کرنے کا حکم تبخیر تحریمیہ سے قبل نماز کی نیت باندھنا۔ بایں الفاظ کہ دو رکعت یا چار رکعت فرض وقت ظہر یا عصر

وغیرہ پیچھے اس امام کے اللہ اکبر۔ کیا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح نیت باندھنے کا صحابہؓ کو حکم دیا ہے۔ اور کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے اس طرح نیت باندھا کرتے تھے؟

دل سے نیت کرنا فرض ہے۔ زبان سے مردہ طریقی کے مطابق نیت کرنا نہ فرض ہے اور نہ ہی واجب۔ البتہ متاخرین نے دونوں کو حاضر کرنے اور جمع کرنے کی بنا پر مستحب قرار دیا ہے۔ لہذا اس مسئلہ میں بحث و منازعت غیر مناسب ہے جو زبان سے نیت کرے اس پر بھی نکیر نہ کی جائے اور جو دل سے نیت کرے وہ بھی سنت کا عامل ہے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۸ / ۴ / ۱۳۸۴ھ

در مختار میں شروط صلوٰۃ میں ہے۔

والخامس النية (الى قوله) والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة فلا عبرة للذكر باللسان ان خالف القلب لانه كلام لا نية الا اذا عجز عن احضاره لهموم اصابته فيكفيه اللسان (مجتبىٰ)۔ (وهو) اى عمل القلب ان يعلم عند الارادة بدهاة بلا تأمل (اى صلوٰۃ يصلىٰ) فنولم يعلم الا بتأمل لم يجز والتلفظ عند الارادة بها مستحب هو المختار وتكون بلفظ الماضى ولو فارسيا لانه الاغلب فى الانشآت وتصح بالاحال قهستانى وقيل سنة يعنى احبه السلف او سنة علماءنا اذ لم ينقل عن المصطفى ولا الصحابة ولا التابعين بل قيل بدعة۔ (در مختار على الشامى ج ۱: ص ۳۰۵)۔

(قوله بل قيل بدعة) نقله فى الفتح وقال فى الحلية و

لعل الاشبه انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزيمة لان
الانسان قد يخلب عليه تفرق خاطره وقد استفاض ظهور
العمل به في كثير من الاعصار في عامة الامصار فلا جرم انه
ذهب في المبسوط والهداية والكافي الى انه ان فعله ليجمع
عزيمة قلبه فحسن فيندفع ما قيل انه يكره -

(شامی ج ۱ ص ۳۰۶)

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب نمبر الفتاویٰ

ریل گاڑی میں بھی قیام فرض ہے
ریل گاڑی میں بوجہ کثرت ہجوم کے فرض نماز
بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟
ریل گاڑی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے اگر باوجود کوشش کے جگہ
نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے لیکن اس کا اعادہ لازم ہو گا۔

الحمد لله

كما يفهم من فتاوى قاضى خان و الخلاصة الاسير في يد
العدو اذا منعه الكافر عن الوضوء و الصلوة يتيمم ويصلى
بالايماء ثم يعيد اذا خرج الى قوله كالمحبوس لان الطهارة
لم تظهر في منع وجوب الاعادة ثم قال فلم منه ان العذر
ان كان من قبل الله تعالى لا تجب الاعادة وان كان من

قبل العبد وجب الاعادة - (بحر الرائق ص ۱۲۹)۔

حاصل یہ ہے کہ پہلے ان لوگوں سے جگہ کی درخواست کی جائے۔ اگر وہ جگہ نہ دیں تو بیٹھ کر
نماز پڑھ لے بعد میں اس کا اعادہ کرے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

معین مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۹ / ۱ / ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفر اللہ لہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

فرمان نبویؐ ”لاخیر فی دین لیس فیہ رکوع“ کا حوالہ

گزارش ہے کہ اس مضمون کی حدیث میری یاد میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک گروہ آیا انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں لیکن نماز نہیں پڑھیں گے تو آپ نے ان کو مسترد کر دیا۔ پھر ایک گروہ آیا انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے تو آپ نے ان کا اسلام قبول کر لیا جب لوگ واپس چلے گئے تو آپ نے ان کے پیچھے فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تو زکوٰۃ بھی دیں گے۔

اس مضمون کی حدیث یاد آتی ہے مگر چند کتب احادیث میں تلاش کرنے پر نہیں ملی۔ آپ اس کا حوالہ تحریر فرمائیں۔

عن وهب قال سألت جابرا عن شان ثقیف اذ
بایعت قال اشترطت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان لا صدقة علیہا ولا جهاد وانہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بعد ذلك یقول یتصدقون ویجاهدون اذا سلموا وفی
روایة فاشترطوا علیہ ان لا یحشروا ولا یعشروا ولا یجبوا
(ای لا یصلوا) فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکم لا تحشروا
ولا تعشروا ولا خیر فی دین لیس فیہ رکوع - (ابوداؤد شریف
باب ماجاء فی خبر الطائف ج ۱ ص ۱۲۷)۔

قال الخطابی یشبه ان یشترط النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمح
لہم بالجهاد والصدقة لانہما لم یكونا واجبین فی العاجل لہ
(حاشیہ ص ۱۲۷ ج ۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۵/۳/۱۴۰۱ھ

۱۔ ترجمہ حدیث ۱۔ وہب فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثقیف کی بیعت کا واقعہ

پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ثقیف نے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیں گے اور جہاد نہیں کریں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب یہ مسلمان ہو گئے تو خود بخود زکوٰۃ بھی دینے لگ جائیں گے اور جہاد بھی کرنے لگیں گے۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ انہوں نے شرط لگائی کہ وہ جہاد میں نہیں جائیں گے اور صدقہ نہیں دیں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے۔ تو آپ نے فرمایا چلو جہاد میں نہ جانا، صدقہ نہ دینا۔ لیکن جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی خیر نہیں۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے جہاد اور صدقہ کے بارے میں اس لئے نرمی فرمائی کیونکہ یہ فوری واجب نہیں ہوتے بخلاف نماز کے۔

اسحق محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۰ / ۱ / ۱۴۱۱ھ

بلیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کتنا جھکے
بلیٹھ کر نماز پڑھنے والا سر کو کس
قدر جھکائے تاکہ رکوع ادا ہو جائے۔

استحباب تو یہ ہے کہ سر اتنا جھکائے کہ گھٹنوں کے برابر ہو جائے ویسے اس سے کم ہو تو بھی رکوع ادا ہو جائے گا۔

ولو كان يصلي قاعدا ينبغي ان يحاذي جبهته قدام ركبتيه
ليحصل الركوع اه قلت ولعله محمول على تمام الركوع و
الا فقد علمت حصوله باصل طأطأة الرأس اى مع انحناء

الظهر۔ ۱ھ (شامی: ج ۱: ص ۲۱۶) - فقط واللہ اعلم

اسحق محمد النور عفا اللہ عنہ : ۲، ۱۲، ۱۳۹۸ھ

منقش جاری نماز پر نماز ادا کرنا
خدام الدین رسالہ میں پڑھا ہے کہ آج کل جو جاری نماز مسجداً

میں بچائے جاتے ہیں ان میں سے ایک پر بہت اللہ شریف
اور دوسرے پر جرمی کے ایک گرجے کی تصویر ہوتی ہے۔ کیا ایسی جاری نماز دل پر نماز پڑھنا

درست ہے ؟ — سائل محمد صدیق چک،،۔ کمرہ ڈلیہ۔
 اصل تو یہ ہے کہ جہاں نماز بالکل سادہ ہو اس پر کسی طرح کے بھی نقش و نگار
 نہ ہوں تاکہ دل ان کی طرف مائل نہ ہو۔ (امداد المفتیین ص ۲۴۳ ج ۱)۔
 اگر ان جہاں نمازوں پر دوسری تصویر گرے کی ہوتی ہے تو انہیں ہرگز استعمال نہ کریں۔

نقطہ واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۱ / ۱۱ / ۱۴۱۱ھ

کوزہ پشت رکوع کیسے کرے
 ایک آدمی کبڑا ہے۔ اور کبڑے پن کی وجہ سے
 ہر وقت ایسے رہتا ہے جیسے رکوع میں ہو۔ تو

جب یہ نماز پڑھے تو رکوع کیسے کرے ؟

اگر پہلے ہی اتنا جھکا ہوا ہو جتنا رکوع میں جھکتے ہیں تو ایسا شخص سر کے اشارے
 سے رکوع کرے یعنی رکوع کے لئے سر کو نیچے جھکالے۔ والا حدب

اذا بلغت حدودہ الركوع بشیر برأسه للركوع۔ اھ كذا فی الخلاصۃ۔
 (عالمگیری ج ۱ ص ۳۶)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۳، ۶، ۸، ۱۴۰۸ھ

امام مالکؒ کا مذہب ارسال ہی کا ہے
 آج سے کئی سال قبل آپ نے فرمایا تھا
 کہ امام مالک رحمہ اللہ نے ہاتھ چھوڑ

کر نماز نہیں پڑھی بلکہ ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے تھے تو باندھنے سے معذور تھے۔ لیکن
 بیت اللہ شریف میں بعضوں کو ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ
 مالکی ہیں۔ تو پیشوا اور پیر و دل میں یہ تضاد کیوں ہے ؟

الحاج صفوی عطاء اللہ میاں خوں

الجواب امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ارسال ہی کا ہے۔ اگر ہم نے کبھی پہلے ایسا لکھا ہے تو اس تحریر کی نقل بھیج دیں تاکہ اس پر غور کیا جاسکے۔ "وقال مالک: السنة هي الارسال - اه (بدائع: ج ۱ ص ۲۰۱) - فقط والله اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۷/۱۴۱۰ھ

امام بھی آہستہ آہستہ آئین کے امام احمد رحمہ اللہ کے بعد آئین پڑھے یا نہ۔ یہ ثابت ہے یا کہ نہیں؟ اس میں کوئی اختلاف ہو تو وہ بھی لکھیں۔

امام بھی آہستہ آہستہ آئین کے۔

الجواب

وأمن الامام سراً كماً موم ومنفرد - اه (درمختار)

(قوله الامام سراً) اشار بالاول الى خلاف مالک في تخصيص المؤتم بالتأمين دون الافام وهو رواية الحسن عن الامام وبالثاني الى خلاف الشافعي انه يأتي بها كل منهما جهرًا وقوله كماً موم ومنفرد محل اتفاق - اه (شامی ج ۱ ص ۲۶۰)۔

فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

ابو اسبیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صد مفتی ۱۲/۷/۱۴۱۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بیمار کو نماز کیلئے کس طرح لٹایا جائے ایک شخص بیمار ہے وہ بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس کو نماز پڑھنے

کے لئے کس کیفیت پر لٹایا جائے۔ بیّنوا توجسروا۔

الجواب اس کو چپٹا لٹا دیا جائے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیئے جائیں۔ سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ دیا جائے۔

وان تعذر القعود او ما بالركوع والسجود مستلقيا على ظهره

وجعل رجليه الى القبلة الى ان قال وان اضطجع على جنبه ووجهه الى القبلة وادماً جاز والا اول الى (عالمگیری ج ۱: ص ۷۰) - فقط والله اعلم

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی ۱۳۹۶ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

جوتے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم کیا جوتوں کے اوپر کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں جب کہ کھڑے بھی ایسی جگہ

ہوں جس کے پاک ہونے کا کوئی یقین نہ ہو۔ باحوالہ جواب سے مستفید فرمائیں۔

سائل بلال احمد بلاک چیچہ وطنی

جوتے کا قدم کو لگنے والا حصہ پاک ہو تو اس کے اوپر کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں خواہ نجاست پر ہی کھڑے ہوں۔

الحجاب صحیح

ولو قام على النجاسة وفي رجليه نعلان او جوربان لم يجز صلاته كذا في محيط السرخسي ولو خلع نعليه وقام عليهما جاز سواء كان مائلي الارض منه نجسا او طاهرا اذا كان مائلي القدم طاهرا - (عالمگیری ج ۱: ص ۷۰) -

فقط والله اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ۱۴۰۳ھ

درود پاک میں "سیدنا" کے اضافے کا حکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک مُحَمَّد سے پہلے سیدنا پڑھنے کی مجھے عادت ہو چکی ہے چنانچہ میں نماز میں بھی ایسے ہی پڑھتا ہوں ایک دو نمازی اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ نماز کی کتاب میں نہیں ہے لہذا تم نہ پڑھو۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ میں پڑھا کر دل ہا

چھوڑ دوں۔ مبنیٰ توجہ روا۔

لفظ سیدنا کے اضافہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن تشہد میں جیسے وارد ہے (یعنی بلا لفظ سیدنا) ویسے ہی پڑھنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶)

فقط واللہ اعلم

ابواب صحیح: فقیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم جامعہ ہذا
بندہ محمد اسحاق عفر، نائب مفتی

لہ: وندب السیادة لان زیادة الاخبار بالواقع عین سلوک
الادب فهو افضل من تركه ذكره الرملی الشافعی وغیره۔
(درمختار)۔

(قوله ذكره الرملی الشافعی) ای فی شرحه علی منهاج النووي
ونصه والافضل الاتیان بلفظ السیادة كما قاله ابن ظہیریة
وصرح به جمع وبه افتی الشارح لان فیہ الاتیان بما
امرنا به و زیادة الاخبار بالواقع الذی هو ادب فهو
افضل من تركه وان تردد فی افضلیته الاسنوی واما
حدیث لا تسیدونی فی الصلوة فباطل لا اصل له كما قاله
بعض متأخري الحفاظ وقول الطوسی انها مبطله غلط۔
واعترض بان هذا مخالف لمذهبنا لما مر من قوله
الامام من انه لو زاد فی تشہده او نقص فیہ كان مکروها
قلت فیہ نظر فان الصلوة زائدة علی التشہد لیست منه
نعم ینبغی علی هذا عدم ذکرها فی "واشہدان محمدًا
عبده ورسوله" وانه یأتی بہا مع ابراهیم علیہ السلام۔
(شامی: ج ۱، ص ۳۷۷)۔ فقط واللہ اعلم

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

جو کھڑا ہو سکتا ہو مگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو تو وہ بیٹھ کر اشارے سے نماز ادا کرے

ایک عورت کمزور و ناتواں ہے وہ کھڑی ہو جائے تو بیٹھ نہیں سکتی۔ اگر بیٹھے تو کھڑی نہیں ہو سکتی۔ اگر بیٹھے تو سجدہ نہیں کر سکتی۔ سجدہ کرے تو اٹھ نہیں سکتی۔ وہ کس طرح نماز ادا کرے ؟
گلزار احمد ایم اے جناح ہائی سکول ملتان

مذکورہ عورت بیٹھ کر نماز پڑھے رکوع و سجود اشارہ سے ادا کرے۔ سجدے کا اشارہ رکوع سے زیادہ پست ہو۔

وان قدر علی القيام ولم يقدر علی الركوع والسجود لم يلزمه القيام ويصلي قاعدا يؤمى ايماء الى ان قال والافضل هو الايماء قاعدا لانه اشبه بالسجود اه (شامی ج ۱ ص ۱۲۲)۔

فقط واللہ اعلم

۲۲ شوال ۱۴۰۹ھ ہند ۲۲ ستمبر ۱۹۸۸ء

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدیقی مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایم علالت میں آنحضرت علیہ السلام نے آخری نماز ٹوپی سے ادا کی یا عمامہ سے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایام بیماری میں جب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر عمامہ تھا یا ٹوپی ؟

سیرت محمدیہ میں ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ٹی بندھی ہوئی تھی
دروی الطبرانی والبیہقی عن الفضل ابن عباس

رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شد ورائی لعلی اخرج الی المسجد فشد ورائیہ بعصابة ثم خرج اه (ص ۵۲۶)۔

فقط واللہ اعلم

۱ جواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ بندہ محمد نور عفا اللہ عنہ

امام سے پہلے نماز شروع کر دی پھر امام کی

تکبیر کے بعد دوبارہ تحمیر یہ کہی تو نماز کا حکم

ایک آدمی نے امام سے پہلے نماز کی نیت باندھ لی۔ یہ شخص قیام میں کھڑا ہو گیا۔ مگر امام نے اللہ اکبر کہا تو اس نے فوراً سوچا کہ میں نے امام سے پہلے نیت کر لی ہے اب اس نے ہاتھ باندھے ہوئے صرف ایک بار اللہ اکبر کہہ دیا اور نماز امام کے ساتھ پوری کر لی تو کیا اس شخص کی شرعاً نماز درست ہو گئی یا نہیں۔ بینوا تو جبروا۔

بہ نیت اقتدار تکبیر تحریر کہنے سے اقتدار صحیح ہو گئی اور پہلی نماز ختم ہو گئی پس شخص مذکور کی نماز درست ہے۔

نفی الدرر یفسدھا انتقالہ من صلوة الی مغایرتھا ولو من وجہ
حتی لو کان منفردا فکبرینوعی الاقتداء او عکسہ صار
مستأنفا۔ ۱ھ (شامحج ۱ ص ۲۱۹)۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۲۶ محرم ۱۴۰۲ھ

جعلت قرة عینی فی الصلوة کا حوالہ

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ ترجمہ حدیث کا کس طرح ہے۔ اس کا ماخذ مطلوب ہے۔

یہ بھی صحیح ہے اصل الفاظ جعلت قرة عینی فی الصلوة ہیں۔ کما
فی المبنیات لابن حجر عسقلانی : ص ۱۹ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان

نماز کا مؤمن کے لئے معراج ہونا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں

۱۔ ہم نے اکثر سنا ہے کہ نماز مؤمن کی معراج ہے لیکن ہمارے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔

۲۔ پل صراط بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اور کھن سے زیادہ ملائم ہے۔ یہ بھی وہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ بھی ٹھیک نہیں۔

۱۔ نماز کا مؤمن کے لئے معراج ہونا بالفاظ صریحہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں لیکن یہ مضمون بعض صحیح روایات سے مفہوم ہوتا ہے۔ اس طرح کہ معراج قرب خداوندی کا نام ہے۔ اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بندہ کو سب سے زیادہ قرب خداوندی سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

۲۔ پل صراط کا بال سے زیادہ باریک ہونا اور تلوار سے زیادہ تیز ہونا حضرت انس و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسلم شریف میں ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیہقی میں ہے۔ البتہ حدیث انس کی سند میں کچھ ضعف ہے۔

قال ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بلغنی ان الجرادق من الشعر واحد من السیف - (مسلم)۔

علامہ عثمانی رحمہ اللہ اس پر ”فتح الملہم“ میں لکھتے ہیں۔

ووصلہ البیہقی عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مجزوما به وفي سندہ لین - (ج ۱۱ ص ۳۳۵)۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اور دیگر سلف سے بھی پل صراط کی یہی کیفیت منقول ہے۔ علامہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات میں اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ والمتکلمون من اصحابنا والسلف

یقولون انه ادق من الشعر واحد من السیف وهکذا جاء فی رواية ابی سعید (مرقات ج ۱)

فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲، ۳، ۹، ۱۴۰۹ھ

نماز میں بار بار شک ہو تو کیا کرے جس کو عادتہ شک ہوتا ہو اسے اقل رکعات پر عمل کرنے کا حکم ہے یہ شک و شبہات سے

کیسے بچ سکتا ہے ظاہر ہے کہ یہ تو اسی اقل رکعت ہی کو اختیار کرے گا اور اس طریقے سے اس کو وہم ہوتا ہی رہے گا اب ایسی کیا صورت ہو کہ وہم بھی ختم ہو جائے اور نماز کا حکم بھی پورا ہو جائے۔
سائل غلام مصطفیٰ

مدرسہ عربیہ رائے ونڈ، ضلع لاہور

اگر نماز میں ایک دو بار شک ہو اور غلبہ ظن نہ ہو سکے تو اقل رکعات پر بناء کرے اور اس پر بھی زائد ہو تو اسے توہم محض پر حمل کرے اور اس کی طرف التفات نہ کرے گاہ یہ وسوسہ شیطانی ہوتا ہے۔

عن القاسم بن محمد ان رجلا سألہ فقال اخ اہم فی صلوٰتی
فی کثر ذلک علی فقال لہ امض فی صلوٰتک فانہ لن یرد
ذلک عنک حتی تنصرف وانت تقول ما اتممت صلوٰتی
رواہ مالک (مشکوٰۃ : ج ۱ : ص ۱۹) - فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مجاہد
نائب مفتی خیر المدارس ملتان -
بندہ عبداللہ عفا اللہ عنہ

اگر مقتدیوں نے عمامہ باندھا ہو اور امام نے صرف ٹپ پی مہنی ہو تو نماز کا حکم

کیا امام کو صرف ٹپ پی سے نماز پڑھنا اور پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟ اور نماز کے ثواب میں کمی تو نہیں آتی ؟ اور نماز مکروہ تو نہیں ہوتی۔ بعض مقتدی امام صاحب سے جھگڑا کرتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں تو ٹپ پی پر صافہ یا رد مال باندھنا افضل ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

صرف ٹپ پی سے نماز پڑھنا پڑھنا جائز ہے اس میں کچھ کراہت نہیں۔

قال فی شرح التنویر فی مکروہات الصلوٰۃ و صلوٰۃ

حاسراً ای کاشفاً رأسه للتكاسل ولا بأس به للتذلل وإما
للاهانۃ بہا فکفر ولو سقطت قلنسوته فاعادتها افضل (ج ۱ ص ۱۴۴)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تذلل برہنہ سر نماز پڑھنے میں بھی کراہت نہیں تو ٹوپی سے پڑھنا
بطریق اولیٰ مکروہ نہیں ہوگا۔ نیز ولو سقطت قلنسوته ۱۱ پر شارح کا ٹوپی سے نماز
پڑھنے پر کراہت کا حکم نہ لگانا بھی عدم کراہت کی دلیل ہے۔ ہاں جو شخص مجلس میں آتے ہوئے مٹر ماتا
ہو ایسے شخص کے لئے صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔
مختلف روایات سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اسلاف امت کا ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا
ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ۔

وضع ابو اسحاق قلنسوته فی الصلوة ورفعها (ج ۱ ص ۱۵۹)۔
اگرچہ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود کچھ اور ہے لیکن ضمنیاً یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ بخاری
شریف کے دوسرے مقام پر ہے۔

قال الحسن كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة۔
(بخاری ج ۱ ص ۵۲)۔

”عمدة الرعاية علی شرح الوقایہ“ میں ہے۔

وكذا ذكر وان المستحب ان يصلى في قميص وازار وعمامة و
لا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتبه بين العوام
من كراهة ذلك وكذا ما اشتبه ان المؤتم لو كان معتماً
بعمامة والامام مكتفياً على قلنسوة يكره۔ (ص ۱۹۸)۔

اگرچہ سنون مستحب ہونے کی وجہ سے افضل یہی ہے کہ پگڑی باندھنی چاہئے خواہ امام ہو
یا مقتدی اور نماز ہو یا غیر نماز دونوں حالتوں میں۔ تاہم پگڑی کے بغیر صرف ٹوپی پہن کر نماز
پڑھنا پڑھنا بلا کراہت صحیح ہے۔

اگر مقتدیوں نے پگڑی باندھی ہو اور امام نے صرف ٹوپی پہنی ہو تو کچھ کراہت نہیں۔ جیسا کہ
عمدة الرعاية کے جزیئہ سے معلوم ہوا۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

اپریشن کی وجہ سے اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم

میں نے آنکھ کا اپریشن کروانا ہے۔ سننا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپریشن کے بعد حرکت کرنے سے اور نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں تو اس دوران میں نماز نہ پڑھوں یا پڑھتا رہوں جیسے ارشاد ہو عمل کیا جائے گا۔

سائل محمد حسن ریلپانہ جھنگ

اگر رکوع وسجود کی وجہ سے اپریشن والی آنکھ کو نقصان کا خطرہ یقینی ہو۔ تو اشارے سے نماز پڑھ لیں۔

الجواب

امره الطیب بالاستلقاء لبزغ الماء من عينه صلى بالایماء
لان حرمة الاعضاء كحرمة النفس اه (درمختار)۔ (قوله
امره الطیب) اى المسلم الحاذق كما ذكره فى الصوم۔ اه
(شامیہ ج ۱ ص ۷۱۵)۔ فقط والله اعلم

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱/۲/۱۴۱۱ھ

سانس ٹوٹ جانے کی وجہ سے آیت کو دہرانے کا حکم

بعض اوقات دورانِ قرأت امام صاحب کانسانس ٹوٹ جاتا ہے اور وہ پہلے پڑھی ہوئی آیت کو دوبارہ دہراتے ہیں۔ کیا اس سے نماز میں کراہت تو نہیں آتی؟ بیٹنوا تو جس درار نفیس الرحمن،،،،، آر سا ہی سوال

درمیان میں سانس ٹوٹ جانے کی وجہ سے دہرانے کی صورت میں نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی۔ کیونکہ یہ دہرانا عذر کی وجہ سے ہے۔

الجواب

واذا كرر آية واحدة مرارا فان كان فى التطوع الذى يصلى وحده
فذلك غير مكروه وان كان فى الصلوة المفروضة فهو

مكروه في حالة الاختيار واما في حالة العذر و النسيان

فلا بأس۔ (عالمگیری ج ۱: ۵۶)۔ فقط واللہ اعلم۔

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۸/۱۰/۱۴۱۰ھ

تکبیرات انتقال کی اہمیت اور انتہاء کا سنون وقت

ایک امام مسجد جماعت کرار ہوتے اور رکوع میں کافی جھک کر رکوع کی تکبیر کرتا ہے۔ اور رکوع سے اٹھا اٹھ کر سمیع اللہ کرتا ہے سجدہ میں جانے کے لئے کافی جھک کر تکبیر کرتا ہے۔ اور تکبیر سجدہ میں سر رکھنے کے بعد ختم کرتا ہے۔ اسی طرح دوسرا سجدہ کرتا ہے اور تکبیر سجدہ میں سر رکھنے کے بعد ختم کرتا ہے۔ کیا یہ نماز درست ہے؟ اگر نہیں تو کیا نمازیوں کی نماز درست سمجھی جائے گی یا کہ نہیں؟ بیٹنوا تو جبروا۔

سنت یہ ہے کہ رکوع کو جاتے ہوئے جھکتے ہی تکبیر شروع کر دیں اور رکوع میں پہنچ کر ختم کریں۔ اور ایسے ہی باقی مقامات میں۔

الحمد للہ

یکبر مع الانحطاط للركوع اه افادات السنة کون ابتداء

التکبیر عند الخرور وانتهائه عند استواء الظهر۔ (شامی

فقط واللہ اعلم

ج ۱: ۴۶)۔

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تبلیغی نصاب پڑھنا

محرمی مفتی صاحب! میں عرصہ دراز سے جامعہ مسجد صدیقیہ شاہ جمال سے منسلک ہوں۔ عرصہ دراز سے عشا کی نماز کے بعد تبلیغی نصاب سے ایک واقعہ اور ایک حدیث شریف پڑھ کر سناتا ہوں

ابھی دو دن پہلے کی بات ہے کہ ایک بزرگ نے اعتراض کیا کہ آپ کتاب کچھ دیر کر کے پڑھا کریں کیونکہ کچھ نمازی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ میں نے بزرگ کو جواب دیا کہ جہاں اجتماعی کام شروع ہو جائے وہاں انفرادی کام کو چھوڑ کر اجتماعی کام میں شامل ہو جانا چاہئے لیکن اس بزرگ نے میری بات نہ مانی۔ اب آپ ہر بانی فرما کر یہ مسئلہ بتائیں کہ میں ایک دو نمازی کا انتظار کر کے کتاب پڑھوں یا پھر جو نمازی نماز پڑھ کر ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں ان کو کتاب پڑھ کر سناؤں۔

بعد میں آنے والے نمازیوں سے گزارش کریں کہ آپ نماز ذرا فاصلے پر پڑھیں تاکہ یہ کام بھی ہوتا رہے اور ان کی نماز میں بھی خلل نہ آئے۔ نمازیوں کا خیال بھی بہت ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۰/۱۰/۲۰۰۷ھ

اشارہ بالسبابہ مشہور احادیث سے ثابت ہے اور یہی حنفی کا قول ہے

۱ : اشہد ان لا الہ الا اللہ پر اشارہ کرنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں ؟

۲ : فقہ حنفی میں اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟

۳ : فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب عالمگیری قدیم : ج ۱ : ص ۳۹ - پر لکھا ہے۔

والمختار انہ لا یشیر کذا فی الخلاصۃ وعلیہ الفتوی کذا

فی المصنوعات ناقلاً عن الکبری وکثیر من المشائخ لایرون

الاشارة وکوهها فی منیۃ المفتی کذا فی التبیین -

۴ : اگر فقہ حنفی میں اس کا جواز یا استحباب لکھا ہے تو عالمگیری جس کو پانچ سو علماء نے مرتب کیا ہے اس میں مختار قول نہ کرنے کو کیوں کہا گیا ہے

۵ : نقشبندی حضرات بھی اس کا انکار کرتے ہیں کیونکہ محبہ د صاحب نے بدعت کہا ہے۔ اس مسئلہ کو وضاحت سے لکھیں۔

سائل ممتاز احمد قاسمی معلم الافتاء خیر المدارس ملتان

الحج والعمرة

تشہد میں اشارہ باسباب بہت سی احادیث میں منقول ہے اور یہ احادیث حدیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں جن میں سے چند یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

۱ :- عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قعد فی التشہد وضع یدہ الیسری علی رکبۃ الیسری ووضع یدہ الیمنی علی رکبۃ الیمنی وعقد ثلثۃ وخمسن واسار بالسبابۃ وفی روایۃ کان اذا جلس فی الصلوۃ وضع یدہ علی رکبۃ ورفع اصبعہ الیمنی التی تلی الالبہام یدعو بہا و یدہ الیسری علی رکبۃ باسطہا علیہا۔ (رواہ مسلم)

۲ :- عن عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قعد یدعو ووضع یدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی ویدہ الیسری علی فخذہ الیسری واسار باصبعہ السبابۃ ووضع اہما فی اصبعہ الوسطی ویلقم کفہ الیسری رکبۃ رواہ مسلم مشکوۃ۔

۳ :- عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثم جلس فافتش رجلہ الیسری ووضع یدہ الیسری علی فخذہ الیسری ومد مرفقہ الیمنی علی فخذہ الیمنی وقبض ثنتین وحلق حلقة ثم رفع اصبعہ فرأیتہ یحکمہا یدعو بہا۔ (رواہ ابوداؤد والدارمی)۔

۴ :- عن عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشیر باصبعہ اذا دعا ولا یحکمہا۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی)۔

۵ :- عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان رجلا کان یدعو باصبعیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحَدِّ اُحَدِّ۔ (رواہ الترمذی والنسائی والبیہقی)۔

۶ : عن نافع قال كان عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنه اذا جلس في الصلوة وضع يديه على ركبتيه وأشار باصبعه و اتبعها بصره ثم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لهن أشد على الشيطان من الحديد يعني السبابة - (رواه احمد كلها من المشكوة : ج ۱ ص ۸۲ و ۸۵) -

ان کے علاوہ " اشارہ بالسبابة " کی روایات حضرت سعد، حضرت نمیر خزامی اور حضرت اسامہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ سے بھی منقول ہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ مؤطا میں اشارہ بالسبابة کی روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ " وبصنيع رسول الله صلى الله عليه وسلم نأخذ وهو قول أبي حنيفة "۔

(ص ۱۰۸)

علامہ شامیؒ ردالمحتار میں محیط سے نقل فرماتے ہیں۔

وفي المحيط انهما سنة يرفعها عند النفي ويضعها عند الاثبات وهو قول أبي حنيفة ومحمد وكثرت به الآثار والاعبار فالعمل به أولى اه فهو صريح فان المفتى به هو الاشارة بالسبابة الخ (ج ۱ ص ۳۷۶)۔

آگے چل کر شرح کبیر کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ مانعین اشارہ کا قول روایت و درایت کے خلاف ہے۔

وقال في الشرح الكبير قبض الاصابع عند الاشارة هو المروى عن محمد في كيفية الاشارة وكذا عن أبي يوسف في الامالي وهذا فرع تصحيح الاشارة وعن كثير من المشائخ لا يشيرون اصلاً وهو خلاف الدراية والرواية اه (ج ۱ ص ۳۷۶)۔

اور اس بحث کے خاتمہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وهذا ما اعتمدہ المتأخرون لثبوته عن النبي صلى الله عليه وسلم بالاحاديث الصحيحة ولصحة نقله عن ائمتنا الثلاثة (ج ۱ ص ۳۷۶)۔

صاحب درختار مانعین اشارہ کا قول نقل کرنے کے بعد اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
 لكن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتأخرون
 كالكمال والحلبى والبهنسى والباقلانى وشيخ الاسلام امجد
 وغيرهم انه يشير لفعله عليه السلام ونسبوه لمحمد و
 الامام بل فى متن در البحار وشرحه غرر الافكار المفتى به
 عندنا انه يشير اه (شامى: ج ۱، ص ۳۷۵)۔

خلاصہ یہ ہے کہ بہت سی مشہور احادیث سے اشارہ بالسبابہ ثابت ہے اور امام ابو حنیفہؒ
 امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اس کا سنون ہونا منقول ہے۔ فقہاء و احناف
 کی کتب و شروح میں اسی کو مفتی بہ قرار دیا گیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں اشارہ نہ کرنے کو مختار
 یا مفتی بہ کہنا مرجوح ہے بلکہ غیر صحیح ہے۔ جیسے کہ اوپر کی تصریحات میں وضاحت سے نقل کیا جا چکا
 ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۲/۱۴۱۱ھ

کسی وجہ سے انگشت شہادت سے اشارہ ممکن نہ ہو تو کسی اور انگلی سے کریں

میری شہادت کی انگلی میں کافی دنوں سے پھوڑا نکلا ہوا ہے انگلی کو حرکت دینے سے ٹیسس اٹھتی ہیں
 تو بوقت شہد اس انگلی کی بجائے دوسری انگلی سے اشارہ کر سکتا ہوں یا نہیں؟

قرالدين مكتبة ربابية نزد خیر المدارس ملتان

اگر تکلیف کی وجہ سے انگشت شہادت سے اشارہ مشکل ہو تو اشارہ ترک
 کر دیں کسی اور انگلی سے نہ کریں کیونکہ اشارہ اسی انگلی سے مستحب ہے۔

الحمد لله

لا يشير بغير المسبحة حتى لو كانت مقطوعة او عيلة لم يشر
 بغيرها من اصابع اليمنى واليسرى كما فى النووى على مسلم۔

(طحطاوى، ص ۱۲۷)

فقط واللہ اعلم - احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۷/۱۰/۱۴۱۰ھ

تشہد میں انگلی کب اٹھائے اور کب رکھے

نماز میں التحیات کے تشہد میں کس حرف پر انگلی اٹھانی ہے اور کس پر پست کرنی ہے بعض کہتے ہیں کہ "اشہد" پر اٹھانی ہے اور "اللہ" پر نیچے کرنی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ "اشہد" پر اٹھانی ہے اور سلام تک اٹھائے رکھنی ہے۔ کون سا عمل صحیح ہے۔ اور دوسرے بعض فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

جواب: "لا الہ الا اللہ" پر انگشت اٹھائے اور "الا اللہ" پر پست کرے لیکن بالکل ران پر نہ رکھے بلکہ پست کرنے کے بعد بھی انگشت ران سے قدرے اٹھی ہوئی رہنی چاہئے فتاویٰ رشیدیہ میں جو کہا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ تفصیل تذکرۃ الرشیدیہ میں ملاحظہ ہو۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہی تحقیق ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷/۱۰/۱۴۱۰ھ

تشہد میں بیٹھتے ہی انگلیوں کا حلقہ بنا لینا اشارہ کرنے کے لئے حلقہ کب بنائے

چاہئے یا جب اشہدان لا الہ الا اللہ پڑھیں تب شہادت کی انگلی اٹھائیں اور باقی انگلیوں کا حلقہ بنائیں۔ فقہ حنفی کے مطابق جواب عنایت فرمائیں۔ سائل ممتاز احمد قاسمی

جب تشہد پر پہنچے تب حلقہ بنائے۔

جواب: لا

والعقد وقت التشہد فقط فلا یعقد قبل ولا بعد وعليہ الفتوی

فالظاهر يجعل المعقودة الى جهة الركبة الخ (طحطاوی، ص ۱۴۷)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۲/۱۴۰۹ھ

نمازی کے آگے بیٹھا ہوا اٹھ کر جاسکتا ہے
ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور ایک
شخص نماز ختم کر کے اس نمازی کے

آگے بیٹھا ہے جو نماز پڑھ رہا ہے۔ اب اگر یہ شخص جو آگے بیٹھا ہے اٹھ کر چلا جائے تو یہ جائز ہے یا
نہیں۔ ایک صاحب کہتے ہیں یہ گزرنے میں داخل نہیں۔ لہذا اس پر کوئی گناہ نہیں؟

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فقہی روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے لیکن احتیاط
اسی میں ہے کہ حتی الوسع اس عمل کو اختیار نہ کیا جائے۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت
مفتاویٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس مسئلہ میں شرح صدر نہیں ہوا۔ البتہ عمل کرنے والے پر ملامت بھی
کی جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفر

الجواب صحیح

نائب مفتی ۲۴ / ۱ / ۱۳۷۶ھ

بندہ محمد عبداللہ عفر مفتی جامعہ ہذا

بائیکل سکوٹر، موٹر کار پر نماز کا حکم
کتب فقہ میں صلوٰۃ علی الدابہ کا جواز لکھتے
کہ یتوجہ المصلیٰ الی ما توجہت الیہ

راحلتہ اور چلتے چلتے پیدل نماز درست نہیں ہے تو آیا سائیکل سوار کا حکم گھوڑ سوار وغیرہ کا حکم
ہے یا پیدل کا حکم ہے؟ نیز سکوٹر اور موٹر کار کا کیا حکم ہے۔ ڈرائیور گاڑی چلاتے ہوئے نماز پڑھ
سکتا ہے یا نہیں؟

بائیکل کو دابہ پر قیاس کرتے ہوئے نوافل پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور
اس پر قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ اسی طرح سکوٹر سوار اور موٹر گاڑی کے
ڈرائیور کے لئے بھی نوافل پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ نہ ہی متوجہا الی القبلة اور نہ ہی حیث ما توجہت للابت
فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

۲۶ / ۱۲ / ۱۳۸۸ھ

جامعہ خیر المدارس ملتان

نماز میں نیت کے ضروری ہونے پر حدیث "انما الاعمال بالنیات" سے استدلال

غیر مقلد لوگوں نے ہمیں تنگ کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ نماز کی نیت کرنا کہاں فرض ہے۔ یہ فرائض واجبات اور سنن وغیرہ بدعت ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے رہنمائی فرمائیں۔
عَلِیْقُ الرَّحْمَنِ ۵/۷۷ آر سا ہیوال

الجواب حدیث "انما الاعمال بالنیات" کی بناء پر تمام عبادات میں نیت ضروری ہے اور نیت دل کا فعل ہے۔ جب دل میں یہ استحضار ہو جائے کہ فلاں نماز اتنی رکعات اللہ کے لئے اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں تو یہ کافی ہے۔ زبان سے کہنا ضروری نہیں اگر غیر مقلد نیت قلبی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے تو یہ حدیث صریح کے خلاف ہے۔ اور اگر زبانی نیت کا انکار کرتے ہیں تو یہ ہمارے نزدیک بھی ضروری نہیں ہیں۔ غیر مقلدین نے سادہ لوح لوگوں کو واقعی تنگ کر رکھا ہے۔ ہمیں مسلسل ایسی شکایات موصول ہوتی رہتی ہیں۔ جو شبہ ہو لکھ کر صاف کر لیا کریں۔ فرائض واجبات و سنن والا سوال واضح نہیں کہ وہ کس چیز کا انکار کرتے ہیں۔ تفصیلاً لکھیں یا بہتر یہ ہے کہ کسی وقت دارالافتاء میں تشریف لا کر حل کر لیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ غیر المدارس ملتان ۱۳۹۶/۷/۲

حکرت پر مجبور معذور سمجھا جائے گا ایک شخص نے کسی غرض کے لئے چلہ کشی کی لیکن وہ الٹا ہو گیا۔ عرصہ سے اس کا علاج جاری ہے۔

ہے۔ وہ شخص نماز بھی پڑھتا ہے۔ چلہ کے اثرات کی وجہ سے رکوع میں انگلی کی حرکت مسلسل جاری رہتی ہے۔ بقول سائل گلے کی رکاوٹ کی وجہ سے کچھ پڑھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ جسم کے پورے حصے پر اثرات ہیں سجدہ میں بھی حرکت رہتی ہے اثرات کی وجہ سے۔ کیا ایسی حالت میں نماز ہو جائے گی۔ یا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے کہ نماز ہو جائے۔ یہ حالت مجبوری ہے کوشش کی گئی ہے لیکن رک نہیں سکتا۔
نوٹ ! سائل اس بات کی کوشش اس حد تک کرتا ہے کہ نماز میں خلل نہ ہو لیکن بیماری

کی وجہ سے حرکت ضرور ہوتی ہے۔ اس بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ یہ حرکت عمل کثیر میں داخل تو نہیں ہو جاتی۔ کیا کیا جائے۔ نماز فرض ہے سائل مریض ہے۔

سائل خالد عثمان حسین آگاہی ملتان

صورت مسئلہ میں بوجہ عذر نماز جائز ہے۔

فقط واللہ اعلم

الحاج محمد یونس

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۶/۳/۱۳۹۷ھ

کسی نماز کے بعد ختم خواجگان کو معمول بنالینا

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کی ”ضیاء القلوب“ میں ختم خواجگان چشت اور ختم خواجگان قادریہ کے طریقے موجود ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ اور ان کے بعض خلفاء کا یہاں رمضان المبارک کے اعتکاف میں بعد نماز ظہر ختم خواجگان چشت کا معمول ہے۔ غیر المذاہب ملتان میں روزانہ بعد نماز عصر اس کا معمول ہے۔ عرصہ دراز سے ایک مسجد میں ختم خواجگان کا معمول تھا۔ بعض لوگ جو اپنے کو علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں انہوں نے اس ختم شریف کو یہ کہہ کر بند کر دیا کہ یہ بدعت ہے۔ کیا ختم خواجگان بدعت ہے؟

۱۲۔ متذکرہ بالا مسجد کی طرح جہاں اس کا معمول ہو کیا اسے ختم کر دینا چاہئے اس لئے کہ یہ بدعت ہے۔ بلینوا تو جروا۔

ختم خواجگان سب بزرگوں کا معمول ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز کے یہاں بھی معمول تھا۔ اس لئے اس کو بدعت کہنا بدعت ہے۔

الحاج محمد یونس

امفتی ولی حسن بنوری ٹاؤن کراچی

ختم خواجگان بدعت نہیں اسے بدعت قرار دینا بدعت کی حقیقت سے بیخبری کی دلیل ہے۔ اس کا پڑھنا نہ ہر شخص پر لازم سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کے تارک پر نیکیر کی جاتی ہے بس ایک بابرکت وظیفے کی حیثیت سے پڑھا جاتا ہے پس اسے بدعت کہنا صحیح نہیں۔ یہ وظیفہ بند کرنا غیر ضروری و نامناسب فعل ہے۔

الجواب

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۴۱۰ھ

شلوار ٹخنوں سے نیچے ہونے کی حالت میں پڑھی جانے والی نماز واجب الاعداد ہے

ایک شخص نے نماز اس حالت میں پڑھی کہ اس کی شلوار یا چادر ٹخنوں سے نیچے تھی۔ کیا نماز ہو گئی، یا اس کا اعادہ واجب ہے۔ جواب بحوالہ درکار ہے۔

اگر تبرک کی وجہ سے چادر وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے کر کے نماز پڑھی تو اس کا اعادہ کیا جائے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بینما رجل یصلی مسبلاً
ازارہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذهب فتوضاً فذهب
فتوضاً ثم جاء فقال اذهب فتوضاً فقال له رجل یا رسول اللہ
اموتہ ان یتوضاً ثم سکت عنہ قال انه کان یصلی وهو
مسبل ازارہ وان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوۃ رجل مسبل - ۱ھ
ر ابوداؤد والبذل المجہود : ج ۵، ص ۵۴ - وفی البذل تحت قوله
رجل مسبل ازارہ من الکبر والخیلاء - ۱ھ (مشکوٰۃ ج ۱۱ ص ۷۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۷/۱۴۱۱ھ

فوجی وردی اور بوٹوں میں نماز کا حکم

فوج میں وردی ایسی دی جاتی ہے جس میں قمیص اور پتلون ایک کپڑا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ
کئی کئی دن اتارنے کا موقع نہیں ملتا۔ خصوصاً ہنگامی حالات میں۔ پھر اس وردی کو پیشاب کی

چھینٹوں سے پاک رکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے تو اس وردی کے اندر نماز پڑھ سکتے ہیں جب کہ پاک کپڑا پہننے کا موقع نہ ملے۔ اسی طرح فوج میں بوٹ بھی ایسے ملتے ہیں۔ جن کو اتارنے کا کئی کئی دن موقع نہیں ملتا۔ اور نہ اتنی فرصت ملتی ہے اور بوٹ نجس بھی ضرور ہوتے ہیں تو جب نماز کا وقت آ جائے تو کیا ان بوٹوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ بعض دفعہ عین نماز کا وقت ہوتا ہے اور فوج کو فوراً تیاری کا حکم ہو جاتا ہے۔ یا عین نماز کے وقت چل رہے ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں نماز کی ادائیگی کی کیا صورت ہے؟ چلتے چلتے گاڑی میں پڑھیں تو قبلہ معلوم نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں کیا کیا جائے۔

۴: بعض اوقات ہنگامی حالات میں ٹینک یا گاڑی کے اندر بیٹھنا پڑتا ہے۔ کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہوتی تو کیا قعوداً نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۵: فوجیوں کے پاس پانی وضو کی مقدار موجود ہو اور فوراً کوئی ایسا حکم افسر کی طرف سے آ جاتا ہے کہ وضو کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ اتنا وقت نہ ہو تو کیا فوراً تیمم کر سکتا ہے؟

وردی کو پاک رکھنا کچھ مشکل نہیں۔ اہتمام اور فکر کی ضرورت ہے اور اگر بالفرض وردی کا کچھ حصہ ناپاک ہو گیا ہے اور وردی اتارنے یا پاک کرنے میں دشمن کا خوف ہے تو ایسی صورت میں اسی وردی کے ساتھ نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔

کما فی الدر و اذا لم یجد ما یزیل بہ نجاستہ او یقللہا صلی
معہا ولا اعادۃ علیہ وفی الشامیۃ ومثلہ خوف العدو وعدم
وجود ثمنہ ونحو ذلک ۱ھ۔ (شامی ج ۱: ص ۳۸۴)۔

۲: تفصیل بالا کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے بوٹوں میں نماز جائز ہوگی۔ احتیاط کرے تو جنگلات میں ایسے بوٹ کے ناپاک ہونے کا احتمال کم ہوتا ہے۔

۳: کوشش ہونی چاہئے کہ نماز کو اول وقت میں پڑھ لیا جائے جب کہ ایسا ممکن ہو۔ ورنہ نماز کے آخری وقت تک انتظار کیا جائے ان شاء اللہ وقت مل جائے گا۔ انتہائی خطرے کے وقت میں ظہر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھ لی جائے۔ اور مغرب کی تاخیر کر کے پڑھ لی جائے۔ عشاء کا وقت طلوع فجر تک رہتا ہے۔

موٹر میں قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھی جائے۔ ساتھیوں کو ذرا ادھر ادھر کر دیا جائے۔ رفتار اس کے لئے سہولت سے تیار ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر دشمن کے خوف کی وجہ سے قبلہ کی طرف منہ کرنا

متعذر ہو جائے تو غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

استقبال القبلة حقيقة او حکما كعاجز ای كاستقبال عاجز
عنها لمرض أو خوف عدو أو اشتباه فجأة قدرته أو تحریه
قبله له حکما۔ (در مختار مع الشامیہ : ج ۱ : ص ۳۱۴)۔

۴ : بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

۵ : وضو کر کے نماز پڑھیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۲۵
نائب مفتی جامعہ نعیمیہ المدارس ملتان ۱۳۹۱ھ

اسلحہ سمیت نماز پڑھنے کا حکم

بعض اوقات جب ہم محاذ پر ہوتے ہیں تو اسلحہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی دوران جب نماز ادا کرنی ہو تو اسلحہ اتار کر نماز پڑھیں یا اسلحہ سمیت ہی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہاں کچھ ساتھیوں میں اختلاف ہو گیا ہے۔ اس لئے مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

مستفتی : محمد کنڈر، جمعیتہ المجاہدین ملتان پاکستان

اگر اسلحہ ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے توجہ نماز سے نہ ملتی ہو تو پہنے ہوئے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

الحمد للہ

ولا بأس ان یصلی متقلدا للقوس والجمعۃ الا ان یتحرک علیہ

حرکۃ تشغلہ فیہ مکروہ ویجزیہ کذا فی السراج الوہاج۔ ۱ھ

(عالمگیری : ج ۱ : ص ۵۷)۔

ولا یکرہ تقلد المصلی بسیف ونحوہ اذا لم یشفل بحرکتہ

وان شغلہ کرہ فی غیر حالۃ قتال۔ (مراقی الفلاح

علی الطحطاوی : ص ۲۰۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۳، صفر المظفر، ۱۴۱۲ھ

نماز کی نیت میں استقبال قبلہ کی نیت کرنا ضروری نہیں

کیا نماز کی نیت کرتے ہوئے ”منہ طرف کعبہ شریف کے“ کہنا ضروری ہے؟
الجواب استقبال قبلہ ضروری ہے۔ استقبال قبلہ کی نیت ضروری نہیں۔ اور زبان سے نیت کا تلفظ بھی ضروری نہیں۔

ونية القبلة ليست بشرط والتوجه اليها يغنيه عن النية هو
 الاصح اه (مراقى الفلاح) وقوله ونية القبلة ليست بشرط
 لانها من الوسائل وهي لا تحتاج الى نية كالوضوء فالشرط
 حصولها لا تحصيلها - اه (طحطاوى: ص ۱۱۵) - فقط والله اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

درود شریف کے بعد کئی دعائیں پڑھنے کا حکم

امامت کراتے ہوئے یا اکیلا نماز پڑھتے ہوئے درود پاک کے بعد رب اجعلنی اور
 ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الخ یہ دونوں دعائیں پڑھ سکتا ہے یا ایک پڑھے۔
الجواب پڑھ سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ بصورت امامت ایک دعا پڑھے۔ فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس افتاء جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۰، ۱۴۰۳ھ

لہ دیکرہ للامام تطویل الصلوة لمافیہ من تنفیر الجماعة لقوله

عليه السلام من امّ فليخفف اه (مواقيت الفلاح)
 قوله تطويل الصلوة بقراءة او تسبيح او غيرهما رضى القوم ام لا
 لا طلاق الامر بالتخفيف اه (طحطاوى ص ۱۶۶) - فقط والله اعلم
 اسبق محمد النور عفا الله عنه مرتب خير الفتاوى

بوقت قیام دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ

نماز پڑھتے ہوئے قیام کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہئے۔
 دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔

الحول

ویسن تفریج القدمین فی القیام قدر اربع اصابع۔

(مواقی) وفی الطحطاوی نص علیہ فی کتاب الاثر ولم یحک

فیہ خلافا۔ اه (ص ۱۲۳) فقط والله اعلم۔

اسبق محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۱۴، ۱۴۰۹ھ

نماز میں وساوس کی وجہ سے لاحول پڑھنا

جب آدمی کو نماز میں وساوس آئیں تو اگر وساوس دنیا سے لاحول پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ عند الطرفین۔ اور اگر وساوس آخرت سے لاحول پڑھے تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیا زید کا یہ قول صحیح ہے ؟

الحول

زید کا یہ قول درست ہے۔ المصلی اذا وسوسه الشیطان فقال

لاحول ولا قوة الا بالله ان كان ذلك الذی وسوسه

فی امر من امور الآخرة لا تفسد صلوته وان كان فی امر من

امور الدنيا تفسد کذا ذکره فی الذخیرة لان الوسوسة الم

فكانه حوقل بسبب الم اخروی فی الاول وبسبب الم دنیوی
فی الثانی - ۱۴۴ (کبیری، ص ۲۲۲) - فقط واللہ اعلم -

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۳/۴/۱۴۰۴ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا کیسے بیٹھے

جو معذور بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اس کے لئے بیٹھنے کا کوئی خاص طریقہ منقول ہے یا جیسے چاہے
بیٹھ جائے۔ بینوا توجسروا۔

اگر مشقت نہ ہو تو بحالت التیمات بیٹھنا بہتر ہے اور اگر اس طرح بیٹھنے سے
تکلیف ہوتی ہو تو پھر جیسے آسانی ہو بیٹھ جائے۔

ثم المريض يقعد في الصلوة من اولها الى اخرها كما يقعد في
التشهد ان استطاع ذكر السروجي ان هذا قول زفروفي
الذخيرة نقل عن ابى الليث انه عليه الفتوى لانه القعود
المعهود في الصلوة وقال قاضي خان يقعد كيف شاء في
رواية محمد بن عن ابى حنيفة الى قوله والظاهر ما افتى به
ابو الليث كما ذكره المصنف عند عدم حصول المشقة به
والتخير عند حصولها به ۱۴۴ (کبیری، ص ۲۶۴) - فقط واللہ اعلم -
الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳/۴/۱۴۰۴ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

چار پانی پر نماز پڑھنے کا حکم
گرمیوں میں کیڑے مکوڑے کے ڈر سے اگر نماز تہجد
چار پانی کے اوپر پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی یا
نہیں۔ بینوا توجسروا۔ عبد المجید بلاک نمبر ۶ چیمبر وطنی، ساہیوال۔

الحمد لله

اگر چار پائی خوب کسی ہوئی ہو اور پاک ہو تو اس پر نماز جائز ہے۔
(کذا فی امداد الاحکام: ص ۴۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

جو اشارے کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو اسے نماز معاف ہے

اگر کوئی شخص بیمار ہو اور وہ نماز کے عوض میں فدیہ دے دے تو اس کی نماز معاف ہو سکتی ہے یا نہیں۔ جواب وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

اگر ہوش قائم ہے اور اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ تو پڑھ لیا کرے ورنہ نماز معاف ہے۔ وأنا عجز المريض عن الایماء بالرائس فی

ظاہر الروایۃ یسقط عنه فرض الصلوۃ ولا یعتبر الایماء بالعینین۔

(عالمگیری: ج ۱: ص ۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

جامعہ خیر المدارس ملتان

دو پیسے کے بدلہ میں سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا

تبلیغی جماعت ولے عام طور پر بیان کیا کرتے ہیں کہ قیامت کے دن دو پیسے ناحق لئے ہوئے کے بدلہ میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لے لیا جائے گا۔ کیا ان کی یہ بات درست ہے اور دو پیسے سے مراد کون سے دو پیسے ہیں ؟

کتب فقہ میں دائق کا ذکر ہے کہ ایک دائق کے بدلے سات سو جماعت سے پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب وضع کر لیا جائے گا۔ اور علامہ قشیریؒ نے سات سو مقبول نماز کا لکھا ہے۔ دائق تقریباً سات رتی کا ہوتا ہے۔ تو گویا سات رتی چاندی کے برابر

الحمد لله

ناسق لی ہوئی مالیت کے بدلے میں سات سو مقبول نماز کا ثواب وضع کر لیا جائے گا۔ کسی زمانے میں جب کہ چاندی سستی ہوگی تو ہو سکتا ہے کہ اتنی چاندی اس وقت کے دو پیسے کے بدلے میں آجاتی ہو۔ اس لئے دو پیسے مشہور ہو گئے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور ہی اتنا ثواب وضع کیا جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے مظلوم کو اپنے پاس سے دے کر ظالم کو معاف کر دیں۔

جاء انه يؤخذ لدائق ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة اه (درمختار)
 (قوله جاء) ای فی بعض الكتب اشباه عن البزازية ولعل المراد
 بها الكتب السماوية او يكون ذلك حديثا نقله العلماء فی
 كتبهم والدائق بفتح النون وكسرها سدس الدرهم وهو
 قيراطان والقيراط خمس شعيرات اه (قوله ثواب سبع مائة
 صلاة بالجماعة) ای من الفرائض لان الجماعة فيها والذي
 فی المواهب عن القشيري سبع مائة صلاة مقبولة ولم
 يقيد بالجماعة قال شارح المواهب ما حاصله هذا لا ينافی
 ان الله تعالى يعفو عن الظالم ويدخله الجنة برحمته - اه
 (شامی: ج ۱، ص ۳۲۳) - فقط واللہ اعلم۔

أحقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



خنثی رکوع و سجود کیسے کرے
 خنثی نماز پڑھتے ہوئے جب رکوع و سجود کرے تو
 کیا وہ رکوع اور سجدہ مردوں کی طرح کرے یا عورتوں کی طرح؟
 خنثی عورتوں کی طرح رکوع و سجود کرے۔ یعنی زیادہ نہ جھکے، انگلیوں کو پھیلانے
 نہ۔ ایسے ہی کلائیوں کو پہلو کے ساتھ ملانے رکھے الگ نہ کرے۔

الحمد لله

اما المرأة فتحنى في الركوع يسيراً ولا تفرج ولكن تضم وتضع
 يديها على ركبتيها وضعا وتحنى ركبتيها ولا تجافي عندها
 لان ذلك استرلها وفي شرح الوجيز الخنثى كالمرأة - (شامیہ ج ۱، ص ۳۲۵)

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ساتھ والے کو دیکھ کر نماز پوری کرنا
زید نماز میں شامل ہوا جب کہ ایک رکعت ہو چکی تھی جب
بقیہ رکعتیں ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو یاد نہ رہا کہ میری کتنی
رکعت باقی ہیں۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی نماز میں شامل ہوا تھا زید نے سوچا کہ اس کو دیکھ کر نماز پوری کر
لوں گا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ساتھ نماز پوری کر لی۔ کیا اس کی نماز درست ہو گئی ؟

الجواب
اگر اس دوران زید تین دفعہ سبحان رب العظیم کہنے کی مقدار
کہیں خاموش منتظر نہیں رہا تو زید کی نماز ہو گئی۔ ولونسی احد المسبوقین
المتساویین کمیۃ علیہ فقصی ملاحظۃ الآخر بلا اقتداء بہ صح ھکذا
فی الخلاصۃ۔ ۱۷ (عالمگیری : ج ۱ ص ۴۸)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

تکبیر تحریمیہ کے لئے ہاتھ اٹھانے کے بعد نیچے نہ لے جائیں

بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ تکبیر تحریمیہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو نیچے لے جاتے
ہیں یعنی رانوں کے برابر کر لیتے ہیں اور پھر باندھتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بنیوا تو جبروا۔

الجواب
ہاتھ اٹھانے کے بعد نیچے نہ لے جائیں۔ بلکہ ہاتھ باندھ لیں۔ ویسن وضع الرجل
یدہ الیمنی کما فرغ من التكبیر لا حرام بلا ارسال ھ

(طحاوی : ص ۱۷)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان : ۲۷، ۱۱، ۱۴۰۹ھ

نابینا آدمی قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے قبلہ رو کر دیا جائے

ایک آدمی نابینا ہے اور وہ نماز پڑھنی شروع کر لیا ہے اور کوئی آدمی موجود نہیں ہوتا جو اس کو سیدھے کعبہ کی طرف کر دے محض اپنی رائے پر نماز پڑھتا ہے لیکن حقیقت میں اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا۔ تو اب اس کو سیدھا کیا جائے تو استمداد خارجی پائی جاتی ہے جس سے نماز ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ ایسے ہی اس کو کہہ بھی نہیں سکتے تاکہ وہ محض کہنے والے کے کہنے پر بغیر سوچنے کے مڑ کر نماز ختم نہ کر دے۔ تو اب اس کو سیدھا کیسے کیا جائے۔ نیز یہ عام رداج ہے کہ جب بھی کوئی آدمی ٹیڑھا کھڑا ہو خواہ نابینا ہو اس کو ہاتھ سے قبلہ رخ کر دیتے ہیں حالانکہ اس نے نہ کہا ہوتا ہے اور نہ ہی وہ خود سوچ کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے بلکہ اقتدار محض ہوتی ہے تو کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور اگر دوسرا آدمی بغیر کہے ٹھیک کر دے تو کیا نماز باقی رہے گی یا نہیں۔ اگر سیدھے کرنے سے نماز باقی رہتی ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے اور اگر نماز درست نہیں تو اس کا ثبوت کیا ہے۔

اور اگر دوسرا آدمی نمازی کو سیدھا نہ کرے تو کیا وہ آدمی گنہگار ہوگا یا نہیں؟

صورت مسئلہ میں ایسے نابینا کو جو غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہے قبلہ رو کر دینا درست ہے اس سے نماز میں کوئی نخرابی لازم نہیں آتی۔ شامی ج ۱ ص ۲۰۳

الجواب

میں ہے۔

قال في شرح المنية ولو صلى الا عمى ركعة الى غير القبلة فجاء رجل فسواه الى القبلة واقتدى به ان وجد الا عمى وقت الشروع من يسأله فلم يسأله لم تجز صلاتهما والا جازت صلاة الا عمى - الخ -

نابینا آدمی شہر یا بستی میں جہاں جہت قبلہ شتبہ ہے اس قدر منحرف ہو کر نماز پڑھ رہا ہو جو انحراف مفسد صلوٰۃ ہے تو اب سیدھا رو قبلہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی نماز درست نہیں۔ اور انحراف مذکور نہیں تو تسویہ کی حاجت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان ۹۱/۳۸ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد اقتدار درست نہیں

امام صاحب ایک طرف سلام پھیر چکے ہوں تو مقتدی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
سائل نفیس الرحمن، ۵/۵/۲۰۱۵ء

ثم الخروج من الصلوة بسلام واحد عند العامة
وقيل بهما كما في مجمع الانهر فلو اقتدى به بعد
لفظ السلام الاول قبل عليكم لا يصح عند العامة - ۱ھ - (مرآۃ المفلاح)
معلوم ہوا کہ اکثر علماء کے نزدیک پہلے لفظ سلام کے بعد اقتدار کرنا ٹھیک نہیں۔
فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۸ / ۱۱ / ۱۳۹۵ھ

فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے

ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا منقول نہیں اس لئے جہراً بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ اگر ایسا ہے تو بھی آہستہ پڑھنے کے لئے اس قدر وقفہ تو ہونا چاہئے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ پیش امام نیت کے فوراً بعد اور سورۃ الحمد کے ختم ہونے کے فوراً بعد بلا کسی وقفہ کے دوسری سورت شروع کر دیتے ہیں۔
۲۔ آہستہ پڑھنے کی صورت میں بھی آخر کچھ وقفہ تو ہونا چاہئے جس سے اندازہ ہو سکے کہ بسم اللہ آہستہ پڑھی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ایک مرتبہ مولانا مودودی نے دریافت کرنے پر بتایا تھا کہ آپ بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

فاتحہ اور سورت کے درمیان تسمیہ کا پڑھنا مستحسن ہے۔ شامی ج ۱ ص ۴۵۔
فرض واجب بلکہ مسنون بھی نہیں ہے اس لئے بسم اللہ پڑھنے سے نماز میں

کوئی فرق نہیں آتا۔ فقط واللہ اعلم : بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ ہذا۔
(لے حاشیہ ۲ تہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(لہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سہی غیر المؤتم بلفظ البسملة لا مطلق الذکر کما فی ذبیحة ووضوء سرائی اقل کل رکعة ولوجہریة لاتسن بین الفاتحة والسورة مطلقا ولوسریة ولا تکره اتفاقا اه (در مختار) (قوله ولا تکره اتفاقا) ولہذا صرح فی الذخيرة والمجتبی بانہ ان سہی بین الفاتحة والسورة المقرؤة سراً أو جہراً کان حسنا عند الج حنیفة ورجحہ المحقق ابن الہمام وتلمیذہ الحلبي لشبهة الاختلاف فی كونها آية من کل سورة بحراہ (شامیہ: ج ۱ ص ۴۵۷)۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نعیمیہ المدارس ملتان ۲/۲، ۱۴۱۱ھ

فرائض کی موجودہ رکعت کا منکر گمراہ

ایک آدمی نے لوگوں کے اندر یہ پھیلا دیا ہے کہ ہر نماز کی دو رکعت فرض ہیں باقی نماز نہیں ہے اس کے ساتھ چند آدمی بھی شریک ہو گئے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث میں دو رکعت فرض کے سوا ثبوت نہیں ملتا۔ کیا یہ لوگ مسلمان رہے یا نہ ان سے تعلقات رکھنا کیسے ہے ؟

شروع اسلام میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں اس کے بعد حضور اقامت کی نمازوں میں سوائے فجر اور مغرب اور جمعہ کے اضافہ کر دیا گیا۔ صحیح مسلم میں ہے۔

الحمد للہ

عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت فرضت الصلوة رکعتین۔ رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلوة السفر وزید فی صلوة الحضر۔ (ج ۱ ص ۲۴۱)۔

شامی میں ہے۔

ماکان من ضروریات الدین وهو ما یعرف الخواص والعوام انه من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرسالة و

الصلوات الخمس واخواتها يكفر منكره ومالا فلاه (ج ۱) ۲۹۱
 رکعتین پر زیادتی احادیث سے ثابت ہے۔ اس لئے اس کا انکار ضلالت ہے اہل اسلام کو
 ایسے لوگوں سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

تعوذ و تسمیہ صرف امام و منفرد پڑھے
 سورت فاتحہ سے قبل تعوذ اور تسمیہ کن کن رکعتوں
 میں پڑھنا چاہئے اور ان کی شرعی حیثیت کیا ہے

قرأت شروع سورت سے پڑھنا شروع کریں یا کسی سورت کے درمیان سے کوئی آیات پڑھ سکتے ہیں
 فاتحہ اور سورت کے درمیان تسمیہ پڑھنا مسنون ہے یا نہ ؟

محکم لطف اللہ خالد لاہور

ثنا سے فارغ ہونے کے بعد تعوذ و تسمیہ کا پڑھنا امام و منفرد کے لئے
 سنت ہے۔ مرقی میں ہے۔

الجواب صحیح

وليس التعوذ للقراءة فيأتي به المسبوق كالامام والمنفرد لا
 المقتدى ۱ (۱۴۱)۔

اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ شروع کرنے سے قبل بسم اللہ کا پڑھنا بھی مسنون ہے۔
 وتسن التسمية اول كل ركعة قبل الفاتحة لانه صلى الله
 عليه وسلم كان يفتح صلواته بسم الله الرحمن الرحيم الحمد (طحا)
 دونوں صورتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملانے سے قبل تسمیہ نہ سنت ہے اور نہ ہی پڑھنا مکروہ
 ہے۔ لا تسن (التسمية) بين الفاتحة والسورة مطلقا ولو سرية ولا تکره اتفاقا۔

(در مختار: ج ۱ ص ۳۲۹)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی - ۲۹، ۶، ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

نمازیوں کو فساد نماز کی اطلاع بالکل

ممکن نہ ہو تو "تلافی" کی ایک صورت

امام صاحب نے مؤذن کو عشاء کی نماز کے بعد کہا کہ فجر کی نماز کا خیال کریں اگر میں نہ پہنچ سکا تو آپ نماز فجر پڑھا دیں۔ جب کہ امام صاحب اور مؤذن ایک ہی جگہ پر قیام پذیر تھے۔ صبح کو اتفاقاً مؤذن دیر سے اٹھا اور دوسرے نمازی نے آکر اذان دے دی۔ مؤذن نے جلدی سے امام صاحب کو جگایا اور بتایا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نماز پڑھا دیں۔ چنانچہ مؤذن نے جلدی سے استنجاء اور وضو کر کے سنتیں پڑھ کر جماعت کرادی۔

ایک گھنٹہ بعد مؤذن نے شبہ کی وجہ سے اپنے کپڑے دیکھے تو معلوم ہوا کہ محتلم حالت میں ہی اس نے نماز فجر پڑھا دی ہے۔ اس نے انتہائی پریشانی کے عالم میں خطیب و امام صاحب کو صورت حال سے مطلع کر کے کہا کہ میں نمازیوں کو مطلع کر دوں کہ جنہوں نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی ہے وہ اپنی اپنی نماز پڑھ لیں۔ تو امام صاحب نے اسے منع کر دیا کہ اب جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے وہ معاف کر دے گا۔ اگر اب نمازیوں کو اس طرح مطلع کیا گیا تو نمازی بدگمان ہو جائیں گے اور چہ میگوئیاں کریں گے اس لئے رہنے دو۔

چنانچہ مؤذن بے چارہ دل پر بوجھ لئے خاموش ہو گیا اور تاحال اس کا دل پریشان ہے۔ اور جب بھی اسے اس بات کا خیال آتا ہے تو وہ مغموم اور رنجیدہ ہو جاتا ہے اور وہ جگہ بھی تقریباً دو اڑھائی سو میل دور ہے۔ اور اس واقعہ کو تقریباً بائیس تیس سال ہو گئے ہیں۔ اب تو اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ کون زندہ ہے کون نہیں۔ جو واقف تھے ان کو بھی بھول گیا ہے۔ جہاں تک ان کو مطلع کرنے کی صورت ہے تو اب یہ ناممکن سی بات ہو گئی ہے۔ اس کے کفارہ و تلافی کی شرعاً کوئی دوسری صورت ہو تو ارشاد فرمائیں۔

المستفتی قاری سیف اللہ خالد قادری شاہ جمال ٹاؤن لاہور

امام اور مؤذن پر لازم تھا کہ فوری طور پر ان کو اطلاع دیتے کہ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں اب بھی اگر کسی بھی آدمی کا پتہ چل سکے تو اسے ضرور اطلاع دیں بالکل اطلاع

الحمد للہ

ناممکن ہو تو ان کی طرف سے اس نماز کا فدیہ ادا کر دیں شاید اس طرح کچھ تلافی ہو جائے۔

ويلزم الامام الذي تبين فساد صلوته اعلام القوم باعادة صلوتهم
 بالقدر الممكن ولو بكتاب او رسول في المختار - الى قوله و
 على رضى الله تعالى عنه صلى بالناس ثم تبين له انه كان
 محدثا فاعاد وامرهم ان يعيدوا - (مراقى الفلاح، ص ۱۶۲) -
 والصحيح انه لكل صلوة ندية هي نصف صاع من بواو دقيقه
 او سويقه او صاع تمر او زبيب او شعير او قيمته وهي افضل
 لتنوع حاجات الفقير وان لم يوص وتبرع عنه وليه او
 اجنبى جاز ان شاء الله - (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ۲۳۸)

فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس کس ملتان، ۲۰/۲، ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الفقہاء جامعہ خیر المدارس کس ملتان -



قومہ و جلسہ کی صحیح مقدار ۱ : قومہ اور جلسہ کی صحیح مقدار کیا ہے ؟
 ۲ : عند الاحناف قومہ اور جلسہ میں ذکر سنون ثابت ہے یا نہیں ؟

استفتی حکیم محمد عبد الحق : حقانی دواخانہ : طری، آئی، خان
 ۱ : قومہ اور جلسہ میں اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عھذا اپنی جگہ میں قرار پکڑ لے محققین احناف
 کے نزدیک واجب ہے اور اس کا اندازہ ایک سبج کے ساتھ کیا گیا ہے یعنی
 قومہ میں سیدھا کھڑے ہونے اور جلسہ میں بیٹھنے کے بعد ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا -
 صاحب درمختار فرماتے ہیں -

وتعديل الاركان اى تسكين الجوارح قدر تسبيحة في

الركوع والسجود وكذا في الرفع منهما - (شامی ج ۱ - ص ۴۳۲) -

۲ : قومہ میں منفرد کے لئے ربنا لك الحمد کہنا سنون ہے - نیز منفرد جلسہ میں بھی ادغیہ یا ثورہ
 طہ سکتا ہے - البتہ امام کے لئے قومہ و جلسہ میں کوئی ذکر عند الاحناف سنون نہیں ہے -

كذافي الشامية (۳) فقط والله اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفر اللہ لہ رئیس الافکار مجاہد
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
معین مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

تشہد عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وجوہ ترجیح

مسند ابو عوانہ اور بیہقی وغیرہ میں تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں بعض دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بعد خطاب کے صیغہ کو ترک کر دیا ہے ہم اہلسنت والجماعت احناف پہلے الفاظ پر کیوں اڑے ہوئے ہیں ؟

عن القاسم قال اخذ علقمة بيدي قال علقمة
أخذ ابن مسعود بيدي قال عبد الله اخذ رسول الله

صلى الله عليه وسلم بيدي فقال اذا جلست في الصلوة فقل
التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي و
رحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين
اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله
الحديث - اخرجہ محمد في كتاب الحجۃ ۱ ص ۱۳۲ - وجماعة
من المحدثين منهم ابوداؤد والطحاوي والدارمي ودارقطني
والبيهقي وبخاری و مسلم وغيرهم -

۱ : امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا فیصلہ -
وجوہ ترجیح
ولیس فی التشہد شیئ اوثق من حدیث عبد اللہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ - اس سے زیادہ پختہ حدیث تشہد کے باب میں موجود نہیں - (کتاب الحجۃ ۱۳)

۲ : وفي المؤطا كان عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه يكره

ان يزداد فيه حرف او ينقص منه حرف - (ج ۱ : ص ۱۵۷) -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشہد میں ایک حرف کی بھی کمی زیادتی کو جائز نہیں رکھتے تھے -

۳ : ایسے ہی طحاوی شریف میں مروی ہے کہ ایک شخص نے تشہد سے قبل بسم اللہ کا اضافہ کیا۔ تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ” اَتَاكُل “ کیا تو کھانا کھاتا ہے کہ بسم اللہ کہہ ڈالا ہے۔ بسم اللہ کے اضافہ پر بھی تنبیہ فرمائی۔

۴ : ایسے ہی کسی شخص نے ” وحدہ لا شریک “ کا اضافہ کرنا چاہا تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی اصلاح فرمائی۔

۵ : جتنے محدثین نے مذکورہ بالا حدیث کی تخریج کی ہے مسئلہ حدیث کی تخریج اتنے محدثین نے نہیں کی۔

۶ : یہ تشہد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمودہ ہے۔ مسئلہ تشہد تعلیم فرمودہ ہی نہیں۔

۷ : حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں تفصیل بیان نہیں فرمائی کہ یہ تشہد میری زندگی تک ہے۔ میرے رخصت ہو جانے کے بعد اس میں یوں تبدیلی کر لینا۔

۸ : جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیادتی کو مسکروہ جانتے تھے تو پھر انہوں نے یہ تبدیلی کیسے کر لی تبدیلی اور مسکروہ کیسے جمع ہو گئے۔ نیز یہ تبدیل شدہ الفاظ آپ کے ارشاد فرمودہ الفاظ کے مقابلہ میں حجت نہ ہونگے۔ کیونکہ آپ کی حیات میں بھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم حاضر خدمت نہ ہوتے تھے وہ بغیر تبدیلی کے تشہد پڑھتے تھے۔

۹ : حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وهو أصح حديث عن النبي صلى الله عليه وسلم في التشهد والعمل

عليه عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

ومن بعدهم من التابعين - ترمذی : ج ۱ : ص ۶۱ -

یہ حدیث تشہد کے باب میں سب سے اصح ہے۔ اکثر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کا اسی پر عمل ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۹

انجواب صحیح

نائب مفتی ۲۶ / ۱۱ / ۱۴۰۳ھ

۱۴۰۳ھ

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

ہاتھ باندھنے کا حدیث سے ثبوت بارہ ائمہ عظام میں سے کسی ایک یا زیادہ نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی ہو تو اس کا ثبوت کتب

اہل السنۃ والجماعۃ اور کتب شیعہ سے کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بہت سی روایات آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ باندھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت ہے وہ درج کی جاتی ہے۔

ان علیا قال من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت

السرة رواہ ابن الجب شیبہ۔

واضح رہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے۔ نیز ادب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ رب العالمین کی بارگاہ میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الانصار جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۱۲/۱۳۷۱ھ

تشہد میں ”محمد رسول اللہ“ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ صحیح روایات میں منقول نہیں

احادیث تشہد میں امام ابوداؤد نے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث نقل کی ہے جس کے متن کے الفاظ یہ ہیں واشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۰ ص ۱۲۰۔ ایسے ہی ترمذی شریف کی جامع الدعار میں بھی درود شریف ذکر کیا گیا ہے۔

اللهم انا نسئلك من خير ما سئلك منه نبيك محمد صلي الله

عليه وسلم ۱۲۰ ص ۱۹۲۔

ان کی تحقیق مطلوب ہے کہ آیا مذکورہ درود شریف حدیث مرفوع سے ثابت ہے یا نہیں؟

ابوداؤد اور ترمذی شریف کے متعدد نسخے دیکھے گئے موجودہ نسخوں میں صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ موجود ہیں۔ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں مذکورہ الفاظ پر (ن)

کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ جامع ترمذی کی شرح عارضۃ الاحوذی جو مصر کی مطبوعہ ہے اس کے جزء

ثالث عشر کی روایت میں ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کے الفاظ موجود نہیں۔ (ج ۱۳ ص ۱۸)

ایسے ہی ابوداؤد کی شرح ”عون المسبود“ صفحہ ۲۶۹ پر حدیث ابوداؤد میں بھی ”صلی اللہ علیہ وسلم“

کے الفاظ نہیں ہیں۔ ان سے بظاہر معلوم ہوا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شاید یہ الفاظ نہیں ہیں۔ کسی راوی یا نسخہ کا قصہ ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادعیہ ماثورہ میں معمول صلوٰۃ کے تذکرہ کا نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ادنیٰ کبیل پر نماز پڑھنا
اول کے کپڑے مثلاً کبیل وغیرہ پر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں
ہمارے ہاں ایک مولانا نے کہا ہے کہ ادنیٰ پر سجدہ کرنا جائز نہیں کیونکہ حکم زمین پر سجدہ کرنے کا ہے۔

ادنیٰ کبیل پر نماز پڑھنا درست ہے پیشانی کو بوقت سجدہ خوب جاکر رکھے۔
کہ کبیل کی تہ مزید نہ دب سکے۔ سجدہ کی جگہ کا از جنس تراب ہونا شرط نہیں۔ البتہ افضل یہ ہے کہ سجدہ زمین پر کیا جائے یا ایسی چیز پر جو زمین سے پیدا ہوتی ہے۔

لکن الافضل عندنا السجود علی الارض او علی ما تنبتہ۔

(شامی ج ۱ ص ۴۰)۔

نیز شامی میں ہے۔ فصیح علی طنفستہ و حصیر۔ (شامی ص ۱۱۱) فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی ، ، ، ، ۵۸۳ھ

خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا

جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں امام مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے

جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں امام قوم کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگے اور اس انصراف کو واجب یا فرض و مستحب کا درجہ نہ دے تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟

جن فرضوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں امام کو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہئے جیسا کہ منیۃ المصلیٰ اور شامی میں اس کی تصریح ہے لیکن

الجواب صحیح

جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں اصل تو یہی ہے کہ پہلی حالت پر دعا مانگ لے۔ اور اگر مقتدیوں کی طرف چہرہ پھیر لیا تو بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ مراقی الفلاح میں مصرح ہے۔ (طحاوی ص ۱۱۱)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

ابواب صحیح

نائب مفتی ۴، ۵، ۸۵، ۱۳۵

غیر محمد عفا اللہ عنہ، مستم جامعہ ہذا

لہ و کذا یکرہ مکثہ قاعداف مکانہ مستقبل القبلة فی

صلوة لا تطوع بعدہا کما فی شرح المنیة عن الخلاصة و

الکراهة تنزیہیة کما دلت علیہ عبارة الخانیة -

(شامی ج ۱ ص ۳۹۲) - اسقر محمد النور عفا اللہ عنہ مرتب فتاویٰ ہذا -

جسے رکعت مل جائے اسے تکبیر افتتاح کا ثواب مل جائیگا

تکبیر تحریمہ کو کب تک حاصل کیا جاسکتا ہے۔

الجواب تکبیر اولیٰ کی فضیلت کب تک حاصل ہو سکتی ہے اس کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ عالمگیریہ میں صحیح اس کو کہا ہے کہ رکعت اولیٰ جب تک مل جاتی ہے اس وقت تک تکبیر اولیٰ کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ قال فی المنیة۔

اما فضیلة تکبیرة الافتتاح فتکلموا فی وقت ادراکها

والصحيح ان من أدرك الركعة الاولى فقد أدرك فضیلة تکبیرة

الافتتاح کذا فی الحصر فی باب الی یوسف (عالمگیریہ ج ۱ ص ۳۵)

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ

ابواب صحیح

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵

جامعہ خیر المدارس ملتان

موٹر میں وضو سے نماز ممکن نہ ہو تو جیسے ہوا اشارہ سے پڑھ لے بعد میں عادی کرے

سواری کے چلتے ہوئے اگر نماز کا وقت ہو جائے اور ڈرائیور موٹر نہ روکے اور نماز کا وقت ختم ہونے کے قریب ہو تو نماز قضا کر دے اور بعد اترنے کے قضا پڑھے موٹر میں بیٹھ کر نہ پڑھے نماز نہ ہوگی۔ یہ عذر نہیں چلتا یہ زید نامی کہتا ہے۔ اور دلیل اس پر یہ کہ ایک شخص موٹر سے اس وقت اترتا ہے کہ سورج ڈوبنے کو ہوتا ہے اور اس نے نماز پڑھنی ہوتی ہے اور پانی قریب بھی ہوتا ہے اور اسے معلوم بھی ہوتا ہے تو اگر پانی کی طرف جاتا ہے تو نماز قضا ہوتی ہے تو جیسا اب پانی کے قریب ہونے کی وجہ سے تیمم نہ کرے۔ نماز قضا کرے۔ پانی تک پہنچ کر وضو کر کے نماز قضا پڑھے۔ اب یہی نماز موٹر کا مسئلہ ہے۔

مثلاً ایک عورت ہے نماز اس نے پڑھنی ہے ڈرائیور موٹر نہیں روکتا۔ اب وہ عورت مردوں میں کس طرح نماز پڑھے۔ قیام بھی نماز میں فرض ہے موٹر میں قیام ہو نہیں سکتا۔ تو زید کی اس دلیل کا کیا جواب ہے۔

بحر میں ہے کہ

الجواب

وفی الخلاصة و قاضی خان وغیرہما الا سیر فی

ید العدو و اذا منعه الكافر عن الوضوء و الصلوة یتیمم و یصلی

بالایماء ثم یعید الی قوله فلم منه ان العذر ان كان

من قبل الله تعالى لا تجب الاعادة وان كان من قبل

العبد وجبت الاعادة - (بحر الرائق: ج ۱: ص ۱۲۹)

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں نماز کو قضا نہ کرنا چاہئے البتہ ایسی صورت میں نماز اشارہ کے ساتھ ادا کر لینی چاہئے۔ دوبارہ بوقت فرصت اعادہ واجب ہوگا۔ کیوں کہ اشارہ کیا تھا ادا کردہ نماز پر اکتفا صحیح نہیں اور یہی حکم ہے جب کہ مذکورہ وجہ کی بنا پر بیٹھ کر گاڑی یا موٹر میں نماز ادا کی گئی ہو۔ پس مسائل کے کلام سے یہ جو متشرع ہوتا ہے کہ موٹر میں اشارہ سے یا بیٹھ کر نماز نہ پڑھے بعد میں قضا ضروری ہے (یہ غلط ہے) بلکہ بعد از اترنے موٹر کے اس نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی
خیر المدارس ملتان ۲۴ / ۱۱ / ۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد الباقی غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان

نماز میں وسادس سے بچنے کی ایک ترکیب
نماز میں گمراہ کن وسادس آنے کیسے ہیں
اور ان کا دفعیہ کیا ہے۔ نماز میں کوئی

خسرابی تو نہیں آتی۔ وضاحت سے ارشاد فرمائیں۔ بنیوا تو جبروا۔
نماز میں تلاوت و تسبیحات وغیرہ کی طرف دھیان رکھے ہر لفظ کو منہ سے
نکالنے سے پہلے یہ خیال کرے کہ اب میں یہ لفظ منہ سے نکال رہا ہوں سوچ
سوچ کر ہر لفظ زبان سے نکالے جب دھیان ہٹ جائے تو یاد آنے پر پھر الفاظ و معانی کی طرف
دھیان کو لے آئے۔ پھر خیال ہٹے تو پھر الفاظ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ چند دنوں تک کرنے سے
انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا اور وسادس میں تخفیف ہونا شروع ہو جائے گی۔ اس طرح نماز
پڑھنے میں انشاء اللہ پورا ثواب ملے گا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عفا اللہ عنہ ۲۹
خیر محمد عفا اللہ عنہ ہستم خیر المدارس ملتان ۲۴ / ۱۱ / ۱۳۹۰ھ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

يجب الاتيان بالتحريمۃ قائما

هل تجوز صلوۃ من ادرك الامام في الركوع فشمّل فيه
ولم يقم ساعة واحدة ؟

شیر محمد فاروقی، متنب لا طرکانہ سندھ

لا تجوز صلوۃ من دخل في الصلوۃ منحنيا بل يجب
الاتيان بالتحريمۃ قائما من شروط صحة التحريمۃ

الاتيان بالتحريمۃ قائما (مراقی الفلاح : ص ۱۱۹)۔

فقط واللہ اعلم : بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ خادم الاقامہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۹/۱/۱۳۷۴ھ

رکوع و سجود سے ہوا خارج ہو جاتی ہو تو اشارے سے نماز پڑھ لے

زید کو ناسور کی تکلیف تھی اپریشن کرنے سے اس کو آرام آگیا۔ اب زید نماز میں رکوع و سجدہ کرتا ہے تو اس کی ہوا خارج ہوتی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس سے اس کو نجات مشکل ہے اور رکوع و سجدہ کے بغیر وضو صحیح رہتا ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ زید نماز کو رکوع و سجود کیساتھ ادا کرے یا اشارہ کر کے نماز پڑھے ؟

سائل عبد الرحمن ملتانی

وفی الشامیۃ ج ۱ ص ۲۸۳ - (قوله ولو بصلاته مومئاً)
ای کما اذا سال عند السجود ولم یسل بدوئہ

الجواب صحیح

فیومی قائماً او قاعدا الخ -

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ شخص مذکور رکوع و سجدہ کو اشارہ کے ساتھ ادا کرے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفرہ نائب مفتی

خیر المدارس ملتان ۶/۱/۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الاقامہ جامعہ

جن چٹائیوں پر رقص کیا گیا ہو ان پر "نمّاز" پڑھنے کا حکم

ایک شخص نے مسجد کی چٹائیاں بلا اجازت اٹھا کر قوالی کے لئے فرش بنایا اور ان پر حشر و سگر میٹ نوشی کی گئی اور کھینچا تانی سے ان کو خراب کیا گیا۔ اب ان چٹائیوں کا مسجد میں استعمال کرنا کیسا ہے۔

قاری غلام قادر

شاہ جمال ٹاؤن، والٹن روڈ لاہور

الجواب

مسجد کی چیز کو مسجد کے علاوہ دوسرے کاموں میں استعمال کرنا خصوصاً ایسے منکرات میں جہاں حقہ اور گریٹ نوشی بھی ہوتی ہو جسم اور گناہ ہے شریعت میں اس پر ضمان مانقُص واجب ہے۔ اگر چٹائیاں نجس ہو چکی ہوں دھونا بھی ضروری ہے۔ اگر نجس نہ ہوں تو اسی طرح استعمال کر سکتے ہیں مگر احتیاط دھونے میں ہے۔ علامہ ابن الحاج مدخل ج ۲ ص ۱۵۴ میں فرماتے ہیں۔

قالت الحنفية الحصر التي يرقص عليها لا يصلى عليها - ۱۱

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ غفر اللہ لہ
خادم الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا۔ یکم محرم ۱۴۰۹ھ

جس کا کچھ ذریعہ آمد ناجائز ہو اسے نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں

زید نے بکر سے کہا کہ بھائی نماز پڑھا کرو۔ تو بکر نے جواب دیا کہ مجھ کو نماز کا ثواب تو ملے گا ہی نہیں لہذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ؟ بکر چونکہ اپنی تنخواہ کے علاوہ کچھ رقم ناجائز ذرائع سے حاصل کرتا ہے۔ بکر نے یہ جواب مندرجہ ذیل احادیث کی وجہ سے دیا۔

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا گوشت پوست مال حرام سے پلا ہوگا اس پر بہشت حرام ہے اور دوزخ حلال۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے جسم پر ایک کپڑا ہے اور اس میں دسواں حصہ حرام مال کا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

لہذا بکر نے مندرجہ بالا احادیث کا حوالہ دے کر نماز پڑھنے سے مجبوری ظاہر کی۔ لہذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ۔ لیکن زید نے اس کو ایک اور حدیث مقدس کا حوالہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے لہذا نماز پڑھا کرو انشاء اللہ تم حرام روزہ کی کو ترک کر دو گے اور دوسرا یہ کہ فرضیت نماز قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ زید و بکر میں سے کس کی بات صحیح ہے۔

سائل دلاور خان کرماتی : عام خاص بارغ ملتان

الجواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے شخص مذکور کا یہ رویہ اختیار کرنا کہ ناجائز و حرام امور سے بچنے کی بجائے نماز ہی کو بے فائدہ سمجھ کر ترک کر دینا یہ نہایت ہی نادانی کی بات ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مقصد تو یہ ہے کہ حرام کام چھوڑ دو اور نماز ادا کرو۔ اور یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حرام چھوڑنے کی بجائے نماز ہی چھوڑ دو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو رحمتہ للعالمین اور ہادی کی ہے۔ اور جو رویہ بکرنے اختیار کیا ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین اور ہادی امت نہیں بلکہ نعوذ باللہ۔ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے گمراہ کنندہ ہیں۔ کیونکہ اس کے نماز چھوڑنے کا سبب فرمان نبوی ہے۔ یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ فرماتے تو یہ نماز نہ چھوڑتا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین اور ہادی امت اور خیر خواہ ہیں یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے وہ چیزیں جو اللہ کی عبادت کو نقصان پہنچانے والی ہیں ان کو بیان فرما دیا تاکہ اللہ کے بندے اپنے فریضہ عبادت کو اچھی طرح ادا کر سکیں۔

اس کی مثال تو یوں سمجھئے کہ ایک طبیب یا ڈاکٹر بیمار کو یوں کہہ دے کہ میری دوائی تجھے تب فائدہ کرے گی جب تو فلاں فلاں چیز سے پرہیز کرے گا۔ تو کیا اگر بیمار یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ پرہیز تو مجھ سے ہوتی نہیں تو چلو دوائی ہی چھوڑ دوں۔ کیونکہ فائدہ تو ہو گا نہیں تو اس کو عقل مند کہا جائیگا؟ اور کیا بیماری سے نجات پا جائے گا۔ اور کیا طبیب یا ڈاکٹر نے اس کو خیر خواہی اور فائدے کی بات نہیں بتلائی کہ بیچارہ دوائی پر پیسے بھی خرچ کرے گا اور بد پرہیزی کی وجہ سے اس کو فائدہ بھی نہیں ہو گا۔ تو کیا یہ ڈاکٹر یا طبیب کا اس پر احسان نہیں ہے۔ اس طرح بھائی انسان کے لئے جیسے ایک یہ ظاہری زندگی ہے اسی طرح ایک روحانی زندگی بھی ہے جس کی غذا و دوا اطاعت اللہ ہے اور اس میں بد پرہیزی ارتکاب معاصی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طبیب ہیں تو آپ نے اپنی امت پر احسان کرتے ہوئے۔ (کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنی قیمتی عمر کا ذخیرہ خرچ کر کے اللہ کی عبادت کریں گے لیکن بد پرہیزی کی وجہ سے اس کا فائدہ نہ ہو گا۔ ان کی عمر رائیگاں جائے گی، یہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ فلاں فلاں چیز سے پرہیز بھی کرتے رہو۔ اب اگر کوئی الٹی سمجھ والوں کے کہے کہ حرام تو مجھ سے چھوڑتا نہیں چلو نماز ہی چھوڑ دو۔ تو ایسی عقل پر سوائے ماتم کرنے کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے ذرا یہ تو پوچھو کہ حرام کا مال جمع کر کے کہاں جاؤ گے۔ اور یہاں تو ہمیں

یہ جواب دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جواب سوچا ہے۔

فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۹۳ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
بندہ اصغر علی غفرلہ

حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں ایک تحقیق

یہ تحریر لاہور کے رسالہ ”انوار العلوم“ میں شائع ہوئی تھی۔ حضرت
افتدس مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ نے اسے پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے رجسٹر
نقل فتاویٰ میں نقل کر لیا جائے۔ غالباً منشا یہ ہوگا کہ جب فتاویٰ چھپے تو یہ بھی
ساتھ چھپ جائے۔ اس لئے اسے شامل فتاویٰ کیا جاتا ہے۔

محمد انور مرتب خیر الفتاویٰ

ابتداءً تکبیر یا حی علی الصلوٰۃ پر اٹھنا تمام فقہائے احناف میں سے کسی کے نزدیک بھی نہ
فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت مؤکدہ نہ غیر مؤکدہ۔ اس لئے اس پر کسی ایک صورت پر اتنا جھنا کہ
ایک دوسرے پر اعتراض کرے اسکو خطا کا ارتکاب ہے اور گناہ گار قرار دے۔ محض غلو اور شرعیت کے اصول
میں ناپسند اور قابل انکار ہے۔ تمام فقہائے احناف نے ان باتوں کو مستحبات یا آداب میں شمار
کیا ہے۔

”بدائع الصنائع“ میں و یستحب سے۔ ”بحر الرائق“ اور ”تبیین الحقائق“ میں فیستحب المساعۃ
سے۔ نور الایضاح میں فصل من آدابہا سے۔ کنز الدقائق میں اور ملقی الاجر میں وادابہا
سے۔ درمختار میں ولہا آداب سے۔ اور اسی طرح تمام فقہائے احناف نے حی علی الصلوٰۃ پر
کھڑے ہونے کو بیان کیا ہے کسی نے فرض، واجب، سنت مؤکدہ وغیرہ مؤکدہ نہیں کہا کہ
ایسا نہ کرنے والے کو کوئی شخص کسی درجہ کا مجرم کہہ سکے۔

علامہ عینی حنفیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاریؒ میں لکھا ہے کہ سلف میں اختلاف ہے کہ لوگ نماز
لے کئے کب کھڑے ہوں۔ امام مالکؒ اور جمہور کی رائے یہ ہے کہ ان کے کھڑے ہونے کی کوئی حد نہیں۔

لیکن علمائے امت نے اس وقت کے کھڑے ہونے کو مستحب قرار دیا ہے جب مؤذن اقامت شروع کر دے۔ (ج ۲ : ص ۶۶)۔ لفظ یہ ہیں۔

اختلف السلف متى يقوم الناس الى الصلوة فذهب مالك وجمهور العلماء الى انه ليس لقيامهم حد ولكن استحباب عامتهم القيام اذا اخذ المؤذن في الاقامة۔ (عمدة القاری)۔

در مختار اور شامی وغیرہ کتب فقہ میں اس کی پانچ صورتیں لکھی ہیں جن میں سے صرف ایک صورت میں اختلاف ہے اور چار میں سب حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق ایک ہی بات مستحب ہے۔

۱ : امام خود تکبیر نہ کہہ رہا ہو، دوسرا شخص کہہ رہا ہو۔ اور امام محراب سے دور مسجد سے باہر ہو اور نمازیوں کے پیچھے کی طرف سے آ رہا ہو تو جس صف کے پاس پہنچے وہ لوگ کھڑے ہو جائیں۔
۲ : تکبیر دوسرا شخص کہہ رہا ہو امام محراب یا مسجد سے باہر ہو۔ اور نمازیوں کے سامنے کی جانب سے آئے۔ تو جب امام پر نمازیوں کی نظر پڑ جائے تو سب کھڑے ہو جائیں۔

۳ : امام محراب یا مسجد سے باہر ہو اور خود تکبیر کہتا ہوا آئے تو جس صف کے پاس پہنچے وہ کھڑے ہو جائیں۔

۴ : امام محراب میں ہو اور خود تکبیر کہہ رہا ہو۔ تو جب تکبیر ختم ہو جائے اس وقت سب کھڑے ہو جائیں۔

ان چاروں صورتوں میں ان احکام بالا کے مستحب ہونے میں ائمہ احناف کا اختلاف نہیں۔
۵ : تکبیر دوسرا شخص کہہ رہا ہو اور امام اور مقتدی سب مسجد میں اور محراب کے قریب ہوں تو امام اور مقتدیوں کو کس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے۔ اس میں ائمہ احناف کا اختلاف ہے۔ علامہ عینیؒ بحوالہ بالا لکھتے ہیں۔

۱ : امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول تو یہ ہے کہ یہ سب لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں کہ تکبیر کہنے والاحی علی الصلوة کہے۔

۲ : امام زفرؒ کہتے ہیں کہ جب مؤذن قد قامت الصلوة پہلی بار کہے تو سب لوگ کھڑے ہوں اور جب دوسری بار کہے تو نماز شروع کر دیں۔

۳ : امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ جب تک مؤذن تکبیر سے فارغ نہ ہو لے نہ کھڑے

ہوں اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ علامہ طحطاویؒ نے درمختار کی شرح ج ۱: ص ۳۲۱۔
میں اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔

قوله والقيام لامام ومؤتم الظاهر انه احتراز عن التأخير
لا التقديم حتى لو قام اول الاقامة لا بأس۔

صورت نمبر ۵ کا فیصل شدہ مفہوم یہ ہوا کہ جب امام اور مقتدی سب مسجد میں اور محراب کے قریب
ہوں تو مستحب یہ ہے کہ ابتداءً بکبیر پر یا کچھ بعد مگر حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے ہو جائیں۔ اور درمختار میں
مستحب نماز کے ذکر میں، جن میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کا بھی بیان ہے

ولها اداب تركه لا يوجب اساءة ولا عتابا كترك السنة الزوائد

لكن فعله افضل۔ (ص ۴۷۷)

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں۔

قوله كترك سنة الزوائد هي السنن الغير المؤكدة كسيره عليه الصلوٰۃ

والسلام الخ ويقابلها سنن الهدى كالاذان والجماعة ويقابل النوعين

النفل ومنه المندوب والمستحب والادب۔ (ج ۱: ص ۴۹۸)

اس سے پہلے ایک اور مقام پر مندوب و مستحب کا حکم بتاتے ہوئے صاف کہا ہے کہ

وصورہ الفقہستانی بانہ دون سنن الزوائد ۱ (ج ۱: ص ۱۲۸)۔

طحطاوی نے اس کو اور صاف کر دیا ہے۔ شرح درمختار میں ہے۔ قوله تركه لا يوجب اساءة

ای كراهة تنزيهية۔ (ج ۱: ص ۳۳۰)۔

ممکن ہے بعض لوگوں کو فقہائے متقدمین کے بعض لفظوں سے غلط فہمی ہو جاتی ہو کہ انہوں نے منع یا

مکروہ کے لفظ لکھ دیئے ہیں۔ تو اصل یہ ہے کہ خلاف مستحب یا خلاف ادب یعنی خلاف افضل کو ہی

بدائع میں منع اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح وغیرہ میں مکروہ سے تعبیر کیا ہے۔ ان بزرگوں کا انتہائی تقویٰ

خلاف ادب کو مکروہ سمجھتا ہے مگر یہ بات راجح نہیں۔ تقویٰ کے درجہ میں منع یا مکروہ کہہ لیا جائے تو یہ

اور بات ہے ورنہ فتوے کے درجہ میں ترک مستحب و ادب کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہا جاتا۔

علامہ شامیؒ نے اس پر بڑی اچھی بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ترک مستحب مکروہ تنزیہی بھی نہیں

ہو سکتا۔ آخری جملے یہ ہیں۔

وقال فـ البحر هناك ولا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة
 اذ لا بد لهما من دليل خاص اهـ - اقول وهذا هو الظاهر اذ لا شبهة
 ان النوافل من الطاعات كالصلوة والصوم ونحوهما فعلها
 اولی من تركها بلا عارض ولا يقال ان تركها مکروه تنزیهاً - (شامی ج ۱ - کوثر)
 کراہت سمجھنے میں ایک اور غلطی بھی ہو رہی ہے۔ کہ لوگوں نے اس اختلافی پانچویں صورت میں کہ امام
 و مقتدی سب مسجد میں ہوں اور دوسرا شخص تکبیر کہہ رہا ہو۔ اس میں پہلے سے کھڑے ہونے کو مکروہ سمجھ لیا
 ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ کراہت بمعنی خلاف افضل ہونا ضروری ہے۔ اس صورت سے تعلق ہی نہیں رکھتی
 بلکہ یہ تو صرف پہلی اتفاقی صورت کے متعلق ہے۔

طحاوی شرح مراقی الفلاح میں اس کراہت کو اس صورت کے تحت لکھا ہے۔ وان لم یکن
 حاضراً یقوم کل صفحین ینتمی الخ (ص ۱۵۱)

اب صورت نمبر ۱ سے تعلق رکھنے والی عبارت کو صورت نمبر ۵ سے متعلق کرنا اچھی بات نہیں معلوم ہوتی۔
 اس کے علاوہ خود مضمرات کے اس لفظ کراہت کے ضعیف ہونے کی طرف بھی فقہاء نے اشارہ کیا ہے کہ اس
 کو ضعیف کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔

طحاوی جاشیہ در مختار میں ہے۔ وربما یؤخذ منه کراهة تقدیم الوقوف فی
 البحث السابق -

در مختار میں آداب نماز میں جہاں مذکورہ بالا صورت کو لکھا ہے وہیں آگے لکھا ہے۔ کہ جب تکبیر کہنے
 والا قد قامت الصلوة کے امام نماز شروع کر دے۔ یعنی اس کو بھی اسی طرح ادب اور مستحب
 بیان کیا ہے جس طرح مذکورہ بالا صورتوں کو مستحب بیان کیا ہے۔ پھر آگے لکھا ہے کہ امام اگر تکبیر کے ختم ہونے پر
 شروع کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اور خلاصۃ الفتاویٰ سے اس کو صرح ہونا نقل کیا ہے۔

شامی نے اس کی علت یہ بیان کی ہے۔ لان فیہ محافظۃ علی فضیلة متابعة المؤذن
 واعانة له علی الشروع مع الہام - (ج ۱ ص ۲۹۹)۔

اور علامہ طحاوی نے اس کی علت یہ قرار دی ہے۔ لانه لا یقع الاشتباه علی المصلین^{۲۲}
 فقہاء و سلف نے خود بھی دو مقام پر اس کی تصریح کی ہے کہ مسجد و محراب کے قریب ہونے کے وقت
 نہ بیٹھیں یہ دو وقت جن میں لوگ مسجد ہی میں ہوتے ہیں۔ مغرب اور جمعہ کے وقت ہیں۔ مغرب کی اذان

اور تکبیر کے درمیان امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کھڑا ہی رہنا چاہئے۔ درمختار میں ہے و یجلس بینہما
الا فی المغرب فیسکت قائما۔ نیز درمختار میں جمعہ کی بحث میں ہے۔ فاذا اتم اقیمت۔
شامی میں ہے۔ بحیث يتصل اول الاقامة باخر الخطبة وتنتهى الاقامة بقيام

الخطيب مقام الصلوة۔ (ج ۱، ص ۶۰۸ مطبوعہ کوئٹہ)۔

فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ جو شخص کسی امر مستحب پر اس قدر سختی کرتا ہے وہ ضرور گمراہ اور گناہگار ہوتا
ہے اور خود وہ فعل اس کے لئے بجائے مستحب ہونے کے ناجائز ہو جاتا ہے۔

ملا علی قاری حنفی نے فرمایا ہے۔ قال الطیبی ان امر مندوب وجعله عزما
ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال۔ (مقات ۱ ج ۲ ص ۳۵۳)
عالمگیری میں بعض افعال کے مکروہ ہونے کی علت یہ قرار دی ہے۔ مکروہ لان الجہال
يعتقدونه سنة واجبة۔

اور علامہ شامی نے نماز کے لئے ایک سورت معین کر لینے کے مکروہ ہونے کی علت یہ بیان کی ہے
لان الشارع اذا لم يعين عليه شيئا تيسيرا عليه كره له ان يعين۔ (شامی ج ۱ ص ۲۲)
ماخوذ از رسالہ ”الوارس لموم“ لاہور: بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ



استقبال کس حد تک ضروری ہے
ایک مسجد کا رخ صحیح قبلہ کی طرف نہیں تھا چاہے
فرق تھا اب قبلہ کا رخ صحیح معلوم ہو گیا ہے۔

آیا سابقہ نمازیں ہو گئیں۔ نیز اب اگر صحیح سمت یعنی عین قبلہ کی طرف منہ نہ کریں بلکہ غلط سمت کی طرف منہ
کر کے نماز پڑھیں جس طرف مسجد بنی ہوئی ہے۔ تو نماز درست ہوگی یا نہیں۔ نیز صفوں کا رخ عین قبلہ
کی طرف بہتر ہے یا مسجد کے مطابق۔ پیمانے کے لحاظ سے جہت قبلہ سے تیرہ ڈگری کا فرق ہے ۶

سمت قبلہ اور استقبال کی جو حد ضروری ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ انسان

کے چہرے کا ذرا سا کوئی حصہ خواہ وسط چہرہ کا ہو یا داہنی جانب کا ہو، یا

بائیں کا بیت اللہ کے کسی حصہ کے ساتھ مقابل ہو جائے اور فن ریاضی کی اصطلاح میں عین قبلہ سے
پنچالیس درجہ تک بھی انحراف ہو جائے تو استقبال فوت نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو جاتی ہے لہذا

الحمد لله

سابقة نمازیں صحیح ہیں۔ امداد المفتین ج ۱ ص ۲۶۔

جب معمولی انحراف سے استقبال فوت نہیں ہوتا تو تکلف کر کے صفوف کا رخ بدلنے کی ضرورت

نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

ابجواب صحیح

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ

۱۲/۱۲

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۱۰ھ رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

عورت اور مرد کی نماز میں فرق کا حدیث سے ثبوت

یہاں پر کچھ غیر مقلد رہتے ہیں جو ہم پر اجماع راض کرتے ہیں کہ تم حنفیوں نے عورت اور مرد کی نماز کا فرق از خود کیا ہے۔ حدیث سے اس کا کوئی ثبوت براہ کرم ہو تو باحوالہ تحریر فرمائیں۔

متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا طریقہ نماز مرد سے مختلف

الجواب صحیح

ہے۔ عن یزید بن حبیب انه صلی اللہ علیہ وسلم

مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدا فوضا بعض اللحم الى الارض فان المرأة لیست فی ذلك كالرجل۔ (رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ والبیہقی)۔

عن ابن عمر رضی مرفوعا اذا جلست المرأة فی الصلوة وضعت فخذها علی فخذها الاخری فاذا سجدت الصقت بطنها علی فخذها کما ستر ما یکون فان اللہ تعالیٰ ینظر الیہا یقول یا ملئکتی اشہدکم انی قد غفرت لہما۔ (اعلاسن ج ۳ ص ۳)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ؛ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ابجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ؛ رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۱۰ھ

بار بار کپڑا نجس ہو جاتا ہو تو تبدیل نہ کریں

بواسیر خونی کا ایک مریض ایسا ہے کہ ہر وقت اس کا خون رستا رہتا ہے اور وہ معذور ہے نماز کے لئے تو اس کو ایک بار وضو کرنا پڑے گا لیکن جو پاک کپڑا پہن کر وہ نماز پڑھتا ہے وہ تھوڑی دیر میں پھر خون آلود ہو کر ناپاک ہو جاتا ہے۔ تو اس سلسلہ میں ارشاد فرمائیں کہ وہ مریض اسی آلودہ کپڑے سے ہی نماز پڑھے یا وہ نماز توڑ کر کپڑا تبدیل کرے ؟

اسی کپڑے سے نماز پڑھے نماز توڑ کر نیا کپڑا بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔

الجواب

وان سال علی ثوبہ فوق الدرہم حازلہ ان لا یفسلہ ان
کان لو غسلہ تنجس قبل الفسارغ منہای الصلوۃ والایتنجس قبل فراغہ
فلا یجوز ترک غسلہ ہو المختار للفتویٰ - ۱ھ (در مختار علی الشامیہ : ج ۱ ص ۲۲۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

نماز کے بعد پتہ چلا کہ رخ صحیح نہ تھا

احقر نے دوران سفر ایک مسجد میں نماز پڑھی بعد میں نمازی آئے تو پتہ چلا کہ رخ صحیح نہ تھا بندہ کو صغیف بصر ہے اور جگہ بھی نئی تھی اس لئے غلطی لگی۔ تو کیا نماز ہو گئی ؟

اگر سمت قبلہ کے بارے میں سوچ کر اس جانب کو قبلہ سمجھ کر اس طرف نماز پڑھی ہے تو نماز ہو گئی۔ خواہ رخ قبلہ کی طرف تھا یا نہ تھا۔ اور یہ بھی ذہن

الجواب

میں رہے کہ معمولی انحراف مفسد ہی نہیں۔ اذا دخل المسجد رجل وهو مظلّم وصلى للغرب فلما فرغ من صلاته حیّ بالسراج فاذا هو صلی الی غیر القبلة
ان صلاھا بالتحریّ جاز ولا اعادۃ علیہ افادہ فی الشرح (طحطاوی ، ص ۱۳۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۵/۲/۱۴۱۱ھ

مايتعلق

بالقراءة والقرآن



سائنس ٹوٹ جائے تو جملہ کا تکرار درست ہے

نماز میں قرأت کرتے ہوئے انقطاعِ نفس کی وجہ سے لفظ و جملہ مکمل نہ ہونے کی صورت میں اگر اسی لفظ یا جملہ کا تکرار کیا جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں ؟ جیسے کہ قرار حضرات عام طور پر کرتے ہیں۔

(مولانا ابوسعید خدابخش دہلی گیٹ ملتان)

یہ تکرار تو عین اصولِ قرأت کے موافق ہے لہذا مفسدِ صلوٰۃ نہیں کہلا بخفی

الجواب صحیح

علی من مارس الكتب الفقهية - فقط والله اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۸

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲۴۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح : ابراہیم عفی عنہ میاں پٹنول



بڑی آیت کو تقسیم کر کے تین رکعت میں پڑھا جائے تو نماز کا حکم اگر بڑی آیت سے حقوڑا حقوڑا

کر کے تین رکعت پوری کر دی

جائیں تو نماز کو صحیح کرنے والی قرأت جو کہ رکن صلوٰۃ ہے مستحق ہو کر نماز کو صحیح مانیں گے یا باطل؟ مثلاً لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض الا کو تین رکعتوں میں پڑھا۔

المبی آیت مثلاً آیت مدینت یا آیت الکرسی کو اگر دو رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھا جائے تو صحیح یہی ہے کہ نماز ہو جائے گی۔

کما فی الدر ولو قرأ آية طويلة في الركعتين فالاصح الصحة اتفاقاً لانه یزید علی ثلاث آیات قصار قاله الحلبي۔ (در مختار علی الشانیه ج ۱ ص ۲۹۷) اور اگر تین رکعات میں پڑھے تو اس کے متعلق صریح جزیئہ تو نہیں ملا البتہ احتیاط اس میں ہے کہ اس نماز کا اعادہ کیا جاوے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۳۸۴/۹/۲۹

”مجرمین“ کی جگہ ”محسنین“ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر تراویح میں فساد معنوی ہو مثلاً پ ۲ رکوع ۳ میں قوم عاد کی کفریہ حالت کا تذکرہ کر کے آخر

میں کذلک نجزی القوم المحرمین ہے اس کی جگہ بجائے ”مجرمین“ کے ”محسنین“ پڑھا گیا بعد میں صحیح بھی نہیں کیا گیا۔ کیا نماز درست ہوگی؟

صورت مسئلہ میں نماز فاسد ہو گئی اس لئے جس دو گانہ میں یہ آیت پڑھی گئی ہے وہ ادا نہیں ہوا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۳۸۴/۹/۲۹

نماز میں ”سورۃ توبہ“ کے شروع میں ”اعوذ باللہ من النار“ پڑھنے کا حکم سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف کی جگہ

» اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار
العزة للہ و لرسوله و للمؤمنین « پڑھنی چاہتے یا نہیں ؟ اگر تراویح یا نماز
میں پڑھی جاوے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں ؟

اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار نہ آیت ہے اور نہ قرآن میں داخل
ہے لہذا اس کا نماز میں بسم اللہ کی جگہ پڑھنا ٹھیک نہیں۔ معہذا اگر کسی شخص نے
تراویح میں پڑھ بھی دیا تو نماز میں فساد نہیں آئے گا۔ البتہ کراہت کے تحت آجائے گا۔
ولا بأس للمعتطوع المنفرد ان يتعوذ من النار وليسئل الرحمة عند آية
الرحمة او استغفر وان كان في الفرض يكره واما الامام و
المقتدى فلا يفعل ذلك في الفرض ولا في النفل كذا في المنية۔
(عالمگیری : ج ۱ : ص ۵۶)۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفرلہ
الجواب صحیح : خیر محمد عفی عنہ

”خیر ائیرہ کی جگہ شر ائیرہ“ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی
امام صاحب نے بجاتے خیر ائیرہ کے
شر ائیرہ پڑھ دیا نماز ہوئی یا نہیں ؟
اگر خیر ائیرہ کی جگہ شر ائیرہ پڑھا ہے تو دوسری جگہ بھی ”شر ائیرہ“ پڑھا
ہوگا یا ”خیر ائیرہ“ پڑھا ہوگا۔ پہلی صورت میں تکرار آیت و ترک آیت ہوا۔ اور دوسری
صورت میں آیت کی تقدیم و تاخیر ہوئی اور یہ دونوں مفسد صلوٰۃ نہیں۔

ومنها الخطاء في التقديم والتأخير ان قدم كلمة على كلمة
او اخر ان لم يتغير المعنى لا تفسد۔ (عالمگیری : ج ۱ : ص ۴۱)۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفرلہ ۲۵ ربيع الاول ۱۳۶۹ھ
الجواب صحیح
خیر محمد عفی عنہ

القیان فی جہنم کلّ الایۃ میں کلّ کو مرفوع پڑھنے کا حکم
امام صاحب نے نماز میں ”القیان فی
جہنم کلّ“ نصب کیساتھ پڑھنے کے

بجائے ”لام“ پر پیش پڑھا کیا نماز ہو جائے گی ؟

صورتِ مسئلہ میں معنی تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

الجواب

”وفی العالمگیریۃ ومنہا اللحن فی الاعراب الخ لحن لا ینفی عن المعنی بان قرأ لا ترفعوا اصواتکم برفع التاء لا تفسد صلوٰتہ بالاجماع۔ ۱ھ (ج ۱ ص ۴۲)

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد صدیق غفرلہ : ۱۴ صفر ۱۳۷۰ھ

الجواب صحیح : خیر محمد عفی عنہ

”ص“ کی جگہ ”س“ پڑھ دیا تو نماز کا حکم

اگر ایک آدمی نماز میں ”ص“ کی جگہ ”س“ پڑھ دے تو نماز ہو جائیگی یا نہیں ؟

الجواب

اگر ”س“ اور ”ص“ میں امتیاز کر سکتا ہے اور قصداً جان بوجھ کر ایک کی جگہ دوسرا حرف پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور سبقتِ لسانی سے بلا اختیار پڑھ گیا یا وہ امتیاز

نہیں کر سکتا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

قال القاضی ابو عاصم ان تعد ذلك تفسد وان جری علی لسانہ او لا یعرف التمییز لا تفسد وهو المختار حلیۃ وفی البزازیۃ وهو اعدل الاقتاویل وهو المختار۔ ۱ھ (شامی : ج ۱ : ص ۴۶۸)۔

فقط واللہ اعلم

احقر خیر محمد مفتی خیر المذہب سس ملتان

۱۳۶۸ھ

۱۵ محرم

جواب صحیح ہے

عبد الشکور غفرلہ : ۱۴، ۱، ۱۳۶۸ھ

”مسلمین“ کی جگہ ”مُسْرِفین“ پڑھا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی ایک جگہ نماز میں ”مسلمین“ کی بجائے ”مُسْرِفین“ پڑھا گیا، اس سے نماز

تو فاسد نہیں ہوتی ؟ ظہور الحق مدرسہ امداد العلوم : ایبٹ آباد : ہزارہ۔

یہ غلطی فاش ہے نماز نہیں ہوتی۔ لوثا نا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

لَوْلَا كَاتِكْرَارِ مَفْسِدِ صَلَوةٍ نَهِيں ایک صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی۔ سورۃ منافقون کا آخری رکوع پڑھنا شروع کیا۔ جب فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا پڑھنے پر

اتفاق یہ سانس ٹوٹ گیا۔ دوبارہ انہوں نے پھر لَوْلَا اَخْرَسَنِي اِلَى اَجَلٍ سے آخر سورت تک پڑھا۔ ایک شخص نے کہا کہ نماز بالکل نہیں ہوئی۔ دلیل دریافت کی تو فرمایا کہ نفی کے تکرار سے اثبات لازم آتا ہے لہذا نماز بالکل نہیں ہوئی۔ جناب نمازیوں کی تسلی فرمائیں ؟

نماز ہو گئی ہے اور فساد کے لئے دلیل مذکور فی السؤال کافی نہیں۔ جب تک کہ فساد پر کوئی نقلی ثبوت نہ پیش کیا جائے۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ : ۸ / ۲۴ / ۱۳۷۸ھ

سانس ٹوٹ جانے کے بعد لَوْلَا کا تکرار کرنا تو مناسب بلکہ ضروری تھا اس سے نماز ہرگز نہیں ٹوٹی ، مطمئن رہیں۔ و اجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان۔

مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ مِیں قَرِيبًا مَنْصُوبٍ پڑھنے کا حکم ایک شخص نے بحالت امامت یوم یُنادِ الْمُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ

میں ”قَرِيبٌ“ کو ”قَرِيبًا“ منصوب پڑھا۔ آیا نماز درست ہو گئی یا نہیں ؟ نماز صحیح ہو گئی ہے لڑٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کما فی الخانیہ ج ۱ ص ۶۷۔

اما الخطاء فی الاعراب اذ لم یغیر المعنی لا قفسد الصلوة عند

الکمل الی قوله لان الخطاء فی الاعراب مما لا یمکن الاحتراز عنه

فیعدر۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

مفتی خیر المدارس ملتان

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۸ / ۳ / ۱۳۷۷ھ

اَکِیْدُ کَیْدًا کِیْ جَکَ یَکِیْدُ کَیْدًا پڑھنے کا حکم صبح کی نماز کی جماعت میں اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَ اَکِیْدُ کَیْدًا کی بجائے اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا

و یَکِیْدُ کَیْدًا پڑھا گیا۔ نماز ہو گئی یا نہیں۔ یا نماز لڑٹانے کی ضرورت ہے ؟

الجواب

کتب فقہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صورتِ مسئلہ میں نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا

اعادہ کی ضرورت نہیں۔ قال فی فتاویٰ قاضی خان، ج ۱، ص ۶۹۔

وفعال لما یزید قراءاً بالتاء ترید لا تفسد صلوٰتہ۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۱۸ / ۱۲ / ۱۳۷۶ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ

مفتی خیر المدارس، ملتان

”خیر البریہ“ کی جگہ ”شر البریہ“ پڑھ دینے سے نماز کا حکم

امام صاحب نے نماز میں ان الذین

امنوا و عملوا الصلحت اولئک ہم خیر البریہ کی جگہ ”شر البریہ“ پڑھا۔ یا ”رسول من اللہ“ کی جگہ ”رسول منہم“ پڑھا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟

صورتِ مسئلہ میں یہ تقدیر صحت واقعہ دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو گئی۔

الجواب

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس، ملتان

الجواب صحیح: محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۶ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ -

ثم لم يتولوا۔ کو بوجہ وقف دوبارہ يتولوا۔ پڑھا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں

ایک امام صاحب

نماز پڑھا رہے تھے

انہوں نے سورۃ بروج پڑھی ان الذین فتنوا المؤمنین آیت پڑھتے ہوئے ثم لم يتولوا پر سانس ٹوٹ گیا۔ جب دوبارہ اٹھا کر پڑھا تو پھر يتولوا سے پڑھا لہ نہی پڑھا۔ پہلی دفعہ پڑھا تھا۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہو گئی کیونکہ معنی بدل گئے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

وان تغیر المعنی تغیراً فاحشاً نحو ان یقرأ لا الہ و یقف

ثم یبتدأ بقوله الا هو او قراءاً وقالت اليهود ویقف ثم یبتدأ

عزیرہ ابن اللہ ونحو ذلك قال عامۃ العلماء لا تفسد صلوٰتہ لما قلنا

الجواب

اس روایت سے نماز کے صحیح ہونے کی گنجائش نکلتی ہے آئندہ اس سے احتیاط کی جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ : ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵

ایک امام صاحب کی قرأت غلط ہے انہوں نے مختلف اوقات میں یہ غلطیاں کی ہیں۔

۱ : سورة قارعه میں فاما من ثقلت موازینہ کے بعد بھول کر فامہ ہاویہ وما ادرک ماہیہ پڑھ دیا۔

۲۔ ایک دفعہ اذا زلزلت الارض میں خیراتیوہ کی بجائے شرّاتیوہ پڑھا۔

۳ : سورۃ لم یکن۔ میں مہلولے سے ”خیر البریۃ“ کی بجائے ”شر البریۃ“ پڑھا۔

۴ ، سورۃ الفصحی میں ولا سوف یعطیک اور سورۃ التین میں لاقد خلقنا الانسان

ان صورتوں میں نماز ہوتی یا نہیں ؟
عبدالرشید راولپنڈی

پہلی اور تیسری صورت میں نماز فاسد ہوگئی۔

دليله ما في الهندية اما اذا غير المعنى بان قرأ ان الذين

امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم شرا البرية تفسد صلواته

عند عامة علمائنا وهو الصحيح هـ (ج ١: ص ٢٢)

دوسری صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ چوتھی صورت میں احتیاطاً نماز کو ٹال لینا ضروری ہے۔

فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی نذیر المدارس ملتان ۸/۱۴/۱۳۸۸ھ

مَقْتَبًا عِنْدَ اللَّهِ كے بعد علی اللہ کے اصناف سے نماز فاسد نہیں ہوگی صبح کی نماز میں امام صاحب

نے پہلی رکعت میں سورۃ

مذکر پڑھی پھر دوسری رکعت میں سورۃ صف پڑھی کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ

کی بجائے کبر مقتاً عند اللہ علی اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون پڑھا یعنی علی اللہ کا لفظ پڑھا دیا۔ کیا یہ نماز درست ہوگئی یا اعادہ کیا جائے۔

الجواب ومنہا زیادة کلمة لا علی وجه البدل الکلمة الزائدة ان غیرت المعنی ووجدت فی القرآن نحو ان یقرأ والذین

أمنوا وكفروا باللہ ورسله أولئك هم الصديقون اولہ یوجد نحو ان یقرأ انما نملی لہم لیزادوا اثما وجمالا تفسد صلوتہ بلا خلاف وان لم تغیر المعنی فان كانت فی القرآن نحو ان یقرأ ان اللہ کان بعبادہ خیرا بصیرا لا تفسد بالاجماع وان لم تکن فی القرآن نحو ان یقرأ فیہا فاکمة ونخل وتفاح ورمان لا تفسد صلوتہ عند عامة المشائخ اھ (عالمگیری: ج ۱: ص ۴۱)۔

جزئیہ بالا سے ظاہر ہے کہ صورتِ مسئلہ میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ پہلی سورتوں کو دوسری رکعت میں نہ پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ امام مذکور نے پڑھا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ: ۱۴/۵/۱۳۸۴ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ۔



یوم تشق الاارض عنہم سیرا پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائیگی امام صاحب نے نماز پڑھاتے ہوئے آیت کریمہ یوم تشق

الارض عنہم سیرا میں سیرا کی جگہ سیرا پڑھا اس سے مقتدیوں میں اختلاف ہوا کہ نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ آپ شرعاً حکم بیان فرمادیں۔

الجواب صورتِ مسئلہ میں ”سیرا“ کی جگہ ”سیرا“ پڑھنے سے نماز فاسد ہوگئی۔ کیونکہ کسی کلمہ کا حرفِ اصلی حذف ہونے سے اگر معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی

ہے۔ وان حذف حرفا اصلیا من کلمة فتغیر المعنی تفسد صلوتہ فی قول ابی حنیفہ ومحمد رحمہما اللہ۔ (قاضی خان ج ۱ ص ۴۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح: بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ — بندہ اصغر علی غفرلہ ۱۰ محرم ۱۳۸۶ھ

سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا والی آیت چھوڑ دی تو نماز کا حکم

امام صاحب نے پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کا پہلا رکوع شروع کیا المفلحون تک پڑھا درمیان میں ان الذین کفروا والی آیت چھوڑ دی اور ختم اللہ پڑھ کر رکوع پورا کر دیا، کیا نماز صحیح ہو گئی؟
الجواب صورت مسئلہ میں اگر تو مفلحون پر وقف تمام کرنے کے بعد ختم اللہ کو شروع کیا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ملا کر پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو گئی۔

ولو قرأ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت ووقف وقرأ بعد الوقف
 التام اولئك اصحاب الجحیم او اولئك هم شر البریة وما شبه
 ذلك مما فیہ تغیر حکم اللہ تعالیٰ علی أحد الفريقین بضد لا
 تفسد لصیروۃ الکلام الثانی مبتدأ له غیر متصل بالاول فلم یتعین
 الحکم بالضد ولولم یقف ووصل قال عامۃ المشائخ تفسد صلواته
 لانه اخبر بخلاف ما اخبر به اللہ تعالیٰ ولو اعتقده یكون کفرا۔

فقط واللہ اعلم

(کبیری ص ۴۵۳)

محمد النور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح : محمد صدیق غفرلہ

۱۸ : ۹ : ۹۶ ۱۳ھ

مدیر خیر المدارس : ملتان

لا یمیکون منه الا خطا با پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی ایک امام صاحب نے فجر کی نماز کی امامت کرتے ہوئے سورہ نباہ پڑھی۔ پڑھتے ہوئے

غلطی وخطا سے لا یمیکون منه خطا با کے بجائے لا یمیکون منه الا خطا با پڑھ دیا۔ آیات نماز درست ہو گئی یا نہیں؟ اگر نماز نہیں ہوئی تو پھر تمام مقتدیوں اور خود امام صاحب کو جو کہ وہاں کے مقیم نہیں تھے کیسے اطلاع دی جائے۔ اور جب تک اطلاع نہ پہنچ سکے تو ان کی نماز کا کیا بنے گا۔ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمادیں۔

مذکورہ نماز نہیں ہوئی جہاں تک ممکن ہو انکو اطلاع دیجائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

اجواب صحیح : نبی عبدالستار عفا اللہ عنہ ○ محمد النور عفا اللہ عنہ : ۲۰ / ۸ / ۱۴۰۸ھ

امام نے پہلی رکعت میں والناس پڑھی تو دوسری میں کون سی پڑھے ایک اسلامی مملکت کے

سربراہ صاحبِ بحیۃ مسنونہ

ایک جلسہ عظیم میں تقریر کر رہے تھے دورانِ جلسہ نماز کسے لیتے اذان ہو گئی۔ جلسہ میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اذان ہو گئی چلو نماز پڑھنے چلیں۔ سربراہ نے کہا آپ پڑھیں میں شام کو پڑھوں گا اور اپنی تقریر جاری رکھی۔ کیا یہ نماز شام کو ادا کرنی درست ہے؟

۲ : ایک شخص نماز پڑھاتا ہے۔ اور جن آیات کو پہلی رکعت میں پڑھ چکا ہے دوسری میں اس سے بھی پچھلی آیات پڑھتا ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ والناس اور دوسری میں اس سے کچھلی سورت پڑھتا ہے۔ کیا اس طرح قرآن درست ہے اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

۱ : قرآن حکیم میں پانچوں نمازوں کے لئے وقت متعین ہے جو نماز متعینہ وقت کے بعد ادا کی جائے وہ قضا ہوتی ہے ادا نہیں اور بلا عذر تاخیر جائز نہیں۔

۲ : فرائض میں جو پہلے سورت پڑھی گئی ہے اس کے بعد پیچھے والی سورتیں پڑھنی چاہئیں۔ بالقصد اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے بھول کر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں نماز ہر حال میں ہو گئی۔ اگر پہلی رکعت میں والناس پڑھی ہے تو دوسری میں بھی والناس پڑھے۔

قرأ فی الاولیٰ بقول اعوذ برب الناس یقرأ فی الثانیۃ هذه السورۃ ھ (فتح القدیر ص ۲۳۳)

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ :- ۲۰/۴/۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح

محمد صدیق غفرلہ

وَصَدَّقَ بِالْحَسَنِيِّ بِرَدِّ قَوْلِهِ لَعَسَىٰ يُرْجَىٰ لِقَاءُ رَبِّكَ فَلَمَّا أَلَمَ بِهِ الْيَقِينُ فَسَرَّحْنَاهُ لِيُخْبِرَ أَهْلَ عِلِّيِّينَ

امام صاحب نے نماز عشاء میں سورت

واللیل اذا یغشی پہلی رکعت میں پڑھی اور غلطی یہ کی کہ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی پڑھ کر فسیرہ لیسری پڑھنا تھا لیکن اس نے یوں پڑھا فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسیرہ للعسری وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی الخ یعنی درمیان میں دو تین چھوٹی چھوٹی آیتیں بھی چھوڑ گئیں اور معنی بھی غلط ہونے۔ اور وہ صحیح نہیں کر سکا۔

تو کیا نماز ہو گئی یا نہیں؟

الجواب اگر حُسنی پر وقف کرنے کے بعد فسئیسرہ للعسویٰ پڑھا ہے تو نماز ہو گئی۔ وگرنہ فساد معنی کی وجہ سے نماز نہیں ہوئی۔

وان ذکر اية مكان اية ان وقف على الاولى وقفاً تاماً وابتدأ بالثانية
لا تفسد صلوته كما لو قرأ والتين والزيتون فوقف ثم ابتدأ لقد
خلقنا الانسان في كبد لا تفسد صلوته وكذا لو قرأ ان الذين امنوا و
عملوا الصلحت فوقف ثم قرأ اولئك هم شر البرية اه (شامیہ ج ۳ ص ۳۹۳)
فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ بمفتی خیر المدارس ملتان : ۲۲ : ۴ : ۱۴۰۶ھ

○
اَرَأَيْتَ الَّذِي نَهَىٰ بِرَدِّ قَفِّ كَرِّ اَكْلِي رَكْعَتٍ مِّنْ عِبَادًا اِذَا صَلَّيْ طَرَهًا

ترادف میں حافظ صاحب نے پہلی دو رکعتوں میں سے دوسری رکعت میں سورت اقرآن سے ادایت الذی بیہی
تک پڑھ کر رکوع میں چلے گئے اور سلام پھیر کر بعد کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں عبداً اذا صلی سے شروع
کیا۔ آیا اس صورت میں نماز ہو گئی؟ اور اگر نہیں ہوئی تو چاروں رکعت یا پہلی دو رکعت یا بعد کی دو؟
وضاحت کریں۔

الجواب صورت مسئلہ میں نماز درست ہے بشرط وجزا صفت و موصوف میں اگر شرط پر وقف
کیا اور پھر ابتداء جزاء سے کی یا موصوف پر وقف کرنے کے بعد صفت سے ابتداء کی تو
اس صورت میں فسادِ صلوة نہیں۔ تو ایسے ہی صورت مسئلہ میں فعل و مفعول میں جہائی کرنے سے بھی فسادِ صلوة
نہ ہوگا۔ خصوصاً جب کہ اس جگہ آیت بھی ہے اور مفعول فضله ہے صفت وجزا فضله بھی نہیں۔

قال في البزازیہ - الابتداء ان كان لا یغیر المعنی تغیراً فاحشاً لا یفسد
نحو الوقف علی الشرط قبل الجزاء والابتداء بالجزاء وكذا بین الصفة
والموصوف وان غیر المعنی نحو شهد الله انه لا اله ثم ابتداء بالاهو لا یفسد
عند عامة المشائخ - (شامیہ ج ۱ - ص ۲۶۷) - فقط واللہ اعلم۔

○ الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۸/۱۰/۸۱۴۰ھ
نائب مفتی

قرآء خلف الامام کی ممنوعیت انہی صحابہ کرام سے منقول ہے

قرأت خلف الامام جائز ہے یا نہیں؟ دلائل قرآن و حدیث سے مطلوب ہیں۔
الجواب حنفیہ کے نزدیک قرأت خلف الامام ممنوع ہے۔ دلیل اس کی و اذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا الآية ہے۔

دوسری دلیل صحیح مسلم کی روایت ہے و اذا قرأ فانصتوا۔ (الحديث)۔
 تیسری دلیل یہ ہے کہ شامی میں بحوالہ خزان منقول ہے۔

ومنع المؤتم من القراءة ما شور عن ثمانين نفر من كبار الصحابة
 منهم المرتضى والعبادلة وقد دون اهل الحديث اسامهم۔ ۱ھ
 (شامی ج ۱ ص ۲۰۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نعیمیہ المدارس ملتان ۹/۷/۱۴۰۰ھ

ہر رکعت میں مختلف سورتوں سے کچھ کچھ پڑھنا

احقر نے جمعرات کو عشاء کی نماز آپ کے شاگرد کی پچھ پڑھی اس نے دونوں رکعتوں میں دوسریوں
 کے آخر کے رکوع پڑھے۔ بندہ نے یہ سنا ہے کہ دو رکعت میں دو سورتوں کے آخر کے رکوع پڑھنا مکروہ
 ہے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ پوری سورۃ پڑھے؟

افضل تو یہی ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد پوری سورت پڑھی جائے۔ گو صورتِ مسئلہ
الجواب کو بھی مکروہ نہیں کہہ سکتے۔

وكذا لو قرأ في الاولى من وسط سورة او من سورة اولها ثم
 قرأ في الثانية من وسط سورة اخرى او من اولها او سورة قصيرة
 الاصح انه لا يكره لكن الاولى ان لا يفعل من غير ضرورة

فقط واللہ اعلم - احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۴/۲/۱۴۰۸ھ

بالغہ عورت جہراً قرأت کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جو لڑکی بالغہ حافظہ ہو وہ فرض نمازوں میں جہراً تلاوت کر سکتی ہے یا نہیں؟
سائل: عبدالرؤف میاں الوہی۔

الجواب
بالغہ کے لئے نماز میں جہراً جائز نہیں۔ اس لئے کہ کلام عورت بھی عند البعض عورت ہے۔ و علی هذا لو قيل اذا جهرت بالقراءة في الصلوة فسدت كان متجهاً۔ ۱ھ (مشافعی، ج ۱: ص ۳۷۷)۔ لیکن بناءً علی الراجح نماز فاسد نہیں ہوگی۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۸/۲/۱۳۹۷ھ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس دارالافتاء

لَا يَتَمَنَّوْنَهُ کی جگہ لَنْ يَتَمَنَّوْا پڑھا تو نماز کا حکم

امام صاحب نے سورۃ جمعہ کی آیت وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ اَبَدًا پڑھتے ہوئے یوں پڑھا و لَنْ يَتَمَنَّوْهُ اَبَدًا کیا نماز ہوگئی یا اعادہ کیا جائے؟

مذکورہ تبدیلی سے معنی فاسد نہیں ہوتے لہذا نماز ہوگئی اعادہ کی حاجت نہیں۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۱۱/۱۳۹۷ھ

گوں گا نماز کیسے پڑھے گوں گا نماز کیسے پڑھے جب کہ وہ نہ سن سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے؟

رٹیا رڈ ٹٹواری عبدالعزیز کوٹ میلارام

گوں گا قیام وغیرہ کمرے زبان کا بلا نا ضروری نہیں۔ اس کی نیت ہی تکبیر تحریمہ کے قائم مقام

ہے۔ ولا يلزم الاخرس تحريك لسانه وكذا الامى بل يكتفيان بمجرد النية على الصحيح اه (مراقب الفلاح: ص ۱۱۹) - فقط والله اعلم -

اجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس دارالافتاء ۲۵/۴/۱۳۹۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

موجودہ ترتیب قرآن کے خلاف قصد پڑھنا مکروہ ہے

ایک شخص نے فرض نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ لم یکن الذین کی آخری تین آیات پڑھیں اور دوسری رکعت میں الم نشرح پڑھی کیا نماز ہوگئی؟ محمد طیف اللہ خاں لاہور قصد اخلاف ترتیب پڑھنا مکروہ ہے مگر نماز ہو جائے گی۔ بھول کر پڑھنے کی صورت میں کراہت بھی نہ ہوگی۔

افاد ان التنکيس او الفصل بالقصيرة انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما في شرح المنية - اه (شامی ج ۱ ص ۵۷۱) -

فقط والله اعلم

اجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس دارالافتاء مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

پانچوں نمازوں میں مسنون قرأت پانچوں نمازوں کی مسنون قرأت تفصیلاً تحریر فرمائیں؟ سائل محمد دلدار علی شاہ جمال ٹاؤن لاہور۔

فجر اور ظہر میں سورۃ حجرات سے لے کر سورۃ بروج تک - عصر اور عشاء میں سورۃ بروج سے لے کر سورۃ بیّنہ (لم یکن الذین) تک - اور مغرب میں لم یکن الذین سے لے کر آخر تک قرأت کرنا مسنون ہے - (مراقب الفلاح: ص ۱۲۳) -

فقط والله اعلم

بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۲۹/۴/۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار خیر المدارس ملتان

سہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) ویسن ان تكون السورة المضمومة للبفاتحة من طوال
المفصل الطوال والقصار بكثر اولهما جمع طويلة وقصيرة والطوال
بالضم الرجل الطويل وسمى المفصل به لكثرة فصوله وقيل
لقلته المنسوخ فيه وهذا في صلاة الفجر والظهر ومن
اوساطه جمع وسط بفتح السين مابين القصار والطوال وفي
العصر والعشاء ومن قصاره في المغرب وهذا التقسيم لو كان
المصلي هذا (مقيما) والمنفرد والامام سوا غ ا هـ۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاوی

سورة فاتحہ میں ”ایاک نعبد وایاک نستعین“ چھوڑ دیا تو نماز کا حکم

ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور سورۃ فاتحہ میں ایاک نعبد وایاک نستعین چھوڑ جاتا ہے
تو کیا اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں؟

صورۃ مسئلہ میں نماز ہو گئی سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں۔ ولہذا.....

واجبات..... وہی..... قرأۃ فاتحۃ الكتاب فیسجد

للسہو بترك اكثرها لا اقلها اھ (در مختار علی الشامیۃ: ج ۱، ص ۲۲۶)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۳/۱۴۱۱ھ

آخر بقرة میں ”ورسلہ“ کے بعد ”والیوم الآخر والقدر خیرہ“ کے اضافے کا حکم

اگر کوئی نمازی نماز میں سورۃ بقرة میں ورسلہ کے بعد والیوم الآخر والقدر خیرہ
وشرہ بھول کر پڑھ دے تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں؟ ایک فتویٰ میں آیا تھا کہ سجدہ سہو واجب

نہیں کیونکہ یہ الفاظ قرآنی ہیں۔ آپ تصدیق فرمائیں یا اپنا جواب رقم فرمائیں؟

جواب درست ہے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ عالمگیری میں ہے۔

الحق

ومنہا زیادة کلمة لاعلى وجه البدل الکلمة الزائدة

ان غیرت المعنی ووجدت فی القرآن نحو ان یقرأ والذین امنوا وکفروا بالله

ورسلہ اولئک هم الصدیقون اولم یوجد نحو ان یقرأ انما نملی

لهم لیزدادوا اثما وجمالا تفسد صلوتہ بلا خلاف وان لم

تغیر المعنی فان كانت فی القرآن نحو ان یقرأ ان الله کان

بعبادہ خبیراً بصیراً لا تفسد بالاجماع وان لم تکن فی القرآن

نحو ان یقرأ فیہا فاکمة ونخل وتفاع ورمان لا تفسد صلوتہ

عند عامة المشائخ۔ ۱ھ (ج ۱ ص ۱۱) فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

۲۵

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک رکعت میں ایک روایت اور دوسری میں دوسری روایت پڑھنے کا حکم

واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک روز معلمین حضرات میں سے بعض نے فرمایا کہ آج عشاء کی نماز روایت حفصہ کی بجائے دیگر روایات میں پڑھا دے۔ تو احقر نے عشاء کی نماز میں پہلی رکعت میں روایت درشنہ اور دوسری میں روایت خلا دہ پڑھ دی۔ نماز کے بعد چند معلمین حضرات نے فتویٰ دیا ہے کہ نماز نہیں ہوئی احقر لال مسجد بیرون دہلی گیٹ میں امام تھا تو ایک ایک مہفتہ میں ایک ایک روایت میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ بہر حال روایات عشر میں قرأت عشرہ جب متواتر اور منزل من اللہ میں اور ان میں سے روایت حفصہ بھی ہے اگر روایت حفصہ میں نماز ہو جاتی ہے تو پھر اور باقی انیس روایات سے نماز کیوں نہیں ہوتی۔ یہ ترجیح کس شے ہے؟ ایک رکعت میں ایک روایت، دوسری رکعت میں دوسری روایت پڑھنے سے توجع الجمع لازم نہیں آتی بلکہ ایک ہی رکعت میں اگر سب روایتیں ایک دو تین جمع کر کے پڑھے پھر تو مکروہ ہے۔ پھر بھی نماز تو لوٹانی نہیں پڑتی۔ تو عرض یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین احناف اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز اس صورت میں

دوبارہ پڑھنی ہوگی یا نہیں؟ نیز جن حضرات نے فتوے دیا ان کے فتوے سے انکار منزل من اللہ لازم آتا ہے یا نہیں؟

صورت مسئلہ میں نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جملہ روایات متواترہ کے ساتھ نماز درست ہے۔ لیکن روایات غریبہ غیر معروفہ کو نماز میں پڑھنا اچھا نہیں کیونکہ عوام کو پتہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ کچھ کا کچھ کہہ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض خواص کو بھی معلوم نہیں ہوتا کما هو الظاہر من السؤال۔

۱۔ و يجوز بالروایات السبع لكن الاولى ان لا یقرأ بالغریبة عند العوام صیانة لدينهم اه (درمختار)۔

رقوله بالغریبة (ای بالروایات الغریبة و الامالات لان بعض السفهاء یقولون مالا یعلمون فیقعون فی الاثم و الشقاء ولا ینبغی للائمة ان یحملوا العوام علی ما فیہ نقصان دینهم ولا یقرأ عندهم مثل قراءة ابی جعفر و ابن عامر و علی بن حمزة و الکسائی صیانة لدينهم فلعلهم یتخفون او یضحکون و ان کان کل القرات صحیحة فصیحة و مشائخنا اختاروا قراءة ابی عمرو و حفص عن عاصم۔ اه (شامیه : ج ۱ ص ۵۰۵)۔

۲۔ قراءة القرآن بالقراءة السبع والروایات کلها جائزة لكن اری الصواب ان لا یقرأ بالقراءة العجیبة والروایات الغریبة لان بعض السفهاء ربما یقعون فی الاثم و یقولون مالا یعلمون ولا ینبغی للامام ان یحمل العوام علی ما فیہ نقصان دینهم و دنیاہم و هو حرمان ثوابہم فی عقباہم ولا یقرأ علی رؤس العوام و الجہال و اهل القرى و الجبال مثل قراءة ابی جعفر المدنی و ابن عامر و علی و حمزة و الکسائی صیانة لدينهم فلعلهم یتخفون و یضحکون و ان کان کلها صحیحة طیبة و مشائخنا اختاروا قراءة ابی عمرو و حفص عن عاصم انتہی ذکر

ذلك كله في التتارخانية - ۱ھ (کبری ۱ ص ۴۵۹) -

فقط والله اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۹۷ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
الحق محمد انور عفا اللہ عنہ

فرائض میں حفص عن عاصم کے علاوہ کوئی اور روایت پڑھنا

کیا امام فرض نماز میں امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور راوی کی ایسی روایت جو متواتر منقول ہو جہراً جہری نمازوں میں پڑھ سکتا ہے۔ مثلاً امام شعبہ کی روایت متواترہ عن عاصم پر قرأت پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ یا مثلاً قالون کی ایسی متواترہ روایت جو کہ امام نافع رحمہ سے منقول ہے اسی طرح کسی بھی امام سے روایت منقولہ متواترہ کے مطابق قرأت کا فرض ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟
سائل عبد الحفیظ بھٹہ، سکھر سندھ۔

مشہور روایت یعنی حفص عن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر روایات کے پڑھنے سے عوام و جہلاء میں کسی مفسدہ کا اندیشہ ہو تو ان کو نہ پڑھا جائے۔

ويجوز بالروايات السبع لكن الاولى ان لا يقرأ بالغريبة عند العوام
صيانة لدينهم - ۱ھ قوله ويجوز بالروايات السبع بل يجوز بالشر
ايضا كما نص عليه اهل الاصول - ۱ھ قوله بالغريبة اي بالروايات
الغريبة و الامالات لان بعض السفهاء يقولون مالا يعلمون
فيقعون في الاثم والشقاء ولا ينبغي للائمة ان يحملوا العوام على
ما فيه نقصان دينهم ولا يقرأ عندهم مثل قراءة ابي جعفر
ابن عامر و علي بن حمزة و الكسائي صيانة لدينهم فلعلهم
يستخفون او يضحكون و ان كان كل القراءات و الروايات
صحيحة فصيحة و مشائخنا اختاروا قراءة ابي عمرو و حفص
عن عاصم - (شامی ج ۱ ص ۵۰۵) -

حضرت اقدس تقانوی قدس سرہ ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں لکھتے ہیں -
 ”آیت اور حدیث اور فقہ سب سے یہ قاعدہ ثابت ہوا کہ جس عمل سے عوام دہلا رہے ہیں مفسدہ
 وقت نہ اعتقاد یہ یا عملیہ یا حالیہ پیدا ہو اس کا ترک خواص پر واجب ہے“ (امداد الفقادی ج ۱ ص ۸۳)
 فقط واللہ اعلم

الحق محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۲/۳/۱۴۱۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ سَعْيُكَ وَمَا تَقْدُمُوْا اِلَّا لِنَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَكْتُبُوهُنَّ قُرْآنًا اَمْ يَكُنِيْ نَهْيُكُمْ

امام نے صبح کی نماز کی دوسری رکعت میں الحمد شریف پڑھنے کے بعد سورۃ مزمل کا آخری رکوع جو کہ صرف
 ایک آیت بنتی ہے۔ وما تقدموا لانفسكم من خير تک پڑھا اور رکوع کر دیا اور
 ایک آیت پوری نہ پڑھی گئی۔ اس نے سجدہ سہو بھی نہیں کیا۔ تو کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

جب امام نے **سورة المزمل** وما تقدموا لانفسكم من خير تک پڑھ لیا ہے
 تو نماز درست ہو گئی۔ کیونکہ قرأت کم از کم فرض مقدار تین چھوٹی آیتیں جیسے کہ
 سورۃ کوثر کی یا ایک آیت بڑی جو چھوٹی تین آیتوں کے مساوی ہو۔ تو سورۃ مزمل کے دوسرے رکوع کی
 ایک آیت تو بہت لمبی ہے اس میں سے اگر تین چھوٹی آیتوں کے برابر پڑھ کر رکوع کر دیا جائے تو نماز
 صحیح ہو جاتی ہے۔ اور سجدہ سہو نہیں آتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

الحق محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۵/۵/۱۴۰۹ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح
 بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ رئیس الافتاء

لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ كُو لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ كُو لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ كُو لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ كُو

زید نے امامت کرائی اور لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ کو بجائے لازم کے متعدی لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ بضم یاء
 پڑھا۔ تو کیا اس سے نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟

نماز ہو گئی ، باب افعال بھی لازم استعمال ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا - ۲۱ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

مقیم مسافر کی اقتدار کرے تو بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کرے

اگر امام مسافر ہو اور دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقتدی کھڑے ہو کر سورۃ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں ؟ اگر پڑھے گا تو اس کی کیا دلیل ہے ؟ اور اگر نہیں پڑھے گا تو اس کی کیا وجہ ہے ؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ جان بوجھ کر پڑھ لیتا ہے تو اس صورت میں گنہگار ہوگا یا نہیں ؟ اگر گنہگار ہوگا تو اس کی کیا وجہ ہے ؟ اگر گنہگار نہیں ہوگا تو اس کی کیا دلیل ہے ؟

صورت مسئلہ میں مقتدی کھڑا ہو کر سورۃ فاتحہ اور دیگر سورتیں نہیں پڑھے گا کیونکہ یہ مقتدی جس کا امام مسافر ہو حکم میں لاحق کے ہوتا ہے جو شروع سے جماعت میں شریک ہو۔ تو جیسے لاحق کو سورۃ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح اس کو بھی۔ پس اگر مقتدی کھڑا ہو کر جان بوجھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے گا تو بنا بریں کہ یہ مرتکب ایک فعل مکروہ کا ہے گنہگار ہوگا۔

والدلیل علیہ ما فی الدر المختار و صح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت و بعدہ فاذا قام المقیم الی الاتمام لا یقرأ ولا یسجد للسهو فی الاصح لانه کاللاحق ھ (در مختار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۴۰) والمؤتم لا یقرأ مطلقاً ولا الفاتحة فی السریۃ فان قرأ کرہ تحریماً - (در مختار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۸۵) - فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ رئیس الافکار ۱۳۷۲ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نماز میں سورۃ فاتحہ ایک سالس میں پڑھنے کا حکم

ایک امام سورۃ فاتحہ کو ایک سالس میں ختم کرتا ہے اور آیت نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

پڑھتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسے پڑھنا گناہ ہے اور نماز نہیں ہوتی؟
 طریقہ بالا سے پڑھنا جائز ہے اور جو شخص اس طرح پڑھنے کو غلط کہتا ہے اور یہ کہ
 اس طرح نماز نہیں ہوتی وہ غلطی پر ہے اور اس کا یہ کہنا بلا دلیل ہے۔

الجواب

فقط واللہ اعلم۔ محمد اسحاق نائب مفتی خیر المدارس ملتان

اگرچہ نماز تو جائز ہے بشرطیکہ ایک سانس میں حروف کی ادائیگی صحیح انجام پائے مگر اطمینان کے
 ساتھ کئی دفعہ وقف کر کے پڑھنا اولیٰ ہے۔ و اجواب صحیح۔

بندہ محمد عبداللہ عفرہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲، ۱/۳۸۳۸ھ

پہلی رکعت کی طرح بقیہ رکعت میں تعوذ کیوں نہیں پڑھتے

ایک دن بندہ کو خیال آیا کہ قرآن حکیم شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا سنت ہے۔ تو
 جیسے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تعوذ پڑھتے ہیں اسی طرح ہر رکعت کے شروع میں بھی ہونا چاہئے؟
 سرفراز حسین ڈوگر ممتاز آباد ملتان

قرأت کے شروع میں دس دس سے بچنے کے لئے اعوذ باللہ پڑھتے ہیں۔ اور جب
 پہلی رکعت میں فاتحہ سے پہلے اعوذ باللہ پڑھ لی تو اس کے بعد جتنی بھی قرأت ہوگی
 خواہ دوسری رکعات میں ہو یہ اعوذ باللہ اس کے لئے کافی ہے۔

الجواب

(قوله ولا يتعوذ) لانه شرع في اول القرآن لدفع الوسوسة فلا

يتكرر الا بتبدل المجلس كما لو تعوذ وقراء ثم سكت قليلا

وقراء اهـ۔ (بحر الرائق ج ۲ ص ۲۴۱)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۶ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نماز میں سہواً خلاف ترتیب پڑھنے کا حکم

نماز میں قرأت علی الترتیب فرض ہے واجب ہے یا سنت ؟ اگر بغیر ترتیب کے قرأت پڑھی گئی تو کیا نماز ہو گئی۔ مثلاً سورۃ النّاس پہلے اور سورۃ فلق بعد میں پڑھی۔

جواب: **الجواب** دانستہ خلاف ترتیب پڑھنا مکروہ ہے۔ سہواً ایسا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ پہلی رکعت میں اگر سورۃ ناس پڑھی ہے تو دوسری میں بھی یہی پڑھے۔

ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً الا اذا ختم القرآن - (درمختار)۔ قوله منكوساً بان يقرأ في الثانية سورة اولى مما قرأ في الاولى لان ترتيب السور في القراءة من واجبات التلاوة - (شامی، ج ۱، ص ۱۵۵)۔ قال في الفتح قرأ في الاولى بقل اعوذ برب الناس يقرأ في الثانية هذه ايضا۔ اه (فتح التدبر، ج ۱، ص ۲۲۳)۔ فقط والله اعلم

اجواب صحیح
احمد محمد انور عفا اللہ عنہ
بنہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۴۰۹ھ

یسین سے مرسلین تک پڑھنے سے واجب قرأت ادا ہو گئی

فرض نماز کی ایک رکعت میں یسین و الفترات الحکیم و انک لمن المرسلین تین آیات پڑھ لی جائیں تو کیا نماز بالکل درست ہو جائے گی۔ یہ اشکال اس وجہ سے ہوا کیوں کہ یسین پر اختلافی آیت کا نشان ہے ؟

جواب: **الجواب** اگر بعد از فاتحہ صرف ”مرسلین“ تک پڑھا ہے تو عند البعض نماز ہو جائے گی۔ فمع عدم وجوده يعمل باطلاق عبارة الحلبي من

الاكتفاء بالاية التي بلغت ثمانية عشر حرفاً لا قامة واجب القراءة (تقریرات رافعی، ج ۱، ص ۵۷)۔

لیکن نماز کے معاملہ میں احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی پر اتقار نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۷ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

أَحَدُ اللَّهِ الصَّمَدُ پڑھنا بھی جائز ہے

دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ قل هو الله احد الله الصمد میں اگر اللہ کے لفظ سے پہلے ن ملا کر پڑھا جائے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ ایسا پڑھنے سے نماز کے اندر کوئی نقص تو واقع نہیں ہوتا؟ غلام فرید امام مسجد شترمیڈیکل کالج ملتان۔

سورۃ اخلاص میں وصل کی صورت میں الله الصمد کی بجائے ن الله الصمد پڑھ لینا جائز ہے اور اس سے نماز کے اندر کوئی نقص نہیں آتا مطمئن رہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۹۷ھ

فرائض کی آخری رکعتوں میں سورۃ نہ ملانے کی وجہ

فرائض کے سوار سنن و نوافل کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن پاک کا پڑھنا ضروری ہے حالانکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نماز تو ذکر اور تلاوت کا نام ہے۔ اس لحاظ سے فرائض میں ذکر اور تلاوت کی کثرت ہونی چاہئے تھی اور ماسوا میں تخفیف۔ لیکن معاملہ برعکس ہے اس کی عقلی وجہ کیا ہے؟

حکیم الامت حضرت بقاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ نہ ملانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ

در اصل ابتداء میں نماز دو رکعت ہی مقرر ہوئی تھی بعد ازاں خدا تعالیٰ نے ان دو رکعتوں کی تکمیل و اکمال کے لئے ظہر و عصر و عشاء کے فرائض کیساتھ دو دو رکعتیں اور مغرب کی نماز میں حکمت و تدبیر کو ضائع نہ کرنے کی وجہ سے ایک رکعت ملائی۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کا جبر کسر مطلوب ہو تا ہے تو اس کے

ساتھ اس کے نوع کی ایسی چیز ملائی جاتی ہے جو حیثیت و درجہ میں اس سے ادنیٰ ہو۔ پس اگر پہلی دو رکعتِ فرائض کے ساتھ دوسری دو رکعتِ کامل مع ضم سورت ملائی جائیں جو ہر وجہ و پہلو سے پہلی دو رکعت کے برابر ہوں تو جبر کسر و اکمال رکعتین کی حکمت ضائع ہو جاتی اور خود پہلی دو رکعتوں کا جبر کسر اسی مصلحت سے ہوا کہ بسا اوقات حضورِ توجہ یا فہم قرأت یا ارکان میں سے کسی رکن میں نقص و کسر رہ جاتا ہے۔ اس کے عوض میں دوسری رکعتیں ملائی گئیں۔ (المصلح العقلیہ: ص ۴۷)

چونکہ سوال دلیل عقلی سے تھا اس لئے دلائل نقلیہ اور مذکورہ حدیث کے جواب سے تعرض نہیں کیا۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
۵
۲۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

اَشْتَاتَا لَيَرَوَا كَو لَيَرَوَا پڑھنے کا حکم

اَشْتَاتَا لَيَرَوَا کی بجائے اَشْتَاتَا لَيَرَوَا پڑھ دیا جائے یا لہب کی بجائے لَعَب پڑھ دیا جائے یا "اغنی" کی بجائے "اضنی" تو کیا نماز ہوگئی یا نہیں؟

ان صورتوں میں نماز تو صحیح ہوگئی لیکن امام صاحب پر یہ بات ضروری اور لازم ہے کہ وہ پہلے کسی قاری صاحب سے نماز اور چند سورتیں صحیح کرائیں پھر امام بنیں۔ پھر

اسی طرح آہستہ آہستہ سارا قرآن مجید صحیح پڑھنے کی کوشش کریں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
۱۴
۱۳۹۰ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھنے کا حکم

امام قرأت پڑھے الحمد للہ رب العالمین ۞ ن الرحمن الرحیم تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟
محمد لطف اللہ خاں لاہور

الحاج نماز تو فاسد نہیں ہوتی لیکن یہ عمل قرأت کے اعتبار سے درست نہیں امام صاحب کو چاہئے کہ آئندہ کے لئے اس فعل کو چھوڑ دے۔ الحمد للہ رب العالمین پر پڑھنے کے بعد صرف ن کو الرحمن کے ساتھ نہ ملانا چاہئے۔ بلکہ ن کے ملائے بغیر الرحمن الرحیم پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

معین مفتی خیر المدارس ملتان ۲۲، ربيع الثاني ۱۳۹۹ھ
اگر العالمین پر وقف نہیں کیا اور وصل کیا ہے تو لامحالہ نون پر فتح آئے گا اور اگر وقف کر کے پھر نون کو ملایا تو یہ غلط ہے۔
داجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲۳، ۱۳۹۹ھ

قرأت اس طرح کرے کہ خود بھی سنے

میں بہشتی زیور کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اس میں پڑھا ہے کہ قرأت اس طرح کرے کہ آواز کان میں آئے اگر ایسا نہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔ یہ فرض پڑھنے کے بیان کے آخر میں ہے (ص ۲۷)۔ میں اب تک اس طرح نماز نہیں پڑھتا رہا کہ کان میں آواز آئے۔ کیا اتنے سالوں کی نمازیں قضاء کر دوں؟

یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔ بہشتی زیور میں اسوٰط کو اختیار کیا گیا ہے اور پوری تفصیل شامی ج ۱ ص ۸۹۸ میں موجود ہے۔ لہذا گزشتہ سالوں کی نمازوں کی

کی قضا کی ضرورت نہیں آئندہ بہشتی زیور کے مطابق عمل کریں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۲۳، ۱۳۹۹ھ

لہ و ادنی الجہر اسماع غیرہ و ادنی المخافتہ اسماع نفسہ اھ (درختار)

(قوله و ادنی الجہر اسماع غیرہ) اعلم انہم اختلفوا فی حد

وجود القراءة علی ثلاثہ اقوال فشرط الہندوانی والفضل لوجودھا

خروج صوت یصل اذنه وبہ قال الشافعی و شرط بشوالمریسی

و احمد خروج الصوت من الفم وان لم يصل الى اذنه لكن بشرط كونه مسموعا في الجملة حتى لو ادنى احد صماخه الى فيه يسمع ولم يشترط الكرخى و ابوبكر البلخى السماع و اكتفيا بتصحيح الحروف و اختار شيخ الاسلام وقاضى خان و صاحب المحيط و الحلوانى قول الهندوانى كما فى معراج الدراية و نقل فى المجتبى عن الهندوانى انه لا يجزئيه ما لم تسمع اذناه و من بقربه و هذا لا يخالف ما مر عن الهندوانى لان ما كان مسموعا له يكون مسموعا لمن فى قربه كما فى الحلية و البحر ثم انه اختار فى الفتح ان قول الهندوانى و بشر متحدا ان قوليه وان ما قاله الهندوانى صحيح و ارجح لاعتماد اكثر علمائنا عليه اه (شامى ج ۱ ص ۲۹۸ و ۲۹۹) -

احقر محمد النور عفا الله عنه، مرتب خير الفتاوى

قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ كَ

بارے میں ایک سوال و جواب

جملہ حضرات فضلاء دارالعلوم ہذا کے تبحر علمی کے سامنے پر خلوص اور نہایت دردمندانہ اپیل ہے کہ صحت تلفظ قرآن کی پوری پوری اہمیت کو منظر غائر مد نظر رکھتے ہوئے اپنے صحیح علمی فیصلہ سے مطلع فرما کر عند الناس مشکور و عند اللہ مہجور ہوں۔ الفاظ یہ ہیں۔

۱ : سورة نمل، رکوع دوسرا۔ واقعہ داؤد اور سلیمان علیہما السلام۔ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

۲ : سورة اعراف، رکوع دوسرا۔ واقعہ آدم اور حواء علیہما السلام۔ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ - الخ

قَالَ اور ذَاقَا میں لمخاطب سباق و سابق معنوی دونوں الف علامت تشنیہ ہیں۔ صرفی

قانون التقاء ساکنین علی حدہ کا عام تقاضا ہے کہ التقاء ساکنین علی حدہ میں حروف مدہ کا حذف لازمی

ہے۔ جیسے اِضْرَبُوا الْقَوْمَ - اِضْرَبَا الْقَوْمَ - اِضْرَبِ الْقَوْمَ - لہذا قَالَ اور ذَاكَ دونوں تشنیہ لفظوں میں الف ساکن مدہ کو حذف کر کے قَالَ الْحَمْدُ اور ذَاكَ الشَّجَرَةُ پڑھنا چاہئے۔

دوسرا گروہ تشنیہ کے لفظ میں تشنیہ کے الف کو گرا کر صیغہ واحد مذکر کی شکل میں قَالَ کو قَالَ اور ذَاكَ کو ذَاكَ پڑھنا سیاق و سباق معنوی کے زبردست خلاف سمجھتا ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ الف کا حذف یہاں غلط ہے۔ قَالَ کو بغیر الف واحد بنا کر قَالَ پڑھنا اور ذَاكَ کو ذَاكَ پڑھنا یہ ایک قرآن میں کھلی معنوی تحریف ہے۔ کیونکہ دونوں فعلوں کا مرجع تشنیہ ہے نہ کہ واحد۔

لہذا بمصدق مامن عام الاخص منه البعض دونوں تشنیہ صیغوں میں بجائے حذف الف کو بین بن کر کے پڑھنا چاہئے۔ نہ حذف نہ اثبات قَالَ لَئِنْ حَمَدْتُ۔

صحیح فیصلہ فضلاء دارالعلوم کے سامنے ہے۔ دونوں میں سے صحیح استدلال اور صحیح موقف کے وضاحت فرما کر عند الناس مشکور و عند اللہ ماجر ہوں۔

سورۃ نمل اور اعراف کے مذکورہ دونوں کلمات تشنیہ کے صیغے ہیں التقاء ساکنین کے ضابطہ کے تحت دونوں الف پڑھنے میں نہ آئیں گے۔ لیکن لکھنے میں برقرار اس لئے رکھے جائیں گے تاکہ صیغہ کے تشنیہ ہونے پر دلالت کریں اور فعل کا صدور دونوں سے ہونا معلوم ہو جائے۔ ان دونوں مقامات پر کوئی متواتر قرأت بین بن کی نہیں ہے۔ قرأت متواترہ میں کسی زید و عمرو کو دخل اندازی کی اجازت نہیں۔

قرآن کریم میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں کہ التقاء ساکنین کے وقت مدہ کو صرف تلفظ میں حذف کیا گیا ہے کتابت میں باقی رکھا گیا ہے۔

والذین صبروا ابتغاء وجه ربهم وأقاموا الصلوة - الآية

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۱۵

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک لے نماز پڑھنے والے کیلئے مسنون قرأت

جب آدمی ایک لے نماز پڑھ رہا ہو تو نماز میں سنون قرأت کی مقدار کیا ہے ؟
المستفتی : حافظ مقبول احمد ، قادر آباد فارم ، ضلع ساہیوال

غیر مسافر ایک لے نماز پڑھنے والے کے لئے بھی سنون قرأت وہی ہے جو امام کے لئے سنون ہے۔ یعنی فجر اور ظہر میں طویل مفصل ، عصر اور عشاء میں اوسط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھنا سنون ہے۔

(ولین فی الحضرة الامام والمنفرد) ذكره الحلبي والناس عنه غافلون (طول المفصل) (در مختار)۔

قال ابو حنيفة والذى يصلى وحده بمنزلة الامام فى جميع ما وصفنا من القراءة سوى الجهر قال الزاهدى وهذا نص على ان القراءة المسنونة يستوى فيها الامام والمنفرد والناس عنه غافلون اهـ (شامى : ج ۱ ، ص ۳۹۹) فقط والله اعلم۔

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفسد معنی غلطی مفسد صلوٰۃ ہے اگر نماز میں قرأت کرتے ہوئے غلطی سے یوں پڑھ

دیا مثلاً المنفقون والمنفقت بعضهم من

بعض يأمرون بالمنكر وينهون عن المعروف کی جگہ يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر پڑھ لیا تو نماز کا کیا حکم ہے آیا نماز فاسد ہو گئی یا نہ۔ بینوا تو جروا۔

چونکہ صورت مسئلہ میں معنی میں تغیر فاش ہو گیا ہے۔ لہذا نماز فاسد ہو گئی وہ نماز دوبارہ پڑھی جائے۔ (کنزانی فتاویٰ قاضی خان : ج ۱ ، ص ۶۷)۔

فقط والله اعلم

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴/۱۱/۱۴۱۱ھ

ما يتعلق
بالامامة والجماعة

اقتدار فاسق مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی

سوال - نحمد الله وحده ونصلي على من لاني بعدہ -
 اقتدار فاسق کی کرامت میں دو شخصوں کا اختلاف ہوا ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ فاسق
 کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے چنانچہ خلاصۃ الفوائد میں ہے۔

اذا كان امام الحی زانیاً او آكل الرباء له ان يتحول اه -
 اور طحاوی میں ہے۔ وفي السراج هل الافضل ان يصلي خلف هؤلاء ام الانفراد
 قيل اما في الفاسق فالصلوة خلفه اولى وهذا انما يظهر على ان امامه مكروهه
 تنزیہاً - (ص ۱۶۵)۔

اور شرح عقائد میں ہے۔ ويجوز الصلوة خلف كل بر وفاجر لان علماء الامة كانوا يصلون
 خلف الفسقة واهل الاهواء والبدع من غير تكبير : ص ۱
 اور در مختار میں ہے۔ صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة -
 اور نیز در مختار میں ہے۔ ان الصلوة خلفه اولى من الانفراد ولكن لا ينال كما ينال خلف تقى -
 اور فرماتا ہے کہ آج کل ہر شخص فاسق ہے۔ اور فسق میں عموم بلوی ہے۔ لہذا بوجہ لا چاری کے اقتدار فاسق
 مکروہ تنزیہی ہے۔

اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ ہر شخص کو فاسق ماننا خلاف واقعہ ہے۔ امت میں لاکھوں متقی موجود ہیں اور لاکھوں
 ائمہ پرہیزگار ہیں۔ علاوہ انہیں امامت میں فاسق سے مراد ظاہر الفسق ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں۔
 واستظهرنا هناك عدم كراهة الاقتداء مالم يعلم منه مفسداً كما
 مال اليه الخیر الرملى : ص ۶۶۵ ج ۱ -

اور مفتی فقہ حنبلی میں ہے۔ وان لم يعلم حاله ولم يظهر منه ما يمنع الائتتمام به

فصلوۃ الماسوم صحیحہ نس علیہ، احسن الاصل فی السلیب السلامۃ ص ۲، ج ۲۔
اور ظاہر الفسق شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔

اما الفاسق فقد عللوا کراهۃ تقدیمہ بانہ لا یہتم لامردینہ وبان فی تقدیمہ لامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ولا یخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لا تزول العلة فانہ لا یؤمن ان یصلی بہم بغیر طہارۃ فہو کالمبتدع نکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح النیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ تحریم لما ذکرنا ص ۵۲۳ ج ۱۔

اور شرح عقائد میں جو سلف صالح کا اقتداء ائمہ جوہر سے کرنا نقل ہے مجبوراً ضابطہ الضرورات میں مخطورات کے تحت تھا۔ حاصل یہ کہ اقتداء فاسق مکروہ تحریمی ہے۔ دلائل اور بھی تھے مگر سب کو لکھا نہیں۔ فقط۔

نذیر احمد صاحب قبة والی احمد پور شرقیہ۔

الجواب وفی درالمختار علی الشامیۃ ص ۵۲۳ ج ۱۔ ویکرہ تنزیہاً امامۃ عبد ولو معتقاً الی قولہ وفاسق واعنی وفی ردالمحتار لقولہ فی الاصل امامۃ غیرہم احب الی بحر عن المجتبیٰ والمعراج ثم قال فیکرہ لم التقدّم ویکرہ الاقتداء بہم تنزیہاً فان امکن الصلوۃ خلف غیرہم فہو افضل والا فالاعتداء اونی من الانفراد۔

وفی البحر ص ۲، ج ۱۔ تحت قول وکرہ امامۃ الاعراب والعبد والفاسق وللبتدع والاعمی وولد الزناء فالحاصل انہ یکرہ لہؤلاء التقدّم ویکرہ الاقتداء بہم کراہۃ تنزیہیۃ۔ وفی منحة الخالق فالحاصل انہ یکرہ قال الرمی ذکر الحلبی فی شرح منیۃ الصلی ان کراہۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراہۃ التحریم۔

بحر الرائق کے حاشیہ پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ فاسق اور مبتدع کی امامت مکروہ بکراہت تحریم ہے۔ اور عبد اور اعمی اور ولد الزنا کی امامت مکروہ بکراہت تنزیہیہ ہے۔ لہذا ہر دو قائلین میں سے دوسرے کا قول صحیح ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد عبد اللہ عفرۃ

خادم الافکار خیر المدارس : ملتان

۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳ھ

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

امامۃ اللغۃ لغیرہ جائز ہے یا نہیں ؟ قول راجح اخصی بہ
مع حوالہ تحریر فرمادیں۔

امامۃ اللغۃ لغیرہ : سوال

حافظ قرآن یا امام اچھی کی زبان میں قدرے کثرت ہو اور لام و راء کو اچھی طرح ادا کر سکتا ہو تو ان کے
اقتدار کا حکم کیا ہے ؟

وفي الدر المختار ولا غير اللغۃ به اى بالالغۃ على
الاصح وفي رد المحتار اى خلافا لما في الخلاصة عن الفضل
من انها جائزة الى قوله و ظاهره اعتمادهم الصحة ثم قال ولكن الاحوط
عدم الصحة وفيه قال في الغرب هو الذي يتحول لسانه من السين
الى الثاء وقيل من الراء الى الغين واللام او الياء زاد في القاموس او من
حرف الى حرف وفيه انه (اى اللغۃ) بانه لو كانت يسيرة بان يأتى
بالحرف غير صاف له قرئ :- (ص ۵۲ ج ۱ شامية)
ان روایات یہ امور مستفاد ہوتے

- ۱ : اگر اللغۃ سے حرف صاف نہ نکلے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اس کی امامت جائز ہے۔
- ۲ : اگر ایک حرف دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے تو اس میں اختلاف ہے۔
- ۳ : لیکن جہاں عموم طوبی ہو صحت کا حکم مناسب ہے۔ (کذا فی امداد الفتاویٰ ص ۲۴۰ ج ۱)

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ

یہاں کے سن ۹۹ء فی صدر لوگ مشتبہ الصوت حروف میں
سوال اقیاز نہیں کرتے۔ مثلاً ث کو س اور ذال کو زار

غلط خوان کی اقتدار کا حکم

اور حار مہملہ کو غار مجھ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح عین مہملہ اور محجہ میں فرق نہیں کرتے۔ ضاد کو دال مخم دو آد پڑھتے ہیں
بعض لوگ فتح کو بعث بلف بڑھا کر مفرد سے تشنیہ اور لام تاکید سے لام نفی بنا دیتے ہیں جیسے جَعَلَ لَكُمْ الارض
کو جَعَلًا لَكُمْ الارض اور مثلاً انی اذا لقی ضلل مبین کو انی اذا لاقی فی ضلل مبین پڑھتے ہیں۔
بعض لوگ الف کو نہیں پڑھتے جس سے صیغہ بدل جاتا ہے جیسے ارسلنا کو ارسلن اور انا کو ان پڑھتے ہیں۔
موضع وقف کی کوئی تمیز نہیں۔ جہاں دل نے چاہا وقف کر دیا۔ مثلاً الْحَمْدُ پر وقف کر کے لِلّٰہ سے استدراک کی۔

یا اَوْ اَنْقَضَ پر وقف کر کے مِنْهُ قَلِيلًا سے ابتدا کی۔

جہاں رموز اوقاف لگے ہوئے ہیں وہاں حالت وقف میں بھی آخری حرف پر سکون پڑھتے ہیں۔ اسی طرح تمام حرکات کو مجہول پڑھتے ہیں۔ اور طاء کو تواء۔ اور صا د کو سواد پڑھتے ہیں۔

بہشتی زبور حصہ دوم میں حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: ”اگر کسی سے کوئی حرف صحیح نہیں نکلتا جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتی ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث، س، ص، سب کو سین پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق لازم ہے۔ اگر صحیح پڑھنے کی مشق نہ کرے گی تو گناہگار ہوگی اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی؟“

اور حصہ یازدہم میں فرماتے ہیں۔ جس شخص سے صاف حروف ادا نہیں ہو سکتے مثلاً سین کو ث اور حرف میں ایسا ہی تغیر و تبدل ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔

اسی طرح امداد الفتاویٰ ج ۱، ص ۱۶۳ پر فرماتے ہیں۔ البتہ ایسوں کی امامت سے احتراز لازم ہے۔

فی فتاویٰ قاضی خان فان كان لا ينطق لسانه في بعض الحروف القوله
لا يؤم غيره كذا الرجل اذا كان لا يقف في مواضع الوقف الخ (امداد الفتاویٰ)
کبیری میں ہے۔

والذي ينبغي ان يكون الحكم عليه كالحكم في اللشغ انه يجتهد في
اصلاح لفظه ولا يفسد مادام على الاجتهاد ولكن لا يجوز لغيره الاقتداء
به فانهم عموا هذا الحكم في كل من لا يمكنه النطق بحرف من
اسی طرح کبیری کے لگے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

ولهذا اجبت من سألني انه صلى خلف امام فقرأ وأما بنعمة ربك فحدث ،
بالسين محكان الشاء بأن صلواته فاسدة .

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بندہ اکیلے نماز پڑھ لیا کرے یا بعد میں اعادہ کیا کرے۔؟

وفی فتاویٰ قاضی خان ص ۶۷ ، اما الخطأ في الاعراب اذا لم
يغير المعنى لا تفسد الصلوة عند الكل كما لو قرأ الخ

وان غير المعنى تغيرا فاحشاً بان قرأ وعصى آدم ربه فغوى بنصب ميم
آدم ورفع باء ربه او قرأ الباري للمصور بنصب الواو او قرأ انما يخشى
الله من عباده العلماء يرفع الله ونصب العلماء الى قوله وما اشبه
ذلك معالو تعمده به يحكفر اذا قرأ خطأ فسدت صلواته في قول

التقدمين واختلف المتأخرون في ذلك قال محمد بن مقاتل وابو نصر محمد بن سلام و ابو بكر بن سعيد البلخي والفقير ابو جعفر الهندي والشيخ الامام ابو بكر محمد بن الفضل والشيخ العام اسمعيل الزاهد وشمس الائمة الحلواني لا تفسد صلوته وما قاله للتقدمون احوط لان لو تعدد يكون كفرا وما يكون كفرا لا يكون من القرآن وما قاله المتأخرون اوسع لان الناس لا يميزون بين اعراب و اعراب فلا تفسد الصلوة وهذا على قول ابي يوسف ظاهر - وفيه بعد سطوة وعامة الشائخ على ان ترك المد والتشديد بمنزلة الخطاء في الاعراب لا يفسد صلوته في قول المتأخرين وايضا فيه ١ ص ٤٨ - وان ذكر حرفا مكان حرف وغير اللعين فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد لا تفسد صلوته وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالطاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف الشائخ فيه قال اكثرهم لا تفسد صلوته -

روايات بالا سے معلوم ہوا کہ جو غلطیاں سوال میں ذکر کی گئی ہیں ان غلطیوں سے عند اللہ تاخرین نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پس اگر کوئی صحیح پڑھنے والا شخص مذکور فی السؤال غلطیوں کے ساتھ پڑھنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھے گا تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ اس نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔ اور نہ صحیح پڑھنے والے شخص کو ترک جماعت کہہ کے علیحدہ نماز پڑھنی چاہیئے۔ چونکہ اس مسئلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف بھی ہے۔ اس وجہ سے صاحب ہشتی زیلہ اور صاحب کبیری نے دوسرے فقہاء کے قول کو راجع سمجھ کر اس کے مطابق اپنی اپنی کتابوں میں جواب لکھا ہے۔ اس لئے جب تک آپ کو دوسری جگہ جماعت نہ ملے اس وقت تک امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں۔ اور یہ بھی کوشش کریں کہ امام صاحب صحیح قرأت کی کوشش کریں۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
معین مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فضل مفضول کی اقتدار کر سکتا ہے

سوال ایک شخص جو عقائد بریلویہ سے تعلق رکھتا ہے اپنے غلطوں میں اکثر کتا ہے کہ جس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کے لئے عرشیں اب یہ آرزو رکھے کہ کاش یہ جوتی میرے اوپر ہوتی اس کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صیحابی امام بن کر کھڑا ہو سکتا ہے ؟ پھر کتا ہے ہرگز نہیں ۔ بلکہ یہ بات نہ کتابوں میں ہے اور نہ حدیثوں میں ہے ۔ بلکہ دیوبندی فرقہ نے آپ ہی گھڑی ہے ۔

اب صورت یہ ہے کہ دیوبندی فرقہ کے ایک سو چالیس گیس آدمی میں جنہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ میں خیر المدارس سے اس چیز کا حوالہ لے آؤں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امامت کی ہے اور حضور آپ کے مقتدی ہوئے ہیں ۔

الجواب شخص مذکور جھوٹا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے صحیح احادیث میں صحیح سند کے ساتھ یہ واقعہ موجود ہے ۔ محدثین اور فقہاء نے لکھا ہے کہ افضل مفضول کے پیچھے نماز ادا کر سکتا ہے ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد اللہ غفرلہ مفتی جامعہ ہذا ۱/۳۵

عنه عن عائشة رضي الله عنهما انه عليه السلام صلى في مرضه الذي

توفي فيه خلف الي بكر قاعدا . رواه الترمذي وقال حسن صحيح .

(حکیمی : ص ۲۸۰)۔

عن رواه مسلم عن المفيرة بن شعبه رضي الله عنه . (شکوۃ ج ۱ ص ۵۲)۔

احقر محمد انور مرتب خیر الفوائد

قلعی بھرے ہوئے دانتوں سے امامت کرنا

سوال زید کے دانت اندر سے کھوکھلے اور خوردہ ہیں ۔ اگر وہ دانتوں کو کسی دوا یا قلعی سے بھرالے تو اس صحت میں غسل وغیرہ میں کوئی حرج تو نہیں ؟ اور اس حالت میں امامت کر سکتا ہے یا نہیں ؟

بھردانا جائز ہے ، غسل ہو جائے گا ، امامت کر سکتا ہے ۔

الجواب لو تحوكت ثنية الرجل لا فتها بذهب او فضة لا بأس به اه

(امداد المغنی ج ۱ صفحہ ۱۰۰ بحوالہ قاضی خاں)

محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

معذور کی اقتدار کا حکم : سوال ایک لڑکا بالغ سترہ سال کا ہے اور چار جماعت سکول

دفاعی و صرف دُخو اور ترجمہ قرآن شریف کا چار سپاڑے بھی پڑھا ہوا ہے اور وہ ایک مرض میں مبتلا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور نماز ادا کرتے وقت کبھی کبھی پیشاب کی بوندیں گرتی رہتی ہیں۔ کبھی بند ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی شروع۔ گرمی ہو یا سردی۔ اسٹیشن کے اوپر وہ رہتا ہے۔ اور کوئی جماعت کرانے والا نہیں ہے۔ جماعت کرنے کے لئے بہت لوگ تنگ ہیں۔ کیا وہ جماعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

معذور شرعاً وہ شخص ہے کہ اس کو وقت نماز پڑھنے کا اتنا بھی نہیں مل سکتا کہ وہ وضو کر کے فرض ہی پڑھ سکے۔ بلکہ اتنی دیر میں ہی اس کو پیشاب کا قطرہ وغیرہ ضرور آتا ہے۔ جب کسی آدمی کو ایسی حالت پیش آجائے تو وہ معذور سمجھا جاتا ہے اور اس وقت تک معذور سمجھا جائے گا جب تک کہ نماز کی وقت میں کو ایک دفعہ بھی حدث ہو جاتا ہے۔ پہلی تعریف ابتداء عذر کے لئے ہے اور دوسری بقاء عذر کے لئے۔ پس جو شخص معذور ہو، اس کے پیچھے تندرست آدمی کی اقتدار جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ معذور وضو کر کے نماز پڑھائے، نہ وضو کرتے وقت قطرہ نکلا اور نہ نماز میں، تب جائز ہو جائے گی۔

فی الدر المختار ص ۳۹ ج ۱۔ ولا طاهر بمعذور هذا ان قارب الوضوء الحدث

او طهر عليه بعده۔ وصح لو توضأ على الانقطاع وصلى كذلك۔

الجواب صحیح

بخیر محمد عفا اللہ عنہ

مستتم بخیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفرہ
خادم الافاق بخیر المدارس ملتان

۱۳ : ۵ : ۱ : ۱۳ ھ

مورخہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۷۱ ھ

سنن قبلہ پڑھے بغیر امامت کرانا : سوال امام صاحب ایسے وقت میں پہنچے کہ جماعت

تیار تھی انہوں نے بجائے ظہر کی چار سنتیں ادا

کرنے کے جماعت کرادی۔ تو کیا یہ جماعت درست ہوگئی؟

صورت مسئلہ میں جماعت درست ہوگئی نماز میں کسی قسم کی کراہت نہیں آئے گی۔

الجواب

(فتاویٰ امدادیہ ص ۲۵۸ ج ۱)

بندہ محمد سحاق عفرہ

۱۳۹۵ : ۱۲ : ۱۲ ھ

امام کے لئے ضروری ہے کہ مستدین و متوابع ہو

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ڈاڑھی منڈا یا بے نمازی امام ہو سکتا ہے یا دوسرے غیر شرعی کاموں کا ترکیب امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ متولی و امام میں کیا فرق ہے۔ آیا متولی کا ہر نماز میں شریک ہونا فرض ہے؟ یا متولی کا تنخواہ وغیرہ وصول نہ کرنا اس کی تولیت پر اثر انداز ہو سکتا ہے؟ کیا ایک مسجد کے متولی کا مکان اگر دوسرے محلہ میں ہو تو اس سے متولی نہ ہو سکنے کی صورت نکلتی ہے جب کہ انتظام وغیرہ میں کوئی فرق نہ ہوتا ہو؟

المفتی مولوی غلام محمد متولی و صدر مسجد بیڑی الی
بستی باغبان بیرون دہلی گیٹ ملتان شہر

الجواب امام اس شخص کو مقرر کیا جاوے جو عالم، متدین، متورع ہو۔ ڈاڑھی منڈانا اور بے نمازی ہونا گناہ کبیرہ ہے جس کا ترکیب فاسق ہوتا ہے۔ فاسق کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ اور اگر پہلے سے امام چلا آ رہا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے معزول کر دیں۔ متولی مسجد کے انتظامات و مالیات کا نگران ہوتا ہے تنخواہ متولی کے لئے ضروری نہیں ہے تنخواہ وصول نہ کرنے سے تولیت میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔ اس کا ہر نماز میں شریک ہونا اسی مسجد میں ضروری نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم

محمود عفی عنہ

مفتی قاسم العلوم ملتان

۱۳۸۶ھ : ۸ : ۲۴

الجواب صحیح

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۹۵۳ء کی تحریک میں معافی مانگنے والے کی امامت

سوال : ہمارے ہاں ایک امام عالم و فاضل ہیں ان میں

امامت کی صلاحیت بھی ہے، سند یافتہ ہیں۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں رضا کاروں کے ساتھ جیل میں بھی گئے۔ پھر معافی مانگ کر باہر آئے اور کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اس تحریک کے اختتام پر کافی لوگوں نے معافی مانگ کر رہائی حاصل کی لہذا اس وجہ سے ان پر امامت نہیں کی جاسکتی۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۵ : ۶ : ۱۳۸۲ھ

کبھی شیعہ کبھی سنی بن جانے والے کی امامت

سوال ایک شخص عرصہ تک سنیوں کا امام رہا۔ پھر ایک شیعہ نے اس کو لپک دے کر شیعہ بنالیا۔ اس دوران وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برسر عام گالیاں دیتا رہا۔ پھر اس کو ایک سنی راہ راست پر لے آیا۔ ایک سال امامت کرانے کے بعد پھر شیعہ ہو گیا۔ اب پھر سنیوں کی مسجد میں امامت کراتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

الجواب ایسے شخص کی اقتدار سے احتراز لازم ہے۔ جس کو اپنے دین کی حفاظت کا ذرہ بھی خیال نہ ہو اور لپک کی خاطر کبھی شیعہ بن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر تبرار کرے۔ اور سنیوں سے نفع ملنے کی توقع ہو تو اپنے آپ کو سنی کہلوانا شروع کر دے، ایسے شخص کو امام نہ بنایا جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

سنی رہ کر شیعہ کو نماز نہیں پڑھا سکتا۔ البتہ شیعہ رہ کر تہیہ کے طور پر سنیوں کو نماز پڑھا سکتا ہے۔ لہذا سنیوں کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ والجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

مزامیر کیساتھ قوالی سننے والے کی امامت

سوال ایک آدمی مزامیر کے ساتھ قوالی بھی سنتا ہے اور موجودہ دور کے بریلوی مولویوں خصوصاً عمر اچھروی اور عنایت اللہ سانگلی کو بلوا کر تقریر بھی کرواتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا قائل ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟ المستفتی

محمد یوسف رحمانی

ناظم مدرسہ خیر العلوم لودھراں

الجواب درمختار میں ہے۔ وکروہ کل لہو لقولہ علیہ السلام کل لہو للسلیم حرام الا ثلثہ ملاعبتہ اہلہ وتأدیبہ لفرسہ و مناضلتہ بقوسہ (قولہ وکروہ کل لہو) ای کل لعب وعبث شامل لنفس الفعل واستماعہ كالرقص والسخریۃ والتصفیق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والزممار والصنج والبوق فانہا کلہا مکروہۃ لانہا زی الکفار واستماع ضرب الدف والزممار وغیر ذلک حرام وان سمع بقتۃ یکون

معذورا و يجب ان لا يسمع قهستاني - (شامی ص ۲۶: ۵) قاضی دارالعلوم ص ۱۵۱ ج ۳)
روایت بالا سے معلوم ہوا کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سننا حرام ہے بناءً علیہ سوال میں مذکور صفات کے حامل
امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
خیر محمد عفا اللہ عنہ

استاد کی ہتک کرنے اور تصویر کھینچنے والے کی امامت

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے پاس اپنے پیر یعنی مرشد کی تصویر رکھی ہے
صورت رکھنے کی یہ ہے کہ محض زیارت مقصد ہے یعنی کبھی نہ کبھی چوم لیتا ہے اس کے بارے
میں علماء دین کیا فرماتے ہیں یعنی اپنے مرشد کی تصویر کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں؟
دیگر مرض یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنے استاد صاحب کو گالیاں دی ہیں اور اس پر طعن و تشنیع کرتا ہے۔ یعنی
برا بھتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر دیکھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں کیونکہ شاگرد استاد کو گالیاں
دیتا ہے۔ نیز جو شخص اپنے مرشد کی تصویر رکھتا ہے اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے وہ امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی عبدالرؤف

الجواب

عن عبد الله ابن مسعود ر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول اشد الناس عذاباً عند الله المصورون متفق عليه -

تصویر بنانا اور کھینچنا اور کھینچنا شریعت میں حرام ہے لہذا شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

۱۲ بلا وجہ اپنے استاد عالم دین کی مخالفت کرنا اور عداوت اور توہین کرنا محصیت ہے۔ شامی

قال الزند و لستی حق العالم علی الجاہل و حق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء - گالی بکنا فی نفسہ محصیت
ہے اور پھر استاد کو گالیاں دینا تو اور برا ہے پس شخص مذکور اگر فعل بد سے توبہ تائب نہ ہو تو اس کو امام بنانا نہیں چاہئے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان

خیر محمد عفا اللہ عنہ

محکمہ اوقاف سے تنخواہ پانے والے کی امامت

سوال مساجد اوقاف میں جو امام رہتے ہیں یا مؤذن ہیں ان کو تنخواہ اوقاف سے ملتی ہے اس میں سے بنک کے پیسے اور خالص ہوں کے نذرانے وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں کیا ایسی مساجد میں جو محکمہ اوقاف نے بنائی ہوں اور محکمہ اوقاف کے ملازم ائمہ کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے ؟

الجواب جو مساجد اوقاف کی تحویل میں ہیں ان کی آمدنی ان کے اخراجات سے زیادہ ہے اور محکمہ اگرچہ اس آمدنی کو حرام مال کے ساتھ خلط کر دیتا ہے لیکن وہ مال حرام مغلوب ہوتا ہے۔ اور مال مخلوط (جس میں غالب حصہ حلال کا ہو) کا استعمال جائز ہے۔

کما فی العالمگیریۃ : ص ۱۰۵ ج ۲۔ آکل الربوا او کاسب الحرام اھذی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یأکل مالہ یخبون ذلک للمال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالاً لا باس بقبول ھدیتہ والاکل منها کذا فی الملتما۔

لہذا ان ائمہ اور مؤذنین کو محکمہ سے تنخواہ وصول کرنا جائز ہے اور ان ائمہ کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق عنقرنی

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ

۲
۲
۱۳۸۶ھ



نسب بدلنے والے کی امامت : سوال ایک شخص اپنی ذات تبدیل کر لیتا ہے مثلاً

پہلے وہ سید نہیں تھا لیکن اب وہ اپنے آپ کو سید کہلاتا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے ؟

الجواب غیر قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا فسق ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

ومن ادعی الی غیر ابیہ او انتعی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ المتابعۃ الی یوم القیمۃ۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۶۹۷) حدیث کا حاصل یہ ہے۔

کہ ایسے شخص پر لعنت ہے۔ لہذا ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر الدین : ملتان ۲۷ : ۴ : ۱۳۹۵ھ

داڑھی کے بارے میں مودودی ائمہ کی غلط فہمی کا مدلل و مفصل جواب

آج کل کئی مساجد میں مودودی ائمہ امامت کر رہے ہیں ان میں سے اکثر داڑھی شرعی مقدار سے کم رکھتے ہیں مہندادہ یہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی کی شرعی مدت اسی ہے۔ لہذا براہ کرم آپ تحریر فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنی روایات میں داڑھی رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

۲ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرر فرمائی ہو یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے داڑھی کے بارے میں کوئی حد مقرر ہو تو اس کی جتنی روایات ہوں تحریر کریں۔

۳ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داڑھی مبارک کی کس قدر تحدید تھی۔ اس بارے میں صحابہ کرامؓ سے جتنی روایات ثابت ہیں وہ بھی ضرور تحریر کریں۔

۴ : صحابہ کرامؓ کے بارے میں کہا جاتا ہے معاذ اللہ کہ ان میں سے دو تین حضرات کے علاوہ کسی کے داڑھی نہ تھقی جیسا کہ مودودی صاحب نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اگر اس بارے میں روایات ہوں تو ضرور لکھیں تاکہ مودودی صاحب کے شبہات کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔

استفتی محمد شریف پانی پتی سانگھڑ

۱ : عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحية۔

الجواب

(صحیح مسلم: ج ۱: ص ۱۲۹)۔

۲ : عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا للحي۔ (مسلم ج ۱: ص ۱۲۹)۔

۳ : عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم حذوا الشوارب وارخوا للحي خالفوا المجوس۔ (مسلم ج ۱: ص ۱۲۹)

۴ : عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية۔ (مسلم ج ۱: ص ۱۲۹)

۵ : قال النووی وغیر روایۃ البخاری وفروا للحي۔ (مسلم ج ۱: ص ۱۲۹)

۲ و ۳۔ احادیث بالا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو بڑھانے اور لمبی کرنے کا حکم دیا

اور حدیث نمبر ۴۴ میں اسے نہ صرف اپنی بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت قرار دیا ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ لفظ فطرت کا معنی لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قالوا ومعناه انہما من سنن الانبياء صلوات اللہ وسلامہ علیہم۔

(مسلم ج ۱ ص ۱۲۸)۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ”اعفاء اللحية“ جسے سنت الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قرار دیا گیا ہے اور اس کے اختیار کرنے کا ہمیں مکلف بنایا گیا ہے اس کی عملی صورت باعتبار مقدار کیا تھی کیونکہ داڑھی کی جو مقدار حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت قرار پائی گئی۔ وہی مقدار امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الوف التحيات والتسليمات) کے لئے سنون و مأمور ہوگی بوجہ اشتراک و اتحاد لفظی کیونکہ دونوں جگہ پر لفظ ”اعفاء“ وارد ہے۔

قرآن کریم میں حضرت ہارون علیہ السلام کا یہ مقولہ نقل کیا گیا ہے۔ یا ابن آدم لا تأخذ

بلحیتی الاية وکان اخذھا بشمالہ۔ (تفسیر جلالین شریف)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش مبارک ایک مٹھی سے کم نہ تھی۔ اور ایک حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی بھی یہی مقدار بلکہ اس سے بھی زائد معلوم ہوتی ہے۔

عن ابی معمر قلت لخباب ابن الارت اکان النبی صلی اللہ علیہ

وسلم یقرأ فی الظهر و العصر قال نعم قلت بای شیء کنتم

تعلمون قرأته قال باضطراب لحیتہ۔ (بخاری شریف ص ۱۵۱)

صف میں کھڑے ہوئے مقتدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرری قرأت کو باضطراب

لحیہ شریفہ کے معلوم کرتے تھے۔

جس سے یہ ظاہر ہے کہ لحیہ مبارکہ ہمارے زمانہ کی طرز پر تراشیدہ خشکی داڑھی نہ تھی بلکہ

اہل حق کی طرح پوری اور مکمل داڑھی تھی۔ اور یہی حقیقت آیت بالا سے ظاہر ہو رہی ہے۔ پس

آیت شریفہ اور اس حدیث کو حدیث نمبر ۴۴ کے ساتھ ملانے سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ سنت انبیاء

علیہم الصلوٰۃ والسلام یہی مکمل داڑھی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث نمبر ۴۴ میں جس کا امر

فرمایا وہ بھی یہی مکمل داڑھی ہے نہ کہ بریدہ و تراشیدہ خشکی داڑھی۔ اس کی مقدار مأمور کا مسئلہ حل ہوگی۔

ثانیاً :- یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے داڑھی بڑھانے کے سلسلہ میں مخالفت مجوس کا حکم بھی دیا ہے۔ (دیکھئے حدیث ۷۱) اور مخالفت مجوس مکمل داڑھی رکھنے میں ہے نہ کہ خشکی رکھنے اور کتراتے رہنے میں۔ کیوں کہ کتراتے رہنا بھی مجوسیوں کی عادت تھی۔
امام نبوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:-

واما اعفاء اللحية فمعناه توفيرها وهو معنى اوفوا اللحى
في الرواية الاخرى وكان من عادة الفرس قص اللحية
فنهى الشرع عن ذلك - (شرح مسلم ج ۱: ص ۱۲۹)۔

بذل المجود میں ہے

وكان من عادة الفرس قص اللحية - (ج ۵: ص ۷۹)۔
پس معلوم ہوا کہ مخالفت مجوس کرتے ہوئے مکمل داڑھی رکھنا مامور ہے۔ اور خشکی رکھ کر کتراتے رہنا مجوسیوں کی موافقت ہے اور ممنوع ہے۔ اس سے معلوم و ظاہر ہے کہ خشکی رکھنا امتثال امر نبوی کے لئے کافی نہیں۔ اور یہ مقدار اس قدر نہیں بلکہ عادت مجوس ہے۔

ثالثاً :- یہ کہ حدیث منبر میں مخالفت مشرکین کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مخالفت پوری داڑھی رکھنے میں ہے۔ کیوں کہ مشرکین داڑھی کتراتے تھے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ لانہم كانوا يقصون اللحى۔ اھ پس اگر ہم بھی کتراتے ہیں تو اس میں مشرکین کی موافقت ہے نہ مخالفت۔

رابعاً :- ان احادیث میں پانچ قسم کے الفاظ موجود ہیں۔ واعفوا۔ و اوفوا۔ وارخوا۔ وارجوا۔ ووفروا۔ ان میں سے ہر لفظ کا مقتضی یہ ہے کہ کامل لمبی لمبی داڑھی رکھی جائے نہ کہ خشکی و فیشنی۔ ”الشعر الوافی“ کا ترجمہ ”الشعر الطویل“ ہے ”وعفا شعر البعير كثر وطال فغطى دبوه - عفا الارمل غطاها النبات والعفا ما كثر من ریش النعام او الشعر الطویل الوافی۔“

(قاہوس : ص ۹۵۸)

یہ تمام استعمالات ”واعفوا“ کے معنی کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ اور اسی طرح ووفر و وفرة سے ماخوذ ہے۔ ”وفرہ“ سر کے اتنے لمبے بالوں کو کہتے ہیں جو کانوں کی نو تک بڑھ گئے ہوں

یا اس سے بھی متجاوز ہوں۔

والوفرة الشعر المجتمع على الراس وما سال على الاذن منہ وما

تجاوز شحمة الاذن - (قاموس ص ۳۶۲)۔

ان میں سے ایک لفظ ”ارخوا“ ہے۔ یہ ارخار سے لیا گیا ہے۔ اور ارخار کا معنی لگانا ہے۔

ایفار اور ارجار کے معنی بھی ان کے قریب قریب ہیں۔

كان كبير اللحية وطويل اللحية - (اسد الغابة ج ۴ ص ۳۹)۔

ان الفاظ کے معانی لغویہ پر نظر کرنے سے کامل دائرہ کی مسنونیت ثابت ہوتی ہے انکار کی جرأت نہیں۔ ہاں جو شخص حقائق لغویہ و شرعیہ سے آنکھیں بند کرتے ہوئے ”و فرّوا“ وغیرہ کا صرف اردو ترجمہ (دائرہ رکھو) دیکھ کر مجتہد بننے کے شوق میں ہو یا اسے صرف علماء حق کی مخالفت مقصود ہو تو اس سے یہ انکار کچھ بعید نہیں۔

”و فرّوا“ کا لفظ ارشاد فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ دائرہ کی مثل مطلوب ہے۔ وفرہ سر کے اتنے لمبے بالوں کو کہتے ہیں جو کانوں سے بھی نیچے تک چلے گئے ہوں۔ اگر کسی نے دو دن سے سر کے بال نہیں منڈوائے بلکہ ماہ تک بھی نہیں منڈوائے تو انہیں وفرہ نہیں کہا جاسکتا۔ ہندی میں یہ نہیں کہتے کہ ”اس نے پٹے رکھے ہوئے ہیں“ تو چند دن تک دائرہ ہی نہ منڈوائے کو و فرّوا اللہی ارشاد نبوی کی تعمیل کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

عجیب بھالت کا دور ہے کہ اپنی نادانی سے حقائق شرعیہ کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ بدعات کو سنت اور سنت کو بدعات بنایا اور بت لایا جا رہا ہے۔ احادیث صحیحہ میں مشرکین و مجوس کے جس طرز قصر اللحیۃ کی مخالفت مصرح ہے اسے سنت قرار دیتے ہوئے اختیار کرنے پر زور دیا جا رہا ہے اور عالمین سنت پر طنز و تشنیع، استنزاء و تمسخر۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ آپ نے سوال کیا ہے کہ۔

”ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر کیا جائے جنہوں نے دائرہ رکھی۔ کیونکہ مودودی صاحبان

کہتے ہیں کہ دو یا تین کے علاوہ صحابہ کرام میں کسی کی دائرہ بھی نہ تھی۔“ والعیاذ باللہ۔

یہ اعتراض پہلے بھی سنے میں آیا تھا لیکن اسے ایک بازاری گپ سمجھ کر قابل اعتنا نہ سمجھا گیا۔ مگر سخت حیرت ہوئی جب کہ ایک فاضل کی تحریر میں یہ اعتراض دیکھا۔ فاضل موصوف کے

کلام کا حاصل یہ ہے۔

”کتب رجال میں سوائے چند راویوں کے کسی کی داڑھی کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوا کہ ثقہ ہونے کے لئے داڑھی کی پیمائش ضروری نہیں۔ (اوکما قال)

اس عبارت میں موصوف نے اپنی عادت کے مطابق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو طرز و استنزار کیا ہے اس سے قطع نظر ہم اس مفروضہ پر کلام کرتے ہیں جس پر موصوف کی کلام مبنی ہے۔

۱ : موصوف کا پہلا مفروضہ یہ ہے کہ جب چند راویوں کے علاوہ کسی کی داڑھی کا ذکر نہیں ملتا تو معلوم ہوا کہ ان چند کے علاوہ کسی کی داڑھی نہ تھی۔ (جیسا کہ مودودی صاحبان کہتے ہیں)۔

۲ : دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ عدم ذکر داڑھی کے غیر اہم ہونے کی دلیل ہے۔

پہلے مفروضے کا بدیہی البطلان ہونا اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ سب عقلاء و اہل علم کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں۔ بلکہ عدم علم بھی عدم وجود کو مستلزم و مقتضی نہیں حالانکہ عدم علم عام ہے۔ جب کسی چیز کا ہمیں معلوم نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا تو اس کا کتابوں میں ذکر نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل کیسے بن سکتا ہے۔

کائنات میں ہزاروں اشیاء ایسی موجود ہیں کہ جن کا نہ کسی کتاب میں ذکر ہے اور نہ کسی انسان کو ان کا علم تھا۔ سائنس کی ترقی اور جدید انکشافات کی اس کثرت کے باوجود بھی اب بھی ایسے ہی ہے۔ اور معلومات سے مجہولات کا دائرہ وسیع ہے۔ کروڑوں بلکہ اربوں انسان ہو گزر رہے ہیں لیکن ہر انسان کا جمالی تذکرہ صرف نام تک بھی کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ملے گا۔ رفتگان سے گزر کر موجود انسانوں اور دیگر اشیاء کا بھی یہی حال ہے تو کیا اگر ہوتا تو ذکر ہوتا کہ مفروضے کی بناء پر ان موجودات کا انکار کرنا جائز ہوگا؟ اپنے گرد و پیش بلکہ اپنی یومیہ حرکات و سکنات اور اعمال و اقوال پر غور کیجئے ان میں سے ہر ایک مفروضہ ”موجود، مذکور“ کی نفی نہیں کر رہا ہے؟ کیونکہ یہ سب موجود ہیں لیکن کتاب میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ شریعات اعمال حسنہ و عبادات کا بھی یہی حال ہے۔ کروڑوں انسان ان پر عمل پیرا ہیں۔ ہر کاری محکمہ شماریات میں ان کا کوئی اندراج موجود نہیں اور نہ ہی کسی دقائق نگار ہی کی یادداشت میں ان کا محفوظ ہونا ضروری ہے۔ ان حقائق پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء اعمال و عبادات وغیرہ میں مذکور نہ ہونا ہے۔ ذکر کسی عارض کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس شخص مفروضہ ”موجود، مساوی مذکور“ پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھتا ہے اس کی بھالت و نادانی اظہر من الشمس ہے۔

حاصل یہ کہ اگر چند صحابہ کرامؓ کے علاوہ کسی کی داڑھی کا ذکر کتب و تاریخ میں نہیں ملتا تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دو، تین کے علاوہ کسی صحابی کی داڑھی نہ تھی۔ یہ ایسے ہی غلط ہے جیسے دھوپ میں کھڑے ہوتے طلوع شمس کا اس لئے انکار کر دیا جائے کہ اس کی خبر آج کسی اخبار میں نہیں چھپی۔ الغرض یہ مفروضہ باطل ہے۔ پس اس کی بناء پر امر متواتر کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

پہلے کی طرح دوسرا مفروضہ بھی غلط ہے اور باطل ہے۔ کیونکہ عدم ذکر جیسے عدم وجود کو مستلزم نہیں ایسے ہی عدم اہتمام کو بھی مستلزم نہیں کبھی ایک چیز کو غیر اہم ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا جاتا ہے اور کبھی غایت ظہور اور بدیہی ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ ذکر کی حاجت نہیں ہے۔

غور کیجئے اخبارات میں خبریں چھپتی ہیں لیکن ”سورج طلوع ہو گیا“ یہ خبر کبھی نہیں چھپی۔ حالانکہ دنیا کی حیات طلوع شمس پر موقوف ہے۔ اس اہمیت کے باوجود یہ خبر شائع نہیں ہوتی۔ کیوں؟ غایت ظہور کی وجہ سے۔

کتب سیر و اسماء الرجال میں آپ یہ کہیں نہیں پائیں گے کہ فلاں راوی پنجوقتہ نماز کا پابند تھا۔ رمضان المبارک کا کوئی روزہ نہیں چھوڑتا تھا، بے وضو نماز نہیں پڑھتا تھا، غسل جنابت کرتا تھا۔ وغیرہ ذالک۔

گویہ اہم ترین مسلمہ فرائض میں سے ہے۔ لیکن غایت ظہور کی وجہ سے ان کو ذکر نہیں کیا جاتا۔ کیوں کہ ایک مسلمان مقتدا راوی حدیث سے متصور ہی نہیں کہ وہ ان پر عامل نہ ہو۔ البتہ فرائض و واجبات و شرائع دینیہ کے علاوہ نوافل و تطوعات کی کثرت وغیرہ کا ذکر ملے گا۔ مثلاً

كَانَ يَقُومُ لَيْلَهُ . وَ يَصُومُ نَهَارَهُ وَ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَتِهِ

وَحَجَّ اَرْبَعِينَ حَجَّةً وَغَيْرَ ذَلِكَ .

اسی طرح کامل داڑھی رکھنا سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، سنت صحابہ کرام علیہم الرضوان اور شعار ملت اسلامیہ میں سے ہے۔ اور اہل اسلام بالخصوص مقتدا۔ اور صلحاء کے عملی تواتر سے بھی یہی ثابت ہے۔ تو ایک مقدس صحابیؓ سے یا ایک متدین راوی حدیث رسول مقبولؐ سے یہ متصور ہی نہیں تھا کہ وہ ایسے علانیہ گناہ کا ارتکاب کرتے یا اس سنت متواترہ کی مخالفت کرتے۔ لہذا غایت ظہور کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ پنجوقتہ نماز کی پابندی

بھی اہم نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ تارکِ صلوٰۃ ہونا کسی کے ماتھے پر لکھا نہیں ہوتا، لیکن داڑھی منڈوانا یا داڑھی کترانا ہر شخص کو نظر آجاتا ہے۔

الحاصل فاضل موصوف کا یہ مفروضہ بھی باطل ہے۔ اور حق یہ ہے کہ کامل داڑھی رکھنا سنتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ہے جس کی پابندی حضراتِ صحابہؓ، تابعینؓ و تبع تابعینؓ، ائمہ مجتہدینؒ، اولیاءِ عظامؒ اور صلحاء امت نے کی ہے۔ اور اس کی سنیت دیگر دلائل کے علاوہ تعامل و توارث امت سے ثابت ہے۔ سوائے اہل زیلع کے کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔ حق جل شانہ اس سنت پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ شب الدار ملتان، پاکستان

مقتدی امام کے سلام سے پہلے سلام پھیر دے تو نماز کا حکم

”تذکرۃ الرشید“ میں ہے کہ اگر مقتدی نے سلام پھیرتے ہوئے امام کے لفظ ”رحمۃ اللہ“ کہنے سے پہلے سلام پھیر لیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز ”تذکرۃ الرشید“ میں یہ بھی ہے کہ یہ مسئلہ اہتمام کے ساتھ لوگوں کو بتانا چاہئے۔

”فتاویٰ دارالعلوم دیوبند“ ج ۳، ص ۳۷۳ میں لکھا ہے کہ امام نے جس وقت لفظ ”السلام“ کہا تو اقتدار ختم ہو جاتی ہے۔ پس اس قول کے موافق تو لفظ ”السلام“ میں تقدیم نہ کرنی چاہئے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

اس بارے میں وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ درست ہے؟ بلیوا تو جبروا۔

سائل۔ محمد طیب طاہر

جامع مسجد الحسن، نیو نقش بندہ کالونی، ملتان

”تذکرۃ الرشید“ کا مسئلہ اور ”فتاویٰ دارالعلوم“ کی توجہ

دونوں سمجھ میں نہیں آتیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی آخری قعدہ بقدر تشہد

الحمد للہ

بیٹھنے کے بعد اگر امام سے پہلے سلام پھیر کر چلا جائے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔ البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ عذر کی وجہ سے ہو تو کراہت بھی نہیں۔

فی رد المحتار لو اتم المؤتم التشهد بان اشترع فیہ وفرغ
منہ قبل اتمام امامہ فأتى بما يخرجہ من الصلوة كسلام
او کلام او قیام جازای صحت صلوتہ لحصولہ بعد تمام
الارکان الی قولہ وانما کرہ المؤتم ذلك لتركه متابعۃ الامام
بلا عذر فلو به كخوف حدث او خروج وقت الجمعة او
مرور مار بین یدیه فلا کراہۃ۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۵)

اس جزئیہ سے ظاہر ہے کہ القطاع قد وہ کا اس مسئلے کے ساتھ کوئی ایسا تعلق نہیں ہے۔
خواہ یہ القطاع پہلے سلام پر ہو جاتا ہو یا دوسرے سلام پر۔ امام کی اقتداء میں داخل ہونے
کا مسئلہ تو اس پر متفرع ہو سکتا ہے۔ امام کی اقتداء سے خارج ہونے کا مسئلہ القطاع قد وہ
کے ساتھ منسلک نہیں۔ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے سے بھی مقتدی کی نماز ختم نہیں
ہوتی جب تک مقتدی خود سلام نہ پھیرے۔ اور متابعت امام میں مقارنت یا تعاقب کے
ساتھ بھی اس مسئلے کا تعلق نہیں۔ امام سے پہلے السلام علیکم کہہ دیا تو بھی نماز ہو جاتی ہے البتہ
”تذکرۃ الرشید“ کے مسئلہ کے بارے میں ایک خیال یہ رہا ہے کہ حضرت گنگوہی قدس سرہ نے
در حقیقت ابتداء نماز کا مسئلہ بتلایا ہوگا۔ سامع کو القباس ہوا، اس نے اسے آخر نماز کا مسئلہ
سمجھا۔ دراصل یہ مسئلہ تکبیر تحریمیہ کے لفظ ”اللہ“ کے بارے میں ہے (کہ اگر کسی نے امام سے پہلے
لفظ ”اللہ“ ختم کر لیا تو اس کی نماز نہ ہوگی) ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کے اسم جلالہ (اللہ)
کے بارے میں یہ مسئلہ نہیں۔ کما تر۔ اور متقارب و متماثل مسائل میں ایسا اشتباہ خارج از امکان
نہیں۔ واللہ اعلم بحقیقتہ الحال۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس، ملتان



دفتری اوقات میں آنے والی نمازیں افسران بالا

کے روکنے کے باوجود بھی وقت میں ادا کی جائیں

بعض ملازمین جو دین کے ساتھ شغف رکھتے ہیں انہوں نے بھی یہ طریقہ اپنایا ہوگا کہ کام کو اولیت دیتے ہیں اور نماز کو ثانوی درجہ دیتے ہیں دفتری اوقات میں اکثر ظہر قضاء کر دیتے ہیں اور گھر آکر ظہر و عصر لکھتے ادا کرتے ہیں۔ اگر افسران بالا دفتر کے اوقات میں نماز پڑھنے کو محسوس کریں تو کیا حکم ہے ؟

دنیاوی کام کی وجہ سے نماز کو قضاء کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں اگر افسران بالا دفتر کے اوقات میں آنے والی نمازیں اس وقت پڑھنے سے روکیں تب بھی ان نمازوں کو وقت پر ادا کرنا فرض و لازم ہے۔ تمام کتب فقہ میں یہ مسئلہ صراحتاً موجود ہے۔ ”محیط“ میں ہے۔

لو استأجر رجلاً يوماً يعمل كذا فعليه ان يعمل ذلك العمل الى تمام المدة ولا يشتغل بشئ اخر سوى المكتوبة اور ”فتاویٰ سمرقندیہ“ میں ہے۔

وقد قال بعض مشائخنا له ان يؤدى السنة ايضا واتفقوا على ان لا يؤدى نفلا وعليه الفتوى۔ (ثانی ج ۵ ص ۵۸) فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح ۲۵
بندہ محمد اسحاق عفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۸۵ھ

جمعت ثانیہ کا حکم جس مسجد میں امام اور نمازی متعین ہوں وہاں جماعت ثانیہ کرانا از روئے شریعت کیسا ہے ؟

المستفتی: ملک محمد صدیق ڈوگر سراج سنز

دولت گیٹ ملتان

الحج والعمرة

مسجد محلہ میں جماعتِ ثانیہ مکروہ تحریمی ہے۔ مسجد محلہ کی تعریف یہ ہے کہ جس کے نمازی اور امام متعین ہوں۔

اما مساجد المحلة وهي مالها امام وجماعة معينون اه

(الفقه على المذاهب الاربعه: ج ۲ ص ۲۳۶)۔

یہ کراہت تب ہے جب اہل محلہ نے اس مسجد میں اعلانِ اذان کے ساتھ نماز پڑھی ہو۔ اور اگر اہل محلہ نے بلا اعلانِ اذان یا بلا اذان جماعت کرائی ہو تو اس صورت میں جماعتِ ثانیہ درست ہوگی۔

» عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اقبل من نواحي المدينة يريد الصلوة وقد صلوا فمال

الى منزله فجمع اهله فصلى بهم رواه الطبرانی في الكبير

والاوسط «

اگر جماعتِ ثانیہ مکروہ نہ ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں دوبارہ جماعت سے نماز ادا فرماتے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اہل کرام کو جمع کر کے گھر جماعت فرمانا واضح دلیل ہے اس بات پر کہ مسجد میں ایک مرتبہ جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ جماعت مکروہ ہے۔

ویکره تكرار الجماعة باذان واقامة في مسجد محلة اه (درمذ)

قال الشامي عبارته في الخرائن اجمع مما هنا و نصها يكره

تكرار الجماعة في مسجد محلة باذان واقامة الا اذا

صلى بهما فيه اولاً غير اهله او اهله لكن بخافته الاذان

ولو كرر اهله بدونهما او كان مسجد طريق جاز اجماعاً۔ اه

(شامی ج ۱: ص ۲۰۸ مطبوعہ کوئٹہ)۔

وروى عن انس رضي الله تعالى عنه ان اصحاب رسول الله صلى

الله عليه وسلم كانوا اذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا

في المسجد فرادى اه (شامی ج ۱: ص ۲۶۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۰ھ

منکوحہ غیر کو گھر رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے

سوال ایک شخص تین سال سے منکوحہ غیر کو گھر لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ لوگوں کو اس کے ساتھ ترکہ مولات کرنی چاہئے یا نہیں؟ اگر لوگ اس سے کھانا پسینا نہیں چھوڑتے تو ان کو جماعت سے نکالنا چاہئے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب منکوحہ غیر کو اپنے گھر رکھ لینا سخت گناہ ہے۔ اہل اسلام پر واجب ہے کہ ان میں علیحدگی کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر علیحدگی کرانے پر قدرت نہ ہو تو ان سے قطع تعلقات کیا جائے۔ ان کی شادی وغنی میں شرکت نہ کی جائے۔ شخص مذکور یا اس کا کوئی معاون لائق امامت نہیں۔ لیکن ان میں سے اگر کوئی شخص جماعت میں آکر شامل ہو تو اسے جماعت سے الگ نہ کیا جائے، دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رحمہ اللہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو کرنے سے حضرات صحابہؓ کو روک دیا تھا اور ان کی بیویوں سے بھی انہیں الگ کر دیا تھا تو اس کے باوجود انہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ممانعت نہ تھی۔ حدیث کعبہ کے الفاظ یہ ہیں۔

فاستکانا وقعدانی بیوتہا واما انا فکنت اشب القوم واجلدہم
فکنت اشہد الصلوۃ مع المسلمین - فقط واللہ اعلم -

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

۱۲ : ۱۳۸۵ھ

اجواب صحیح

نیر محمد عفا اللہ عنہ

حق سزا کی امامت

زید ایک مسجد کا امام ہے اس کا پیشہ حقے بنا کر فروخت کرنا ہے حالانکہ خود حقہ نہیں پیتا۔ صرف بنا کر فروخت کرتا ہے وہ کتنا ہے اگر شریعت میں منع ہو تو چھوڑ دوں گا۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

حقے بنا کر امامت نہیں۔ لہذا زید کے پیچھے نماز درست ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر لہ

۱۸ : ۱۳۸۶ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

جس کا لڑکا کلج اور لڑکی نارل سکول میں پڑھتی ہو اس کی امامت کا حکم

سوال امام صاحب جن کا لڑکا کنز الدقائق وغیرہ پڑھتا ہے نیز مقامی کلج میں ایف اے میں داخل ہے خود پابند شریعت ہیں اور اولاد میں بھی اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ نیز انہوں نے اپنی بچی کو گھر پر قرآن تجوید کے ساتھ اور کچھ مسائل کی کتابیں پڑھا کر مقامی زنانہ اسکول میں داخل کرا دی ہے۔ اب کچھ لوگ ان کی امامت پر اعتراض کرتے ہیں۔ شریعت کے حکم سے آگاہ فرمادیں۔

الجواب اگر کوئی مسلمان اپنے دینی فرائض و واجبات بجا لا کر کوئی دنیوی علم حاصل کرتا ہے تو اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانہ میں صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ کو عبرانی زبان اور دیگر علوم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اُس وقت سے اس وقت تک علمائے دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم کو مستحسن سمجھا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

محمد اسحاق عفی عنہ

الجواب صحیح

۱۴ : ۹ : ۱۳۴۴ھ

محمد علی خلیفہ سنہری مسجد لاہور

عبد اللہ النور دفتر انجمن خدام الدین شیر النوالہ دروازہ لاہور

شخص مذکور کی امامت میں کوئی خلل نہیں۔ کیونکہ دین کو محفوظ رکھتے ہوئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا مستحسن نہیں۔ اور اگر پردے وغیرہ کا معقول انتظام ہو تو لڑکی کو نارل سکول میں بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔

والجواب صحیح

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفری

بندہ اصغر علی عفری

مفتی خیر المدارس : ملتان

معین مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴۱۶ھ

هذا كذلك وانا مصدق بذلك۔

افقر الى الله محمد عبد الله درخواستی : مستم مدرسہ مخزن العلوم : خانپور

۱۹ : ۹ : ۱۳۴۴ھ

دنیوی تعلیم کا مستحسن ہونا تصحیح نیت پر موقوف ہے۔ علی الاطلاق مستحسن قرار دینا درست نہیں والباقی صحیح۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس : ملتان



جھوٹے تلے والی کلاہ پہننے والے امام کا حکم

سوال

ایک امام مسجد سر پر جھوٹے تلے والا کلاہ رکھتا ہے اور اس کا تلا چار انگل سے زیادہ ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے یا نہیں؟ یہاں کے علماء اس کو خالص تلے کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس امام کے پیچھے نماز کو ناجائز کہتے ہیں؟

الجواب جھوٹے تلے کا حکم خالص تلے کا نہیں۔ اور اس کا پہننا چار انگل سے زائد جائز ہے۔ لہذا امام مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفا اللہ عنہ

خیر المدارس ملتان

۲۱ : ۴ : ۶ : ۱۳۷۰ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

اغوا شدہ کے حسن اوند کی امامت درست ہے

سوال

ایک پیش امام کی عورت کو ایک شخص بہکا کر لے گیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تمہاری عورت چلی گئی ہے لہذا تمہارے پیچھے نماز درست نہیں اور اسے امامت سے ہٹا دیا گیا۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟

الجواب صورت مسئلہ میں امام مذکور بے قصور ہے اس کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ گاؤں والوں کو چاہئے کہ اس کی صورت تلاش کرنے میں مدد کریں کہ امامت سے بھی ہٹا دیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفا اللہ عنہ

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۳۷۰/۸/۵

یک چشم کی امامت

اگر کوئی شخص ایک آنکھ سے نابینا ہو دوسری آنکھ بالکل صحیح ہو تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب یک چشم کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔ کافی فتاویٰ دارالعلوم، ص ۱۹۴، ج ۳۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

صرف ٹوپی پہن کر امامت کرنا : سوال ایک آدمی ٹوپی سے نماز پڑھتا ہے اور مقتدی کہتا ہے کہ تمہارے سر پر صاف ہوتا ہے اور امام صاحب

صرف ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ کیا ان کا اعتراض درست ہے ؟

۱ : ایک مقتدی امام کو کہتا ہے کہ یہ ٹوپی جو آپ نے پہن رکھی ہے ہندوؤں کی رسم ہے۔ اگر آپ ٹوپی سے نماز پڑھائیں گے تو ہم آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ کیوں کہ ہماری نماز مکروہ ہوتی ہے۔

عبد الرحمن مدرس اصلاح المسلمین کرم پور

الجواب جو امام عام حالات میں بھی ٹوپی پہنتا ہو، اس کا ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اگرچہ افضل یہ ہے کہ عمامہ کے ساتھ ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم، ص ۱۰، ج ۳)

۲ : یہ مقتدی جاہل ہے۔ ٹوپی کا استعمال قدیم سے چلا آتا ہے گو کیفیات میں اختلاف ہوتا رہتا ہے صحیح بخاری

میں ہے۔ وضع ابو اسحاق قلنؤتہ فی الصلوۃ و دفعہا ۱۰ (بخاری ص ۱۵۹، ج ۱)

صحابہ کرام علیہم الرضوان ٹوپوں کے ساتھ بھی نماز پڑھتے تھے۔ کان القوم یسجدون علی العمامۃ

والقلنؤۃ ۱۰ (بخاری ص ۱۵۹، ج ۱)

مروجہ گول اور دوپٹی ٹوپی ہندوستان میں علماء و مشائخ بھی پہنتے تھے۔ اسے صرف ہندوؤں کا شعار کہنا

محض ضدادہ زیادتی ہے۔ اور بلا علم نماز کے مکروہ ہونے کا حکم لگا دینا جاہل مرکب ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

محمد الورد

۱۴۰۰ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ



تعویذ فروش کی امامت : سوال زید ایک مسجد میں امام ہے ساتھ ہی تعویذ بھی بیچتا

ہے۔ اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے ؟

زید کی امامت صحیح ہے۔ کیوں کہ تعویذ دے کر پیسے لینا شرعاً جائز ہے۔

الجواب

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس سلطان

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس سلطان



منکر حدیث کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت

- سوال** ۱ : ایک شخص حدیث پاک کا قطعی منکر ہے۔ مشہور منکر حدیث عبد اللہ جکڑ الوہی کے مذہب کا پیروکار ہے۔ اپنے آپ کو اہل قرآن کہا کرتا ہے۔ ایسا شخص از روئے شریعت مسلمان ہے یا کافر؟
- ۲ : جو شخص ایسے آدمی کا جنازہ پڑھائے اس کی اقدار میں پانچ وقت کی نماز، جمعہ وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

۱ : حدیث قرآن پاک کی تفسیر و تشریح ہے۔ حدیث کو یکسر نظر انداز کر کے قرآن حکیم پر عمل قطعاً ناممکن ہے۔ اور جو اس محال کا دعویٰ کرے وہ بلا ریب جھوٹا ہے چونکہ اتباع رسول کا فرض ہونا نصوص صریحہ قطعیہ سے ثابت ہے اس لئے حدیث کا منکر کافر اور خارج از دائرۃ اسلام ہے۔

۲ : امام مذکور تا وقتیکہ علانیہ توبہ نہ کرے اس کی اقدار میں ہرگز نماز ادا نہ کی جائے۔

فقط واللہ اعلم

محمد الوری

نائب مفتی خیر المدارس سلطان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۵ : ۱۱۲ ۹۹ ۱۳ھ

اہلسنت والجماعت کے خلاف عقائد رکھنے والے کو امام نہیں بنانا چاہئے

- سوال** کیا فرماتے ہیں علماء دین دین مسئلہ کہ ایک شخص کا عقیدہ اس طرح کا ہے حالانکہ امیر جماعت ہے اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہیں اور اپنے آپ کو جماعت اسلامی کا امیر کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔

۱ : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتا ہے کہ حضور کو اپنے زمانے میں اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے حمد میں ظاہر ہو جائے یا اس کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو جائے لیکن ساڑھے تیس سالہ سوسال کی تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ حضور کا اندیشہ صحیح نہیں تھا۔ کافی رسائل مسائل ۱، ستمبر، ۱۹۵۰ء۔

۲ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلا غلط کام تھا۔ اور غلط کام بہر حال غلط ہے۔ خواہ کسی نے کیا ہو۔ اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازبوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہ عقل و انصاف

کا قائل ہے اور نہ ہی دین کا مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلط نہ مانا جائے۔ (خلافت و ملکیت ص ۱۴۴)

۳: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ (خلافت و ملکیت ص ۱۴۴)

۴: حضرات اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جبری ہو گئی تھیں اور زبان درازی کرنے لگیں۔ (اشاعت ہفت روزہ ایشیا، ۱۹ نومبر، ۱۹۶۶ء)

اب کوئی شخص اس قسم کا عقیدہ رکھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقائص بیان کرے تو اس کے پیچھے نماز و جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب شخص مذکور کے عقائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں اس لئے اس کو امام نہیں بنانا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
شیخ محمد عفا اللہ عنہ

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس : ملتان

عباسی صاحب کے معتقد کی امامت

سوال ہمارے امام مسجد، عباسی صاحب کی کتاب جو کہ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں ہے، کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ جب وہ کتاب بندہ نے پڑھی تو اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا کلم کھلا انکار تھا۔ اور اہلبیت ہونا بھی کچھ مشکوک لکھا ہوا تھا۔ تو بندہ نے اپنے امام مسجد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں، لیکن ایک غلطی سے عباسی صاحب کی ساری کتاب غلط تو نہیں ہو سکتی۔ اور کہا مولوی غلام اللہ خان پنڈی ولے وعظ کے لئے یہاں آئے تھے۔ ان کے سامنے بھی عباسی صاحب کی کتاب کا ذکر ہوا تو انہوں نے بھی کتاب کی تعریف کی۔ بندہ نے کہا کہ مجھے تو آپ سے مطلب ہے کیونکہ بندہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ بندہ نے کہا اتبعوا السواد الاعظم والی حدیث پر عمل کریں۔ دو تین مشرول کے علماء سے دریافت کر لیوں۔ جدھر خیال ہو گیا اس طرح مان لیا جائے گا۔ امام مسجد نے انکار کیا۔ کہا السواد الاعظم والی حدیث عقائد کے بارے میں ہے اور یہ فروعی بات ہے۔ اب بندہ کو اور کوئی خیال نہیں صرف اپنی نماز کا فکری ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے؟ اور یہ بھی

کتاب ہے کہ مجھے علماء سے زیادہ تحقیق ہے کیونکہ عدم تحقیق کی وجہ سے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی لکھ دیا ہے اگر اس کے پیچھے نماز درست نہیں تو سابقہ نمازوں کی قضا کروں ؟

الجواب

سابقہ نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آئندہ کے لئے یہ احتیاط کر لی جائے کہ نماز دوسری قریبی مسجد میں کسی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے ادا کر لیا کریں۔ فقط۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۳ : ۲۳ : ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ غفرلہ

مفتی خیر المدارس ملتان

امامت کیلئے شادی شدہ ہونا ضروری نہیں

سوال ایک شخص جو کہ غیر شادی شدہ اور پابند شریعت بھی ہے، چند اشخاص کی رائے یہ ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اس کی امامت درست نہیں۔ اور بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ وہ نماز پڑھا سکتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھا سکتا، انہوں نے شاہ احمد نورانی کے پاس بھی تصدیق کے لئے خط بھیجا ہے۔

الجواب

امامت کے لئے عالم مہتمی اور متبع سنت ہونا ضروری ہے یہ صفات اگر غیر شادی شدہ میں پائی جادیں تو وہ بلاشبہ امامت کا اہل ہے۔ اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص شادی شدہ ہے مگر ان صفات کا حامل نہیں ہے تو اس کی امامت درست نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امامت اور شادی کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے نیک ہونا ضروری ہے۔ چونکہ عام طور پر شادی شدہ سے غلطیاں کم ہوتی ہیں اس لئے عوام کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ امام شادی شدہ ہو۔ ورنہ کوئی ضروری نہیں۔

لعموم قوله عليه السلام لا بنی ابی ملیکہ ولیؤمکما خیاریکما۔ الحدیث فقط۔

محمد النور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۳ : ۵ : ۱۳۹۹ھ



قاتل عمد کی امامت

ایک آدمی خانگی جھگڑوں کو مٹانے کی خاطر کسی کو عمدہ قتل کرنے کے بعد مقدمہ قتل سے بری ہوا ہے۔ اور اس گناہ کبیرہ سے توبہ نچتہ بھی کر چکا ہے۔ چنانچہ اس توبہ پر بارہ تیرہ سال سے نچتہ ہے۔ لیکن اولیائے مقتول سے صلح نہیں کر سکا ہے بوجہ انقلاب پاک و ہند۔ ورنہ خلوص دل سے صلح کا خواہاں ہے۔ تو کیا ایسے شخص کے پیچھے فرض نماز پڑھنی جائز ہے یا ناجائز۔ اگر ناجائز ہے تو باطل ہوگی یا مکروہ۔ اور مکروہ بھی کون سا۔ اسی طرح اگر نماز پنجگانہ کے علاوہ تراویح میں اس کا امام بنانا جب کہ یہ شخص حافظ ہو، درست ہے یا نہ؟

جس مقام پر ورثہ مقتول مقیم ہوں قاتل پر لازم ہے کہ وہاں جا کر ان سے صلح و صفائی کرے اگرچہ اسے اس معاملہ میں خون کا معاوضہ مالی ہی ادا کرنا پڑے اور جس معاوضہ مالی پر بھی ورثہ مقتول راضی ہو جائیں اسے قبول کر کے ادا کرنا چاہئے۔ جب یہ صلح ہو جائے تب قاتل مذکور کی امامت سب نمازوں میں درست ہو جائے گی بلا کراہت۔

فقط واللہ اعلم

۱۴
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۹۶ھ
اجواب صحیح
بندہ عبد اللہ مغفر، مفتی خیر المدارس ملتان

اقتدار صبی بمثلہ
مدارس میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ بچوں کو جب چھٹی ہوتی ہے تو ان میں سے ایک نابالغ بچہ، نابالغ بچوں کی جماعت کراتا ہے۔ شرعی طور پر یہ صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا تو حبر روا۔

نابالغ کی اقتدار نابالغ کے پیچھے درست ہے۔

وامامة الصبی المراهق لصبيان مثله يجوز كذا في

الخلاصة - (عالمگیری ج ۱ ص ۲۲) - وفي الدر المختار وصح لو توضع

على الانقطاع وصلى كذلك كذا اقتداء بمفتصد أمن خروج الدم

وكذا اقتداء امرأة بمثلها وصبی بمثلہ ومعدور بمثلہ و

ذی عذرین بذی عذر - ۱ھ (شامیہ ج ۱ ص ۲۲۸) -

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اگلی صف پوری کرنے کے لئے نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے

بعض آدمی کچھلی صف میں سنت وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں اس دوران فرض کی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے تو پہلی صف میں سب نمازی جمع ہو جاتے ہیں اس میں لازماً پیچھے نماز پڑھنے والوں کے سامنے سے گزرنا پڑتا ہے۔ براہ کرم مطلع فرمائیں کہ یہ گزرنا جائز ہے یا نہیں؟
سائل قاری محمد رمضان، ۵۵، آرسا ہیوال

اس صورت میں بصورت نمازی کے سامنے سے گزرنا روا ہے۔

الجواب

والظاهر ان من الصورة الثانية ماوصلی عند باب
المسجد وقت إقامة الجماعة لأن للمار ان يمر على
رقبته كما يأتي اه (شامية ج ۱ ص ۵۹۴) - وايضا في
الشامية واذا كان له ذلك فله ان يمر من بين يديه بالاولى
فافهم اه (شامية ج ۱ ص ۵۹۵) - فقط واللہ اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۸/۳/۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح

غیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم جامعہ

گھریا دوکان میں جماعت کرانے سے صرف جماعت کا ثواب ملے گا

بندہ نے اس خیال سے کہ جو دوکان میں مریض موجود ہوتے ہیں ان کو تکلیف نہ ہو۔ نیز میرے ملازمین اور اسٹاف کے لوگ بھی جماعت سے محروم نہ رہیں دوکان میں جماعت کرانے کا انتظام کیا ہے کیا یہ درست ہے۔

مستفتی ڈاکٹر محمد سلیم

بمعرفت مولانا نیاز احمد صاحب مہتمم جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر

الجواب

الاصح ان اقامتها في البيت كافتائها في المسجد

وان تفاوتت الفضيلة اهـ (طحاوی: ص ۱۵۶)۔

صورتِ ستونہ میں جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن مسجد کی فضیلت کا ثواب نہیں ملے گا۔
كما في الجزئية المذكورة - فقط والله اعلم -

اجواب صحیح ۲۲ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نویسید عفا اللہ عنہ مہتمم جامع بنیاد ۱۳۸۵ھ نائب مفتی جامعہ غیر المدارس ملتان
۱۔ قال المرتب عفا اللہ عنہ دکان میں جماعت کرنے کا مستقل معمول بنالینا درست
نہیں۔ جب کہ مسجد بھی کچھ خاص دور نہ ہو۔ کبھی کبھار اتفاق ہو جائے تو گنجائش ہے۔



نماز میں ٹخنے سے ٹخنہ اور کندھے سے کندھا ملانے کا حکم

کیا ایک نمازی جماعت میں کھڑا ہو تو دوسرے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا سکتا ہے۔ اور جو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بایں طور باب منعقد کیا ہے۔

باب الزواق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف وقال
النعمان بن بشير رأيت رجلا منا يلزق كعبه بكعب صاحبه
اور اس کے بعد حدیث روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا عمرو بن خالد قال حدثنا زهير عن حميد عن انس
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اقيموا صفوفكم فاني اراكم
من وراء ظهري وكان احدا يلزق منكبه بمنكب صاحبه
وقدمه بقدمه۔

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں صفوف بندی کا یہی طریقہ ہے۔ تو گزارش ہے کہ حدیث
ہذا کا مفہوم فقہائے کرامؒ نے کیا بیان کرتے ہیں۔ مہربانی فرما کر فقہاء احنافؒ کی عبارات پیش کریں۔
مسنون طریقے پر صف بندی کے لئے تین امور کا ہونا ضروری ہے۔

الجواب

۱۔ صفوف کا سیدھا ہونا۔ ۲۔ مل کر کھڑے ہونا کہ درمیان میں

فرجات نہ رہیں۔

۳۔ پہلی صف پوری کر کے دوسری صف شروع کی جائے۔

كما يدل عليه الاحاديث ففي المشكوة عن النبي قال اقيمت
الصلوة فاقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بوجهه
فقال اقيموا صفوفكم وتراصوا فاني اراكم من وراء
ظهوري رواه البخاري وفي المتفق عليه قال اتوا الصفوف

ہر سہ امور بالا کا مأمور بہ ہونا حدیث مذکور سے ظاہر ہے۔

امر دوم کے لئے حدیث میں ”ترأصوا“ کا لفظ وارد ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ مل کر کھڑے

ہو جاؤ۔ كما في القاموس وغيرها تراص القوم اى تضاموا وتلاصقوا۔
اور یہ ظاہر ہے کہ مل کر کھڑے ہونے کے مفہوم میں الزاق الکعب بالکعب داخل نہیں بلکہ مل کر
کھڑے ہونا اس سے عام ہے۔ کما لا يخفى۔ پس حدیث مرفوع سے تراص کا مأمور بہ ہونا معلوم ہوتا
ہے نہ کہ ”الزاق الکعب بالکعب“ کا۔ پس صف بندی میں اصل سنت مل کر کھڑے ہونا ہے نہ کہ الزاق
مذکور۔ رہا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل سو تعدیل صفوف اور سہ فرجات کے سلسلہ میں مبالغہ پر
محمول ہے۔ جیسے کہ شرح بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام بخاری کے ترجمہ الباب مذکور کی شرح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

المراد بذلك المبالغة في تعديل الصفوف وسدخله

(فتح الباری : ج ۲ ص ۱۶۷)۔

علامہ عینی رحمۃ القاری میں : ج ۱ ص ۹۴۔ میں ترجمہ مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں۔

وأشار بهذا الى المبالغة في تعديل الصفوف وسدخله

فيه الخ۔

اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ خصوصی امتیاز بھی ہے کہ فرمان نبوی ص کی تعمیل میں مبالغہ سے کام لیتے
تھے۔ نیز واضح ہے کہ یہ معمول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں عام نہیں ہو سکا۔ نیز باقی بھی نہیں رہ سکا تھا
جیسا کہ فتح الباری ج ۲ ص ۱۶۷۔ سے ظاہر ہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے آخر میں بروایت معمر یہ زیادتی
منقول ہے۔ لوفعلت باحدہم اليوم لفر الخ أو كما قال۔ پس الزاق مذکور

کا سنت سے زائد ہونا ظاہر ہے یا الزاق مذکور سے مراد محاذات ہے۔ کما فی البذل۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حدیث مرفوعہ میں الزاق الکرکب بالکرکب بھی وارد ہے۔ کما فی روایت ابی داؤد۔ جو بلا تکلف متعذر ہے پس الزاق کی تفسیر محاذات سے کی جائے گی۔ واللہ اعلم۔
الحاصل حقیقہ کے نزدیک الزاق مذکور سنت نہیں۔ اصل سنت وہی امور ثلاثہ ہیں جو مشروع میں مذکور ہیں۔ تعدیل صفوف کے لئے محاذات المنکب بالمنکب اور ٹخنوں کا ٹخنوں کے سیدھ میں ہونا ضروری ہے ورنہ صف سیدھی نہیں ہو سکے گی۔ حدیث مرفوعہ میں حاذو المناکب بالمناکب وارد ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا ۱۳۸۱ھ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

جماعت فجر میں شمول کیلئے شمار وغیرہ چھوڑنے کا حکم

کوئی سنتیں پڑھنے لگا جب کہ ایک رکعت طے کی قوی امید تھی اس نے احمد شریف سے شروع کر دیا۔ اب نماز کیسی ہوئی؟ مکروہ تنزیہی یا تحریمی؟ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تاکہ جلد جماعت میں شریک ہو جائے خصوصاً جب کہ ایک رکعت طے کی امید بھی نہ ہو صرف قعدہ ملنا ہو۔
سائل غلام مصطفی رائیونڈ لاہور

بلا وجہ ترک سنتہ اسارۃ ہے اور اسارۃ کا درجہ کراہت تحریمیہ سے نیچے
اور تنزیہیہ سے اوپر ہے۔ (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۲۲۲)۔

اور صورت مسئلہ میں حاجت معتبرہ متحقق نہیں۔ کیونکہ ترک تعوذ و تسبیہ کا مسئلہ اس صورت میں ہے جب کہ دونوں رکعتیں فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

کما یظهر من الشامیہ ج ۱ ص ۶۷۲۔ لوخاف أن تفوته
الركعتان یصلی السنة ویترك الشاء والتعوذ وسنة القراءة۔
اگر ایک رکعت طے کی امید ہو تو شمار و تعوذ نہ چھوڑے۔ کما یفہم من الجزئیۃ المارۃ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی۔ ۲۰/۱۰/۱۳۸۲ھ

تنہا فرض ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریکیت تو فرض کو نئے شمار ہونگے

ایک آدمی نماز ظہر بغیر جماعت پوری پڑھ بیٹھا بعد میں جماعت کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے فرض جماعت سے بھی پڑھ لئے تو ان میں فرض کون سے شمار ہوں گے؟ جو اکیلے پڑھے ہیں یا جو جماعت کے ساتھ؟

جو پہلے ادا کئے ہیں وہ فرض شمار ہوں گے اور جماعت کے ساتھ ہونے سے نماز ادا کی ہے وہ نفل ہوگی۔

لوصلى ثلاث ركعات من الظهر ثم اقيمت الجماعة يتم ويقتدى
متطوعاً۔ (شامی: ج ۱، ص ۲۲۶)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۲۹، ۱۱، ۱۳۹۹ھ

اقتدار قائم بقاعدہ رکع و سجد

امام صاحب معذور آدمی ہیں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا
سکتے بیمار ہیں باوجود دوسرے آدمی کے ہوتے ہوئے

جو نماز پڑھانے کے قابل ہے پھر بھی مصلحتاً نہیں چھوڑتے۔ امام صاحب خود ہی نماز پڑھاتے ہیں۔ آیا
نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

بہتر یہ ہے کہ جو قیام و رکوع اور سجود پر قادر ہو وہ نماز پڑھائے۔

(قولہ و صح اقتداء قائم بقاعدہ ای رکع و

یسجد وهذا عندہما خلافاً للمحمد وقولہ احوط کما فی البرہان

وغیرہ والدلائل مستوفاة فی المطولات (طحاوی: ص ۱۶۱)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۲۱، ۱۰، ۱۴۰۶ھ

پرویزی کا جنازہ پڑھنے والا ————— لائق امامت نہیں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مشہور منکر حدیث غلام احمد پرویز جس کو جمہور علماء امامت نے کافر قرار دیا ہے اس کا ایک پیروکار، ہم عقیدہ و ہم مسلک و مسلک پرویز کا مبلغ مر گیا ہے جب کہ جمہور علماء امامت نے پرویز کے متبعین کو بھی خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ اس پرویزی پر اہلسنت والجماعت مسلمانوں کے ایک پیش امام نے جنازہ پڑھا ہے۔ لہذا شریعت اسلامی میں مذکورہ امام کا کیا حکم ہے ؟ (ب) نماز جنازہ کی اس امامت کے بعد اس امام کے پیچھے اقتداء جائز ہے یا نہیں ؟ بنیاد تو جردا۔

الجواب

ایسا شخص عاصی و فاسق ہے اس کا امام بننا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ علماء نے غلام احمد پرویز کو اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ کافی فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴، ج ۳۔ اہلسنت والجماعت کے امام کو ان کی میت پر نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہئے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق عفری
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۱۲ : ۱۳۸۷ھ

جس کی لڑکی بیوہ ہو اس کی امامت

سوال ایک شخص پیش امام ہے اس کی ایک لڑکی بیوہ ہے لڑکی کا پہلا خاوند فوت ہوا تو باپ نے دوسرا نکاح کرادیا۔ دوسرا خاوند بھی فوت ہو گیا اس لڑکی کے ۵، ۶ بچے بھی ہیں۔ باپ نے تیسری جگہ نکاح کرنے کے لئے لڑکی کو کئی بار کہا لیکن لڑکی نہیں مانتی۔ اب چک کے چند افراد ذاتی رنجش کی بنا پر اس شخص پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ اس کی لڑکی بیوہ بیٹھی ہے۔ کیا شرفاً درست ہے کہ نماز نہیں ہوگی ؟

الجواب ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے۔ اس امام کے پیچھے نماز بالکل درست ہے کئی شبہ کیا جاوے۔
بندہ عبد الستار رضا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۱۴۹۲ھ
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

جس کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اسکے پیچھے نماز پڑھنا

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں ایک غریب گھرانے کا آدمی ہوں ۱۹۳۹ء میں قرآن مجید حفظ کیا اور مزدوری کر کے گھر کا کاروبار چلایا ہے۔ اس کے بعد چندہ کر کے مسجد تعمیر کرائی ہے ۱۹۵۲ء میں امامت شروع کی ہے اور محض فی سبیل اللہ درس قائم کیا ہے۔ میں نے مسجد میں درس پڑھانے کی کوشش کی تو اہل محلہ نے نکتہ چینی کی کہ مسجد کی چٹائیاں خراب ہوتی ہیں، کوزے ٹوٹتے ہیں اور مسجد کی دیواریں وغیرہ خراب ہوتی ہیں۔ لہذا میں نے قرآن مجید کا درس گھر میں پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ کم از کم تعداد ۶۰، ۷۰، ۸۰ کی ہوتی ہے ختم قرآن و درس قرآن دینے کی کوئی اجرت وغیرہ نہیں ہے۔ صرف رضائے الہی کی خاطر درس قائم کیا ہے اور مسجد کی امامت بھی فی سبیل اللہ ہے۔ میں نے دین اسلام کی اتنی خدمت کی ہے کہ پانچ چھ ہزار کی آبادی میں شہر کا کوئی گھر ایسا نہیں کہ جس میں قرآن مجید پڑھے ہوئے افراد نہ ہوں سینکڑوں لوگ قرآن مجید پڑھ چکے ہیں اور کچھ حفظ بھی کر چکے ہیں۔ اس وقت بھی درس قائم ہے اور بچے پڑھ رہے ہیں۔

میرا اپنا کاروبار دوکانداری ہے اور میں گھر میں دوکانداری کرتا ہوں۔ میری دوکانداری ۱۹۳۶ء سے چلی آرہی ہے۔ میرا گزر اسی دوکانداری پر ہے اور کسی قسم کا ذریعہ معاش نہیں ہے۔

اس کے بعد مسائل کا سوال یہ ہے کہ سائل کو امامت کر لیتے ہوئے پندرہ سال گزر چکے ہیں کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا ہے لیکن آج پندرہ سال کے بعد ایک محلہ دار نے اعتراض کیا ہے کہ سائل کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے کیونکہ سائل کی بیوی دوکان پر سودا دیتی ہے۔ اس اعتراض سے سارے شہر میں ہلچل مچ گئی ہے۔ صرف اہل اعتراض نے سائل کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے اور باقی تمام لوگ سائل کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

سائل کی دوکان گھر پر ہے اور اپنے ہی گھر میں بچوں کو درس دیتا ہے۔ دریں اشارہ سائل کی بیوی دوکان پر محلہ کی عورتوں کو سودا دیتی ہے۔ اور اگر کوئی مرد آجاتا ہے تو سائل درس سے اٹھ کر سودا دیتا ہے۔ ہاں اگر محلہ کا کوئی شریف مرد آجاتا ہے تو سائل کی بیوی بھی دوکان پر سودا دیتی ہے۔ فرمائیے کہ سائل کے پیچھے نماز ہوتی ہے کہ نہیں؟

العارض رضا محمد ولد غلام محمد دوکاندار

رہ خیل بگرام، خاص ڈاکخانہ، میانوالی ضلع۔

الجواب

جتنا پردہ واجب ہے اس کے ترک سے گناہ اور اس میں بے پردہی کرنے سے امامت میں کراہت ہے اور تمام کتب فقہ میں مصرح ہے کہ حُستہ کا تمام بدن بجز وجہ و کفین کے واجب الستر ہے۔ اور وجہ و

کا ستر لیا جن فتنہ ہے لہذا اگر آپ کی زوجہ سن رسیدہ ہے کہ کشف وجہ سے خوف فتنہ نہیں ہے تو آپ کی امامت میں کوئی عرج نہیں ہے۔ ورنہ اپنی گھر والی کو کہہ دو کہ کسی آدمی کو سودا نہ دیا کرے صرف عورتوں کو سودا دیتی رہے۔ اور اگر کوئی مرد سودا لینے کے لئے آہانے تو آپ کو بلا لیا کرے۔ کافی امداد الفتاویٰ : ص ۲۲۲ : ج ۱۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ



شترنج کھیلنے والے کی امامت : سوال ایک شخص فارغ التحصیل ہو کر دین کی تعلیم دیتا ہے اور تعلیم بھی احادیث وغیرہ کی۔ لیکن اس کیساتھ

ہی وہ تفریح طبع کے لئے شترنج بھی کھیلتا ہے۔ اور اسے کئی مرتبہ اس فعل سے روکا بھی گیا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب شترنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے قال فی الدر وکرہ تحریم اللعاب بالنرد وکذا الشترنج قوله والشترنج الى قوله فهو حرام وکبيرة - (در مختار مع الشامی، ج ۵ : ص ۲۶۱)۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شترنج کھیلنا موجب فسق ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ سے ایک روایت میں اباحت بھی ثابت ہے۔ اور امام شافعیؒ نے بھی مباح فرمایا ہے۔ اور یہ اختلاف اس وقت ہے جبکہ اس پر قمار نہ ہو۔ یعنی شرط وغیرہ نہ باندھی جائے۔ اور اس کے شغل میں واجبات (صلوٰۃ وجماعت) میں خلل نہ پڑتا ہو، اور دوام بھی نہ کرتا ہو۔ ورنہ حرام بالاجماع۔

كما قال فی الدر وهذا اذا لم یقام ولم یدوام ولم یخل بواجب والا

فحرام بالاجماع۔ قال فی الشرح وبدون هذه العانی لا تسقط عدالتہ

لاختلاف فی حرمة عبد البر عن ادب القاضی - (در مختار مع الشامی، ج ۵ : ص ۲۶۱)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر شترنج کھیلنے والا دوام کرتا ہو یا اس میں منہمک ہو کر واجبات میں خلل ڈالتا ہے یا اس پر شرط باندھی جاتی ہو تو فاسق ہو نہ کہی وجہ اس کو امام بنانا مکروہ ہوگا۔ اور اگر مفاسد سے خالی ہو کر کھیلتا ہے تو اس کی عدالت ساقط نہ ہوگی اور اس کے پیچھے نماز بھی مکروہ نہ ہوگی۔ لیکن اولیٰ ہر حال میں یہی ہے کہ امام ایسے کام سے جس کو عرف میں تیج سمجھا جاتا ہے پرہیز کرے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

خادم الافتاء خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

۲۱ : ۱ : ۱۳۶۱ھ



بیٹیوں کے بکرا ہونے سے باپ کو یہ کہنا کہ امست کے لائق نہیں درست ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی زید امام مسجد ہے اور وہ اپنے لڑکے خالد وغیرہ کو دوتی یا چوتی یا انھنی مے دیتا ہے اور لڑکا خالد اس رقم کی سگریٹ یا افیون خرید کر پینا کھاتا ہے تو اب مولوی صاحب کہتے ہیں کہ سگریٹ کا پینا شرعاً ناجائز ہے اور افیون بھی منع ہے اس لئے خالد گنہگار ہے اور اس کا باپ بھی اس کا معاون ہے وہ بھی گنہگار ہے۔ لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۲ : دوسرے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ جب تک سگریٹ و افیون خرید کر نہ دے گنہگار نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلاکراہت جائز ہے یہ اس کا معاون نہیں ہو سکتا ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے صحیح بیع الکلب والھند یعنی کتے اور چیتے کی بیع اور درندہ جانوروں اور پرندوں کی بیع درست ہے سوائے سور اور شراب کے اور تمباکو کی ذات پاک ہے۔ جس کی بیع بھی درست ہے جیسے کہ مجموعۃ الفتاویٰ ص ۳۹۶ : ج ۱۔ میں ہے کہ اما بیعہ و شراءه فیجوز ہاں البتہ سگریٹ کا پینا منع ہے اور افیون کا کھانا منع ہے اس صورت میں زید امام مسجد کے پیچھے نماز کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ آپ سے استفسار ہے کہ قول مولوی صاحب پہلے کا درست ہے یا دوسرے کا؟

فقط

فضل الہی امام مسجد چک نمبر ۳۹ : ۱۴ ایل ڈکن ناخال برائے کسوال ضلع ساہیوال

الجواب

اگر زید خود صالح اور لائق امامت ہے تو اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں۔

فقط واللہ اعلم

قال اللہ تعالیٰ ولا تزر وازرة وزر اخرى۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس : ملتان

خیر محمد عفا اللہ عنہ



سود خور کو امامت سے ہٹانا لازم ہے

سوال ایک امام یہاں امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہے مع ہذا سود پر لوگوں کو قرض دیتا ہے۔ وہ بنگ سے سود پر قرض لیتا ہے اور لوگوں سے دس فیصد سود وصول کرتا ہے۔ پتہ چلنے پر اس کو امامت کی

گئی تو اس نے یہ کام اپنے بیٹے کے نام کر دیا مگر حقیقت میں نفع وہی لیتا ہے۔ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے ؟

الجواب

چونکہ سود لینا شرعاً حرام قطعی ہے۔ اس لئے اگر واقعی امام مذکور سود لیتا ہے تو وہ شرعاً فاسق اور مرتکب کبیرہ ہے، فاسق لائق امامت نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے امام کو امامت سے مبرا مانا مقتدیوں پر لازم ہے۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ
نائب مفتی قاسم العلوم : ملتان
۳۰ : ۱۲ : ۸۳ : ۱۳ ھ
الجواب صحیح

سید سعید علی قادری
مفتی انوار العلوم : ملتان
۱۳۸۴ : ۱۳ ھ

اصاب من اجاب

عبد اللطیف غفرلہ

قاسم العلوم : ملتان

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر الدار اس : ملتان

افیون کھانے والے کی امامت

سوال :- اگر امام افیون کھاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز

پڑھنا کیسا ہے ؟ ————— حاجی عبد اللہ : ممتاز آباد : ملتان

ضرورت کی بناء پر افیون کی اتنی مقدار جو شہ آد نہ ہو کھانی جائز ہے۔ اس صورت میں کھانے والے کی امامت میں بھی کوئی کراہت نہ ہوگی۔ اور اگر لہو و لعب کے لئے کھانی جائے

الجواب

ہے تو یہ حرام ہے اور امامت ایسے شخص کی مکروہ تحریمی ہے۔ واما القلیل فان کان للہو فہو حرام ۱ھ

(شامی، ص ۴۵۳ ج ۵)

فقط واللہ اعلم
محمد نور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

زبردستی امام نہیں بننا چاہئے : سوال :-

ایک شخص زبردستی محلے پر چڑھ جائے، اور اس کی امامت پر کوئی بھی راضی نہیں۔

اس شخص کی امامت کا کیا حکم ہے ؟

زبردستی امام بنادرست نہیں۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثہ لا تقبل منهم صلواتہم من تقدم قومًا وہم لہ کارہون۔ الحدیث (مشکوۃ : ص ۱۰۰ ج ۱)

الجواب

الجواب صحیح
محمد صدیق عثمٰنی

فقط واللہ اعلم
محمد نور عفا اللہ عنہ

۱۶ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

منکر شفاعت کی امامت کا حکم : سوال : ایک شخص قرآنی آیات

یا ایہا الذین امنوا افعلوا

مما رزقناکم من قبل ان یأتی بوم لا ینفع فیہ ولا خلوۃ ولا شفاعۃ اور من یعمل سوءا یجزئہ الآتہ اور فوفیت کل نفس ما عملت الآتہ اور الیوم تجزی کل نفس بما کسبت الآتہ اور ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ الآتہ وغیرہ سے استدلال کرتا ہے کہ ترکیب کبیرہ وغیرہ کی شفاعت نہیں ہے۔ وجہ استدلال۔ اللہ تعالیٰ نے قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ ہر عامل عمل خیر اور عامل عمل شر مستوجب ثواب و عقاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کلام میں احتمال تغیر و تبدل نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدی تو پھر شفاعت مرتب کرنا (لغو بذاتہ) غلط ہے۔ بلکہ مخالفت قرآن ہوگی اور نقض قانون الہی ہوگا۔ جو کہ موجب عتاب ہے۔ اور جن احادیث سے ثبوت شفاعت ہے جیسے قول علیہ السلام " شفاعتی لاہل الکباثر من امتی " وغیرہ

ان کو آیات سے متعارض قرار دے کر گرا دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی لوگوں کو کہتا ہے کہ میں شفاعت کا قائل اور متفق اہلسنت ہوں اور مراد من الشفاعۃ لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ لیتا ہے یعنی جسے اللہ تعالیٰ پسند کرے۔ اور اللہ تعالیٰ زانی و سارق کو پسند نہیں کرتا۔ اب اگر بغیر توبہ فوت ہوگا تو اس کی شفاعت بھی نہیں ہوگی۔ اور جن مخالف کو مزاحم کہتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ زانی و سارق کو پسند کرتا ہے اور احادیث وغیرہ لوگوں کو گستاخ پر جرات دیتی ہیں ؟ (لغو بذاتہ من ذالک)۔

لہذا جناب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا باطل ؟ یہ شخص مسلمان ہے یا کافر ؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب شخص مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ منکر شفاعت اگر کافر ہو تب تو یقیناً نماز پڑھانے کے قابل نہیں۔ اور اگر فاسق کہا جائے جو کم از کم درجہ ہے تب بھی امامت کے قابل نہیں۔ اکفار الممدین : ص ۴۰، ۴۱ میں ہے۔

والحاصل ان من كان من اهل قبلتنا ولم يفعل حتى لم يحكم بحكمه بکفره تصح الصلوة خلفه وتكره ولا يجوز خلف منكر الشفاعه والرؤية وعذاب القبر والكرام الكاتبين لانه كافر لتواتر هذه الامور من الشارع عليه السلام۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ

مفتی خیر الدار سہیل خان : ۲۳ شعبان ۱۴۰۲ھ

اہل تشیع سے وسیع تعلقات رکھنے والے کی امامت

سوال ایک امام و خطیب نے فرقہ شیعہ کے ساتھ وسیع تعلقات قائم کر رکھے ہیں یہاں تک کہ خود بھی ان کی شادیوں میں شریک ہوتا ہے اور ان رافضیوں تبراہیوں کو بھی اپنے بچوں کی شادی میں مدعو کرتا ہے۔ اہل محلہ جب اعتراض کرتے ہیں تو شرعی جواز پیش کرنے سے عاجز آکر ادھر ادھر کی باتیں کرتا ہے۔ یا یہ کہہ دیتا ہے کہ شیعہ لوگ میری امداد کرتے ہیں۔ بعض اہل محلہ اس کی دینی بے حمیتی اور تفریق کی بنا پر اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ تشیع سے اپنے جملہ تعلقات منقطع کر دے اور اعلان کرے کہ میں آئندہ کے لئے اہل تشیع سے کسی قسم کے مراسم نہیں رکھوں گا۔ کیوں کہ شیعوں سے مراسم اسلامیہ رکھنا اور ان کی غمی شادی میں شریک ہونا ناجائز ہے۔ اس پر وہ لوگ امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب کھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مستند اور جامع فتوے پیش کرتے ہیں جس کو تیس علماء دیوبند کی تائید حاصل ہے۔ جن میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری و علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی و بھی شامل ہیں۔ بعض دستخطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتوے ۱۳۴۹ھ کا ہے۔ جن عبارات سے اہل تشیع سے مقاطعت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ عبارات واقعات پیش کرتا ہوں تاکہ مسئلہ کی حقیقت پوری طرح واضح ہو جائے اور فتویٰ کے بعد کسی فریق کو کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

۱ : ایک تو اس فتویٰ کا نام ہی ہے ”شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد کے متعلق علماء کرام کا متفقہ فتویٰ“

جب اثنا عشریہ مرتد ہیں تو مرتدین سے اسلامی مراسم قائم رکھنا کیسے جائز ہے ؟
 ۱۲۔ اس فتویٰ کی ضرورت اشاعت کے متعلق امام اہل سنت لکھتے ہیں کہ بعض برادران اسلامی کو دیکھ کر صدمہ ہوا کہ اہلسنت والجماعت بوجہ نادانانیت کے شیعوں کو مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ مناکحت تک سے پرہیز نہیں کرتے ، بالآخر جن کے تلخ ترین نتائج سولہاں روح ہوتے ہیں ۔ یہاں تک کہ یہی مسلمان شیعوں کو مسلمان سمجھ کر ان کا ذبیحہ استعمال کرتے ہیں ۔ لہذا بعض حضرات کا اصرار ہوا کہ علماء کرام کا متفقہ فتویٰ ان کے متعلق شائع کیا جائے تاکہ فسادات کا سد باب ہو ۔ عقیدہ تحریف قرآن کے ظاہر ہونے کے بعد شیعوں کی تکفیر میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تحریف قرآن کا قائل کافر ہے ۔ امید ہے کہ برادران اسلام اس مختصر مگر مستند فتویٰ کے دیکھنے کے بعد شیعہ اثنا عشریہ رافضیہ سے جمیع مراسم اسلامیہ بالخصوص مناکحت ، ذبیحہ ، شرکت جنازہ سے پرہیز کریں گے ۔ امام اہلسنت تو اپنے فتویٰ کا مقصد ہی یہ فرماتے ہیں کہ شیعوں سے جمیع مراسم اسلامیہ سے پرہیز کیا جاوے ۔

۱۳۔ الاستفتاء : ہمارے ملک میں جو فرقہ شیعہ اثنا عشریہ ہے یہ مسلمان ہے یا کافر ؟ اور ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے یا نہیں ؟ ان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام ؟ اور ان کی جنازہ کی نماز پڑھنا یا اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ نیز اگر شیعہ تعمیر مسجد کے لئے پیسے دینا چاہیں تو وصول کئے جائیں یا نہیں ؟ بنیواد توجرد امن عند اللہ ۔

جواب :- شیعہ اثنا عشریہ رافضیہ قطعاً خارج از اسلام ہیں ۔ تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہو گئے ہیں ۔ ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے اور قرآن شریف ضروریات دین میں سے اعلیٰ اور ارفع چیز ہے ۔ اور شیعہ بلا اختلاف ان کے متقدمین اور متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں ۔ لہذا شیعوں سے مناکحت ناجائز ان کا ذبیحہ حرام اور ان کا چنندہ ناجائز ہے ۔ اور ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا شرعاً قطعاً ناجائز ہے ۔ سنی جنازہ میں یہ لوگ میت کے لئے بد دعا کرتے ہیں ۔ کما فی کتبہم ۔ فقط واللہ اعلم
 کتبہ محمد عبد الشکور فاروقی عفا اللہ عنہ ، از مدرسہ دارالمبلغین لکھنؤ (ہند) ۔

۱۴۔ شیعوں کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا ۔ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ و طاہرہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قذف (تمت) کرنا کفر ہے ۔ علامہ ابن عابدین رحمہ متوفی ۲۵۲ھ لکھتے ہیں ۔
 لا شک فی تکفیر من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها وانكر صحبة الصديق ۔

(شامی : ص ۲۹۴ ج ۳)

علامہ صرصورف نے دوسرے مقام پر اسی کتاب میں شیعوں کو مرتد اور واجب القتل لکھا ہے ۔ فانہ مرتد

یقتل ۔ (شامی : ص ۶۸۳ ج ۲ ، مطبوعہ ۱۳۸۸ھ)

جو کلام اللہ کی تحریف کا قائل ہو وہ مرتد اور کافر ہے۔ اہل کتاب نہیں۔ ان سے مناکحت اور تعلقات رکھنا اشد حرام ہیں۔ لہذا شادی دعویٰ میں شرکت نہ کی جائے۔ ایسے عقیدہ کے لوگ کافر ہی نہیں بلکہ کفر ہیں۔

ریاض الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند : ۱۹، صفر ۱۳۴۸ھ

۵ : عقائد مذکورہ فی المسوال کے روافض صرف مرتد اور کافر خارج از اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اس درجہ کے ہیں کہ دوسرے فرق کم نکلیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے مراسم اسلامیہ ترک کرنا چاہئے۔ آہ محمد رضی حسن ظلم شعبہ تعلقات دارالعلوم دیوبند

۶ : شیعہ روافض کے متعدد فرقے ہیں۔ اور ان کے مختلف عقائد اور ظنون باطل ہیں۔ بعضوں کی تکفیر واجب ہے جیسے اثنا عشریہ ہیں۔ اس لئے ان سے مناکحت ناجائز بلکہ جمیع مراسم اسلامیہ کا ترک کرنا ضروری ہے۔

محمد اعجاز علی مددس ادب وفقہ دارالعلوم دیوبند

۷ : شیعہ اپنے عقائد کی بنا پر خارج از اسلام اور کافر ہیں۔ لہذا ان سے مراسم اسلامیہ مثلاً مناکحت قربانی و ذبح استعمال کرنا، جنازہ پڑھنا، اور ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا، ان کو اپنے نکاحوں میں گواہ بنانا، مسجد کے لئے چندہ لینا وغیرہ کا ترک واجب ہے۔ جو شخص شیعوں سے ترک مراسم نہیں کرتا وہ اسلام سے خارج ہے اور ان ہی جیسا کافر ہے۔ فہو کافر مشہور۔ واللہ اعلم

مسعود احمد عفی عنہ، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

۸ : شیعہ واقعی کافر ہیں کیونکہ وہ قدف اُم المؤمنین رضی اور سب شیخین کے علاوہ تحریف فی القرآن کے بھی قائل ہیں۔ کما فی کتبہم۔

مفتی محمد کفایت اللہ کان اللہ (دہلی)

بنابر اختصار ان عبارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب یہ فتویٰ صادر فرمائیں کہ اہل محلہ کا مطالبہ صحیح ہے یا غلط ؟

الجواب

اہل تشیع سے امام صاحب کا اس قدمیل جعل کسی صحت درست نہیں۔ اہل محلہ کا مطالبہ صحیح ہے جب تک امام صاحب کے بارے میں اطمینان نہ ہو جائے ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے احتیاط کی جاوے۔ جو ضروریات دین کا منکر ہو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ ولا تترکوا الی الذین ظلموا فتمسکوا بالنار۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ

ابو اسبغ صحیح

نائب مفتی خیر المدارس، ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۱/۲۶ ۱۳۰۰ھ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۱/۲۶ ۱۳۰۰ھ

میلاد میں قیام کرنے والے کی امامت

سوال کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اندر میں مسئلہ کہ جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حاضر ناظر ہر مجلس دہر مکان میں ہیں اور علم کلی ہے۔ میلاد وغیرہ میں جو اصحاب قیام کرنا لازمی سمجھ کر اور حاضر و موجود سمجھ کر کرتے ہیں شرعاً تبوت ملتا ہے؟ خیر القرون میں بھی قیام کرتے تھے؟ اگر ایسے اعتقاد والا صاحب امامت کرے تو نماز کا اعادہ کریں یا کہ جو چاہیے؟

الجواب غیر اللہ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ ایسے عقیدہ سے توبہ کرنا لازم ہے۔ اس پر قائم رہنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے لئے کھڑے ہونے سے منع فرمایا تھا۔ جب آپ کا انتقال شریف ہوا اس کے بعد بھی وہی حکم باقی ہے۔ خیر القرون میں کہیں قیام معروف و معمول نہیں۔ لہذا مجرد قیام بغیر اس عقیدہ باطلہ کے بھی نہ کرنا چاہیے، کرنے والا مبتدع ہے۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ اعلم۔

محمود عفی اللہ عنہ

مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان

ابجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفری

مفتی خیر الدین اسلم ملتان ۱ : ۱ : ۱۳۴۶ھ

المحبب مصیب

محمد شفیع عفی عنہ

مستتم مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

گیارہویں کو ضروری کہنے والے کی امامت

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک بستی میں دو فرقے ہیں۔ ایک فرقہ گیارہویں کو اچھا اور ضروری سمجھتا ہے۔ اور جمعرات کے ختم کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ اور جب کوئی آدمی مرجلتا ہے تو قیسے دن قن کہتے ہیں یعنی چنے بھون کر تقسیم کرتے ہیں اور چالیس دن کے بعد چاول وغیرہ پکاتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔

اور دوسرا گروہ ان سب چیزوں کو برا سمجھتا ہے اور پھر کھا بھی لیتے ہیں۔ نیز یہ دوسرے گروہ والے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی عتبا درجہ ہے۔

تو آپ بندہ کے دل کی تشفی فرمائیں کہ کون سا ان دونوں میں حق پر ہے اور میں کن کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں یا اکیلا ہی نماز پڑھوں؟ اور میں دیوبندی حضرات کا معتقد ہوں۔

الجواب گروہ اول کا رسومات مذکورہ کو کرنا اور ضروری سمجھنا ناجائز ہے کیونکہ ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور ان کو ترک کرنا ضروری ہے۔ اور ان رسومات میں شامل ہونا اور کھانا بھی ناجائز ہے۔

اور گروہ ثانی کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی جتنا درجہ ہے یہ بھی گمراہی ہے۔ لہذا دونوں فرقے ہی حق سے ہٹے ہوئے ہیں۔ لہذا اکیلا ہی نماز پڑھنا بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ
معین مفتی خیر المدارس ملتان

۱۲ : ۶ : ۱۳۷۴ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ

۱۲ : ۶ : ۱۳۷۴ھ

یزید کو اچھا سمجھنے والے کی امامت

○ آج کل ایک فرقہ تیزی سے پھیل رہا ہے جو یہ کہتا ہے کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اس کے خلاف خروج کیا جو کہ درست نہ تھا اور وہ لوگ یزید کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اسے لوگوں کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا حکم ہے؛

معتبر کتب تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عازم کوفہ ہوئے تھے

الجواب اس وقت یزید کی حکومت مستحکم نہ ہوئی تھی بلکہ خود حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقرر کردہ

امراء آئندہ خلیفہ کے بارے میں مذہب تھے لہذا ایسے حالات میں خلافت علی منہاج النبوت کے لئے سعی کرنا عین عریض

تھا نہ کہ خروج علی الامام۔ بعد میں جب حالات تیزی سے تبدیل ہوئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بھی تبدیل

ہو گئی۔ لہذا اس معاملہ میں حضرت حسینؑ کو مطعون کرنے والے شریعت اور تاریخ سے ناواقف ہیں۔ اور تجربہ شہید

ہے کہ ایسے لوگ اکثر افراط و تفریط کا شکار ہوتے ہیں لہذا ان کو امام بنانے میں احتیاط سے کام لیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



کبھی دائیں کبھی بائیں ٹانگ پر زور دینے والے کی امامت

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نیت باندھنے کے بعد قرأت پڑھتے وقت باری باری کبھی دائیں ٹانگ اور کبھی بائیں ٹانگ پر زور دیتا ہے۔ نیت باندھنے کے بعد انگوٹھوں سے کھینا قیام میں انگلی شہادت اور انگوٹھے کو لڑائے رکھنا، سلام پھیرتے وقت پوری جماعت کو دکھینا۔ تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ایسے امور نماز میں ممنوع ہیں ان سے خشوع و خضوع باقی نہیں رہتا۔ اور یہی نماز کی یرج ہے۔ امام کو ان سے اجتناب ضروری ہے۔

وان من لوازمہ (ای الخشوع) ظہور الذل و غرض الطرف و خفض الصوت و سکون الاطراف۔

(شامی: ص ۶۰۰ ج ۱)

محمد النور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

محمد صدیق حنفی

نابینا کی امامت کے بارے میں ایک حدیث پر شبہ اور اس کا ازالہ

سوال ایک شخص نابینا ہے مگر عالم دین ہے اپنے لباس کو صاف ستھرا رکھتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا مکروہ؟ کیونکہ عام لوگ نابینا کی امامت میں کراہت کرتے ہیں۔ اگر مکروہ ہے تو حدیث انس بن مالکؓ

قال استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم ابن ام مكتوم يوم الناس وهو اعشى۔

اور علامہ توربشتیؒ کا فرمان۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) استخلفه على الامامة حين خرج الى نبوك مع ان

عليها فيها۔ کا کیا جواب ہوگا؟

الجواب ایسے نابینا کی امامت مکروہ نہیں۔ سوال میں مذکور حدیث ہی اسکی دلیل ہے اور عوام کے کراہت کرنے کا کوئی اعتبار نہیں۔

قبح كراهة امامة الاعشى في المحيط وغيره بان لا يكون افضل القوم

فان كان افضلهم فهو اولیٰ (شامی ص ۵۲۳ ج ۱)

علامہ توربشتیؒ کی عبارت کا تعلق جواز امامت اعشى سے نہیں بلکہ وہ اس سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ امامت

افضل القوم کو کرانی چاہئے۔ جب مدینہ منورہ میں رہنے والوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے تو ظاہر ہے کہ وہ افضل تھے۔

امامت میں خلیفہ ان کو بنانا چاہئے تھا۔ اور جواب یہ دیا کہ ان کے ذمہ کچھ اور اہم ذمہ داریاں تھیں۔ اس لئے یہ اہم ترین ذمہ داری ان کے ذمہ نہیں ڈالی گئی۔ ہاں اگر بصیر داعی، علم اور ورث میں مساوی ہوں تو ترجیح بصیر کو دی جائے گی۔

فقط واللہ اعلم
محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۶ : ۶ : ۱۳۹۸ھ

دارِ طہی منڈا یا غیسونون دارِ طہی والے کی امامت

سوال غیر مسنون دارِ طہی رکھنے والے کی اقتدار میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ نیز دارِ طہی منڈے کی اقتدار کا کیا حکم ہے؟

الجواب ایک مشت دارِ طہی رکھنا ضروری ہے۔ اس سے کم رکھنا یا منڈا مانا جائز اور حرام ہے۔ ایسا کرنے والا گناہگار اور فاسق ہے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اتفاقاً کوئی نماز پڑھ لی تو ہو جائے گی۔ درمختار میں ہے۔

واما قطعہا وہی دونہا فلم یبحدہ احدہ وفیہ والسنة فیہا القبضۃ ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ اھ (مشامی ص ۳۵۹ ج ۵)

فقط واللہ اعلم
محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۵ : ۷ : ۱۳۹۸ھ

دارِ طہی منڈے کی امامت حیشہ کی روشنی میں

سوال : دارِ طہی منڈے کی امامت حدیث کی روشنی میں بیان فرمادیں۔؟

الجواب حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرمادے تو چاہئے کہ امامت وہ لوگ کر لیں جو تم میں بہت رہوں۔ اس لئے کہ امام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قوم کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اھ۔ اور ظاہر ہے کہ خلاف سنت کام کرنے والا کیسے بہتر ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ

کیے ہو سکتا ہے۔ لہذا ایسا کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔ رواہ الامام حاکم فی مستدرک: (شامی: ص ۴۱۵: ۱۵۱)

فقط واللہ اعلم
محمد النور عفا اللہ عنہ

۱۳ : ۹ : ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مردوں کی علامات رکھنے والے خنثی کی امامت

سوال ایک آدمی خنثی ہے مگر اب وہ بالغ ہے اور بھی رکھ لی ہے۔ مرد کی طرح احتلام میں انزال بھی ہوا۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب اور بھی نکل آنے کی وجہ سے شخص مذکور مردوں کے حکم میں ہے۔ اقتدار امامت اور نکاح میں عام مردوں کے برابر ہے۔ فان بلغ وخرجت

لحيته او وصل الى امرأة او احتلم كما يحتمل الرجل فرجل۔ ۱۔ (در مختار علی الشامیہ ص ۴۸۰ ج ۵۔)

فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۴ : ۹ : ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

گھٹنوں کے بل کھڑا ہونے والے کی امامت

سوال ایک شخص تپ محرقہ ہونے کی وجہ سے ٹانگوں سے معذور ہو گیا ہے۔ کپڑوں کی پاکیزگی اور طہارت وغیرہ کا اچھی طرح خیال رکھتا ہے وہ امامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ اس

کے پیچھے مقتدی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی امامت کے فرائض نہیں انجام دے سکتے۔ کیونکہ سب لوگ دین شریعت سے ناواقف ہیں اور یہ معذور شخص حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ قدوری وغیرہ تک کتابیں بھی پڑھ چکے ہیں اور کثیر الدقائق پڑھ رہا ہے۔ کیا یہ عند الشرح امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟ نیز یہ امام گھٹنوں کے بل کھڑا ہو سکتا ہے۔

الجواب امام مذکور کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز درست ہے مگر مستقل امام ایسے شخص کو بنایا جاوے جو تندرست ہو مکمل طور پر کھڑا ہو سکے۔ وکذا اعرج يقوم ببعض قدميه فلا اقتداء بغيره

اولیٰ اھ - (رشامی ص ۵۲۵ ج ۱)

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم
محمد النور عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۲۹ : ۱۰ : ۱۳۹۸ھ

ملاوٹ کرنے والے کی امامت

سوال ایک امام مسجد جو مول آئل کا کاروبار کرتے ہیں، اور مول آئل میں ملاوٹ کرتے ہیں تاکہ نفع زیادہ ہو مقتدی ان پر ناراض ہیں۔ اگر ان امام صاحب کو منع کیا جاوے تو جمعہ میں منع کرنے والوں کی مختلف طریق پر مذمت کرتے ہیں۔ نیز مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر بسوں وغیرہ کی آمد و روانگی کا اعلان کرتے ہیں۔ کیا ان صفات کا مالک امام بن سکتا ہے؟

الجواب اگر واقعہ وہ ملاوٹ کرتے ہیں اور خالص کہہ کر فروخت کرتے ہیں تو وہ دھوکہ دہی کی وجہ سے فاسق ہیں ایسے شخص کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے اصلاح نہ کریں تو انہیں امامت سے علیحدہ کر دیا جاوے۔ نیز مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر بسوں وغیرہ کا اعلان کرنا درست نہیں فوراً بند کر دیا جائے۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
۸ : ۱۱ : ۱۳۹۸ھ

فقط واللہ اعلم
محمد النور عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

دائمی سگریٹ نوش کی امامت سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین دین مسئلہ کہ دائمی سگریٹ نوشی

کرنے والے متیم امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ ————— المعاض محمد نواز مقام شباب گڑھ بلائہ ملتان

الجواب نماز ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

آغا خانی کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت

سوال گزشتہ ہفتہ ایک آغا خانی اسماعیلی خاندان کے افراد کی جو کہ ایک حادثہ میں ہلاک ہوئے نماز جنازہ ایک خطیب نے پڑھائی اور کہا کہ یہ بریلویوں سے تو اچھے ہیں۔ اور خاص بات یہ ہے کہ تمام علماء کے فیصلہ متفقہ کے باوجود فاضل خطیب نے یہ کہا کہ میں اپنی ذمہ داری پر نماز پڑھاتا ہوں۔ لہذا آپ سے فتویٰ درکار ہے۔

الجواب فرقہ آغا خانی کے اعمال و عقائد شریعت کے سراسر منافی ہیں۔ لہذا یہ فرقہ خارج از اسلام ہے اس لئے ان پر نماز جنازہ پڑھنا ہرگز درست نہیں۔ پس خطیب صاحب موصوف پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ باوجود فحاش کے اگر تائب نہ ہو تو لائق امامت نہیں۔

الحمد
عبد اللہ
مفتی خیر المدارس ملتان

۱ : ۵ : ۱۳۸۱ھ

فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفی عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۴ : ۵ : ۱۳۸۱ھ

مرزائیوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال کارخانہ میں ایک مسجد ہے جس کی سرپرستی فرقہ مرزائیہ لاہوری پارٹی کو حاصل ہے ان کی جانب سے بااختیار امام مقرر ہے۔ ایسے امام کی اقتدار میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب اگر امام کے عقائد اہل سنت و الجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں تو اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا درست ہے۔ اہل سنت پر لازم ہے کہ مسجد کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں۔

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفی عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم
بندہ اصغر علی عفی عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

وجوب کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کی امامت

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص صاحب مال و زکوٰۃ ہوتے ہوئے عمدًا دیدہ دستہ طور پر قربانی پر جانور نہ ذبح کرے یعنی قربانی نہ کرے چھ جائے کہ امام مسجد ہو۔ اگر وہ امام مسجد ہے

استفتی

تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے ؟

حکیم حشمت علی قادریہ دواخانہ : ۵۸ / ۱۲ / ایل برائے کسوال ضلع سیوال۔

قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے شدید

وعید آئی ہے۔ لہذا امام صاحب کو چاہئے کہ سابقہ قربانیوں کا بھی تدارک کریں مہذبہ توبہ و استغفار

کریں۔ من وجد سعة فلم یضح فلا یقربت مصلانا الحدیث۔ بصورت دیگر وہ امام بننے کے

الجواب

لائق نہیں۔ فقط واللہ اعلم

محمد نور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۸
۱۲
۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

مشرک کی اقتدا جائز نہیں

سوال زید نے اپنے امام مسجد کو شرک میں مبتلا پایا، کیا زید کی نماز

مشرک امام کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ نیز مفتی جواز یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ پوری جماعت کی نماز امام کی نماز کے ماتحت ایک مجموعہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتی ہے اور اگر امام کی نماز مقبول نہ ہو تو سارے مقتدیوں کی نماز بھی غیر مقبول ہو جائے۔ جماعت کی پابندی تو مسلمانوں کو ایک امت بنانے کے لئے ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہر فرد کی نماز انفرادی حیثیت ہی سے خدا کے حضور پیش ہوتی ہے۔ اور اگر وہ مقبول ہونے کے قابل ہو تو بہر حال وہ مقبول ہو کر رہتی ہے خواہ امام کی نماز مقبول ہو یا نہ ہو۔ یہ عبارت رسائل مسائل حصہ اول۔ مصنف ابوالاعلیٰ مودودی میں ہے۔

مستفتی

یار محمد خطیب غلامنڈی چیچہ وطنی

شرک کرنے والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مشرک کی اقتدا ناجائز ہے اور مفتی جواز کا قول غلط ہے۔

الجواب

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۱۹
۱۲
۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح : اصغر علی غفرلہ : الجواب صحیح : بندہ عبداللہ غفرلہ

جبر کسی کے مکان پر قبضہ کرنے والے کی امامت

سوال ۱: ایک شخص عرصہ سے جا بزانہ طور پر کسی کے مکان میں بغیر معاوضہ یا نذرانہ کے رہائش پذیر ہے۔ مالک مکان بوجہ نحیف و کمزور ہونے کے مکان کی واپسی کے لئے کوئی کارروائی کرنے سے قاصر و معذور ہے۔ تو کیا اس قابض شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اور بحالت مجبوری جب کہ دوسری جگہ جماعت کی نماز نہ مل سکتی ہو تو مذکور امام کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے یا تنہا اپنی علیحدہ نماز پڑھیں؟

۲: قبر اطہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شرعاً کیا حیثیت رکھتی ہے، یعنی قبر اطہر کی زیارت کرنا مستحب ہے یا سنت یا واجب؟

الجواب: اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ شخص ظالم و فاسق ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے۔ لیکن اگر اور امام نہ ملتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے اولیٰ و افضل ہے۔

۲: روضۃ اطہر کی زیارت مستحب ہے۔ بلکہ ایک قول ذی وسعت کے لئے واجب کا بھی ملنا ہے۔ و زیارۃ قبرہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مندوبہ بل قیل واجبة لمن له سعة۔

در مختار علی الشارح، ص ۳۵۲ ج ۲

بندہ اصغر علی غفرلہ

۹: ۱۳، ۱۴، ۱۵ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ غفرلہ

سلسلہ بیعت کا قائل نہ ہونے والے کی امامت

سوال: ایک شخص بے مرشد ہے اور حقیقت اس سلسلہ بیعت کو برا کہتا ہے کبھی کہتا ہے کہ کوئی کامل مرشد ہی نہیں، کبھی کہتا ہے میں جو سندہ ہوں ملتا ہی نہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: بے مرشد ہونا تو کوئی قابل مواخذہ جرم نہیں۔ کیونکہ کسی بزرگ کی بیعت کرنا ضروری نہیں یہ ایک مستحب ہے لیکن شخص مذکور کا سلسلہ بیعت کو برا سمجھنا اور اس سلسلے والے حضرات کو برا کہنا اور توہین کرنا ناجائز ہے اگر یہ شخص ایسا ہے تو اس کی امامت درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

بندہ اصغر علی غفرلہ

جمہور امت کی تکفیر کرنے والے کی اقتدار مکروہ ہے

مولوی احمد سعید چتر وڑ گڑھی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ یا اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے پیچھے نماز درست ہے۔ اگر پڑھ لی جائے تو نماز درست ہے یا اعادہ واجب ہے؟
حاندا و صلیا۔

الجواب

مولوی احمد سعید کے عقائد اور نظریات کی تفصیل ہمیں معلوم نہیں۔ اس کے بغیر حکم لگانا مشکل ہے۔ مگر ایک بات مولوی صاحب مذکور کے متعلق ثقات سے معلوم ہوئی ہے کہ وہ جہاں جمعہ پڑھاتا ہے تو غیر معتدین کی طرح نماز پڑھاتا ہے۔ اور جب باہر سفر میں ہوتا ہے تو حنفیہ کی طرح نماز پڑھتا پڑھاتا ہے اور یہ ایک قسم کا تصنع اور ریا ہے۔ پس اگر یہ روایت درست ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

در مختار میں ہے۔ و نمام و مرء و متصنع۔ (شامی ج ۱: ص ۵۲۲)۔

علاوہ ازیں مولوی صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ سماع موتی اور سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر شریف کا منکر ہے اور قائلین کی تکفیر کرتا ہے۔ اس سے جمہور امت کی تکفیر ہوتی ہے اور جمہور امت کی تکفیر کرنے والا مبتدع ہے۔ پس اگر اس نے توبہ کر کے اس عقیدہ سے رجوع نہیں کیا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

در مختار میں ہے۔ و مبتدع ای صاحب بدعت۔ (ج ۱ ص ۵۲۳)۔

جو عالم مندرجہ بالا عقیدہ رکھے یعنی قائلین سماع موتی کی تکفیر کرے اسکا بھی یہی حکم ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔
نقط واللہ اعلم

عبد الفتار عفی عنہ

مدرس دارالعلوم کبیر والا، ضلع ملتان

الجواب صحیح : احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح : علی محمد عفی عنہ

منتظم و شیخ الحدیث دارالعلوم کبیر والا

۲۰ / ۶ / ۱۴۰۱ھ

ڈاکٹر عثمانی کے متبعین کی اقامت رابر میں ٹرپھی جانے والی

نمازیں واجب الاعداد ہیں

- ۱ : ڈاکٹر مسعود الدین کے نظریات درج ذیل ہیں۔
 - ۱ : عذاب قبر اس ارضی قبر میں نہیں ہوتا بلکہ روح کو برزخی جسم میں ڈال کر علیین یا سجین میں ڈال کر عذاب یا راحت کی کیفیات ہوتی ہیں۔
 - ۲ : وفات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ والی قبر اقدس میں نہیں ہیں۔
 - ۳ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دور یا قریب سے سننے والا جاننا بہر حال مشرک کا عقیدہ کا حامل ہے۔
 - ۴ : آدم علیہ السلام کا ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانے والی احادیث اور قبر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنانے والی احادیث غلط ہیں۔
 - ۵ : زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جملہ احادیث بناوٹی ہیں۔
 - ۶ : خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت والی احادیث من گھڑت ہیں۔
 - ۷ : ہر طرح کے تعویذات کرنا اور پانی پر دم کرنا وغیرہ کفر و شرک ہے۔
 - ۸ : سہ سے لے کر ستر تک جتنے بزرگان دین، اولیا، کرام، بشمول خاندان ولی اللہ شاہ عبدالرحیم، شاہ عبدالعزیز، شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہتا ہے کہ آج جو دین اسلام کے نام سے اس دنیا میں پایا جاتا ہے وہ انہیں حضرات کا ایجاد کر رہا ہے قرآن و حدیث کے دین سے بالکل الگ ہے۔
 - ۹ : اصل دین تو اس برصغیر پاک و ہند میں کبھی آیا ہی نہیں۔
 - ۱۰ : جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ پاک والی قبر اقدس میں زندہ مانتے ہیں تاکہ ان کا درود و سلام سنیں ان کے عقائد باطل ہیں۔
- دریافت طلب امویہ ہیں۔

- ۱۔ ایسے عقائد والا شخص کافر ہے یا مسلمان ، ہدایت پر ہے یا ضلالت پر ۔
 - ۲۔ مندرجہ بالا عقائد والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ۔
 - ۳۔ جن لوگوں نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں آیا وہ اعادہ کریں ۔
- ۱۔ ڈاکٹر عثمانی خطرناک گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے اقرب الی الکفر ہے ۔
- ۲۔ ایسے عقائد کے حامل کی اقتدار میں ہرگز نماز نہ پڑھیں ۔
- ۳۔ نمازوں کا اعادہ کر لیں ۔ فقط واللہ اعلم

الحاج

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۵/۱۲/۱۴۰۴ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی

داڑھی مونڈنے کو پیشہ بنانے والے کی امامت

ایک امام مسجد کے پیچھے بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں اور بعض نہیں پڑھتے ۔ وجہ یہ ہے کہ وہ امام مسجد لوگوں کی داڑھیاں مونڈتا ہے اور روئے شریعت ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے ۔ بنیوا تو جروار ۔

سائل عبد اللطیف المتندر بھکر

الحاج

اگر وہ داڑھی مونڈنے کا پیشہ نہ چھوڑے تو اسے امام نہ رکھا جائے ۔

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

صدر مفتی خیر المدارس ملتان

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰/۴/۱۴۰۲ھ

چوستان کے لوگوں کو گورنمنٹ زمین تقسیم کرتی ہے جس میں شرط یہ ہوتی ہے کہ جس شخص کو زمین تقسیم کی

ہیرا پھیری کرنیوالے کی امامت

جاتی ہے وہ چوستان کا رہائشی ہو ۔ نمبر دار اس کی تصدیق کرے کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے اور یہاں مستقل رہائشی ہے مذکورہ شرائط سے وہ شخص زمین کا حقدار ہے ۔ لیکن ایک شخص نے نمبر دار سے دھوکہ سے تصدیق کر دیا کہ وہ ہیرا پھیری کر کے زمین حاصل کر لی ۔ آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے اور یہ امامت

کے لائق ہے یا نہیں ؟

امام صاحب تا وقتیکہ توبہ کر کے اس ہیرا پھیری کی تلافی نہ کریں ان کی امامت
مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی
۱۸
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۴۰۶ھ

خلاہ پر کرنے کیلئے بجالت نماز پچھلی صف سے اگلی صف میں آنا

ایک آدمی جماعت میں دوسری صف میں آکر شریک ہوا نماز شروع کرنے کے بعد دیکھا کہ
پہلی صف میں سامنے ایک آدمی کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہے تو وہ یہیں کھڑا ہے یا چل کر اگلی
صف میں شریک ہو جائے۔

چل کر اگلی صف کو جا کر پڑ کرے اس چلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

الجواب

» اذا رأى الفرجة بعد ما احرم هل يمشى اليها

لم أره صريحاً وظاهر الاطلاق نعم ويفيده مسألة من
جذب غيره من الصف كما قدمناه فانه ينبغي له ان
يجيبه لتنتفى الكراهة عن الجاذب فمشيه لنفى الكراهة
عن نفسه اولى فتأمل ثم رأيت في مفسدات الصلوة من
الحلية عن الذخيرة ان كان في الصف الثاني فرأى فرجة
في الاولى فمشى اليها لم تفسد صلوته لانه ما مور بالمرأسة
قال عليه الصلوة والسلام تراصفون الصفوف ولو كان في الصف
الثالث تفسد - اه - اي لانه عمل كثير وظاهر التعليل بالامر انه
يطلب المشى اليها تأمل اه (شامی ج ۱ ص ۲۲۱) - فقط واللہ اعلم

استقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۴/۱۴۱۰ھ

جماعت کے وقت کوئی بزرگ آجائیں تو کون نماز پڑھئے

ہماری مسجد کے امام و خطیب مقرر ہیں اور وہ نماز کے وقت موجود بھی ہوتے ہیں اور بسا اوقات کوئی اور عالم یا بزرگ آجاتے ہیں تو کچھ مقتدی اصرار کرتے ہیں کہ آنے والے نماز پڑھائیں۔ شرعیہ وضاحت فرمائیں کہ سابق امام ہی امامت کے زیادہ حقدار ہیں یا نووارد امام نماز پڑھائیں۔ بینوا تو جروا۔
نفسی الرحمن ساہیوال

پہلے سے مقرر امام ہی نماز پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے نووارد کو آگے کریں تو کوئی صرح نہیں۔

الجواب

واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غيره مطلقا۔ اھ۔ (درمختار)۔ (قوله مطلقا) ای وان كان غيره من الحاضرين من هو اعلم واقراء منه وفي التارخانية جماعة اضياف في دار يريده ان يتقدم احدهم ينبغي ان يتقدم المالك فان قدم واحدا منهم لعلمه وكبره فهو افضل۔ اھ (شامية : ج ۱ ص ۱۳)۔ فقط والله اعلم۔

استقر محمد النور عفا الله عنه

الجواب صحیح

مفتی خیر الدار سملتان ۱۰ / ۲ / ۱۴۱۰ھ

بندہ عبد الستار عفا الله عنه صدر مفتی



نماز کے بعد نمازیوں کا آپس میں یا امام صاحب سے مصافحہ کرنا بدعت ہے

مسجد میں نماز باجماعت کے بعد اکثر نمازی امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس کی علماء کے نزدیک کیا حیثیت ہے ؟ سائل عبد الرزاق خان ساہیوال

نماز کے بعد لوگوں کا آپس میں یا امام صاحب سے مصافحہ کرنا بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

الجواب

وينبغي له ان يمنع ما حدثوه من المصافحة بعد صلوة الصبح

وبعد صلوة العصر وبعد صلوة الجمعة بل زاد بعضهم
في هذا الوقت فعل ذلك بعد الصلوة الخمس وذلك كله من
البدع - (المدخل ج ۲ : ص ۵۰) - فقط والله اعلم -

ابواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی
۱۴۰۰ھ مفتی خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجنبیہ کے ساتھ میل جول رکھنے والے کی امامت

ایک امام مسجد جو قرآن مجید صرف ناظرہ پڑھا ہوا ہے دیگر مسائل سے بھی واقف نہیں ہے۔
ایک نامحرم عورت کو روزانہ سائیکل پر اسٹیشن سے چک تک لاتا ہے جو تین میل کا فاصلہ ہے
کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا یا اسے مستقل امام رکھنا درست ہے۔

اجنبیہ عورت کے ساتھ اس قدر میل جول رکھنے والا شخص قابل امامت نہیں
اور قطع نظر ان تعلقات کے امام کے لئے نماز کے مسائل کا عالم ہونا بھی ضروری
ہے۔ لہذا کسی متبع سنت محکم کو امام بنایا جائے۔ فقط واللہ اعلم

ابواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی
۱۳۹۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

امام مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے اٹھ جائے تو مقتدی پورا کر کے اٹھے

۱۔ جب امام کی قیادت میں مقتدی نماز پڑھتا ہے اور امام "التحیات" کو جلدی سے پڑھ کر کھڑا ہو
جاتا ہے۔ اب مقتدی کو "التحیات" پوری کر کے کھڑا ہونا چاہئے یا فوراً امام کے ساتھ ہی کھڑا ہو جائے اور
التحیات کو چھوڑ دے حالانکہ مقتدی کو یہ بھی اعتماد ہے کہ امام کے رکوع سے پہلے ہی قیام میں شامل ہو جائے
گا۔ اب آیا امام کا اتباع ضروری ہے یا التحیات کو پورا کرے۔

۲۔ امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی فرض بھول کر چھوٹ جائے جیسے قیام رکوع سجدہ وغیرہ تو

امام کے پیچھے مقتدی کی نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ ایسی صورت میں مقتدی کو کیا کرنا چاہئے ؟
نثار احمد۔ ساہیوال

الجواب

۱: اس صورت میں مقتدی التحیات پوری کر کے اٹھے۔

والحاصل ان متابعة الامام في الفرائض والواجبات من غير تأخير واجبة فان عارضها واجب لا ينبغي أن يفوته بل يأتي به ثم يتابع كما لو قام الامام قبل ان يتم المقتدى التشهد فانه يتمه ثم يقوم لان الاتيان به لا يفوت المتابعة بالكلية وانما يؤخرها والمتابعة مع قطعه تفوته بالكلية فكان تأخير احد الواجبين مع الاتيان بهما اولى من ترك أحدهما بالكلية اه
(شامی ج ۱ ص ۲۳۹)۔

۲: وہ فرض ادا کر کے جہاں امام ہو وہاں شامل ہو جائے۔ فرض ترک ہو جانے کی صورت میں نماز نہ ہوگی۔
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بدھ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی ۲۲/۲/۱۴۰۲ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

حافظ وقاری ملیں امامت کیلئے قاری کو ترجیح دیجائے

ایک امام صاحب کالٹ کا حافظ قرآن مع قرأت سند یافتہ ہے۔ دوسرے حافظ صاحب سادہ لوح بچوں کے درس و تدریس کیلئے متعین ہیں نیز دوکاندار ہیں اور گناہ بے لذت کا شکار ہیں۔ دونوں ملیں کس کو تراویح کا امام مقرر کیا جائے ؟

الجواب

اگر مسائل نماز کے متعلق دونوں کی قابلیت مساوی ہے تو سند یافتہ قاری قابل ترجیح ہے حافظ محض سے۔ نیز حافظ محض کا مبتلائے معصیت ہونا بھی اس کے

مرجوح ہونے کی قوی دلیل ہے۔

والا حق بالامامة تقدیما بل نصبا الا علم باحكام الصلوة الخ

ثم الاحسن تلاوة وتجويدًا افاد بذلك ان معنى قولهم اقرا
 اى اجود لا اكثرهم حفظاً والى معنى الحسن فى التلاوة ان يكون
 عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بهما - اهـ - (شامى
 ج ۱۱ ص ۵۲۱) - فقط والله اعلم

الجواب صحیح
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

اکیلا آدمی اگلی صف سے کسی کو کھینچ لے یا اکیلا کھڑا ہو جائے ؟

جماعت کی پہلی صف مکمل ہے اور پیچھے سے ایک آدمی نماز میں ملتا ہے اور کوئی آدمی نہیں اور پہلی صف
 میں جگہ بھی نہیں ہے۔ کیا وہ پہلی صف سے آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ملائے تو وہ
 آدمی کہاں سے پکڑ کر اپنے ساتھ ملائے۔ ایک طرف سے یا درمیان سے یا امام کے پیچھے سے ؟
 سائل محمد لطف اللہ خاں لاہور

آج کل بھالت عام ہے اگر اگلی صف سے کسی کو کھینچا گیا تو غالب گمان یہ ہے کہ
 وہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا کہ جس سے نماز خراب ہو جائے گی۔ لہذا کسی کو کھینچنا،
 مناسب نہیں۔ اور اگر آدمی سمجھ دار، مسائل جاننے والا ہے اور اس کا خطرہ نہ ہو کہ نماز فاسد کر لے
 گا تو یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائیں طرف سے کسی کو کھینچ لے۔ اور اگر داہنی جانب سے کھینچے تو بھی
 مضائقہ نہیں۔ (امداد المفتین)۔

وقد منكر اهية القيام في صف خلف صف فيه فرجة للنهي
 وكذا القيام منفردا وان لم يجد فرجة بل يجذب احدا
 من الصف ذكره ابن الكمال لكن قالوا في زماننا تركه اولي
 فلذا قال في البحر يكره وحده الا اذا لم يجد فرجة - اهـ
 (در مختار)۔

۱۰۱ قولہ لکن قالوا (الخ) القائل صاحب القنیۃ فانہ عزا الی بعض

الكتب التي جماعة ولم يجد في الصف فرجة قيل يقوم
وحده ويعذر وقيل يجذب واحدا من الصف الى نفسه
فيقف بجانبه والاصح ما روى هشام عن محمد انه
ينتظر الى الركوع فان جاء رجل والا جذب اليه رجلا
او دخل في الصف ثم قال في القنية والقيام وحده اولى
في زماننا لغلبة الجهل على العوام فاذا جبره تفسد صلوته^ا
قال في الخرائن قلت وينبغي التفويض الى رأى المبتلى
فان رأى من لا يتأذى لدين او صداقة زاحمه او
عالما جذبه والا انفرد - اه - قلت وهو توفيق حسن
اختاره ابن وهبان في شرح منظومته اه (شامية ج ١ ص ٢٤٨)

فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتي جامع خير المدارس ملتان ٢٠ / ٤ / ١٤٠٦ هـ



ثالث بالخير کی امامت کا حکم
ولد الزنار (ثالث بالخير) مسلم اہل علم امامت کرا سکتا
ہے یا نہیں ؟

اگر حاضرین میں علم و عمل کے لحاظ سے وہی افضل ہے تو بلا کراہت امامت
کرا سکتا ہے۔

الحمد لله

وفي الشامية ولو عدت اى علة كراهة بان كان الاعرابي
افضل من الحضري والعبد من الحر ولد الزناء من ولد
الرشدة و الا عى من البصير فالحكم بالصد - اه -
(شامى ج ١ ص ٥٢٣) - فقط والله اعلم -

اجواب صحیح

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتي جامع خير المدارس ملتان ٢٠ / ٤ / ١٤٠٦ هـ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی

ایک حدیث سے عورت کی امامت پر استدلال کا جواب

فرانس کی یونیورسٹی کے ایک ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ پر تشریف لے گئے تھے تو فرائض امامت ایک بی بی کے سپرد فرما گئے تھے۔ وہ محترمہ خاتون مرد و زن کی امامت فرمایا کرتی تھی یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ اب بھی عورت مردوں کی امامت سرانجام دے سکتی ہے۔ سنن نسائی اور ابو داؤد کا حوالہ دیا ہے اس کے متعلق وضاحت کی جائے۔

بنیوا تو جبروا۔

حوالہ بقید باب و صفحہ لکھا جاتا تو بہتر تھا تا کہ پوری تحقیق ہو سکتی۔ ابو داؤد میں ایک روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدر پر تشریف لے جانے لگے تو ام ورقہ بنت نوفل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بھی ساتھ جانے کی اجازت دیجئے میں وہاں رخیوں کی خدمت کرتی رہوں گی شاید مجھے بھی شہادت نصیب ہو جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھر ہی ٹھہرو تمہیں اللہ تعالیٰ شہادت عطا فرمائیں گے پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ میں اپنے احاطہ میں واقع گھروں کے لئے ایک مؤذن رکھ لوں تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دے دی۔ اور بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ

وامرہا ان تؤم اهل دارها ای نساء المحلة۔ (بخاری المجلد ۱ ص ۳۳۱)

ج ۱: ص ۳۳۱۔

شاید ڈاکٹر صاحب موصوف اس حدیث کو بنیاد بنا کر اپنا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہوں۔ مگر اس حدیث سے ان کا استدلال درست نہیں۔ جو کچھ ڈاکٹر صاحب کہنا چاہتے ہیں وہ اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

محدثین نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس سے یہ استدلال کرنا کہ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے صحیح نہیں۔ کیوں کہ اس حدیث سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ مردوں کی امامت بھی کراتی تھیں۔ اسی کے تحت یہ بھی لکھا ہے کہ احادیث و اجماع امت کی رو سے عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو بدل المجہود شرح ابو داؤد ج ۱ ص ۳۳۱

اور عورت کا عورتوں کی امامت کرنا بھی منسوخ ہے۔
ہدایہ میں عورت کی امامت کی کراہت کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے جو امامت کرنا منقول ہے وہ ابتداء اسلام پر محمول ہے اور منسوخ ہے۔

و حمل فعلها (ای عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) الجماعة علی ابتداء
الاسلام قال فی الفتح الحاصل انه منسوخ - (حواشی ہدایہ

ج ۱، ص ۱۰۳)۔

الحاصل عورت نہ مردوں کی امامت کر سکتی ہے، اور نہ عورتوں کی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی ۱۴۰۶ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احباب صحیح
افتقر محمد النور عفا اللہ عنہ

حسین جمیل امر د کی امامت
ایک طالب علم حافظ القرآن جس کی عمر تقریباً سو سال
ہے اور بالغ ہے۔ داڑھی ابھی تک نہیں اتری۔ داڑھی

کے اترنے کے معمولی آثار نظر آتے ہیں نیز معززہ نمازی اس کے اچھے کردار کی تعریف کرتے ہیں۔ ابتدائی
دینی تعلیم اب شروع کی ہے۔ بڑے مسائل سے ناواقف ہے۔ کیا اس کو مسجد میں امام مقرر کیا جاسکتا
ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

اگر نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو حسین و جمیل بھی نہ ہو تو بلا کراہت نماز

درست ہے۔ حسین و جمیل ہونے کی صورت میں نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

الجواب

در مختار میں ہے۔

و کذا تکره خلف أمره الخ۔ قال العلامة الشامي في الظاهر انها

تنزيهية ايضا والظاهر ايضا كما قال الرحماني أن المراد به الصبيح

الوجه لانه محل الفتنة - (ج ۱، ص ۱۵ مشاخی نسخہ جدید)۔

الحاصل اگر غیر امر د امام قبیح السنۃ ملتا ہے تو بے ریش کو امام نہ بنانا اولیٰ ہے ورنہ اجازت ہے۔

فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی - ۱۲/۲/۱۴۰۶ھ

محقق نما مشکک کی امامت ۱۱ : جو شخص ائمہ اربعہ کے مسالک کو بیک وقت جائز سمجھتا ہے اور متعین امام کی تقلید کو تعصب قرار

دیتا ہے اور عوام الناس کو بھی اس کی تلقین کرتا ہے۔

ب : دعار بعد الفرائض بہدیت اجتماعیہ من غیر لزوم مع رفع الیدین کو بدعت قرار دیتا ہے۔

ج : اکابر علماء مثلاً حضرت تھانویؒ، حضرت بنوریؒ، حضرت شیخ الحدیثؒ کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ ان کی عبارات میں شرک و کفر ہے۔

د : ان عقائد کے حامل کو امام بنانا اور اس کے درس میں شریک ہونا کیسا ہے۔

۲ : مذکورہ بالا عقائد کے باوجود اپنے آپ کو حنفی قرار دیتا ہے۔ کیا ایسا شخص حنفی ہو سکتا ہے اور معیار حنفیت کیا ہے ؟

امام صاحب موصوف سلف کے بارے میں ضروری اعتماد سے محروم معلوم ہوتے ہیں جو دورِ حاضر کا عام مرض ہے۔ یعنی ”تشکیک بنام تحقیق“ عوام کے لئے ایسی تشکیکات مضر ہیں۔ پس ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ یہی حکم ان کے درس کا ہے۔ اس علاقے میں بھی ایک عالم تھے جنہوں نے پہلے دعار بعد الفرائض کا انکار کیا۔ بعد چندے ٹھٹھ غیر مقلد بن گئے۔ بلکہ غیر مقلدین کے مدرسہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اب ترقی کر کے شاید کہیں چلے گئے ہیں۔

۱۲ : جو شخص حنفیت کا التزام نہیں کر سکتا وہ حنفی کیسے کہلا سکتا ہے۔ مواضع ضرورت کا استثناء امر آخر ہے۔ اس سے معیار حنفیت بھی معلوم ہو گیا۔ کہ مذہب حنفی کو قرآن و حدیث اور اجماع امت و دلائل شرعیہ کے اقرب سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

امام میں ان امور کا ہونا ضروری ہے

ائمہ مساجد کے لئے شریعت میں از روئے قرأت و تجوید و تعلیم دین کے، کوئی معیار مقرر ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس معیار پر پورا اتر آئے تو وہ اس منصب امامت کے قابل ہو۔ اور جو کم رہے تو اس

کے پیچھے نماز فاسد و مکروہ اور ناجائز ہو۔ از روئے فقہ حنفی دلائل سے مزین فرمائیں؛ بلینوا تو جبروا۔
 امامت کے لئے شرعاً کم از کم یہ معیار ضروری ہے۔ قرآن مجید کا آخری پارہ مکمل
 یا نصف تجوید کے ضروری قواعد کی رو سے صحیح اور حفظ ہو۔

۲ : پانی، وضو، غسل اور نماز کے ضروری مسائل کا علم رکھتا ہو۔ نماز کے مفسدات و مکروہات،
 مستحبات و فرائض و واجبات کی تفصیلات سے آگاہ ہو۔

۳ : اعمال میں کوئی علامت فسق و فساد نہ ملے، جماعت کی پابندی نہ کرنا، گناہ کبیرہ کا ارتکاب ظاہر
 نہ ہو، مفسد نہ ہو۔

یہ ادنیٰ معیار ہے۔ نئے ائمہ کا تقرر اس وقت ہونا چاہئے جب کہ امیدوار معیار مذکور پر پورا
 اترنے کی سند کسی مستند ادارے سے حاصل کرے۔ یا مقامی علماء امیدوار کو اس معیار کے مطابق
 پائیں۔ قدیم ائمہ کی بتدریج اصلاح ہونی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح | بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 بندہ محمد عبداللہ غفرلہ رئیس الافتاء | نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

لہ اذا اجتمع قوم ولم یکن بین الحاضرين صاحب منزل
 اجتمعوا فیہ ولا فیہم ذو وظیفۃ وهو امام المحل ولا ذو
 سلطان کامیر و وال و قاض فالاعلم باحکام الصلوۃ الحافظ
 مابہ سنۃ القراءۃ و یجتنب الفواحش الظاہرۃ وان کان
 غیر متبحر فی بقیۃ العلوم احق بالامامۃ۔ (مرآۃ الفلاح
 علی هامش الطحاوی: ص ۱۶۳)۔ فقط واللہ اعلم

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ

صرف نابالغ بچے مقتدی ہوں تو بھی جماعت کرائی جائے

مسجد میں اذان ہو گئی اور امام صاحب کے علاوہ چند نابالغ بچے جن کی عمریں تقریباً دس سال
 یا بارہ سال کی ہوں گی موجود ہیں اور جماعت کا وقت ہو گیا ہے اور نابالغ کوئی موجود نہیں۔ تو کیا امام

ان نابالغ بچوں کو مقتدی بنا کر جماعت کرا سکتا ہے یا نہیں ؟ - محمد لطف اللہ خالد شاہ جمال ٹاؤن لاہور

دفتر العالمگیریہ ج ۱ : ص ۸۳ - اذا زاد علی الواحد

فی غیر الجمعة فهو جماعة وان كان معه صبی

عاقل کذا فی السراجیہ -

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ مذکورہ صورت میں بھی جماعت سے نماز ادا کی جائے نابالغ لڑکوں کی صف بنا کر امام صاحب ان کو نماز پڑھائیں - فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۱۱ بندہ محمد سحاق غفرلہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الفتاویٰ جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۱۱ھ

مقتدی "اللہ اکبر" کہہ کر سیدھا رکوع میں چلا جائے تو رکعت کا حکم

۱ :- فرضوں کی جماعت کھڑی ہے اور ایک آدمی بعد میں اس وقت شامل ہوتا ہے جب کہ امام رکوع میں چلا جاتا ہے - اور آنے والا اللہ اکبر کہہ کر سیدھا رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے - لیکن رکوع سے پہلے اللہ اکبر کے بعد ہاتھ باندھ کر قیام نہیں کرتا اور امام کے ساتھ نماز مکمل کر لیتا ہے تو کیا اس کی نماز ہوگئی یا نہیں ؟

۲ : بعد میں آنے والا شخص اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر قیام کرتا ہے تو یہ قیام کتنی دیر کا ہونا چاہئے

۳ : بعد میں شامل ہونے والا شخص اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر معمولی سا قیام کر کے رکوع میں

امام کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے - ابھی اس نے ایک دفعہ ہی "سبحان ربی العظیم"

کہا کہ امام صاحب رکوع سے کھڑے ہو گئے - تو کیا اس کو وہ رکعت مل گئی یا نہیں ؟

۴ : بعد میں آنے والا شخص تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ کر قیام کر کے رکوع میں گیا ہی تھا اور کوئی تسبیح وغیرہ

بھی نہیں کہہ سکا اور امام صاحب رکوع سے اٹھ کھڑے ہو گئے - تو کیا اس کو وہ رکعت مل گئی

یا نہیں ؟ استفتیٰ محمد لطف اللہ خالد شاہ جمال ٹاؤن لاہور

ان تمام صورتوں میں وہ رکعت مل گئی اللہ اکبر کہنے کے بعد ہاتھ باندھنے کی ضرورت

نہیں ہے - ادرك الامام فی الركوع فکبر قائما ثم

شرع فی الانحطاط وشرع الامام فی الرفع الاصح ان يعتد بها

اذا وجدت المشاركة قبل ان يستقيم قائما وان قل في

معراج الدراية (عالمگیری ج ۱ ص ۶۲) - فقط والله اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد عبتار عفا اللہ عنہ رئیس القضاء ۱۴۱۱ھ جامعہ خیر المدارس ملتان

سجدہ سو کے بعد جماعت میں شریک ہونے والے کا حکم

مسئلہ اگر کوئی شخص امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد اقتدار کرے تو اس کی اقتدار درست نہیں۔ لیکن جب امام سجدہ سو کے لئے سلام پھیرتا ہے تو اس صورت میں اگر کوئی سلام فراغ سے پہلے پہلے شریک ہو جائے تو اس کی اقتدار درست ہو جاتی ہے۔ ان دونوں میں وجہ فرق کیا ہے ؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس نے سجدہ سو کیا تو دوبارہ نماز کی طرف لوٹ آیا وہ تشهد اور قعدہ گویا ختم ہو گیا ہے۔ اب دوبارہ تشهد پڑھ کر بذریعہ سلام نماز سے نکلے گا۔ پس اس قعدہ میں اقتدار صحیح ہوگی۔ پہلے سلام پر نماز کا ختم ہونا یہ غیر ساہی کے لئے ہے۔ ساہی سجدہ سو کرنے پر دوبارہ نماز کی طرف لوٹ آتا ہے۔

قال فی الشامیة وهذا فی غیر الساہی اما هو اذا سجد له بعد

السلام یعود الی حومتها - ۱ھ (ج ۱ ص ۲۹۰) - فقط والله اعلم -

الجواب صحیح

بندہ محمد عبتار عفا اللہ عنہ رئیس القضاء ۱۴۱۱ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

صحت اقتدار کیلئے اتحاد مکان ضروری ہے

ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی جاتی ہے۔ مسجد کے شمالی جانب ایک گلی ہے اور مسجد کے کرہ کے محاذ میں شمالی گلی کے شمالی جانب ایک وسیع محلہ کا ایک صحن متصل ہے اس صحن میں عورتوں

کی جمعہ کی اقتدار جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب
صورت مسئلہ میں عورتوں کی اقتدار اس مکان میں درست نہیں عدم اتحاد مکان کی وجہ سے۔

قال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ فقد تحرر بما تقرر أن
اختلاف المكان مانع من صحة الاقتداء ولو بلا اشتباه وأنه
عند الاشتباه لا يصح الاقتداء وإن اتحد المكان (شامی ج ۱
ص ۵۵۰)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۲
مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

ایکے نماز پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

زید ظہر کے فرض پڑھ رہا تھا کہ بکرنے اس کے پیچھے آکر کہا کہ تو میرا امام ہے اور میں تیرا مقتدی
حالانکہ زید کچھ رکعتیں پڑھ چکا تھا۔ پھر زید نے زور سے تکبیر کہنی شروع کر دی کیوں کہ اس نے
اسے مقتدی تصور کر کے نیت کر لی۔ کیا یہ امامت و اقتدار درست ہے۔ ؟
ہر دو کی نماز صحیح ہو گئی۔

الجواب
وفی العالمگیریۃ ولا یحتاج الی نية الامامة حتی
لونی ان لا یؤم فلانا فجاء فلان واقتدی بہ جارا۔ (ج ۱ ص ۲۲) قال جابر سرت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
غزوة فقام یصلی فجئت حتی قمت عن یساره فاخذ بیدی
فادارنی عن یمینہ۔ (شامی بحوالہ مسلم ج ۱ ص ۲۲)

الجواب صحیح
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۹۹ھ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

مردوں کو نہیوں کے لیے امامت

ایک مولوی صاحب ۱۹۲۷ء سے مسجد کی خدمت کر رہا ہے۔ امامت وغیرہ خدا واسطے کرتے ہیں اور تنخواہ مقرر نہیں۔

میت کو اگر گھر والا نہیں نہلا سکتا، تو مولوی صاحب اس میت کو غسل دے دیتے ہیں ثواب کی نیت سے۔ اگر کوئی کچھ دے دے تو لے لیتے ہیں۔ آیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
بلینوا توجسروا۔

مردہ کو بہ نیت ثواب غسل دینا ایک نیک کام ہے۔ اس کی وجہ سے امامت میں کوئی کراہت وغیرہ پیدا نہیں ہوتی۔ جن فقہاء نے مکر وہ لکھا ہے اس سے مراد وہ غسل دینے والا ہے جو بالاجرت یہ پیشہ رکھتا ہو۔ اور وہ بھی ان کے نزدیک جو کہ مردہ کے غسل کی اجرت کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اہل اصل مذکورہ امام صاحب کے پیچھے نماز درست ہے۔

ولا يجوز الاستیجار علی غسل المیت و يجوز علی الحمل والدفن
واجازہ بعضهم فی الغسل ایضا۔ (شامی، ج ۱، ص ۸۰۴) فقط واللہ اعلم

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

مقتدی امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھالے تو کیا کرے

زید جمعہ کی نماز ادا کر رہا تھا امام صاحب نے سجدہ لمبا کیا۔ زید کو شبہ ہوا کہ شاید امام صاحب سجدہ سے اٹھ گئے ہیں تو وہ بھی اٹھ گیا۔ مگر دیکھا تو ابھی امام صاحب سجدہ ہی میں تھے۔ تو زید التیمات کے لئے بیٹھ گیا یہ سمجھ کر کہ ابھی وہ اٹھنے والے ہیں۔ تو اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے تھا؟
مقتدی پر متابعت واجب ہے۔ لہذا زید کو دوبارہ سجدہ میں چلا جانا چاہئے تھا۔

من الواجب متابعتہ المقتدی امامہ فی الارکان الفعلیۃ فلو

رفع المقتدی رأسه من الركوع أو السجود قبل الامام ينبغي
له ان يعود لتزول المخالفة بالموافقة ولا يصير ذلك
تكراراً وبالعود حيزم الحلبي في اخر الكتاب - اه (مخطوط ط ۱۳)
فقط والله اعلم

أحقر محمد نور عفا الله عنه مفتی جامعہ ہذا

مقتدی کے تین تسبیحات پڑھنے سے پہلے امام رکوع یا سجود سے اٹھ جائے

مقتدی نے ابھی تین تسبیحات پوری نہیں پڑھی تھیں کہ امام نے رکوع سے یا سجود سے سر اٹھالیا
تو مقتدی بھی ساتھ ہی سر اٹھا لے یا تین تسبیحات پوری کرنے کے بعد لکھے ؟
اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ مقتدی بھی ساتھ اٹھ جائے۔

الحق الحق

ولو رفع الامام رأسه من الركوع أو السجود قبل
ان يسبح المقتدی ثلاثاً تكلموا فيه والصحيح انه يتابع الامام
لان متابعة الامام فرض فلا يتركها بالسنة - اه (قاضی خان ج ۱)
فقط والله اعلم

أحقر محمد نور عفا الله عنه

بازو پر نام گدوانے والے کی امامت

ایک آدمی ہے اس کے بازو پر اس کا اپنا نام لکھا ہوا ہے۔ کیا وہ جماعت کرا سکتا ہے یعنی
امام بن سکتا ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے وہ خود بھی فکر مند ہے کہ میری نماز ہوتی
ہے یا نہیں ؟

الحق الحق

اگر اسے مٹانے میں کافی تکلیف ہوتی ہے تو کوئی سحرج نہیں الیاً شخص امام بن
سکتا ہے۔ بشرطیکہ امامت سے متعلق دوسرے ضروری امور اس میں پائے

جالتے ہوں۔

وفي الفتاوى الخيرية من كتاب الصلوة سئل في رجل على يده
وشم هل تصح صلواته واما متہ معہ ام لا ؟ اجاب نعم
تصح صلواتہ واما متہ بلا شبہۃ واللہ اعلم۔ ۱۷
(شامیہ : ج ۱ : ص ۳۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
أحقر محمد انور عفا اللہ عنہ

پہلی جماعت صحیح نہ ہونی کی وجہ سے دوبارہ کرائی

جائے تو اس میں نئے بھی شریک ہو سکتے ہیں

ہم نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔ امام صاحب سے غلطی ہو گئی چار رکعت کی بجائے تین
رکعت پڑھیں۔ دوبارہ پھر جماعت کرائی۔ کچھ حضرات کہتے ہیں کہ نماز صرف ان نمازیوں کی ہوئی جو
کہ پہلی جماعت میں شامل تھے اور ان کی نماز نہیں ہوئی جو بعد میں دوسری جماعت میں شامل ہوئے
یعنی نئے آنے والوں کی نماز نہیں ہوئی۔ صرف پہلی جماعت کے لوگ دوسری جماعت میں شامل ہو سکتے
ہیں نہ کہ نئے آنے والے بھی۔

صورۃ مسئلہ میں پہلی مرتبہ شامل ہونے والوں اور صرف دوسری نماز میں
شامل ہونے والے دونوں کی نماز درست ہو گئی۔ مذکور فی السؤال کا حکم اس
صورۃ میں ہے جب کہ نماز میں کوئی واجب چھوٹ جائے اور سجدہ سہو کا وجوب تھا لیکن سجدہ
سہو ادا نہ کرنے کی وجہ سے نماز کا اعادہ کیا۔ تو اس صورت میں صرف وہ لوگ دوبارہ نماز میں شامل
ہوں جو جماعت میں پہلی مرتبہ شامل ہوئے تھے جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ فرض کا پہلی نماز سے فرض
ذمہ سقاط ہو گیا۔ دوسری نماز صرف نقصان کی تلافی ہے۔ مراقی میں ہے۔

فتكون مكملۃ و سقط الفرض بالاولی و قيل تكون الثانية فرضا

فہی المسقطۃ: (۲۵۱)

صورتِ مسئلہ میں فرض نماز سرے سے ہوئی ہی نہیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۱۶ بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



عدد رکعت میں امام و مقتدی کے اختلاف کا حکم

زید نے عصر کی نماز پڑھائی سلام پھیرنے پر کچھ مقتدیوں نے کہا کہ تین رکعات ہوئی ہیں۔ اور کچھ نے یہ کہا کہ ہمیں پتہ نہیں چلا۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ میرا دل یہی کہتا ہے کہ چار ہوئی ہیں۔ اگر تو امام صاحب کو پورا یقین ہے کہ چار ہوئی ہیں تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر چار ہونے کا پختہ یقین نہ ہو تو نماز کا اعادہ کر لیں۔

الحمد للہ

لو وقع الاختلاف بين الامام والقوم فقال القوم صليت ثلاثا
قال الامام صليت اربعا ان كان الامام على اليقين لا يعيد الصلوة
بقولهم وان لم يكن على يقين يعيد الصلوة بقولهم - ۱۱
(عالمگیری ج ۱ ص ۴۸) - فقط واللہ اعلم -
أحقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۳/۱۴۰۶ھ



امام اونچا ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو نماز کا حکم

اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ مقتدیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی ہو تو نماز میں کھڑے آئے گی یا نہیں۔ بیٹنوا تو جبروا۔

امام ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہو تو یہ مکروہ ہے

الحمد للہ

ثم مقدار الارتفاع الذي يحصل به كراهة الانفراد

عن القوم ذكر الطحاوی أنه مقدر بقامة الرجل وكذا
 روى عن أبي يوسف وقيل مقدار ما يقع به الامتياز وقيل
 مقدار ذراع اعتبارا بالسنة قال في الكفاية ناقلا عن
 الجامع الصغير لقاضي خان وعليه الاعتماد الى قوله
 والظاهر ان مادون الذراع لا ينضبط به وقوع الامتياز
 كل الضبط فان من الناس الطويل والقصير فكان التقدير
 بالذراع هو الاولى لانه الذي ينضبط به وقوع الامتياز
 في حق الكل - اهـ (كبرى : ص ۳۲۸) - فقط والله اعلم -

أحقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۶/۱۴۱۰ھ

امام کو حدث لاحق ہو جائے تو کیا کرے

جماعت کھڑی ہو گئی۔ درمیان میں امام صاحب کا وضو رٹوٹ گیا۔ اب امام صاحب کے
 لئے کیا حکم ہے۔ بیت نواتو جبروا۔

حدث لاحق ہوتے ہی پیچھے ہٹ جائے اور مقتدیوں میں سے کسی سمجھ دار کو
 اپنی جگہ خلیفہ بنادے تاکہ وہ نماز پوری کرادے۔

سبق الامام حدث الخ غیر مانع للبناء استخلف ای جازلہ ذلك
 ولو فی جنازة باشارة اوجز لمحرواب اهـ (شامی ج ۱ ص ۵۶۱)۔
 اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہوں تو بہتر یہ ہے کہ نماز توڑ دے اور وضو کر کے از سر نو جماعت
 کرادے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲۹
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۱/۱۳۹۹ھ مفتی خیر المدارس ملتان
 ۱۱

مقدمی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ ساتھ کہے

جو شخص شروع سے امام کے ساتھ شریک ہے وہ تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ ہی کہے یا جب امام اللہ اکبر کہہ چکے تب کہے ؟

بہتر یہی ہے کہ ساتھ ساتھ ہی کہے لیکن یہ خیال رہے کہ اگر اس نے لفظ ”اللہ“ امام کے لفظ ”اللہ“ ختم کرنے سے پہلے ختم کر لیا تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

والا فضل اب تکون تکبیرة المقتدی مع تکبیرة الامام لا بعدھا عندا بنی حنیفة ؑ لان فیہ مسارعة الی العبادۃ وفیہ مشقة فكان افضل وقال یکبر ای الا فضل اب یکبر المقتدی بعد تکبیرة الامام لیزول الاشتباه بالکلیۃ۔ (کبیری : ص ۲۵۸)۔
ولو افتتح ای کبر مع الامام و فرغ من قوله ”اللہ“ قبل فراغ الامام من قوله ”اللہ“ لا یصیر شارعا فی الصلوة فی اظهر الروایات کذا فی الفتاویٰ۔ (کبیری : ص ۲۵۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس : ملتان

اصل میں افضل یہ ہے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریم کہے۔ لیکن چونکہ اس میں سخت تیقظ و احتیاط کی حاجت ہے۔ کہ امام کے لفظ ”اللہ“ سے پہلے مقدمی کا لفظ ”اللہ“ ختم نہ ہو۔ اس لئے احتیاط یہ ہے کہ امام کے لفظ ”اللہ“ ختم ہونے کے بعد تکبیر کہے تاکہ نماز کا شروع کرنا صحیح ہو جائے۔ و اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس : ملتان

امام رکوع و سجود میں کتنی بار تسبیحات پڑھے

امام صاحب کے لئے رکوع و سجود میں کتنی دفعہ تسبیحات پڑھنا زیادہ بہتر ہے ؟

الحجۃ
امام صاحب تسبیحات میں عدد ذکر کی رعایت رکھتے ہوئے اتنی مرتبہ پڑھیں کہ مقتدی
اطمینان سے تین دفعہ پڑھ لیں۔ بہتر یہ ہے کہ پانچ دفعہ پڑھیں۔

ولو زاد علی الثلاث فذلك افضل بعد ان یختم علی وتر خمس
او سبع او تسع ولكن ان كان اماما لا یطول و قال سفیان
الثوری ینبغی ان یقول خمساً حتی یتمکن القوم ان یقولوا ثلاثاً
(خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۷) فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

درود یا دُعا مکمل نہیں کیا کہ امام نے سلام پھیر دیا

بعض ائمہ کرام تیز تیز پڑھتے ہیں۔ مقتدی ابھی درود شریف یا دُعا ہی میں ہوتا ہے کہ وہ سلام
پھیر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں مقتدی درود و دُعا مکمل کر کے سلام پھیرے یا امام کے ساتھ ہی سلام
پھیر دے۔ بلینوا توجسروا۔

الحجۃ
ایسی صورت میں مقتدی امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔
ولو سلم الامام قبل ان یفرغ المقتدی من الدعاء

الذی یكون بعد التشہد او قبل ان یصلی علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فانہ بسلم مع الامام۔ اھ ر عالمگیری ج ۱ ص ۹۰
وکذا فی الخلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۹۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

شافعی و مالکی ائمہ کرام کی اقتدار کا حکم
یہاں عرب امارات میں بعض ائمہ امام شافعیؒ یا دیگر
ائمہ کے مقلد ہیں۔ تو جب ان کی مساجد میں نماز پڑھنے

کا اتفاق ہو تو اکیلے پڑھا کریں یا ان کی اقتدار میں ۶۔

بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان میں اخلاف اور دیگر ائمہ کا اختلاف ہے مثلاً اخلاف کے نزدیک اگر جسم کے کسی بھی حصہ سے خون نکل کر بہہ پڑے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض ائمہ کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ تو اگر یہ پتہ ہو کہ امام ایسے مسائل میں مقتدیوں کے مذہب کی رعایت رکھتا ہے تو اس کی اقتدار بلا کر بہت درست ہے۔ اور اگر یہ یقین ہو کہ وہ مقتدیوں کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدار نہ کریں۔ اکیلے پڑھ لیں۔

والذی یمیل الیہ القلب عدم کراہۃ الاقتداء بالمخالف ما لم یکن غیر مراعاة فی الفرائض لان کثیرا من الصحابة و التابعین کانوا ائمة مجتہدین وہم یصلون خلف امام واحد مع تباین مذہبہم۔ (شامیہ ۱۳۱: ۱ ص ۲۱۷)۔
الحاصل انہ ان علم الاحتیاط منہ فی مذہبنا فلا کراہۃ فی الاقتداء بہ وأن علو عدمہ فلا صحتہ وان لم یعلم شیئا کرہ۔ (شامیہ ۱۳۱: ۱ ص ۲۹۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

اہل حیشہ ائمہ کی امامت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندر میں مسئلہ کہ ایک غیر مقلد حکیم جو ائمہ مجتہدین کی تقلید کو جس پر امت اسلامیہ قرنہا قرن سے متفق چلی آرہی ہے اور ہزاروں اولیاء کبار، محدثین و مفسرین، فقہاء بلکہ مجددین کرام کا بھی اس پر تعامل رہا ہے، بیک قلم یہودیوں کا نمونہ قرار دیتا ہے۔ اور بددیانتی اور خیانت سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی اس تصریح کو کہ

”دین میں تحریف کا سبب جو یہودیہ تعلقہ ہے وہ وہ تقلید نہیں جس پر ائمہ اربعہ کی پیروی کی صورت میں امت متفق چلی آرہی ہے“ یکسر مضمّن کر کے یہودیہ طریق کو نہ صرف ائمہ مجتہدین

کی تقلید محمود پر منطبق کرتا ہے۔ بلکہ اپنی اس بد اعتقادی کو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لگا کر اتنی عظیم اسلامی شخصیت پر افتراء باندھتا ہے۔

۲ :- حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مسالک جن پر آج تک ہزاروں اولیاء اللہ اور فقہاء و محدثین چلے آ رہے ہیں سب کو دائرۃ اہلسنت سے خارج قرار دیتا ہے۔ اور جملہ مقلدین کو یہودی صفت نابینا بعد عن الصواب کے خمر سے مہوش، دیو تقلید کے جنگل کا اسیر کہتا ہے۔ اور بر ملا کہتا ہے کہ تقلید کا دھندل بعد کے پیٹ پجاریوں نے نکالا ہے، اس بدعت کو ہوس کے دیوتوں نے جنم دیا۔ کوڑھ کی اس بیماری کا تعذیب ہوا، اور ہوا و ہوس کے بندوں نے اسے پھیلایا۔ اور پھر سب مقلد علماء کو جن میں کل اکابر دیوبند، سہارنپور، ڈھابیل، ندوۃ العلماء اور جملہ زعماء مجلس ختم نبوت، تنظیم اہلسنت و الجماعۃ جمعیت علماء اسلام، خدام الدین لاہور۔ نیز جامعہ اشرفیہ لاہور، خیر المدارس ملتان۔ دارالعلوم طنطا و الشریار۔ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خشک جیسے علمی مراکز شامل ہیں۔ ان سب کو علماء سؤ کہتا ہے۔

۳ :- فقہ کی مستند کتابوں ہدایہ، درمختار، فتح القدیر وغیرہ کے مصنفین کو خود مسائل گھڑنے والا قرار دے کر علانیہ برا بھلا کہتا ہے۔ حنفی مذہب میں شراب کو حلال بتاتا ہے اور اس کو اپنی جہالت کی نذر کر دیتا ہے کہ فقہ حنفی کا فتویٰ کیا ہے۔ اکابر احناف کے خلاف فضاہ کو مسموم کرنے کے لئے حدیث و فقہ کی کتابوں سے حملے نقل کرنے میں بددیانتی اور جہالت سے کام لیتا ہے۔

۴ :- باوجود علوم شرعیہ سے جاہل ہونے کے اپنے ادعائے مسلک اہل حدیث کے بھی خلاف ہے اور نہ صرف علماء دیوبند کی توہین اور مقلدین کو گالیاں دینا اس کی تبلیغ کا طول و عرض ہے بلکہ علمائے اہل حدیث مثلاً مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مرحوم کے خلاف بھی سوقیانہ اور بازاری زبان استعمال کرتا ہے۔ بزرگوں اور علماء کی شان میں توہین کا یہاں تک ترکیب ہوا ہے کہ اسے اہل حدیثوں نے بھی اپنی ایک جامع مسجد سے اس الزام میں نکال دیا ہے۔ اب وہ اپنی خود رائی میں کسی مسلک کے بزرگ کے ساتھ نہیں بلکہ بائیں ہمہ اپنے کو اہل حدیث کہتا ہے۔

تو امر مطلوب اس باب میں یہ ہے کہ ایسے شخص کو نماز میں امام بنانا، اس کی خلاف ورزی سننا اور ہوا نفس کے ساتھ تعاون کرنا شرعاً کیسا ہے اور جو لوگ اسے مستقل طور پر نماز جمعہ کا پیش امام بنائیں تو کیا ان پر آخرت میں مواخذہ ہونے کا اندیشہ ہے یا نہیں؟

استفتی: علامہ ڈاکٹر خالد محمود پروفیسر سیالکوٹ شہر

الحمد لله

ایسا شخص یقیناً اہل ہونے میں سے ہے نہ تو اس کو امام بنانا جائز ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ اختلاط کرنا۔ اور نہ ہی اس کی باتوں کو سننا جائز ہے۔ معتدل حضرات اور منصف مزاج علماء اہل حدیث نے کبھی بھی سلف صالحین و ائمہ دین اور ان کے مقلدین کے بارے میں ہرگز ہرگز ایسا لب و لہجہ اختیار نہیں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث حضرات نے خود اس کو اپنی ایک جامع مسجد سے الگ کر دیا ہے۔

غلام نبی چکڑاوی جس نے بعد میں اپنا نام عبداللہ چکڑاوی تبدیل کر کے شہرت حاصل کی۔ اس کا ابتدائی حال بھی یہی تھا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ النعمان رحمہ اللہ اور حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ کی شان میں سخت گستاخی کرتا تھا اور لاہور میں مسجد حسینا نوالی میں امام تھا۔ اس کے تجاوز و اعمتہ کو دیکھ کر خود اہل حدیث حضرات نے اس کو امامت سے الگ کر دیا تھا۔ اس گستاخی و بلیا کی کا و بال اس پر یہ ٹپا کہ کچھ عرصہ بعد یہ شخص انکار حدیث میں مبتلا ہو کر منکرین حدیث کا ایک بہت بڑا داعی اور مغرور بن گیا۔

تمام اہل اسلام پر لازم ہے کہ ایسے فتنہ گر شخص سے بالکلیہ علیحدگی اختیار کر لیں۔ اور نہ اس کی باتیں سنیں اور نہ امام بنا کر اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۴۴ھ/۲۰۲۳

جواب صحیح اور حق ہے۔ والحق أحق أن يتبع۔ معتدل مسلک اہل حدیث کے نزدیک بھی ائمہ اربعہ کے تمام مقلدین نحو ش عقائد اہلسنت و الجماعت ہیں۔ چنانچہ مولانا وحید الزمان صاحب حیدر آبادی اہل حدیث تحریر فرماتے ہیں۔ واما الاحناف والشوافع والمالکیہ والحنابلہ فہم مسلمون داخلون فی زمرۃ اہل السنۃ والجماعۃ۔ الخ۔ (نزل الابرار، ص ۹، ج ۱، مطبوعہ سعید المطابع بنارس)۔

یعنی تمام حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی (مقلدین ائمہ اربعہ) مسلمان اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔

خیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۴۴ھ/۲۰۲۳

الجواب صحیح اذ جمالاتہ اظهر من أن تخفی وهو بخلافاتہ ابعث من ان یمدی
هو ضال مضل بلا ارتیاب فوجب عنه الاجتناب

محمود عفا اللہ عنہ، المفتی بقاسم العلوم ملتان ۱۳۴۴ھ/۲۰۲۳

مروجہ جبرالبول پر مسج کرنے والے کی امامت

ہماری مسجد میں ایک اہل حدیث مولوی..... صاحب آتے ہیں نماز پڑھانے کے لئے بعض دفعہ جب امام صاحب موجود نہیں ہوتے تو وہ اہل حدیث عالم نماز پڑھا دیتے ہیں اب بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ موجودہ مروجہ جبرالبول پر مسج کرتا ہے۔ اور میں نے خود کئی مرتبہ جبرالبول پر مسج کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کیا شرعی طور پر ان کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب شریعت میں چڑے کے موزوں پر مسج درست ہے یا ان جبرالبول پر جو چرمی موزوں کے حکم میں ہوں۔ مروجہ جبرالبول موزوں کے حکم میں نہیں آتیں لہذا ان پر مسج درست نہیں جس امام نے ان پر مسج کیا ہو اس پر وہ پاؤں کے غسل کا تارک ہے لہذا اسکی اقتدار درست نہیں پہلے جو نمازیں ایسی حالت میں پڑھ چکے ہوں ان کا اعادہ کریں۔ والرابع عشر من شروط صحة الاقتداء ان لا يعلم المقتدى من حال امامه للمخالف لمذهبه مفسدا في زعم المأموم كخروج دم سائل او قئ يملأ الفم وتيقن أنه لم يعد بعده وضوءه۔ ۱ھ (مراقی الفلاح)۔ واذا علم مفسدا في صلوة الامام لا يجوز له الاقتداء به اجماعا۔ ۱ھ (طحاوی ص ۱۶۰)۔ فقط والله اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه مفتی جامعہ ہذا

کوزہ لپشت کی امامت ہمارے امام صاحب کافی معمر ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ان کی کمر جھک گئی ہے اور صحیح طرح سے قیام نہیں کر سکتے تو

کیا ہم ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بنیوا تو جروا۔ محمد خالد جھنگ صدر

جواب اگر کمر اتنی زیادہ خمیدہ نہ ہو کہ جتنی رکوع میں ہوتی ہے تو ان کی اقتدار میں نماز بلاشبہ درست ہے۔ اور اگر اتنی ہی خمیدہ ہو مگر رکوع کے لئے مزید جھک جاتے ہوں تو بھی درست ہے۔

وصح اقتداء باحد بلو يبلغ حد به حد الركوع اتفاقا على الاصح واذا بلغ وهو ينخفض للركوع قليلا يجوز عندهما وبه اخذ عامة العلماء وهو الاصح۔ ۱ھ (مراقی الفلاح علی هامش الطحاوی ص ۱۶۱)۔ وكذا في الشامية : ج ۱ ص ۳۶۷)۔ فقط والله تعالى اعلم۔

احقر محمد النور عفا الله عنه

ماجاء الملبوق

مقتدی سو گیا اور امام دوسری رکعت میں پہنچ گیا تو وہ نماز کیسے پوری کرے

ایک بوڑھا نابینا کانوں سے اونچا سنتا ہے۔ نماز باجماعت پڑھتا ہے۔ جب امام پہلی رکعت میں سجدہ میں گیا تو وہ بہرا نابینا سجدہ ہی میں پڑا رہا۔ امام اور باقی آدمیوں نے دوسرا سجدہ کیا وہ پہلے سجدہ میں رہا۔ امام نے دوسری رکعت شروع کی تو بہرے کو علم ہوا۔ جلدی سے دوسرا سجدہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اور باقی نماز باجماعت پڑھی۔ تو کیا اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

صورت مسئلہ میں بوڑھے کی نماز صحیح ہو گئی۔

الجواب

كما يظهر من الهندية، ج ۱، ص ۴۸۔ وانا كبر مع

الامام ثم نام حتى صلى الامام ركعة ثم انتبه فانه يصلي الركعة الاولى وان كان الامام يصلي الركعة الثانية اه هكذا في الذخيرة۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح بنده عبد الستار عفا اللہ عنہ

بنده محمد عمر الشہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۸۲ھ مفتی جامعہ خیر الہمدار سولتان

مسبق پہلی رکعت میں شمار و تعوذ پڑھے

اگر مسبوق دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہو تو وہ بقیہ رکعت میں جو پہلی رکعت امام کے سلام

پھیرنے کے بعد پڑھے گا اس میں ثناء ، اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے ؟ کتاب الصلوة رکن الدین ص ۱۱۴۔ میں صاف موجود ہے مگر ایک دو آدمی نہیں مانتے اس لئے آپ کے فتوے پر اتفاق ہوگا مدلل جواب تحریر فرمائیں ؟

مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعات میں منفرد کے حکم میں ہے۔ اس لئے اس کو پہلی رکعت میں ثناء و تعوذ پڑھ لینا چاہئے۔

کما فی الدر والمسبق من سبقہ الامام الی قوله وهو منفرد حتی یثنی ویتعوذ ویقرأ۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۱۸)۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۸۲ھ جامعہ خیر المدارس ملتان

جس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی وہ باقی نماز کیسے پڑھے

اگر مقتدی نے ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی تو باقی نماز مقتدی کیسے ادا کرے ؟ کن دو رکعتوں میں سورۃ ملائے اور کس ایک رکعت میں سورۃ نہ ملائے ؟

و یقضى اول صلوته فی حق قرأه و اخرها فی حق تشهد اه
(در مختار) وفی رد المحتار قوله یقضى اول صلوته

فی حق قرأه هذا قول محمد کما فی مبسوط السخسی وعلیه
اقتصر فی الخلاصه وشرح الطحاوی و الاسبیجالی والفتح و
الدر و البحر و غیرهم و ذکر الخلاف كذلك فی السراج
لکن فی صلوة الجلابی ان هذا قولهما وتمامه فی شرح الشيخ
اسماعیل وفی الفیض عن المستصفی لو ادركه فی رکعة
الرابعی یقضى رکعتین بفاتحة و سورة ثم یتشهد ثم یأتی
بالثالثة بفاتحة خاصة عند الجی حنیفة و قال رکعة
بفاتحة و سورة و تشهد ثم رکعتین اولاهما بفاتحة و

سورة و ثانیتهما بفاتحة خاصة اه و ظاهر كلامهم اعتماد

قول محمد ر اه (شامی، ج ۱، ص ۵۵۵)

عبارت ہذا سے معلوم ہوا کہ جس کی کوئی رکعت امام کے ساتھ فوت ہو گئی ہو اس کو مسبوق کہتے ہیں۔ اس کی باقی ماندہ نماز حق قرأت میں اول ہوتی ہے اور حق تشہد میں آخر۔ پس جو شخص ظہر یا عصر میں چوتھی رکعت میں شریک ہوا۔ امام کے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر ثناء و تعوذ پڑھ کر فاتحہ دسورہ پڑھے اور یہ رکعت پوری کر کے قعدہ کرے۔ پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور فاتحہ دسورہ کے ساتھ پڑھے۔ آخری رکعت فقط فاتحہ سے پڑھ کر نماز تمام کرے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲۶ بندہ محمد اسحاق غفرلہ

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۷۶ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس سلطان

جواب صحیح ہے، نفعی اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا۔

مسبوق نے امام کے ساتھ عمد اسلام سہو پھیرا تو نماز فاسد ہو جائیگی

زید نماز میں عمر کے پیچھے شریک ہوا۔ جب کہ ایک رکعت ہو چکی تھی اور امام پر سجدہ سہو تھا۔ جب امام نے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا تو زید نے بھی سلام برائے سہو امام کی اتباع کرتے ہوئے پھیر دیا تو کیا سلام کی وجہ سے زید پر سجدہ سہو دوبارہ واجب ہوگا ؟

اگر مسبوق نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے ذمہ نماز باقی ہے جان بوجھ کر سلام پھیرے تو نماز فاسد ہو گئی اعادہ لازم ہے۔ اور اگر سہو پھیرا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اور اس سہو کی وجہ سے سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا۔

ثم المسبوق انما يتابع الامام في السهو دون السلام بل ينتظر

الامام حتى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لا في سلامه

وان سلم فان كان عامدا تفسد صلوته وان كان ساهيا لا تفسد

صلوته ولا سهو عليه لانه مقتد وسهو المقتدى باطل - اه

(البدائع الصنائع، ج ۱، ص ۷۶)

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

مسبوق ادارہ مافات کے لئے کب اٹھے جماعت سے رہی ہوئی نماز پوری کرنے

کے لئے کس وقت کھڑا ہونا چاہئے؟

حبیب امام دوسرا سلام شروع کرے یا دوسرا سلام مکمل کر چکے تب کھڑا ہو۔ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں

اصل تو یہ ہے کہ اس وقت اٹھے جب یہ اطمینان ہو جائے کہ امام کے ذمہ سجدہ سہو

الجواب صحیح

نہیں ہے۔ وینبغی ان یصبر حتی یفہم انہ لاسہو علی

الامام۔ ۱ھ (درمختار علی الشامیہ ج ۱، ص ۲۲۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

امام جہر اقرأت کر رہا ہو تو مسبوق ثناء نہ پڑھے

مسبوق امام کے پیچھے ثناء اور تعویذ پڑھے یا نہ؟ جب کہ اس کو معلوم نہیں کہ یہ پہلی رکعت ہے یا

کوئی اور رکعت ہے؟ مینوا تو جردا۔

اگر امام قرأت میں مشغول ہو اور نماز بھری ہو تو اب ثناء نہ پڑھے بلکہ حبیب اپنی

الجواب صحیح

سابقہ نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو اس کے شروع میں پڑھے۔ اور اگر نماز سبزی

ہو تو بوقت شمولیت بھی پڑھے اور جب بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو اس وقت بھی پڑھے۔

انہ اذا ادرك الامام في القراءة في الركعة التي يجهر فيها

لا يأتي بالثناء كذا في الخلاصة انما في صلوة المخافتة يأتي به ۱ھ

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا۔



الجواب صحیح، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اذا ادرك الامام في التشهد وقام الامام قبل ان يتم المقتدى
او سلم الامام في اخر الصلوة قبل ان يتم المقتدى التشهد
فالمختار ان يتم التشهد وان لم يتم اجزاه اهـ (عالمگیری ج ١ ص ٢٦)
فقط والله اعلم

أحققر محم النور عفا الله تعالى عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۲/۱۴۱۰ھ

امام رکوع میں ہو تو نئے شامل ہونے والے کے لئے مشاہدہ کا حکم

ایک شخص نے امام کو رکوع میں پایا آیا وہ تنہا پڑھ کر رکوع میں شامل ہو یا بغیر تنہا پڑھتے تکبیر پہلے کے بعد رکوع میں چلا جائے ؟ محمد بن نفیس الرحمن : ۵ / ۵۰ - ساہیوال۔

اگر یہ خیال ہے کہ شمار پڑھ کر امام کو رکوع میں مل جاؤں گا تو پڑھ لے وگرنہ رکوع میں شامل ہو جائے اور شمار چھوڑ دے وان ادرك الامام في الركوع او

السجود يتحرى ان كان اكبر رايه انه لو اتى به ادركه في شئ من الركوع او السجود يأتي به قائما و الا يتابع الامام ولا يأتي به - اهـ (عالمگیری ج ۱ - ۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

أحققر مح نور عفا الله عنه

الجواب صحيح

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عہدِ تبار عفا اللہ عنہ رئیسِ الافتاء

مسبق امام کے آخری قعدہ میں تشہد کہاں تک پڑھے

ایک شخص جماعت میں ایسے وقت میں شریک ہوا کہ ایک رکعت ہو چکی تھی تو جب امام آخری قعدہ میں بیٹھے گا تو ظاہر ہے کہ یہ اس سبق کا آخری قعدہ نہیں ہے تو یہ اس میں تشہد کہاں تک پڑھے صرف التحیات تک یا آگے درود شریف اور دعا بھی پڑھے۔ بینوا تو جبردار۔

محمد بشیر الیکٹریشن شاہ جمال ٹاؤن لاہور

بہتر تو یہ ہے کہ تشہد اتنا آہستہ آہستہ پڑھے کہ امام کے سلام تک اس کا تشہد ختم ہو لیکن اگر پہلے فارغ ہو جائے تو پھر سلام تک اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبده و رسوله بار بار پڑھتا رہے۔ عالمگیری میں سبق کے احکام میں لکھتے ہیں۔

و منها ان المسبوق ببعض الركعات يتابع الامام في التشهد الاخير و اذا اتم التشهد لا يشتغل بما بعده من الدعوات ثم ما اذا يفعل تكلموا فيه و عن ابن شجاع انه يكرر التشهد اي قوله اشهد ان لا اله الا الله وهو المختار كذا في الغياثية و الصحيح ان المسبوق يترسل في التشهد حتى يفرغ عند سلام الامام كذا في الوجيز للكوثر و فتاوى قاضی خان و هكذا في الخلاصة و فتح القدير - ۱۷ (عالمگیری ج ۱ ص ۴۸)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

— احقر محمد انور عفا اللہ عنہ —

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱، ۲۴ / ۹ / ۱۴۱۰ھ

== الجواب صحیح ==


== بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ==

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱، ۲۴ / ۹ / ۱۴۱۰ھ



مسبق باقیماندہ ادا کرتے ہوئے ضم سورۃ بھول جائے تو سجدہ ہو کرے

میں نماز میں شریک ہوا جب کہ ایک رکعت ہو چکی تھی جب میں اپنی نماز امام کے سلام کے بعد ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو سورۃ ملانا بھول گیا تو آیا میرے اوپر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ کیونکہ اکثر نماز تو میں نے امام کے ساتھ پڑھی ہے۔ بنیوا تو جہر و ا۔

فرائض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا واجب ہے اور مسبوق کی پہلی رکعت  وہی ہے جو امام کے سلام کے بعد ادا کرتا ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں ترک واجب کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہے۔

تنویر الابصار میں واجبات صلوٰۃ میں لکھتے ہیں۔

لما واجبات وہی قراءة فاتحة الكتاب وضم سورة في الاوليين من الفروض اه (شامی، ج ۱، ص ۳۳۸)۔

درمختار میں مسبوق کے مسائل میں ہے۔

و يقضى اول صلاته في حق قنوة و آخرها في حق تشهد - اه

(شامی، ج ۱، ص ۴۴، مطبوعہ کوئٹہ)۔

وفيه فانه (ای المسبوق) اذا قضى ما فاتته يقرب ويسجد

للسهو اذا سهأ فيه - اه (شامی، ج ۱، ص ۴۴)۔ فقط والله تعالى اعلم

أحقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



مَا يَفْسِدُ الصَّلَاةَ وَمَا يَكُونُ فِيهَا



بلا ضرورت سجدہ سہو کر لیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔ ایک شخص نے ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره کی جگہ خیرا يره

پڑھ دیا اور شک کی بناء پر سجدہ سہو کر لیا۔ اس پر دو مولوی صاحبان کا تنازعہ ہوا۔ ایک نے کہا کہ سجدہ سہو کی وجہ سے نماز فاسد ہو گئی۔ دوسرے نے کہا کہ نماز صحیح ہے۔ سجدہ سہو فسادِ صلوٰۃ نہیں جب کہ شک وہم کی بناء پر ادا کیا جائے۔ آپ فیصلہ فرمائیں کہ کس کا قول صحیح ہے ؟

قرأت میں کوئی ایسا تغیر ہو جائے جس سے معنی کا فساد نہیں ہوتا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ لیکن اگر سجدہ سہو کیا گیا جیسا کہ سوال میں درج ہے کہ شبہ سے سجدہ سہو کیا گیا ہے تو اس سے بھی نماز کا فساد نہیں آتا۔ سجدہ نماز کے منافی چیزوں سے نہیں ہے۔ سجدہ سے سلام کی تاخیر ہو جاتی ہے اس لئے ناپسندیدہ ہے۔ اس ضمنی تاخیر سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کہ ایک نماز میں دو سجدہ سہو معروف نہیں ہے جس شخص نے اعادہ کر لیا وہ نماز نفل کے درجہ میں ہو گئی عشاء کے بعد نفل درست ہیں۔ اگر عصر کے بعد اسی طرح اعادہ ہوتا تو پسندیدہ نہ ہوتا۔ الغرض موجودہ صورت میں کچھ نقصان نہیں کہ محل نزاع بن جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ



بدر لعیہ لاؤڈ سپیکر اذان، خطبہ، نماز وغیرہ پڑھنا جائز ہے

یا نہیں ؟ چونکہ عید الفطر قریب ہے۔ جواب جلدی دیں ؟

نماز میں سپیکر استعمال کرنے کا حکم

حضرت مولانا نیاز محمد صدر مدرس عید گاہ بہاولنگر۔

الجواب علمائے کراچی نے گوجواز خیال کرتے ہوئے بعض نے عمل بھی شروع کر دیا ہے۔ مگر ہم نماز میں خلاف احتیاط سمجھتے ہیں۔ البتہ اذان و خطبہ میں مضائقہ نہیں سمجھتے یہ حکم اور عمل لاؤڈ سپیکر کی صورت کے متعلق جدید تحقیق پر مبنی ہے جس کی تفصیل فرصت میں معلوم کی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

خیر محمد عفا اللہ عنہ

مہتمم خیر المدارس ملتان : ۱۴، رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

سجدہ میں پاؤں سرین کے ساتھ لگانے سے نماز فاسد ہو جائیگی

ایک شخص پورے سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھا لیتا ہے اور سرین کے ساتھ لگا لیتا ہے اس سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی کیوں کہ یہ اشبہ بالتلاعب ہے۔ قال فی البحر و خروج ایضا بقولنا مما لا سخریۃ فیہ ما اذا رفع قدمیہ فی السجود فانه لا یصح لای السجود مع رفعہما بالتلاعب اشبہ منہ بالتعظیم والاحبال ۱ھ (ج ۱، ص ۳۳۶)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۱ / ۱۲ / ۳ / ۱۳۹۵ھ

قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی کیا تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے؟ یہاں پر اکثر مصری اصحاب اور دیگر

عرب بھی ایسا کرتے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ نماز میں دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ محمد عبد الواحد افریقہ

الجواب دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کما فی الدر و قوائمه من مصحف ۱ھ (فتاویٰ دارالعلوم، ج ۳، ص ۶۷) فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفرلہ ————— اکجاب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ

جنازہ سامنے ہو تو نماز مکروہ ہے نماز عید سے قبل جنازہ پڑھا گیا۔ پھر جنازہ کو امام کے سامنے سے ہٹا کر مقتدیوں کی صف کے آگے رکھ دیا گیا

اور عید کی نماز ادا کی گئی۔ کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

استفتی، عبد الکریم نورالمدارس خانپور

نماز سب کی ہو گئی لیکن میت جن کے سامنے تھی ان کی نماز میں کراہت آگئی۔

فقط واللہ اعلم

الجواب

بندہ محمد اسحاق غفرلہ - ۲۳ / ۱ / ۱۳۸۸ھ

دوران نماز جیب سے ٹوپی نکالنے کا حکم جماعت ہو رہی تھی ایک نمازی آیا اس کے سر پر کپڑا نہ تھا ادھر ادھر دیکھ کر اس نے ننگے سر ہی

نماز پڑھنی شروع کر دی۔ نمازیوں میں سے ایک آدمی نے جو امام صاحب کے پیچھے کھڑا تھا کپڑے کی ٹوپی نکال کر زمین پر پھینک دی تاکہ وہ پہن لے۔ کیا اس عمل سے اس کی نماز ٹوٹ گئی یا باقی رہی؟

استفتی، محمد علی مدرسہ سبیل الرحمت چک نمبر ۴۵ چشتیاں

کبیری شرح منیۃ میں لکھا ہے۔

الجواب

و یکرہ ایضاً فی الصلوۃ نزع القميص والقلنسوة الخ

و کذا یکرہ لبسہا اذا کان النزع واللبس بعمل یسیر

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں جیب سے ٹوپی نکال کر پھینکنا اگر عمل یسیر ہے ہو

یعنی ایک ہاتھ سے ہو اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں۔

تو یہ مکروہ ہے مفسد صلوۃ نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

ابجھاپ صحیح

نائب مفتی خیرالمدارس ملتان

نیر محمد عفا اللہ عنہ - ۱۶ / ۱۰ / ۱۳۸۸ھ

نماز میں کلام کرنا منسوخ ہے حدیث ذوالیدین جس میں کلام فی الصلوۃ کا جواز معلوم ہوتا

ہے جو کہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۲ پر مذکور ہے جو کہ بہت لمبا

حدیث ہے۔ کیا کلام فی الصلوٰۃ منسوخ ہے ؟ اور کونسی حدیث سے منسوخ ہے۔ جواب دیں۔
نسائی شریف ج ۱۔ ص ۱۳۶۔ میں ہے کہ۔

الجواب

عن زید بن ارقم قال کان الرجل یعلم صاحبہ فی الصلوٰۃ بالحاجۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نزلت ہذا الآیۃ فامروا بالسکوت وایضا فیہ - (ج ۱ : ص ۱۳۶)۔
عن ابن مسعود کنا نسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال ان اللہ یحدث عن امرہ ما یشاء وانہ قد احدث عن امرہ ان لا یتکلم فی الصلوٰۃ - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان شہر ۵/۴/۱۳۹۱ھ

بلا ضرورت کھنکھارنے سے حروف پیدا ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائیگی

ہمارے امام صاحب نماز میں اکثر کھنکھارتے رہتے ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟
استفتی : محمد امجد چک نمبر ۱۹۳ شمالی نزد مرید والا تحصیل مندرجہ ضلع فیصل آباد
نماز میں بلا عذر کھنکھارا جائے اور اس سے حروف پیدا ہو جائیں تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

الجواب

” ویفسد الصلوٰۃ التذنیح بلا عذر بان لم یکن مدفوعا الیہ

وحصل منه حروف ھکذا فی العالمگیرۃ ج ۱ ص ۵۲

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

اجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

صرف دو چادروں میں نماز پڑھنے کا حکم
ایک شخص نے کہہ کر نماز پڑھائی ایک جامہ باندھی ہوئی تھی اور ایک اوپر لی ہوئی تھی۔ کیا یہ درست ہے یا

نہیں؟ عذر کی بنا پر درست ہے یا بغیر عذر کے بھی؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب عقد الازار علی القفار فی الصلوٰۃ میں حدیث نقل کی ہے۔ اور باب الصلوٰۃ بغیر ردائہ میں بھی حدیث ہے۔

نماز تو دونوں صورتوں میں درست ہے۔ البتہ بغیر عذر کے اس طرح نماز پڑھنا

الجواب

خلاف اولیٰ ہے۔ کما فی الشامیۃ : ج ۱ : ص ۵۹۹۔

(قوله وصلوته في ثياب بذلة) بكسر الباء الموحدة و
سكون الذال المعجمة الخدمة والابتذال و عطف
المهنة عليها عطف تفسیر وھی بفتح المیم وكسرها مع
سكون الهاء وانكر الا صمعی الكسر حلیة قال فی البحر و
فسرها فی شرح الوقایة بما یلبسه فی بدته ولا یذهب
به الى الاكابر والظاهرات الكراهة تنزیهية۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۲۲ / ۴ / ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

طلار دار کلاہ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم
بچے طلار کا یا جھوٹے طلار کا ٹوپی اور کلاہ استعمال
کرنا کیسا ہے؟ جو ان کی صورت میں اس کے ساتھ

نماز پڑھنا کیسا ہے؟ المستفتی حضرت مولانا جمال الدین صاحب مدرس مدرسہ ہذا

وفی الشامیۃ : ج ۵ : ص ۲۳۲۔ وفی القنیۃ لا بأس

الجواب

بالعلم المنسوج بالذهب للنساء فاما للرجال فقد

اربع اصابع وما فوقها مکروه۔ وایضا علی صفحہ ۲۳۳

ج ۵ : وکذا تکرہ القلنسوة ذکر ملا مسکین عند قول

المصنف فی مسائل شتیٰ الی قوله ولا بأس بلبس القلانس

لفظ الجمع یشتمل قلنسوة الحریر والذهب والفضة الی

قوله وفی الفتاویٰ ہندیۃ یکرہ ان یلبس الذکور

قلنسوة من الحرير او الذهب او الفضة او الكرباس الذى
خيطة عليه ابريسم كثير او شئ من الذهب او الفضة
اكثر من قدر اربع اصابع -

مذکورہ بالا دو عبارتوں سے معلوم ہوا کہ خالص چاندی یا سونے کا طلاہ کلاہ اور ٹوپی پر چار انگل کی مقدار جائز ہے۔ اس سے زیادہ مکروہ تحریمی ہے۔ رہا نماز کا حکم۔ وہ یہ ہے کہ نماز ہر صورت میں درست ہوگی خواہ طلاہ چار انگل سے زیادہ کیوں نہ ہو۔ البتہ اس فعل کا گناہ الگ ہے۔ اور جھوٹا طلاہ جو کہ تانبے وغیرہ کو سونے یا چاندی کا پانی دے کر تیار کیا گیا ہو۔ اس کے بارے میں باوجود کوشش کے کوئی جزئیہ نہیں ملا۔ احتیاط یہی ہے کہ چار انگل سے زیادہ استعمال نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح : بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

میاں بیوی ایک مصلے پر نماز پڑھیں تو نماز کا حکم

جب زوج اور زوجہ ایک دوسرے کے محاذاتے میں ہوں اور نماز بغیر جماعت کے ادا کر رہے ہوں۔ یعنی ایک ہی مصلے پر یا جائے نماز پر، تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ جو بھی مسئلہ ہو اس کے ساتھ کسی چھوٹی کتاب کا حوالہ دیں۔ مثلاً بہشتی زیور یا شرح وقایہ یا اس جیسی کوئی اور کتاب تاکہ ہم بھی دیکھ سکیں۔ نیز محرم کے ساتھ یعنی محاذاتے میں جائز ہے یا نہیں؟

محاذاتے مفسدہ کی شرائط میں سے ہے کہ مرد و عورت دونوں تکبیر تحریمی میں شرکت رکھتے ہوں۔ یعنی دونوں باہم امام و مقتدی ہوں یا کسی تیسرے شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں۔ اگر یہ شرط نہیں ہوگی تو محاذاتے مفسدہ نہیں ہوگی۔ پس صورت مسئلہ میں میاں بیوی اگر ایک ہی جائے نماز پر برابر کھڑے ہوں جماعت کے اپنی اپنی نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

فمحاذاتۃ المصلیۃ لمصل لیس فی صلوٰتہا مکروہۃ

لا مفسدۃ - (درمختار) -

اگر شرائط سب موجود ہوں تو محرم عورت کی محاذات بھی مفسدہ ہے۔ شامی میں ہے

ولو محرمة او زوجة - ۱ھ (ج ۱: ص ۵۳۶) فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۵/۱۲/۱۳۸۶ھ



آئین بالجہر کے بارے میں چہارم سوال اور ان کے جواب

- ۱ : عمدة الرعاية حاشیہ شرح وقایہ ۱ ج ۱: ص ۱۳۶ - میں ہے کہ صحیح تو آئین بالجہر ہی ہے۔
- ۲ : امام محمد رحمہ اللہ شاگرد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے آئین بالجہر کو ترجیح دی ہے۔
- ۳ : مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ ۱ ج ۲: ص ۲۴۰ - میں آئین بالجہر کو سنن فرماتے ہیں۔
- ۴ : سعایہ شرح وقایہ میں مولانا موصوف رقم طراز ہیں - فوجدنا بعد التامل والامعان القول بالجہر بامین هو الاصح -
- ۵ : درمختار مترجم ج ۱: ص ۲۳۰ - میں آئین بالجہر کی بابت منقول ہے۔
- ۶ : حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فتاویٰ رشیدیہ ۱ ص ۲۱ - میں فرماتے ہیں کہ جو شخص آئین بالجہر کہتا ہو اس کو ملامت نہیں کرنا چاہئے۔ نیز فتاویٰ رشیدیہ ۱ ج ۱: ص ۶ - میں آئین و رفع یدین کرنے والے کو عامل بالحدیث لکھا ہے۔

حدیث یا سنت کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ منسوخ نہ ہوتی ہو اور مستمر رہی ہو۔ کیوں کہ دو مختلف قول ایک ہی وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کئے جاسکتے۔ یقیناً دوسرا قول اس وقت کے لئے نہ سنت ہے اور نہ ہی حدیث کہلا سکتا ہے۔ اس نظریہ کے متعلق بھی ارشاد فرمائیں؟

۱ :- ”عمدة الرعاية“ میں مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے جو لفظ تحریر فرمایا ہے وہ

الجواب

روایت شعبہ کے متعلق ہے کہ اس میں ایک لفظ خفض بھا صوتہ آیا

ہے اور دوسری میں جہر بھا ہے۔ تو مولانا نے اس روایت کے ان دو لفظوں میں سے از روایت ایک کو صحیح کہا ہے نہ یہ کہ آئین بالجہر کو آئین بالسر پر ترجیح دی ہے۔ مولانا خود حنفی تھے ساری عمر سر آئین کہتے رہے۔ اور نواب صدیق حسن خان کے سامنے ان کے مناظرے، مسائل مختلف فیہا میں رہے ہیں۔

۲ : سوال موجود نہیں بعد از سوال جواب دیا جائے گا۔
 ۳ : فتاویٰ عبدالحی میں دراصل یہ بات مذکور ہے کہ کسی مقام پر غیر مقلدین آئین آہستہ کنے والوں کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور ان میں سے بعض جاہل، حنفیوں کو کافر بھی کہہ رہے تھے۔ ان کلمات ناشائستہ کی وجہ سے بعض حنفیوں نے غیر مقلدین کو مارا جس کی وجہ سے جو روز روز فساد اور مناظرہ اور جھگڑا مسجد میں برپا رہتا تھا وہ ختم ہو گیا۔ پھر مولانا سے استفتاء ہوا۔ اس پر مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے مارنے والوں کو تنبیہ کی اور کہا کہ آئین بالآخر نہ کنے والے کو برا کہنے والا اور آئین بالآخر کنے والے کو مارنے والے دونوں گنہگار ہوتے۔ دونوں پر توبہ لازم ہے۔ یہ اصل عبارت ہے جبکہ غلط الفاظ میں استفتاء کے اندر پیش کیا گیا ہے اب اس سے یکطرفہ مطلب نکالنا کہ آئین بالآخر ہی سنت ہے، ٹھیک نہیں۔

۴ : سعایہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے سے قاصر ہیں۔ سائل کے دیگر سوالات کے موافق اس میں بھی کوئی مغالطہ ہوگا۔

۵ : درمختار میں آئین بالآخر کے سنون ہونے کے متعلق کچھ نہیں ہے بلکہ ”سیر“ کہنے کا ذکر ہے۔

۶ : مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے فتاویٰ رشیدیہ میں ایک شخص کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اس نے سوال کیا تھا کہ غیر مقلد کے پاس کھڑے ہو کر رفع یدین دینا آئین بالآخر کرنے سے ہماری نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آئے گی؟

اس کے جواب میں مولانا نے جو فرمایا وہ یہ لفظ ہیں ”کچھ خرابی نہیں آئے گی، ایسا تعصب اچھا نہیں ہے وہ بھی عامل بالحدیث ہے، اگرچہ نفسانیت کرتا ہے مگر فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے“ اس عبارت میں مولانا نے غیر مقلدین کو نفسانیت سے عمل کرنے والا فرمایا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے جو آج کل غیر مقلدین میں مشاہد ہے۔ انہیں جہاں بھی موقع ملتا ہے احناف کو کافر مشرک اور خلاف سنت کرنے والا کے القاب دیتے ہیں۔ اور ہمارے اکابر کی رواداری دیکھتے کہ ان پر ملامت کرنے یا برا بھلا کہنے سے روک رہے ہیں۔ اس لئے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں فتنہ و فساد کرنا اچھا نہیں ہے اور ان مسائل میں الجھنا نہیں چاہئے۔ دونوں امر صاحب شرعیّت سے ثابت ہیں اور یہی مطلب سبیل الرشاد کا ہے۔ ”سبیل الرشاد“ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

” آئین کے باب میں دونوں طرف حدیث صحیح موجود ہے۔ اس میں یہی دو فریق ہیں ایک بھر کو ادائی گتے ہیں، اور دوسرے خفیہ کو ادائی گتے ہیں، اصل آئین کہنے کے سنت ہونے میں اتفاق ہے۔“
اس عبارت میں سے جیسے یہ نکلتا ہے کہ بھروالے عامل بالحدیث ہیں، اسی طرح سر دالے بھی عامل بالسنہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ خود ستر آئین کہتے رہے ہیں۔ تو پھر جس بگڑا جس کی ابتداء غیر مقلدین کی طرف سے ہوتی ہے اور حنفی اکثر مدافعت کرتے ہیں، اس میں حنفی کیوں قابل ملامت ہیں۔

بعض ائمہ آئین بالجہر کو سنت مستمرہ مانتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور بعض ائمہ اس کو سنت منسوخہ قرار دیتے ہیں اور آخری عمل اخفاء کو سمجھتے ہیں اسلئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ دونوں عمل سنون ہیں۔ یا دونوں فریق عامل بالسنہ ہیں، تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر فریق اپنے دلائل اور ترجیح کی بناء پر مصیب ہے اور واقع میں حق تو ایک فریق کے ساتھ ہوگا۔ لیکن اجر و ثواب کے دونوں فریق مستحق ہوں گے۔ اس لئے کسی پر ملامت کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۲۵ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ

چھوٹی سورۃ کا فضل مکروہ ہے اگر کوئی امام پہلی رکعت میں سورۃ ماعون پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون پڑھے تو یہ پڑھنا کیسا ہے؟

اگر امام مذکور عمدہ اس طریقہ پر اصرار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

وبیکره الفصل بسورۃ قصیۃ ۱ھ (درمختار علی الشامی ج ۱- ص ۵۱۰)۔

اس جزئیہ سے ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا طریق سے درمیان میں ایک سورۃ چھوڑ کر قرأت کرنا درست نہیں۔ مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود اصرار کرنا سخت نادانی ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

خیر المدارس ملتان ۲۲/۵/۱۳۸۴ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

سجدہ ثانیہ بالکل نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی سجدہ ثانیہ رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟
 محمد شریف خان خطیب جامعہ مہاجرین کمرہ پکا۔

دوسرا سجدہ اگر بالکل نہیں کیا تو نماز باطل ہے کیونکہ دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔

السجود الثانی فرض کالاول باجماع الامۃ کذا فی

الزاهدی (عالمگیری : ج ۱ : ص ۲۶)۔

البتہ اگر رہا ہو دوسرا سجدہ دوسری یا تیسری رکعت میں ادا کر لیا اور سجدہ سہو بھی کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۸ / ۱۰ / ۱۳۹۶ھ

سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پیچھے والادامن درست کرنا

نماز پڑھنے والا شخص قومہ کے دوران سجدہ میں جانے سے پہلے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیچھے والادامن درست کرتا ہے اور عادتاً ایسا کرتا رہتا ہے۔ کیا اس شخص کی نماز فاسد ہے یا درست ہے؟
 المستفتی : فضل احمد مالاکٹھ اچھنی۔

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ یہ فعل عبث ہے۔ اس سے بچا جائے۔

فقط واللہ اعلم : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۶ / ۱۲ / ۱۴۰۰ھ

تشہد میں دونوں ہاتھوں سے دامن پھیلانا ایک شخص نے تشہد کی حالت میں اپنی قمیص کا دامن دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں پر پھیلا لیا۔ کیا

اس کی نماز ہو گئی؟ المستفتی : عبد الواحد بھٹی ۲۵۳ بی شاہ جمال ٹاؤن لاہور۔

تشہد میں اس طرح دامن پھیلا لے کر نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن بوجہ فعل عبث

ہونے کے کراہت اچھائی گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ناب مفتی

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس خیر المدارس ملتان

خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے نماز فاسد ہونے کا حکم

اگر کسی نمازی کو خارج نماز شخص لقمہ دے اور وہ نمازی لقمہ سن کر ایک رکن سے کم دیر سوچنے لگے کہ آیا میں نے غلطی تو نہیں کی، پھر جلد ہی اس کے ذہن میں اپنی غلطی آجائے اور وہ درست کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آئے گی ؟

مغیر مکتبہ اسلامیہ راولپنڈی

وَكَذَا الْاِخْذُ اِذَا تَذَكَّرْتَ قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ - (شامی ج ۱ ص ۱۸۷) -

جزمیہ ہذا سے ظاہر ہے کہ اگر نمازی نے از خود یاد آنے پر لقمہ تمام ہونے سے پہلے پڑھنا شروع کر دیا ہے تو نماز نہیں ٹوٹی ورنہ ٹوٹ جائے گی۔ علامہ شامی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ فساد کا مدار اس پر ہے کہ لقمہ کی وجہ سے یاد آیا ہو۔ اور اگر از خود یاد آیا ہے تو لقمہ تمام ہونے سے پہلے یا بعد میں قرأت شروع کرنے کا کوئی اثر نہیں ہوگا نماز ہو جانی چاہئے۔ لیکن احتیاط اول میں ہے۔

اجواب صحیح
نخیر محمد عفا اللہ عنہ ۲۳ / ۴ / ۱۳۸۷ھ
فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

سر پکپڑ الیکر نماز پڑھنا افضل ہے
نماز ننگے سر پڑھنا افضل ہے یا سر ڈھانپ کر۔
حدیث شریف کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں ؟

نماز کی حقیقت بارگاہِ خداوندی میں حاضری ہے۔ لہذا پورے ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے دن بہترین کپڑے حسب استطاعت پہنے جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بہترین جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو خدمت نبوی میں عرض کیا۔

لو اشتريت هذه فلبستها يوم الجمعة - (ابو داؤد)۔
اس لئے حضرات فقہاء نے تصریح کی ہے کہ تین کپڑوں میں نماز مستحب ہے۔
والمستحب ان يصلي الرجل في ثلاثة اثواب قميص و

وازار و عمامۃ - (کبیری ص ۲۱۴) .

کیونکہ ننگے سر حاکم کی عدالت ، یا دربار شاہی میں جانا عام حالات کے اندر خلاف ادب سمجھا جاتا ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ ننگے سر نماز پڑھنے کے بجائے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا افضل ہے اور بعض ضعیف احادیث میں نماز مع العمامہ کا ثواب بغیر عمامہ سے بچپس گنا زائد ہونا وارد ہوا ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ : ج ۲ ، ص ۴۲۷ - میں نقل کیا ہے ۔

روی ابن عساکر عن ابن عمر مرفوعاً صلوة تطوع او فريضة

بالعمامة تعدل خمسا وعشرين صلوة بلا عمامة - ۱ھ

البتہ اگر بغرض اظہار ذلت و افتقار ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے ۔

فقط واللہ اعلم

الحجاب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

خیر المدارس ملتان ۱۹ / ۵ / ۱۳۹۲ھ

مفتی خیر المدارس ملتان

باریک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم
آج کل عام رواج ہے کہ باریک کپڑا سر پر پٹا ہے اور عورت نماز پڑھتی ہے کیا اس سے

نماز ہو جاتی ہے ؟

۲ : یہ بھی عام رواج ہے کہ قمیص کی آستینیں آدھی ہوتی ہیں ۔ کیا اس قمیص سے عورتوں کی

نماز ہو جاتی ہے ؟

۱ : اگر کپڑا اتنا باریک ہے کہ بال نظر آتے ہیں تو اسے اڑھ کر نماز پڑھنے سے

نماز نہیں ہوگی ، دوبارہ پڑھنا ضروری ہے ۔

الجواب

۲ : اگر دوران نماز آدھی آستینیں ننگی رہیں تو نماز نہ ہوگی ۔ قمیص سے یا دوپٹے سے انکا ڈھلپنے

رکھنا ضروری ہے ۔ فقط واللہ اعلم

الحجاب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

جامعہ خیر المدارس ملتان

خیر المدارس ملتان ۲۳ / ۴ / ۱۳۸۷ھ

آواز سے رونا مفسدِ صلوٰۃ ہے در دیا مصیبت کی وجہ سے نماز میں اس طرح رونا کہ آواز

میں حروف ظاہر ہو جائیں تو بتحریر تقسیم الاسلام نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر آواز سے رونے اور حروف بھی پیدا ہوں مگر مخفی رہیں یعنی صرف خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

الجواب اس صورت میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ تعلیم الاسلام کی عبارت کا بھی یہی مطلب ہے۔ حروف ظاہر ہو جائیں کا معنی یہ ہے کہ حروف پیدا ہو جائیں۔ اور یہ

« والبكاء بصوت يحصل به حروف » کا ترجمہ ہے اور ایسا رونا مفسد ہے (در مختار علی الشامی ج ۱ ص ۵۸) فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۲۸ / ۵ / ۱۳۸۷ھ

قعدہ اخیرہ نہیں کیا گیا تو نماز کا اعادہ کیا جائے

امام صاحب عصر کی نماز میں آخری قعدہ کہے بغیر سہواً پانچویں رکعت میں چلے گئے بمقتدیوں کی اطلاع پر بھی قعدہ اخیرہ کو نہیں آئے۔ اور قعدہ اخیرہ کیا ہی نہیں۔ چھ رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا۔ دریافت کرنے پر کہنے لگے کہ میں نے چھ رکعت کر دی ہیں چار فرض ہو گئے اور دو نفل ہو گئے۔ کیا یہ نماز صحیح ہو گئی؟

الجواب صورت مسئلہ میں اگر قعدہ اخیرہ نہیں کیا گیا تو فرض ادا نہیں ہوئے۔ بلکہ تمام نماز نفل ہو گئی۔ فرض دوبارہ پڑھے جائیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
بندہ محمد صدیق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴۲۸ھ

تبکیہ تحریر کے بعد نصف کھجور نکل لی تو نماز نہیں ہوئی زید نے روزہ افطار کیا اور نماز پڑھائی۔ نصف کھجور اس کے

منہ میں رہ گئی تبکیہ تحریر کے بعد اسکو نکل لیا کیا نماز ہو گئی؟۔ حافظ مولانا بخش ڈی جی خان۔

الجواب

نماز نہیں ہوئی۔ واکلہ وشریہ مطلقاً ولو سمسمة ناسیاً۔ ۱ھ
(در مختار علی الشامی : ج ۱ : ص ۴۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۸ / ۹ / ۱۴۰۰ھ

دوران نماز گھڑی پر وقت دیکھنا نماز پڑھتے ہوئے گھڑی پر ٹائم دیکھنے سے نماز فاسد

ہوگی یا نہیں؟ یعنی لمحہ میں گھڑی بندھی ہوئی ہے

دوران نماز اس پر ٹائم دیکھنا مفسدِ صلوٰۃ ہے یا اس سے نماز میں کراہت آئے گی؟

محمد شفیع کالی موری حیدرآباد

الجواب

قصہ نماز میں گھڑی سے وقت دیکھنا مکروہ ہے لیکن مفسدِ نماز نہیں۔ ولا یفسدھا

نظرہ الی مکتوب وفہمہ ولو مستفہما وان کرہ۔ ۵ھ

(در مختار علی الشامیہ : ج ۱ : ص ۵۹۳)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

اجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

خیر محمد عفا اللہ عنہ

صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کرتے اور قیص کی موجودگی میں بنیان سے کہنیاں

ننگی کر کے نماز پڑھنا اور اس فعل کی ہمیشہ عادت

ڈالنا کیسا ہے؟

وکرہ کفہ ای دفعہ ولولتراب ککشقرکم اودیل ۱ھ

الجواب

(در مختار علی الشامیہ : ج ۱ : ص ۴۴۹)۔

قیص کی بجائے بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے جب کہ کہنیاں کھلی ہوں جیسا کہ جزئیہ بالا

سے ظاہر ہے اور یہ شخص مشر ذیل کے بھی مشابہ ہے۔ یہ دوسری وجہ کراہت ہے۔

ودکر فی المغرب عن بعضہم ان الاستزار فوق القیص من الکف۔ ۱ھ (بحر ج ۲ ص ۲۵)

اور تیسری وجہ کراہت اس میں یہ ہے کہ ثیاب بذلہ کی تفسیر کے تحت داخل ہے۔

» قال فی البحر وفسرها فی شرح الوقایۃ بما یلبسہ فی بیتہ

ولا يذهب به الى الاكابر - اور چوتھی وجہ تکاسل ہے کہ نماز کو ایسی اہمیت نہیں دیتا جیسا کہ شریعت میں امر کیا گیا ہے۔ الحاصل صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ پورے تین کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ (البحر الرائق، ج ۲، ص ۲۷) - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
بجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی
خیر المدارس ملتان ۲۵/۵/۱۳۸۳ھ

مسجد میں پڑی ہوئی ٹوپوں سے نماز کا حکم
آج کل مسجدوں میں تنکے کی ٹوپیاں رکھنے کا عام رواج ہے۔ مستعملین کو ان کی پاکی و پیری کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ ان کا استعمال کیسا ہے؟ بنیوا تو جردا۔

بہتر یہ ہے کہ شخص رومال یا ٹوپی گھر سے اپنے ہمراہ لائے اور اسے پہن کر نماز پڑھے۔ ایسی گرمی پڑی ٹوپیاں استعمال کرنا نفاقت و نفاست کے خلاف ہے

فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۱۱/۷/۱۳۹۷ھ

چوڑی دار پانجامہ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم
جو پانجامہ دہلی دالے اور یوپی دالے پہنتے ہیں کیا اس کے پہننے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

نماز ہو جاتی ہے لیکن لباس ایسا ہونا چاہئے کہ جس سے پورا پردہ حاصل ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

بجواب صحیح

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا۔

اسٹیل کا چین پہنا ہوا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی
گھڑی کا چین جو عام طور پر اسٹیل کا ہوتا ہے اگر پہنا ہوا ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس

بارے میں مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اپنی کتاب ”احکام شریعت“ میں لکھا ہے کہ ”نماز مکروہ تحریمیہ

ہوگی۔ لیکن اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں۔ براہ کرم حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں کہ یہ مکروہ ہے یا نہیں؟

مستفتی صاحبزادہ محمد لطف اللہ خالد ۲۵۳/ بی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

اسٹیل کا چین پہننا درست ہے اور اس سے نماز بھی مکروہ نہ ہوگی۔

الجواب

لانہ تابع العلم للشوب فلا يعد لبساً له۔ (شامی ج ۵ ص ۲۳۵)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

ملتان - ۱۴ / ۱۱ / ۲۰۰۸ھ

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الاقامہ خیر المدارس ملتان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمامہ صرف نمازوں کے لئے رکھا ہوا تھا

ننگے سر نماز پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بعض افراد کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو کپڑوں میں نماز پڑھی اور ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز کامل و مکمل ہے۔ دلیل کے طور پر سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل پیش کرتے ہیں آنحضرت سے بوقت خطبہ عمامے کا ثبوت تو ملتا ہے۔

مستفتی : قاری محمد رمضان غریب ۵/۷/۲۰۰۸ آر تحصیل ضلع ساہیوال

یہ غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دو کپڑوں میں نماز پڑھتے تھے اور

سر پر عمامہ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ ایک عمامہ آپ نے مستقل نمازوں کے لئے رکھا

الجواب

ہوا تھا۔ محدثین نے اس عملے کی مقدار بھی بتائی ہے۔ دیکھئے "عرف الشذی شرح ترمذی ص ۲۱۱" اور

آپ نے جو لکھا ہے کہ خطبہ کے وقت آپ عمامہ پہنتے تھے تو آپ ہی بتائیں کہ نماز کے وقت اتار دیتے

ہوں گے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب لوگوں کی طرف متوجہ ہوں تو سر پر کپڑا لیا ہوا ہو۔ اور جب

سب سے بڑی بارگاہ میں حاضری ہو تو سر سے کپڑا اتار دیں نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول تھا

کہ سر پر نماز کے وقت کپڑا لے کر نماز ادا کرتے تھے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

از راتہ تکبر چادر کو ٹخنوں سے نیچے رکھ کر نماز پڑھنے کا حکم
ایک آدمی نے نماز اس حالت میں پڑھی کہ شلووار یا چادر ٹخنوں سے نیچے تھی۔ کیا نماز

ہو گئی یا اس کا اعادہ واجب ہے۔ جواب باحوالہ درکار ہے ؟
الجواب اگر تکبر کی وجہ سے چادر وغیرہ ٹخنوں سے نیچے کر کے نماز پڑھی ہے تو اس کا اعادہ کیا جائے۔

” عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بینما رجل یصلی مسبلاً ازارہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذهب فتوضاً فذهب فتوضاً ثم جاء فقال اذهب فتوضاً فقال لہ رجل یا رسول اللہ امرتہ ان یتوضاً ثم سکت عنہ قال انہ کان یصلی وهو مسبل ازارہ وان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوۃ رجل مسبل ۱ھ (ابوداؤد از بذل المجهود ۱ ج ۵ ص ۵۴) - وفي البذل تحت قوله رجل مسبل ازارہ من الکبر والخیلاء - ۱ھ

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
ملتان - ۱۸ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح
بنہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
رئیس الافکار خیر المدارس ملتان

سمجھ دار بچے کے لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی
اگر کوئی نابالغ بچہ نماز میں لقمہ دے ، تو امام کی نماز اس نابالغ مقتدی کے لقمے

لینے کی وجہ سے ٹوٹ جائے گی یا نہیں ؟

الجواب قال فی فتاویٰ عالمگیری - وان فتح علی امامہ لم تفسد ثم قیل ینوی الفاتح بالفتح علی امامہ السلاوة والصحیح ان ینوی

الفتح علی امامہ الی ان قال وفتح المراهق کالبالغ - (ج ۱ - ص ۵۱) - عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ سمجھ دار لڑکے کے لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی - فقط واللہ سبحانہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

تکبیر تحریم کیلئے ہاتھ نہ اٹھائے تو نماز مکروہ ہوگی
فرضوں کی جماعت رکوع میں ہے اور وقت

بعد میں آیا ہے اس نے تکبیر تحریمہ
بھی کہی ہے اور قیام بھی کیا ہے مگر نہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے ہیں اور نہ ناف کے نیچے باندھے
ہیں۔ تو کیا وہ نماز میں شامل ہو گیا؟

الجواب نماز ہو گئی مگر وہ تاکب سنت ہوا۔ (وسننہا) ترك السنه لا یوجب
فساد او لا سهوا بل اساءة (رفع الیدین للتحریمة ووضع

یمینہ علی یسارہ) ۱ھ (شامیہ ۱ ج ۱ ص ۳۲۰)۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
ملتان - ۴ / ۵ / ۱۴۰۰ھ

کھنی ننگی کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے
کھنی ننگی کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
احسان النبی ملتان

الجواب مکروہ ہے۔ ولو صلی رافعا یمینہ الی المرفقین حرہ
کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ ۱ھ (عالمگیری : ج ۱ ص ۵۵)۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
رئیس الافقاء خیر المدارس ملتان
فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان ۴ / ۴ / ۱۴۰۱ھ

اگر پورے سجدے میں پاؤں زمین سے لگے تو نماز نہیں ہوگی
ایک آدمی سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں
قصداً یا بھول کر زمین سے اٹھائے تو

نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب اگر پورے سجدے میں پاؤں اٹھے رہے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر ایک لمحہ کے لئے اٹھائے
پھر رکھ دیئے تو نماز ہو گئی۔

ومنها السجود بجنبته وقدمیه ووضع اصبع واحدة منهما شرط۔

(درمختار) وافاد انه لو لم يضع شيئاً من القدمين لم يصح السجود۔ ۱ھ (شامی ج ۱: ص ۳۳)۔ فقط والله اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
ملتان - ۵ / ۴ / ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

نمازی اور قبر کے درمیان دیوار حائل ہو تو نماز بلا کراہت درست ہے

ہمارا مدرسہ تعلیم القرآن بہاولنگر کے قبرستان میں چار سال سے چل رہا ہے۔ یہ مکان مدرسہ قبرستان کی مشرقی طرف میں واقع ہے۔ یعنی مکان کے متصل مغرب کی طرف قبرستان ہے اور مشرق کی طرف قبرستان کا رقبہ تقریباً ایک مرلہ خالی پڑا ہے۔ اب مدرسہ کے لئے مسجد کی اشد ضرورت ہے مگر شنید میں آیا ہے کہ قبرستان میں مسجد شرعاً ناجائز ہے۔ ہم قبروں کے ساتھ ایک دیوار بنائیں گے اور پھر دیوار سے بجانب مشرق تقریباً پندرہ فٹ جبکہ چھوڑ کر مسجد کی بنیاد رکھیں گے۔ شرعاً یہ مسجد جائز ہے یا نہیں ؟

۲ : جب نمازی کے سامنے مسجد کی دیوار کے علاوہ ایک دوسری دیوار بھی ہے جو کہ کابلے و اکمل سترہ ہے تو اس نماز میں کراہت کس وجہ سے ہے ؟ عرصہ چار سال سے مذکورہ مکان میں جو نمازیں ادا کی گئی ہیں ان کا کیا حکم ہے ؟

مولانا محمد عارف مہتمم تعلیم القرآن قبرستان بہاولنگر

نمازی اور قبر کے درمیان دیوار حائل ہو تو نماز بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ مقبرہ میں نماز سے منع کرنے کی علت تشبہ بعبدۃ الاصنام ہے اور دیوار کے حائل ہونے سے تشبہ نہیں رہتا۔ لہذا صورتِ مسئلہ میں تعمیر کی گئی مسجد میں نماز بلا کراہت درست ہے۔ البتہ یہ خیال رہے کہ اگر یہ جبکہ قبرستان کے لئے وقف ہے تو وقف علی المقبرۃ میں مسجد بنانا درست نہیں۔

لا یأمن بالصلوة فی المقبرة اذا كان فیہا موضع اعد للصلوة ولین فیہا قبر و هذا لان الکراهۃ معللة بالتشبه باهل الکتاب

وهو منتف فيما كان على الصفة المذكورة - اه (كبرى: ص ۳۵۰)
ولا بأس بالصلوة فيها اذا كان فيها موضع اعد للصلوة وليس
فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية ولا قبلته الى قبر - اه
دشامی: ج ۱ ص ۳۵۳ -

فتاویٰ دارالعلوم میں ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں لکھتے ہیں -
"گوشہ مغربی میں اگر قبور بنائی جائیں تو نماز میں کراہت نہ ہوگی۔ کیوں کہ دیوار مغربی مسجد حائل
کیلئے کافی ہے" (ج ۲ ص ۱۰۶) -

۲ : اگر بالتحال پڑھی گئی ہیں تو بلا کراہت صحیح ہیں - فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
ملتان ۱۳۹۹ / ۱۲ / ۲۳

متعدد دفعہ لقمے دینے سے نماز فاسد ہوگی
ایک امام صاحب نماز میں دو مرتبہ بھولے پیچھے سے
لقمہ بھی دیا گیا۔ کیا نماز ہو گئی؟
اگر امام نے لقمہ دینے کے بعد صحیح پڑھ لیا تو ایک سے زائد مرتبہ لقمہ دینے سے نماز
فاسد نہ ہوگی۔

بخلات فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفتح و اخذ
بکل حال - اه (درمختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۵۸۲) -
لو قرأ فی الصلوة بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحیحاً قال
عندی صلوتہ جائزۃ - اه (عالمگیری: ج ۱ ص ۴۳) - فقط واللہ اعلم -

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
خیر المدارس ملتان ۱۳۹۸ / ۱۲ / ۲

عورت کی کلائی کا پوتھا حصہ نماز میں کھلا ہوا تو نماز نہیں ہوگی
عورتوں کی قمیص عام طور پر نصف کلائی تک
ہوتی ہے اور نصف کلائی کھلی رہتی ہے

از تعلیم النساء و غیر المدارس ملتان

الجواب
اگر کلائی کا چوم تھا حصہ یا اس سے زائد نماز میں تین تسبیحات رکوع یا سجود کہہ سکنے کے وقت تک کھلا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر اتنی مقدار کلائی شرع ہی سے ننگی ہے تو نماز منعقد ہی نہیں ہوگی۔

وَيَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلَاةِ حَتَّى انْفِقَادِهَا كَشْفِ رِجِّ عَضْوِ قَدْرَادَاءِ

۴۲۳
رکن بلا صنعہ من عورۃ غلیظۃ او خفیفۃ - اھ (در مختار علی الشامی ج ۱)

فقط واللہ اعلم

اسحق محمد النور عفا الله عنه مفتي خیر المدارس

ملتان : ۱۷ / ۱۰ / ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح

بنده عبد الستار عفا الله عنه

رئيس الافياء نخير المدارس ملتان

محراب میں لگے ہوئے شیشے خشوع میں مغل ہوں تو وہاں نماز مکروہ ہے

خانپور میں ایک جامع مسجد ہے جس کا محراب چھوٹے بڑے گول چوکور شیشوں سے مزین ہے۔ جب امام صاحب محراب میں کھڑے ہوتے ہیں یا مقتدی صفوں میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں تو ان کے وجہ ان شیشوں میں نظر آتے ہیں۔ آیا ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے ؟ اور جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ کیا جائے یا نہ ؟

الحاج

شیشہ میں دکھائی دینے والی صورتیں تصویر کا حکم نہیں رکھتیں کیوں کہ یہ عکس ہے۔ ورنہ آئینہ کی بھی اجازت نہ ہوتی۔ لیکن ایک دوسری وجہ سے کراہت موجود ہے بشرطیکہ نخل خشوع ہو اور دل کی مشغولی کا باعث ہو۔ مراقی میں ہے۔ وتکرہ بحضرة کل ما يشغل البال كزينة وبحضرة ما يغل بالخشوع - (ص ۱۹۸) - اعادہ مستحب ہے کیونکہ کسی واجب کا ترک نہیں۔ وتعداد استحبابا بترك غيرہ — (مراقی ص ۱۸۹)۔

فقط والشرائع علم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۶/۳/۱۴۰۶ھ ○ بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی -

اجواب صحیح

بنده عبد الستار عفا الله عنه ۱۶/۳/۱۴۰۶ھ

کپڑا ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم سر پر ٹوپی وغیرہ رکھ کر نماز پڑھنے کی حیثیت کیا ہے۔ فرض یا سنت یا واجب ہے

ہمارے ہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ننگے سر نماز پڑھنے کو سنت سمجھتے ہیں۔ اور بوقت نماز اپنے پاس کپڑا ہوتے ہوئے بھی اتار دیتے ہیں کیا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار ایسا کیا ہے؟ اور اگر اکثر نہیں کیا، تو اب اکثر اور کبھی کبھار والی سنتوں میں سے کسے ترجیح دی جائے۔؟
تھاؤں کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بحر میں ہے۔

الجواب

وان صلی فی ازار واحد یجوز ویکرہ و کذا فی

السراویل فقط بغیر عذر و کذا مکشوف الرأس للثاؤن (ج ۲)

نماز کے لئے مستحب لباس عمامہ باندھنا ہے۔

والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثۃ اثواب قمیص و ازار و عمامۃ۔

(بحر ۱ ج ۲ ص ۲۷)

ننگے سر نماز پڑھنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ حکم دیا ہے اور نہ ہی کپڑا موجود ہوتے ہوئے آپ نے ننگے سر نماز پڑھی ہے۔ ومن ادعی فعلیہ البیان بلکہ کپڑا موجود ہونے کی صورت میں استعمال کا حکم ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لاحدکم ثوبان

فلیصل فیہما۔ الحدیث۔ (ابوداؤد)۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۳/۸/۱۴۰۸ھ

نائب مفتی۔

ٹائی باندھ کر نماز پڑھنے کا حکم ٹائی گلے میں باندھے ہوئے نماز پڑھنی جائز ہے یا کہ نہیں اور نیز ننگے سر یا پینٹ وغیرہ پہنے ہوئے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ٹائی لگانے سے یہود و نصاریٰ کے نظریہ صلیب کی عملی تائید ہوتی ہے اور ان سے مشابہت بھی ہے۔ اس لئے اس کے پہننے کی کسی حالت میں اجازت نہیں۔

کراہت یقیناً ثابت ہے۔ سر ڈھانپنے کو اہمیت نہ دیتے ہوئے سستی کی بناء پر ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیا یہ آداب خداوندی کے خلاف نہیں ہے؟ جب دوسرا کپڑا مہیا نہ ہو تو

پہنٹ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۴۰۶ھ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
ابجواب صحیح

والدین بلائیں تو نماز توڑنے کا حکم

اگر نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو، والدین میں سے والد یا والدہ آواز دے کر بلائے تو کیا ان کے بلانے اور آواز دینے سے نمازی اپنی نماز درمیان میں توڑ کر والدین کی بات سن لے یا اپنی نماز پوری کرنے کے بعد والدین کی بات سن لے۔ بالذیل تحریر فرمائیں۔

المفتی قاری سیف اللہ خالد قادری لاہور

وفی العالمگیریۃ: ج ۱: ص ۱۰۹ - المصلی اذا دعاه احد ابویہ لا یجیب مالم یفرغ من صلوٰتہ الا ان

ابجواب صحیح

یستغیث بہ لشیء لان قطع الصلوٰۃ لا یجوز الا لضرورۃ -
عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ محض بلا لینے سے نماز نہ توڑے۔ البتہ اگر والدین یا کوئی اجنبی شخص بھی ناقابل برداشت تکلیف پہنچنے کے وقت نمازی کو فریاد کرے تو پھر نماز توڑنا واجب ہے۔

کذا فی العالمگیریۃ: ج ۱: ص ۱۰۹ - وكذا الاجنبی اذا خاف ان یسقط من سطح او تحرقه النار او یفرق فی السماء واستغاث بالمصلی وجب علیہ قطع الصلوٰۃ - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
۱۴۱۱ھ جامعہ خیر المدارس ملتان
ابجواب صحیح

سینہ قبضہ سے پھر جائے تو نماز کا حکم

زید کا اٹھتے بیٹھتے وقت نماز میں سینہ پھر جاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ اور اگر یہ بڑھاپے کے عذر

کی وجہ سے ہو تو کیا حکم ہے ؟

ایسے انحراف سے بچنا ضروری ہے۔ کیونکہ سینہ اگر قبلہ سے بالکل پھر گیا۔ اور قصدًا ایسا کیا گیا ہے تو نماز فوراً ٹوٹ جائے گی۔ درمختار میں ہے۔

الحمد للہ

وتحويل صدره عن القبلة اتفاقا بغير عذر قال الشامي واطلقه
فشمل ما لو قل اوكثر وهذا لو باختیاره والا فان لبث معتدار
رکن فسدت والا فلا اه اشاميه : ج ۱ : ص ۵۸۶۔ وفي
الخانية ففيم اذا تعمّد ذلك فسدت صلوته وان قل۔ اه
(شاميه : ج ۱ : ص ۳۷۹)۔

علامہ شامی رحمہ کی کلام میں ”اختیارہ“ سے مراد تعمّد ہے۔ کذا فی الخانیہ۔ واضح رہے کہ معمولی تحویل صدر مفسد نہیں مگر جب حد قبلہ سے نکل جائے۔ حد قبلہ یہ لکھا ہے۔

حد القبلة فی بلادنا یعنی سمرقند مابین المغربین مغرب
الشتاء ومغرب الصيف فان صلی الی جهة خرجت من المغربین
فسدت صلوته۔ اه قال الشامي الانحراف اليسير لا یضر۔ اه
دشامی : ج ۱ : ص ۳۱۹۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الاقامہ جامعہ غیر المدارس ملتان ۱۴/۱۰/۱۴۱۰ھ



گھڑی چوری ہونے کے اندیشہ سے نماز توڑنا

زید نے ظہر کی نماز سے پہلے مسجد کے غسل خانوں میں غسل کیا۔ گھڑی وہیں رہ گئی اور مسجد میں آکر نماز شروع کر دی۔ دوران نماز خیال آیا۔ تو کیا زید گھڑی لانے کے لئے نماز توڑ کر جاسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

اگر چوری ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ کر جاسکتا ہے۔

الحمد للہ

ویجوز قطعها ولو كانت فرضا بسرقة یخشى علی

مايساوى درهما لانه مال وقال عليه الصلوة والسلام قاتل
دوب مالک وکذا فی مادونه فی الاصح لانه يحبس فی دائقه
(مراقی الفلاح : ص ۲۰۲) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

۱۱ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۲/۱۴۱۱ھ

ایڑیوں پر بیٹھنے کا حکم

بعض لوگ جنہوں نے پیٹ یا پست یا جامہ پہنا ہوا ہوتا ہے۔ نماز پڑھتے وقت جب وہ سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں تو پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھ کر دوبارہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور بعض التحیات بھی اسی حالت میں پڑھتے ہیں۔ یعنی ایڑیوں پر بیٹھ کر۔ تو کیا پیٹ وغیرہ کی وجہ سے وہ معذور سمجھے جائیں گے؟

دوران نماز اس طرح پاؤں کھڑے کر کے ان کی ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے

الجواب

وكره الاقعاء وهوان يضع اليديه على الارض و

ينصب ركبتيه لقول ابى هريرة رضى الله عنه نهانى رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن نقر كنقر الديك واقعاء كاقعاء الكلب - (مراقی الفلاح)
(وكره الاقعاء) كراهة تحريمه وينصب ركبتيه) ويضمهما الى
صدره ويضع يديه على الارض وقال الكرخي هوان ينصب قدميه و
يقعد على عقبه وأضعا يديه على الارض قال الزيلعي والاول اصح لانه
اشبه باقعاء الكلب يعني ان كون الاول هو المراد في الحديث اصح
لا ان مقاله الكرخي غير مكروه بل يكره ذلك ايضا كما في الفتوح والمضمرات.


رطحاوى ۱ ص ۱۹۱) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۳/۱۴۱۰ھ

تصویر جیب میں ہو تو نماز کا حکم

آج کل تقریباً ہر ملک کی کرنسی پر کسی نہ کسی کی تصویر ہوتی ہے نیز ہر ملک میں شناختی کارڈ بھی لازمی ہے۔ تو کیا ان کے جیب میں ہوتے ہوئے اگر نماز پڑھی جائے تو اس نماز میں کراہت ہوگی یا نہیں؟ براہ کرم باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

تصویر کسی چیز میں چھپی ہوئی ہو تو پھر اس کی وجہ سے نماز میں کراہت نہیں آتی۔ 

قال فی البحر ومفادہ کراہۃ المستبین لا المستتر

بکیس اوصرة أو ثوب آخر۔ اھ (در مختار)۔ (قوله لا المستتر بکیس

اوصرة) بان صلی ومعه صرة او کیس فیہ دنانیر او دراہم فیہا

صور صفار فلا تکرہ لاستتارہا۔ اھ (شامی: ج ۱: ص ۴۹)۔

فقط واللہ اعلم


احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷/۸/۱۴۱۰ھ



مصور کپڑے میں نماز پڑھنا
آج کل شرط کے لئے ایک ایسا کپڑا آتا ہے جس پر جاندار ہاتھی، گھوڑا وغیرہ کی تصویریں بنی ہوتی ہیں

اسے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ایسے کپڑے میں نماز مکروہ ہے۔ اور نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا 

مکروہ ہے۔ وکروہ..... لبس ثوب فیہ تصاویر اھ

(کنز) لانہ یشبہ حامل الصنم فیکروہ وتکروہ التصاویر علی الثوب

صلی فیہ اولم یصل اھ (بحر: ج ۲: ص ۲۷۔ مطبوعہ کوئٹہ)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



فرضوں میں بلا عذر تکرارِ آیت مکروہ ہے

بعض اوقات دورانِ قرأت امام صاحب کانسٹنٹ ٹوٹ جاتا ہے اور وہ پہلے پڑھی ہوئی آیت کو دہراتے ہیں کیا اس سے نماز میں کراہت تو نہیں آتی ؟

درمیان میں کانسٹنٹ ٹوٹ جانے کی وجہ سے دہرانے کی صورت میں نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی کیونکہ یہ عذر ہے البتہ بلا عذر دہرانا فرضوں میں مکروہ ہے۔

واذا كرر آية واحدة مرارًا فان كان في التطوع الذي يصلي وحده فذلك غير مكروه وان كان في الصلوة المفروضة فهو مكروه في حالة الاختيار واما في حالة العذر والنسيان فلا بأس اهـ - (عالمگیری ج ۱ ص ۵۶) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی غیر المدارس ملتان - ۳۱/۸/۲۰۱۷ھ

سردی کی وجہ سے محراب سے ایک طرف ہو کر جماعت کرانے کا حکم

ایک مسجد ہے جس میں پانچ وقت پابندی سے نماز باجماعت ہوتی ہے اگر سردی کے موسم میں کسی کونہ میں ، دھوپ ہونے کی وجہ سے کونہ میں یا ایک طرف نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی، یا نہیں ؟ کیونکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز مسجد کے وسط میں ہونی چاہئے یعنی محراب کے سامنے ۔

نماز ہو جائے گی لیکن امام کو چاہئے کہ وسط صف میں کھڑا ہو۔

وينبغي للامام ان يقف بازاء الوسط فان وقف في

ميمنة الوسط اوفى مسرته فقد اساء لمخالفة السنة - اهـ

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۶) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی

صدر مفتی

نمازیوں کی کثرت کے وقت مکبروں کا انتظام بہتر ہے یا آلہ مکبر بصوت کا

نماز کے وقت مکبروں کو مقرر کیا جائے یا لاڈ سپیکر بہتر ہے؟ سبینوا تو جبروا۔

سائل فضل الہی ساہیوال

بہتر یہی ہے کہ بوقت کثرت نمازیوں کے مکبر ہی کا انتظام کیا جائے اور یہ آلہ استعمال نہ کیا جائے بلکہ اگر ایسی کثرت ہو کہ مکبرین کے انتظام میں بھی دشواری ہو تو اس آلہ کے استعمال کی گنجائش ہے۔ اور نماز دونوں صورتوں میں ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۱۳ / ۱۱ / ۱۴۰۰ھ

غیر مسلموں کے متروکہ معبد میں نماز پڑھنے کا حکم

ایک گوردوارہ ایک کمرہ کی شکل میں ہے اس کے اندر اور اوپر کوئی استیازی نشان نہیں ہے ایک کمرہ اور آگے برآمدہ ہے کمرہ کو باریاں لگی ہوئی ہیں۔ اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

قاری محمد طیب، علی پور

صورتِ ستولہ میں مکان مذکور (جسے پہلے گوردوارہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا) کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ہاں قبلہ والی دیوار میں محراب بنالینا چاہئے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ معین مفتی

خیر المدارس ملتان ۲ / ۲ / ۱۳۹۹ھ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس

چھینکنے والے کا جواب دینے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں

چھینک اور جمائی لیتے وقت بحالت نماز ”الحمد للہ“ اور ”لا حول“ وغیرہ علی الترتیب کہنا کیسا ہے؟

الجواب چھینکنے والا اگر خود ”الحمد لله“ یا ”یرحمک الله“ کہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور اگر کسی کے جواب میں کہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ شامی میں ہے۔

لوقال لنفسه یرحمک الله یا نفسی لا تفسد لانه لہالم یکن خطا بالغیرہ الخ (ج ۱ ص ۲۳۵) فقط واللہ اعلم۔

بندہ اصغر علی غفرلہ معین مفتی
خیر المدارس ملتان ۱۲ / ۲ / ۱۳۷۴ھ

اجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا

دودھ پی کر نماز سے پہلے کلی کرنا سنون ہے

آج کل حفاظ قرآن میں یہ رسم پھیل گئی ہے کہ تراویح پڑھتے وقت دودھ پیٹھا کر لیتے ہیں اور ہر دو گانہ کے بعد ایک گلاس نوش کر کے بغیر کلی کئے اگلی نماز شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل خلاف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حدیث یہ ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرب لبنا فمضمض الخ۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ دودھ پینے کے بعد بغیر کلی کئے نماز فاسد ہے۔ جواب کافی و شافی ہو؟ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ کیونکہ کلی کرنا سنت ہے۔ فرائض و واجبات میں سے نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ
معین مفتی خیر المدارس ملتان
۲۰ / ۲ / ۱۳۷۴ھ

لیکن درمیان میں کلی کرنا مناسب اور سنت ہے۔ و اجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

مسجد کے بالائی حصہ میں عورتیں اور نیچے مرد اقتدار کر رہے ہوں تو یہ فسادِ صلوٰۃ ہے یا نہیں

ہماری مسجد میں نمازِ عشر اور تراویح کے ساتھ رمضان شریف میں عورتیں بھی شرکت کرتی ہیں مسجد کے بالائی حصہ میں عورتیں ہوتی ہیں اور زیریں حصہ میں مرد ہوتے ہیں۔ کیا اس سے مردوں کے نماز فاسد تو نہیں ہوتی ؟

المستفتی محمد لطف اللہ خاں ۲۵۳ بی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

ایسی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

الجواب

» ففي الطحاوی فلو اختلف المكان بان كانت

المرأة على مكان عال بحيث لا يحاذى شئ منه شيئاً منها لا تفسد اهـ (ص ۱۸۱)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

معین مفتی خیر المدارس ملتان

۲ / ۱۱ / ۸۰ ۱۳

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافکار خیر المدارس ملتان

عورت مردوں کی صف میں آکھڑی ہو تو کس کس کی نماز فاسد ہوگی

اگر عورت مردوں کی صف جماعت میں کھڑی ہو جائے تو اس کے دائیں بائیں دو مردوں ہی کی نماز فاسد ہوگی یا پچھلی صف کے کسی مرد کی بھی ؟

سائل اکرام الحق دراولینڈی

ایک دائیں سے ایک بائیں سے ایک پچھلے سے کل تین آدمیوں کی نماز فاسد

ہوگی۔ ان کے علاوہ پہلی یا پچھلی صف والوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

الجواب

(دشامی : ج ۱ : ص ۵۳۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

لہ وقد صرحوا بان المرأة الواحدة تفسد صلوٰۃ ثلاثة اذا وقفت

فی الصف من عن یمنہا ومن عن یسارہا ومن خلفہا - اھ (کذا فی الشامیۃ ۱ ج ۱ ص ۵۳۵)۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نماز میں انگلیوں کو مسلسل حرکت دیتے رہنا

ایک شخص نماز میں انگلیوں کو مسلسل اس طرح حرکت دیتا رہتا ہے جیسے ان پر کوئی چیز شمار کر رہا ہو اور روکنے کے باوجود باز نہیں آتا۔ ایسے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

اگر یہ حرکت اختیاری ہے تو مکروہ ہے بلکہ مسلسل کرنے سے نماز فاسد ہونے کا اندیشہ ہے۔ وکروہ کفہ ای رفعہ ولولتوب کمشمرکم

او ذیل وعبثہ بہ ای بثوبہ وبجسدہ للنہی الالحاجۃ - اھ (در مختار)۔

(قوله وعبثہ) هو فعل لغرض غیر صحیح قال فی النہایۃ و حاصلہ ان کل عمل هو مفید للمصلی فلا بأس بہ اصلہ ما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرق فی صلوٰتہ فسدت العرق عن جبینہ ای مسحہ لانہ کان یؤذیہ فکان مفیداً^۱ و فی زمن الصیف کان اذا قام من السجود نفض ثوبہ یمنہ او یسرۃ لانہ کان مفیداً کی لا تبقی صورۃ فاما ما لیس بمفید فهو العبث - اھ۔ (قوله للنہی) وهو

ما اخرجہ القضاعی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ کرہ لکم ثلاثا العبث فی الصلوۃ والرفث فی الصیام والضحک فی المقابر وہی کراہۃ تحریم کما فی البحر (قوله الالحاجۃ) کحک بدنہ لشیء أکله واضرہ و سلت عرق یؤلّمہ ویشغل قلبہ و هذا لو بدون عمل کثیر قال فی الفیض الحک بید واحده فی رکن ثلاث مرات یفسد الصلوۃ ان رفع یدہ فی کل مرۃ اھ

وفي الجواهره عن الفتاوى اختلفوا في الحك هل الذهاب
والرجوع مرة او الذهاب مرة والرجوع اخرى - (شامی ج ۱ ص ۵۹۹)
فقط واللہ اعلم۔ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

دوران نماز مکھی کو چپکے سے ہٹانا
بسا اوقات نماز میں مکھیاں تنگ کرتی ہیں۔ مکھی کو
ہٹایا جائے تو پھر اسی جگہ پر بیٹھتی ہے۔ تو کیا مکھی

کو ہٹا سکتے ہیں؟ مستفتی: آفتاب احمد قریشی؛ ہمدرد و اخوان؛ گارڈن ٹاؤن؛ لاہور۔
بوقت ضرورت عمل قلیل سے مکھی کو اڑا سکتے ہیں۔ وفي الهندية عن
التاريخانية يكره ان يذب بيده الذباب او البعوض الا عند
الحاجة بعمل قلیل۔ ۱ھ (طحاوی: ص ۱۹۲) فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

نماز میں آنحضرت علیہ السلام کا خیال لانے اور آنے کا مسئلہ

۱: نماز میں پیغمبر علیہ السلام کا خیال لانا ضروری ہے کہ نہیں۔ اگر کسی درجہ کا خیال لانا ضروری ہے
تو کیا وہ بایں معنی لانا چاہئے جس میں تمام شمائل ترمذی آجائے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا تمام علیہ مبارک یا کہ محض شان نبوت کافی ہے۔ کما قال العثماني في فتح الملم واحضر
في نفسك شخص النبي صلى الله عليه وسلم۔

۲: اگر کوئی فویل للمصلين بالذین هم عن صلواتهم ساهون۔
سے مراد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدو خال کا بھول جانا لکھے تو کیا یہ محض تحریف آیات باری ہے
یا کہ نہیں؟ باوجودیکہ کسی مفسر نے یہ جرات نہیں کی۔

محمد انور کلیم دارالعلوم فیض محمدی لاہور

خیال میں لانا اور ہے اور خیال میں آنا الگ ہے۔ خیال میں آنا اور تصور بایں معنی کہ
”اشهد أن محمدا عبده ورسوله“ پڑھے تو آپ کا تصور ہو۔ اور اسی

الجواب

طرح درود شریف میں بھی تصور آپ کا آئے۔ لیکن اس تصور سے توجہ الی اللہ اور دھیان میں کوئی فرق نہیں آتا تو یہ تصور جائز ہے اور نماز سے مانع نہیں ہے۔ اور اس کے بالمقابل دوسرا تصور یہ ہے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قصدِ تصور کر کے پوری توجہ اور ہمت اسی طرف صرف کر دے اور دھیان لگا دے جس سے توجہ الی اللہ منقطع ہو جائے یا منقسم ہو جائے یہ ناجائز ہے۔

۲ : یہ تفسیر خود ساختہ اور بالرائے ہے اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ تفسیر وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تابعین و اور سلفِ صالحین سے منقول ہو۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان : ۲ محرم ۱۳۸۴ھ

کتنی دیر کشفِ سترِ مفسدِ صلوٰۃ ہے

بکر نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کا ستر کھل گیا۔ ستر کتنا کھلے اور کتنی دیر تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے ؟

المفتی سیف اللہ خالد قادری

۲۵۳ / بی شاہ جمال ٹاؤن : لاہور

چوتھائی حصہ اگر کسی ایسے عضو کا کھل گیا جس کا چھپانا فرض تھا اور تین تربہ

الجلال

”سبحان رب العظیم“ کہنے کی مقدار کھلا رہا تو نماز ٹوٹ گئی ورنہ

نہیں ٹوٹی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۱۰ / ۴ / ۱۴۰۳ھ

نوافل میں تکرارِ آیت کا حکم

اگر دورانِ نماز تہجد کسی آیت سے قلب پر رقت طاری ہو جائے تو اس کو بار بار پڑھنے سے

عاصی نور احمد، از فضل آباد، بہاولنگر

کراہت تو نہ ہوگی ؟

نوافل میں تکرارِ آیت مکروہ نہیں۔ آنحضرت علیہ السلام سے بھی اسی طرح کا تکرار ثابت ہے۔

واذا كرأية واحدة فان كان في التطوع الذي يصلي وحده
فذلك غير مكروه وان كان في الصلوة المفروضة فهو مكروه
في حالة الاختيار واما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به
(عالمگیری: ج ۱: ص ۵۶) - فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۳ / ۳ / ۱۴۰۹ھ

نماز کے متصل بعد سجدہ میں دعا کرنا

بعض لوگ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ میں پڑھ کر کچھ دعا مانگتے ہیں اور بعض رخساروں کو بھی زمین پر رگڑتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو اس کا کسی کتاب سے ثبوت بھی ملتا ہے یا نہیں؟ جواب تفصیل سے دیں۔

نفیس الرحمن بن محمد رمضان ساہیوال

نماز کے متصل بعد سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ عام حالات میں دعا کے لئے سجدہ جائز ہے۔ مگر التزام اس کا بھی بدعت ہے۔ رخساروں کو زمین پر رگڑنا عاجزی کے لئے ہو تو جائز ہے۔ وسجدة شكر ذكر الطحاوي عن ابى حنيفة قال لا اراه شيئا الى قوله وما يفعل عقيب الصلوة فمكروه لان الجہال يعتقدونها سنة او واجبة وكل مباح يؤدى اليه فمكروه (کبریٰ سائل شنی: ۵۶۹)
فقط واللہ اعلم : احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

گرمی کے عذر کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نہ پڑھنا مکروہ ہے

گرمی یا سردی یا روشنی کے عذر کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

مذکورہ عذروں کے باوجود مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ کوئی خاص عذر نہیں ہیں۔

الجواب

الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا اذا اشتد الحر يكره ان يصلوا بالجماعة فوق الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة اهـ (عالمگیری ج ۴ ص ۹۲)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۹/۲/۱۳۹۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ تیس الافاق

امام نے پانچویں رکعت شروع کر دی مقتدیوں نے سلام پھیر دیا تو نماز کا حکم

امام چوتھی رکعت کے بعد بغیر قعدہ کئے کھڑا ہو گیا اور کچھ مقتدی بھی امام کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ امام نے پانچویں اور چھٹی رکعت پڑھ لی۔ اور جو مقتدی بیٹھے رہے وہ امام کے ساتھ فارغ ہونے سے پہلے ہی سلام پھیر کر فارغ ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ جو مقتدی بیٹھے رہے کیا ان کو امام کے فراغت کا انتظار کرنا چاہئے تھا یا نہیں ؟

مولانا غفرلہ

مدرسہ مدرسہ حسینیہ مکہ مسجد شہداء پور سندھ

اگر ان مقتدیوں نے امام کے پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد سلام پھیرا ہے تو ان کی نماز ہو گئی اور اگر اس سے پہلے پھیرا ہے تو ان کی نماز فاسد ہو گئی۔

الجواب

کما فی الہندیۃ ج ۱ ص ۴۷۔ فان قید الخامسة بالسجدة سلم المقتدی ولولم یقعد الامام علی الرابعة وقام الی الخامسة ساہیا وتشہد المقتدی وسلم ثم قید الامام الخامسة بالسجدة

الجواب صحیح

فسدت صلوٰتہم اهـ فقط واللہ اعلم۔

خیر محمد عفا اللہ عنہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۶/۱۳/۱۳۹۶ھ

نماز میں قہقہہ نماز و وضو دونوں کے لئے مفسد ہے

ایک دفعہ جماعت ہو رہی تھی کہ امام کی کسی غلطی پر مقتدی ہنسنے لگے اس کے بعد نیا وضو کر کے آئے۔ ایک مقتدی پھر بھی ہنستے رہے۔ لیکن دوبارہ ہنسنے میں شک ہے کہ وہ قہقہہ تھا یا ضحک کیا حکم ہے؟
مستاز احمد قاسمی

قہقہہ اور ضحک میں شک ہونے کی صورت میں نماز تو بلا شک ٹوٹ گئی۔ کیونکہ نماز ٹوٹنے کے لئے تو قہقہہ ضروری نہیں۔ باقی رہا دوسری صورت میں وضو کا معاملہ تو وہ ظن غالب پر موقوف ہے۔ اگر ظن غالب قہقہہ کی طرف ہے تو وضو بھی ٹوٹ گیا۔ ورنہ صرف نماز ٹوٹے گی۔
فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۲۳ / ۱۰ / ۱۳۷۸ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ
مفتی خیر المدارس ملتان

لہ القہقہۃ فی کل صلوۃ فیہا رکوع وسجود تنقض الصلوۃ والوضو
عندنا کذا فی المحيط سواء کانت عمدا او نسیانا کذا فی
الخلاصۃ۔ ۱ھ (عالمگیری ج ۱ ص ۱)۔ فقط
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۲ / ۵ / ۱۴۱۰ھ

غلطی سے بچنے کے لئے سورتوں کو معین کر لینا مکروہ نہیں

ایک شخص نسیان کا مریض ہے اگر وہ یاد کرنے کی سہولت کے لئے اپنی نماز شروع کرنے سے پہلے سورتیں مقرر کر لے کہ فلاں فلاں سورۃ پڑھو گا جائز ہے یا نہیں؟
عتیق الرحمن، ۵/۴/۱۴۱۰ھ ساہیوال

الجواب صحیح

کوئی حرج نہیں ہے۔ تعین سورت اس وقت مکروہ ہے جب کہ کوئی اس اعتقاد سے متعین سورت پڑھے کہ دوسری سورتوں سے نماز اس کے نزدیک

جائز ہی نہیں ہوتی۔

کما فی الطحاوی - (ویکرہ تعین سورة قید الطحاوی الکراہۃ بما اذا اعتقد ان الصلوة لا تجوز بغيرها اما اذا لم يعتقد فلا کراہۃ ھ

(ص ۱۹۹)۔

البتہ اگر کوئی تعین سورت اس لئے کرتا ہے کہ بھولے نہیں اور پڑھنے میں آسانی ہو تو پھر اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ مراۃ الفلاح میں ہے۔

ویکرہ تعین سورة الى قوله الا یسر علیہ او تبرکاً بقراءة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا یکرہ - (طحاوی، ص ۱۹۹)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
مؤرخ ۱۳/۱۱/۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک رکعت پڑھنے کے بعد از خود یاد آنے سے کھڑے ہو کر نماز پوری کر لی تو نماز فاسد نہیں ہوئی

زید نے نماز تراویح کے دو گانے شروع کئے۔ ایک دو گانہ میں صرف ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جب دوسری طرف سلام پھیرا تو ایک مقتدی کی آواز آئی کہ ایک رکعت ہوئی ہے اتنے میں اس کو یاد آگیا کہ میں نے ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا ہے پھر فوراً سیدھا کھڑا ہو کر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا۔

امام کا قول ہے کہ میں خود یاد آنے پر کھڑا ہوا ہوں جو لوگ امام کے ساتھ چپ چاپ کھڑے ہو گئے ہیں انکی نماز ہو گئی۔ البتہ پیچھے بولنے والوں کی نماز نہیں ہوئی۔ کیا امام صاحب کی یہ بات درست ہے ؟

حافظ عبد الحق خطیب مدینہ مسجد چوک نواں شہر ملتان

الجواب

در مختار میں ہے۔ الا السلام ساھیا للتحلیل ای للخروج

من الصلوة قبل اتمامها علی ظن اکمالها فلا یفسد اھ

معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں سلام پھر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پس جن لوگوں سے اس سلام کے بعد کوئی منافی صلوٰۃ عمل (گفتگو وغیرہ) نہیں پایا گیا اور اٹھ کر انہوں نے دوسری رکعت امام کے ساتھ پڑھ لی ہے ان سب کی نماز درست ہوگئی۔ لہذا امام صاحب کا قول صحیح ہے۔

وان حصل تذکرہ من نفسه لا بسبب الفتح لا تقصد مطلقا

وكون الظاهر انه حصل بالفتح لا يؤثر بعد تحقق انه من نفسه

لان ذلك من امور الديانة اھ (شامی : ج ۱ ص ۵۸۲)۔

معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں جب امام مدعی ہے کہ میں خود یاد آنے کی وجہ سے اٹھا ہوں تو اس کا یہ قول شرعاً مقبول ہے پس نماز فاسد نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۹/۸/۱۳۹۹ھ



جیب میں ناپاک کپڑا ہوتے ہوئے نماز پڑھنے کا حکم

ایک آدمی نے نماز پڑھائی اور اس کی جیب میں ناپاک کپڑا تھا۔ آیا اس کی نماز درست ہوئی یا نہ؟ بنیوا تو جروا۔

معاف مقدار سے اگر نجاست زیادہ تھی تو نماز نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ نجاست

الجواب

کو اٹھانے والا ہے واذا امسك حبلا مربوطا به نجاسة وبقی

من عما مته طرف طاهر ولم يتحرك الطرف النجس بحركة صحت والا فلا كما

لواصاب رأسه۔ (مراقب : ص ۱۱۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

اجواب صحیح

۲۷/۵/۱۴۰۶ھ



بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

اگر امام مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہو اس طرح کہ اس کے پاؤں بھی محراب میں ہوں تو مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو کون سی کراہت ہے اور اس کے مکروہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟
 بلا غدر امام صاحب کا اس طرح کھڑا ہونا کہ ان کے پاؤں بھی محراب کے اندر ہوں مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس میں تشبہ ہے اہل کتاب کے ساتھ۔

وكره التربع (الى قوله) وقيام الامام في المحراب لاسجوده فيه
 و قد ماہ خارجہ لان العبرة للقدم مطلقا وان لم يشتبہ حال
 الامام ان علل بالتشبه وان بالاشتباہ ولا اشتباہ فلا اشتباہ في نفی الکراہۃ اھ (در مختار)
 (قوله ان علل بالتشبه الخ) قيد للکراہۃ وحاصله انه
 صرح محمد في الجامع الصغير بالکراہۃ ولم يفصل
 فاختلف المشائخ في سببها فقیل کونه يصير ممتازا عنهم
 في المكان لان المحراب في معنى بيت الخرو ذلك صنیع اهل
 الكتاب واقتصر عليه في الهدایۃ واختاره الامام السرخسی
 وقال انه الاوجه وقیل اشتباہ حاله على من في يمينه و
 يساره فعلى الاول یکره مطلقا وعلى الثاني لا یکره عند عدم الاشتباہ الخ
 وهذا کله عند عدم العذر کجمعة وعید فلو قاموا على الرفوف
 والامام على الارض او في المحراب لضيق المكان لم یکره اھ (در مختار على الشامیۃ
 ج ۱، ص ۶۰ وکذا فی المراقی، ص ۱۹۸) - فقط واللہ اعلم -

الجواب صحیح بنده عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو اس نے
 ابتداء ہی میں ہاتھ چھوڑ دیئے۔ دوسرے ابتداء میں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی لیکن آخر میں یا درمیان میں

ہاتھ چھوڑ دیئے۔ بینیۃ التوجہ فرما۔

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا مکروہ و خلاف سنت ہے۔ مراقی میں ہے۔

الجواب

« ویسن وضع الرجل یدہ الیمنی علی الیسری تحت

سرتہ لحديث علی رضا ان من السنة وضع الیمنی علی الشمال

تحت السرة « (ص ۱۲۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی ۶/۱/۱۴۰۹ھ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافاء

صفیں متصل نہ ہوں تو درمیان میں سٹک کا گزنا اقتدار سے مانع نہیں

ایک جامع مسجد کے شمالی پڑوس میں توسیع مسجد کے لئے مزید جگہ حاصل کی گئی ہے تاکہ اس میں ہال تعمیر کر کے مسجد میں شامل کیا جائے اور جمعہ وغیرہ میں جب مسجد کا موجودہ ہال پُر ہو جائے تو نمازی شمالی ہال میں کھڑے ہو کر باجماعت نماز پڑھ سکیں۔ مگر موجودہ مسجد اور مذکورہ شمالی جگہ کے درمیان شرعاً و قانوناً ایک گلی گزرتی ہے۔ جس کا نقشہ منسلک ہذا ہے۔ چونکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مذکورہ گلی شمالی ہال سے موجودہ مسجد کے امام کی اقتدار کے لئے مانع ہوگی۔ لہذا فتوے دیں کہ مذکورہ بالا صورت میں حنفی فقہ کی رو سے اقتدار جائز ہونے کی کیا صورت ہوگی ؟

المانع من الاقتداء بثلاثة اشياء منها طريق عام

الجواب

یسرفیہ العجلۃ والاوقار حکذا فی شرح الطحاوی

اذا کان بین الامام و بین المقتدی طریق أن کان ضیقاً لا یمیر

فیہ العجلۃ والاوقار لا یمنع وان کان واسعاً یمیر فیہ العجلۃ و

الاوقار یمنع حکذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ (عالمگیری ج ۱- ص ۴۵)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ اگر یہ گلی اس قدر چوڑی ہے کہ اس کے اندر بیل گاڑی وغیرہ گزر سکے تو مذکورہ گلی جواز کے لئے مانع ہوگی ورنہ نہیں۔ البتہ اگر بوقت نماز صفیں گلی میں بھی کھڑی ہوتی ہیں اور صف شمالی ہال تک گلی میں سے ہو کر متصل ہو تو پھر ہال میں کھڑے ہونے والوں کی اقتدار درست ہوگی

عالمگیری میں ہے - ۱۳ - ص ۴۵ -

هذا اذا لو تكن الصفوف متصلة على الطريق اما اذا اتصلت الصفوف لا يمنع الاقتداء -

انجواب صحیح
فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی - ۲۳ / ۱۰ / ۱۳۹۲ھ

جس کمرے میں تصاویر ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

ایک بزرگ سے سنا ہے کہ جس کمرے میں ذی روح کی تصاویر ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیا یہ درست ہے ؟ اور یہ کراہت کس درجہ کی ہے ؟

یہ درست ہے جس کمرے میں تصاویر ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے - سب سے زیادہ کراہت اس صورت میں ہے جب تصویر نمازی کے سامنے ہو - پھر اس صورت میں جب سر کے اوپر والی جانب میں ہو - پھر جب دائیں یا بائیں دیوار وغیرہ پر ہو - اور جب نمازی کی پشت کی طرف ہو تو پہلے درجوں سے کراہت کم ہوگی - اگر کسی پردے وغیرہ کے پیچھے چھپی ہوئی ہو یا صندوق وغیرہ میں ہو تو اس سے نماز میں تو کراہت نہیں آنے کی لیکن تصاویر کا گھر میں ہونا ٹھیک نہیں -

وأن يكون فوق رأسه أو بين يديه أو بحدائه يمنة أو يسرة أو محل سجوده تمثال ولو في وسادة منصوبة لا مفروشة و
اختلف فيما اذ كان التمثال خلفه ولا ظهر الكراهة ولا يكره
لو كانت تحت قدميه أو محل جلوسه لأنها مهانة أو في
يده عبارة الشمني بدنه لأنها مستورة بثيابه أو على خاتمه
بنقش غير مستبين قال في البحر ومفاده كراهة المستبين لا
المستتر بكيس أو صورة أو ثوب آخر اه (درمختار) -
وفي البحر قالوا واشدها كراهة ما يكون على القبلة أمام
المصلي ثم ما يكون فوق رأسه ثم ما يكون عن يمينه

و يساره على الحائط ثم ما يكون خلفه على الحائط والستر اه
 (شامية ج ۱: ص ۶۰۶: وكذا في العالمگیریة: ج ۱، ص ۵۶ وكذا
 فی قاضی خان: ج ۱، ص ۵۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۳، ۱۲، ۱۴۱ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سلام کے متصل بعد اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنے کا التزام

فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر یا کلمہ یا کوئی ذکر اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو باحوالہ تحریر فرمائیں۔ اور اگر ناجائز ہے تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس روایت کا کیا مطلب ہے، جس میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر اور تکبیر ہوتی تھی۔ باحوالہ فتویٰ صادر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں؟
 المستفتی قاری سیف اللہ خالد قادری لاہور

نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کا التزام کرنا افراد یا اجتماعاً ہو، کئی وجوہ سے ممنوع ہے۔ یہی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ تودہ صلوة مجاہدین پر محمول ہے۔ اگر اس کا مصداق عام نماز ہی ہو تو بالاجماع یہ روایت منسوخ ہے۔

ذكر الامام الحسن بن بطال رحمه في شرح البخاري لما اذا تكلم على حديث ابن عباس رضي الله عنه فقال يحتمل ان يكون اراد به المجاهدين فان كان كذلك فهو الى الان وعليه العمل وهو ان المجاهدين اذا صلوا الخمس فيستحب لهم ان يكبروا جهرا يرفعون اصواتهم ليرهبوا العدو قتال فان لم يحمل على هذا فيكون منسوخا بالاجماع قال لانه لا يعلم احد من العلماء يقول به والاجماع لا يحتج

علیہ۔ انتہی۔ (المدخل، ج ۱: ص ۹۱)؛ عالمگیری، ج ۵: ص ۳۵۳

فتاویٰ بزازیہ: ج ۳: ص ۳۷۷۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان: ۲۵، ۲، ۱۴۰۸ھ



رو مال بغیر باندھے سر پر ڈال کر نماز پڑھنا

سر پر چو کپڑا لیا ہوا ہو اگر اس کی دونوں اطراف سینے پر لٹک رہی ہوں تو اس سے نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

قاری محمد رمضان، ۵، ۵، آر: ساہیوال

اگر کپڑا سر پر باندھا ہوا ہو اور زائد اطراف دونوں طرف لٹک رہی ہوں تو یہ مکروہ نہیں۔ اور اگر کپڑا سر پر ویسے ہی ڈالا ہوا ہو اور اس کی اطراف سینے پر لٹک رہی ہوں تو یہ مکروہ ہے۔

الحمد للہ

وكره سدل ثوبه اى ارساله بلا لبس معتاد اه (درمختار)۔

(قوله اى ارساله بلا لبس معتاد) قال فى شرح المنية السدل هو

الارسال من غير لبس ضرورة ان ارسال ذيل القميص ونحوه

لا يسمى سداً اه

ودخل فى قوله ونحوه عذبة العمامة وقال فى البحر وفسره

الكونى بان يجعل ثوبه على رأسه او على كتفيه ويرسل

اطرافه من جانبه اذا لم يكن عليه سراويل اه

فكراهته لاحتمال كشف العورة وان كان مع السراويل

فكراهته للتشبه باهل الكتاب فهو مكروه مطلقا وسواء كان

للخيلاء اولغيره اه (شامى: ج ۱: ص ۵۹۸)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

سوئے ہوئے آدمی کی طرف سُرخ کر کے نماز پڑھنا

بعض اوقات جبکہ کی تنگی کی وجہ سے گھر میں ایسی جگہ نماز پڑھنی پڑتی ہے جہاں آگے کوئی سویا ہوا ہوتا ہے۔ کیا یہ درست ہے ؟

المستفتی قاری محمد رمضان، ساہیوال

اگر سوئے ہوئے کی وجہ سے توجہ ہٹنے کا اندیشہ نہ ہو تو بلا کراہت درست ہے

الجواب

ولا يكره صلاة الى ظهر قاعد او قائم ولو يتحدث

الا اذا خيف الغلط بحديثه اهـ (در مختار)۔

(قوله الى ظهر قاعد) قيد بالظهر احتراماً عن الوجه فانها تكره اليه كما مروى في قوله يتحدث ايماء الى انه لا كراهة لو لم يتحدث بالاولى ولذا زاد الشارح ولو وفي شرح المنية أفاد به نفى قول من قال بالكراهة بحضرة المتحدثين وكذا بحضرة النائمين وما روى عنه عليه الصلوة والسلام لا تصلوا خلف نائم ولا متحدث فضعيف وصح عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من صلاة الليل كلها وأنا معترضة بينه وبين القبلة فاذا أراد ان يؤتر أيقظني فاوترت روياه في الصحيحين وهو يقتضى انها كانت نائمة وما في مسند البزار ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نهيت ان اصلى الى النيام و المتحدثين فهو محمول على ما اذا كانت لهم اصوات يخاف منها التغليب او الشغل وفي النائمين اذا خاف ظهور شئ يضحكه (شامخ ج ۱: ص ۴۸۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا، ۱۱/۱۲/۱۴۱۱ھ

نماز پڑھنے والے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا

ایک امام فرض نماز پڑھنے کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں کوئی مقتدی اگر سامنے نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے اور امام صاحب سے کہے کہ اپنا رخ تبدیل کر لیں۔ تو امام صاحب اپنا رخ نہیں بدلتے بلکہ حَضَرَتْ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَالِشَہ صَدِیقَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ پختہ کی رو سے ناجائز ہے۔ ازراہ کرم حدیث کی رو سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں ۶

محمد لطف اللہ خاں ۲۵۳ / بی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو آگے بیٹھے ہوئے کو اس کی طرف منہ نہیں کرنا چاہئے

جیسا کہ حافظ اکھنڈ امام عبد الرزاق بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر نقل کیا ہے۔

رای عمر رضی رحلاً یصلی ورجلاً مستقبلہ فاقبل علی ہذا وقال

تصلی و ہذا مستقبلک واقبل علی ہذا بالدرة قال استقبلہ

وہو یصلی۔ (مصنف عبد الرزاق : ج ۲ ، ص ۳۸)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۲ / ۸ / ۱۴۰۴ھ

قبر زمین کے برابر کر دی گئی ہو تو اس جگہ پر نماز پڑھنے کا حکم

چند دن ہوئے ایک سید صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔ ان کو مسجد کے ایک حجرہ میں دفن کر دیا جب کہ وہ جگہ خارج از مسجد ہے اور اس قبر سے چھ گز کے فاصلہ پر چھ عدد قبریں اور ایک مزار بھی موجود ہے۔ جس جگہ سید صاحب کو دفن کیا گیا ہے وہ جگہ نہ تو مسجد کی جگہ میں آتی ہے اور نہ ہی پاؤں والی جگہ میں۔ اور جب کہ قبر بھی مہوار ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں نماز نہیں ہوتی برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں فتوے صادر فرمائیں ۶

مذکورہ قبر کو زمین کے برابر کر دیا گیا ہے تو اب وہاں نماز وغیرہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حفر فدفن فیہ اٰخر میتا فهو علی ثلاثہ اوجہ ان الارض
للحافر فله نبشہ وله تسویته الخ وان وقف فکذا لک الخ
وفی الشامیۃ هذا لو وقفت للدفن فلو علی مسجد للزرع والغلة
فکا المملوكة ۱ھ (ص ۱۲۴ : ج ۵) - فقط واللہ اعلم -
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۴ / ۱۰ / ۱۴۰۴ھ

معمولی انحراف عن لقبہ مفسد نہیں

- ۱ : کیا نماز سمتِ کعبہ سے پنیالیس ڈگری انحراف تک ہو جاتی ہے ؟
- ۲ : جب کہ نماز کے فرض میں سے ایک فرض یہ بھی ہے کہ منہ کا رخ سمتِ قبلہ ہونا چاہئے۔
- ۳ : سمتِ قبلہ اگر صحیح معلوم ہو جائے تو انحراف قصداً کہاں تک جائز ہے۔
- ۴ : اگر مسجد صحیح رخ پر تعمیر نہ ہوئی ہو تو صحیح سمت معلوم ہونے پر اس کی صف بندی بند لعیہ خطوط درست کر لینی چاہئے یا مسئلہ مذکورہ بالا کو جواز بنا کر اسی غلط رخ پر نماز پڑھنا کہاں تک شرعاً درست ہے۔
- ۵ : جب کہ نمازی کو یہ معلوم ہو کہ رخ صحیح نہیں ہے۔ کیا اس کی نماز صحیح ہو جائے گی۔
- ۶ : اگر مقتدی اپنا رخ تو صحیح سمت کرے اور امام صاحب کا رخ صحیح سمت سے ہٹا ہوا ہو تو کیا مقتدی کی نماز اس طرح ہو جائے گی یا نہیں ؟

المفتی قاری محمد رمضان : ۵ : ۵ : آر ساہیوال

الجواب عن الكل
جس درجہ تک شریعت نے انحراف کی گنجائش رکھی ہے اس کے اندر اندر جو نماز ادا کی جائے گی وہ صحیح سمتِ قبلہ کی طرف ہی شمار ہو گی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ بلا تکلف جس حد تک اہتمام ہو سکے اس میں کمی نہ کی جائے۔ لیکن اس کیلئے

بہت زیادہ تکلف کرنا اور اسی کو موضوع بحث بنائے رکھنا درست نہیں۔ اگر امام کا رخ دائرہ اجازت کے اندر ہے تو وہ صحیح ہی شمار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۰ / ۱۰ / ۱۴۰۷ھ

آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا نماز میں قرأت کے دوران بسا اوقات آنکھیں بند کر لیتا ہوں اس سے نماز میں کراہت تو نہیں آتی ؟

سائل محمد قاسم، بستی عثمان والی، بہاولنگر
 در مختار میں مکروہات صلوٰۃ میں لکھا ہے کہ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر سامنے کوئی ایسی چیز ہو جس کی وجہ سے اندیشہ ہو کہ آنکھیں کھل رکھنے میں مکمل خشوع نہیں ہوگا تو بند کر سکتے ہیں۔

وتغميض عينيه للنهي الالكمال الخشوع - ۱ھ (در مختار)۔
 (قوله للنهي) اي في حديث اذا قام احدكم في الصلوة فلا يغمض عينيه رواه ابن عدي الا ان في سنده من ضعف وعلل في البدائع بان السنة ان يرمي بصره الى موضع سجوده وفي التغميض تركها ثم الظاهر ان الكراهة تنزيهية كذا في الحلية والبحر وكأنه لان علة النهي ما مر عن البدائع وهي الصارف له عن التحريم۔

(قوله الالكمال الخشوع) بان خاف فوت الخشوع بسبب رؤية ما يفرق الخاطر فلا يكره بل قال بعض العلماء انه الاولى وليس ببعيد حلية وبحر (شامی، ج ۱، ص ۴۷۷)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۹ / ۱ / ۱۴۱۱ھ

محاذات مفسدہ کی شرائط

مندرجہ ذیل صورتوں میں نماز کے فساد و عدم فساد کے متعلق آگاہ فرمائیں۔

۱: زید تنہا نماز پڑھتا ہے اور ایک عورت خواہ محرم ہے یا غیر محرم اور اجنبی ہے۔ زید کے پیچھے نماز پڑھنے میں مشغول ہے مگر سجدہ کی حالت میں عورت کا سر زید کے پاؤں کے قریب ایسا پڑتا ہے کہ لگنے کے قریب ہے مگر لگتا نہیں۔

۲: اسی صورت میں سجدہ کی حالت میں اگر عورت کا سر زید کے پاؤں کو لگتا ہے تو کیا حکم ہے۔

۳: ایک عورت خواہ محرم یا غیر محرم، اجنبی یا غیر اجنبی تنہا نماز پڑھتی ہے۔ اور زید اس کے پیچھے تنہا نماز پڑھتا ہے مگر سجدے کی حالت میں زید کا سر مذکورہ عورت کے پاؤں کے قریب ایسا پڑتا ہے کہ لگنے کے قریب ہے مگر لگتا نہیں۔

۴: اگر اسی صورت میں زید کا سر اس کے پاؤں کو لگ گیا تو کیا حکم ہے۔

۵: زید تنہا نماز پڑھتا ہے ایک عورت خواہ محرم ہو یا غیر محرم، اجنبی ہو یا غیر اجنبی زید کے عین برابر کھڑی ہو گئی اور بیچ میں معمولی فاصلہ ہے مگر جسم کا کوئی حصہ ایک دوسرے کو مس نہیں کرتا۔ اگرچہ چادر یا قمیص کا دامن ایک دوسرے کو مس کرتا ہے اور سجدے کی حالت میں دونوں کے سر بالکل مساوی صورت میں پڑتے ہیں۔

۶: بعینہ صورت نمبر ۵ کے مطابق اگر دونوں کے جسم کا کوئی حصہ مثلاً گھٹنے وغیرہ کا مس ہو جائے تو کیا حکم ہے۔

۷: اگر یہ تمام صورتیں نماز کو فاسد کرنے والی ہیں تو ایسی حالت میں نماز کی صحیح پوزیشن کا ذکر کیجئے تاکہ نماز کے فساد اور غیر فساد سے مکمل علم حاصل ہو جائے۔

نوٹ: نماز باجماعت کی صورت میں مرد اور عورت کیا پوزیشن اختیار کریں کہ جس سے دونوں کی نماز میں فساد نہ آئے جب کہ دونوں ایک امام کے مقتدی ہوں؟

الحمد للہ علی کل محاذاتِ مرآة (عورت) چند شرطوں کے تحت مفسدہ صلوٰۃ ہے۔
۱: محاذات یعنی عورت کے قدموں کے مرد کا کوئی عضو محاذی ہو جائے۔

۲: رکوع و سجدہ والی نماز ہو۔

- ۳ : عورت عاقلہ بالغہ ہو۔
 - ۴ : تحریم اور ادا کے لحاظ سے مرد و عورت میں اشتراک ہو۔
 - ۵ : امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو۔
 - ۶ : ایک رکن کامل میں محاذات ہو۔
 - ۷ : جہت بھی متحد ہو۔
 - ۸ : مکان ایک ہو۔
 - ۹ : بلا حائل ہو۔
 - ۱۰ : مرد نے اسے ہٹنے کے لئے اشارہ نہ کیا ہو۔ وغیرہ ذلک۔
- تنہا تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں محاذات مفسدہ صلوٰۃ نہیں۔ مس نہیں ہونا چاہئے۔ جماعت کی صورت میں عورت کو پیچھے اس طرح کھڑا کیا جائے کہ عورت کا کوئی عضو مرد کے کسی عضو کے محاذات میں نہ آئے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی ۴ / ۴ / ۸۱۴۰ھ

اجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نماز میں دُعا اور دو میں مانگی تو نماز کا حکم

زید نے صلوٰۃ الکسوف میں سجدہ طویل ہونے کی وجہ سے تسبیح کے علاوہ بھول کر اپنے گناہوں کی بخشش میں مشغول ہو گیا اور پنجابی یا اردو میں تین کلمات یا اس سے زیادہ کہہ دیئے کیا اس کی نماز ہوئی یا اعادہ واجب ہے۔ آیا اس پر کوئی گناہ تو نہیں؟

نماز ہو گئی اور کوئی گناہ نہیں۔ وظاہر التعلیل ان الدعاء بخیر العربیۃ
خلاف الدولی وان الکواہتہ تنزیہیۃ ہذا (شامی ج ۱ ص ۴۸۶)۔

لیکن چونکہ صورت مسئلہ میں نسیاناً ایسا ہوا لہذا اگر امت بھی نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا - ۱ / ۴ / ۸۱۴۰ھ

مسجد اور مقتدیوں کے درمیان وسیع پلاٹ حائل ہو تو اقتدار درست نہیں

عید الاضحیٰ کی نماز مدرسہ میں ادا کی گئی مسجد کا مال اور برآمدہ پر ہو گیا لیکن بارش کی وجہ سے مسجد کا صحن اور اس سے ملحقہ وسیع پلاٹ خالی پڑا رہا اور سینکڑوں لوگوں نے مشرقی کمروں میں اقتدار کی ان کی اقتدار درست ہوئی یا نہیں؟

حافظ گلزار احمد

اشرف المدارس مسجد آزاد چنیوٹ

مشرقی کمروں میں کھڑے ہونے والوں کی اقتدار درست نہیں۔ لہذا ان کے نماز نہیں ہوئی۔

وفي التنوير ويمنع من الاقتدار (صف من النساء) وطريق
تجرى فيه عجلة او نهى تجرى فيه السفن او خلا في
الصحراء يسع صفين اه (شامية : ج ۱ : ص ۲۱۱) -
فقط والله اعلم

احقر محمد نور عفا الله عنه

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۸، ۱۲، ۱۳۹۸ھ

بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الانصار

ام قعدہ اخیرہ کئے بغیر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لے تو سب کے فرض ختم ہو گئے

۱۔ کوئی سنت ترک ہو جانے سے یا کسی وہم کی وجہ سے اگر کوئی سجدہ سہو کرے تو مکروہ تنزیہی ہے اور نماز ہو جاتی ہے۔ (عزیز الفتاویٰ)

۲۔ امام چوتھی رکعت پر بیٹھے یا بغیر بیٹھے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اگر امام چوتھی رکعت پر بیٹھے کر کھڑا ہو رہا ہے تو مسبوق منتظر ہے اگر وہ لوٹ آئے تو اس کے سلام تک رہے ورنہ اپنی نماز پوری کر لے اور اگر وہ چوتھی رکعت پر نہیں بیٹھا تو ابھی انتظار کرے۔ اگر پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آئے تو بھی سلام تک رہے اور اگر لوٹا تو سب کی نماز باطل ہو

ہو گئی۔ (امداد الفلوی)۔

۳: اگر امام پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوا اور مسبوق نے اس کا اتباع کیا تو اگر امام قعدہ اخیرہ کے کھڑا ہوا ہے تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر امام چوتھی رکعت پر نہیں بیٹھا ہے تو مسبوق کی نماز اس وقت تک فاسد نہ ہوگی جب تک امام پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کر لے۔ بعد پانچویں رکعت کے سجدہ کے امام اور مسبوق اور دوسرے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو کر نفل ہو جائے گی۔ (عالمگیری)۔

۴: امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق سجدہ سہو کے سلام میں شرکت نہ کرے صرف سجدہ کرے اور اگر بے علمی سے یہ سمجھتا رہا کہ مجھے امام کے ساتھ سلام پھیرنا ضروری ہے۔ اور سلام میں بھی شرکت کرتا رہا تو ایسی نمازوں کی قضا کرے۔ (درود شامی)

الف: اگر محررہ بالا مسائل صحیح ہیں تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام چوتھی رکعت پر بیٹھ گیا بغیر بیٹھے پانچویں رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا تو دونوں صورتوں میں مسبوق اس کی اتباع نہ کرے بلکہ خاموش بیٹھا رہے اگر وہ پانچویں رکعت کے سجدے سے پہلے لوٹ آئے تو اس کے ساتھ سجدہ سہو کر کے آخری سلام شروع ہونے پر کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کر لے۔ کیا یہ مطلب صحیح ہے؟

ب: جبکہ مسبوق امام کا ساتھ چھوڑ کر اپنی نماز پوری کر سکتا ہے۔ تو اگر اس کے نماز پوری کر لینے کے بعد ادھر امام کی وہ نماز فاسد ہو جائے یا فرض کی بجائے نفل ہو جائے تو مسبوق کی فرض نماز درست رہے گی؟

ج: اگر امام (قعدہ اخیرہ کرنے کی صورت میں) پانچویں رکعت پڑھ کے اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کر لے تو امام کی اور (اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی نماز پوری کر لینے والے) اس مسبوق کی فرض نماز درست ہو جائے گی؟

الف: یہ مطلب صحیح ہے۔

الحاج

ب: اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو گیا اور پانچویں کا سجدہ بھی کر لیا تو مسبوق کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کر لے اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور اگر امام بدون قعدہ اخیرہ کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو ایسی صورت میں مسبوق کے فرض نہیں ہوں گے۔ جب کہ امام کے

فرض فاسد ہو گئے یا نفل ہو گئے۔ تو اس کی اقتدار کرنے والوں کے خواہ وہ مدرک ہوں، خواہ مسبوق ہوں فرض ادا نہیں ہوں گے۔

ج : ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۱۳/۱۰/۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ رئیس الافکار۔

محاذات مفسدہ میں قدم عورت کا اعتبار ہے نہ کہ دوسرے اعضا کا

بہشتی گوہر باب مفسداتِ صلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی نماز جاتی رہے گی۔ (در مختار، وشامی و بجر)

نیز متعدد فتاویٰ سے معلوم ہوا ہے کہ عورت اور مرد کے قدم کا اعتبار ہے۔ قدم کے علاوہ کسی اور عضو کے برابر ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پس اگر عورت مرد کے قدم سے (پچھے) کچھ ہٹ کر شامل ہوئی، اگرچہ عورت کے بعض اعضاء رکوع و سجود کی حالت میں مرد کے قدم یا کسی اور عضو کے محاذی ہو گئے تو اس سے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (شامی)

الف : ان دونوں میں سے کون سے قول کو ترجیح ہے ؟

ب : اگر نماز باجماعت پڑھتے ہوئے مرد کے کسی عضو کے ساتھ عورت کے کسی عضو کے لگ جانے سے شہوت پیدا ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی ہوگی ؟

ج : اگر رکن بھر سے کم لگے تو کیا حکم ہے مکروہ تحریمی یا تنزیہی ؟

الف : علامہ شامی نے نہایہ، قاضی خان، سراجیہ وغیرہ کی تحقیق کے مطابق اسی قول کو اختیار کیا ہے کہ محاذات میں قدم عورت کا اعتبار ہے اگر یہ مرد کے کسی عضو کے محاذی ہو گیا تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی ورنہ نہیں۔

الجواب صحیح

فمساواة غیرتد مہا لعضوہ غیر مفسدة۔ (شامی ج ۱ : ص ۴۲)۔

قاضی خان کا جزئیہ اس بارے میں بالکل واضح ہے۔ ”المرأة اذا صلت مع زوجها

فی البیت ان کان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتهما
بالجماعة وان کان قدمها خلف قدم الزوج الا انها طویلة
تقع رأس المرأة فی السجود قبل رأس الزوج جازت صلاتهما
لان العبرة للقدم اه (کذا فی الشامیة عن النہایة : ج ۱ ص ۴۲)

ب : نماز فاسد نہیں ہوگی جب کہ درمیان میں کپڑا حائل ہو۔ مثلاً عورت کا سر (دوپٹہ اوڑھے ہوئے)
مرد کے پاؤں سے لگ گیا لیکن مرد کو چاہئے کہ جب ایسا خیال آنے لگے تو فوراً پاؤں کو دور کر لے
ورنہ کراہت تحریمی ہوگی۔

ج : مرد اگر فوراً اپنے پیر کو دور کر لے تو کراہت نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۱۳ / ۱۰ / ۱۳۹۳ ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

زمین کثیرتین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ہے یا تین دفعہ سبحان ربی العظیم کہنے کی

اصلی بہشتی زیور میں ہے کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران کھل جائے
اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی۔ ۱ھ : ج ۲ ص ۱۲۔
اس مسئلہ میں قابل تحقیق امر یہ ہے کہ زمین کثیر کی مقدار تین بار سبحان اللہ کہہ سکنا صحیح ہے یا نہیں ؟
استفتیٰ محمد زہر

مدیر ماہنامہ ”الخیر“ خیر المدارس ملتان

منحۃ الخالق سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین تسبیحات رکوع یا سجدے والی

الجواب صحیح

ہیں۔ ”وقدر الکثیر ما یؤدی فیہ رکن ای بسنتہ

کما قیدہ فی المنیۃ قال شارحہا ابن امیر حاج ای بما لہ من

السنة احب ما هو مشروع فیہ من الکمال السنی کالتسبیحات

فی الرکوع والسجود مثلاً وهو تقييد غریب و وجهہ قریب

ولم اقف على التقييد بكونه قصيرا او طويلا اه اى تقييد
الركن اى هل المراد منه قدر ركن طويل بسنته كالقعود
الاخير او القيام المشتمل على القراءة المسنون او قدر ركن
قصير كالركوع او السجود بسنته اى قدر ثلاث تسبيحات
وبالتالى حزم البرهان ابراهيم الحلبي فى شرح المنية حيث قال وذلك
مقتدار ثلاث تسبيحات اه فأفادت المراد اقصر ركن
وكأنه لانه الاحوط والله اعلم - (منحة الخالق حاشية بحر
الرائق : ج ۱ : ص ۲۰۲ مطبوعه كؤنطه)۔

کبیری میں ہے۔

وان انكشف عضو هو عورة فى الصلوة فستر من غير لبث لا
يضره ذلك الانكشاف ولا يفسد صلوته لان الانكشاف
الكثير فى الزمان القليل عضو كالانكشاف القليل فى الزمن
الكثير وان اذى معه - اى مع الانكشاف ركنا كالقيام
وان كان فيه او الركوع او غيرهما يفسد ذلك الانكشاف
صلوته وان لم يؤد مع الانكشاف ركنا ولكن مكث مقتدارا
اى زمن يؤدى فيه ركنا بسنته وذلك مقتدار ثلاث تسبيحات
فلم يستر ذلك العضو فسدت صلوته عند الجحيفة و واجب
يوسف و خلافا لمحمد و اه (كبرى : ص ۲۱۳)۔

الغرض من غلبہ، کبیری، منحة الخالق وغیرہ کی عبارات سے بندہ کے فہم نارسا میں جو تحقیق آتی ہے وہ
یہ ہے کہ اپنے ائمہ ثلاثہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ”انکشاف عورة، قیام علی النجاسة
تقدم علی الامام اور ان کے دیگر نظائر کا زمانہ قلیل کے لئے پایا جانا دفع مخرج کی غرض سے
معاف ہے۔ ہاں یہ امور زمین پر کثیر کے لئے باقی رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

زمین کثیر کی تحقیق زمین کثیر امام محمد کے نزدیک یہ ہے کہ اسی حالت انکشاف وغیرہ میں
بالفعل ایک رکن ادا کر لیا ہے اور شیخین کے نزدیک ادائیگی بالفعل ضروری ہے۔

نہیں۔ بلکہ ادائیگی بالفعل یا اتنا وقت جس میں ادا لے رکن ہو سکے زمین کثیر ہے۔ اب چونکہ ارکان صلوٰۃ بعض طویل ہیں۔ کالقعود الاخیر اور بعض قصیر ہیں کالرکوع والسجود تو تحقیق مذہب شیخین کے لئے اس کی تشریح ضروری ہوئی۔ کہ رکن طویل کی ادائیگی بالقوة کا زمانہ معتبر ہے یا رکن قصیر کی ادائیگی کا۔ تو حضرات فقہاء نے احتیاطاً احتمال ثانی کو لے لیا ہے۔ فأفاد ان السواد اقصر رکن وکانہ لکنہ الاحوط اھ (منحۃ)۔ اور اقصر رکن سے مراد رکوع و سجدہ ہیں جیسا کہ ابن امیر حاج کی عبارت میں مصرح ہے جو بحوالہ منہ الخالق پہلے لکھی جا چکی ہے۔ لیکن اس تشریح کے باوجود مذہب شیخین میں ابھی ابہام باقی ہے کیونکہ قصیر رکن مثلاً رکوع کی ادائیگی کی تین صورتیں ہیں۔

۱ : درجہ فرض و رکنیت میں ادائیگی۔

۲ : تعدیل و اطمینان واجب سے ادائیگی۔

۳ : رکوع کے ذکر سنون و مشروع کے ساتھ ادائیگی۔

ان احتمالات میں سے حضرات فقہاء نے احتمال ثالث کو متعین فرما دیا ہے۔ درمختار اور شامی میں ہے۔ ای بسنة كما قيده في المنيّة اھ اس تفصیل و تشریح مذہب شیخین سے یہ محقق و منقح ہوا کہ زمین کثیر اتنا وقت ہے کہ جس میں رکوع یا سجدہ ان کے ذکر سنون و مشروع کے ساتھ ادا کیا جاسکے اور یہ تین مرتبہ تسبیحات رکوع یا سجدہ کہہ سکنے کا زمانہ ہے۔ کیونکہ رکوع اور سجدہ کا ذکر سنون و مشروع تسبیحات رکوع و سجدہ ہیں نہ کہ ”سبحان اللہ“ پس رکوع کو اس کے ذکر سنون و مشروع کے ساتھ ادا کرنے کا زمانہ تین بار سبحان رب العظیم کا زمانہ ہی ہو سکتا ہے پس یہی زمین کثیر ہے۔ نماز کے بارے میں خود مصلیٰ کے لئے تسبیح کا لفظ جو عموماً ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد یہی تسبیحات رکوع و سجدہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ نماز میں یہی تسبیح مشروع ہے۔ سنن صلوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

والتسبيح فيه ثلاثا - سجدے کے متعلق فرماتے ہیں والتسبيح فيه ثلاثا - (درمختار)۔ مراد یہی مخصوص تسبیح ہے۔

تعدیل ارکان و اطمینان کے متعلق فرماتے ہیں۔

ای تسکین الجوارح قدر تسبیحة فی الركوع والسجود اھ (درمختار)

وقال في العناية ومقدار الطمانينة بمقدار تسبیحة اھ

وفى شرح الوقاية وقدر بمقدار تسبیحة -
 ان عبارات سے مراد تسبیح رکوع یا سجدہ ہے نہ کہ سبحان اللہ - کما قال
 فى عمدة الرعاية اى قدر الاطمینان الواجب بمقدار
 تسبیحة واحدة من تسبیحات الركوع والسجود - اه
 (حاشیہ سعیدی : ص ۱۶۳) -

پس اسی طرح اس مقام پر بھی ثلاث تسبیحات سے مراد تسبیحات رکوع و سجدہ ہی ہوں گی
 لہذا اس سے عموم مراد لیتے ہوئے اکتفاء علی الادنی (یعنی سبحان اللہ) کرنا محل نظر
 ہے - نیز سبحانہ یا سبحانک - سبحان اللہ سے بھی مختصر ہے - پھر یہ کیوں نہ
 مراد لیا جائے -

تفصیل بالا سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ادائے رکن کو تین تسبیحات رکوعی یا سجود کی کے ساتھ مقدر
 کرنا کس بنیاد پر ہے اور ان میں کیا ربط ہے - مخفی نہیں کہ یہ ربط تسبیح رکوعی و سجود کی کے ساتھ تو موجود
 ہے - لیکن تین بار سبحان اللہ سے اس کا کوئی ربط نہیں - سبحان اللہ کسی رکن صلوٰۃ
 میں فرض نہ واجب نہ سنون و مشروع ہے -

حاشیہ طحطاوی علی الدر میں قدر اداء رکن بسنتہ کو ایک بار
 سبحان اللہ سے مقدر کیا گیا ہے گو اس میں بھی کلام ہے لیکن اس کے باوجود یہ تقدیر ادائے رکن
 بسنتہ کے بارے میں مؤثر نہیں - کیونکہ اقصر رکن کی درجہ کیفیت میں ادائیگی کے لئے کوئی ذکر فرض
 یا واجب نہیں - لہذا اس درجہ کی تقدیر کے لئے خارج سے کسی ذکر کی طرف احتیاج ہو سکتی ہے
 مگر ادائے رکن بسنتہ جس کی تشریح و توضیح ابن امیر حاج کی عبارت میں اس تفصیل سے موجود ہے -

بسنتہ اى بجاله من السنة اى بما هو مشروع فيه من

الکمال السنی کالتسبیحات فی الركوع والسجود مثلاً اه

(منحة الخالق ۱ ص ۲۷۲)

اسے مقدر کرنے کے لئے سبحان اللہ کی کیا حاجت ہے جبکہ تصریح موجود ہے کہ یہ
 تسبیحات رکوع و سجود سے مقدر ہوگا - اور یہی تسبیحات ان ارکان میں سنون و مشروع ہیں -
 الحاصل عبارات بالا کا مقتضاء یہ ہے کہ مقدار تین تسبیح رکوع یا سجود سے زمین کثیر مقدر کیا

جائے نہ کہ تین بار سبحان اللہ کے ساتھ۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان۔ ۱ / ۱ / ۱۳۹۵ھ

یہ استفتاء مع جواب حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں
بغرض تحقیق و تصویب بھیجا گیا۔ حضرت والا رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت
مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے درج ذیل جواب رقم فرمایا۔
احقر محمد انور مرتب خیر الفتاویٰ

گرامی خدمت حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب مدظلہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں۔ آمین۔
حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے پہلے غور طلب فتاویٰ کا ایک ہتھیلا الگ رکھا ہوا تھا۔
جو حادثہ وفات کے ہنگامے میں بے جا رکھا گیا۔ اور مدت مدید کے بعد دستیاب ہوا۔ اس میں آنجناب
کا یہ مکتوب بھی تھا۔ اب یہ احقر کے سامنے آیا۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی سے تو اب محرومی
ہو چکی ہے۔ لیکن جہاں تک احقر نے آنجناب کی تحریر پر غور کیا وہ نہایت موجب معلوم ہوئی۔ احقر اس
سے پوری طرح متفق ہے۔ البتہ احتیاطاً اس مسئلے کو دوسرے اہل علم کی مجلس میں رکھ کر اگر اس کی تصویب
ہو گئی تو اس موضوع پر امداد الفتاویٰ کی جلد اول میں جو حاشیہ احقر نے لکھا ہے انشاء اللہ اس
میں ترمیم کر دوں گا۔ والسلام

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

دارالعلوم کراچی ۱۲ : ۱۲ / ۳ / ۱۴۰۰ھ

مسئلہ مسئلہ میں آپ کی تحقیق صحیح ہے آپ کیلئے دل سے دعا کرتا ہوں اور اپنے لئے دعا جو ہوں۔
فقط والسلام علیکم ؛
رشید احمد عفا اللہ عنہ

دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی۔ ۱۳ محرم ۱۳۹۵ھ

استفتاء ہذا کی تکمیل کے بعد ایک محترم علمی شخصیت نے توجہ دلائی کہ مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے بھی ”تعلیم الاسلام“ میں زمین کثیر کی مقدار تین بار سبحان رب العظیم کہہ سکتا تحریر فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک ”تعلیم الاسلام“ سے وہ سوال و جواب بلفظ منقول ہے۔

سوال : اگر ستر کا کوئی حصہ بلا قصد کھل جائے تو کیا حکم ہے ؟
جواب : اگر چوتھائی عضو کھل جائے اور اتنی دیر کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان رب العظیم کہہ سکے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اگر کھلتے ہی فوراً ڈھانک لیا تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ (تعلیم الاسلام، ص ۷۵)

کتنی مالیت کی چیز ضائع ہو رہی ہو تو نماز توڑنا درست ہے

بہشتی زیور میں ہے۔

”جب ایسی چیز کے ضائع ہونے یا خراب ہو جانے کا ڈر ہو جس کی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لئے نماز کا توڑ دینا درست ہے“ ج ۲ ص ۲۷ -

کیا اب بھی یہی حکم ہے کہ اتنی مالیت کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ سکتے ہیں ؟
اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک درہم کی مالیت کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو نماز توڑ دینا درست ہے۔ تالیف بہشتی زیور کے وقت درہم کی مالیت تین چار آنے تھی کیوں کہ چاندی کا بھاؤ تقریباً ایک روپیہ تولہ تھا اور درہم کا وزن تقریباً تین ماشہ ایک رتی تھا۔ لیکن اب چاندی منگی ہے تو اب کے بھاؤ میں تین ماشہ ایک رتی چاندی کی قیمت لگائی جائے گی۔ مثلاً اگر چاندی کا نرخ بیس روپے تولہ ہو تو درہم کی مالیت تقریباً سو پانچ روپے ہوگی۔ پس اتنی قیمت کی چیز ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ دینا درست ہوگا

رجل قام الى الصلوة فسرقة منه شيء قيمته درهم له ان

يقطع الصلوة ويطلب السارق سواء كانت فريضة او تطوعا

لائ الدرهم مال - (عالمگیری، ج ۱ ص ۵۷) -

فقط واللہ اعلم بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان : ۲ / ۲ / ۱۴۰۲ھ

ما يتعلق بالسنة والنوافل

عشاء کی دو سنتوں اور وتروں کے درمیان دو نفل کا ثبوت

عشاء کے چار فرضوں کے بعد دو سنتوں اور وتروں کے درمیان جو دو نفل پڑھے جاسکتے ہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اگر نہیں تو اس کا ثبوت اور سند کیا ہے؟

عشاء کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور غیر مؤکدہ چار ہیں یا دو۔

الجواب

کما فی الدر المختار و یستحب اربع قبل العصر وقبل

العشاء وبعدها بتسلیمة وان شاء رکعتین وقال العلامة الشامی کذا عبّر فی منیة المصلی وفي الامداد عن الاختیار یستحب ان یصلی قبل العشاء اربعاً وقیل رکعتین وبعدها اربعاً الخ والظاهر ان الركعتین المذكورتین غیر المؤکدتین - در مختار مع الشامی ۱ ج ۱ ص ۴۹۸ -

حدیث بھی اس کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے۔

نفی البدائع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال من صلی بعد العشاء اربع رکعات کنّ له کمثل من لیلة القدر -

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

معنتی جامعہ خیر المدارس ملتان - ۱۳ / ۱۳ / ۱۳۷۷ھ

کیا صلوٰۃ الاولادین چاشت کی نماز ہے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

” نمازِ سنحی یا چاشت جب آفتاب پورب کی طرف سے اتنا اونچا ہو جائے جتنا ظہر کی وقت میں چھپم کی طرف ہوتا ہے اس وقت نوافل پڑھی جاتی ہیں اور یہی صلوٰۃ الاولادین ہے جس کا تذکرہ خاص فضیلت کے ساتھ احادیث میں آیا ہے۔ اب غلطی سے لوگ مغرب کے بعد کے نوافل کو ” صلوٰۃ الاولادین “ کہنے لگے ہیں۔ یہ کم سے کم چار اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں “ (سلاسل طیبہ: ص ۲۴)

آپ کا اس کے متعلق کیا خیال ہے ؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق جو سلاسل طیبہ میں مذکور ہے صحیح ہے حقیقت میں صلوٰۃ الصنحی ہی صلوٰۃ الاولادین ہے اور عامۃ الناس مغرب کے نوافل کو صلوٰۃ الاولادین کہتے ہیں۔ فضیلت ہر دو نمازوں کی ثابت ہے لہذا دونوں کو پڑھیں۔

جواب صحیح ہے۔
بندہ عبد الرحمن غفرلہ

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

دعائے استسقاء میں ہاتھوں کی کیفیت
صلوٰۃ استسقاء میں بوقتِ دعا ہاتھیں ہلکیاں زمین کی طرف اور ہاتھوں کی پشت آسمان

کی طرف کرنے کا طریقہ سنت و مستحب ہے یا نہیں ؟

کتبِ اخاف میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ دعائے استسقاء میں ظہر الکفین الی السماء ہوں۔ بلکہ صحیح مسلم میں ایک روایت اس مضمون کی ۱۹۳ میں موجود ہے جس پر شارح مسلم نے لکھا ہے۔

قالت جماعة من اصحابنا (الشوافع) وغيرهم ان السنة

في كل دعاء لرفع البلاء كالقحط وغيره ان يرفع يديه

ويجعل ظہر کفہ الی السماء الخ

لیکن ”طیبی“ شارح مشکوٰۃ نے لکھا ہے۔

» ان المراد منه الرفع البلیغ بحیث صارت الکف الى السماء وعبره الراوی بهذا التعبير لان جعل ظهر کفیه الى السماء - الخ «

گویا ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ سر سے اوپر ہو گئے۔ بہر حال احناف نے اس باب میں اس طریق کو ذکر نہیں کیا۔ اس لئے لامحالہ احناف حدیث کو مؤول کہیں گے۔

كما اوله الطیبي او بغير هذا التأویل هذا كله من عرف

الشذی علی جامع الترمذی باب صلوۃ الاستسقاء۔

نیز اس کے علاوہ ابوداؤد نے سنن میں ایک روایت مالک بن یسار کی نقل فرمائی ہے

» قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سألتهم الله

فاسئلوه ببطون اكفكم ولا تسألوه بظهورها «

یہ علی العموم بالکل صریح ہے۔ لہذا بلا کسی دلیل معتبر کے معروف طریقہ دعا کے خلاف نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح : وفي الدعاء بظهر الكف عند رفع القحط

لوفله احد من العلماء لا ينكر عليه لانه مختلف فيه

والوسعه في المختلفات اولى - فقط واللہ اعلم

بنہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۳/ ۳/ ۱۳۷۵ھ



سنن ونوافل گھر میں افضل ہیں یا مسجد میں
فرائض کے علاوہ دیگر سنن ونوافل کو گھر میں

میں ادا کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا یا مسجد میں

پڑھنے سے ؟

ترادیح کے علاوہ دیگر سنن ونوافل کو گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے لیکن اگر گھر میں علیحدہ جگہ نہ ہو یا بچوں کے شور کی وجہ سے خشوع و خضوع میں

الجواب

نقصان آنے تو پھر مسجد میں پڑھنا بہتر ہوگا۔ والا فضل فی النفل غیر الترادیح

المنزل الا لخوف شغل عنها والاصح افضلية ما كان

اخشع و اخلص اه (شامیۃ ج ۱ ص ۶۳۸) - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۴ / ۵ / ۱۳۸۵ھ

نیر محمد عفا اللہ عنہ

نوافل کی چار یا اس سے زائد رکعات ایک ہی قعدہ سے ادا کرنے کا حکم

۱۔ چار یا چھ یا زائد رکعتوں کو ایک ہی قعدہ سے ادا کیا جائے تو کیا حکم ہے جب کہ اس نے نیت بھی چار یا چھ یا زائد رکعتوں کی کی ہے۔ آیا تمام رکعات صحیح ہو جائیں گی یا بعض؟ یا تمام باطل و لغو؟ باحوالہ تحریر فرمائیں۔

۲ : دو، چار یا زائد نفلوں کی نیت کی اور پھر قعدہ اخیرہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو آیا سب کو صحیح قرار دیں گے یا رکعات ملحقہ کو یا بعض رکعات منویہ اور بعض رکعات ملحقہ یا کل رکعات ملحقہ کو صحیح کہیں گے یا تمام رکعات منویہ کو باطل و فاسد قرار دیں گے۔ بصورت فساد کتنی رکعات کی قضا لازم آئے گی؟ محمد طاہر رحمہ

۱ و ۲۔ کتب فقہ میں نوافل کے بارے میں حکم ہے کہ دن کے نفلوں میں چار سے زیادہ اور رات کے نفلوں میں آٹھ سے زیادہ ایک نیت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دن کو چار رکعت اور رات کو آٹھ رکعت ایک نیت سے پڑھنا بددن کراہت کے درست ہے۔ لیکن قعدہ ہر دو رکعات کے بعد کرنا چاہئے۔ البتہ اس سے زیادہ مکروہ ہے۔ اور اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔ کیونکہ شامی میں ہے کہ بعض مشائخ اس کو استحساناً مکروہ نہیں کہتے۔ وحل ذلک من الشامیۃ : ج ۱ ص ۴۴۴۔

صحت و فساد کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اگر اس کا یہ عمل نوافل میں ہے تو نوافل کی تمام رکعات صحیح ہو جائیں گی۔ اور اگر تراویح میں ایک ہی قعدہ کر کے بیس رکعات تراویح پڑھی ہیں تو ایک ہی شفعہ شمار ہوگا۔ طحاوی میں ہے۔

قوله لانها صارت من ذوات الاربع هذا الكلام صریح فی

انہا تحسب بتمامہا الی قوله فالمعنی انہما تنوب عن رکعتین
من التراويح وان كانت تحسب لہ عشرين نافلۃ فتدبر (ط۱۵)۔
البتہ ترک القعود علی الرکعتین کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔ مراقی الفلاح میں ہے ۔
” ویجب ترک القعود علی الرکعتین ساہیا بالسجود ۔ ۱ھ (ط۱۶)۔

اجواب صحیح
فیض محمد عفا اللہ عنہ ۱۳۸۸/۱۲/۲ھ
فقط واللہ اعلم
بنہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

سنن قبلیہ اور فرائض کے مابین دنیوی گفتگو سے ثواب میں کمی آجاتی ہے

ایک شخص صبح کی سنتیں دو رکعت پڑھ لے اور پھر جماعت کھڑی ہونے سے پہلے اگر تلاوتِ قرآن مجید یا کوئی اور ذکر و وظیفہ کر لے تو کیا یہ جائز ہے یا ناجائز ؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایسا کرنا ناجائز ہے لہذا خدمتِ شمایاں میں گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں اور کتبِ معتبرہ کے حوالہ جات درج فرمائیں۔
مولوی پیر محمد متعلم مدرسہ ہذا

سنن قبلیہ اور فرائض کے درمیان تلاوتِ قرآن مجید یا کوئی ذکر و وظیفہ ناجائز نہیں۔ البتہ ان کے درمیان اشتغال بالبیع والشراء یا کھانے وغیرہ کے متعلق فقہاء کرام ج سے دو قول منقول ہیں۔ ایک یہ کہ سنتیں باطل ہو گئیں ان کا اعادہ کہہ لے۔ دوسرا یہ کہ اس سے ثواب تو کم ہو جاتا ہے مگر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ دنیوی باتیں بھنی بیح وغیرہ کے حکم میں ہیں لیکن تلاوت وغیرہ اس میں داخل نہیں۔ لہذا اس سے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

کما فی الشامیۃ : ج ۱ ص ۶۳۶ = ولو تکلم بین السنۃ والفروض لا یسقطها ولکن ینقص ثوابها وقیل تسقط وکذا کل عمل ینافی التحریمة علی الاصح ۔

خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۱ ص ۶۲ - میں ہے ۔

ولو صلی رکعتی الفجر او الاربع قبل الظهر واشتغل بالبیع والشراء او الاکل فانہ یعید السنۃ اما باکل لقمة او شرربة

لا يبطل السنة قال رضى الله عنه وهذا مشكل لأنه لا

رواية فيه أصلاً - اه فقط والله اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۲۷ / ۱۰ / ۸۴ ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

صلوۃ التبیح پڑھنے کا طریقہ صلوۃ التبیح کی شرعاً کیا کیفیت ہے ؟ اور اس کے پڑھنے کی صحیح ترکیب کیا ہے ؟

اذ اندرون خانہ حافظ محمد نصر اللہ خان خاکوانی ملتان

صلوۃ التبیح مستحب ہے اور اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے۔ اور سبحانک اللہم اور الحمد اور سورۃ جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ دعا پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پھر رکوع میں جاوے اور سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے۔ پھر رکوع سے اٹھے۔ اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے۔ پھر سجدہ میں جاوے اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر دس دفعہ پڑھے۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس دفعہ پڑھے۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھے اور دس دفعہ پڑھے کہ دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے۔ اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھے تو پہلے ہی دس دفعہ پڑھے، پھر التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعات پڑھے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ ۲۱ / ۸ / ۱۳۸۵ ھ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

دعائے استقارائے ہاتھ سے ہو یا سیدھے ہاتھ سے

استقار کی دعاء ہمارے ملک میں سیدھے ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ اور بہت سی

کتابوں میں الٹے ہاتھوں کیساتھ لکھا ہے۔ المستفی بسم اللہ جان خان پشاور
 الٹے ہاتھ سے دعا کرنا بھی وارد ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ استسقی فاشار بظہری
 کفیه الی السماء۔ (مسلم فتح ص ۲۲۲)۔
 اور ”فتح الملکم“ ہی میں ہے کہ۔

فی المبسوط عن محمد بن الحنفیۃ قال الدعاء اربعة
 دعاء رغبة ودعاء رهبة ودعاء تضرع ودعاء خيفة
 ففي دعاء الرغبة يجعل بطن کفیه نحو السماء وفي
 دعاء الرهبة يجعل ظهور کفیه الی وجهه کالمستغیث
 من الشئی۔

پس الٹے ہاتھ دعا مانگنے والوں پر استقامت میں یکسر نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ فقط اس
 کو ہی سنون سمجھے۔ بلکہ دوسری دعاؤں کی طرح سیدھے ہاتھوں دعا مانگنا بھی درست ہے۔

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۱/۱/۱۳۹۱ھ
 فقط واللہ اعلم
 بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

دتروں کے بعد نوافل کا ثبوت
 یہ خط ایک مسئلہ کے سلسلہ میں لکھ رہا ہوں جو کہ ان دنوں
 درپیش ہے۔ ہم حنفی مسلک کے مقلد ہیں۔ اور عشاء
 کی سترہ رکعتیں ادا کرتے ہیں جن میں کہ وتر کے بعد دو نفل ہوتے ہیں۔ حسب کہ ہمارے ہاں کے ایک
 مولوی صاحب اس بات کو سختی سے روکتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکستان میں جو عشاء کے آخری
 نفل دتروں کے بعد ادا کئے جاتے ہیں سراسر بدعت ہیں۔ کیونکہ ایک حدیث مبارک کے مطابق
 عشاء کی آخری نماز دتر ہونی چاہئے۔ اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ اس بات سے مکمل آگاہی
 کے لئے میری نظر آپ کے مدد سے پڑھی۔ براہ کرم اس مسئلہ پر تحقیقی روشنی ڈالیں۔ ؟

دتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ثابت ہے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے۔

”ثم يصلي ركعتين بعد ما يسلم وهو قاعد فتلك احدى عشرة ركعة“۔ (نیل الاوطار: ج ۳، ص ۳۲)۔

حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرکع رکعتین بعد الوتر۔ (نیل: ج ۳، ص ۳۲)۔ اخرجہ احمد عن طریق غیرہا۔ قال الترمذی وقد روی نحو هذا عن ابی امامة وعائشة وغير واحد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نیل: ج ۳، ص ۳۳)۔

وروی الدارقطنی نحوه من حدیث انس رضی اللہ عنہا (ایضاً) الغرض یہ حدیث حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، ابو امامہؓ، حضرت انس رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ پس وتر کے بعد ان دو نفلوں کا پڑھنا بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ یہ دو نفل دوسری حدیث ”عشاء کی آخری نماز وتر ہونی چاہئے“ کے خلاف نہیں۔ بلکہ نماز وتر کی تکمیل کے لئے ہیں۔ جیسے سنتیں فرائض کی تکمیل کے لئے ہیں۔ ابن قیمؒ لکھتے ہیں۔

وقد اشكل هذا یعنی حدیث الركعتین بعد الوتر علی كثير من الناس فظنوه معارضا لقوله عليه السلام ”اجعلوا اخر صلوتكم باللیل وترا“ ثم حکى عن مالک و احمد ما تقدم و حکى عن طائفة ما تقدمنا عن النووی ثم قال والصواب ان يقال ان هاتین الركعتین تجریان مجری السنة وتكمل الوتر فان الوتر عبادة مستقلة ولا سیما ان قيل بوجوبه فتجری الركعتین بعده مجری سنة المغرب من المغرب فانها وتر النهار والركعتان بعد هاتین رکعتین لهما فکذا رکعتان بعد وتر

اللیل - ۱ھ - (نیل الاوطار : ج ۳ : ص ۳۳) - فقط واللہ اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۶/۱۰/۱۴۰۱ھ

صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا حکم کیا علماء اہل سنت احناف کے نزدیک صبح کے

سنتوں کے بعد کسی ایک کمرہ پر لمحہ بھر کے لئے

لیٹنا سنون ہے۔ اور جن احادیث میں اس کا ثبوت آتا ہے وہ کس درجہ کی احادیث ہیں؟

مسنون نہیں۔ اور گھر میں سنتیں پڑھ کر شب بیداری کی تکان دور کرنے کے

لئے تھوڑا سا لیٹ لے تو جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام فرمانا

اسی پر محمول ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سنتوں سے قبل اور کبھی بعد میں

آرام فرمایا۔

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلى الركعتين ثم يضطجع حتى يأتيه المؤذن فيؤذنه بصلوة الصبح فيصلى ركعتين خفيفتين ثم يخرج الى الصلوة الخ (انجم ابوداؤد ص ۱۶۹)
اس حدیث میں سنت فجر سے پہلے اضطجاع مذکور ہے۔ اور جس قولی حدیث میں فلیضطجع علی یمينہ کے الفاظ ہیں یہ غیر محفوظ ہے۔

قال البيهقي ان كونه من فعله اولي ان يكون محفوظا

كما في النيل - ج ۲ ص ۲۶۱ -

علاوہ ازیں اس کی سند میں ایک راوی عبد الواحد ہے۔ جس کی یحییٰ بن قطان، ابوداؤد

طیالسی اور ابن معین وغیرہ نے تضعیف کی ہے۔ (نیل الاوطار : ج ۲ ص ۲۶۱) -

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

خیر المدارس ملتان ۱۵/۱/۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

صلوۃ التبیح روایات حسنہ سے ثابت ہے آیا صلوۃ التبیح کا ثبوت شرع شریف میں ہے یا نہیں۔ ہمارے قصبہ میں

ایک عالم دین انکار کرتے ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ احادیث کمزور آتی ہیں۔ برائے نظر کرم اس صورت مسئلہ کی توضیح کتاب وسنت کی روشنی میں فرمائیں اس نماز ”صلوۃ التبیح“ پڑھنے کی ثابت بالسند والی حیثیت و فضیلت اور اس کا انکار کرنے والوں کی اقتدار میں نماز پڑھنا کیسا ہے صحیح احادیث کو محض ڈینگ مار کر موضوع قرار دینے والوں کا انجام کیا ہوگا ؟

صلوۃ التبیح متعدد حضرات سے منقول ہے۔ جن میں چند ایک یہ ہیں۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رض۔ ۲۔ حضرت عباس رض۔ ۳۔ حضرت ابو رافع رض۔ ۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رض۔ ۵۔ حضرت جعفر ابن ابی طالب رض۔ ۶۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اس سلسلہ میں درجہ حسن کی روایات موجود ہیں صرف ابن جوزی نے ان احادیث کو موضوع کہا ہے۔ لیکن محدثین نے ابن جوزی کی سختی سے تردید کی ہے۔

قال فی درجات مرقاة الصعود اخطأ ابن الجوزی فاررد
هذا الحديث فی الموضوعات قال الحافظ ابن حجر فی
کتاب الخصال المكفرة اساء ابن الجوزی بذکر هذا
الحديث فی الموضوعات - (بذل المجهود، ج ۲: ۲۷۷)۔

اعمال صالحہ سے بغیر توبہ کے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں کبیرہ کی معافی کیلئے توبہ شرط ہے۔ صلوۃ التبیح والی حدیث میں کبیرہ کا معنی محدثین نے صغیرہ گناہوں میں سے بڑے مراد لئے ہیں۔ جیسے سیاہی کے درجات مختلف ہیں ایسے ہی صغیرہ گناہوں کو سمجھ لیں۔ حضرت ابو خلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ولعل المراد بالكبيرة ما هو من افراد الصفائر فان الصفائر فی افرادها
تشكيك - (بذل المجهود، ج ۲: ۲۷۶)۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی۔

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ — ۲۱ شوال ۱۴۰۲ھ

قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ باندھے جائیں یا کھلے رکھے جائیں

ایک امام مسجد صاحب دعاء قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ باندھتے ہیں اور اس کے مقتدی بھی۔ اور یہ کہتے ہیں کہ یہی بات قوی اور معتبر ہے۔ آیا یہ بات صحیح ہے یا نہ۔ نیز ہاتھ باندھ کر دعاء پڑھنے سے نماز میں کوئی خرابی آئے گی یا نہ۔ اور مقتدیوں کو آمین آہستہ یا بآواز بلند کہنے میں احتیاط ہے یا آہستہ ہی کہنا چاہئے ؟

المستفتی سراج احمد شجاع آباد

الجواب

قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھے معمول اسی طرح ہے۔ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں بھی یہی لکھا ہے۔ لیکن فقہاء کے اس ضابطہ ”وہو

سنة قیام له فتوافیه ذکر مسنون فیضع حالة الشاء وفي القنوت وتکبیرات الجنابة“ (ج ۱، ص ۵۵ شامی) سے بظاہر ہاتھ باندھنے کی تائید ہوتی ہے۔ اس لئے ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں۔ دونوں امر جائز معلوم ہوتے ہیں۔ ہاتھ باندھ کر قنوت نازلہ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، نماز ہو جائے گی۔ آمین آہستہ کہنا اولیٰ ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۸/۱۰/۱۳۹۱ھ

ظہر کی قبلہ سنتیں درمیان میں چھوڑ دیں تو چار کی قضا لازم ہوگی

ظہر کی قبلہ سنتیں پڑھ رہا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی درمیان میں چھوڑ دیں تو کتنی قضا ادا کرے؟

الجواب

چار قضا کرے۔ اما اذا شروع فی الاربع التي قبل الظہر وقبل الجمعة او بعدھا ثم قطع فی الشفع الاول والثانی

یلزمه قضاء الاربع بالاتفاق۔ (شامیہ ج ۱، ص ۶۴)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳/۵/۱۴۰۰ھ

صلوۃ الاستسقاء کا سنون طریقہ : ۱ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز استسقاء کا سنون طریقہ کیا ثابت ہے ؟

۲ : موجودہ زمانہ میں کون سا طریقہ فقہاء حنفیہ کا مختار ہے ؟

۳ : استسقاء کے لئے دو رکعت نماز انفراداً ہونی چاہئے یا باجماعت ، یا پھر دونوں صورتوں میں جمع کیا جائے کہ پہلے تو دو رکعت اکیلے اکیلے پڑھ لیں اور پھر دو رکعت جماعت سے ۔ تینوں میں بہتر طریقہ اور سنت کے اقرب کونسا ہے ؟

۴ : ہمارے علاقہ میں یہ طریقہ معمول بہا رہا ہے کہ پہلے دو رکعت انفراداً پڑھ لیتے تھے اور اس کے بعد دو رکعت جماعت سے ، پھر خطبہ ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا عمل ثابت ہے ؟

مولوی سراج الدین - ڈی آئی خان ۔

اہل سنت استسقاء کے لئے دعاء و استغفار ہے ۔ کیوں کہ جب بھی الیا

الجواب

موقعہ پیش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء و استغفار ضرور فرمایا ۔

(یہی امام صاحب رحمہ اللہ کا مذہب ہے) ۔ گاہے اس کے ساتھ نماز بھی پڑھی ہے ۔

کما رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما رواہ السنن من

حدیث عبد اللہ بن زید بن عاصم ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خرج بالناس یستسقی فصلی بہم

رکعتین - (ج ۱ : ص ۱۲۴) -

اور کبھی صرف دعاء و استغفار پر اکتفا کیا ہے اور نماز پڑھنا منقول نہیں ۔

کما فی الصحیحین من حدیث انس بن مالک وکما رواہ

ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی الام عن ابن

عمر رضی اللہ عنہما صحیح عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه لم

یصل ولم یخطب الخ - (کبیری ص ۸۰) -

۲ و ۳ :- استسقاء کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ نماز باجماعت دو رکعت پڑھ لی جائے

پھر حسب معمول دعاء وغیرہ کی جائے ۔ امام صاحب کو چاہئے کہ قلب ردا رہی کہ سے

کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو جماعت کی نفی کر رہے ہیں اس سے مراد نفی جواز و استحباب نہیں بلکہ سنت متذکرہ ہونے کی نفی مقصود ہے۔

کما فی الشامیۃ ج ۱ : ص ۹۷ :- و ذکر فی الحلیۃ ان ما ذکرہ شیخ الاسلام یعنی جواز الجماعۃ بلا کراہۃ متجہ من حیث الدلیل فلیکن علیہ التعریل ۱۷ قال فی شرح الحنیۃ الکبیر بعد سوقہ الاحادیث والآثار فالحاصل ان الاحادیث لما اختلفت فی الصلوۃ بالجماعۃ وعدمہا علی وجہ لا یصح بہ اثبات السنیۃ لم یقل ابوحنیفۃ بسنیۃ ولا یلزم منها قوله بانہا بدعۃ کما نقلہ عنہ بعض المتعصبین بل هو قائل بالجواز قلت والظاهر ان المراد بہ الذنب والاستحباب لقوله فی الہدایۃ قلنا انه فعلہ علیہ السلام مرة وتركہ مرة اخرى فلم یکن سنۃ ای لان السنۃ ما واطب علیہ والفعل مرة مع الترتیب اخرى یفید الذنب -

طحاوی شریف میں صلوۃ باجماعت کے بارے میں ہے۔

ثبت بما ذکرنا ان صلوۃ الاستسقاء سنۃ قائمۃ لا تنبغی ترکھا۔ ۱۷ (ج ۱ : ص ۱۶۷)۔

وفی العرف الشذی فلا تكون سنۃ الخ اقول لا تكون سنۃ مؤكدة والا فمطلق السنۃ والاستحباب لا یمکن انکارہ الخ - (ص ۲۲۲)۔

قلیہ ردائے کے بارے میں امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوے ہے۔ کذا فی الشامیۃ ج ۱ ص ۹۷ واختارہ القدوری کبھی صلوۃ انفرادی پر بھی اکتفا کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن دونوں کو جمع کرنا ثابت نہیں۔ اسے ترک کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح : بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ | بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

مفتی خیر المدارس ملتان ○ خیر المدارس ملتان ۲/۳/۱۳۸۲ھ

تہجد کی رکعات جتنی پڑھ سکیں پڑھ سکتے ہیں
تہجد کی نماز کے لئے نوافل کی تعداد کتنی
ہونی چاہئے۔ ۲۔ قرأت جہراً ہو یا کہ

سراً، افضل کون سی ہے ؟

الجواب
تہجد کی نماز بہت ہی فضیلت والی اور مستبرک نماز ہے۔ اس لئے جتنی ہو سکے
ادا کرنا چاہئے۔ کم از کم دو رکعتیں۔ آٹھ رکعت تک پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ اس
سے زائد بھی پڑھ سکتا ہے۔

و منتهی تہجدہ علیہ السلام ثمانی رکعات و اقلہ رکعتان کذا
فی فتح القدیر (عالمگیری : ج ۱، ص ۵۹)۔ و فی الطحطاوی
الذی فی الحاوی القدسی ان اقلہ رکعتان و اکثرہ ثمان لما
روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی خمس رکعات منها
الوتر ثلاث وروی سبع وروی تسع وروی احدى عشرة و
ثلاثة عشر رکعة والوتر من الجميع - (ص ۲۱)۔

۲ : قرأت جہراً بھی جائز ہے اور آہستہ بھی۔ فقط واللہ اعلم
ابواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
رئیس الافکار خیر المدارس : ملتان
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی
خیر المدارس : ملتان

تہجد کے نوافل کیلئے کوئی سورۃ مخصوص نہیں
تہجد میں سورۃ اخلاص کو بار بار تین، پانچ، سات مرتبہ
پڑھنا بہتر ہے یا کوئی اور سورۃ مثلاً سورۃ الین سورۃ ملک وغیرہ

الجواب
نماز تہجد کے لئے سورۃ اخلاص یا کسی دوسری سورۃ کی شراً کوئی تعیین نہیں جو سورتیں
یاد ہوں سب پڑھ سکتے ہیں۔ سورۃ الین، سورۃ ملک کا پڑھنا سورۃ اخلاص کے تکرار سے

بہتر ہے۔ ہر ایہ میں ہے۔ لیس فی شیء من الصلوۃ قرأ سورۃ بعینہا لا یجوز غیرہا لا طلاق
ما تلونا ویکرہ ان یوقت بشیء من القرآن لشیء من الصلوات لما فیہ من ہجر الباقی وایہام
التفضیل۔ (ج ۱، ص ۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

ابواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ ہذا

صلوۃ التبیح جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے جب بندہ سعودی عرب آیا تو ہم چند دوست مل کر صلوۃ التبیح پڑھ لیا کرتے

تھے تقریباً دو سال قبل کسی دوست نے ہمیں کہا کہ صلوۃ التبیح باجماعت جائز نہیں، تب بھی ہم پڑھ لیا کرتے تھے۔ مگر ایک اور دوست نے بھی ہمیں منع کیا کہ صلوۃ التبیح کی نماز باجماعت جائز نہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ باجماعت پڑھی جائے یا الگ الگ پڑھی جائے؟

صلوۃ التبیح اکیلے اکیلے پڑھا کریں جماعت کرنا مکروہ ہے۔

الجواب

ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان

یعرہ ذالک لو علی سبیل التداوی - ۱ھ (درمختار علی الشامیۃ ج ۱ - ص ۶۶۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

صلوۃ التبیح کے پہلے قریب درود و دعا پڑھنے کا حکم

چار رکعت نفل میں ہر دو رکعت کا حکم علیحدہ ہے یا نہیں؟ اگر علیحدہ ہے تو کیا صلوۃ التبیح میں بھی یہی حکم ہے؟

صلوۃ التبیح میں پہلے التحیات میں درود اور دعا پڑھنا بہتر ہے ایسے ہی تیری

رکعت کے شروع میں سبحانک اللہم بھی پڑھا جائے۔ غیر مؤکدہ

الجواب

سنن اور نوافل کا یہی حکم ہے۔

وفي البواقي من ذوات الأربع يصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ويستفتح ويتعوذ - ۱ھ - (درمختار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۶۳۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

ملتان - ۲۹ / ۶ / ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

صلوۃ التبیح میں تیسرا کلمہ کہاں تک پڑھا جائے

صلوۃ التبیح میں تیسرا کلمہ اللہ اکبر تک پڑھا جائے یا لا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی پڑھا جائے ؟

جواب : شامی میں ہے کہ صلوۃ التبیح میں تیسرا کلمہ " اللہ اکبر " تک پڑھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ " لا حول ولا قوۃ الا باللہ " تک پڑھے۔

الجواب

وفی روایۃ زیادۃ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱ھ (شامی : ج ۱ ص ۴۱۱)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۱۳/۱۰/۱۳۹۹ھ

صلوۃ التبیح ایک دن میں ایک دفعہ سے زیادہ پڑھنا بھی ثابت ہے

ایک صاحب ہر نماز کے ساتھ صلوۃ التبیح پڑھتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر روز ایک دفعہ یا ہفتہ میں ایک دفعہ یا مہینہ میں ایک دفعہ یا سال میں ایک دفعہ یا عمر میں ایک دفعہ پڑھتی جائے، کیا یہ عمل خلاف دین ہے ؟ کیونکہ حدیث شریف میں زیادہ سے زیادہ دن میں ایک مرتبہ کی ترغیب آئی ہے۔ اور وہ صاحب روزانہ پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں۔ کیا یہ صوم وصال کی طرح نہیں ہو جاتا ؟

المستفتی مولوی محمد اشرف صاحب

مدرسہ اشرف المدارس : مارون آباد : بہاولنگر

صلوۃ التبیح ایک دن رات میں ایک سے زائد مرتبہ بھی پڑھی جاسکتی ہے اور صوم وصال پر قیاس صحیح نہیں۔ کیونکہ وہاں نہی کا منشاء عدم استطاعت

الجواب

ہے۔ لیکن اس کا اس قدر التزام کرنا اور ضروری سمجھنا کہ کسی حالت میں بھی ترک نہ ہو درست نہیں۔

یفعلہا فی کل وقت لا کراہۃ فیہ اوفی کل یوم اولیۃ مرۃ

والا ففی کل اسبوع - ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۶۲۳) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۷/۹/۱۳۹۸ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سنن غیر متوکدہ اور نوافل کے ہر قعدہ میں تشہد کیساتھ درود دعا کو بھی شامل کیا جائے

عصر اور عشاء کی نماز میں سنت غیر متوکدہ کی دوسری رکعت میں تشہد کے بعد درود شریف و دعا پڑھنا کیسا ہے ؟

سنن غیر متوکدہ میں دو رکعت پر درود شریف اور دعا پڑھنا اور تیسری رکعت کے شروع میں ثنا پڑھنا افضل ہے۔

الجواب

وفي البواقي من ذوات الأربع يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم

وليستفتح ويتعوذ - (شامح ج ۱: ص ۶۳۳) - فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه مفتی خیر المدارس

الجواب صحیح

ملتان - ۱۵ / ۵ / ۲۰۲۳ھ

بندہ عبدالستار عفا الله عنه رئیس الافتاء معتمد

صلوۃ الحاجت کے نوافل باجماعت پڑھنا منقول نہیں

ملک میں جو ہنگامی حالات گزر رہے ہیں اس کے لئے صلوۃ الحاجۃ کے نفل باجماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟ جملہ صاحبان نواں شہر ملتان

جن نوافل کو باجماعت ادا کرنا چاہئے شریعت نے ان کی تعیین کر دی ہے درستگی حالات کے لئے باجماعت نوافل ادا کرنا کہیں منقول نہیں صحابہ کرام

الجواب

علیہم الرضوان کے دور میں ایک وقت میں موجودہ حالات سے بھی زیادہ خراب حالات ہو گئے تھے مگر انہوں نے اس طرح نوافل باجماعت ادا نہیں کئے۔ انفراداً صلوۃ الحاجت پڑھی جائے تو بہتر ہے۔

ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای يكره ذلك اه

(شامح ج ۱: ص ۶۲۴) - فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه مفتی جامعہ ہذا -

الجواب صحیح : بندہ عبدالستار عفا الله عنه

ظہر سے قبل سنت مؤکدہ چار ہیں یا دو
حدیث پاک میں ظہر کے فرضوں سے پہلے چار
رکعت سنت اور دو رکعت سنت پڑھنا

آیا ہے۔ چار والی روایت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور دو والی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ ان دونوں روایتوں کی رو سے تو چار کا بھی جواز ہے اور دو کا بھی ؟

لوگوں میں جب یہ بات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ ہم پوچھ پوچھ کر یں گے۔ دریافت کرنے پر انہیں چار ہی بتائی گئیں۔ اس پر انہیں مشکوٰۃ شریف دکھائی گئی۔ ایک حنفی دیوبندی عالم نے کہا کہ یہ دو والی روایت شوافع کے نزدیک ہے حنفی اسے نہ پڑھیں۔

الحوارج
احناف کے نزدیک ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یدع اربعاً قبل الظہر
ورکعتین قبل الخدۃ - اھ (بخاری: ج ۱، ص ۱۵۷)۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت برار بن عازب رضی اللہ عنہ، حضرت عبید اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے عنہم اجمعین سے بھی چار رکعت والی روایات منقول ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کے بارے میں امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے دو نفل مراد ہیں۔

قال محمد هذا تطوع وهو حسن - اھ (موطا امام محمد: ج ۲، ص ۲۵۸)۔
نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے چار رکعت گھر میں پڑھی ہوں اور دو رکعت گھر کے علاوہ پڑھی ہوں۔ (بذل المجہود: ج ۲، ص ۲۵۸)۔

بعض حضرات نے ان احادیث میں اس طرح بھی تطبیق دی ہے کہ آپ گھر میں چار رکعات پڑھتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کو بیان فرما رہی ہیں۔ اور جب آپ مسجد میں جاتے تھے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے تھے جسے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سنت ظہر سمجھا۔

(لمعات شرح مشکوٰۃ بحوالہ حاشیہ ابوداؤد: ج ۱، ص ۱۷۸)

صاحب بدائع نے چار رکعات پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع نقل کیا ہے۔
 عن عبیدۃ السلمانی ما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم علی شئ کاجتماعہم علی محافظۃ الاربع قبل الظهر
 وتحريم نکاح الاخت فی عدۃ الاخت - ۱ھ

(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۱۵) - فقط واللہ اعلم

الحق محمد انور عفا اللہ عنہ
 الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔
 مفتی خیر المدارس ملتان ۲۱
 ۱۴۰۴ھ

چاشت کی کتنی رکعت افضل ہیں
 چاشت کی رکعتوں کی صحیح تعداد اور صحیح
 وقت کیا ہے ؟

چاشت کا بہتر وقت دس بجے سے گیارہ بجے تک کا ہے۔ کم از کم دو رکعتیں
 زیادہ سے زیادہ بارہ اور درمیانہ درجہ آٹھ ہیں اور یہی افضل ہیں۔

وندر اربع فصاعدا فی الصبح علی الصحیح من بعد طلوع الی الزوال و وقتہا المختار
 بعد رُبیع النہار - ۱ھ وفي اطنیۃ اقلہا رکعتان و اکثرہا
 اشاعشر و وسطہا ثمان و هو افضلہا - ۱ھ (شامیہ ج ۱ ص ۶۳)
 فقط واللہ اعلم

الحق محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲۲ / ۱۱ / ۱۳۹۹ھ

قنوت نازلہ جنگ کے ساتھ مخصوص نہیں
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اب کفار
 سے تو کوئی جنگ نہیں مگر مسلمان

مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچا رہے ہیں پورا ملک ابتری کا شکار ہے کسی کو چین و سکون
 نصیب نہیں۔ ان حالات میں قنوت نازلہ پڑھنی چاہئے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کوئی اور طریقہ
 تحریر فرمائیں۔

۲ : اور یہ جو شہور ہے کہ رات کو دو اڑھائی بجے مکان کی چھتوں پر چڑھ کر اذانیں دیکاتی

ہیں ان کے بارے میں بھی فتویٰ تحریر فرمائیں۔

استفتیٰ حاجی محمد صدیق و کٹوریہ مارکیٹ سکھر سندھ
قنوت نازلہ ان حالات میں بھی پڑھنی چاہئے۔ کیوں کہ یہ جنگ کھیلے مخصوص
نہیں۔ بلکہ جب بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے مافتنہ میں مبتلا نہ ہوں
تو اسے پڑھا جائے۔

الجواب

وان نزل بالمسلمین ناذلة قنت الامام في صلاة الجهر الخ قال
الامام الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نافی صلاة
الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنه او بلیة فلا بأس به۔ اھ
(شامی ج ۱ ص ۶۲۸)۔

۲ : ایسے مواقع میں اذان کہنا منقول نہیں۔ اس کی بجائے توبہ و استغفار کو لازم پکڑا جائے اعمال
صالحہ اختیار کئے جائیں ان کو حالات بدلنے میں خاص تاثر حاصل ہے۔

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی

خیبر المدائن کس ملتان ۲۳/۴/۱۳۹۴ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافکار خیر المدائن کس ملتان۔

سنت مؤکدہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا درست ہے یا
نہیں؟ وضاحت سے ارشاد فرمائیں۔

سنن فجر کے علاوہ باقی سنتیں بیٹھ کر پڑھی جائیں تو درست تو ہو جائیں گی مگر باہر
میں تخفیف ہوگی۔ اور فجر کی سنتیں کھڑے ہو کر ہی پڑھی جائیں۔ درمختار

الجواب

میں ہے۔ ویتنفل مع قدرته علی القيام قاعداً وکذا بناءً وفيه اجر

غیر النبی علیہ السلام علی النصف الا بعدد۔ اھ۔ وفي الشامیة فی

مشرحة ای فی غیر سنة الفجر اھ (شامیہ ج ۱ ص ۵۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدائن کس

ملتان ۲۴/۳/۱۳۹۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

صلوۃ الاستسقام کی کتنی رکعت ہیں

صلوۃ الاستسقام دو رکعت ہے یا چار رکعت ؟ بعض چار پڑھتے ہیں اور

کہتے ہیں کہ امام صاحب اور صاحبین ۷ دونوں کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ کیا ان کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں ؟

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک استسقام میں نماز ضروری نہیں کیونکہ

الجواب

استسقام دعا و استغفار کا نام ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام

سے دونوں طرح منقول ہے۔ آپ نے صرف دعا پر بھی اکتفا فرمایا ہے اور کبھی نماز بھی پڑھائی ہے۔ بناءً علیہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ نماز پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دو رکعت عید کی طرح پڑھی جائیں۔

لحديث عبد الله بن عامر بن ربيعة ان النبي صلى الله

عليه وسلم صلى فيه ركعتين كصلوة العيد . . . الحديث

(بدائع ۱ ج ۱ ص ۲۸۲)۔

چار رکعت کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲ / ۱ / ۱۳۹۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار۔

مکروہ وقت میں نوافل پڑھنے کی نذر مانی تو کب پڑھے

ایک آدمی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فجر کے بعد اتنے نوافل پڑھوں گا۔ اسے اس

بات کا علم نہیں تھا کہ اس وقت نوافل مکروہ ہیں۔ پھر اس کا وہ کام ہو گیا۔ اب معلوم ہوا کہ اس وقت نوافل مکروہ ہیں۔ تو اب ان نوافل کو فجر کے بعد ادا کرے یا نہ ادا کرے ؟

مستفتی محمد لطف اللہ خالد قادری لاہور

صورت مسئلہ میں اگر یہ نوافل فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھے جائیں گے

الجواب

تو ادا تو ہو جائیں گے مگر مکروہ وقت میں پڑھنے کا گناہ ہوگا۔ لہذا اس وقت

میں نہ پڑھے بلکہ ایسے وقت میں پڑھے جو مکروہ نہ ہو۔

ولم یذکر ان یصلی فی الوقت المکروه فادی فیہ یصح ویأثم و
یجب ان یصلی فی غیرہ کذا فی البحر الرائق - ۱ھ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۷)
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲۶ / ۱ / ۱۴۱۱ ھ

وتروں کے بعد والے نفل کھڑے ہو کر پڑھے جائیں یا بیٹھ کر

کسی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وتروں کے بعد والے
نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ عام آدمی کھڑے ہو کر ادا کرے یا بیٹھ کر۔ اگر کسی کا معمول کھڑے ہو کر پڑھنے
کا ہو تو وہ کیسے کرے ؟

ضابطہ یہی ہے کہ نوافل بیٹھ کر ادا کرنے میں ثواب آدھا ملتا ہے۔ آنحضرت
علیہ السلام کی ذات گرامی اس سے مستثنیٰ تھی۔ آپ بیٹھ کر ادا فرماتے تھے تو بھی
آپ کو مکمل ثواب ملتا تھا۔

لہذا عام آدمی کا نوافل کھڑے ہو کر ادا کرنا افضل ہے چاہے کوئی نفل ہوں۔ مگر چونکہ مذکورہ نوافل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے۔ لہذا اگر کوئی اتباع سنت کی نیت سے
بیٹھ کر پڑھے تو امید ہے کہ اس نیت کی وجہ سے پورا ثواب مل جائے گا۔

عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یصلیہما بعد الوتر وهو جالس للحدیث (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۳)
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ ”نستہ نخواندن مستحب است آھ
(مالا بد منه : ص ۶)۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
۱۹
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقار
۱۳۹۹ ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

تحیۃ المسجد پڑھنے کا وقت نہ ہو تو کیا پڑھے

زید ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا کہ اس وقت نوافل پڑھنا مکروہ ہے تو ایسے وقت میں تحیۃ المسجد اس سے ساقط ہو جائیں گے یا اس کی تلافی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے ؟
 اگر تحیۃ المسجد پڑھنے کا وقت نہ ہو یا کسی اور وجہ سے نہ پڑھ سکے تو تحیۃ المسجد کی نیت سے ”سبحان اللہ“ ”الحمد للہ“ اور ”درود شریف“ پڑھ لے یہ بھی تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائیں گے۔

سن تحیۃ المسجد بروکعتین یصلیہما فی غیر وقت مکروہ (مراقی الفلاح)۔ (فی غیر وقت مکروہ) فی القہستانی اذا دخل المسجد بعد الفجر او العصر لایأتی بالتحیۃ بل یسبح ویہلل ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ حینئذ یؤدی حق المسجد کما اذا دخل للمکتوبۃ فانہ غیر مأمو بہا کما فی التمرتاشی وفی الدر عن الضیاء عن القوت من لم یتمکن منها لحدث او غیرہ یقول کلمات التسبیح الاربع اربعاً۔ اھ۔ وہی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اھ۔ (طحاوی، ص ۲۱۵) فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱/۴/۱۴۱۰ھ

مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے نوافل کا حکم

اذان مغرب کے بعد دو رکعت پڑھ کر مغرب کی نماز ادا کرنا کیسا ہے۔ ؟
 الف : عن طاؤس قال سئل ابن عمر رضی اللہ عنہما عن الركعتین قبل المغرب فقال ما رأیت أحدا علی

عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیہما - رواہ ابو داؤد -

(اعلاء السنن: ج ۲، ص ۴۷) - اسنادہ حسن قالہ النووی - فی

الخلاصۃ وفی آثار السنن اسنادہ صحیح - ج ۲، ص ۲۷ -

ب :- طبرانی میں ہے :-

صلوا صلوۃ المغرب مع سقوط الشمس - الحدیث رجالہ ثقات -

(اعلاء السنن: ج ۲، ص ۲۹) -

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ غروب ہوتے ہی نماز مغرب ادا کرنی چاہئے تاکہ کلمہ "مع" کے مقتضی پر عمل ہو سکے -

ج : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ازواج مطہرات سے نماز مغرب سے قبل دو رکعتوں کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے بارے میں دریافت کیا - تو سب ازواج مطہرات رض نے بیک زبان ہوا کہہ کیا کہ آپ کا یہ معمول نہ تھا -

صرف حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میرے ہاں صرف ایک مرتبہ ادا کی تھیں - حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا نماز ہے - اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عصر سے قبل دو رکعتیں پڑھنا بھول گیا تھا - وہ اب پڑھتی ہیں -

یہ روایت طبرانی میں موجود ہے - اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپؐ بھی دو رکعتیں قبل المغرب نہیں پڑھتے تھے - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۲

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۸/۱۰/۸۰ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نماز عید سے پہلے اور بعد میں نوافل کا حکم

- ۱ :- کیا نماز عصر کے بعد نماز نفل یا قضاء یا ادا پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟
- ۲ :- کیا نماز عیدین سے پہلے یا بعد اسی مقام پر یا عید گاہ میں کسی قسم کے نفل یا نماز استسقاء پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر ایک امام و خطیب صاحب نماز عید کے بعد اسی مقام پر نفل پڑھے

اور پڑھنے کا حکم کرے۔ تو ایسے امام صاحب کے لئے کیا حکم ہے۔
الجواب ۱۔ عصر کے بعد نوافل کی اجازت نہیں۔ قضا نماز تغیر شمس سے پہلے پڑھنے کی اجازت ہے۔ مراقی میں ہے۔

ويكره التنفل بعد صلوة فرض العصر وان لم تتغير شمس
 لقوله عليه السلام لا صلوة بعد صلوة العصر حتى تغرب الشمس
 الحديث (بخاری و مسلم : ص ۱۰۱)۔
 اور ہدایہ میں ہے۔ ولا بأس بان يصلي في هذين الوقتين الفوائت
 (ج ۱ : ص ۷۰)۔

۲ : نماز عید سے قبل گھر یا مسجد یا عید گاہ میں نوافل مکروہ ہیں۔ اور عید کی نماز کے بعد عید گاہ میں مکروہ ہیں۔ البتہ گھر میں نوافل پڑھنے کی اجازت ہے۔ مراقی میں ہے۔

ويكره التنفل قبل صلوة العيد ولو تنفل في المنزل وكذا
 بعده اى العيد في المسجد شيئاً فاذا رجع الى منزله صلى
 ركعتين : (ص ۱۰۳)۔ فقط والله اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 ناٹب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 اجواب صحیح
 بندہ علمہ ارعفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنتیں پڑھنے کا حکم

فجر کی نماز ہو رہی ہے اور امام قرأت پڑھ رہے تو کیا ایسی حالت میں مسجد کی حدود کے اندر سنتیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب سنتیں گھر ادا کر کے جانا چاہئے۔ خصوصاً جب کہ قیام صلوة کا وقت ہو چکا ہو۔ اگر گھر سے پڑھ کر نہیں آیا تو خارج مسجد میں جہاں ممکن ہو ادا کر لے۔ اگر خارج مسجد میں کوئی ایسا انتظام نہ ہو تو مسجد میں جماعت سے بعید کسی دیوار یا ستون وغیرہ کی آڑ میں ادا کر لے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جماعت سے جتنا قریب ہوگا اتنا کراہت میں بھی اضافہ ہوگا۔ جتنا بعید

ہوگا اتنی کراہت میں بھی تخفیف ہوگی۔ کذا فی الشامیہ۔ فقط واللہ اعلم
 بنده محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بنده عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقمار

لہ والحاصل ان السنة في سنة الفجر ان يأتي بها في بيته
 والا فان كان عند باب المسجد مكان صلاها فيه والاصلاها
 في الشتوى او الصيفي ان كان للمسجد موضعان والا فحلف
 الصفوف عند سارية اه وفي العناية فان لم يكن على
 باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف
 سارية من سواري المسجد واشدها كراهة ان يصليها
 مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة والذى يلي ذلك خلف
 الصف من غير حائل - اه ومثله في النهاية والمعراج - اه
 (شامی ج ۱ ص ۵۳۰) -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاوی

اذان مغرب کے دوران تحیۃ الوضو پڑھنا

بکرنے وضو کیا۔ مؤذن نے اذان دینا شروع کی۔ بکرنے دو رکعت نفل تحیۃ الوضو کے
 نیت باندھ لی۔ اور اذان کے ختم ہونے تک بکرنے نفل پورے کر لئے۔ تو بکرنے کا ثواب مل گیا یا
 نہیں؟ اور مذکورہ طریق پر نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(قال في الهندية) ومنها (اي من الاوقات المكروهة

الجواب

للفاؤل) ما بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب (ج ۱ ص ۲۴)

اگرچہ نفل تو ہو جائیں گے لیکن اس وقت پڑھنے نہیں چاہئیں۔ بوقت اذان۔ اذان کا جواب
 دینا سنون و ضروری ہے۔ اس ضروری امر کو چھوڑ کر نوافل میں اشتغال نہ چاہیے۔ خصوصاً

جب کہ مغرب سے قبل نوافل کو مکہ وہ لکھا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافاء

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھے

- ۱ : فجر کی چھوٹی ہوتی سنتیں جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟
- ۲ : کیا یہ حدیث ترمذی وابن ماجہ میں موجود ہے کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔

۱۔ فجر کی چھوٹی ہوتی سنتیں سورج نکلنے سے پہلے نہیں پڑھ سکتا۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منهم عمر بن الخطاب رضی عنہ وکان من احبہم الی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الصلوۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس وعن الصلوۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس - (ترمذی، ج ۱، ص ۲۶)۔

۲ : یہ حدیث ترمذی شریف ج ۱ ص ۸۲ پر مذکور ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلیہما بعد ما تطلع الشمس

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس

ملتان : ۲۲، ۴، ۹۹، ۱۳ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافاء جامعہ خیر المدارس

ملتان

نوافل میں تسبیح کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھ سکتے ہیں

زید نے مشکوٰۃ شریف باب اسجد میں پڑھا ہے اور لوگوں کو بتایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سجدہ میں دعا کر لیا کرو وہ مقبول ہوگی۔ اس کی اس بات کو کسی نے نہیں مانا۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں اور تسبیح چھوڑ کر دعا کیسے کریں۔ لہذا اس مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے۔ بنیوا تو جروا۔

سبحان ربی الاعلیٰ - حکماً دعا ہے۔ نیز نوافل میں ادعیہ ماثورہ اس تسبیح کے بعد پڑھنے کی اجازت ہے۔ ادعیہ غیر منقولہ کی بھی گنجائش ہے۔

الحمد لله

حذافی المرقعات ۱، ۲، ۳، ۴ ص ۳۱۲ - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

ن

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۰/۴۰ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا ثبوت

چار رکعت سنت قبل عشاء غیر مؤکدہ بیک سلام (جیسا کہ مولانا خلیفہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز حنفی میں لکھا ہے) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل یا کسی صحابہ رضی اللہ عنہ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ مدلل جواب سے تشفی فرمائیں تاکہ اپنے علاقہ کے غیر مقلدین کو مطمئن کر سکیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ بدعت مولوی خیر محمد نے جاری کی ہے اسکی وضاحت فرمائیں۔

عشاء کے فرائض سے قبل جو چار رکعتیں ہیں ان کی حیثیت کتب حنفیہ کے مطابق مستحب و مستحسن ہونے کی ہے۔ کبیری میں ہے۔

الحمد لله

وما ذکر من السنۃ قبل العصر وقبل العشاء فذلک مستحب (ص ۳۷)

و ذکر فی المحيط أن تطوع قبل العصر باریع وقبل العشاء باریع فحسن الخ

باقی رہا ان رکعتوں کے ثبوت کا مسئلہ تو اس سلسلہ میں حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

کی روایت ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین کل اذانین صلوۃ۔ (بخاری ص ۱۱)
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے۔ چنانچہ عشاء کی اذان و تکبیر کے
 درمیان بھی نماز ثابت ہوئی۔ باقی چار رکعت کے مستحب ہونے کی دلیل یہ ہے۔
 بخاری شریف و مسلم شریف میں حدیث عائشہؓ ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي اربعاً فلا تسئل عن
 حسنهن وطولهن ثم يصلي اربعاً۔ الحديث۔

یہ حدیث اگرچہ تہجد سے متعلق ہے لیکن اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نوافل کے
 متعلق عام عادت و معمول چار رکعتیں پڑھنے کا تھا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہو وہ یقیناً افضل
 اور بہتر ہوگا۔ نیز چار رکعتیں ایک سلام سے ادا کرنے میں مشقت زیادہ ہے مشقت والے فعل کا افضل ہونا
 قرآن پاک (ان نأشئة الليل هي اشد وطأ واقوم قیلاً) ای اشد فی وطأ
 النفس واشق علیہا) اور حدیث شریف سئل ای الاعمال افضل فقال اجهدھا
 ای اشقھا علی البدن۔ مقاصد حسنة: ص ۳۳۔ سے معلوم ہوتا ہے۔
 اس مشقت کی بنا پر عشاء کی نماز کی فضیلت احادیث میں وارد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عشاء
 سے پہلے بھی چار رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔ چنانچہ بعض کتب میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عشاء
 سے قبل چار رکعتیں ادا کرنا منقول ہے۔ مراقی میں ہے۔

وندب اربع قبل العشاء لما روی عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 انه علیہ الصلوۃ والسلام كان يصلي قبل العشاء اربعاً ثم يصلي
 بعدها اربعاً ثم يضطجع۔ (ص ۲۱۳)۔
 مسلک احناف قرآن و سنت کا آئینہ ہے۔

حضرت مولانا خیر محمد نور اللہ مرقدہ غیر مقلدین کے خود ساختہ مسائل (بدعت) کی قلعی کھولتے تھے اس
 لئے ان کو بدعتی کہا ہے۔ بدعتی کو دوسرا بھی بدعتی نظر آتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
 ۲۶
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
 ۲۷
 بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سنن مؤکدہ "اوابین" میں شمار ہونگی یا نہیں

صلوۃ اوابین جو کہ کم از کم چھ رکعت ہیں۔ ان میں سنت مؤکدہ کے بعد کی دو رکعت نفل بھی شامل ہیں یا وہ ان چھ رکعتوں سے الگ ہیں؟

دو رکعت سنت مؤکدہ کے سوا دوسرے نوافل صلوۃ اوابین میں شمار ہوں گے

الجواب

جب چھ رکعتیں پوری ہو جائیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفرلہ

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ غیر المدارس ملتان

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافام

۱۳ / ۱۱ / ۱۳۸۱ھ

وست بعد المغرب لیكتب من الاوابین بتسلیمة او ثنتین او ثلاث والاول ادم واشق وهل تحسب المؤکدة من المستحب ویؤدی الكل بتسلیمة واحدة اختار الکمال نعم۔ اهـ (در مختار) قوله (اختار الکمال نعم) ذکر الکمال فی فتح القدیر انه وقع اختلاف بین اهل عصره فی ان الاربع المستحبة هل هی اربع مستقلة غیر رکعتی الراجعة او اربع بهما وعلى الثانی هل تؤدی معهما بتسلیمة واحدة اولاً فقال جماعة لا واختار هو انه اذا صلی اربعاً بتسلیمة او تسلیمتین وقع عن السنة والمندوب اهـ (شامیة ج ۱: ص ۶۳۱)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاوی

فجر کی سنتوں میں تحیۃ الوضوء کی نیت کرنا

طلوع صبح صادق کے بعد نفل منع ہیں تو اگر تحیۃ الوضوء کی نیت فجر کی سنتوں میں کر لی جائے تو کیا ثبوت الوضوء کا ثواب مل جائے گا؟

فجر کی سنتوں میں تحیۃ الوضوء کی نیت کرنا درست ہے۔ انشاء اللہ اس سے
الجواب تحیۃ الوضوء کا ثواب مل جائے گا۔

ولو نوى فرضين كمكتوبة وجنابة — الى قوله ولونا فلتين
 كنية فجر وتحية مسجد فعنهما - ۱ھ (درمختار علی الشامیہ ج ۳ ص ۳۲)
 فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ند - ۱۴/۲/۱۴۰۸ھ

ظہر کی قبلہ سنتیں رہ جائیں تو بعد والی دو کے بعد پڑھے

ظہر کی قبلہ سنتیں رہ جائیں تو فرضوں کے بعد دو گانہ سے پہلے پڑھے یا بعد میں۔

راجح یہی ہے کہ پہلے دو رکعت پڑھے پھر چار قبلہ۔

الجواب لکن رجح فی الفتح تقدیم الركعتین الخ وفی فتاوی
 العتابی انه المختار وفی مبسوط شیخ الاسلام انه الاصح
 لحديث عائشة (رضی اللہ عنہا) انه علیه الصلوة والسلام كان
 اذا فاتته الاربع قبل الظهر یصلیہن بعد الركعتین وهو قول
 ابی حنیفہ ج وكذا فی جامع قاضی خان ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۶۴۳)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲۲ احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نوافل بلا عذر بھی ملجھ کر پڑھ سکتے ہیں
 نفل نماز پڑھنا بیٹھ کر جائز ہے ؛ جب کہ نماز کے تیرہ
 فرائض میں سے قیام کرنا بھی ایک فرض ہے ؛

اس فرض کا تعلق فرض نماز سے ہے۔

الجواب ویتنفل مع قدرته علی القيام قاعدا لا مضطجعا - (درمختار علی الشامیہ ج ۳ ص ۴۵۲)

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
 اجواب صحیح
 ۲۱/۵
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
 مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۴ھ

فرائض و سنن کے ضمن میں تحیۃ المسجد کا ثواب اسکی نیت پر موقوف ہے

بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر مسجد میں آتے ہی کوئی اور نماز فرض یا سنت پڑھی جائے تو وہی نماز تحیۃ المسجد ہو جائے گی۔ یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔ اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی گئی ہو۔ (مراقی الفلاح)

اور ایک دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ دوسری نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام تو ہو جائے گی مگر ثواب اس وقت ملے گا جب کہ اس نماز میں تحیۃ المسجد کی نیت بھی کی گئی ہو۔ (درمختار)

چونکہ دونوں عبارتوں میں اختلاف ہے اس لئے صحیح اور راجح قول تحریر فرمایا جائے۔

اکرام الحق، راولپنڈی

اس مسئلہ میں روایتیں دونوں طرف موجود ہیں۔ لیکن اختلاف سے بچنے کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ دوسری نماز میں تحیۃ المسجد کی نیت بھی کی جائے۔

الحق راجح

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 ۱۱ / ۴ / ۱۳۸۶ھ

اجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم جامعہ ہذا

لہ الاولیٰ ان ینویہا بذلك الفرض لیحصل لہ ثوابہا ای ینوی
 بايقاع ذلك الفرض فی المسجد تحية الله تعالى او تعظیم
 بیته لان سقوطها به وعدم طلبها لا یستلزم الثواب
 بلا قصد ہاشم رأیت المحقق ابن حجر من الشافعية

کتب عند قول المنہاج و تحصل بفرض او نفل اخر مانصہ
وان لم ينوها معه لانه لم ينتهك حرمة المسجد المقصودة
ای یسقط طلبها بذلك اما حصول ثوابها فالوجه توقفه
على النية لحديث انما الاعمال بالنيات اه (شامی ج ۱ ص ۶۳۶)۔
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۱۱ / ۱۱ / ۱۴۱۰ھ

طول قیام افضل ہے یا کثرت رکعت

زید کا معمول ہے کہ مغرب کے بعد ایک پارہ نوافل میں پڑھتا ہے تو کیا یہ بہتر ہے کہ ایک پارہ دو
نفل میں پڑھ لے یا تھوڑا تھوڑا پڑھ کر رکوع و سجدہ کرتا رہے یعنی کئی نوافل میں پارہ پورا کرے۔
رکعت کو لمبا کرنا بہتر ہے بنسبت کثرت رکعات کے۔

الجواب

و كثرة الركوع والسجود احب من طول القيام كما في المجتبى
ورجحه في البحر لكن نظريه في النهر من ثلاثة اوجه ونقل عن
المعراج أن هذا قول محمد وان مذهب الامام افضلية القيام و
صححه في البدائع اه (درمختار)۔ والحاصل ان المذهب المعتمد
أن طول القيام احب ومعناه كما في شرح النية أنه اذا اراد شغل حصه
معينه من الزمان بصلوة فاطالة القيام مع تقليل عدد الركعات
افضل من عكسه فصلوة ركعتين مثلاً في تلك الحصه افضل من
صلوة اربع فيها وهكذا القياس اه۔ (شامی ج ۱ ص ۵۰۵)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قرآن مجید اچھی طرح یاد نہ ہو تو سامع کا انتظام ضروری ہے

زید تراویح میں قرآن پاک سناتا ہے۔ ایک رکعت میں کم از کم تین بار بھول جاتا ہے۔ اسے کے پیچھے سامع بھی نہیں۔ بھولنے پر حافظ بھی صاحب کتے ہیں کہ یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے ؟
سائل : امام الدین گلبہرگ : ملتان

معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب کو قرآن مجید اچھی طرح یاد نہیں۔ ایسی صورت میں اچھے سامع کا ہونا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں بیس تراویح کے اندر ایک دو مرتبہ بھول جانا تو خیر کوئی بات نہیں لیکن کثرت سے بھولنا کہ ایک رکعت میں تین تین مرتبہ بھولے، پختہ یاد نہ ہونے کی علامت ہے۔ حافظ صاحب کو چاہئے کہ خوب محنت سے یاد کیا کریں اور سامع کا انتظام بھی ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

۶ / ۹ / ۱۳۹۹ھ

داتا دربار جاکر نوافل کی نذر مانی تو وہاں پڑھنا ضروری نہیں

زید نے نذر مانی تھی کہ میرا یہ کام ہو گیا تو داتا دربار لاہور جاکر سو نوافل پڑھوں گا۔ تو کیا وہاں جاکر پڑھنے ضروری ہیں یا جہاں رہتا ہے وہیں پڑھ لے۔

مفتی صفی عیوبی عبد المنان بیرون بوٹہ گریٹ ملتان

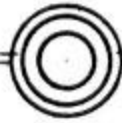
جہاں بھی پڑھ لے نذر پوری ہو جائے گی۔ اذانِ ذران یصلی فی المسجد الحرام اوفی مسجد بیت المقدس فصلاہا فی مکان

دونہ جاز اھ (عالمگیری قدیم : ج ۱ : ص ۶۰) فقط واللہ اعلم۔

اسحق محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۳/۱۴۱۰ھ

فصل فی التَّوَرُّع



وتروں میں قعدہ اولیٰ کا مفصل ثبوت یہاں اہل حدیث کی طرف سے اہل سنت سے صلوة التور کے قعدہ

اولیٰ کا ثبوت حدیث سے طلب کیا جا رہا ہے اور اپنی تائید میں

وہ حدیث (عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرة رکعة یوتوم من ذلک بمخمس لا یجلس فی شیء الا فی آخرها) (مسلم ج ۱ ص ۲۵۴) پیش کر رہے ہیں۔ براہ نوازش اس حدیث کی تاویل اور اہل سنت کی مآخذ والی حدیث مع ثبوت فقہی بالصرحت ارقام فرما کر ممنون فرمائیں۔ نیز تحریر فرمائیں کہ حدیث مذکور بخاری شریف میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ جواب بھی مفصل لکھیں تاکہ اہل سنت کی پوری پوری تسلی ہو سکے۔

پہلے اہل سنت کے دلائل سن لیں۔

الجواب

۱۔ عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة رضی اللہ عنہا

کیف كانت صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان۔ قالت ما کان

یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدى عشرة رکعة یصلی اربعاً فلا تسأل

عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی

ثلاثاً فقالت عائشة رضی اللہ عنہا فقلت یا رسول اللہ اتمام قبل ان توتر

فقال یا عائشة عینی تنامان ولا ینام قلبی۔ (رواہ مسلم ۱ ص ۲۵۴ ج ۱)

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی نماز تہجد رمضان وغیر رمضان میں

آٹھ رکعت تھی اور وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (۲) وتر سے پہلے استراحت بھی فرمایا کرتے تھے۔ (۳) نوم انبیاءؑ غیر ناقض وضو ہے۔

۲ عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوتر ثلاث ثلاث المغرب - رواه الطبرانی في الأوسط -

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز وتر مثل نماز مغرب کے ہے۔ (۱) مغرب کی تین رکعتیں ہیں، وتر کی بھی تین۔ (ب) مغرب میں دو قعدہ ہیں اولیٰ، ثانیہ، اسی طرح وتر میں بھی۔ (ج) مغرب میں بھی آخر میں سلام کیا جاتا ہے۔ وتر میں بھی آخری قعدہ پر سلام ہونا چاہیے۔

۳ : طحاوی میں ہے - عن حمید عن انس رضي الله عنه - قال الوتر ثلاث ركعات و كان يوتر بثلاث ركعات - (ج ۱ ص ۱۴۳)

۴ : طحاوی میں ہے - ان الوتر كان عند ابن عمر رضي الله عنهما ثلاثا كصلوة المغرب - (ص ۱۶۵)

۵ : عن عامر هو الشعبي قال سألت ابن عباس وابن عمر رضي الله عنهما كيف كان صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل فقالا ثلاث عشرة ركعة ثمان - ويوتر بثلاث وركعتين بعد الفجر - رواه الطحاوی ج ۱ ص ۱۶۵ وابن ماجه والنسائی -

دلائل وجوب ہر دو رکعت واضح رہے کہ ہر دو گانہ پر التحیات بیٹھنا ضروری ہے جس کے لئے احادیث ذیل کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ روایات وتر وغیرہ

وتر تمام نمازوں کے لئے مسادی الدلائل ہیں۔

۱ : عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

يستفتح الصلوة بالتكبير والقراءة بالحمد لله رب العالمين الى

قوله وكان يقول في كل ركعتين التحية رواه مسلم ج ۱ ص ۱۹۲ باب جامع الصلوة۔

اس روایت میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے

اور التحیات پڑھنے کے لئے قعدہ لازم ہے اس بنا پر حدیث یوتر من ذلك بخمس لا يجلس الا في

آخرها تمام علماء کے نزدیک مؤول ہے۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہو جو

لوگ الحدیث ہونیکے مدعی ہیں انکی عادت ہے کہ خود رائی اور خود اجتہادی کی بنا پر صرف ایک روایت کو لے لیتے ہیں اور دوسری

حدیثوں کے متعلق صرف اتنا کہ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے اس لئے متروک ہے یا یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس طرح بعض روایتیں متروک اور بعض معمول بہا ہو جانے کے علاوہ احادیث نبویہ متعارض ہوتی نظر آتی ہیں۔ اور لوگوں کو حدیثوں میں شبہات نظر آتے ہیں۔ مثلاً فاتحہ خلف الامام کی روایتوں کو لے کر روایات ترک فاتحہ کو ضعیف غیر قابل عمل بتلا دیتے ہیں۔ اس طرح ایک ذخیرہ احادیث ان کے نزدیک ردی کی ٹوکری کے قابل ہو جاتا ہے۔ بخلاف مسکب اصناف کثر ہم اللہ کے کہ ان کا مسلک احتیاط اور تحقیق پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ حضرات ایک مسئلہ کے متعلق تمام روایات وارد شدہ کو جمع کر کے مقدم و مؤخر، ناسخ و منسوخ، صحیح و ضعیف وغیرہ تمام گوشوں پر نظر کر کے فیصلہ کرتے ہیں۔ اسی طرح مسئلہ وتر ہے۔ چونکہ اس استفتاء میں صرف قعدہ اولیٰ کے متعلق سوال کیا گیا ہے اس لئے ہم اپنی بحث اسی پر مقتصور کرتے ہیں اگر تحقیق درکار ہو تو حضرت شاہ صاحب کا رسالہ عربی کشف السترن عن صلوة الوتر مطالعہ فرمائیں۔

۲ : عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رجلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوة اللیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة اللیل مثنیٰ مثنیٰ واذا خشی احدکم الصبح صلی رکعة واحدة توتر له ما قد صلی۔ رواہ مسلم (ج ۱ ص ۲۵۷)۔

۳ : عن الفضل بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوة مثنیٰ مثنیٰ تشهد فی کل رکعتین الخ۔ رواہ الترمذی قال ابن حجر المکی اسنادہ حسن۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی شریف ج ۱ ص ۷۷)۔

یہ دو روایتیں ہیں۔ دوسری روایت پہلی روایت کے لئے بمنزلہ تفسیر کے ہے۔ مقصداً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ نماز کی وضع شرعی یہ ہے کہ ہر رکعت دوسری رکعت کے ساتھ مقرون ہو۔ چاہے نماز دن کی ہو یا رات کی۔ (چنانچہ بعض روایات ابن عمر رضی اللہ عنہما میں صلوة اللیل والنہار بھی وارد ہوئے ہیں) اور ایک رکعت کی نماز مشروع نہیں ہے جتنی کہ وتر میں بھی رکعت واحدہ کو علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ دو گانہ کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔ جس سے وہ دو گانہ وتر بن جائے گا۔ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نے یہ وضاحت کر دی کہ ہر دو گانہ پر تشهد لازم ہے۔ شارح مسلم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے فوائد کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

” وفي هذا تنبيه على عدم مشروعية التنفل بالركعة الواحدة البتراء كما قال ابن دقيق العيد وعلى عدم مشروعية الركعات

المتوالية الزائدة على ثنتين من غير تخلل التشهد بينهما وهو الظاهر
من حديث عائشة عند مسلم قالت وكان يقول في كل ركعتين التَّحِيَّةَ
فهذا مدلول الحديث والمثنوية بهذا المعنى لا يستلزم التسليم على
كل ركعتين انتهى - فتح الملم: ج ۱ ص ۱

بڑا ہی تعجب ہے کہ غیر مقلد حضرات "یوترو من ذلك بخمس لا يجلس في شيء الا في
آخرها" کو نہ سمجھنے کی بنا پر ان تمام احادیث سے غافل ہو گئے۔ بلکہ ان حدیثوں کے دالہ یا نادالہ
ترک کے گناہ میں پڑ گئے۔ اگر اس حدیث کی شرح کسی طالب علم سے جس نے باقاعدہ کسی مدرسہ میں علم حدیث حاصل
کیا ہوا ہوتا پوچھ لیتے تو اس جہالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ (جیسا کہ عنقریب اس حدیث کی شرح بعد میں
بیان کر دی جائے گی۔)

۴۱۔ وفي المصنف ابن أبي شيبة المكتوب بالقلم من ۵۵۴ والقول البديع ۱۳۔

”جعفر بن برقان عن عقبه بن نافع قال سمعت ابن عمر رضي يقول ليس
صلوة الا وفيها قراءة وجلوس في الركعتين وتشهد وتسليم فان
لم تفعل ذلك سجدت سجدتين وانت جالس - (فتح الملم: ج ۲ ص ۲۹)

اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ مذکور ہے جو کہ حکم مرفوع میں ہے۔ فرماتے
ہیں کہ کوئی نماز ایسی نہیں کہ اس میں قرأت نہ ہو، اور یہ کہ اس کے ہر دو گانہ پر قعدہ نہ کیا جائے اور تشہد و
تسليم نہ ہو (تسليم سے مراد السلام علیک ایہا النبی ہے۔ جس کے دلائل یہاں ذکر کرنے کا موقع
نہیں) اور اگر تو درمیان میں تشہد نہ کر سکے (یعنی بھول جائے) تو دو سجدہ سہو بحالت جلوس کرنے لازم
ہوں گے۔

ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ ہر دو گانہ پر قعدہ لازم ہے اور ترک پر سجدہ سہو کرنا ہو گا۔ یہ وہ قعدہ ہے
جسے قعدہ ادلی کہتے ہیں۔ اب حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق توضیح اور تشریح سن لیجئے جس
سے یہ حدیث ان روایات مذکورہ بالا کے ساتھ منطبق ہو جائے گی اور جو تعارض بظاہر نظر آ رہا ہے رفع
ہو جانے گا۔ پوری حدیث ان الفاظ کے ساتھ مسلم شریف میں وارد ہوئی ہے۔

عن عبد الله بن نمير قال حدثنا ابي قال ثنا هشام عن ابيه عن
عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي

من الليل ثلاث عشرة ركعة يوتر من ذلك بخمس لا يجلس
في شيء الا في آخرها۔ رواه مسلم۔ (ج ۱ ص ۲۵۴)۔

۱ : اول تو یہ حدیث مختلف فیہ ہے۔ بعض حضرات ائمہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
ہیں۔ ان حضرات کا یہ کہنا ہے کہ ہشام نے یہی روایت حجاز میں اور سیاق سے ذکر کی۔ جب عراق میں پہنچا تو
اس نے دوسری طرح بیان کرنا شروع کیا جو کہ موجودہ سیاق ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے ”مواہب لدنیہ“
کی شرح۔ اس میں زر قافی لکھتے ہیں۔

(قد صح عنه صلى الله عليه وسلم انه اوتر بخمس لم يجلس الا في
آخرهن) اى صلاه من بتشهد واحد (لكن احاديث اثبت واكثر
طرقا) اذ هو الذى رواه الحفاظ عن هشام بن عروة عن ابيه
عن عائشة وتلك الرواية انفرد بها بعض اهل العراق عن هشام
وقد انكرها مالك وقال منذ صار هشام بالعراق اتانا عنه مالم
نعرف وقال ابن عباس البر ما حدث به هشام قبل خروجه الى العراق
اصح عند اهل الحديث۔

ب : لیکن ہمارے اکابر میں سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ ”بذل المجہود“
میں تحریر فرماتے ہیں۔ اس حدیث کے توابع موجود ہیں اس لئے حدیث ثابت ہے لیکن ہمارے لئے مضر
نہیں اسلئے کہ اس میں جس جلوس کی نفی کی گئی ہے وہ جلوس تشہد نہیں۔ کیونکہ اس کے مراد لینے میں تمام احادیث بالا
کا خلاف لازم آئے گا۔ بلکہ اس سے مراد یا تو جلوس استراحت ہے جو کہ تہجد کی نماز کے دو گانوں، یا
چہار گانوں میں واقع ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ روایت کنز العمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
روایت ہے۔

قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل ست ركعات
يسلم من كل ركعتين ثم يجلس فيسبح ويكبر ويقوم فيصل ركعتين

(ابن جرير)

پس یہ روایت قرینہ ہے کہ جلوس منفی سے مراد یہی جلوس ہے۔ اس صورت میں معنی حدیث یہ ہو
گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ رکعتوں میں سے جن میں سے تین وتر اور ایک اس سے پہلے کا دو گانہ مراد

ہے جلوس استراحت نہیں فرماتے تھے بلکہ آخر میں ہی جلوس کرتے تھے۔

۲ : دوسری توجیہ یہ ہے کہ جلوس سے مراد وہ جلوس ہے جس کے بعد سلام کیا جاتے۔ اور قرینہ اس پر روایت ابی داؤد ہے جس میں یہ الفاظ واقع ہیں : "حتی یجلس فی الآخرة فیسلم" جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ آخر میں بیٹھ کر سلام کرتے تھے۔ وہ جلوس جس میں سلام نہیں ہوتا تھا وہ تو پہلے بھی ہوتا تھا لیکن وہ جلوس جس کے بعد سلام فرماتے تھے آخر میں ہوتا تھا۔ اس طرح سے درمیان کے قعدہ کی نفی نہ ہوتی۔ لیکن اس توجیہ پر یہ اشکال لازم آتا ہے کہ پہلا دو گانہ نفل کا ہوا اس پر قعدہ کر کے پھر آپ نے وتر ادا کئے۔ وتر کی بنا نفل پر لازم آئے گی۔ اس کے متعلق جواب یہ ہے کہ صاحبین کے نزدیک وتر سنت ہیں۔ لہذا ان کی بنا نفل پر بلا کراہت ہو سکتی ہیں۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگرچہ وتر واجب ہیں لیکن اس کی بنا نفل پر جائز ہے۔

۳ : تیسری توجیہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ نوافل میں بعض اوقات بیٹھ جایا کرتے تھے اور بیٹھ کر پڑھتے رہتے تھے۔ جب رکوع کا وقت آتا تھا تو کھڑے ہو کر تیس چالیس آیات پڑھ کر رکوع کیا کرتے تھے۔ یہ عادت شریفہ بخاری شریف کی اس روایت سے ثابت ہے۔

عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها انها لما تروى رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي صلاة الليل قاعداً قطع حتى اسلم فكان يقرأ قاعداً حتى اذا اراد ان يركع قام فقرأ نحواً من ثلاثين آية او اربعين آية ثم يركع - (رواه البخاري في باب اذا صلى قاعداً ثم صبح او وجد خفة تمم ما بقى) (ص ۱۵۱ ج ۱)۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ عادت شریفہ نوافل تہجد کے متعلق تھی۔ وتر کی تین رکعتیں اور ایک دو گانہ جو وتر سے پہلے ہوتا تھا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قعود نہیں فرماتے تھے۔ وتر میں تو اس لئے کہ وہ واجب ہیں اور اس میں قادر علی القيام کے لئے قعود جائز نہیں۔ اور دو گانہ جو وتر سے پہلے ہوتا تھا وہ بھی بوجہ اتصال وتر کے اس کے حکم میں داخل کر دیا گیا جیسا کہ فتح الملہم میں ہے۔

والشفع الذي كان يوتر بعده صار لاتصاله به مستحباً بحكم

الوتر عليه فلم يقعد فيه ايضاً۔

واضح رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول کے جو معانی ذکر کئے گئے ہیں یہ سب معانی

صحیح اور محتمل ہیں اور احادیثِ آخری کے ساتھ مؤید ہیں اور ان معانی کا مراد لینا لازم امر ہے تاکہ وہ روایات جو سابقہ بیان ہوتی ہیں ان میں اور اس حدیث میں تعارض واقع نہ ہو۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ : خادم الافکار

خیر المدارس ملتان : ۳ شوال ۱۳۴۰ھ -

الجواب صحیح

خیر محمد : مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

۴ شوال المکرم ۱۳۴۰ھ



اخبرنا ابو یعلیٰ حدثنا ابو الربیع

الزاهریانی الى اخر السند عن

ایک حدیث سے عدم وجوبِ تراویح پر استدلال کا جواب

عیسیٰ بن جاریہ عن عبد اللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمانی رکعات و اوتر فلما کانت اللیلۃ القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان ینخرج لنا فیصلی بنا فاقمنا فیہ حتی اصبحتنا فقلنا یا رسول اللہ رجونا ان یتخرج فتصلی بنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی کرہت او خشیت ان یکتب علیکم الوتر او کما قال -

(صحیح ابن حبان : ص ۲۳۰، مطبع مکتبہ سلفیہ مکہ مکرمہ)

زید اور بکر کا اس حدیث کے مفہوم میں اختلاف ہے۔

زید، کہتا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں کی باجماعت فرضیت کو مکروہ سمجھا اور ڈر گئے۔ اس لئے دوسرے دن آپ نے نماز نہیں پڑھائی اور آٹھ رکعات تراویح کو نہ مکروہ سمجھا اور نہ ترک کیا۔

بکر، کہتا ہے کہ اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ تراویح

اور وتر دونوں کے بارے میں انی کرہت او خشیت ان یکتب علیکم الوتر فرمایا ہے۔ پھر

ان آٹھ رکعت تراویح باجماعت کو مکروہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور پھر آپ نے نہیں پڑھائی۔ وتروں کے متعلق اس

لئے نہیں کہ وتر تو پہلے ہی سے واجب تھے۔ انی کرہت او خشیت کا تعلق تو اس نئی نماز کے ساتھ ہے

جو رمضان میں آئی ہے بات اس کی تھی اور اسی کو باجماعت ترک فرمایا۔

المستفتی: محمد سلیمان خطیب جامع مسجد مرکزی گوجرانہ: ضلع لائل پور

الجواب

بکر کا قول درست ہے اور مذکورہ روایت میں ان یکتب علیک الوتر سے صرف وتر اصطلاحی کی ایک یا تین رکعت مراد نہیں بلکہ اس سے مراد وہی مجموعہ صلوٰۃ اللیل (ترویح) ہے جو پہلی رات پڑھی گئی تھی۔ ایک تو یہ امر خود سیاق ان یخروج فیصلی بنا سے ظاہر ہے۔ دوسرے اس کی تصریح صحیح مسلم میں بروایت صحیح موجود ہے۔ روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

”ولکنی خشیت ان تفرض علیک صلوٰۃ اللیل فتعجزوا عنہا“

(باب الترغیب فی قیام رمضان ج ۱ ص ۲۹۹)

اور تقریباً اسی کے ہم مثل الفاظ شرح معانی الآثار میں موجود ہیں۔ ”ر خشیت ان یکتب علیک قیام اللیل۔ اھ (باب القیام فی شہر رمضان)۔ روایت متوطر میں الفاظ دو قسم کے ہیں۔ ان تفرض اور ان یفرض، صاحب اوجز المسائل ان کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ ”ان تفرض ای صلوٰۃ اللیل وفی نسخة ان یفرض ای القیام“ پس جب لفظ ”الوتر“ کی تشریح خود دوسری صحیح روایت میں ”صلوٰۃ اللیل“ سے مہرچ ہے تو بکر کے قول کی صحت اور زید کے قول کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان: ۲۱/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح
غیر مستند عفی عنہ



وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ نماز وتر ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ایک شخص وتر کی تیسری رکعت کو سنت بتلاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اور مذکورہ رکعت میں ثنا پڑھنا بھی بتلاتا ہے۔ قنوت کے بعد درود شریف بھی پڑھتا ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب

وتر کی تینوں رکعات واجب ہیں اور ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبحانک اللہم اور الحمد وسورة پڑھیں دوسری رکعت میں صرف الحمد اور سورت پڑھیں۔ پھر قعدہ میں بیٹھ کر تشهد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھیں۔ تیسری رکعت میں الحمد اور سورت پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہیں اور دعا بقنوت پڑھیں پھر رکوع میں جائیں اور نماز پوری کر لیں۔ رکوع سے قبل درود پڑھیں۔ تیسری رکعت میں ثنا بھی نہ پڑھیں۔ فقط واللہ اعلم

لے سنبہ ہے کہ پڑھیں کافی حاشیۃ الطحاوی علی المرقی صفحہ ۱، محمد امجد مرتب خیر الفتاویٰ۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ غفر اللہ، مفتی خیر المدارس ملتان ۲۰، ۹، ۸، ۱۳۷۸ھ



وتر کی نیت میں واجب کی تصریح ضروری نہیں ایک عالم سے وتر کی نیت پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ بہتر یہ ہے یوں کہو کہ ” وتر واجب اس رات کے“

مطلق واجب کہا جائے تب بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر وتر واجب عشاء کے کہنا بہتر ہے۔ اگر عالم کا جواب آپ کے نزدیک صحیح ہے تو حوالہ تحریر فرمائیں۔

وفي الوترينوى صلوة الوتر كنذا في الزاهدى اه (عالمگیری ج ۱ ص ۲۲)

الجواب

نماز وتر کے لئے اتنی نیت بھی کافی ہے کہ تین رکعات نماز وتر اللہ کے لئے پڑھتا ہوں

واجب، کالفظ ساتھ کہ لے تو بھی جائز ہے۔ کما فی الشامیۃ ج ۱ ص ۳۸۹۔

”ای لا یلزمہ تفسیر الواجب ولیس المراد منعه من ان ینوی وجوبہ۔“

آج رات یا عشاء کے کہنے کی حاجت نہیں۔ فقط۔ واللہ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۳، ۶، ۱۳، ۱۳۷۸ھ

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ



فرض عشاء ادا کرنے سے پہلے وتر نہیں پڑھ سکتے زید جب مسجد میں پہنچا تو فرض اور تراویح ہو چکی تھیں اور وتروں کی جماعت تیار تھی تو کیا زید پہلے فرض ادا کرے یا وتروں میں شریک ہو سکتا ہے؟

عشاء کے فرضوں اور وتر میں ترتیب واجب ہے۔ لہذا وتروں کی جماعت میں شریک

الجواب

نہ ہو بلکہ پہلے فرض ادا کرے۔ ”ووقت العشاء والوتر منه الى الصبح ولكن

لا یقدم علیہا الوتر لوجوب الترتیب اه (تنویر الابصار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۲۵) فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۹ شوال ۱۴۰۲ھ



جس نے فرض و جملہ تراویح علیحدہ پڑھی ہوں وہ تو بھی علیحدہ پڑھے جس نے عشاء کے فرض اور تراویح اکیلے ادا کئے ہوں وہ وتروں کی جماعت

میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ - ۱۲ - حدیث میں آتا ہے کہ جو فساد امت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کا اتباع کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ یہ حدیث کہاں موجود ہے؟
مولانا محمد علی: خطیب جامع مسجد سمندری، لاہور

جس نے فرض اور تراویح دونوں علیحدہ ادا کئے ہوں وہ تو بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔
الجواب اگر کچھ حصہ تراویح باجماعت پڑھا ہو تو وتروں کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس سے عشاء کے فرض باجماعت فوت ہوتے ہوں وہ تراویح میں شریک ہو سکتا ہے۔ (دکبری ص ۳۹۱)
اور وتر کی جماعت تراویح کے تابع ہے کما فی الشامیہ۔

ان جماعۃ الوتر تبع لجماعۃ التراويح ۱۷ (شامی ج ۱: ص ۶۶۳) -
۲: کتاب الاعتصام باب السجود وفضاء میں یہ حدیث موجود ہے۔ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شہید۔ ۱۸ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان: ۱۱: ۱: ۱۳۸۲ھ

تہجد گزار بھی رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں
تہجد پڑھنے والے رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں یا تہجد کے وقت پڑھیں؟

اور تبیر رمضان شریف کے وتر تہجد سے پہلے پڑھے جائیں یا بعد میں؟

الاجواب رمضان شریف میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔ شامی میں ہے۔
فالوقت كالترويح فكما ان الجماعة فيها سنة فكذلك

الوتر بحروفي شرح المنية والصحيح ان الجماعة فيها افضل الا ان

سنتها ليست كسنة جماعة التراويح (شامی ج ۱: ص ۶۹۴) قال الخیر المولی

وهذا الذی علی عامة الناس اليوم (ج ۱: ص ۶۶۵) -

غیر رمضان میں افضل یہی ہے کہ رات کی نماز میں سب سے آخر میں وتر پڑھے جائیں یہ اس شخص کے لئے ہے

جو صبح سویرے اٹھ سکتا ہے ورنہ سونے سے پہلے پڑھے۔

قوله وتأخير الوتر ای يستحب تأخيره لقوله صلى الله عليه وسلم من
خاف ان لا يوتر من آخر الليل فليوتر اوله ومن طمع ان يقوم آخره
فليوتر آخر الليل فان صلوة آخر الليل مشهودة وذلك افضل - ۱ھ

(شامیہ : ج ۱ ص ۳۴۲)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

نیر محمد عفا اللہ عنہ

وتروں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھی تو نماز کا حکم
امام صاحب نے وتروں میں قنوت سے پہلے
رکوع کر لیا پھر واپس ہو کر دعا قنوت پڑھی

اور آخر میں سجدہ سہو کر لیا کیا نماز ہو گئی ؟
نماز ہو گئی بشرطیکہ سجدہ سہو کر لیا ہو۔ ولوقت بعد رفع رأسه من الركوع لا يعيد
الركوع ويسجد للسهو ولزوال القنوت عن محله الاصلی وتأخير الواجب ۱ھ

(مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص ۲۱۱) فقط واللہ اعلم
الجواب صحیح۔ محمد صدیق غفرلہ مدرس خیر المدارس ملتان۔
محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی۔ ۸-۹-۱۳۹۶ھ

تکبیر قنوت واجب ہے یا نہیں
دعا قنوت میں جو تکبیر پڑھی جاتی ہے اگر یہ سہو نہ پڑھی گئی
ہو تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں ؟

محمد شفیع بن حکیم الدین : حیدرآباد۔

الجواب
تکبیر قنوت کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضرات وجوب کے قائل ہیں ان کے مذہب
پر سجدہ سہو لازم آجائے گا۔ صاحب بحر وجوب کے خلاف ہیں ان کے نزدیک سجدہ سہو نہیں آئیگا۔ اگر
احتیاط پر عمل کرتے ہوئے سجدہ سہو کر لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ ترک کی بھی گنجائش ہے۔ (شامی ج ۱ ص ۳۴۲)

فقط واللہ اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان۔

جس کو دعا بر قنوت یاد نہ ہو وہ کیا پڑھے اگر کسی کو دعا بر قنوت یاد نہ ہو تو کوئی اور دعا ہے جو وتروں میں پڑھی جاسکے ؟

الجواب اگر کسی شخص کو دعا بر قنوت یاد نہ ہو جو وتروں میں پڑھی جاتی ہے تو یہ آیت اس مقام پر پڑھے۔ "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار۔" کما فی الشامیة ج ۱ ص ۶۲۲۔ ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا الایة مع هذا دعا معروف کو یاد کرنے کی کوشش کرے جب تک یاد نہ ہو اس پر اکتفا کرے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۵/۶/۱۳۷۶ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

دعا بر قنوت سے پہلے تکبیر و رفع یدین کا ثبوت
نماز وتر میں دعا بر قنوت سے پہلے دونوں ہاتھ کاٹو
تک اٹھا کر اللہ اکبر کہنے کا ثبوت حدیث رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فراہم کریں۔
الجواب آنحضرت علیہ السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے قنوت پڑھنے سے پہلے رفع یدین اور تکبیر ثابت ہے۔

۱: عن عبد الله رضي الله عنه قال ارسلت احي ليلة لتبيت عند النبي

صلى الله عليه وسلم فتنظر كيف يوتر الى ان قال ثم قرأ بقل هو الله

احد حتى اذا فرغ كبر ثم قنت فدعا بما شاء الله ان يدعوا (الحديث)

(استيعاب لابن عبد البر)

۲: عن الاسود عن عبد الله رضي الله عنه انه كان يقرأ في آخر ركعة من

الوتر قل هو الله احد ثم يرفع يديه فيقنت قبل الركعة ۱۰ھ

(رواه البخاري في جزء رفع اليدين وقال صحيح)

۳: عن ابي عثمان كان عمر رضي الله تعالى عنه يرفع يديه في القنوت ۱۰ھ

(اخرجه البخاري في الجزء وصححه)

۴: عن ابراهيم ان القنوت في الوتر واجب في رمضان وغيره قبل

الركوع وإذا اردت ان تقنت فكبره اه (كتاب الحج والاثار)۔
وان اراد ان يقنت كبر و رفع يديه وقت لقله عليه السلام
لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن وذكر منها القنوت - اه (ہایہ ص ۱۲۸)

فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ ۱۰/۳۰/۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بند عبد الستار عفا اللہ عنہ



قنوت وتر میں وضع یدین سنت سے ثابت ہے
قنوت وتر میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا سنت
یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے کیا ثبوت

ہے ؛ بہت نوا تو جسروا۔

الجواب
وضع الیدین سنت قیام ہے یہ مسئلہ تقریباً اجماعی ہے۔ فریق مخالف بھی وتروں کے
علاوہ باقی تمام نمازوں میں قیام فرض میں وضع یدین کا قائل ہے۔ بلکہ نماز وتر میں بھی
تکبیر قنوت تک اسی پر عامل ہے۔ تکبیر قنوت کے بعد سنت اجماعی کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اسے چاہئے
کہ اپنے عمل کا حدیث صحیح سے ثبوت مہیا کرے جنہوں نے سنت اجماعی کو عند القنوت بھی ترک نہیں کیا۔ ان
کے ذمہ ثبوت لگایا جائے۔ ایک حدیث سے ان حضرات کے طریق کار کا بدعت و مکروہ ہونا مفہوم ہوتا ہے۔
طبرانی باب القنوت میں ہے۔

عن ابن عمر رضی اربعہ یم رفع ایدیکم فی الصلوۃ واللہ انہ لبدعة ما زاد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی هذا قط فرفع یدیه حیال منکبہ۔ (الحدیث)
اس پر اعلیٰ اسنن میں لکھا ہے۔

وأما قوله اربعہ یم رفعکم ایدیکم فی الصلوۃ واللہ انہ لبدعة ففيه
دلیل علی کراہۃ اطالۃ رفع الیدین فی القنوت کما ترفعان فی الدعاء خارج
الصلوۃ - (ج ۶ : ص ۵۷)۔

اس سے معلوم ہوتا کہ ان حضرات کا عمل خلاف سنت ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وضع الیدین تحت السرقہ
فرض قیام میں سنون کیوں ہے۔ اس پر بہت سی احادیث اور اقوال شاہد ہیں۔

۱ عن علقمہ بن وائل بن حجر عن أبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال

رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ
تَحْتَ السَّرَّةِ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَرِجَالَهُ ثَقَاتٌ وَقَالَ الشَّيْخُ
قَاسِمُ بْنُ قَطْلُوبَغَا الْحَنْفِيُّ إِنَّ هَذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ - (أَعْلَاءُ: ج ۲ - ص ۱۲۲)
۲ : اِنْ عَلِيَا قَالَ مِنَ السَّنَةِ وَضَعَ الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السَّرَّةِ -
(هَكَذَا فِي بَذْلِ الْمُجْمُوعِ: ج ۱ ص ۲۳)

۳ : عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَخَذَ الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ
السَّرَّةِ (هَكَذَا فِي بَذْلِ الْمُجْمُوعِ: ج ۱ ص ۲۳)

حضرت امام طحاویؒ نے امام ابن سیرینؒ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے۔ کل حدیث ابی ہریرہؓ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم - (اعلاء: ج ۲ ص ۱۲۱) ابن سیرینؒ کے فرمان کے مطابق حدیث
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکماً مرفوع ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وضع الیدین تحت السرة کو سنت
قرار دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیام فرض میں ترک وضع بدعت ہے۔

الجواب صحیح
محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا
فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

وتروں کی جماعت صرف رمضان المبارک میں کر لی جائے

رمضان المبارک کے علاوہ بھی وتروں کی جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مبیّنات واجبہ روا۔
وتروں کی جماعت صرف رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے۔ رمضان کے علاوہ
باقی ایام میں وتر منفرد پڑھے جائیں۔

ويوتر بجماعة استحبابا في رمضان فقط عليه اجماع المسلمين
لانه نفل من وجه الجماعة في النفل في غير التراويح مكروهة
فلا احتياط تركها في الوتر خارج رمضان - (مرآة الفلاح علی ہامش الطحاوی ص ۲۱۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا ۱۳/۴/۱۴۰۸ھ

مَسْبُوقِ امام کے ساتھ ہی قنوت پڑھے

اگر کوئی شخص وتر دل کی دوسری یا تیسری رکعت میں شامل ہو رہے تو قنوت امام کے ساتھ پڑھے یا اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے وقت پڑھے۔

امام کے ساتھ ہی تیسری رکعت میں پڑھ لے اور بقیہ نماز ادا کرتے وقت نہ

پڑھے۔ ولو ادرك الامام في ركوع الثالثة من الوتر

كان مدرکًا للقنوت حکما فلا يأتي به فيما سبق به كما

لوقنت المسبوق معه في الثالثة اجمعوا انه لا يقنت مرة اخرى

فيما يقضيه لانه غير مشروع۔ اھ (مراقب الفلاح علی هامش

الطحاوی : ص ۲۱۱)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳۱۰/۱۲۱۱ھ

جو ائمہ دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ

پڑھتے ہوں حنفی ان کی اقتداء نہ کریں

وتر کے بارے میں یہاں کے اماموں کا طرز عمل کئی طرح پر ہے۔ بعض ہماری طرح تین رکعات پڑھتے ہیں۔ بعض دو پر سلام پھیر کر پھر ایک رکعت بعد میں پڑھتے ہیں۔ پاکستانی اور انڈین امام تین وتر پڑھتے ہیں۔ مقامی اور مصری ائمہ ایک رکعت الگ پڑھتے ہیں۔ تو کیا ہم ان کی اقتداء کر سکتے ہیں؟ اور جب ان کی اقتداء کریں تو ہم سلام پھیریں یا نہ پھیریں؟

سید باقر حسین نقوی۔ دہلی۔

جو ائمہ دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھتے ہوں ان کی اقتداء میں وتر نہ پڑھا کریں۔ ایسی صورت میں اگر اپنے ساتھی موجود ہوں اور کسی طرح

الجواب

مناسب نہ ہو تو الگ جماعت کرا لیا کریں۔ ورنہ اکیلے اکیلے حسبِ معمول وتر پڑھ لیا کریں۔
 (وصح الاقتداء) ففی غیرہ اولیٰ ان لم یتحقق منه ما یفسدہا
 فی اعتقاده علی الاصح کما بسطہ فی البحر۔ (بشافعی) مثلاً
 (ان لم یفصلہ بسلام) لا ان فصلہ (علی الاصح) فیہما للاتحاد
 وان اختلف الاعتقاد۔ اھ۔ (در مختار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۲۹۲)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۴۱۰ھ

امام مقتدی کے قنوت مکمل کرنے سے پہلے رکوع میں چلا جائے

اگر امام جلدی جلدی دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں چلا جائے اور مقتدی ابھی درمیان ہی میں
 ہو تو مقتدی پوری کر کے رکوع میں جائے یا اسی وقت چلا جائے ؟

جتنی پڑھ چکا ہے وہیں ختم کر کے امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔

الجواب

ولو رکع فی الوتر قبل ان یتتم المقتدی القنوت

یتابعہ لان القنوت لیس بمقدر ولا معین امان کان
 لم یقرأ شیئاً من القنوت فصح ینظر ان خاف فوت
 الركوع بقراءة شیء منہ یرکع و یترکہ والا یقرأ
 مقدار مالا یفوت الركوع مع الامام ثم یرکع۔ اھ
 (کبیری ص ۲۸۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

۴، رمضان المبارک — ۱۰/۱۲/۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الاقار، جامعہ خیر المدارس ملتان

وتروں میں دعاء قنوت کی جگہ تین دفعہ قل ھو اللہ پڑھنے کا حکم

ایک شخص کو دعائے قنوت یاد نہیں تو وہ اس کے قائم مقام کون سی دعاء پڑھے۔ علاوہ ازیں یہ جو عام طور پر مشہور ہے کہ تین بار سورۃ قل ھو اللہ اُحد پڑھے۔ یکس حد تک صحیح ہے؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ سورۃ اخلاص بالکل نہیں پڑھ سکتا۔ صحیح صورت حال سے مطلع فرمائیں۔

فجر اکم اللہ خیرا۔ المستفتی بندہ محمد طیب طاہر

معروف دعاء قنوت یاد نہ ہو تو اس کی جگہ کوئی اور ماثورہ دعاء بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی دعاء یاد نہ ہو تو قل ھو اللہ برنیت ثناء و دعاء پڑھ لیں تو بھی واجب ادا ہو جائے گا۔

ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ وقال ابو اللیث یقول اللهم اغفر لی یکررها ثلاثا وقیل یقول یارب ثلاثا ذکرہ فی الذخیرۃ۔ ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۶۲۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۵/۸/۱۴۰۶ھ

واختلف المشائخ فی حقیقة القنوت الذی هو واجب عنده فنقل فی المجتبیٰ انه طول القيام دون الدعاء وفي الفتاوی الصغری العکس و ینبغی لصحیحہ۔ (باب الوتر؛ شامیۃ)۔

ایک قول یہ ہے کہ قنوت سے مراد طول صلوٰۃ ہے۔ اس کے مطابق سورۃ اخلاص کے تکرار سے واجب قنوت کا ادا ہو جانا ظاہر ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ قنوت سے مراد دعاء ہے۔ اور سورۃ اخلاص کو بظاہر دعاء نہیں۔ لیکن توحید و ثناء باری تعالیٰ شائے پر مشتمل ہے۔ اور ثناء علی الکرم کا دعاء ہونا متعدد مواقع پر حضرات علماء کرام نے لکھا ہے۔ اس لئے سورۃ اخلاص اگر اسی نیت سے پڑھی جائے گی۔ تو یہ بھی قائم مقام دعاء کے ہو جائے گی۔ بالکل نہ پڑھ سکنے کی بات درست نہیں۔

واجب و صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقواء جامعہ خیر المدارس ملتان ۴/۸/۱۴۰۶ھ

دعاء قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا

آج تک ہمارا معمول یہ رہا ہے کہ دعائے قنوت پڑھ کر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ مگر اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دعائے قنوت کے بعد درود پاک بھی پڑھیں۔ پھر رکوع میں جائیں۔

صوفی یا محمد مسیہ پوپس لائن ساہیوال

طحاوی شرح مرقی الفلاح میں ہے کہ قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ لہذا پڑھ لینا بہتر ہے۔ معہذا نہ پڑھیں تو بھی کوئی کراہت

الجواز

نہیں ہے۔ ولما روی النسائی باسناد حسن ان فی حدیث القنوت

(وصلی اللہ علی النبی) صلینا علیہ صلی اللہ علیہ (و) علی

(آلہ وسلم) کما اختارہ الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ انہ

یصلی فی القنوت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱ھ

(ملاحی الفلاح)

(قولہ کما اختارہ الفقیہ ابو اللیث) فی الحلبی عن ابن الہمام

لا ینبغی ان یعدل عن هذا القول وهو الحق کما فی البحر و

ابن امیر حاج۔ ۱ھ (طحاوی: ص ۲۰۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۳/۱۴۱۱ھ



فصل فی تراویح

ہر چار تراویح کے بعد معروف دعا مستحب ہے نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو عام رواج کے مطابق سبحان

ذی الملک والملكوت سبحان ذی العزة الخ پڑھتے ہیں کیا اس دعا کے بارے میں کوئی ایسی حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جس میں صریح الفاظ میں اس دعا کے پڑھنے کا حکم ہو۔ اگر ہو تو بحوالہ کتاب وصفہ وغیرہ درج فرمائیں۔ نیز اس کا پڑھنا کیسا ہے سنت ہے یا مستحب ہے؟ اور دعا کی حد اور مقدار جس کا کتابوں میں ذکر ہے متعین کر دیں۔ بعض حضرات دعا کے اختتام پر اللہم اجزنا من النار یا مجیر کے بعد درود شریف خواجہ صلوٰۃ بر محمد اور بعض درود صلوٰۃ بر محمد، یا ازل بلند پڑھتے ہیں جس سے تقریباً مسجد گونج اٹھتی ہے کیا ان الفاظ کا بھی کوئی ثبوت ہے، جو ہمارے لئے حجت بن سکے۔ اگر ہے تو کیا اس قدر زور و شور سے پڑھنا بھی جائز ہے؟

وفی الشامیۃ (ج ۱، ص ۴۹۶)۔ قال القہستانی فیقال

الجل ج

ثلاث مرات سبحان ذی الملک والملكوت سبحان

ذی العزة والعظمة والقدرة و الکبرياء و الجبروت

سبحان الملک الحی الذی لا یموت سلوح قدوس

رب الملکک و الروح لا اله الا الله نستغفر الله

نسئلك الجنة ونعوذک من النار -

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ تین دفعہ یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور اس دعا کو باؤ از بلند پڑھنا کوئی ضروری نہیں۔ اور یہ لفظ ”درود خواجہ صلوٰۃ بر محمد“ اس کا کہیں ثبوت نہیں۔

فقط واللہ اعلم : بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح : محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۳ / ۹ / ۱۳۹۲ھ

نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا حکم
 نابالغ کے پیچھے نماز تراویح ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب
 مختار قول کے مطابق نابالغ کی اقتدار میں نماز جائز نہیں، تراویح ہوں یا کوئی
 اور نماز۔ ہدایہ میں اس بحث کے دربان لکھتے ہیں۔ والسنہ تاراندہ لایجوز
 فی الصلوات کلھا اھ (شامی - ج ۱ ص ۵۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۴ / ۹ / ۱۳۹۹ھ

عورت کا اپنے بیٹے کے پیچھے تراویح پڑھنا
 عورت اپنے بیٹے کے پیچھے گھر میں
 نماز تراویح پڑھ سکتی ہے؟

حبیب اللہ : چاہ میرک والا ملتان
 الجواب
 عورت اپنے بیٹے کی اقتدار میں نماز تراویح پڑھ سکتی ہے۔ کما تکرہ
 امامۃ الرجل لهن فی بیت لیس معهن رجل غیرہ ولا
 محرم منہ او زوجته او امته اما اذا کان معهن واحد ممن ذکر
 او امهن فی المسجد لایکرہ۔ اھ۔ (درمختار علی الشامیۃ - ج ۱ ص ۳۸)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ ہذا

الجواب صحیح

۲۱ / ۱ / ۱۴۰۰ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

تراویح کا جو شفعہ فاسد ہو جائے اس میں پڑھی گئی منزل کا اعادہ کیا جائے

امام صاحب نماز تراویح میں تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے جبکہ دوسری رکعت پر قعدہ

نہیں کیا۔ اس طرح چار رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر لیا۔ چونکہ یہ آخری تراویح تھیں اس لئے انہیں چار سمجھ کر دعا مانگ لی گئی۔ اب دوسرے روز کیا حکم ہے؟

سید خلیق احمد ساجد مقیم دارالافتاء خیر المدارس ملتان۔

صورۃ مسئلہ میں پہلی دو رکعتیں نہیں ہوتیں البتہ دوسری دو رکعتیں انیسویں اور بیسویں ہو گئیں۔ شامی میں ہے۔

الجواب

فلو فعلها بتسليمة فان قعد لكل شفع صحت بغير اهة و
الانابت عن شفع واحد به يفتي (در مختار)۔ قوله به يفتي لمار من
صرح بهذا اللفظ هنا وانما صرح به في الزهر عن الزاهد
فيما لو صلى اربعاً بتسليمة وقعدة واحدة -

(شامی مبحث التراویح - ج ۱ - ص ۶۶۱-۶۶۲)

چونکہ تراویح کی قضاء نہیں ہوتی اس لئے دو رکعت نفل فرداً فرداً ادا کئے جائیں۔ البتہ امام صاحب سترہ، اٹھارہ تراویح کا پڑھا ہو قرآن ٹوٹ جائے۔ اگر انیسویں نہیں والا پھر پڑھنا چاہیں تو بھی ٹھیک ہے ورنہ اسے چھوڑ کر آگے جاسکتے ہیں۔ چونکہ تراویح میں کم از کم ایک قرآن ضرور پڑھنا جاتے اسی لئے نہ ہونے والی تراویح کا قرآن بھی ٹوٹنا پڑے گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۲ / ۹ / ۱۳۹۹ھ

جن شفعہ میں سجدہ سہو نہیں کیا گیا وہ دوبارہ پڑھا جائے

امام صاحب نے تراویح پڑھاتے وقت آیت سجدہ سے پہلے سجدہ کر لیا۔ پھر اسی رکعت میں صحیح مقام پر سجدہ کیا لیکن بیس رکعت کی جگہ بائیس رکعت پڑھیں یعنی جن میں دو دفعہ سجدہ کما تھا ان کو شمار نہیں کیا۔ پہلی دو رکعت میں سجدہ سہو بھی نہیں کیا گیا تھا؟

مستفتی : ڈاکٹر بشیر احمد، رینالہ خورد، ضلع ساہیوال۔

الجواب

پہلا سجدہ واجب نہیں تھا بدون وجوب کے سہواً سجدہ کیا گیا۔ تو اس کے مثال ایسی ہے جیسا کہ رکوع دو دفعہ بھول کر کر لیا۔ گویا سہواً تکرار رکن ہو گیا۔

تکرار رکن کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ مکافی الہامدیۃ ج ۱ ص ۶۷
ولا یجب السجود الا بترك واجب او تأخیرہ او تأخیر رکن
او تقدیمہ او تکرارہ - ۱۵

پس صورت مسئلہ میں جب کہ سجدہ سہو نہیں کیا گیا تو اس شفعہ کا اعادہ ضروری تھا اس لئے بائیس رکعت ہی پڑھنی چاہئے تھیں۔ البتہ اگر اس شفعہ میں سجدہ سہو کر لیا جاتا تو انادہ کی حاجت نہ رہتی۔ اور بیس رکعت ہی کافی ہو جاتیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی غیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۱۰/۱۰/۱۳۸۲ھ

درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھنے کا حکم

ایک شخص دو رکعت تراویح میں قعدہ اخیرہ بھول گیا۔ اور اس نے مزید دو رکعت ملا کر سجدہ سہو کر دیا۔ کیا ایسے شخص کی چار رکعات تراویح شمار ہوں گی یا دو۔ بصورت ثانی قرآن مجید اول شفعہ کی تراویح کا اڑنے کا یا ثانی کا؟

الجواب

وقال الفقیہ ابو جعفر والشیخ الامام ابو بکر محمد
ابن الفضل فی التراویح تنوب الاربع عن تسلیمة

واحدة وهو الصحيح لان القعدة على راس الثانية فرض
فی التطوع فاذا تركها كان ينبغي ان تفسد صلوته اصلا
كما هو وجه القياس. وانما جاز استحسانا فاخذنا بالقياس
وقلنا بفساد الشفع الاول واخذنا بالاستحسان في حق بقاء
التحریمة واذا بقيت التحريمه صح شروعه في الشفع
الثاني. وقد اتمها بالقعدة فجاز عن تسلیمة واحدة

قال في الخانية وعلى قول العامة يجوز عن تسليمين وهو

فقط واللہ اعلم

بنده عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مضفی

خير المدارس ملتان ۲۷ جمادى الاول ۱۳۹۲ھ

ایک حافظ صاحب تراویح کی نماز میں ہر سورت کے شروع میں تسمیہ بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر جائز ہے تو فاتحہ پر کیوں نہیں پڑھتے؟ - عبد الرحمن حمیمی۔

ترادیرج میں قرآن سناتے ہوئے پورے قرآن مجید میں کہیں ایک نہ کسی سورت کے شروع میں بسم اللہ جہرا پڑھ لی جائے باقی تمام جگہوں پر اخفا کیا جائے۔

اجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

بنده عبد الستار عفا الله عنه

الحق محمد النور عفا الله عنه

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہمیں تراویح کا ثبوت

نے رمضان پاک میں کون تراویح

نہیں پڑھیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی ثبوت نہیں۔ اگر مل گیا تو ہم سنی ہدایتیں گے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بیس رکعت تراویح منقول ہیں۔

الحج

» عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أنه صلى الله عليه.

وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر اخرجه عبد

بن حميد في مسنده والبغوي في معجمه والطبراني في الكبير

والبیہقی فی سننہ کذا فی اوجز المسالك : ج ۲ - ص ۳۹۸ -
اور خلفائے راشدین حضرت عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے مبارک زمانوں میں بھی مسجد نبوی کے
اندر بیس رکعت تراویح پڑھی گئیں۔

اخرجه البيهقي باسناد صحيح عن السائب بن يزيد قال
كانوا يقومون على عهد عمر بعشرين ركعة وعلى عهد
عثمان وعلى مثله - ۱۵ (اوجز المسالك : ج ۲ - ص ۳۹۸ -)
اور خصوصیت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم فرمانا بھی ثابت ہے کہ بیس رکعت تراویح
پڑھو۔ عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی بن رضی و دعا القراء فی
رمضان فامر منهم رجلا یصلی بهم فی رمضان عشرين
ركعة قال ابن تیمیة فی المنہاج لو كانت بدعة قبیحة
كما زعم الروافض لكان علیؑ ابطله لما صار امیر المؤمنین
بل روى عنه قال نور الله قبر عمر رضی كما نرى مساجدنا
وعن ابی الحسن ان علیا امر رجلا ان یصلی بالناس
خمس ترویحات عشرين ركعة -
علاوہ ازیں شیعوں کی معتبر کتاب ” استبصار “ اور ” کافی “ میں امام جعفر صادقؑ سے
بھی بیس رکعات منقول ہیں۔ مکہ اور مدینہ میں کبھی بیس سے کم تراویح نہیں پڑھی گئیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۱۵ / ۹ / ۱۳۹۶ھ



چار تراویح ایک سلام سے پڑھنے کا حکم
بجائے تراویح پانچ سلام کے ساتھ
ادا کیں یعنی چار چار رکعت کی نیت کی

ایا اس صورت میں تراویح ادا ہو گئیں یا نہیں؟ - محمد شفیع، مکان نمبر ۱۲۹، حیدرآباد۔
اگر درمیانی قعدہ کرتا رہے تو تراویح ادا ہو گئیں۔ مگر ایسا کرنا خلاف متواتر
الحال ہے۔ دو، دو کر کے ادا کی جائیں۔ ایسی ہی صورت کے بارے میں لکھا ہے۔

وان قد في الثانية قدر التشهد اختلفوا فيه فعلى قول العامة يجوز عن تسليمين وهو الصحيح - هكذا في فتاوى قاضى خان - اھ - (ھندیہ : ج ۱ : ص ۶۱) -

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

نائب مفتی خیر المدارس ملتان -

ملتان - ۱۶ - ۱۰ - ۱۳۸۲ ھ

تراویح پیش رکعت ہی سنت میں
تراویح بیس رکعت پڑھنی چاہئے یا آٹھ رکعت ؟
ہمارے قصبہ خیرپور سادات میں غیر مقلدین حضرات
نے آٹھ رکعت کا بڑا شور و غل مچا رکھا ہے۔ اور موطا امام مالکؒ کی یہ روایت پیش کرتے ہیں -

» امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیما الداری ان

يقوم للناس باحدى عشر ركعة «

مرقاۃ کی یہ عبارت بھی پیش کرتے ہیں -

» وفي صحيح ابن خزيمة وابن حبان انه صلى بهو ثمان

ركعات والوتر «

اس کے متعلق مفصل و مدلل لکھیں۔ حدیث کی عبارت اور اس کا صفحہ ضرور لکھیں تاکہ مخلوق

خدا ان کے دجل و فریب سے بچے - واحد بخش خیرپور سادات -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے -

الجواب

فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين

تمسکوا بها وعضوا علیہا بالنواحيذ اھ الحدیث : رواہ

ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ - (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۳۱ المطابع) -

» یعنی میرے طریقے کو لازم پکڑو اور میرے خلفاء راشدین رضوہدایت یافتہ ہیں ان کے

طریقے کو لازم پکڑو «

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا رکعات تراویح میں کتنی رکعات پر عمل

نہا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ بالا کے مطابق ہم ان کے طریقہ کو مضبوطی سے تھام سکیں۔
پس امام بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ صرف حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی سے نہیں، بلکہ ان کے علاوہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی نقل کیا ہے۔ کہ ان سب حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ خلافت میں بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی رہیں۔
کما رواہ البيهقي باسناد صحيح انه كانوا يقيمون على عهد

عمر بن الخطاب بعشرين ركعة وعلى عهد عثمان رضي و على رضي

(فتح الملهم : ج ۲ : ص ۳۲۰)۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح کا پڑھا جانا مؤطا۔ امام مالک میں بھی موجود ہے۔

» عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن

عمر بن الخطاب بثلاث وعشرين ركعة

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی اس سنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ بالا کے پیش نظر جمہور فقہاء اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ بیس سے کم تراویح نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک روایت میں بیس تراویح پڑھنا وارد ہوا ہے۔ گو اس میں کلام کیا گیا ہے۔ لیکن خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل مسلسل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ پس صحیح اور راجح یہی ہے کہ کم از کم بیس تراویح پڑھی جائیں۔ جیسا کہ سطورِ بالا میں حدیثِ نبوی، سنتِ خلفاء راشدین جمہور امت اور ائمہ اربعہ کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے۔

مؤطا کی جو روایت سوال میں پیش کی گئی ہے اس کا جواب مؤطا۔ اور بیہقی کی دو روایتوں سے ثابت ہو گیا جن میں یہ تصریح موجود ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھیں۔ پس دو کے مقابلہ میں ایک مرجوح قرار پائے گی۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ابن عبد البر نے اسے دہم قرار دیا ہے اور صحیح اکیس کو قرار دیا ہے

قال ابن عبد البر روى غير مالك في هذا الحديث احد

وعشرون وهو الصحيح ولا اعلم احدا قال فيه احدى

عشرة الا مالكا الى ان قال ان الا غلب عندى

ان قوله احدى عشرة وهم - (کذا فی فتح الملہم ج ۲ : ص ۱۳۱) -
 » وہم « نہ بھی مانا جائے تو بھی اس کا یہ مطلب بن سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 نے حضرت ابی بنہ اور حضرت تمیم داری ہر ایک کو اتنی اتنی رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا (وہ ایک
 پڑھائے گا باقی تراویح بیس بن جاتی ہیں) -

بہر حال خلفائے ثلاثہ رضہ جمہور صحابہ رضہ و تابعین اور ائمہ العجمہ سے بیس یا اس سے زائد
 تراویح کا ثبوت ہے اور اس سے کم ثابت نہیں -

غیر مقلدین خواہ مخواہ جمہور صحابہ رضہ و تابعین و جمہور ائمتہ کا خلاف کر رہے ہیں۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت کو جاننے اور ماننے والا حضرت صحابہ رضہ کی جماعت سے زیادہ کون
 ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعین سنت ۲ ٹکھ تراویح ہوں اور حضرت
 صحابہ رضہ بیس رکعات کو علی الاعلان مسجد نبوی میں معمول بنالیں اور مسلسل بیس چپس سال تک
 زمانہ خلافت راشدہ میں یہ عمل باقی بھی رہے اور شرقاً و غرباً بلاد اسلامیہ میں یہ سنت
 پھیل بھی جائے۔

كما قال البيهقي ثم استقر الامر على العشرين فانه المتوارث
 قال ملا علی الفارسی فی شرح النقایۃ فصار اجماعا الخ قال
 فی البحر وعلیه عمل الناس شرقا وغربا کذا فی فتح الملہم
 (ج ۲، ص ۳۲) - فقط واللہ اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۴ - ۱ - ۱۳۸۸ ھ

الکواب صحیح

بندہ خیر محمد عفا اللہ عنہ

تراویح میں سپیکر بلا ضرورت استعمال کرنا درست نہیں
 موجودہ وقت میں نماز تراویح، یا
 عیدین میں سپیکر استعمال کرنا جائز ہے یا

نہیں؟ اس سلسلہ میں ہمارے جھنگ میں اختلاف ہے۔ برائے مہربانی صحیح تحقیق تحریر فرمائیں؟
 مستفتی: حافظ محمد متیم، جھنگ بازار، جھنگ صدر

الجواب

لاؤڈ سپیکر کا استعمال نماز میں تراویح ہوں یا جمعۃ المبارک خلاف اولیٰ ہے۔

جہر کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۲۰، رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ بالجہر کے بارے میں ایک مسم فتویٰ

ایک قاری صاحب تراویح میں بسم اللہ کو بالجہر پڑھتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ قرآن سبعہ میں سے قائلون راوی امام نافعؒ، امام ابن کثیرؒ، امام عاصمؒ، اور امام کسائیؒ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کو ضروری قرار دیتے ہیں اور ان کا یہ اختلاف ایسا ہے جیسا کہ ”مالک لم یعم الدین“ میں ہے۔ کہ اس کو عاقم اور کسائی بالالف اور باقی بلا الف پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

جس طرح یہ اختلاف پڑھ کر ظاہر کیا جاتا ہے، اسی طرح بسم اللہ کے بارے میں سمجھیں۔ اور بسم اللہ کا مسئلہ اجتہادی بھی نہیں۔ کیوں کہ منقول چیزوں میں اجتہاد جائز نہیں۔ لہذا ہم اجتہادی مسائل میں تو امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ کیونکہ وہ امام اور مجتہد مطلق تھے۔ اور قرأت میں قرآن کے اماموں اور قرأت کے راویوں کے مقلد ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطے کو متواتر اور متصل سند کے ساتھ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اور قرأت میں امام ابوحنیفہؒ بھی انہی حضرات کے مقلد ہیں۔ اور اس مسئلہ میں اجتہاد کا احتمال قبول کرنے کے لائق نہیں۔

پھر وہ قاری مذکور الصدر فرماتے ہیں کہ قرآن سبعہ میں سے مسلمانین اور تارکین دونوں کی دلیلیں صحیح احادیث ہیں یہاں اجتہاد کا کیا دخل ہے۔ دونوں گروہ قرآن میں اجتہاد کو دخل نہیں دیتے اور ہر قاری نے وہی قرأت پڑھی ہے جو اس کے نزدیک متواتر ہے اور فقہاءؒ بھی اس بارے میں قراء کے تابع ہیں۔

امام مالکؒ نے امام نافعؒ سے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا تو امام نافعؒ نے فرمایا بسم اللہ کا جہر سنت ہے۔ تو امام مالکؒ نے ان کو سلام کیا۔ اور فرمایا کہ ہر علم کا مسئلہ اس کے جاننے

والے سے ہی پوچھنا چاہیے۔

اور ساتھ ہی یہ بھی کہ متعدد شہر وں کے ائمہ قرأت یعنی مکہ اور مدینہ اور شام والوں اور عاصم اور کسائی کا دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ کو پکار کر پڑھنے پر اجماع ہے۔ اس لئے تراویح میں بھی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھی جاوے۔ اور چونکہ سننا بھی مقصود ہوتا ہے اس لئے جہراً پڑھی جاوے تاکہ سامعین کی ایک سو تیرہ آیتیں نہ رہ جائیں۔

اس کے بعد ہم نے ان قاری صاحب سے پوچھا کہ جب تراویح میں بسم اللہ کا آواز سے پڑھنا ضروری ہوا تو چاہئے کہ فرض نمازوں میں بھی آواز سے پڑھا کریں۔ تو ان قاری صاحب نے یہ فرمایا کہ تراویح اور فرائض میں یہ فرق ہے کہ تراویح میں تو مقصود یہ ہوتا ہے کہ قرآن پورا پڑھا جائے اور وہ اس پر موقوف ہے کہ جس روایت میں پڑھ رہے ہوں ان کا کوئی اختلاف بھی چھوٹنے نہ پائے۔ پس اگر بسم اللہ کو آواز سے نہ پڑھا جائے تو بسم اللہ والوں کی روایت پر ختم کامل نہ ہو گا۔ اور فرائض میں مقصود یہ ہوتا ہے کہ اتنا قرآن پڑھ لیا جائے جس سے نماز درست ہو جائے وہاں قرآن کا پورا کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ اس لئے قاری صاحب فرماتے ہیں کہ ہم فرائض اور واجب نمازوں میں تو امام صاحب کے مقلد ہیں اور بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے ہیں اور تراویح میں بسم اللہ والے قاریوں کی تقلید کرتے ہیں اور بسم اللہ کو جہراً پڑھتے ہیں۔ اور چونکہ ہم اصول میں امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اسی لئے اس معمولی سے اختلاف کے باوجود بھی ہم ان کے مقلد رہیں گے۔ کیونکہ امام صاحب نے کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا واجب ہے اور آواز سے پڑھنا ناجائز ہے۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ قرآن کا کوئی ختم ایسا نہ کیا جائے جو روایت کے بالکل موافق ہو۔

آخر صاحبین رحمہم بھی بہت سے مسائل میں امام صاحب سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن اس پر بھی وہ معتد ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اصول میں امام صاحب رحمہم اللہ کے موافق ہیں۔

اور حضرت مولانا قاری عبد الرحمن محدث پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ خاص حضرت شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے بھی تراویح میں بسم اللہ بالجہر پڑھنے کا فتوے اسی بناء پر دیا تھا اور وہ معتد علیہ بھی ہیں۔ حضرت شیخ المنذر رحمہم اللہ نے ان سے اجازت حدیث

حاصل کی ہے۔

اور وہ قاری یہ فرماتے ہیں کہ ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں موجود ہے۔ لاریب احادیث سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ یعنی بسم اللہ کا نماز میں جہراً پڑھنا بھی آیا ہے سراً بھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ بسم اللہ کا جہراً پڑھنا مستروک ہو رہا ہے تو یہ احیائے سنتِ مردہ کے حکم میں ہے۔ پس اس کو رواج دینے میں سوشمیدوں کا ثواب ہے۔ پس اولیٰ یہ ہے کہ اکثر بسم اللہ کو جہر کے ساتھ نماز میں پڑھا کریں۔ خواہ وہ فرض نمازیں ہوں جن میں قرأت جہراً کی جاتی ہے خواہ تراویح کی نماز ہو۔

مذکورہ بالا امور کی بناء پر اگر ہم تراویح میں بسم اللہ کو بالجہر پڑھیں تو ازراہِ شریعت مأخوذ تو نہ ہوں گے۔؟

مستفتی: مراد حسین پیراں والی گلی، ملتان شہر

الجواب

اگر تراویح میں ہر سورت سے قبل بسم اللہ کے ساتھ جہر کیا جائے تو اس میں مأخوذ نہ ہوگا۔ بلکہ ختم قرآن علی قرأتِ حفص کے لئے مناسب ہے کہ جہر کیا جائے تاکہ سامعین کو تمام قرآن کا سماع میسر آجائے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ امر بھی ضروری ہے کہ تارکینِ جہر پر نیکر نہ کی جائے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بسم اللہ صرف ایک دفعہ جہراً پڑھ لینا ختم قرآن کے لئے کافی ہے جہر کرنے والے اور سراً پڑھنے والے دونوں فریقِ صواب پر ہیں۔ اور الحمد للہ شریف سے پہلے بسم اللہ کے ساتھ جہر نہ کیا جائے اور نہ ہی فرائض میں بسم اللہ جہری کا عمل کریں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

خادم الافتاء خیر المدارس ملتان ۱۹/۵/۱۳۷۲ھ

”حنفی مذہب کی رو سے عدم جہر اولیٰ ہے۔ بعد نماز الترمیم

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ: مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان: ۲۲/۵/۱۳۷۲ھ

تراویح کے اولین دو گانہ سے پہلے تسبیح کا حکم نیز صلوٰۃ بر محمدؐ کا لغو بدعت ہے

نماز تراویح کا اولین یعنی پہلا دو گانہ شروع کرتے وقت وہ تسبیح معروف پڑھنا جو کہ ہر چار تراویح کے بعد عموماً پڑھی جاتی ہے۔ کہیں احادیث نبویہ یا آثار صحابہؓ یا فقہ حنفی سے ثابت ہے یا نہیں ؟

۱۲ ہر تراویح پر تسبیح معروف پڑھنے کے بعد مل کر ” الصلوٰۃ بر محمدؐ “ کا اونچا لغو لگانا مسجد میں جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب ۱۔ نماز تراویح کا اولین دو گانہ پڑھتے وقت تسبیح معروف پڑھنا ثابت نہیں۔ البتہ ہر چار گانہ کے بعد چار گانہ کی مقدار آرام کرنا۔ پھر اس وقت میں تسبیح اذکار یا خاموش بیٹھے رہنا یا انفرادی طور پر نوافل پڑھنا فقہاء کی عبارات سے ثابت ہے۔

ففى الدر المختار و یخیروت بین تسبیح و قرأۃ وسکوت و صلوٰۃ فرادی ۛ

تسبیح کے تحت شرح رد المحتار میں لکھا ہے ۔

قال القهستانی فیقال ثلث مرات سبحان ذی الملک والملکوت الی قوله رب الملئکة والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسئلك الجنة و نعوذ بك من النار۔

۲۔ مل کر نعرہ بلند کرنا اور آواز کو مسجد میں اونچا کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ اعلم

بنده محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۴ / رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

حافظات کے لئے تراویح کی جماعت کرانے کا حکم

ہمارے ہاں تقریباً ہر رمضان شریف میں عورتوں کی تراویح کا مسئلہ چل نکلتا ہے عرض یہ ہے کہ ” فتاویٰ دارالعلوم : ج ۴ ص ۲۶۶ “ میں ہے کہ عورتوں کی جماعت اس طرح

کہ عورت ہی امام ہو مکروہ ہے خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی، سب میں عورتوں کا امام ہونا عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔ اس پر جو حاشیہ ہے وہ یہ ہے۔

» ویکرہ تحریم اجتماع النساء ولو فی التراويح « (درمختار) اسی طرح کتاب مذکور کے صفحہ نمبر ۳۰۰ پر ہے۔

» تراویح کی جماعت عورتیں نہ کریں۔ ویکرہ تحریم اجتماع النساء ولو فی

التراويح « (درمختار علی الشامی ج ۱ ص ۴۲۸)۔

جب فتاویٰ کی یہ عبارتیں دکھائی جاتی ہیں تو ہمارے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ چونکہ مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ کے ہاں تراویح اور وتروں کی جماعت عورتیں کراتی ہیں تو ہم کیوں نہ کہہ لیں کیوں کہ ہمارے لئے تو آپ حضرات حجت ہیں۔ اسی لئے اب صورت مسئلہ کی تحقیق و تفصیل کے لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ امید ہے کہ بار خاطر نہ ہوگا۔

شیخ مظفر طارق بوریلوالا

پہلے زمانہ میں عورتیں مساجد میں آتی تھیں۔ اس کا شریعت نے السداد کیا۔ یعنی بند کر دیا۔ اسی طرح عورتوں کا جماعت کرنا مردوں کی طرح کہ امام آگے کھڑی ہو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ اور جب جماعت کرائیں تو امامہ کے وسط میں کھڑے ہونے کو تجویز کیا اور ساتھ ہی اسے مکروہ تنزیہی کہا۔

بعض مواضع میں مکروہ تنزیہی کا خلاف اولیٰ ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تلاوت کا مہینہ ہے۔ بالخصوص حافظوں کے لئے ضروری ہے۔ اس مصلحت کے لئے اس کو مستحب قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا امامت کرنا ثابت ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم خیر المدارس ملتان

۲۲ / ۱۰ / ۱۳۸۸ھ

قال المرتب حفظه الله تعالى، اگر عورتوں کے اس اجتماع سے دینی مفاسد کا اندیشہ

ہو تو ترک جماعت اولیٰ ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۵/۴/۲۰۰۷ھ

تراویح کے بعد دعا کا حکم نیز ختم قرآن کے موقع پر لمبی دعا مانگنے کا حکم

- ۱ : تراویح کے ختم پر حافظ صاحب مختصر اجتماعی دعا مانگتے ہیں یہ ثابت ہے یا قابل ترک ؟
- ۲ : ستائیسویں کو ختم قرآن پر حافظ صاحب ایک لمبی دعا مانگتے ہیں۔ اسی طرح اس دنے و تروں اور نفلوں کے بعد بھی اس نیت سے کہ قرآن پاک ختم ہوا ہے، قبولیت کی گھڑی ہے دیر تک دعا کرتے ہیں۔

- ۱ : تراویح کے بعد دعا کی اجازت ہے۔ (احسن الفتاویٰ : ج ۵ ص ۵۱۹)
- ۲ : اگر یہ دعا تراویح کے اختتام پر کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ عموماً نوافل کے بعد جو دعا ختم قرآن کے دن کی جاتی ہے وہ درحقیقت وعظ کے بعد ہوتی ہے کیونکہ اس موقع پر کچھ نہ کچھ فضائل قرآن بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ دیئے بھی کبھی کسی خاص داعیہ کی بنا پر اگر دعا ہو جائے تو اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی - ۳ - ۱۰ / ۱۴۰۴ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی

رمضان المبارک میں حفاظ کو پیسے اور کپڑے دینا اجرت کے مشابہ ہے

- ۱ - ہمارے ہاں رمضان المبارک میں ختم تراویح پر حافظ صاحب کو پیسے کپڑے وغیرہ دیتے ہیں ایک مولوی صاحب کہتے ہیں المعروف کا لشرط کے تحت یہ مشابہ اجرت کے ہے اس لئے جائز نہیں۔ نیز بعض مسافر حافظ آتے ہیں ان کے کھانے کا بند و بست کیا جاتا ہے کیا یہ بھی اجرت میں داخل ہے ؟
- ۲ : بیس تراویح کے بعد لوگ دعا اجتماعی طور پر ضروری سمجھتے ہیں نہ مانگنے والے پر اعتراض کرتے ہیں کیا یہ التزام بدعت بنے گا یا نہیں ؟
- ۳ : اجتماعاً دعا مانگ لے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

۴ : پھر اسی طرح نوافل کے بعد بھی دعا ضروری سمجھتے ہیں۔

۵ : داڑھی منڈے یا کتروانے والے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھ لیں تو واجب الاعدہ ہیں یا نہیں؟

سائل عبدالحکیم

مدرس مدرسہ قاسمیہ ڈیرہ اسماعیل خان

۱ : یہ پیسے کپڑے مشابہ اجرت کے ہیں۔ لہذا حضرات فقہانے اس سے منع کیا ہے

الجواب

کسی دوسرے موقعہ پر خدمت کر لی جائے تو گنجائش ہے۔ مسافر حافظ کے

کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہیے۔

۲ : بیس تراویح کے بعد وقفہ استراحت تو مندوب ہے کذا فی الدر پہلے وقفوں

سے امتیاز کرنے کے لئے شاید دعا کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ تراویح ختم ہو چکی ہیں۔

۳ : جائز ہے۔

۴ : نوافل کے بعد اجتماعی دعا نہیں ہے نہ کی جائے۔

۵ : ایسے حافظ کی امامت مکروہ ہے لیکن تراویح کے اعداء میں حرج ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۹ - ۹ - ۱۴۰۰ھ

تراویح میں امام صاحب قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھیں تو تراویح کا حکم

یہاں سعودی عرب میں امام حضرات قرآن پاک ہاتھ میں پکڑ کر کھول کر دیکھ کر تراویح پڑھاتے ہیں۔ اور پھر ہاتھ میں رکھے ہوئے زمین پر رکھ کر سجدہ کرتے ہیں اور بعض جیب میں ڈال لیتے ہیں۔ پھر پڑھنے کے وقت جیب سے نکال کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان حضرات کا اس طرح تراویح پڑھنا اور ہمارا ان کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

احناف کے نزدیک قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنا مفسد صلوٰۃ ہے لہذا آپ اپنی

الجواب

تراویح کا الگ انتظام کر لیا کریں۔

ويفسد هاترأته من مصحف عند أبي حنيفة ۛ وقال لا يفسد

لہ ان حمل المصحف وتقليب الاوراق والنظر فيه عمل كثير
والصلوة عنه بُدْءٌ وعلى هذا لو كان موضوعاً بين يديه على
رجل وهو لا يحمل ولا يقلب او قرأ المكتوب في المحراب
لا تفسد ، وان التلقن من المصحف تعلم ليس من اعمال
الصلوة وهذا يوجب التسوية بين المحمول وغيره فتفسد
بكل حال وهو الصحيح اه (عالمگیری ج ۱ ص ۵۳)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۹ / ۳ / ۱۴۰۲ھ

تراویح میں قُلْ هُوَ اللَّهُ کا تکرار

تراویح میں سورۃ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنا سلف سے منقول ہے یا نہیں۔ تین مرتبہ
پڑھنا خلاف سنت ہونے کی وجہ سے بدعت تو نہیں ہوگا ؟
سائل مولوی حفیظ الرحمن

امام زینب سبھی نقشبندہ کالونی ، ملتان

آج کل کچھ لوگ اس کا التزام کرنے لگے ہیں اور نہ کرنے والوں پر نیکی کرتے
ہیں اس لئے اگر قواعد کی رو سے درست بھی ہو، تو بھی اس عارض کی
وجہ سے اب اس کو ترک کر دینا چاہئے۔ ویسے کوئی پڑھے تو اس پر تشدید بھی نہ کریں کہ فی الجملہ
گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مؤرخہ : ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ

تراویح میں سحر دور کرنے کے لئے بسم اللہ جہری سے پڑھنا

ایک امام مسجد جو قاری و حافظ قرآن ہے روزانہ نماز پنجگانہ رمضان شریف میں تراویح خود اسی مسجد میں مع مقتدیوں کے ادا کرتا ہے۔ ظاہری حالات سے بالکل پابندِ شرع ہے۔ اور اہل محلہ بھی اس امام سے خوش ہیں۔ مگر قدرتی طور پر امام کو بوجہ بیماری کے ایسا عارضہ درپیش ہے نماز جہری خواہ وقتی فرض ہوں یا رمضان شریف میں تراویح ہوں قرأت جہری کے پڑھنے میں خاص کراہیدہ کو افتتاح کرتے وقت تقریباً پانچ دس منٹ بندش آتی ہے جو کہ ظاہر طور پر امام و مقتدیوں کے لئے طبعاً گراں ہے۔ اس عقدہ کو حل کرنے کے لئے کسی عالم مقتدر نے امام مذکورہ کو یہ رائے دی کہ قوالے رشیدیہ جلد اول کتاب الصلوٰۃ میں مولانا مرحوم نے مسئلہ لکھا ہے کہ جس شخص کو جہری قرأت میں بندش ہو، خواہ وقتی فرض ہو یا تراویح، تو الحمد للہ سے قبل ہر رکعت جہری میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہراً کہہ کر شروع کریں۔ کیونکہ قاری حفصؓ کا فرمان ہے کہ بسم اللہ شریف کو جہراً پڑھنا چاہئے۔ گو احناف جہری و سنی بسم اللہ پڑھنے کی اولویت میں کلام کرتے ہیں۔ اور ساتھ حضرت مرحوم یہ بھی فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”چونکہ بسم اللہ کو جہراً پڑھنا سنت ہے اور یہ سنت مردہ ہو چکی ہے۔ لہذا اس کی ادائیگی میں بڑا ثواب ہے“

چنانچہ امام مذکور نے بموجب ارشاد عالم مذکور جب بسم اللہ کو جہراً پڑھنا شروع کیا الحمد للہ سے قبل تو سب بندش جو پہلے تھی ختم ہو گئی۔ مگر اب شہر کے مختلف علماء صاحبان اس عالم کے بتلائے ہوئے طریق کار و حافظ صاحب کی اس طرح ادائیگی نماز جہری کو خلاف شرع کی طرف نسبت کر رہے ہیں اور عوام میں عالم صاحب اور حافظ صاحب دونوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ جناب سے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جناب عالم صاحب کا یہ فرمان بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ درست ہے یا نہ؟ اور حافظ صاحب امام مذکور کا اس فتوے کے پیش نظر جہری نمازوں میں بسم اللہ کا جہراً کہنا درست ہے یا نہ؟ اور دیگر علماء کا کہنا کہ یہ خلاف شرع امر ہے کیسا ہے اور ان کا عوام کو پروپیگنڈہ سے متاثر کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: عطاء اللہ سجاد ملتان

الجواب صحیح

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کو دیکھا گیا لیکن اس میں کوئی اس قسم کا فتویٰ نہیں ملا کہ جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا ہو کہ

”اگر کسی کو بندش ہو تو وہ سورۃ فاتحہ سے قبل ”بسم اللہ“ کو جہرا پڑھ سکتا ہے۔“

البتہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد جب ابتداء سورۃ کے شروع سے کرتے ہیں اس کے متعلق اپنے تحریر فرمایا ہے جو کہ آپ کا امام کہتا ہے درست نہیں ہے کہ ہر سورت پر جہر سے بسم اللہ پڑھے تو مضائقہ نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر کسی آدمی کو کوئی عذر ہو کہ وہ الحمد شریف کو زبان میں لکھت کی وجہ سے جہرا شروع نہیں کر سکتا، اور بسم اللہ کو جہرا پڑھ کر الحمد شریف کو جہرا پڑھنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے بسم اللہ جہر سے پڑھنے کا فتویٰ دے دیا جائے۔ لیکن اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہو گا کہ سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ کو زور سے پڑھنا مردہ سنت ہے اس کو زندہ کر دینا چاہئے۔ پس صورت مسئلہ میں بنا۔ بر عذر مذکور ”بسم اللہ“ پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا عالم غیر معذور قاری مل جائے تو اس کو امام بنا لیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۲۳ / ۱۲ / ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ غفر اللہ لہ
مفتی خیر المدارس ملتان

تراویح میں نفل کی نیت سے شکر کرتے کا حکم

مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان شہر میں گزشتہ چند سالوں سے یہ دستور جاری ہے کہ ماہ رمضان کی مبارک راتوں میں اول شب رمضان سے بیس تک نصف شب تک بیس پچپن حفاظ نوافل میں قرآن مجید پڑھتے ہیں اور کچھ سننے والے حضرات نماز میں شریک ہوئے بغیر ان کا سن لیتے ہیں۔ اور آفری عشرہ میں چند حفاظ باری باری پڑھتے ہیں۔ اور تین راتوں میں قرآن مجید ختم کرتے ہیں۔ اور یہ حفاظ اپنی دو، دو تراویح باقی رکھتے ہیں اور ہر ایک حافظ اپنی بقیہ دو رکعت تراویح میں اپنی اپنی منزل پڑھتا ہے اور سننے والے کچھ حضرات نیت باندھ کر مقتدی بن کر سنتے ہیں اور بعض بیٹھ کر بغیر اقتدار کئے سنتے ہیں۔ اگر کسی پر نیند کا غلبہ طاری ہو تو اسے گھر روانہ کیا جاتا ہے۔ اور باتیں کسی کو نہیں کرنے

دی جاتیں۔ تو کیا ہر دو صورت جائز ہیں؟

حضرت قاری رحیم بخش صاحب، مسجد شراجال ملتان

دونوں صورتیں بلا کراہت جائز ہیں۔ پہلی صورت میں تو خیر کوئی شبہ ہی نہیں البتہ دوسری صورت میں تھوڑا سا اشکال تھا کہ امام تراویح پڑھ رہا ہے اور مقتدی پیچھے نفل کی نیت باندھے ہوئے ہیں تو یہ اشکال بھی عالمگیری کی مندرجہ ذیل عبارت سے رفع ہو جاتا ہے

امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لایجوز
ذلک کذا فی محیط السخی والفتویٰ علی ذلک کذا فی المضمورات والمقتدی اذا صلاھا
فی المسجدین لا بأس به (عالمگیری ج ۱- ص ۶۱) - فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ

الحجاب صحیح

نائب مفتی - ۱۲ / ۹ / ۱۳۷۶ھ

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان

چار رکعت تراویح ایک سلام سے پڑھائیں اور درمیانی قعدہ

نہیں کیا تو پہلی دو رکعت تراویح ہوں گی یا آخری؟

امام نے چار رکعت تراویح بیک سلام پڑھائیں اور سہوا درمیانی قعدہ نہیں کیا تو دو رکعت تراویح ہوئیں۔ (بحاصلہ الخیر ص ۲۶ ۱ بابت ماہ رمضان ۱۴۰۶ھ)۔
لیکن اخیر میں یہ تصریح نہیں کہ پہلی دو رکعت تراویح ہوئیں یا دوسری دو رکعت؟ ایک اردو فتاویٰ میں لکھا ہے کہ پہلی دو رکعت تراویح ہوئیں۔

صحیح مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ پہلے شفع کی قرأت لوٹائی جائے یا دوسرے شفع کی؟

سائل محمد اسماعیل دنجارا

کمہ ڈرپکا، ضلع ملتان

اذا صلی الامام اربع رکعات بتسلیمۃ واحدة لم یقعد

فی الثانیۃ فی القیاس تفسد صلاتہ وهو قول محمد

الحجاب صحیح

وزفرہ و یلزمہ قضاء هذه التسليمة وهو رواية عن
 ابی حنيفة ر وفي الاستحسان وهو اظهر الروایتين عن
 ابی حنيفة ر و ابی یوسف ر لا تفسد و اذا لم تفسد اختلفوا في
 قول ابی حنيفة ر و ابی یوسف ر انها تنوب عن تسليمة او
 تسليمتين قال الفقيه ابواللیث ر تنوب عن التسليمتين ان قال الفقيه
 ابو جعفر ر والشيخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل ر في
 التراویح تنوب الاربع عن تسليمة واحدة وهو الصحيح
 لان القعدة على رأس الثانية فرض في التطوع فاذا تركها
 كان ينبغي ان تفسد صلاته اصلا كما هو وجه القياس
 وانما جاز استحسانا فاخذنا بالقياس وقتلنا بفساد الشفع
 الاول و اخذنا بالاستحسان في حق بقاء التحريمة و
 اذ بقيت التحريمة صح شرعها في الشفع الثاني و
 قد اتهمها بالقعدة فجاز عن تسليمة واحدة - (فتاویٰ
 قاضی خان : ص ۱۱۲ ، ۱۱۳ ج ۱ -)

قاضی خان کی اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دو رکعت تراویح ہوئیں۔ پہلی دو رکعت
 نہیں۔ اس لئے پہلے شفع کی قرأت کو ٹالی جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ^{رحمہ اللہ} ملتان : ۲۲ / ۱۰ / ۱۴۰۶ھ

ستائیس رمضان کی رات کو ختم کرنا زیادہ بہتر ہے

جب بیس رمضان ہو جاتی ہے تو قرآن مجید کے ختم شروع ہو جاتے ہیں کوئی اکیس کی رات کو کرتے ہیں
 کوئی پچیس کی رات کو کوئی جمعرات کو ترجیح دیتے ہیں۔ کئی ستائیس کی رات کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان میں
 شریعت کا کیا حکم ہے کہ کس رات کو ختم کیا جائے ؟

الجواب

افضل یہ ہے کہ ستائیس رمضان کی رات کو ختم کیا جائے۔

وينبغي للامام اذا اراد الختم ان يختم في ليلة

السابع والعشرين كذا في المحيط ۱۷ (عالمگیری: ج ۱- ص ۶۱)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان: ۲۰/۳/۱۴۱۰ھ

امام کے رکوع کے انتظام میں بیٹھے رہنا

آج کل بہت سی مساجد میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ تراویح کی جماعت کے وقت بیٹھے رہتے ہیں۔ جب امام صاحب رکوع کے قریب ہوتے ہیں یا رکوع میں چلے جاتے ہیں تو اٹھ کر شریک ہر جاتے ہیں۔ ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

ایسا کرنا شرعاً مکروہ تحریمی ہے اور منافقوں سے مشابہت ہے۔ ہاں اگر بڑھاپے یا کسی مرض کی وجہ سے ایسا کیا جائے تو گنجائش ہے۔

الجواب

كما يكره تأخير القيام الى ركوع الامام للتشبه بالمنافقين ۱۷

(درمختار)۔ (قوله كما يكره) ظاهره انها تحريمية للعلة

المذكورة وفي البحر عن الخانية يكره للمقتدى ان

يقعد في التراويح فاذا اراد الامام ان يركع يقوم لان فيه

اظهار التكاسل في الصلوة والتشبه بالمنافقين قال الله تعالى

واذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى ط قال في الحلية وفيه اشعار

بانہ اذا لم يكن لكسل بل لكبر ونحوه لا يكره وهو كذلك ۱۸

(شامیہ ج ۱: ص ۵۲۳۔ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۴/۱۲/۱۴۱۰ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی

رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کا حکم

زید تراویح کی نماز پڑھا رہا تھا اس نے سورۃ الفال کا سجدہ تلاوت بھی اور دیگر کئی مقامات پر اس نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔ جب زید سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ سجدہ تلاوت کی نیت میں رکوع کے اندر کر لیتا ہوں۔ لہذا سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بحوالہ لکھیں۔

جہری نمازوں میں سجدہ تلاوت مستقل کرنا چاہئے۔ اور ستری نمازوں میں سجدہ تلاوت رکوع میں ادا کیا جائے۔

ذكر في التارخانية انه لو تلاها في السرية فلا ولي ان يركع
بها لئلا يلتبس الامر على القوم ولو في الجهرية فالسجود
اولى - (شامية : ج ۱ : ص ۵۷۱)۔

جہری نماز میں امام اگر رکوع میں نیت کر لے تو مقتدی کے ذمہ سے سجدہ تلاوت تب ساقط ہوگا جب کہ مقتدی بھی رکوع میں ادائیگی سجدہ کی نیت کر لے یا امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ تلاوت ادا کر کے تشهد پڑھ کر سلام پھیر لے۔

ولو نواها في ركوعه ولم ينوها المؤتم لم تجزه وليسجده اذا
سلموا الا هام ويعيد القعدة ولو تركها فسدت صلوته كذا
في القنیه : ج ۱ ص ۵۷۱ - (درمختار مع الشانی)۔

اس لئے مقتدیوں کی نماز کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ امام تلاوت کے لئے انگ سجدہ کرے یا پھر رکوع میں ادائیگی سجدہ کی نیت نہ کریں سجدہ صلوۃ میں خود بخود ادا ہو جائے گا۔
فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۲ / ۴ / ۱۴۰۷ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
صدر مفتی خیر المدارس ملتان

دو پر قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھ لیں تو دو شمار ہوں گی یا چار

زید نے چار تراویح کی نیت کی اور چاروں کو ایک ہی قعدہ سے ادا کر لیا۔ یا صرف دو رکعت تراویح کی نیت کی اور پھر دوسری رکعت پر قعدہ کئے بغیر تیسری کی طرف کھڑا ہو گیا اور چار پڑھ کر لیں۔ ان دونوں صورتوں کا حکم مفصلاً بمع حوالہ مطلوب ہے۔

قاری محمد طاہر رحیمی

صدر شعبہ تجوید، قاسم العلوم ملتان

در مختار اور شامی میں تراویح کے بیان میں اس کی تصریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعات تراویح ہوتی ہیں۔

الجواب

فلو فعلها بتسليّة فان قعد لكل شفع صحت بکراهة و

الانابت عن شفع واحد به يفتى اه (ج ۱ ص ۴۷۳)

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی - ۱۲ / ۱۲ / ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح

نیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا

اگر دو پر قعدہ کئے بغیر تین رکعت پڑھ لیں تو کوئی بھی شمار نہ ہوگی

اگر امام دو کی بجائے تین تراویح پڑھا دے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے تو کیا یہ درست ہے؟ اور دو تراویح ادا ہو جائیں گی؟

اگر دو رکعت پر قعدہ کے بغیر تیسری رکعت پڑھ لی خواہ سجدہ سہو بھی کر لے تب بھی نماز فاسد ہے۔ یہ تین رکعت تراویح اور جو اس میں قرأت کی گئی ہے اس کا اعادہ

الجواب

ہونا چاہئے۔

قال في الهندية ولو صلى التطوع ثلاث ركعات ولم يقعد

على رأس الركعتين الاصح انه تفسد صلواته (ج ۱ ص ۵۹)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی - ۱۱ - ۹ - ۱۴۰۳ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

کوئی ازراہ اخلاص قرآن سنانے والے کی خدمت کمرے تو لینے کی گنجائش ہے

جو امام صاحب روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھاتے ہیں، وہی تراویح پڑھاتے ہیں۔ اور ان سے کسی بھی معاوضہ کی کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں۔ حافظ صاحب علانیہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی معاوضہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اپنے طور پر ان کو کچھ دینا چاہے رمضان المبارک میں تو یہ حافظ صاحب کو قبول کر لینا چاہئے؛ جب کہ دینے والے کی نیت امداد کی ہے تراویح کے معاوضہ کی نہیں۔ وہ صرف فی سبیل اللہ خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اگر لینے اور دینے والے کی نیتوں میں معاوضہ تراویح کی بجائے رمضانے مولا موجود ہو تو کیا لینا اور دینا دونوں کے لئے جائز ہے؟ بنیوا تو جبروا۔

اگر واقعہ خدمت کے جذبہ کے تحت دینا چاہتے ہیں تو حرج نہیں۔ لیکن اس کیلئے ختم کی رات متعین نہ کریں تاکہ اجرت کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔ شروع میں یاد درمیان میں کسی بھی وقت

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

دے سکتے ہیں۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان - ۱۱ / ۹ / ۱۴۰۲ھ

اصل یہ ہے جو فرض پڑھائے وہی وتر پڑھائے

ایک قاری صاحب نے عشاء کے فرض پڑھائے۔ اور دوسرا قاری صاحب تراویح پڑھائے۔ تفسیراً

قاری صاحب وتر پڑھا سکتا ہے؟

۲ : تراویح کے درمیان قاری صاحب نے بغیر غلطی کے سجدہ سہو کر لیا۔ نماز میں کوئی خلل واقع

تو نہیں ہوا ؟

اصل یہ ہے کہ جو امام فرض پڑھائے وہی وتر پڑھائے۔ چنانچہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول تھا۔

الجواب

وقد كان عمر رضي الله تعالى عنه يؤمهم في الفريضة والوتر

وكان أجت يؤمهم في التراويح كذا في سراج الوهاج -

(عالمگیری : ج ۱ : ص ۶۱) -

معلوم ہوا کہ تراویح اور فرض میں امام الگ الگ ہو سکتا ہے۔ عند الضرورت وتر کے لئے دوسرا امام بن سکتا ہے۔

۱۲ : محض شک کی وجہ سے سجدہ سہو نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اتفاقاً غلطی ہو جائے تو نماز ہو جائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔

ولو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لا سهو

فالا شبه الفساد (در مختار) وفي الفيض وقيل لا تفسد وبه

يفتي "شامية" قبيل باب الاستخلاف : (ج ۱ : ص ۵۶۰) وهكذا

في فتاوى دارالعلوم : ج ۲ : ص ۵۲ -

جب مسبوق کی نماز فاسد نہ ہوئی تو دوسروں کی بطریق اولیٰ نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۲۶ / ۱۱ / ۱۴۰۲ھ

تراویح کی ابتدائی رکعت میں زیادہ منٹ نزل پڑھنے کا حکم

تراویح کی پہلی رکعت میں پاؤ پارہ تک پڑھے اور دوسری میں حقوڑا سا پڑھے۔ یا تراویح کی شروع رکعتوں میں بہت زیادہ پڑھائے اور بعد کی رکعتوں میں حقوڑا سا پڑھے تو کیسا ہے؟ تراویح میں مقتدیوں کے نشاط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اگر ابتداء کی تراویح میں زیادہ پڑھنے سے خوش ہوتے ہوں تو اس کی اجازت ہے ورنہ قرأت

الجواب

سب رکعتوں میں یکساں طور پر کی جائے۔

وسن ختم القرآن فیہا مرة فی الشهر علی الصحیح و هو
قول الاکثر رواہ الحسن عن الجحیفۃ یقرأ فی کل رکعة
عشرایات او نحوہا فی المخطط الافضل فی زماننا ان
یقرأ بمالا یؤدی الی تنفیر القوم عن الجماعۃ -
(مراقی: ص ۲۲۶) - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
مؤرخہ ۲۱ / ۱۱ / ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
رئیس افتاء خیر المدارس ملتان

پہلی چار رکعتوں میں پورا پارہ اور باقی میں ایک پارہ پڑھنے کا حکم

نماز تراویح میں قرآن شریف کی منزل پہلی چار رکعتوں میں ایک پارہ اور سولہ رکعتوں میں
ایک پاؤ پڑھنا درست ہے یا کہ ہر رکعت میں تقریباً ایک رکوع پڑھے۔
اگر مقتدی مذکورہ طریق کو پسند نہ کرتے ہوں اور تقلیل جماعت کا سبب بنتا
ہو تو امام صاحب کو چاہئے کہ سب رکعتوں میں ایک جیسی قرأت کریں۔ بلکہ
بہتر یہی ہے۔ مراقی میں ہے۔

یقرأ فی کل رکعة عشرایات او نحوہا۔
چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

قرأ بقدر مالا یؤدی الی تنفیرہم فی المختار (ص ۲۲۶)
نقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی - ۱۲ / ۹ / ۱۴۰۴ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

عورتوں کا تراویح کے لئے مسجد میں آنا

فقہ حنفی میں عورتوں کے لئے مساجد میں تراویح ، نماز جمعہ ، اور عیدین کے لئے آنے کا کیا حکم ہے۔
سائل حافظ ممتاز قاسمی سیسی

عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے جانا درست نہیں۔
مراقی میں ہے۔

ولا یجوز لهن الجماعات لما فیہ من الفتنة والمخالفة۔
طحطاوی میں ہے۔

لقوله صلى الله عليه وسلم صلاة المرأة في بيتها افضل من
صلاتها في حبرتها وصلاتها في مخدعها افضل من
صلاتها في بيتها فالافضل لهما ما كان استرلها لا فرق
بين الفرائض وغيرها كالتراويح۔ (ص ۱۶۶)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی۔ ۱۰ / ۷ / ۱۴۰۷ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

تسبیح مسنونہ کے بعد الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا

نماز تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد تسبیح منقولہ سبحان ذی الملك والملكوت
پڑھی جاتی ہے اور بعض مساجد میں اس تسبیح کے علاوہ چند دفعہ الصلوة والسلام علیک
یا رسول اللہ اور دوسرے دوگانہ کیلئے اٹھتے وقت ” الصلوة بر محمد “ پڑھا جاتا ہے۔ تراویح
کے بعد ذکر و اذکار مذکورہ اور درود سلام کے پڑھنے کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹینا مستحب ہے اس وقفہ میں کوئی خاص
عمل متعین نہیں۔ چاہے تسبیحات پڑھیں چاہے تلاوت کریں چاہے خاموش

ہیں۔ کتب فقہ میں۔ سبحان ذی الملك والملکوت اللہ دعا منقول ہے اور الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ یا صلوة بر محمد کہیں منقول نہیں۔ بلکہ پڑھنا بھی درست نہیں کہ یہ شعار ہے اہل بدعت کا۔ نیز اس میں عقیدہ حاضرو ناظر کی طرف ایہام ہے۔ درمختار میں ہے۔

يجلس ندبا بين كل اربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقرأة وسكوت وصلوة فرادی (درمختار)۔

(قوله بين تسبيح) قال القهستاني فيقال ثلاث مرات سبحان ذی الملك والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحي الذي لا يموت سبحو قدوس رب الملكة والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسألك الجنة ونعوذ بك من النار اه كفا في منهج العباد۔ (شامی: ج ۱، ص ۶۶۱)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی غیب المدارس ملتان ۱۰/۲۱/۱۴۰۴ھ



تراویح میں ماکان محمدؐ کے بعد درود شریف پڑھنا

ایک شخص نے رمضان المبارک میں قرآن مجید سناتے ہوئے یہ آیت پڑھی ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم اللہ اس کو یوں پڑھا ”ماکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابا احد من رجالکم“ اللہ اور پھر ”ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی اللہ پڑھنے کے بعد مکمل طور پر درود شریف پڑھتا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ یہ سب کچھ جان بوجھ کر کرتا ہے بلکہ ایسا کر دایا گیا ہے۔ حافظ کے استاد صاحب نے اسے کہا ہے کہ

اس طرح کر۔ آیا نماز تراویح ہو گئی یا نہیں ؟
 قرآن مجید کی تلاوت اسی ترتیب کے مطابق جاری رکھنی چاہئے۔ چاہے نماز
 میں پڑھ رہے ہوں یا غیر نماز میں۔ نماز میں آخری قعدہ کے علاوہ کسی
 اور جگہ درود شریف پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

ومکروہۃ فی صلوۃ غیر تشہد اخیر۔ اھ (درمختار
 علی الشامیۃ : ج ۱۱ ص ۳۲۸)۔ فقط واللہ اعلم۔
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۸ / ۱۱ / ۱۴۰۷ھ

تراویح میں بدول قعدے تیسری کی طرف کھڑے

ہو گئے تو سجدہ پہلے پہلے ہو سکتے ہیں

ایک شخص نے دو رکعت نماز تراویح کی نیت باندھی پھر بھول کر چار رکعت پڑھ لیں اور
 دو رکعت پر قعدہ نہ کیا آخری قعدہ کے ساتھ سجدہ سہو کیا اور سلام پھیر دیا۔ اس صورت میں نماز
 صحیح ہو گئی یا نہ۔ اگر صحیح ہو گئی تو یہ دو رکعت ہو جائے گی یا چار رکعت ہوں گی اور اس صورت میں
 درمیانی قعدہ فرض سمجھا جائے گا یا واجب ؟ اور تراویح کے مسائل نوافل پر قیاس کر سکتے ہیں
 یا نہیں ؟

وعن ابی بکر الاسکاف انہ سئل عن رجل قام
 الی الثالثة فی التراويح ولم یقعد فی الثانية

قال ان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود ویقعد ویسلم وان
 تذکر بعد ما سجد للثالثة فان اضاف الیہا رکعة اخرى
 كانت هذه الاربعة عن تسلیمة واحدة الخ (علی بن جہل)
 جزئیہ ہذا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں دو رکعت نماز تراویح کی

درست ہو گئی۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

نائب مفتی ۲۰/۹/۱۳۸۰ھ

ایک اہل حدیث علم کا علماءِ حقہ کی عبارت سے

آٹھ تراویح پر استدلال کا مفصل جواب

اخفی فی اللہ مولانا بشیر احمد حسینی صاحب شورکوٹی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت طرفین مستدعی۔

حقیقت مسئلہ معلوم کرنے کے لئے عرفیہ ارسال کر رہا ہوں واللہ اس کے سوار اور کوئی غرض نہیں۔
 احقر الانام آپ کی علمی و عملی حیثیت کے لحاظ سے قدر کرتا ہے۔ میں نے دورانِ خطبہ (۱۰) قیام لیلہ تطوعاً
 (احادیث) کے تحت یہ الفاظ کہے تھے کہ تراویح کی تعداد رکعت میں مسلمانوں کے اندر اختلاف ہے جو
 بھائی بیس پڑھتے ہیں ہمیں ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ہماری جماعت بمع وتر گیارہ رکعت
 پڑھتی ہے۔ تو ہمارے بھائی ہمیں سب دشتم اور خدا جانے کیسے غلیظ القابوں سے نوازتے ہیں۔ خدا ان
 کا بھلا کرے مگر ہاں کوئی صاحب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت پڑھنا پڑھانا یا پڑھنے کا ارشاد
 فرمانا روایت مرفوعہ صحیحہ غیر مجروحہ سے ثابت کر دے تو میں اس کے علم کا اعتراف کروں گا۔ اور معاً
 بیس رکعت علی الاعلان ادا کروں گا۔ (از خطبہ جمعہ)۔

اخفی المکرم! مگر آپ نے عبد العزیز صاحب کو بدعت کے چکر میں اور وتر کی تعداد کے الجھاد
 میں پھنسا کر دماغ کو منتشر کرنے کی کوشش کی جو کہ آپ کے مزاج مناظرہ کے عین مطابق مگر آپ کی
 شان ارفع کے بالکل بعید تھی۔

نفسِ سند یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی وزنی دلیل بیس رکعت کی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کا تقابل کر سکے تو برائے کرم پیش فرمائیے۔ مگر آپ اپنے بزرگوں کے
 ارشادات بھی سن لیجئے۔

۱ : حضرت مولانا کشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ - رسالہ "الحق الصریح : ص ۲۲" پر ارشاد فرماتے ہیں کہ "گیارہ رکعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت و موکد ہیں"۔
 ۲ : حضرت مولانا عبدالحق صاحب محدث رح اپنے رسالہ "سر الممنان : ص ۹۲" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت ثابت نہیں جیسا کہ آج کل عمل ہے۔ ہاں صرف ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آئی ہے۔ جس میں بیس رکعت ثابت ہے جس کو ابن ابی شیبہ رح نے روایت کیا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔"

۳ : علامہ ابوسعود صاحب "شرح کنز" میں لکھتے ہیں۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھی بلکہ آٹھ رکعت ادا کی ہے"۔
 (ابوسعود : شرح کنز : ج ۱، ص ۶۶۵ طبع مصر)۔

۴ : علامہ طحاوی رح "حاشیہ در مختار" میں فرماتے ہیں کہ۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعت ہی پڑھی ہیں۔ بیس رکعت کا ثبوت نہیں"

۵ : حضرت مولانا نور شاہ صدیق العلوم دیوبند عرف الشذی : ص ۳۶ میں لکھتے ہیں۔

"واما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصح عنہ ثمان رکعات و

اما عشرون رکعة فهو عنه علیه السلام بسند ضعیف

وعلی ضعفه اتفاق"

۶ : مولانا عبدالحق صاحب رح کے پاس ایک سائل سوال کرتا ہے کہ یا حضرت جو حدیث ابن حبان نے روایت کی ہے کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں تین رات گیارہ رکعت بمع وتر تراویح پڑھائی تو اتنی پڑھنے والا

هل يكون تاركاً للسنة - یعنی کیا گیارہ رکعت پڑھنے والا تارک السنہ ہے؟"

جواب : جمہور سنت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

"جس فعل پر مواظبت رسول ہو اس کو سنت کہتے ہیں لہذا اس تعریف سے سنت گیارہ رکعت

ہی ہوتی ہیں۔ اور جو زیادہ ادا کی جاتی ہیں وہ مستحب ہیں"

(ہدایہ حاشیہ ۳ : ج ۱، ص ۱۱۱، طبع مصر)

، قال الجوزی عن اصحابنا عن مالک انه قال ما جمع علیه
الناس أحب الخ وهو احدى عشرة رکعة وهی صلوة
رسول اللہ علیہ وسلم قیل احدى عشرة رکعة بالوتر
قال نعم وثلاث قریب قال لا ادری من این احدث
هذا الركوع الكثير

احقر الانام عبد السلام عابر
یکم رمضان المبارک — ۱۴۰۰ھ



حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اٹھ تراویح کے لئے استدلال کرنا کئی
وجہ سے مخدوش ہے۔

۱ : یہ ایسی نماز کے بارے میں ہے جو رمضان وغیرہ رمضان میں پڑھی جاتی ہے وہ تہجد ہے رمضان
وغیرہ رمضان کی تصریح حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں موجود ہے۔

۲ : تراویح باجماعت پڑھی جاتی ہیں اور اس میں انفرادی نماز کا ذکر ہے۔

۳ : تراویح دو۔ دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں چار چار رکعت ہیں۔

۴ : یہ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی دیگر احادیث صحیحہ سے متعارض ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها انه صلى الله عليه وسلم كان

يصلي بالليل ثلاث عشرة ركعة ثم يصلي اذا سمع النداء

بالصبح ركعتين خفيفتين - اخرجه مالك في الموطا

اور ابو داؤد و شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

كان يصلي رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث عشرة ركعة

من الليل ثم صلى احدى عشرة وترك ركعتين ثم قبض

وهو يصلي تسع ركعات

اسی بناء پر بہت سے اہل علم نے صلوٰۃ لیل کے بارے میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کو مضطرب کہا ہے۔ قاله الحافظ في الفتح - تین رکعات وتر نکال کر باقی رکعتیں یا اٹھ

یا چھ بچتی ہیں۔ پس اس سے آٹھ رکعات کے لئے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے؟ محققین نے اس اختلاف کو مختلف حالات پر محمول کیا ہے کہ کبھی آٹھ رکعت تہجد ہوتی تھی کبھی کم، کبھی زیادہ۔

مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ حاشیہ مؤطا میں فرماتے ہیں۔

ماکان یزید اللہ هذا بحسب الغالب والا فقد ثبت عنها انہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی ثلاث عشرة رکعة ثم صلی احدى عشرة رکعة ثم قبض حین قبض وهو یصلی تسع رکعات وثبت عنها انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی ثلاث عشر رکعة اخرجه فی المؤطا وثبت من زید وابن عباس رضی اللہ عنہما ثلاث عشرة فمن ظن اخذا من حدیث عائشة رضی اللہ عنہا ان الزیادة علی احدى عشرة بدعة فقد ابتدع امرالیس من الدین - ۱۰

بہر حال اس سے آٹھ تراویح کے لئے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

۱۰ بیس رکعت تراویح کا ثبوت حدیث پاک، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم، اور اتفاق ائمہ کرام رحمہم اللہ سے ہے۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے۔

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عشرون رکعة

والوتر فی رمضان اخرجه ابن الجری شیبہ وعبد بن حمید

والبغوی والبیہقی والطبرانی ۱۱

اس میں ایک راوی معتبر درج ہے لیکن بیس رکعت پر اتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کا ضعف منجبر ہے۔ اور ایسی عملی تائید شاید ہی کسی حدیث کو حاصل ہوگی جو اس حدیث کو حاصل ہے پس اس تعامل صحابہ کی موجودگی میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف نظر ممکن نہیں۔ مگر ایسے شخص کے لئے جس کی بصیرت ماؤف ہو چکی ہو۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو معارض قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب کہ ان دونوں حدیثوں میں جمع نہ ہو سکتی ہو۔ پہلے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوامی نہیں بلکہ بعض احوال پر محمول ہے وہ بھی نماز تہجد پر۔ پس بیس رکعت تراویح اس سے کیونکر معارض ہوگی۔
مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لكن الاخذ بالراجح وترك المرجوح انما يتعين اذا تعارضا
ولا يمكن الجمع وههنا الجمع ممكن بان يحمل حديث
عائشة على انه اخبار عن حاله الغالب كما صرح به
الباجي في شرح المؤطا ويحمل حديث ابن عباس رضي
انه كان ذلك احيانا - ۲ (التعليق المسجد حاشيه مؤطا امام محمد)۔
دوسری حدیث یہ ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة
الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها
بالنواجذ الحديث -

محضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کے علاوہ خلفاء راشدین کی سنت اور طریقے کو
بھی لازم و واجب العمل قرار دیا ہے۔ اور تین خلفاء راشدین کے زمانے میں جو طریقہ رائج تھا وہ
بیس رکعات تراویح ہے۔ پس بموجب فرمان نبوی اس طریقے کے واجب الاتباع ہونے میں
کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ فعل نبوی سے قول نبوی زیادہ حجت ہے۔ اس میں تین الفاظ لزوم
کے لئے ہیں۔ علیکم۔ تمسکوا بہا اور عضوا علیہا بالنواجذ۔ پس
اس کا ترک ایک مسلمان کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

۳ تیسری حدیث : أخرجه البيهقي باسناد صحيح عن السائب
بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر لعشرين ركعة
وعلى عهد عثمان وعلى مثله -

۴ : چوتھی حدیث : عن يزيد بن رومان قال كان الناس
يقومون في عهد عمر في رمضان لعشرين ركعة (مؤطا)۔

۵ : پانچویں حدیث :- وفي المغني عن علي انه امر رجلا ان يصلي

بہم فی رمضان بعشرین رکعة وهذا کالاجماع

(اوجز المسالك: ج ۱ ص ۳۹۷)۔

خلفاء ثلاثہؓ اور اتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم اربعہؓ حتیٰ کہ داؤد ظاہری کا مذہب بھی سننے ان میں سے کوئی بھی بیس سے کم کا قائل نہیں ہے۔

وقال ابن رشد فاختار مالك في أحد قوليه وأبو حنيفة و

الشافعي وأحمد و داؤد القيام بعشرین رکعة سوء الوتراھ

(اوجز المسالك: ص ۳۹۶ ج ۱)۔

آثار اس بارہ میں بے شمار ہیں بوجہ اختصار نقل نہیں کئے گئے۔ عہد فاروقی سے لے کر آج تک حرمین شریفین اور عالم اسلام کی تمام بڑی اور مشہور مساجد میں بیس سے کم تراویح نہیں پڑھی گئی۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

”فیما ثبت بالسنة“ میں ہے۔

الذی استقر علیہ الامر واشتہر من الصحابة والتابعین

ومن بعدهم هو العشرون - (اوجز: ص ۳۹ ج ۱)۔

بزرگوں کے اقوال کا

جواب یہ ہے کہ اول تو ان کے ثبوت میں کلام ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب رحمہ کی ادھوری عبارت نقل کر کے خیانت کی گئی ہے۔ مندرجہ فی السؤال عبارت سے آگے ذیل کی عبارت بھی حاشیہ ہدایہ میں مذکور ہے جس میں تصریح ہے کہ آٹھ تراویح پڑھنے والا سنتِ مذکورہ کا تارک ہوگا۔

ومحققوہم یعرضونہا (اعی السنة) بما واطب علیہ الرسول

او خلفاءہ والیہ یشیر عبارات الفقہاء فی مواضع شتی و هو

المستفاد من حدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين

الحدیث اخرجہ ابو داؤد وابن ماجہ فان كلمة علیکم

متدل علی اللزوم وكذا عطف سنة الخلفاء علی سنتی (الی

ان قال) فعلى هذا التعريف يكون السنة المؤكدة هو عشرون

ركعة لثبوت مواظبة الخلفاء الثلاثة عليها وان لم
يثبت مواظبة الرسول عليها فمؤدع ثمان ركعات يكون
تاركاً للسنة المؤكدة - اهـ (حاشیه ہدایہ : ج ۱ : فصل فی
قیام رمضان) -

۲ : حضرت گنگوہی ؒ نے بھی اکٹھے رکعت پڑھنے والے کو تارکِ سنت لکھا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ
جلد ۲ - ص ۴۴)۔ عقل کی بات بھی یہی ہے کہ بیس پڑھی جائیں۔ کیونکہ قیامت میں اگر بیس
کا سوال ہوا تو موجود ہوں گی اور اگر آٹھ پڑھی تھیں تو باقی کہاں سے پوری کی جائیں گی ؟
۳ : اس مسئلہ میں ابن الہمام ؒ کا تفرّد بھی قابلِ قبول نہیں۔ ابن الہمام ؒ کے عظیم شاگرد علامہ
قاسم بن قطلوبغا ؒ فرماتے ہیں -

لا عبرة بابحث شيخنا يعني ابن الهمام الذي خالف
المنقول يعني في المذهب ۱۲ (شامی : ج ۱ : ص ۲۲۵) -
بر تقدیر ثبوت ” اقوال بزرگان ” کا ایک جواب یہ ہے کہ ان سے بھی بڑے بزرگ ائمہ اربعہ
وغیرہم بیس رکعت تراویح کے ” سنت متوکدہ “ ہونے کی تصریح فرما چکے ہیں۔ پس بڑوں کے اقوال
فرمانِ نبویؐ ، اتفاقِ صحابہؓ کی روشنی میں زیادہ قابلِ ترجیح ہیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مؤرخہ ۱۲ / ۹ / ۱۴۰۰ھ



تراویح میں ختمِ قرآن کے موقعہ متفرق آیات پڑھنا بدعت ہے

ایک حافظِ قرآن نے قرآنِ کریم ختم کیا اور دوسری رکعت تراویح میں اولئک ہم المفلحون
کے بعد متفرق آیات مندرجہ ذیل

ان رحمت اللہ قریب من المحسنین + دعوتہم فیہا سبحانک

کہ رمضان المبارک میں قیام اللیل کی نیت سے تراویح اس طرح ادا کی جاتی ہیں کہ ہر چار رکعت کے بعد تراویح میں پڑھے جانے والے قرآن کریم کی اولاً ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی جاتی ہے اور پھر حافظ صاحب چار رکعت تراویح سناتے ہیں اس طرح ترجمہ اور تشریح میں پنتالیس منٹ اور نماز میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں۔ بارہ رکعت کے بعد پندرہ منٹ تقریباً چائے وغیرہ کا وقفہ ہوتا ہے۔ اس طرح تقریباً پانچ گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ طریقہ عبادت بدعت حسنہ کی تعریف میں آتا ہے ؟

۲۔ کیا ہمارے اسلاف میں اس طرح کی کوئی مثال ملتی ہے ؟

۳۔ کیا اس سے ترویج کی روح ختم ہو جاتی ہے ؟

۴۔ کیا اس طرح مسنون تراویح ادا ہو جاتی ہیں ؟

۵۔ کیا اس طرح قیام اللیل کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے ؟

ہر چار رکعت تراویح کے بعد ایک ترویج کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے۔ اس وقفہ میں کیا کیا جائے یہ نمازیوں کے اختیار پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مرقی میں ہے

و یستحب الجلوس بعد صلوٰۃ کل أربع رکعات بقدرہا.....

وہم مخیرون فی الجلوس بین التسبیح والقراءة والصلوٰۃ

فرادعی والسکوت۔ (ص ۲۲۶)

اور علامہ شامیؒ نے ”نہر“ سے نقل کیا ہے۔ و اهل مكة يطوفون و اهل

المدينة يصلون اربعاً۔ (ج ۱، ص ۴۴۴)۔

بہر حال مقدار ترویج میں مقروءہ آیات کا خلاصہ بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ تعلیل جماعت کا

باعث نہ ہو۔ اور مقدار ترویج کے بیان کو مشرکاء استراحت تصور کرتے ہوں۔ اس سے زائد چونکہ سلف

سے اور کتب فقہ میں منقول نہیں اس لئے ترک کر دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

استفسارات کے جوابات یہ ہیں۔

۱۔ یہ طریقہ بدعت حسنہ ہونا محل کلام ہے۔

۲۔ ہمارے علم میں نہیں۔

۳ :- ہاں ختم ہو جاتی ہے۔

۴ :- تراویح تو ادا ہو جائیں گی۔

۵ :- یہ بظاہر قیام اللیل کے موضوع کے خلاف ہے۔ قیام اللیل میں اصل، تلاوت و نماز ہے۔ جس میں صرف گھنٹہ سو اگھنٹہ خرچ ہوگا اور درمیانی وقفہ تردیکہ حصول راحت اور تجدید نشاط کے لئے ہوتا ہے۔ خود وقفہ مقصود نہیں کہ جس میں تقریباً چار گھنٹے صرف ہوں۔ نیز اتنی دیر کا بیان سننا مزید تکان کا باعث ہوگا۔ تو گویا اصل قیام اللیل نہ رہا۔ بلکہ اصل بیان ہو گیا اور تردیکہ راحت نہ رہا۔ یہ اجتماعی عمل کی بات ہے انفرادی فعل کی حیثیت اور ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۹، ۹، ۱۴۰۹ھ

تراویح کی نیت میں ”سنت رسول اللہ“ کہنے کا حکم

۱ :- ہمارے شہر میں ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ چار رکعت نماز سنت رسول پاک کی فرص اللہ کے ”سنت رسول کی“ نیت میں رسول کا نام لینا چاہئے یا نہیں؟ سنت تراویح ہو یا کوئی سنت ہو، نیت اللہ کی ہو یا رسول کی۔

۲ :- ہمارے استاذ صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ نماز میں کتا یا بلی کا خیال آجائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ یا اچانک خیال آجائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال لے آنا۔ میرے استاذ صاحب نے فرمایا تھا کہ۔

نماز میں کتا یا بلی کا اچانک خیال آجائے تو نماز ہو جائے گی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال لے آنا، میرے استاذ نے فرمایا تھا، تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ لیکن لوگوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔ آپ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

تراویح کی نیت یہ ہے ”دو رکعت نماز سنت تراویح پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے“ سنت رسول اللہ، کہنا کوئی ضروری نہیں۔ لیکن یہ لفظ کہہ

الحمد للہ

لینے سے بھی نماز ہو جائے گی۔ کیوں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں ادا کرتا ہوں۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ اللہ کے لئے نہیں۔ فرائض و سنن نوافل سب کے سب اللہ کے لئے ہیں۔ غیر اللہ کے لئے ایک سجدہ بھی حرام ہے۔

والاحتياط في التراويح ان ينوي التراويح او سنة الوقت
او قيام الليل كذا في منية المصلي والاحتياط في السنن ان
ينوي الصلوة متابعاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم -
(ہندیہ ۱ ج ۱ ص ۶۵)۔

۲۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال درود شریف اور شہد میں السلام علیک ایہا
النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے وقت شرعاً مطلوب ہے۔ چنانچہ مراقی میں ہے
” فيقصد المصلي انشاء هذه اللفاظ مرادة له قاصدا معناها
الموضوعة له من عنده كانه يحيى الله سبحانه وتعالى
ويسلم على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى نفسه واولياء
الله۔ الخ (ص ۵۵)۔“

جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ آئے گا اور انشاء السلام کا قصد کرے گا تو
حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا ایک لازمی امر ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے مبارک خیال سے فسادِ صلوٰۃ کا حکم محلِ کلام ہے، نماز نہیں ٹوٹتی۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

اجواب صحیح

بندہ عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

خیر المصانج فے عدد الشراویج

بیس رکعات تراویح

احادیث، عمل صحابہ اور اجماع امت
کی روشنی میں

از

استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول عارف باللہ
حضرت مولانا خیر محمد جالندہری نور اللہ مرقدہ
بانی جامعہ خیر المدارس ملتان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

○

الحمد لله رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ

خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد

پاکستان کے اہل حدیث بہت زور سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ تراویح پڑھی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آٹھ ہی کا حکم دیا تھا جمہور مسلمان جو بیس تراویح پڑھتے ہیں اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ حالانکہ نہیں سمجھتے کہ عمل سے ہر چیز کا پتہ چلتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ تراویح پڑھی ہوتیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم بھی آٹھ ہی کا ہوتا تو حضرات صحابہ کرامؓ تابعینؓ، تبع تابعینؓ، ائمہ مجتہدینؒ، سلف صالحینؒ، علماء راہنہ کا عمل بیس یا بیس سے زائد کا نہ ہوتا۔ حالانکہ مشترکہ ہندوستان میں دو صدی قبل پورے بارہ سو سال تک تمام مساجد شرق و غرب اور جنوب و شمال میں بیس یا بیس سے زیادہ رکعت تراویح ہوتی تھیں۔ حرمین شریفین میں اب تک بیس رکعت یا بیس سے زائد تراویح پڑھتے چلے آئے ہیں۔ کیا اہل حدیث کے سوا جمہور امت گمراہی میں رہی یا بغیر ثبوت کے ہی بیس یا بیس سے زائد پڑھتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بارہویں صدی تک کسی مسجد میں اگر آٹھ رکعت تراویح پڑھی گئی ہوں تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حتمی طور پر آٹھ رکعت نہیں پڑھی۔ بلکہ بیس رکعت پڑھی گئی ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں بھی بیس ہی تراویح پڑھی گئی ہیں۔ ورنہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جیسا محقق حسب عادت کسی ایک کا مذہب تو آٹھ رکعت کا نقل کرتا۔ مگر تمام صحاح ستہ میں کسی ایک کا مذہب آٹھ کا نہیں ہے اور نہ آٹھ رکعت تراویح کسی کا عمل نقل کیا گیا ہے۔

بارہ سو سال تک مسلمانوں کا عمل

امام بیہقیؒ نے سن ۴۹۶ھ میں سائب بن یزیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تو قیام کی شدت کی وجہ سے لاکھٹیوں پر سہارا لگاتے تھے۔

اور پانچ سطر بعد لکھتے ہیں کہ سشتیر بن شکیل جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے اصحاب میں سے تھے۔ رمضان میں امامت کرتے تھے اور بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

اس کے دو سطر بعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے۔ یہ صحابہ کرام جن کے زمانہ میں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم کا حال تھا۔

نافع رحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے تو لوگوں کو چھتیس تراویح اور تین وتر پڑھتے ہونے دیکھا ہے۔ (قیام لیل، ص ۹۲، تحفۃ الاحوذی، ج ۲، ص ۴۳)۔ نافع رحمہ کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی ہے۔

داؤد بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اور ابان بن عثمان رحمہما متوفی ۱۵۸ھ کے زمانہ میں مدینہ کے لوگوں کو چھتیس رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ نیز عمر بن عبد العزیز نے قاریوں کو چھتیس رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ (قیام لیل، ص ۹۱، ۹۲)۔

امام مالک رحمہ اللہ متوفی ۱۷۹ھ کے زمانہ تک مدینہ طیبہ میں چھتیس رکعتوں کا معمول تھا۔ کبھی دروں کے اختلاف عدد کی وجہ سے اکتالیس رکعتیں ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اکتالیس کا معمول مدینہ میں ذکر کیا ہے۔ اہل مدینہ پر کیا موقوف ہے۔ بلکہ امام مالک رحمہ اللہ کے متبعین جہاں بھی ہوئے وہاں چھتیس پر عمل ہوتا تھا۔ جیسا کہ مذہب مالکیہ کی فقہ شاہد ہے کہ مکہ معظمہ میں عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے زمانہ تک بیس تراویح پر عمل تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) عطاء رحمہ اللہ کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی ہے اور نافع بن عمر کا بیان ہے کہ ابن ابی ملیکہ ہم کو رمضان میں بیس رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔ ابن ابی ملیکہ کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ متوفی ۲۰۴ھ کا بیس پر عمل تھا۔ اور چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ خود بیس کے قائل تھے اس لئے ان کے بعد مکہ میں اور مکہ کے علاوہ ہر جگہ جہاں ان کے متبعین تھے سب بیس پر عمل کرتے تھے۔ چنانچہ فقہ شافعی اس کی شہادت دیتی ہے۔

— حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۹ تحفۃ الاحوذی : ج ۲ ص ۷۵)۔

— کوفہ میں سوید بن یزید (متوفی ۷۵ھ) چالیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۹ : تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۳)۔

— اور سوید بن غفلہ متوفی ۸۱ھ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ ہیں۔ بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بہیقی ج ۲ ص ۲۹۶)۔

— نیز علی بن ربیعہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ و سلمان رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں وہ بھی بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

— اور سعید بن جبیر جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں اور بہت بڑے امام ہیں وہ اٹھائیس اور چوبیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی : ج ۲ ص ۷۳)۔

— امام کوفہ سفیان ثوری رحمہ اللہ متوفی ۲۰۴ھ بیس رکعت کے قائل تھے۔ (تحفۃ الاحوذی : ج ۲ ص ۷۵)۔
— امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ متوفی ۲۴۰ھ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے اور ان کے مقلدین جس جگہ بھی ہیں تمام بیس رکعت ہی پڑھتے ہیں۔

— بغداد میں امام احمد رحمہ اللہ ۲۴۱ھ بیس رکعتوں کے قائل تھے۔ حنبلی مذہب کی کتب فقہ شہادت دے رہی ہیں۔ "مستقنع : ج ۱ ص ۱۸۳ - میں ہے۔

« شم التراويح وهي عشرون ركعة يقوم بها في رمضان في جماعة »

یعنی تراویح اور وہ بیس رکعت ہیں اس کو جماعت کے ساتھ رمضان میں ادا کرے "

— اسی طرح داؤد ظاہری رحمہ اللہ متوفی ۲۷۰ھ بیس رکعت کے قائل تھے۔ (بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۹) اور ان کے متبعین کا بھی بغداد اور غیر بغداد میں بیس پر عمل تھا۔

— ائمہ خراسان میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ متوفی ۱۸۱ھ بیس تراویح کے قائل تھے۔ (ترمذی)۔

عہد فاروقی سے لے کر تیسری صدی کے قریباً وسط تک مکہ ، مدینہ ، کوفہ ، بصرہ ، بغداد خراسان وغیرہ کے علماء اور ائمہ کا عمل رکعات تراویح کے باب میں یہی تھا کوئی بھی آٹھ رکعت تراویح پڑھتا تھا اور نہ ہی اس پر کفایت کرتا تھا اور نہ اس پر کہیں عمل تھا۔ اس کے بعد تیسری صدی سے پہلے ہی ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ، امام مالک رحمہ اللہ ، امام شافعی رحمہ اللہ ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی فقہ کی تعلیم اپنے شاگردوں

کو دے کر دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور ان کے فقہی مسالک پر عمل ہو چکا تھا اور جو آج تک جاری ہے آج چاروں اماموں کی کتب فقہیہ لاکھوں کمر وڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی آٹھ رکعت پر اکتفا کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بے شک ان ائمہ اربعہ رحمہ کے علاوہ دیگر مجتہد اور امام بھی تھے اور ان کا کچھ عرصہ تک اتباع بھی جاری رہا۔ جیسے حضرت سفیان ثوری رحمہ اور داؤد ظاہری رحمہ مگر وہ بھی آٹھ کے قائل نہ تھے بلکہ بیس کے قائل تھے۔

قول و فعل نبوی سے کوئی عدد تراویح کا حتمی طور پر صحیح روایت سے ثابت نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً و فعلاً عدد تراویح کا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اس پر علماء کی شہادتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی شہادت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں۔

ومن ظن ان قیام رمضان فیہ عدد موقت عن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزاد ولا ینقص منه فقد

اخطأ الخ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۶)۔

یعنی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کے باب میں کوئی معین عدد ثابت ہے جو کم و بیش نہیں ہو سکتا وہ غلطی پر ہے۔

دوسری شہادت علامہ سبکی لکھتے ہیں۔

أعلم انه لم ینقل کم صلی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فی تلك اللیالی هل هو عشرون و اقل الخ

(شرح منهاج منقول از تحفة الاختیار ص ۱۱۶ - و مصابیح ص ۴۴)۔

یعنی یہ منقول نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان راتوں میں کتنی رکعتیں پڑھیں بیس یا کم۔

تیسری شہادت علامہ شوکانی رح نیل الاوطار میں فرماتے ہیں۔

والحاصل الذی دلت علیہ احادیث الباب

وما یشابہها هو مشروعیة القیام فی رمضان والصلوة فیہ

جماعة وفرادی فقصروا الصلوة المسمات بالتراویح علی

عدد معین و تخصیصہا بقراءہ مخصوصہ لم ترد بہ سنۃ الخ (نیل الاوطار ص ۳۲)
یعنی اس باب کی حدیثوں اور ان کے مشابہ حدیثوں کا حاصل اتنا ہے کہ رمضان میں قیام اور اکیلے
اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا شروع ہے پس تراویح کو کسی خاص عدد میں منحصر کر دینا اور اس میں
خاص سنت اور قرأت کا مقرر کرنا ایسی بات ہے جو سنت میں وارد نہیں ہوئی۔

مولوی وحید الزمان رح اہل حدیث لکھتے ہیں۔

چوتھی شہادت

ولا يتعين لصلاة ليلية رمضان يعني التراويح

عدد معین الخ (نزل الاسرار ج ۱: ص ۱۲۶)۔

یعنی رمضان کی راتوں کو تراویح کے لئے کوئی عدد معین نہیں ہے۔

ابوالخیر میر نور الحسن خان رح اہل حدیث لکھتے ہیں۔

پانچویں شہادت

”وبالجملة عددے معین در مرفوع نیامده“ (عرف الجاوی ص ۸۴)۔

یعنی تراویح کا کسی حدیث مرفوع میں کوئی عدد معین نہیں آیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم اہل حدیث لکھتے ہیں۔

چھٹی شہادت

ان صلاة التراويح سنة باصلها لما ثبت أنه

صلى الله عليه وسلم صلاها في ليالي ثم تركه شفقة على الأمة

ان لا تجب على العامة او يحسبونها واجبة ولم يأت تعيين العدد

في الروايات الصحيحة المرفوعة لكن يعلم من حديث كان

رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد في رمضان ما لا يجتهد

في غيره رواه مسلم وان عددها كثير۔ (الانتقاد الرجوع: ص ۶۱)

یعنی اصل نماز تراویح سنت ہے اس لئے کہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتوں

میں اس کو پڑھا ہے۔ پھر امت پر شفقت کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا کہ ہمیں عام لوگوں پر واجب نہ ہو

جلئے یا اس کو واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔ اور عدد معین مرفوع روایتوں میں نہیں ہے۔ لیکن صحیح مسلم کی حدیث

میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جتنی محنت و کوشش کرتے اتنی غیر رمضان میں نہیں

کرتے تھے۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تراویح کا عدد زیادہ تھا۔ (صرف گیارہ یا تیرہ نہیں تھا بلکہ

بیس یا زیادہ تھا)۔

ساتویں شہادت علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں۔ ان العلماء اختلفوا فی عددها ولو ثبت ذلك من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلف فیہ۔ الخ۔ (مصابیح، ص ۷۷)۔

ترجمہ ! یعنی علماء کا تراویح کے عدد میں اختلاف ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے کوئی عدد ثابت ہوتا تو اختلاف نہیں ہو سکتا تھا۔

اہل حدیث کے دُعاویٰ ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح ثابت ہیں۔ دوسرا یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ تراویح کا حکم دیا تھا۔

پہلا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح پڑھنے کے ثبوت پر حدیث ذیل پیش کرتے ہیں۔

”انہ سأل عائشة رضی اللہ عنہا کیف كانت صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدى عشرة رکعة یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشة رضی اللہ عنہا فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتمام قبل ان توتر فقال یا عائشة رضی اللہ عنہا ان عینئ تنامان ولا ینام قلبی۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۵۲)

ترجمہ :- یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد رمضان میں کیسی تھی ؟ فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں زیادہ گیارہ رکعتوں سے نہیں کرتے تھے۔ چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور طول سے مت پوچھو۔ پھر چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور طول سے مت پوچھو۔ پھر تین رکعت پڑھتے تھے۔ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ سوتے ہیں قبل وتر کے ؟ فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا ! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تراویح گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ اس طرح کہ آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر۔

پہلا جواب اسی حدیث میں لفظ ولا فی غیرہ یعنی غیر رمضان میں گیارہ رکعت

تراویح پڑھتے تھے جو دلیل اس بات کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے سوال اس نماز تہجد کا تھا کہ جو بارہ مہینے میں پڑھی جاتی ہے۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی

سے روایت ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل العشر مشد ميّزّه واحي ليله وايّظ اهلّه الخ
(بخاری شریف : ج ۱، ص ۲۷۱)۔

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب اخیر عشرہ رمضان کا داخل ہوتا تو تہ بند مضبوط باندھتے اور ساری رات جاگتے اور اپنے اہل خانہ کو جگاتے تو سائل کو خیال آیا کہ شاید تہجد کی رکعتیں بھی زیادہ کر دیتے ہوں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ اکثر آپ تہجد کی گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔

جب یہ حدیث نماز تہجد کے بارے میں ہے تو تراویح کا اس سے کیا تعلق ؟
دوسرا جواب اگر بفرض محال اس کا تعلق بھی تراویح سے ہو تو اس سے بھی یہ گزشتہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے
اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۱۱)۔

حافظ ابن حجر رحمہ وغیرہ شرح حدیث نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان دونوں مختلف بیانات میں یوں تطبیق دی ہے کہ یہ بیانات مختلف حالات اور اوقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی یہ کہ عام حالات و اوقات میں گیارہ سے زائد نہیں پڑھتے تھے اور کبھی کبھی تیرہ بھی پڑھتے تھے۔ لہذا آٹھ تراویح میں انحصار باطل ہو گیا۔
چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ لکھتے ہیں۔

و الصواب ان کل شیء ذکرته من ذلك محمول علی اوقات
متعدده واحوال مختلفة الخ (فتح الباری ج ۲، ص ۱۴)۔
اور مولانا عبد الرحمن مبارک پوری رحمہ نے بھی یہ تسلیم کیا ہے۔

انه قد ثبت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان قد
يصلی ثلاث عشرة ركعة سور ركعتی الفجر ۳

(تحفة الاحوذی : ج ۲، ص ۳)۔

یعنی یہ ثابت اور محقق ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی تیرہ رکعت فجر کی سنتوں کے سوار پڑھتے تھے۔ جب گیارہ سے زیادہ کا ثبوت ہو چکا تو اہل حدیث کا یہ دعویٰ کہ گیارہ سے زیادہ تراویح نہیں ہوتی تھیں یہ دعویٰ باطل ہو گیا۔ اور گیارہ سے زیادہ والی روایت کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مخالف کہنا سخت بھول اور غفلت پر مبنی ہے اسلئے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ کبھی یہ ہوا اور کبھی اس سے زائد ہوا۔

تیسرا جواب بقول اہل حدیث جب یہ حدیث تراویح کے بارے میں ہے۔ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار چار رکعت پڑھتے تھے اور بہت لمبی پڑھتے تھے۔ اور دتر تین رکعت پڑھتے تھے۔ اور بہت لمبی پڑھتے تھے تو اس حدیث پر عمل تب ہو گا جب کہ چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھی جائیں اور تین دتر ایک سلام سے پڑھے جائیں۔ حالانکہ اہل حدیث کا اس پر عمل نہیں کہ دو دو رکعت تراویح پڑھتے ہیں اور تین دتر دو سلام سے پڑھتے ہیں یا ایک ہی دتر پڑھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث کل کی کل اہل حدیث کے نزدیک تراویح میں معمول بہا نہیں ہے۔ لہذا اس سے حنفیہ پر حجت قائم کرنا صحیح ہوا۔

چوتھا جواب امام محمد بن نصر مروزی نے اپنی کتاب ”قیام لللیل“ میں ایک باب کا عنوان یہ قرار دیا ہے۔ ”باب عدد الركعات التي يقوم بها الامام للناس في رمضان“ یعنی باب ان رکعتوں کی تعداد کے بیان میں جنہیں امام لوگوں کے ساتھ رمضان میں پڑھے گا۔ اس باب میں وہ رکعات تراویح بتانے کے لئے بہت سی روایتیں لائے ہیں مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کو جو سب سے زیادہ صحیح اور اعلیٰ درجہ کی ہے ذکر کرنا تو درکنار اشارہ تک نہیں کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح سے نہیں ہے بلکہ تہجد کے نوافل سے ہے۔

پانچواں جواب اس حدیث کے آخر میں ہے۔

قالت عائشة رضي الله تعالى عنها فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم، اتنام قبل ان توتر فقال يا عائشة ان عيني تنامان ولا ينام قلبي الخ

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا آپ سوتے ہیں پہلے وتر پڑھنے کے؟ سو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

ظاہر ہے کہ کسی روایت میں نہیں آتا کہ آپ آٹھ تراویح پڑھ کے سو گئے ہوں۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم انتظار میں بیٹھے رہے ہوں۔ البتہ گھر میں تہجد پڑھتے تھے اور اس میں کبھی کبھی وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ یعنی اتنام الخ۔ علاوہ ازیں تراویح میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمود قنول کی صف میں پیچھے مردوں کے کھڑی ہوں گی اگر آپ سوتے تو پہلے مردوں کو خبر ہوتی۔ جب مردوں کو خبر نہیں تو تراویح کا معاملہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ تہجد کا واقعہ ہے۔

علاوہ ازیں قرطبی رحمہ اللہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو مضطرب نقل کیا ہے۔ چنانچہ

چھٹا جواب

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

قال القرطبي اشكلت روايات عائشة رضي على كثير من اهل العلم حتى نسب بعضهم حديثها الى الاضطراب الخ (فتح الباری ج ۳ ص ۱۶)۔

یعنی اکثر اہل علم پر حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشکل ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض محدثین نے ان کی حدیث کو اضطراب کی طرف منسوب کیا ہے پس اس حدیث سے استدلال کرنا محکم ہے۔

اس حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مراد تہجد کے نوافل ہیں تراویح مراد نہیں، اس لئے محدثین رحمہم نے اس پر تعداد تراویح کا باب منعقد نہیں کیا

ساتواں جواب

صحیح بخاری میں یہ حدیث کئی جگہ وارد ہے۔ مثلاً ص ۱۵۴ میں ”باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ“

اس جگہ قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل قرینہ ہے تہجد کا قیام رمضان تراویح کو کہتے ہیں اذ قیام اللیل تہجد کو کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں سوال کیفیت سے ہے نہ کہ عدد سے جو کہ مقولہ کم سے ہے۔ اور مثلاً ص ۲۶۹ پر

باب فضل من قام رمضان اس میں فضیلت بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ عدد۔ اور مثلاً ص ۵۰۰، باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ اس میں بھی سونے

کی کیفیت بیان کرنا ہے نہ کہ عدد تراویح اور مثلاً ص ۱۳۵ ج ۱ میں ”باب ما جاء فی الوتر“

اس میں بیان ہے کہ وتر تین رکعت میں عدد تراویح کا بیان مقصود نہیں۔

كان يصلي احدى عشرة ركعة كانت تلك صلوة تعنى بالليل
فيسجد السجدة من ذلك قدر ما يقرأ احدكم خمسين آية الخ
کس صراحت کے ساتھ نماز تہجد کو بیان کیا ہے۔ حدیث میں اس قسم کے اشارات بے شمار ہیں۔
حکمت وظہری ان الحکمة في عدم الزيادة على احدى

عشرة ان التهججد والوتر مختص بصلوة الليل وفرائض
النهار الظهر وهي اربع والعصر وهي اربع والمغرب وهي ثلاث
وتر النهار فناسب ان تكون صلوة الليل كصلوة النهار في

العدد جملة وتفصيلاً الخ (فتح الباری ج ۳ ص ۱۶)۔

اور میرے لئے ظاہر ہوا کہ گیارہ رکعت پر زیادتی نہ ہونے میں حکمت یہ ہے کہ تہجد اور وتر رات کی نماز
کے ساتھ خاص ہیں اور فرائض دن کے ظہر ہے اور وہ چار رکعت ہیں اور عصر ہے اور وہ چار رکعت ہیں۔
اور مغرب ہے اور وہ تین رکعت ہیں وتر دن کے۔

پس مناسب ہوا یہ کہ ہورات کی نماز مثل دن کی نماز کے عدد میں یعنی گیارہ رکعت تہجد۔

اما مناسبة ثلاثة عشرة فيضم صلوة الصبح لكونها نهارية

الى ما بعدها الخ (فتح الباری ج ۳ ص ۱۷)

یعنی مناسب تیرہ رکعت کی صبح کی نماز کو ملائے کے ساتھ بوجہ نہاری ہونے اس کے بعد کے ساتھ۔
حافظ ابن حجر عسقلانی کے اس نکتہ اور حکمت سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارہ اور تیرہ رکعتیں نماز تہجد میں تھیں نہ
کہ تراویح میں۔

تہجد اور تراویح کی نماز الگ الگ ہیں ایک نہیں

تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ ہیں ایک نہیں۔ دونوں میں فرق کئی وجوہ سے ہے۔

پہلی دلیل تہجد کی مشروعیت مکہ مکرمہ میں ہوتی ہے اور تراویح کی مدینہ طیبہ میں ہوتی۔

دوسری دلیل تہجد کی مشروعیت منبر قرآنی ہوئی ہے۔ فتہجد بہ ناخلة للک۔

قم اللیل الاقلیلا۔ اور تراویح کی مشروعیت حدیث سے۔ سنت
لکم قیامہ (نسائی)۔ میں نے تمہارے لئے قیام رمضان کو سنون کیا

تفسیری دلیل تہجد کی رکعات بالاتفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و ماثور ہیں۔
اور وہ زیادہ سے زیادہ مع الوتر تیرہ اور کم از کم سات مع الوتر ہیں۔ بخلاف
تراویح کے اس کا کوئی معین عدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ جیسا کہ پہلے گزرا ہے
اس لئے ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہے۔ کوئی بیس کہتا ہے کوئی چھتیس یا زائد کہتا ہے۔

چوتھی دلیل حنبلی مذہب کی معتبر کتب فقہ میں مذکور ہے۔ چنانچہ "مقنع" میں ہے۔

ثم التراويح وحش عشرون رکعة يقوم بها في
رمضان في جماعة ويرتبعها في الجماعة فان كان
له تمجد يوتر بعده۔ (مقنع ص ۱۸۴)۔

یعنی پھر تراویح ہے اور وہ بیس رکعت ہیں کہ اس کو باجماعت پڑھے۔ اور اگر وہ تہجد بھی پڑھتا ہو
تو وتر تراویح کے بعد نہ پڑھے بلکہ تہجد کے بعد پڑھے۔ مقنع کے متعلق مصنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔

هذا كتاب في الفقه على مذهب أبي عبد الله محمد بن
أحمد بن حنبل ر الخ۔

یعنی یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق فقہ کی کتاب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام احمد رحمہ اللہ بھی تراویح اور تہجد کو الگ الگ سمجھتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی
یہی عمل تھا۔ کیونکہ رات کے اوّل حصہ میں اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر باجماعت نماز پڑھتے
تھے اور اس میں ایک ختم کرتے تھے اور سحری کے وقت اکیلے پڑھتے تھے۔

پانچویں دلیل تہجد کا وقت سونے کے بعد ہوتا ہے اور تراویح کا وقت عشاء کے بعد ہوتا
ہے اس سے معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح الگ الگ ہیں ایک نہیں ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

دوسری حدیث

حدثنا محمد بن حميد الرازي ثنا يعقوب بن

عبد الله ثنا عيسى بن جارية عن جابر رضي الله تعالى عنه قال صلى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان لیلة ثمان رکعات
والوتر فلما کان من القابلة اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان
یخرج الینا فلم نزل فیہ حتی اصبحتا قال الخ کوهت او خشیت
ان یتب علیکم الوتر الخ (قیام اللیل : ص ۱۵۵)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات
میں آٹھ رکعت اور وتر پڑھے۔ پس جب کہ آئندہ رات ہوئی اور ہم جمع ہوئے مسجد میں اور امید کی ہم نے
کہ آپ ہماری طرف نکلیں گے۔ پس ہم وہیں رہے یہاں تک کہ صبح کی ہم نے۔ فرمایا کہ میں نے مکروہ سمجھا اور
تم پر خوف کیا کہ فرض کیا جائے وتر۔

جواب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والا ایک شخص ہے اور وہ عیسیٰ
بن جاریہ ہے۔

عیسیٰ بن جاریہ اس راوی کا حافظ ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں اور حافظ ابن حجر نے
"تہذیب التہذیب" وغیرہ میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے۔ امام فہرست و تعدیل
یحییٰ بن معین نے اس کی نسبت لکھا ہے۔ لیس بذات وہ قوی نہیں ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس کے
پاس متعدد روایتیں منکر ہیں۔ اور امام نسائی و امام ابوداؤد نے کہا ہے وہ منکر الحدیث ہے۔ امام نسائی
نے اس کو مترک بھی کہا ہے۔ اور ساجی عقیل نے اس کو ضعیف میں ذکر کیا ہے۔ اور ابن عدی نے کہا ہے
کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں۔

یہ چند حضرات ہیں جنہوں نے عیسیٰ بن جاریہ پر سرح کی ہے اور ان کے مقابل صرف ایک ابو زر
ہیں جنہوں نے عیسیٰ کو لا باس کہا ہے۔ (اس میں کوئی مضائقہ نہیں) اور دوسرے ابن حبان ہیں
جنہوں نے اس کو ثقافت میں ذکر کیا ہے۔ اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی
ہے۔ لہذا عیسیٰ مجروح قرار پائے گا۔ بالخصوص جب کہ عیسیٰ پر جو جرحیں کی گئی ہیں وہ بہت سخت ہیں۔ چنانچہ
امام نسائی و ابوداؤد نے اس کو منکر الحدیث لکھا ہے۔ اور مولانا عبد الرحمن صاحب مبارک پوری رحمہ اللہ
نے "ابکار المنن" میں سخاوی کے حوالہ سے بغیر رد و کہ یہ لکھا ہے۔

منکر الحدیث وصف فی الرجل یشق بہ الترتک لحدیثہ - (ابکار المنن ص ۱۹)

یعنی منکر الحدیث ہونا آدمی کا ایسا وصف ہے کہ وہ اس کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہو جاتا ہے کہ

اس کی حدیث ترک کر دی جائے۔ اس سے حجت نہ بچڑی جائے اور قبول نہ کی جائے۔ اس لئے عیسیٰ کی یہ روایت قابل قبول نہیں۔ بالخصوص جب کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرنے میں عیسیٰ متفرد ہے۔ دوسرا کوئی اس کا مؤید و متابع موجود نہیں ہے۔ اور نہ کسی دوسرے صحابیؓ کی حدیث اس کی شاہد ہے۔ جابرؓ سے متفرد ہونے کی یہ دلیل ہے کہ امام طبرانیؒ نے عیسیٰ کی روایت نقل کر نیکے بعد لکھا ہے لا یروی عن جابر بن عبد اللہ الا بهذا الاسناد۔

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بجز اس سند کے کسی دوسری سند سے یہ حدیث مروی نہیں ہے۔

اس سند کا دوسرا راوی محمد بن حمید الرازی ہے "تقریب" میں ہے کہ حافظ نے اسکی تصنیف کی ہے (تقریب) غرضیکہ یہ حدیث ضعیف ہے دو وجہ سے۔ ایک عیسیٰ بن جابر کی وجہ سے کہ اس پر جرح قوی ہے۔ دوسرے محمد بن حمید الرازی کی وجہ سے۔ اس لئے کہ یہ ضعیف راوی ہے۔

حضرت جابرؓ کی دوسری روایت

وبہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء
ابن کعب فی رمضان فقال یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کان منی لیلۃ شئ قال وما ذلک یا ابن کعب قال نسوة داری قلن انا
لا نقرأ القرآن فنصلی خلفک بصلوتک فصلیت بہن ثمان
رکعات و الوتر فسکت عنہ وکان شبہ الرضاء النہ۔

(قیام اللیل: ص ۹۰)

اسی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رمضان میں حاضر ہو کر کہا کہ مجھ سے رات میں ایک بات ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا کہا۔ گھر کی عورتوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نے قرآن نہیں پڑھا ہے تو ہم بھی تمہارے پیچھے نماز پڑھ لیں۔ میں نے ان کو آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور وتر بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا اور یہ بات رضامندی کے مشابہ تھی۔

اس کا جواب اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی سند بعینہ پہلی ہے۔ جس میں عیسیٰ بن جابر واقع ہے اور اس کلام گزر چکا ہے۔ یعنی یہ راوی مجروح ہے۔ لہذا یہ روایت

جواب

ضعیف ہے۔

یہاں تک یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف باجماعت تراویح تین رات ثابت ہوئی ہیں۔ اور ان میں کوئی عدد متعین تراویح کا منقول نہیں ہے۔ لہذا عدد میں صحابہ رضی کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک گیارہ تراویح کا تھا جو سائب بن یزید سے منقول ہے۔

اہل حدیث کا دوسرا دعویٰ

اس کے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل حدیث پیش کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ رکعت کا حکم کیا تھا۔

تفسیری حدیث مالک عن محمد بن یوسف عن سائب بن

یزید أنه قال امر عمر بن الخطاب بالثی بن

کعب وتمیم الداری أن یقوموا للناس بأحدی عشرة رکعة الخ

(قیام اللیل، ص ۹۱ - مؤطا امام مالک، ص ۹۸ مطبع اصح المطابع)

یعنی امام مالکؒ روایت کرتے ہیں سائب بن یزید رضی سے اور وہ کہتے ہیں۔ امر کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہ تراویح پڑھا دیں لوگوں کو گیارہ رکعت۔ انتہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

سائب بن یزید رضی سے نقل کرتے ہیں محمد بن یوسفؒ۔ اور ان کے شاگرد پہلا جواب

پانچ ہیں ۱ : امام مالکؒ - ۲ : یحییٰ بن قطانؒ - ۳ : عبد العزیز

ابن محمدؒ - ۴ : ابن اسحاقؒ - ۵ : عبد الرزاقؒ - اور پانچوں میں اختلاف ہے۔

۱ :- امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں۔ کیا عمل ہوا اس کا کوئی ذکر نہیں اور اس میں رمضان کا بھی ذکر نہیں۔

۲ : یحییٰ بن قطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی و تمیم رضی پر لوگوں کو جمع کیا پس وہ دونوں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے (اس میں حضرت عمر رضی کے حکم کا ذکر نہیں ہے اور رمضان کا بھی

ذکر نہیں۔

۳ : عبد العزیز بن محمد رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے (اس میں نہ حکم کا ذکر ہے، نہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نہ رمضان کا)۔

۴ : ابن اسحاق رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بہارِ رمضان تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (اس میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔ گیارہ کی بجائے تیرہ کا ذکر ہے)۔

۵ : عبد الرزاق رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکیس رکعت کا حکم دیا۔ (اس میں گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے)۔

سائب بن یزید ↓ محمد بن یوسف				
عبد الرزاق	ابن اسحاق	عبد العزیز بن محمد	یحییٰ بن قطان	امام مالک
حضرت عمر رضی اللہ عنہ	ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ	ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے اکیس رکعت کا حکم دیا تھا	بہارِ رمضان تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے	کے زمانہ میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے	ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور متیم داری رضی اللہ عنہ کو جمع کیا دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں	ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور متیم داری رضی اللہ عنہ کو جمع کیا دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں

جب اس اختلاف میں سوائے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے گیارہ کا اثبات نہیں ہوتا کیونکہ یحییٰ بن قطان رضی اللہ عنہ کی روایت میں گیارہ کا امر نہیں اور عبد العزیز بن محمد رضی اللہ عنہ کی روایت میں گیارہ کا امر ہے اور نہ رمضان کا ذکر ہے اور ابن اسحاق رضی اللہ عنہ بجائے گیارہ کے تیرہ رکعت ذکر کرتے ہیں۔ اور عبد الرزاق رضی اللہ عنہ کی روایت میں اکیس رکعت ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے خود راوی حدیث ابن اسحاق رضی اللہ عنہ تیرہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ ابن عبد البر مالکی رضی اللہ عنہ نے اکیس کو ترجیح دی ہے۔ لہذا عدد کے بارے میں یہ مضطرب ہے اور

قابل حجت نہیں۔

یہ محمد بن یوسفؒ راوی سائب بن یزیدؒ کے طریق میں گفتگو تھی۔ اب
دوسرا جواب محمد بن یوسفؒ کے ساتھی یزید بن خصیفہؒ کی روایت سائب بن یزیدؒ
 سے سنن کبریٰ بیہقی ج ۲، ص ۲۹۶ میں یہ ہے۔

عن الج ذئب عن یزید بن خصیفہ عن سائب بن یزید قال
 کان یقومون علی عہد عمر بن الخطابؓ فی شہر رمضان
 بعشرین رکعة الخ

یعنی ابی ذئب روایت کرتے ہیں یزید بن خصیفہ سے کہ سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی
 میں ان کے زمانہ کے لوگ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

اس اثر کی سند کو امام نوویؒ، امام عراقیؒ، امام سیوطیؒ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھو
 (تحفۃ الاخیار، ص ۱۹۲۔ اور ارشاد الساری تحفۃ الاحوذی، ص ۷۵)۔

اس روایت میں یزید کے شاگرد ابی ذئب ہیں اور یہی بات یزید سے ان کے دوسرے شاگرد محمد بن
 جعفر نے نقل کی ہے اور وہ روایت ہم بیہقی کی دوسری کتاب ”معرفة السنن والاشار“
 میں ہے۔ اس کی سند کو علامہ سبکیؒ نے ”شرح منہاج“ میں اور ملا علی قاریؒ نے شرح مطا
 میں صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھو تحفۃ الاحوذی، ج ۲، ص ۷۵۔

دیکھئے یزید کے دونوں شاگرد متفق اللفظ ہو کر یزید سے اور یزید حضرت سائبؒ سے روایت
 کرتے ہیں کہ لوگ عہد فاروقیؓ میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ برخلاف محمد بن یوسفؒ کے کہ ان کے
 پانچ شاگرد سائبؒ کا بیان پانچ طرح نقل کرتے ہیں۔

ایسی حالت میں اصول و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ یزید بن خصیفہؒ کی روایت پر اعتماد کیا
 جائے۔ مگر اہل حدیث نے محمد بن یوسفؒ کی مختلف فیہ اور شکوک روایت پر اعتماد کر کے انصاف
 کا جنازہ نکال دیا ہے۔

بیس تراویح کا ثبوت

پہلی حدیث عن العرباض بن ساریۃ قال فعلیکم بسنتی
وسنة الخلفاء الراشدين المہدیین تمسکوا بہا
وعضوا علیہا بالنواجذ الخ (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی
وابن ماجہ)۔

یعنی تم میری سنت کو اور سنت خلفاء راشدین و مہدیین کو لازم پکڑو اور اس پر عمل کرو۔ اور
واڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

اس حدیث میں سنت خلفاء کا عطف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے جو مقتضی اس امر کو
ہے کہ خلفاء خواہ سنت نبوی کو بیان کریں خواہ مسائل اجتہاد میں اجتہاد کریں۔ بہر صورت خلفاء کی
اتباع لازم ہے۔ اس لئے کہ علیکم کلمہ لزوم کا ہے۔ تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ
سنت نبوی اور سنت خلفاء۔۔۔۔۔ دونوں کے ساتھ لگتا ہے۔
اور بقول بعض علماء کے خلفاء سے مراد عام ہے۔ شیخ مولانا عبد الغنی صاحب ”محدث دہلوی
مہاجر مکی لکھتے ہیں۔

ومن العلماء من عمم کل من کان علی سیرتہ علیہ السلام
من العلماء و الخلفاء کالأئمة الاربعة المتبوعین المجتہدین
والأئمة العادلین کعمر بن عبد العزیز کلہم موارد لهذا
الحديث - (انجاح الحاجة : ص ۵)۔

یعنی جو علماء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہیں جیسے چاروں امام (امام ابو حنیفہ
امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اور عادل حکام جیسے عمر بن عبد العزیز) سب
اس حدیث کا مصداق ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہے ایسے ہی
سنت خلفاء راشدین کی اتباع ضروری ہے بلکہ بعض علماء کے ہاں جمہور مجتہدین کی اتباع لازم ہے۔ اب
جمہور صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین و جمہور مجتہدین و مقلدین ائمہ اربعہ و عمر بن عبد العزیز

بیس تراویح سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ تو بیس تراویح سے کم پڑھنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سنت خلفاء راشدین کے بھی خلاف ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور قول ہے۔ کہ تم میری سنت اور خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس سے ثابت ہوا کہ خلفاء راشدین کے قول اور فعل کی پیروی بھی ضروری ہے کیونکہ یہ بھی سنت ہے۔

خلفاء راشدین کا عمل سنت ہے

ہرالدین عینی حنفیؒ ”بنایہ شوح ہدایہ“ میں لکھتے ہیں۔

سيرة العمرين لا شك في أن في فعلها ثواب وفي تركها عقاب لانا امرنا بالاعتداء بهما لقوله عليه الصلوة والسلام اقتدوا بالذين بعدي ابى بكر وعمر فاذا كان الاقتداء مامور به يكون واجبا و تارك الواجب يستحق العقاب و العتاب الخ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۱۵)۔

یعنی اس میں شک نہیں کہ افعال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اتباع کرنا ثواب ہے۔ اور اس کے ترک میں عذاب ہے۔ کیوں کہ ہمیں ان دونوں حضرات کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

”اقتدوا بکروان دو آدمیوں کی جو میرے بعد ہیں یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔“

پس ان کی اقتداء مامور بہ اور واجب ہے۔ اور واجب کے ترک کرنے والا عقاب اور عتاب کا مستحق ہے۔“

۲ : اور کمال الدین بن ہمامؒ ”تحریر الاصول“ میں لکھتے ہیں۔

قسم الحنفية العزيمة الى فرض ما قطع بلزومه و واجب ما ظن وسنة الطريق الدينية منه عليه الصلوة والسلام و الخلفاء

الراشدین او بعضهم الخ

یعنی حنفیہ نے عزیمت کی تقسیم فرض کی جانب کی ہے جس کے لزوم کا ذکر ہو۔ اور واجب کی جانب جس میں غلبہ ظن ہو۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ کی دینی سنت کی جانب۔

۳ : اور مولانا عبد العلیؒ بجز العلوم ”شرح تحریر“ میں لکھتے ہیں۔

ينبغي ان يبراد اعم من ان يكون طريقة دينية مستمرة
في الدين عنه صلى الله عليه وسلم بان باشره اولاً بان استمر
الناس عليها باذنه او باذن الخلفاء -

(مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲۱۵)

یعنی لائق ہے کہ عام مراد لی جائے۔ خواہ دینی طریقہ ہو جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا علم آگیا
رہا ہو۔ آپ نے خود اس پر عمل فرمایا ہو یا نہیں بلکہ لوگ آپ کے یا خلفاء کے حکم سے اس کے پابند
رہے ہوں۔

۴ : تبیین شرح حسامی میں ہے۔

وفي عرف الشرع يبراد بها طريقة الدين اما للرسول او
للمصحابة و حتى يقال سنة الرسول او سنة الخلفاء الراشدين

(مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۱۷)

اور عرف شرع میں سنت طریقہ دین کو کہتے ہیں خواہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یا صحابہ کرام
علیہم السلام کا ہو یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہ
خلفاء راشدین کی سنت ہے۔

غرضیکہ سنت کا اطلاق عام ہے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سنت خلفاء راشدین
پر۔ تو بیس تراویح سنت خلفاء راشدین ہے اور بیس رکعت سے کم سنت خلفاء نہیں۔

عن يزيد بن خصيفة عن سائب بن يزيد **دوسری حدیث**

قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب

في شهر رمضان بعشرين ركعة وقال كانوا يقرؤون بالمئين

وكانوا يتوكلون على عصيهم في عهد عثمان بن عفان من

شدة القيام - (رواه البيهقي : ج ۲ ص ۴۹۶)۔

یعنی یزید بن خصیفہ کہتے ہیں کہ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ سب لوگ رمضان
کے مہینہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور کہا کہ لوگ پڑھتے تھے۔

(سننے تھے) منیٰ کن شہر عثمان بن عفان ؓ کے عہد میں اپنی لاکھٹیوں پر سہارا لگاتے تھے۔ بوجہ سخت ہونے قیام کے۔

اس حدیث میں ایک راوی ابو عبد اللہ بن فنجویہ دینوری ہے اور اس کا حال معلوم نہیں کہ ثقہ ہے یا نہیں؟

ابو عبد اللہ بن فنجویہ ؓ کے بارے میں ذہبی ؒ نے مرنے والے مشاہیر ؓ میں یوں ذکر کیا ہے۔

والمحدث ابو عبد الله الحسين بن محمد بن الحسين بن عبد الله بن فنجويه الثقفي الدينوري النيشافوري - الخ -

(تذکرۃ الحفاظ ج ۳: ص ۲۲۲)

یعنی ابن فنجویہ کو لفظ محدث سے یاد کیا ہے۔ اور ابن اثیر جزری نے لکھا ہے۔

” عرف بها ابو عبد الله الحسين بن محمد بن الحسين فنجويه الفنجوي الدينوري الحافظ روى عن الجافق محمد بن الحسين الازري الموصلي والج بکر بن مالک القطعي وغيرهما روى عنه ابو اسحاق الثعلبي فاكثرت تفسيره ويذكر كثيرا فيقول اخبرنا الفنجوي - الخ -

یعنی اس نسبت فنجوی کے ساتھ حافظ ابو عبد اللہ حسین شہور و معروف ہے۔ وہ ابو الفتح ازری اور ابو بکر قطعی وغیرہ حدیثیں روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بکثرت روایات نقل کی ہیں اور وہ ان کا ذکر بہت کرتا ہے۔ اور یوں کہتا ہے کہ ہم کو فنجوی ؒ نے خبر دی۔

اور سمعانی نے برہان دینوری ؒ کے شاگردوں میں اس کا نام لیا ہے۔ اور امام بیہقی ؒ نے اپنی سنن میں ان سے بکثرت روایت کی ہے۔

جب ذہبی ؒ ابن فنجویہ ؒ کو محدث لکھ رہے ہیں اور ابن اثیر جزری ؒ اس کو مشہور و معروف اور حافظ لکھ رہے ہیں۔ اور ابو الفتح ؒ اور ابو بکر بن مالک قطعی ؒ وغیرہما سے یہ روایت کر رہے ہیں اور اس سے روایت ابو اسحاق ثعلبی ؒ کر رہے ہیں۔ تو اب ثقہ اور عادل ہونے میں کیا

شک و شبہ رہا۔

مقدمہ ابن الصلاح اصول حدیث کی مشہور کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں۔

عدالة الراوى تارة تثبت بتنصيص العدلين على عدالة وتارة تثبت بالاستفاضة فمن اشتهرت عدالته بين اهل النقل وانحوههم من اهل العلم وشاع الثناء عليه بالثقة و الامانة استغنى فيه بذلك عن بيئته شاهدة بعدالة تنصيصا هذا هو الصحيح في مذهب الشافعي و عليه الاعتماد في فن

اصول الفقه - (ص ۴۰)

یعنی راوی کی عدالت کبھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ عادل اس کی عدالت پر تصریح کر دیں اور کبھی ثابت ہوتی ہے ساتھ شہرت اور استفاضة کے۔ پس جس کی عدالت اہل علم کے درمیان مشہور ہو۔ اور اس پر ثقہ ہونے کی اور امین ہونے کی تعریف شائع ہو تو وہ مستغنی ہوتا ہے ایسے بیئہ سے جو اس کی عدالت پر صریحہ شاہد ہو یہی صحیح ہے مذہب شافعی میں اور اسی پر اعتماد ہے۔ فن اصول فقہ میں۔ بلکہ حافظ ابو عمر بن عبد البر نے تو اور توسیع کر کے یہاں تک کہہ دیا ہے۔

كل حامل علم معروف العناية به فهو عدل معمول في امره

ابدا على العدالة حتى يتبين الجرحه الخ (مقدمہ ص ۴۰)۔

یعنی ہر صاحب علم جس کا اشتغال علم کے ساتھ معروف ہو عادل ہے اور ہمیشہ عادل قرار پایا جائے گا جب تک اس پر جرح ثابت نہ ہو۔

اس روایت پر جرح محض تعصب ہے لہذا یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھیں۔ حتیٰ کہ عہد عثمان غنی رض میں بوجہ طویل قیام کے لاکھڑیوں پر سہارا لگاتے تھے۔

اس حدیث کو بیہقی نے معرفت میں بالاسناد صحیح روایت کیا ہے۔ نووی نے خلاصہ میں اسے ابن العراق نے شرح تقریب میں۔ اور سیوطی نے مصابیح میں کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔

عن يزيد بن رومان أنه قال كان الناس

يقومون في زمان عمر بن الخطاب في

تیسری حدیث

رمضان بثلاث وعشرين ركعة - (رواه مالك اسنادہ قوی) بیہقی

ج ۲ ص ۲۹۶ -

یعنی یزید بن رومان رح کہتے ہیں کہ سب لوگ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تینیں رکعت پڑھتے تھے۔

شہر :- یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل حجت نہیں ہے۔

پہلا جواب یہ حدیث امام مالک رح کے مؤطا میں منقول ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے مؤطا کے متعلق "حجۃ اللہ البالغہ" ص ۱۰۶ ج ۱ - میں فرمایا ہے۔

قال الشافعی رح أصح الكتب بعد كتاب الله مؤطا امام مالك رح

واتفق اهل الحديث على ان جميع ما فيه صحيح على رأي مالك رح

ومن وافقه واما على رأي غيره فليس فيه مرسل ولا منقطع

الا قد اتصل السند به من طرق اخرى وقد صنف في زمان

مالك رح موطات كثيرة في تخريج احاديثه ووصل منقطعه

مثل كتاب ابن الجذب و ابن عيينه والثوري ومعه الخ

یعنی امام شافعی رح نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب مؤطا امام مالک رح ہے اور محدثین

کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک رح اور اس کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں (اس لئے

کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح اور مقبول مانتے ہیں۔ دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسی نہیں

ہے کہ دوسرے طریقوں سے اس کی سند متصل نہ ہو اور امام مالک رح کے زمانہ میں مؤطا کی حدیثوں کی تخریج

کے لئے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لئے بہت سے مؤطا تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی زئب

ابن عیینہ رح ثوری رح اور معمر رح کی کتابیں۔

دوسرا جواب مرسل کے قبول و عدم قبول میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام مالک رح اور امام ابوحنیفہ رح

کے نزدیک وہ مطلقاً مقبول ہے۔ لہذا ان حضرات کے مسلک کی بناء پر تو اس

اثر کا مرسل ہونا کچھ مضر نہیں ہے۔ اور امام شافعی رح کے نزدیک اگرچہ مرسل مقبول نہیں ہے مگر وہ بھی

تصریح فرماتے ہیں کہ جب کسی مرسل کی تائید کسی دوسری سند یا مرسل سے ہوتی ہو اور وہ سند یا مرسل

دوسرے طریق اسناد سے مروی ہو تو مقبول ہے۔ چنانچہ ابن حجر رح شرح منہجہ الفکر " ص ۵ - میں فرماتے ہیں۔

وقال الشافعي رحمه يقبل اذا اعتضد بهجئته من وجه اخر يباین

الطریق الاولی مسند اکان او مرسل الخ -

اور شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ نے یہ تعلیم بھی کی ہے کہ مرسل کا موید گو ضعیف ہو تب بھی مرسل مقبول ہو جائے گی۔ (حاشیہ شرح نخبہ)۔

خطیب بغدادی رحمہ "کفایہ" ص ۳۸۲ میں لکھتے ہیں۔

فقال بعضهم انه مقبول ويجب العمل به اذا كان المرسل ثقة

عدلا وهذا قول مالك وأهل المدينة والی حنیفۃ و اهل

العراق وغيرهم -

جب یہ ذہن نشین ہو چکا تو سنئے کہ یزید بن رومان رحمہ کا یہ اثر اگرچہ مرسل ہے مگر اس کی تائید دوسرے کئی مسلوں سے ہوتی ہے۔ جو عنقریب مذکور ہوں گے۔ لہذا بالاتفاق مقبول اور محبت ہے۔ علاوہ اس کے ہمارا اصل استدلال سائب رحمہ کی حدیث سے ہے۔ اور یزید بن رومان رحمہ کا اثر تائید کے لئے پیش کیا گیا ہے۔

عن يحيى بن سعيد أن عمر بن الخطاب رحمه

امر رجلا يصلي بهم عشرين ركعة رواه ابو بكر

چوتھی حدیث

ابن الج شیبہ رحمہ فی مصنفہ اسنادہ مرسل قوی -

یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا ایک آدمی کو کہ لوگوں کو بیس رکعتیں تراویح پڑھائیں۔

عن عبد العزيز بن رفيع قال كان ابي بن كعب

يصلي بالناس في رمضان بالمدينة عشرين

پانچویں حدیث

ركعة ويوتر بثلاث رواه ابو بكر بن الج شیبہ فی مصنفہ اسنادہ

مرسل قوی -

یعنی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں لوگوں کو مدینہ طیبہ میں بیس رکعت پڑھاتے

تھے اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

چھٹی حدیث عن عطاء قال ادرکت الناس وهم يصلون ثلاثا وعشرين رکعة بالوتر۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

اسنادہ حسن۔

یعنی عطا کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سب لوگ تراویح کی نماز تیس رکعت مع وتر کے پڑھتے تھے۔

ساتویں حدیث عن ابی الخصب قال کان یؤمننا سوید بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرين

رکعة۔ (رواہ البیہقی ج ۱ ص ۲۹۶۔ اسنادہ حسن۔)

یعنی ابو الخصب کہتے ہیں کہ ہمیں سوید بن غفلة ۷ ماہ رمضان میں پانچ ترویجے یعنی بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

آٹھویں حدیث عن نافع بن عمر قال کان ابن ابی ملیکۃ یصلی بنافی رمضان عشرين رکعة (رواہ ابوبکر بن

الجبشہ اسنادہ صحیح)۔

یعنی نافع بن عمر کہتے ہیں کہ رمضان میں ابن ابی ملیکہ ہم کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

نویں حدیث عن سعید بن عبید ان علی بن ربیعۃ کان یصلی بہم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر

بثلاث (اخرجہ ابوبکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ واسنادہ

صحیح)۔

یعنی سعید بن عبید ۷ سے مروی ہے کہ علی بن ربیعہ انہیں پانچ ترویجے یعنی بیس رکعت پڑھاتے تھے اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

دسویں حدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان

عشرين رکعة والوتر الخ (ابن ابی شیبہ والبیہقی ج ۲ ص ۱۹۹)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس تراویح اور وتر پڑھاتے تھے۔

شبہ اس حدیث کا ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ؓ ہے اور وہ مجروح راوی ہے اس لئے اس کی یہ روایت ضعیف قرار دی گئی ہے۔

جواب ابراہیم کو مجروح ثابت کرنے میں کچھ مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ دیکھو ابنہ عدی ؓ ابراہیم کے متعلق کہتا ہے۔

لہ احادیث صالحہ وهو خیر من ابراہیم بن الی حیلہ (تہذیب ج ۱ ص ۱۲۵)
اس (ابراہیم) کی حدیثیں درست بھی ہیں اور ابراہیم بن الی حیلہ سے بہتر ہے۔ اور یزید بن ہارون ؓ جو امام بخاری ؓ کے استاذ الاستاذ اور نہایت ثقہ ہیں اور زبردست حافظ حدیث تھے۔ ابراہیم ؓ کے بڑے مداح تھے فرماتے تھے۔

ما قضی علی الناس یعنی فی زمانہ عادل فی قضاء منہ الخ (تہذیب)
یعنی ہمارے زمانہ میں ان سے زیادہ عادل کوئی قاضی نہیں ہوا۔

تنبیہ یزید ؓ سے بڑھ کر ابراہیم کا پرکھنے والا اور ان کے حالات سے باخبر ان جارجین میں کوئی بھی نہیں ہے اس لئے کہ یزید ؓ ان کے محکمہ میں کاتب یعنی ان کے منشی تھے۔ اس لئے یزید ؓ کی شہادت ابراہیم کے علم اور دیانت داری دونوں پر زبردست شہادت ہے۔

راوی کی عدالت اور کسی راوی کی روایت کو قبول کرنے کے لئے دو باتیں لازمی طور پر دیکھی جاتی ہیں۔ ایک تدین اور دوسرے اس کی قوت حافظہ۔ پس اس شہادت کے بعد ابراہیم کے تدین میں تو کوئی شک نہیں رہتا۔ اب رہی قوت حافظہ۔ تو ابن عدی ؓ کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیم ؓ کا حافظہ بھی بہت زیادہ خراب نہ تھا۔ اس لئے کہ ابن عدی ؓ نے اقرار کیا ہے کہ ابراہیم ؓ کی مرویات میں درست اور ٹھیک حدیثیں بھی ہیں۔

بہر حال ہم کو اتنا تسلیم ہے کہ ابراہیم ؓ ضعیف راوی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ اور ابراہیم ؓ کی حدیث چاہے اسناد کے لحاظ سے ضعیف ہو مگر اس لحاظ سے وہ بے حد قوی اور ٹھوس ہے کہ محمد فاروقی ؓ کے مسلمانوں کا علانیہ عمل بھی اسی کے موافق ثابت ہوتا ہے۔ اور ہر چار ائمہ مجتہدین ؓ کے اقوال بھی اسی کے مطابق ہیں اور محمد فاروقی ؓ کے بعد سے ہمیشہ امت کا عمل بھی بلا اضافہ یا اضافہ کے ساتھ اسی کے موافق رہا ہے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم نے ایک موقع پر اعتراف کیا ہے کہ بعض ضعیف ایسے ہیں

ہوامت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں۔ (اخبار الجریث، مؤرخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

وروینا عن شتیر بن شکل وکان من

گیارہویں حدیث

اصحاب علی رضی اللہ عنہ انہ کان یؤمهم

ف رمضان بعشرین رکعة والوتر بثلاث و فی ذلک قوۃ الخ

(بہیقی ۲: ۲۷: ص ۴۹۶)

یعنی شتیر بن شکل سے روایت ہے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے وہ رمضان میں بیس رکعت کے ساتھ امامت کرتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور اس میں قوت ہے۔ بہیقی نے اخیر عبارت میں تصریح کر دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اثر قوی ہے۔

عن ابی عبد الرحمن السلی عن علی رضی اللہ عنہ قال دعا القراء

ف رمضان فامرهم رجلاً یصلی بالناس عشرین رکعة قال

وکان علی رضی اللہ عنہ یوتر بهم وروینا ذلک عن وجہ اخر

عن علی رض (بہیقی ۲: ۲۷: ص ۴۹۶)

یعنی ابو عبد الرحمن سلمیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے قرار کو رمضان میں بل کر ان میں ایک آدمی کو امر کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھانے میں رکعت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر خود پڑھاتے اور یہ روایت حضرت علی سے دوسرے طریق سے بھی آئی ہے۔ پہلے اثر علی رضی اللہ عنہ کو قوی بتلایا۔ اور دوبارہ کہا دوسرے طریق سے بھی مراد ہے۔ تو مجموعہ اتنا قوی تر ہو گیا کہ اس میں کلام کی گنجائش ہی نہیں دوسرے طریق اگرچہ ضعیف ہو تب بھی اس کے لئے مؤید ہونا کوئی مضر نہیں۔ دوسرے طریق یہ ہے۔

عن عمرو بن قیس عن ابی الحسنان علیاء امر رجلاً یصلی

بہم عشرین رکعة الخ

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲: کذا فی ابواب النقی بہیقی ۱: ج ۲: ص ۴۹۶)

یعنی ابی الحسنار سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو امر کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھانے

میں رکعت۔

ابی الحسنار اگرچہ ضعیف راوی ہے مگر اس کا ضعف حدیث کے مؤید ہونے کو مضر نہیں ہے۔

هذا الحدیث وان کان ضعیفا لکن محبب بتعدد طرقہ الخ (ابکارین ص ۱۰۸)

یعنی یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ لیکن وہ تعدد طرق کے ساتھ مجرب ہے۔

ولو سلم ان كلها ضعيفة فهي مجموعها تبلغ درجة الحسن الخ

أبكار المنن : ص ۱۳۱۔

یعنی اگر تسلیم کر لیا جائے کہ حدیث کے سارے طرق ضعیف ہیں تو وہ مجموعی حیثیت سے درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔

شبہ ابوالحسنہ رحمہ کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ابوالحسنہ رحمہ مجہول راوی ہے لہذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

جواب اصول حدیث کا مسئلہ ہے کہ جس شخص سے دو راوی روایت کریں تو وہ شخص مجہول الذات نہیں ہوتا۔ لہذا جب ابوالحسنہ رحمہ سے ابوسعید رحمہ اور عمرو بن قیس رحمہ دو شخص روایت کرتے ہیں تو وہ مجہول کیسے ہوا۔ اس کو تو مستور کہتے ہیں۔ اور ستور کی روایت ایک جماعت کے نزدیک مقبول ہے اور جمہور کے نزدیک اگر اس کا کوئی مؤید ہو تو مقبول ہے اور اس کا مؤید ابو عبد الرحمن سلمیٰ رحمہ موجود ہے۔

شبہ ابوالحسنہ رحمہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لقاب ثابت نہیں لہذا یہ حدیث منقطع ہے۔

جواب ابوالحسنہ رحمہ دو ہیں۔ ایک وہ ہے جو حکم بن عتبہ رحمہ سے روایت کرتے ہیں۔ (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں)۔ اور اس سے شریک نخعی روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ تہذیب التہذیب میں اس کی تصریح ہے۔ دوسرا ابوالحسنہ وہ ہے جس سے ابوسعید بقال رحمہ اور عمرو بن قیس رحمہ روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے لہذا جب دونوں کے شاگرد اور استاد الگ الگ ہیں تو دونوں ایک کیسے ہوئے ؟

بارہویں حدیث وقال محمد بن كعب القرظي كان الناس يصلون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان

عشرين ركعة يطيلون فيها القراءة ويوترون بثلاث الخ

(قيام الليل : ص ۹۱)

یعنی محمد بن کعب القرظی رحمہ سے مروی ہے کہ سب لوگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے۔ لمبا کرتے تھے ان میں قرأت کو اور وتر تین رکعت

پڑھتے تھے۔

قال الامام شكان عبد الله بن مسعود يصلي عشرين

تیرہویں حدیث

ركعة ويوتر بثلاث - الخ (قيام الليل، ص ۹۱)

یعنی اعمش کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

چاروں امام بیس تراویح سے کم کے قائل نہ تھے

۱ : فالمسنون عند ابی حنیفۃؒ والشافعیؒ واحمدؒ عشرون ركعة

وحكى عن مالكؒ ان التراويح ست وثلاثون (بہذا فی حجة الامتداد)

یعنی مسنون تراویح بیس رکعت ہیں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اور حکایت کیا گیا ہے امام مالکؒ سے کہ تراویح چھتیس رکعت ہیں۔

۲ : فاختار مالكؒ في احد قوليه وابو حنيفةؒ والشافعيؒ واحمدؒ

وداؤد القيام بعشرين ركعة سوى الوتر وذكر ابن القاسمؒ

عن مالكؒ انه كان يستحسن ستا وثلاثين ركعة والوتر

ثلاث ركعات (بداية المجتهد)۔ (ج ۱: ص ۲۱۰)۔

یعنی امام مالکؒ نے اپنے دو قولوں میں سے ایک میں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ امام احمدؒ

اور امام داؤد ظاہریؒ نے بیس رکعت تراویح کا قیام پسند کیا ہے اور تین رکعت وتر اس کے علاوہ۔ اور

ابن القاسمؒ نے امام مالکؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ چھتیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کے قیام کو

مستحسن سمجھتے تھے۔

وذكر ابن القاسمؒ عن مالكؒ انه الامر القديم يعني القيام

بست وثلاثين ركعة الخ

یعنی ابن القاسمؒ (شاگرد امام مالکؒ) نے امام مالکؒ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھتیس رکعت کا

قیام قدیم معمول ہے۔ ابن رشد مالکیؒ کے اس کلام سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ امام مالکؒ

نے بھی بیس تراویح کو پسند کیا ہے۔ اس کی مزید تائید قسطلانیؒ کی اس نقل سے ہوتی ہے۔

وقد قال المالکۃ انها كانت ثلاثۃ وعشرين ثم جعلت تسعا وثلاثین۔

یعنی مالکیہ نے کہا ہے کہ تراویح کی رکعتیں مع وتر تیس تھیں پھر وہ مع وتر اکتالیس کر دی گئیں۔ دوسرا انمول نے صرف امام مالکؒ کے دو قول بتائے ہیں۔ ایک بیس رکعت کا دوسرا اکتالیس کا۔ اور گیارہ رکعت کے قول کو اپنے مذہب کی روایات میں اتنا کمزور سمجھا کہ اس کو قابل شمار قرار نہیں دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ چاروں امامؒ بیس رکعت تراویح پر متفق ہیں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

فقہائے کلام سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت

وختلف اهل العلم في قيام رمضان فزاعى بعضهم ان يصلى احدى واربعين ركعة مع الوتر وهو قول اهل المدينة والعمل على هذا عندهم بالمدينة واكثر اهل العلم على ما روى عن علي بن عمر وغيرهما من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة وهو قول سفيان الثوري وابن المبارك والشافعي وقال الشافعي وهكذا ادرکت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة وقال احمد روى في هذا الوان لم ينص فيه بشئ وقال اسحاق بل نختار احدى واربعين ركعة على ما روى عن ابى بن كعب ر الخ

(ترمذی شریف: ج ۱۰ ص ۱۱۲)

یعنی قیام رمضان میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ سو بعض قائل ہیں اکتالیس رکعت مع الوتر کے یہی قول ہے اہل مدینہ کا ہے اور عمل بھی اسی پر ہے مدینہ میں۔ اور اکثر اہل علم بیس رکعت کے قائل ہیں۔ موافق اس کے حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ وغیرہما اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور یہی سفيان ثوري و ابن المبارك و الشافعي کا قول ہے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔ اور امام احمدؒ نے کہا تراویح میں مختلف روایات (بیس سے لے کر اکتالیس تک) ہیں اس پر کوئی حکم نہیں لگایا۔ اور امام اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ ہم اکتالیس رکعت کو اختیار کرتے ہیں۔ موافق اسکے جو حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے۔ (انتہی)۔

دیکھو زمانہ نبویؐ میں یا صحابہ کرامؓ یا تابعینؓ یا تبع تابعینؓ کے زمانہ میں کہیں جماعت اٹھ کی ہوئی یا اکیلا آدمی مشہور و معروف کوئی فقیہ یا امام اٹھ رکعت پڑھتا تو امام ترمذیؒ ضرور اسکا تذکرہ کرتے۔ امام سیوطیؒ شافعیؒ لکھتے ہیں۔

ومذہبات التراويح عشرون ركعة - الخ

یعنی ہمارا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

شیخ منصور بن ادریس حنبلیؒ ”کشاف القناع عن متن القناع“ ص ۲۶۶ میں لکھتے ہیں

”وہی عشرون ركعة فی رمضان الخ“

یعنی تراویح بیس رکعت ہیں رمضان میں۔ ”شرح مفتی الارادات“ ص ۲۵۶ - ج ۱ - میں فرماتے ہیں

”وہی عشرون ركعة فی رمضان جماعة الخ“

یعنی تراویح بیس رکعت ہیں رمضان میں جماعت سے۔ ”توشیح (شافعیہ) میں ہے۔

”والثالث منها صلوۃ التراويح وہی عشرون ركعات ولو فرادی

وتسن الجماعة الخ“

یعنی اور ان میں سے تیسری نماز تراویح ہے اور وہ بیس رکعات ہیں اگرچہ اکیلا ہی پڑھ لے اور جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے۔“ اور روضہ میں ہے۔

ومنه صلوۃ التراويح عشرون ركعة كل ركعتين بتسليمة - الخ

یعنی صلوۃ تراویح کی بیس رکعت ہیں ہر دو رکعت ایک سلام سے ہونی چاہئے۔

(کتب مالکیہ) وتتأكد صلوۃ التراويح فی رمضان عشرون ركعة

بعد صلوۃ العشاء یسلم من كل ركعتين الخ (انوار ساطعہ)

یعنی رمضان میں نماز عشاء کے بعد بیس رکعت نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اور ہر

دو رکعت پر سلام پھیرے۔

(کتب الحنابلہ) التراويح سنة مؤكدة عشرون ركعة بر رمضان

والاصل فی مسنونیتها الاجماع - (نیل المآرب)۔

یعنی رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے اور ان کا سنت ہونا اجماع سے

ثابت ہے۔ الغرض جمہور صحابہ کرامؓ اور ائمہ اربعہؒ اور جمہور مسلمین کا مذہب یہی ہے کہ تراویح بیس ہیں

آٹھ کسی کا مذہب نہیں۔

تعال و توارث وھکذا جرى التوارث من زمان امیر المؤمنین

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی هذا الآن و هذا

الاحکام مما اتفق علیہ فقہاء المذاهب الاربع من غیر خلاف الخ
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے لے کر اب تک یہی توارث اور تعال رہا ہے اور یہ انہی
احکام میں سے ہے جن پر مذاہب الربیع کے فقہاء بغیر کسی اختلاف کے متفق ہیں۔

عن علی رضی اللہ عنہ انه امر رجلا یصلی بہم فی رمضان عشرين

رکعة و هذا کالاجماع (مغنی لابن قدامہ ج ۲ : ص ۱۶۷)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو حکم کیا کہ وہ رمضان میں لوگوں
کو بیس رکعت پڑھایا کرے اور یہ مثل اجماع کے ہے۔

امام نووی شافعیؒ لکھتے ہیں۔

ثم استقر الامر علی عشرين فانه المتوارث - الخ

یعنی پھر بیس رکعت پر امر مستقر ہو گیا پس یہی متوارث اور مسلسل عمل ہے۔

ابن حجر مکی شافعیؒ نے لکھا ہے۔

ولكن اجمعت الصحابة رضی اللہ عنہ علی ان التراويح عشرين رکعة الخ (مراۃ)

لیکن صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ وهو الذی یعمل بہ اکثر المسلمین - الخ۔

یعنی اور اکثر اہل اسلام اس پر عامل ہیں۔



اہل حیشہ علماء سے بیس تراویح کا ثبوت

پس منع از لبست و زیاده چیز کے نیست الخ (عرف المجاہدی: ص ۸۴)
پس منع کرنا بیس تراویح یا زیادہ سے کوئی چیز نہیں ہے۔
نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

”پس آتی بزیادت عامل بسنت ہم باشد الخ“ (ہدایت السائل: ص ۱۱۸)
گیارہ سے زیادہ تراویح پڑھنے والا بھی سنت پر عامل ہے۔
نیز فرماتے ہیں۔

”اما آنکہ جمع از اہل علم اس نماز لبست رکعت قرار دادہ اند و در ہر رکعت قرأتے معین راستحسین آشتہ
اس عدد بخصوصہ ثابت نشدہ لیکن مجمل چیز سے است کہ برآں اس معنی صادق است کہ
انہ صلوۃ انہ جماعۃ وانہ فی رمضان

پس حکم بتبیلح آں چہ معنی۔ (بدورالاہلہ: ص ۸۳)

ترجمہ :- لیکن جن اہل علم کی ایک جماعت نے اس نماز کو بیس رکعت قرار دیا ہے اور ہر رکعت میں معین
قرأت کو مستحسن رکھا ہے یہ عدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں لیکن ایک مجمل چیز ہے جس پر یہ صادق
ہے کہ یہ نماز ہے یہ جماعت ہے یہ رمضان میں ہے پس اس کے بدعت ہونے کا حکم لگانے کا کیا معنی؟
نیز فرماتے ہیں۔

ان صلوۃ التراویح سنۃ با صلہا لما ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلّاھا فی لیالی ثم ترکہ شفقۃ علی الامۃ ان لا تجب علی
العامة او یحسبوا واجبۃ ولم یات تعین العدد فی الروایات
الصحیحۃ المرفوعۃ و لکن یعلم من حدیث کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ
رواہ مسلم ان عددھا کان کثیراً۔

(الانتقاد الرجیع: ص ۶۱)

ترجمہ :- نماز تراویح اپنی اصل کے لحاظ سے سنت ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے چند راتوں میں تراویح پڑھی ہیں پھر اس اندیشہ سے کہ لوگوں پر واجب نہ ہو جائیں اور عوام انہیں واجب نہ سمجھ لیں، پڑھنا ترک فرما دیا۔ اور روایات صحیحہ مرفوعہ میں کسی (حتمی) عدد کا تعین نہیں آیا۔ لیکن اس حدیث سے کہ

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد في رمضان ما لا يجتهد في غيره - رواه مسلم -

معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کا عدد کثیر ہے۔

تطبیق اب اگر بالفرض گیارہ کا ثبوت ہو تو یوں تطبیق ہو سکتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے گیارہ کا حکم دیا اور قرأت لمبی کی۔ پھر جب اس کو مشقت سمجھا تو قرأت میں تخفیف کر دی اور تعداد بڑھا کر بیس رکعت کر دیں اور دترین رکعت اسکے علاوہ ہیں۔ مجموعہ تیس رکعت ہوئیں۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ ابن عبد البرؒ سے اسی طرح تطبیق نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں۔

قال السبكي عن عبد البر اختار في وقت تطويل القيام فجعلوها

أحدى عشرة ركعة وفي وقت عدد الركعات فجعلوها عشرين

وقد استقر العمل على هذا - (هدايت السائل : ص ۱۳۸)

یعنی ابن عبد البرؒ سے سبکیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک وقت میں تطویل قرأت کو انہوں نے پسند کیا تو گیارہ رکعت کو مقرر کر دیا۔ دوسرے وقت عدد رکعات بڑھا دیا تو بیس رکعت کو مقرر کر دیا۔ بے شک عمل سب امت کا اسی بیس رکعت تراویح پر مستقر ہوا۔

علامہ قسطلانیؒ نے شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

قال القسطلاني في شرح البخاري جمع البيهقي بانهم كانوا يقومون

بأحدى عشرة ثم قاموا بعشرين و أوتروا بثلاث وقد عدوا

ما وقع في زمان عمر رضي كالأجماع - (ادجز المسالك : ص ۳۹۵ ج ۲)

یعنی قسطلانیؒ نے شرح بخاری میں کہا ہے کہ بیہقیؒ نے اس طرح جمع کیا ہے کہ لوگ پہلے گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے۔ پھر بیس رکعت تراویح اور تین دتر پڑھنے لگے۔ اور تحقیق شمار کیا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں واقع ہوا اجماع کی طرح۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے۔

» من رأى منكم منكرا فليغيره بيده النخ «

یعنی جو تم سے خلاف شرع بات ہوتے ہوئے دیکھے تو چاہیئے کہ اس کو ہاتھ سے اور زبان سے اور دل سے بدل ڈالے۔

اگر بتائیں خلاف شرع ہوتیں تو ہزاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے زمانہ میں اور مابعد میں لاکھوں علماء ہوتے ہیں کوئی تو اس پر انکار کرتا۔ اور جب کسی نے انکار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

و روی اسد بن عمرو عن ابی یوسف قال سالت ابا حنیفۃ عن التراويح وما فعله عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال التراويح سنۃ مؤکدة ولم يتخرصه عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من تلقاء نفسه ولم یکن فیہ مبتدعا ولم یأمر به الا عن اصل لہ و عهد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی مراقی الفلاح نقلا من الاختیار (ص ۲۲۲)۔

وفیہ اشعار بكون التراويح سنۃ مؤکدة علی الحال التي امر بها عمر رضی اللہ عنہ وھی عشرون رکعة - النخ - (اعلاء السنن ج ۲)

ترجمہ

اسد بن عمرو امام ابو یوسفؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے تراویح اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کے متعلق سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی طرف سے نہیں گھڑا اور نہ ہی بدون اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل شرعی موجود ہو اس کا حکم دیا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کے پاس کوئی دلیل ضرور موجود ہوگی۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بیس رکعت تراویح اسی حال پر سنت مؤکدہ ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دیا تھا۔

۲ : ایک تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ نے اکیس، تیس کا حکم باعتبار مجموع کے دیا تھا۔ یعنی ہر واحد کو دس دس رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا اور وتر ایک رکعت یا تین رکعت کبھی یہ پڑھائے اور کبھی وہ پڑھائے۔ (اوجز المسالك: ص ۳۹۴ - ج ۲)۔

بیس رکعت کے متعلق دو کے علماء امت کے اقوال

ہر چند کہ تابعین اور اتباع تابعین کے خیر القرون میں بعض اکابر بیس سے زائد رکعت بھی پڑھتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مذمت الرسول میں جو مضبوطی اور انوار رسالت کا مطلع ہے ڈھیر دو سو سال تک برابر چھتیس رکعتیں معمول بہا بنی رہیں۔ تاہم انجام کار بیس پر ہی ساری امت کا اتفاق ہو گیا اور حالت بدستور سابقہ خود کرا آئی۔ اور اصل یہ ہے کہ گویا بعض بزرگ چاروں درمیانی وقفوں میں جن کو ترویجہ کہتے ہیں چار چار رکعتیں بلاجماعت ادا کر کے تعداد رکعت چھتیس تک پہنچا دیتے تھے لیکن جماعت بیس ہی رکعتوں کی ہوا کرتی تھی۔ اور گویا صراحت کے ساتھ نام بنام سب علماء حق کا مسلک کتابوں میں مذکور نہ ہو۔ تاہم یہ امر یقینی ہے کہ خیر القرون کے بعد بھی تمام علماء اہل سنت و جماعت بیس ہی کا حکم دیتے تھے اور تردیدوں کے زائد نظروں سے دستبردار ہو کر عموماً بیس پر ہی عمل پیرا رہے۔ ذیل میں ان علماء و صلحاء متاخرین کے اسما و گرامی درج کئے جاتے ہیں جن کی نسبت صراحتہً مذکور ہے کہ وہ بیس رکعت کے قائل تھے۔

إِمَامُ ابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ :-

حافظ امام ابن عبد البرؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تیس (بیس تراویح اور تین وتر) کی روایت معتبر ہے۔ اور امام مالکؒ کی روایت جس میں گیارہ رکعت (آٹھ تراویح اور تین وتر) مذکور ہیں وہم ہے۔ امام مالکؒ کے سوا دوسرے محدثین نے اکیس رکعتیں بتائی ہیں اور میں امام مالکؒ کے سوا کسی ایسے محدث کو نہیں جانتا جس نے گیارہ رکعت کی حدیث کا ذکر کیا ہو۔

(المصابیح مترجم مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ۱۵)

حافظ مغرب شیخ الاسلام امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البرؒ قرطبیؒ ۳۶۵ھ میں ہسپانیہ کے شہر قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ حفظ اور اتقان میں اہل زمانہ کے استاد تھے۔ باجی کا قول ہے کہ اندلس (اسپین) کے اندر کوئی عالم علم حدیث میں ان سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا۔

ابن حزم ظاہریؒ لکھتے ہیں کہ کتاب تمہید ہمارے دوست ابو عمرؒ (ابن عبد البرؒ) کی تصنیف ہے فقہ، حدیث میں کوئی کتاب اس تصنیف کی ہم پایہ نہیں چھ جائیکہ اس سے بڑھ کر ہو۔ علامہ ابن عبد البرؒ تمام علوم میں بیش بہا تالیفات رکھتے ہیں۔ ان کی ایک شہرہ آفاق کتاب ”کافی“ جو امام مالکؒ کے مذہب پر ہے پندرہ جلدوں میں ہے۔ کتاب ”استیعاب“ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حالات

قلمبند کئے ہیں۔ یہ ایسی بلند پایہ تصنیف ہے کہ جس کی مثل کسی مصنف کی کوئی کتاب نہیں دیکھی گئی۔ ان کی بہت سی دوسری بلند پایہ تصنیفات بھی ہیں جن کے نام ”تذکرۃ الحفاظ“ میں درج ہیں۔

حدیث، فقہ اور معانی میں بصیرت تام رکھنے کے علاوہ علم نسب و اخبار کے بھی بڑے ماہر تھے۔ ثقہ حجت اور صاحب سنت و اتباع تھے۔ پہلے ظاہری تھے۔ پھر مالکی و مذہب اختیار کر لیا تھا۔

حمیدی کا بیان ہے کہ ابو عمر فقیہ، حافظ اور قرأت و خلاف اور علوم حدیث و رجال کے بڑے فاضل اور قدیم السماع بزرگ تھے۔ عمر کی پچانوے منزلیں طے کر کے ۶۲ھ میں واصل بحق ہوئے بیہقی کے ہمعصر اور عمر میں ان سے سولہ سال بڑے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد اول صفحہ ۳۲۸)

امام محمد غزالیؒ

حکیم الامت امام محمد غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

التراویح وہی عشرون رکعة و کیفیتہا مشہورۃ وہی سنتہ مؤکدۃ۔

(احیاء العلوم : جلد اول : ص ۱۳۹)

تراویح بیس رکعت ہیں اور اس کے پڑھنے کا طریقہ مشہور و معروف ہے تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

قطب دہلوی سید عبدالقادر جیلانیؒ

حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز رقم فرما ہیں۔

”صلاة التراویح سنة النبى صلى الله عليه وسلم وهى عشرون ركعة“

(غنیۃ الطالبین : ص ۲۶۲ - ۵۶۴)

نماز تراویح حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے بیس رکعت ہے۔

امام ابن قدامہ حنبلیؒ

امام ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ المتوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں۔

والمختار عند ابی عبد الله فيها عشرون ركعة وبهذا قال الثوري و

ابو حنيفة و الشافعي و قال مالك ستة و ثلاثون و زعم انه الامر

القديم و تعلق بفعل اهل المدينة و لنا ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لما جمع الناس على الج بن كعب كان يصلي بهم عشرين ركعة۔

(مغنی ابن قدامہ - مطبوعہ مصر، ج ۱: ص ۸۰۲)۔

امام احمدؒ کے نزدیک بیس رکعت مختار ہیں۔ سفیان ثوریؒ ابو حنیفہؒ اور شافعی رحمہم اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے اور امام مالکؒ چھتیس رکعت کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ ایک امر قدیم ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدار پر جمع کیا تو وہ بیس رکعت ہی پڑھایا کرتے تھے۔

امام نوویؒ :- امام محی الدین نوویؒ شارح مسلم فرماتے ہیں۔

اعلم ان صلاة التراويح سنة باتفاق المسلمين وهي عشرون ركعة - (كتاب الاذکار، ص ۸۳)۔

یاد رکھو کہ نماز تراویح سنت ہے تمام مسلمان اس مسئلہ پر باہم متفق ہیں اور یہ بیس رکعت ہیں۔ شیخ ابن تیمیہؒ :- شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

وقد ثبت ان ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کان يقوم بالناس عشرين ركعة في رمضان ويوتر بثلاث فرأى كثير من العلماء ان ذلك هو السنة لانه قام بين المهاجرين والانصار ولم ينكره منكر - (فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۱: ص ۱۸۶)۔

یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو رمضان میں تراویح کے بیس رکعت اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے اسی بنا پر اکثر علماء بیس رکعت کو ہی سنت قرار دیتے ہیں کیونکہ ابیؒ حضرات مہاجرین و انصارؓ کی جماعت میں بیس رکعت کا قیام فرماتے تھے اور ان حضرات میں سے کسی نے کبھی ان پر انکار نہ کیا۔

علامہ سبکیؒ :- علامہ سبکی رحمہ اللہ ”منہاج“ میں لکھتے ہیں کہ۔

”اس بات کا یقین کر لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں کہ آپ نے ان راتوں میں کتنی کتنی رکعات پڑھائیں اور ہمارا مذہب بیس رکعت پڑھنے کا ہے۔“ (المصابیح مترجم، ص ۱۴ مطبوعہ المشرق)۔

علاء عینیؒ :- علامہ بدر الدین عینیؒ شارح بخاریؒ بھی بیس رکعت کے قائل تھے چنانچہ

انہوں نے شرح بخاری میں اس کے بڑے بڑے دلائل قلمبند کئے ہیں اور اس سلسلے میں وہ لکھتے ہیں۔

وقال ابن عبد البرؒ وهو قول جمهور العلماء وبه قال الكوفيون

والشافعیؒ واكثر الفقهاء وهو الصحيح عن ابی بن کعب رض من

غير خلاف من الصحابة رض - (عینی شرح بخاری)

حافظ ابن عبد البرؒ نے فرمایا ہے کہ جمہور علماء کا قول بیس رکعت کا ہے اور مجتہدین کو فرامام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد اور سفیان ثوریؒ اور شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح طور پر یہی ثابت ہوا ہے۔ اور کوئی صحابی اس مسلک کے خلاف نہیں گیا۔

علامہ شیخ ابن حجر عسقلانیؒ :- شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ولعلمهم فی وقت اجازوا تطویل القيام علی عدد الركعات فجعلوها

عشرين وقد استقر العمل علی هذا - (المصابيح: ص ۱۶)۔

اور شاید صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کسی وقت قیام کی طوالت کو مختصر کر کے اور رکعتیں بڑھا کر بیس کر دیں اور پھر بیس پر ہی عمل مستحکم و استوار ہو گیا۔

امام عبد الوہاب شمرانیؒ :- امام عبد الوہاب شمرانی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔

ومن ذلك قول الجحيفة، والشافعي، وأحمد رحمهم الله أن

صلاة التراويح في شهر رمضان عشرون ركعة وانها في الجماعة

افضل - (میزان شمرانیؒ: ص ۱۵۳)۔

اور اسی قبیل سے امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمد رحمہم اللہ کے اقوال ہیں کہ نماز تراویح ماہ رمضان المبارک میں بیس رکعت ہے اور اس کا باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔

علامہ مشامیؒ :- علامہ ابن عابدین شامی الدر المختار کی شرح میں لکھتے ہیں۔

التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين اجماعاً بعد

صلاة العشاء وهي عشرون ركعة وهو قول الجمهور وعليه عمل

الناس شرقاً وغرباً - (رد المحتار: ج ۱، ص ۵۱)۔

تراویح بالاجماع سنت مؤکدہ ہے کیونکہ اس پر خلفاء راشدین رض نے مواظبت فرمائی۔ اس کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے اور اس کی رکعتیں بیس ہیں۔ یہی جمہور علماء کا قول ہے اور اسی پر شرق و غرب کے مسلمانوں کا عمل ہے۔



خاتمہ

۱ : اہل حدیث گیارہ رکعتیں تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے میں اپنے سلف کے مخالف ہیں کیا نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم اور میر البواکس صاحب، مولوی وحید الزمان صاحب علامہ شوکانیؒ علامہ سبکیؒ علامہ ابن تیمیہؒ نے بخاری شریف نہیں پڑھی تھی؟ اس لئے آج کل کے اہل حدیث اصح المکتب سے گیارہ کا ثبوت دیتے ہیں۔ گو وَلَا فِیْ غَیْرِہِ کہہ کر بارہ ماہ کی نماز تہجد کیوں نہ ہو۔ بہر حال یہ بتلائیں کہ آپ کو زیادہ علم ہے یا مذکورہ حضرات کو۔

۲ : پہلی رات جب کہ ثلث رات تک تراویح پڑھی تھیں۔ اس میں آٹھ رکعت تھیں اس کے بعد آخر رات تک کچھ نہیں پڑھا۔ صراحتہ کسی دلیل سے ثابت کیا جائے کہ سو گئے تھے یا کچھ اور پڑھتے رہے یا خاموش بیٹھے رہے تھے ایسے خاموش بیٹھے رہنا حدیث (احی لیلہ یعنی ساری رات جاگتے رہے) کے خلاف ہے۔
۳ : عہد فاروقی سے لے کر اب تک یعنی بارہ صدی کے اوائل تک بیس رکعت یا بیس رکعت سے زائد کے سب لوگ قائل تھے۔ کہیں اور کسی مسجد میں جماعت آٹھ کی نہیں ہوتی تھی۔ اگر کہیں یا کسی مسجد میں آٹھ رکعت کی ہوتی تھی تو اس کو صاف واضح کیا جائے۔

۴ : نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کی تحقیق میں بیس رکعت تراویح پڑھنے والا بھی سنت پر عامل ہے اور مکروہ نہیں ہے۔

۵ : اہل حدیث کی جرح بیس رکعت تراویح پر اصول حدیث کی رو سے بھی صحیح نہیں ہے۔

۶ : حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کبھی مسجد کے اندر جماعت آٹھ رکعت تراویح کی ہوئی ہو تو اس کا ثبوت پیش کرو۔

۷ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کبھی مسجد کے اندر آٹھ رکعت تراویح کی جماعت ہوئی ہو یا کسی نے بیس رکعت تراویح سے انکار کیا ہو تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔

۸ : سلف میں سے کس نے مسجد میں آٹھ تراویح باجماعت پڑھی اور اس پر انکار نہیں کیا؟ کس سن میں؟ اور کس شہر میں؟

۹ : بخاری شریف میں قاعدہ لکھا ہے۔

”انما یؤخذ من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا خوف الاخر۔“

اس قاعدہ کی رو سے آخری فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اول کے لئے ناسخ ہوگا۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری رات عشاء سے سحری تک تراویح پڑھائی تھیں تو اہل حدیث کو چاہئے کہ سنت کی اتباع میں ساری رات قیام کیا کریں یہاں تک کہ سحری ہو جائے۔

۱۰ اور اس میں عدد کی تصریح ضروری ہے کہ آٹھ رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھیں یا بیس رکعت یا زیادہ ہیں۔

۱۱ : محمد بن یوسف رح کے شاگردوں میں اختلاف ہے۔ اس لئے آٹھ رکعت متعین نہ ہوئیں۔ نہ کسی نے آٹھ نقل کی ہیں، کسی نے کسلس اور کسی نے بیس رکعت روایت کی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ پہلے فعل کو دیکھتے ہیں اور آخری فعل کو نہیں دیکھتے جس پر کہ اہل اسلام کا عمل مستقر ہوا جو بیس رکعت ہے۔ جیسا کہ امام نوویؒ وغیرہم نے نقل کیا ہے۔

ثم استقر الامر على عشرين ركعة فانه المتوارث -
یعنی پھر تراویح کا معاملہ بیس رکعت پر مستقر ہو گیا۔ اور یہی اہل اسلام کا مسلسل عمل ہے۔

کتابت

سیف اللہ خالد قادری غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ
شاہ جمال ٹاؤن لاہور

مَا تَعَلَّقَ بِقِضَاءِ الْفَوَائِتِ

بجز تین اوقات کے ہر وقت فوت شدہ نمازیں ادا کر سکتے ہیں

زید کے ذمہ کافی نمازیں قضا ہیں جن کا اندازہ تین چار سال کے برابر ہے۔ اب وہ ان کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ کیا وہ نمازیں صبح کی اذان کے بعد اور نماز یعنی فرائض کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد بھی ادا کر سکتا ہے کیونکہ وقت محفوظ ہے ؟

جواب : قضا نمازیں تین اوقات کے علاوہ جس وقت ادا کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ جن تین اوقات میں نماز قضا کرنا درست نہیں وہ یہ ہیں۔

۱ : طلوع شمس کے وقت یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔

۲ : استواء شمس کے وقت یہاں تک کہ زوال ہو جائے۔

۳ : سورج کے زرد ہونے کے وقت سے غروب ہونے تک۔

ان تینوں اوقات میں کوئی فرض نماز قضا نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ نوافل پڑھنا درست ہے۔
”نور الایضاح“ میں ہے۔

ثلاث اوقات لا یصح فیہا شیء من الفرائض الخ عند طلوع الشمس

الی ان ترتفع و عند استوائہا الی ان تزول و عند اصفارہا الی

ان تغرب۔ (ظحطاوی : ص ۱۰۱) ثم لیس للقضاء وقت معین بل جمیع

اوقات العمر وقت له الا ثلاثہ وقت طلوع الشمس و وقت الزوال

ووقت الفروب فانہ لاتجوز الصلوۃ فی ہذہ الاوقات کذا
فی البحر الرائق - (عالمگیری ج ۱ ص ۶۳) - فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲۶
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نمازوں کا اضافی ثواب اصل نمازوں میں محسوب نہیں ہوگا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار اور بیت اللہ شریف میں پڑھی ہوئی ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ ملتا ہے۔ اگر کسی شخص کے ذمہ فرض نمازیں رہ گئی ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بروز قیامت بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی میں پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب، فرض نمازوں کے بدلے قبول فرمائیں گے؟

ضابطہ کے لحاظ سے یہ اضافی ثواب فرض وقت کی جگہ محسوب نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ ارحم الراحمین محسوب کر لے یا ویسے ہی مطالبہ نہ کرے تو وہ اس کی شان کریں گے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح ۳
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قضا نماز پڑھنے والا وقت پڑھنے والے کی اقتدار نہیں کر سکتا

ظہر کی نماز پڑھ لینے کے بعد ایک مسجد میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ابھی جماعت تیار ہو رہی تھی میرے ذمہ ایک اور دن کی ظہر باقی تھی تو سوچا کہ اس کی قضا کی نیت سے جماعت میں شریک ہو جاؤں پھر خیال آیا کہ شاید اس طرح جائز بھی ہے یا نہیں۔ یہ سوچ کر رک گیا۔ تو کیا اس طرح جماعت کے ساتھ کوئی پہلے کی رہی ہوئی نماز قضا پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

محمد لطف اللہ خالد ۲۵۳/ بی شاہ جمال ٹاؤن، لاہور

صحیح اقتدار کے لئے اتحادِ صلوٰۃ ضروری ہے۔ ظہرِ فائتہ وقتی ظہر پڑھنے والے کے پیچھے ادا نہیں کر سکتے۔

الجواب

وكذا لا يصح الاقتداء بهمجنون مطبق الى قوله ولا مفترض
بمتنفل وبمفترض فرضا آخر لان اتحاد الصلاتين شرط عندنا
(در مختار) (قوله وبمفترض فرضا آخر) سواء تغاير
الفرضان اسما او صفة كمصلي ظهر ائمس بمصلي ظهر اليوم - اه
(شامية: ج ۱: ص ۲۹۹) - فقط والله اعلم -

أحقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نمازوں کے فدیہ میں قیمت ادا کرنا بہتر ہے

اگر کسی میت کی طرف سے اس کی نمازوں کا فدیہ دیا جائے تو فدیہ میں گندم دینا بہتر ہے یا قیمت؟
قیمت دینا بہتر ہے تاکہ وہ حسب ضرورت استعمال کر سکے۔

الجواب

أنه لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو
دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي
أفضل لتنوع حاجات الفقير اه (مراقی الفلاح) - (لتنوع حاجات
الفقير) فانه قد يكون مستغنيا عن هذه الاعیان ويحتاج الى الدراهم
ليصرفها في حاجاته - اه (طحطاوی: ص ۲۳۸) - فقط والله اعلم -
أحقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

صاحب ترتیب پہلے قضا پڑھے پھر وقت یہ ادا کرے

زید صاحب ترتیب ہے ایک دفعہ اس کی سفر کی حالت میں چار نمازیں قضا ہو گئی تھیں اور جب وہ گھر پہنچا تو عشاء کی جماعت ہو رہی تھی۔ کیا وہ اب وقتی نماز ادا کرے یا پہلے قضا کرے چاروں نمازوں کی۔ بیٹنوا توجہ وا۔ احمدیہ فاروقی بہاولپور

اگر زید اصطلاحاً صاحب ترتیب ہے تو اسے پہلے قضا نمازیں ادا کرنی چاہئیں خوف فوت جماعت عذر نہیں۔

الجواب

الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم۔
(الی قولہ) الا اذا ضاق الوقت المستحب او نسيت الفائتة ۱ھ۔

۱ در مختار علی الشامیہ، ج ۱، ص ۵۳۶۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح ۱۸/۳

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء ۱۴۱۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

فدیہ کی رقم اپنے بھائیوں کو دینے کا حکم ہندہ فوت ہوتی اس نے کوئی جائیداد نہیں چھوڑی۔ اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میرے

ذمے ایک ماہ کے روزے اور نمازیں باقی ہیں ان کا فدیہ ادا کر دینا۔ اس کا بیٹا بھی زیادہ مالیت نہیں رکھتا۔ وہ کہتا ہے کہ میرے بھائی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں فدیہ سے ان بھائیوں پر خرچ کر دوں۔ کیا وہ بھائیوں پر خرچ کر سکتا ہے؟

زید اگر اپنے مال سے یہ فدیہ دے رہا ہو تو فدیہ کی یہ رقم اپنے بھائیوں کو دے

الجواب

سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۲ / ۵ / ۱۴۰۳ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافشاء جامعہ خیر المدارس ملتان

مستعد نمازوں کا فدیہ ایک کین کو دینا جائز ہے کیا مستعد نمازوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو دے

سکتے ہیں یا نہیں ؟ مدلل و باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجسروا۔

دے سکتے ہیں۔ اذا مات وعلیه فوائت فدفع الوارث
عن الميت لكل صلوٰۃ نصف صاع من بر او قيمته

لکل مسکین او مسکین واحد عن کل الفوائت يجوز ولا يجوز
ان يؤدى عن صلوٰۃ للفقيرين اھـ فتاویٰ سراجیہ : ص ۱۷۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۲۲/۱۴۱۰ھ

قضاء نمازوں کی ادائیگی میں تاخیر کرنا عوام میں مشہور ہے کہ جو نماز قضاء ہو جائے اس کو کسی اور نماز کے وقت میں قضاء نہ کرے بلکہ اگلے

دن اسی نماز کے وقت میں قضاء کرے۔ مثلاً آج کی عشاء قضاء ہو جائے تو اس کو آئندہ دن کی عشاء کے ساتھ قضاء کرتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے ؟

یہ غلط ہے۔ مکروہ وقت کے علاوہ ہر وقت قضاء پڑھ سکتے ہیں۔ لہذا قضاء نماز اولین فرصت میں ادا کر لی جائے۔ خواہ کسی نماز کا وقت ہو۔ بلا عذر نماز

کی قضاء کو آئندہ دن تک مؤخر کرنا جائز نہیں۔

وجميع اوقات العمر وقت للقضاء الا الثلاثة المنهية كما مر۔ اھـ

(درمختار) (قوله وقت للقضاء) أى لصحته فيها وان كان القضاء

على الفور الا لعذر۔ اھـ (شامیۃ : ج ۱ : ص ۵۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۷/۴/۱۴۰۸ھ

قضاء نمازوں کا فدیہ اصول و فروع کو دینا جائز نہیں

ہمارے والد صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ انتقال سے پہلے شدید بیماری کی حالت میں تین ماہ کی نمازیں قضاء ہو گئی تھیں۔ قضاء نمازوں کی رقم سگی بیوہ بہن خالدہ کو دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یہ واضح ہو کہ ہماری بیوہ بہن کا کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔ نیز ہماری بہن میت کی سگی بیٹی ہے میت نے مرنے سے پہلے اس سلسلہ میں کوئی وصیت وغیرہ نہیں کی؟

مسماۃ خالدہ کو مسمی ناصر کے ترکہ سے اس کی نمازوں کا فدیہ نہ دیا جائے۔ کیوں کہ صدقات واجبہ اصول و فروع کو دینے کی اجازت نہیں۔ نمازوں کا فدیہ بھی مسمی ناصر مرحوم کے ذمہ واجب تھا اور اس کی ادائیگی بھی ترکہ سے کی جا رہی ہے۔ ولی اگرچہ تبرعاً دے رہا ہے لیکن کفایت تو میت کی جانب سے ہوگی۔

لان محمداً قال فی تبرع الوارث بالاطعام فی الصوم میجزیہ انشاء
اللہ تعالیٰ (مرافق: ص ۲۳۸)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۶/۱۲/۱۴۰۸ھ

طویل بہوشی میں رہی ہوئی نمازیں معاف ہیں

ایک بیمار کی حالت یہ ہے کہ بے ہوشی کی وجہ سے حواس درست نہیں۔ نماز ادا کرنے پر بوجہ بیماری قادر نہیں کیا وہ فدیہ کی وصیت کرے یا اور کوئی حکم ہے؟

ایسی بے ہوشی کی حالت میں اگر دن رات سے زیادہ کی نمازیں قضاء ہو جائیں تو وہ ساقط ہیں ان کا ادا کرنا یا فدیہ کی وصیت کرنا واجب نہیں۔

کما فی الدر المختار وأن تعذر الایماء برأسه وکثرت الفوائت

بأن زادت علی یوم ولیلة سقط القضاء عنه (ج ۱: ص ۱۲۷)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا۔

مروجہ قضاء عمری کسی نیت سے بھی جائز نہیں

جمعة الوداع میں بنوں کی ایک بڑی مسجد میں علماء کرام کے مابین اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ اگر کسی سے عمر بھر کی نمازیں قضاء ہوں تو ہر جمعۃ الوداع میں صرف پانچ نماز بہ نیت قضاء عمری باجماع مع الاذان و الإقامة لکل واحد منها پڑھنے سے ذمہ بری ہو جاتا ہے۔

بعض نے کہا کہ یہ غلط ہے بلکہ جو نماز قضاء ہو جائے اس کا قضاء پڑھنا ضروری ہے ورنہ ذمہ فارغ نہیں ہوتا اور قضاء عمری مروجہ مذکورہ بالا بدعت ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ آخر نماز تو ہے اس سے تو بہتر ہے کہ لوگ بازاروں میں پھرتے رہیں۔ آیا اس قضاء عمری کا کوئی ثبوت ہے ؟

ڈاکٹر پیر گل اکبر شاہ بنوں

احادیث صحیحہ اور کتب معتبرہ میں قضاء عمری کا مسئلہ نہیں ملتا۔ اور مسئلہ حکم خداوندی کو کہتے ہیں۔ تو جب تک باسناد معتبرہ اس مسئلہ کی نسبت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مجتہدین کی طرف ثابت نہ ہو تو یہ شریعت اور خداوند قدوس پر افتراء ہوگا کہ یہ بھی حق سبحانہ کا حکم ہے۔ اور واقعہ میں حکم ہونا ثابت نہیں۔ کفار نے چند من گھڑت مسئلے بنائے تھے حق تعالیٰ ان کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

سید جزیمہم بہا کانوا یفترون۔ (پ ۸، سورۃ النعام : رکوع ۲)۔

آگے چل کر اسی سلسلہ میں مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

فمن اظلم ممن اظلم ممن اختری علی اللہ کذباً لیضل الناس بغير علم

ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین۔ (پ ۸، رکوع ۲)۔

اس سے معلوم ہوا کہ کہ بلا سند مسئلہ بنانا افتراء علی اللہ اور نہایت ظلم ہے۔ پس اس سے فرق اول کی غلطی واضح ہو گئی۔ غلط مسئلہ بہ نیت خیر ایجاد کرنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ افتراء علی اللہ کی معصیت شدید ترین ہے۔ بعض صوفی مزاج بزرگوں نے لوگوں کی ترغیب کے پیش نظر ثواب کی احادیث وضع

کرنے کی گنجائش نکالی تھی۔ لیکن ائمہ حدیث اور اکابر امت نے اسے رد کیا اور ایسے واضعین کو بھی حدیث

» من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار «

کی وعید کا مستحق بتلایا ہے۔ گو نوعیت اور درجہ کا تفاوت ہو۔ اس سے تیسرے گروہ کی غلطی بھی واضح ہو گئی کہ اس قسم کی ایک نماز جب بھی پڑھی جاتی تھی باوجودیکہ وہ نماز تھی اور بہت سے لوگ اس میں شرکت کرتے تھے۔ لیکن محققین نے اس سے منع فرمایا۔ اور نہایت شدت سے تردید کی۔

قال ابن الحاج فی المدخل وقد حدثت (ای صلوۃ الرغبات)

بعد اربع مائۃ وثمانین من الهجرة وقد صنف العلماء کتباً

فی انکارها و ذمها و تسفیہ فاعلمها ولا یفترب کثرة الفاعلین

لہا فی کثیر من الامصار۔ (شامی، ج ۱، ص ۵۲۴)۔

قضاء نمازوں کو اس طرح تداعی و تشہیر و جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا فی نفسہ بھی ناجائز ہے

کما فی الدر و الشامی، ج ۱، ص ۵۲۵۔

وینبغی ان لا یطالع غیرہ علی قضائہ لان التأخیر معصیۃ فلا یمظہرہا

وعلمہ تقدم فی باب الاذان انه یکرہ قضاء الفائتۃ فی المسجد

وعلیہ الشارح بما هنا من ان التأخیر معصیۃ فلا یمظہرہا

قلت و ظاہرہ ان ینبغی هنا للوجوب وان الکراہۃ تحرمیۃ۔ اھ

الحاصل قول ثانی صحیح اور قابل عمل ہے۔ قضاء عمری کے طریق مذکور سے منع کیا جائے۔ اگر کوئی قول حجاز

کاملے تو وہ ساقط الاعتبار ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ فرض خمسہ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔

اور فراغ ذمہ کی اصل صورت ادار ہے اور عدم ادار کی صورت میں قضاء ہے۔ اور عمل مذکور سے سقوط قضاء

خلاف اجماع ہے۔ تاوقتیکہ نہایت ہی قوی سند سے اس کا ثبوت نہ پہنچ جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح : بندہ محمد بشیر غفرلہ رئیس الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۴، ۱۱، ۱۳۸۲ھ



احتیاط کی بنا پر نمازیں قضاء کر رہے ہوں تو

مغرب اور وتر چار چار رکعت پڑھیں

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ نمازِ مغرب کی قضائے عمری کے بارے میں سوال ہے۔

۱ : قعدہ اولیٰ میں التحیات کہاں تک پڑھی جائے۔ یعنی تشہد کے ساتھ درود شریف اور دعاء ضم کی جائے یا نہ ؟

۲ : دوسرے قعدہ میں "التحیات" کہاں تک پڑھی جائے۔ یعنی تشہد کے ساتھ درود شریف اور دعاء ضم کی جائے یا نہ ؟

۳ : قعدہ اولیٰ سے کھڑے ہو کر تیسری رکعت ثنار سے شروع کی جائے یا الحمد سے۔ اور الحمد کے بعد ضم سورت کی جائے یا نہ ؟

۴ : دوسرے قعدہ سے کھڑے ہو کر چوتھی رکعت ثنار سے شروع کی جائے یا الحمد سے۔ اور الحمد کے بعد ضم سورت کی جائے یا نہ ؟ نعمت علی رنگیلپور، ضلع ملتان

ایسی نمازیں جو احتیاطاً قضا کی جا رہی ہوں یہ من وجہ نوافل ہیں۔ لہذا مغرب

اور وتر چار چار رکعت پڑھیں۔ اور ایسی نمازوں کے ہر قعدہ میں دعاء تک پڑھنا

مناسب ہے۔ ایسے ہی تیسری رکعت میں ثنار بھی پڑھیں۔ اور سورت بھی ملائیں۔ چوتھی رکعت میں ثنار نہ پڑھیں سورت ملائیں۔ واضح رہے کہ یہ قضا عمری اوقات مکروہ میں نہ پڑھیں۔

ومن قضی صلوۃ عمرہ مع انه لم یفتہ شیئ منها احتیاطاً

قیل یکرہ وقیل لا لان کثیرا من السلف قد فعل ذلك لکن

لا یقضی فی وقت تکرہ فیہ النافلۃ والافضل ان یقرأ فی

الاخیرتین السورۃ مع الفاتحۃ لانہا نوافل من وجہ فلان یقرأ

الفاتحۃ والسورۃ فی اربع الفرض علی احتمالہ اولیٰ من ان یدع

الواجب فی النفل ویقنت فی الوتر ویقعد قدر التشهد فی ثالثة
ثم یصلی رکعة رابعة فان کان وترا فقد اداہ وان لم یکن
فقد صلی التطوع اربعاً ولا یضرہ القعود وکذا یصلی المغرب
اربعا بثلاث قعدات - ۱۵ (طحاوی : ص ۲۳۳) - فقط واللہ اعلم
أحقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۱۰، ۱۴۱۱ھ

ایک دن رات کی نمازوں کا فدیہ بارہ سیر گندم ہے

ایک عورت ہو کہ ساری عمر پانچ وقت باقاعدگی سے نماز ادا کرتی تھی جب مرض الموت میں مبتلا
ہوئی تو چالیس روز کی نمازیں قضاء ہو گئیں۔ اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی اور وہ فوت ہو گئی جب کہ
اس کی ایک لڑکی ہے جو کہ اپنی والدہ کی چالیس روز کی قضاء نمازوں کا فدیہ دینا چاہتی ہے۔ اگر وہ فدیہ
دے تو فی نماز کتنا ادا کرے؟ مرحومہ کے نام جو زمین تھی وہ اپنی لڑکی کے نام لگوا دی ہے۔

ایک نماز کا فدیہ نصف صاع (دوسیر) گندم یا اس کی قیمت ہے۔ وتروں کا فدیہ
مستقل ہے۔ گویا بارہ سیر گندم ایک دن کا فدیہ ہے۔ مرقی میں ہے۔

و کذا ینخرج لصلاة کل وقت حتی الوتر نصف صاع من بر أو
قیمتہ وان لم یوص و تبرع عنہ ولیہ او اجنبی جاز انشاء اللہ
تعالی - الخ - (ص ۲۳۸) فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عسب اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۸/۷، ۱۴۰۹ھ

قضاء فوائت کی وجہ سے سن بن مؤکدہ ترک نہ کرے

زید کے ذمہ زندگی کی بہت سی نمازیں باقی ہیں وہ چاہتا ہے کہ ان کی قضاء کرتا رہے مگر اس طرح

کہ فرض کے ساتھ جو سنن مؤکدہ و غیر مؤکدہ ہیں ان کی جگہ وہ قضاء نمازیں پڑھ لیا کرے۔ تو کیا یہ درست ہے؟ بنیوا توجسروا۔

قضاء نمازوں کی وجہ سے سنن مؤکدہ ترک نہ کرے البتہ سنن غیر مؤکدہ اور عام نوافل کی بجائے قضاء نمازیں پڑھ لینا بہتر ہے۔

الحمد لله

والاشتغال بالقوائت أولى وأهم من النوافل إلا السنن المعروفة
وصلوة الضحى وصلوة التسبيح والصلوات التي رويت في الخبر
فيها سور معدودة واذكار معدودة فتلك بنية النفل وغيرها
بنية القضاء۔ اھ (عالمگیری: ج ۱، ص ۶۵) فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۳/۱۲/۹۴ھ

قضاء نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ توبہ بھی ضروری ہے

فضائل نماز میں مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث لکھی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں۔

” روى انه عليه الصلوة والسلام قال من ترك الصلوة حتى مضى

وقتها ثم قضى عذب في النار حقبا والحقب ثمانون سنة الخ “

اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز چھوڑنے کے بعد اگر پھر وہ قضاء بھی پڑھ لے تو بھی ایک

عقوبت جہنم میں رہے گا۔ سوال یہ ہے کہ جب اس نے قضاء بھی پڑھ لی تو پھر کیوں معذب ہوگا؟ تشریح

فرما کر مشکور فرمائیں۔

استفتی قاری محمد رمضان، ۵/۵/۹۴ ساہیوال

وقت پر تعمیل حکم نہ کرنا جرم اور گناہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کے منادی کی ندا

الحمد لله

(اذان) کو سن کر اپنے کام میں مشغول رہنا اور دربار ایزدی میں حاضر نہ ہونا بے ادبی

اور شدید گستاخی ہے۔ اگر قضاء کے ساتھ توبہ کے ذریعہ اس گناہ کو معاف نہیں کرایا گیا تو اس کی سزا

اصولی طور پر ملنی چاہئے۔ اپنے فضل و کرم سے حق تعالیٰ شانہ معاف فرمادیں تو الگ بات ہے۔

طحاوی میں ہے۔ والتأخیر بعذر کبیرة لا تنزل بالقضاء بل بالتوبة


فقط واللہ اعلم

الجواب صحيح
بندہ محمد الشہر عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۳۹۱ھ

قدیم فوائد بھی مسقطِ ترتیب میں

۱ : ایک آدمی کو یقین ہے کہ زمانہ ماضی میں کافی نمازیں (پانچ سے زائد) اس سے قضاء ہوئی ہیں جن کو ابھی تک ادا نہیں کیا۔ اب اگر اس کی مثلاً صبح کی نماز فوت ہوگئی اور ظہر کی نماز اس نے بغیر صبح کی نماز ادا کئے پہلے پڑھادی۔ یا درمیان نماز میں قعدہ اخیرہ سے پہلے اس کو صبح کی فوت شدہ نماز یاد آگئی۔ یاد آنے کے باوجود اس نے ظہر کی نماز پڑھادی۔ آیا اس کی اور باقی مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہ ؟ اور ترتیب اس کے ذمہ ہے یا نہ ؟

۲۔ ایک آدمی امام کے ساتھ نماز میں شریک تھا۔ قعدہ اخیرہ میں امام کے ساتھ سلام پھیرنے سے قبل اس مقتدی نے سلام پھیر کر سنتوں کی نیت کھڑے ہو کر باندھ لی۔ پھر معلوم ہوا کہ امام نے تو بھی سلام نہیں پھیرا۔ پھر وہ بیٹھ گیا اور امام کے ساتھ سلام پھیرا۔ آیا اس کی نماز ہوئی یا نہ ؟


 قدیم فوت شدہ نمازیں مفتی بہ قول کے مطابق مسقطاً ترتیب میں۔ لہذا صورت مسئلہ
 میں امام اور مقتدی کی نماز درست ہے لیکن امام صاحب پر لازم ہے کہ سابقہ
 فوت شدہ نمازیں بہت جلد قضاء کریں اور آئندہ نماز قضاء کرنے اور پھر دوسری نماز تک مؤخر کرنے سے
 احتراز کریں۔ ہندیہ میں ہے۔

فالحديثه تسقط الترتيب اتفاقا وفي التقديم اختلاف للشائخ

وذلك كمن ترك صلاة شهر ثم صلى مدة ولم يقض تلك الصلوات

حتى لو ترك صلاة ثم صلى أخرى ذاكراً للفائتة الحديث لم يجز

عند البعض وقيل يجوز وعليه الفتوى - (ج ۱ ص ۶۴) -

۲ : مقدمی کی نمائندگی صحیح ہے۔ امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۹/۲ بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مدرس الافتاء ۱۴۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قضاء فوائت کے سلسلہ میں صاحب ہدایت کی ایک عبارت کی توضیح

صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ کی اس عبارت کا حل بندہ کی سمجھ میں نہیں آیا ”ولو قضی بعض الفوائت حتی قل ما بقی الخ“ اس کے تحت صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

روی عن محمد رحمہ اللہ فی من ترک صلوۃ یوم ولیلۃ وجعل یقضی من الغد مع کل وقتیۃ فائتۃ فالفوائت جائزۃ علی کل حال والوقتیات فاسدۃ ان قد مہا الخ وان اخرها فکذاک۔

خلاصہ یہ ہے کہ ”ولو قضی بعض الخ“ متن کے تحت صاحب ہدایہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا حل تحریر فرمائیں بمع صورت۔ نیز اس صورت میں بندہ کو یہ خیال ہے کہ مقدم و مؤخر ہر دو صورتوں میں جب وقتیہ فاسد ہے تو پھر قضاء فائتہ کی کیا صورت ہونی چاہئے۔

(باب قضاء الفوائت ص ۱۵۶)۔

فائتہ جب قلیل ہو جائیں تو ترتیب لوٹ آئے گی (ہدایہ) امام محمدؒ کی عبارت سے اس پر استدلال کیا ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ جب زید نے دوسرے دن کی وقتیہ پڑھی تو یہ فاسد ہو گئی۔ کیونکہ اس کے ذمہ پانچ کل کی قضا ہیں ان کی ادائیگی سے قبل یہ صحیح نہ ہوئی۔ اب اس کے ذمہ چھ نمازیں ہو گئیں۔ پھر اسکے بعد قضاء پڑھی تو باقی پانچ رہ گئیں۔ یہ پانچ ایسی ہیں جو چھ میں سے باقی رہ گئیں ہیں۔ یعنی کثیر ہونے کے بعد قلیل ہوئی ہیں۔ آئندہ وقتیہ کو بھی امام محمدؒ نے فاسد کہا۔ تو معلوم ہوا کہ جو فائتہ قلیل رہ گئی ہوں وہ بھی صحت وقتیہ کے لئے مانع بنتی ہیں۔ تو امام محمدؒ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ فوائت کثیرہ عموماً الی القلۃ کے بعد بھی مقتضی ترتیب ہیں۔ ترتیب ان میں لوٹ آئے گی وہو المطلوب۔ دوسری وقتیہ کو اگر پہلے پڑھا تو وہ نہ ہوئی۔ فائتہ پھر چھ ہو گئیں۔ پھر جب فائتہ پڑھ لی پھر پانچ رہ گئیں۔ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اگر قضاء پہلے پڑھتا ہے تو فائتہ قلیل ہی ہیں ان سب کو پڑھ کر پھر

دقتیہ کو پڑھنا چاہئے تھا۔ تب دقتیہ صحیح ہوتیں۔
 صحبت دقتیہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ادائیگی کے وقت فائتہ یاد نہ ہو۔ اور قضاء فائتہ کی صحیح صورت
 یہ ہے کہ پہلے سب قضاء پڑھ لے پھر ادا پڑھے۔ کیونکہ فائتہ قلیل کا یہی حکم ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۰/۳/۲۰۱۷ھ

فوت شدہ نمازیں بہت ہوں تو نیت کیسے کرے ؟

بالغ ہونے پر نماز کا کوئی خاص اہتمام نہ تھا۔ کبھی پڑھ لی کبھی نہ پڑھی۔ جب سے تبلیغی جماعت
 سے تعلق ہوا ہے اس وقت سے قضاء نمازوں کی ادائیگی کا سلسلہ شروع کیا ہے اس سلسلہ میں پہلے کچھ
 مسائل آپ سے زبانی پوچھے تھے اب یہ پوچھنا مطلوب ہے کہ آپ کے کہنے کے مطابق میں نے اپنے
 غالب گمان سے متعین کر لیا کہ میرے ذمہ مثلاً ساٹھ نمازیں باقی ہیں تو اب ان کو ادا کرتے وقت ان کی نیت
 کیسے کر دوں ؟ وضاحت سے لکھیں۔

صوفی محمد اقبال مست از آباد ملتان

اگر تو کسی خاص دن کے بارے میں بالیقین یاد ہو کہ اس دن فلاں نماز نہیں پڑھی
 محضی پھر تو اسی دن کی تعیین سے نیت کریں۔ مثلاً ”میں اتوار ۲۳ ربیع الاول
 ۱۴۳۸ھ کی ظہر کی نماز قضاء پڑھتا ہوں“ اور اگر فوائت زیادہ ہوں تو مجموعہ کا حساب لگا کر بوقت قضاء
 یوں نیت کریں کہ ”میرے ذمہ جو اول ظہر کی نماز باقی ہے وہ ادا کرتا ہوں“ اس کی ادائیگی کے بعد جو اسکے
 بعد ہوگی وہ اول ہو جائے گی۔ اسی طرح آخر تک نیت کرتے جائیں۔

اور چاہیں تو یوں بھی نیت کر سکتے ہیں کہ ”میں اس آخری ظہر کو قضاء کرتا ہوں جو میرے ذمہ ہے“
 ہر نماز میں اسی طرح کرتے جائیں یہاں تک کہ تمام ادا ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق و استقامت عطا
 فرمائیں۔

واذا كثرت الفوائت يحتاج لتعيين كل صلاة يقضيها التزاماً

الفروض والاوقات كقوله صلى ظهر الاثني عشر

جمادى الثانية سنة اربع وخمسين والـ ف و هذا فيه كلفة
 فاذا اراد تسهيل الامر عليه نوع اول ظهر عليه ادرك وقته ولم
 يصله فاذا نواه كذلك فيما يصلية يصير اولاً فيصح بمثل
 ذلك وهكذا (او) ان شاء نوى اخره فيقول صلى اخر ظهر
 ادركته ولم أصله بعد فاذا فعل كذلك فيما يليه يصير اخر
 بالنظر لما قبله فيحصل التعيين ويخالف هذا ما قاله في
 الكنز في مسائل شتى انه لا يحتاج للتعيين وهو الاصح على
 ما قاله في القنية من يقضى ليس عليه ان ينوى اول صلاة كذا او
 اخر فينوى ظهراً على او عصراً او نحوهما على الاصح انتهى وان
 خالفه تصحيح الزيلعي فقد اتسع الامر باختلاف التصحيح فليرجع
 للكنز فانه واسع والله رؤف رحيم - (مراقى على الطحاوى، ص ٢٢٢)
 وقيل لا يلزمه التعيين ايضاً كما في صوم ايام من رمضان واحد و
 مشى عليه المصنف في مسائل شتى اخر الكتاب تبعاً للكنز و
 صححه القهستاني عن المنية لكن استشكله في الاشباه
 وقال انه مخالف لما ذكره اصحابنا كقاضى خان وغيره
 والاصح الاشتراط - اهـ - قلت وكذا صححه في الملتقى
 هناك وهو الاحوط وبه جزم في الفتح كما قدمناه في بحث
 النية وجزم به هنا صاحب الدرر ايضاً شامى : ج ١ : ص ٥٢٥ ،
 مطبوعة كوئته - • فقط والله تعالى اعلم

كتبه أحقر محمد انور عفا الله عنه

يوم الاحد ثالث وعشرين من ربيع الاول سنة ١٢١٥ هـ

تم ما يتعلق بقضاء الفوائت

وَالْحَمْدُ - لِلَّهِ - أَوَّلًا - وَآخِرًا



ما يتعلق

بِسْجُودِ السَّجْدَةِ



وتروں میں قعدہ اولیٰ میں در ذی پاک پڑھ لیا تو سجود ہو کا حکم

وتروں کی نماز میں قعدہ اول میں در ذی شریف بھی پڑھ لیا۔ پھر حسب قاعدہ تیسری رکعت بھی پڑھ لی۔ کیا نماز صحیح ہو گئی؟
عبد الجبار لیکچرار اسلام آباد کالج خانیوال
صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب ہے۔

الحاج

ولا یزید فی الفرض علی التّشہد فی القعدۃ الاولیٰ
اجماعاً فان زاد عامداً کره فتجب الاعادة او ساهيا وجب
علیه سجود السہود اذا قال اللہم صل علی محمد فقط علی المذہب
المفتی بہ۔ (در مختار) وفي الشامیۃ قولہ (ولا یزید
فی الفرض) ای وما الحق بہ کالوتر والسنن الرواتب (ج ۱ ص ۴۶)
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۸۶ھ
خیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم خیر المدارس ملتان



فاتحہ سے پہلے سورۃ شروع کر دی تو سجدہ ہو گا حکم

زید نماز پڑھ رہا تھا جب دوسری رکعت شروع کی تو بسم اللہ کے بعد سورۃ شروع کر دی۔ جب تین چار آیتیں پڑھ چکا تو خیال آیا۔ پھر سورۃ چھوڑ کر فاتحہ شروع کر دی۔ پھر فاتحہ کے بعد دوبارہ سورۃ پڑھی تو نماز ہو گئی یا نہیں؟ قاری سعید احمد خطیب مسجد بانیہ نقشبندیہ کالونی ملتان صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا لہذا اگر کر لیا تھا تو نماز ہو گئی ورنہ وہ نماز واجب الاعداء ہے۔ درمختار میں واجبات صلوٰۃ میں ہے۔

”وتقديم الفاتحة على كل السورة“۔ اھ

اس کے تحت علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

حتى قالوا لو قرأ حرفاً من السورة ساهياً ثم تذكر يقرأ الفاتحة ثم السورة و يلزمه سجود السهو۔ (بحر) وهل المراد بالحرف حقيقته او الكلمة يراجع ثم رایت فی سہو البحر قال بعد ما مرقوقه فی فتح القدير بان يكون مقدار ما

يتأدى به ركن۔ اھ (شامی ج ۱ ص ۳۲۰) فقط واللہ اعلم

امیر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۷/۱۴۱۰ھ

منفرد ستری نماز میں جہراً قرأت کرے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہو گا

کوئی آدمی سنت مؤکدہ یا فرض پڑھ رہا تھا ستری۔ لیکن اس نے قرأت یا تسبیحات کچھ آواز سے پڑھیں کہ پاس والا آدمی سن لیتا ہے۔ یہ جہر شمار ہو گا یا نہیں؟ نیز سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟ نماز درست ہے سجدہ سہو نہیں ہو گا۔

فقد ظهر بهذا ان ادنى المخافة اسماع نفسه او من

يقربه من رجل او رجلين۔ اھ (شامی ج ۱ ص ۲۹۹) فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

قال المرتب عفا الله عنه : اگر نمازی منفرد ہو اور سری فرائض میں بہر متحقق ہو جائے تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔

والحاصل ان الجہر فی الجہریۃ لا یجب علی المنفرد اتفاقاً و انما الخلاف فی وجوب الاخفاء علیہ فی السریۃ و ظاہر الروایۃ عدم الوجوب کما صرح بذلك فی التتارخانیۃ عن المحیط و کذا فی الذخیرة و شروح الہدایۃ کالنهاية و الکفایۃ و العنایۃ و معراج الدرایۃ و صرحوا بان وجوب السہو علیہ اذا جہر فیما یخاف روائۃ النوادر۔ اھ۔ فعلى ظاہر الروایۃ لا سہو علی المنفرد اذا جہر فیما یخاف فیہ و انما هو علی الامام۔ فقط (شامی ص ۵۲۷)

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب نیر الفتاوی

قیام چھوڑ کر درمیانی قعدہ کی طرف آئیں تو سجدہ سہو کا حکم

امام مغرب کی نماز پڑھا رہا تھا کہ قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا۔ مقتدی نے لقمہ دیا تو فوراً واپس بیٹھ گیا۔ قعدہ آخری میں سجدہ سہو کیا آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں ؟

صورت مسئلہ میں نماز درست ہو گئی۔ امام کو واپس نہیں لوٹنا چاہئے تھا یہ اس نے غلط کیا۔ بعض فقہاء نے اس صورت میں فساد نماز کا حکم کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔

وفي الدر وان استقام قائماً لا يعود لاشتغاله بفرض القيام و سجد للسہو لترك الواجب فلو عاد الى القعود بعد ذلك تفسد صلوته لرفض الفرض لما ليس بفرض و صححه الزيلعي وقيل لا تفسد لكنه يكون مسيئاً و يسجد لتاخير الواجب و هو الاشبه كما حققه الكمال و هو الحق بحر۔

رد مختار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۵۷ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی نیر المدارس ملتان ۲/۱۰/۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان ۔

فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا

زید نے کسی فرض یا سنت یا نفل نماز میں ایک ہی سورۃ کئی بار پڑھی یا ایک ہی رکعت میں دو سے زیادہ سورتیں پڑھیں۔ احمد شریف کے مکتوبات ملتے وقت ہر سورۃ شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ بھی پوری پڑھ لیتا ہے۔ کیا اس طرح بسم اللہ شریف پڑھ لینا بہتر ہے۔ اور ایسی صورت میں سجدہ سہو تو لازم نہیں آتا ؟

الجواب صحیح : فاتحہ اور سورت کے درمیان اور ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا بہتر ہے اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔

لا تسن بین الفاتحة و السورة مطلقا ولو سرية ولا تكوہ اتفاقا
(در مختار)۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے تحت لکھتے ہیں۔

و ذکر فی المحيط المختار قول محمد و ہوان یسی قبل الفاتحة
وقبل كل سورة فی كل ركعة۔ اھ و لهذا صرح فی الذخيرة
والمجتبیٰ بانہ ان سبی بین الفاتحة و السورة المقرؤة سرا
او جہرا كان حسنا عند ابی حنیفۃ ر و رجحہ المحقق ابن الہمام
و تلمیذہ الحلبي لشبهة الاختلاف فی كونها آية من كل سورة
بحر۔ اھ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۲۹ و ۳۳۰)۔ فقط واللہ اعلم

افتقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴۱۰/۷/۲ھ

ثنا و تعوذ اور تسمیہ کے چھوٹنے سے سجدہ سہو کا حکم

ہماری مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا کہ امام صاحب موجود نہ تھے ان کے بیٹے نے نماز پڑھائی اس نے نماز

شروع کرتے ہی تکبیر تیسرے کے بعد سورۃ فاتحہ شروع کر دی اور شروع میں سبحانک اللہم وغیرہ کچھ نہیں پڑھا اور بدون سجدہ سہو نماز پوری کر دی۔ کیا اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی ؟

طالب حسین ضیاء ملتان

الجواب ثناء اور تعوذ و تسمیہ کا پڑھنا سنت ہے ان کے ترک سے نماز نہ فاسد ہوتی ہے اور نہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ البتہ اگر دانستہ ترک کرے تو غلطی ہے اور اس نماز کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

(وسنہا) ترك السنة لا يوجب فسادا ولا سهوا بل اساءة
لوعامدا غير مستخف وقالوا الاساءة ادون من الكراهة
ثم هي على ما ذكره ثلاثة وعشرون رفع اليدين للتحريمة
(الى قوله) والثناء والتعوذ والتسمية والتأمين - اهـ (درمختار) -
(قوله لوعامدا غير مستخف) فلو غير عامد فلا اساءة ايضا بل
تندب اعادة الصلوة كما قدمناه في اول بحث الواجبات - اهـ
(شامی : ج ۱ : ص ۲۲۲) - فقط واللہ اعلم
امام محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۶/۱۳/۱۴۰۴ھ

سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے

سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے یا دونوں طرف سلام پھیر کر کیا جائے ؟
ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔ درمختار میں ہے۔

الجواب يجب له بعد سلام واحد عن يمينه - فقط

شامی میں اس کی شرح میں لکھا ہے۔

(قوله واحد) هذا قول الجمهور منهم شيخ الاسلام وفخر
الاسلام وقال في الحاشية انه الصواب وعليه الجمهور اهـ (ج ۱ : ص ۲۹۹)

ومحله بعد السلام سواء كان من زيادة او نقصان ولو سجد
قبل السلام اجزاه عندنا وياقن بتسليمتين هو الصحيح والصواب
ان يسلم تسليمة واحدة وعليه الجمهور اه (عالمگیری ج ۱ ص ۵۸)
فقط والله اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۰۲ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

پہلے بائیں طرف سلام پھیرنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا

زید نے بھول کر بائیں طرف پہلے سلام پھیر دیا اور پھر دائیں طرف سلام پھیرا۔ اب زید کے لئے
سجدہ سہو ضروری ہے یا بغیر سجدہ سہو کے نماز ہو جائے گی ؟ بینوا تو جروا۔
ناز ہو گئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ لیکن سنت یہ ہے کہ پہلے دائیں جانب
سلام پھیرا جائے۔ عالمگیری باب سجود السہو میں ہے۔

ولا يجب بترك رفع اليدين في العيدين وغيرهما ومن ذلك
ما لو سلم عن الشمال أولا ساهيا۔ اه (ج ۱ ص ۶۵)۔
در مختار کے قول ”وتحويل الوجه يمنة ويسرة للسلام“ کے تحت علامہ شامیؒ
لکھتے ہیں ”وليسن البداءة باليمين“۔ اه (شامی ج ۱ ص ۴۲۵)۔

اذا سلم المصلي عن يساره قبل السلام عن يمينه لا سهو عليه و
يسلم عن يمينه۔ (قاضی خان ج ۱ ص ۵۹)۔ فقط والله اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۲ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

رکوع میں فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم
اگر کوئی شخص رکوع میں یا سجدے میں التحیات
پڑھ لے یا الحمد پڑھ لے تو اس صورت میں

سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں ؟ حافظ محمد عرفان ہاشمی گڑھا ٹہل سنگھ

بجالت رکوع وسجود فاتحہ یا تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔

ولو قرأ الفاتحة أو آية من القرآن في القعدة أو في

الركوع أو في السجود أو قرأ التشهد في الركوع أو في السجود كان

عليه السهو۔ اھ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵۸)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲، ۱۱، ۹۹، ۱۳ھ

فاتحہ کی جبکہ تشہد پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

۱ : نماز میں بجالت قیام آدمی التحیات پڑھ لے۔

۲ : یا بجالت التحیات الحمد پڑھ لیتا ہے تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں ؟

۱ : اگر تشہد فاتحہ سے پہلے پڑھا ہے تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ اور اگر فاتحہ

کے بعد پڑھا ہے تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

ولو تشهد في قيامه قبل قراءة الفاتحة فلا سهو عليه وبعدها

يلزمه سجود السهو وهو الاصح لان بعد الفاتحة محل قراءة

السورة فاذا تشهد فيه فقد أجزأ الواجب وقبلها محل الشئ

كذا في التبيين۔ اھ (عالمگیری، ج ۱، ص ۶۶)۔

۲ : اگر فاتحہ تشہد سے پہلے پڑھی ہے تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اور اگر تشہد کے بعد پڑھی ہے

تو واجب نہیں ہوگا۔

ولو قرأ (أي الفاتحة) في ركوعه أو سجوده أو في تشهده

يلزمه وهذا إذا بدأ بالقراءة ثم بالتشهد وان بدأ

بالتشهد ثم بالقراءة فلا سهو عليه۔ اھ

(عالمگیری، ج ۱، ص ۶۵)

فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۲۲/۱۱/۹۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

چار رکعت پوری کر کے پانچویں کیلئے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے

کیا چار رکعت نماز عصر کی پڑھ کر اگر پانچویں رکعت کے لئے بھول کر کھڑا ہو جائے تو پھر پانچویں رکعت میں یاد آئے کہ یہ پانچویں رکعت ہے۔ تو پھر واپس بیٹھ کر سجدہ سہو کرے یا کہ چھ پوری کرے؟
الجواب اگر چوتھی رکعت کے بعد قعدہ کر کے پانچویں کی طرف اٹھتا ہے تو پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کر لے۔ اور اگر پانچویں کے سجدے کے بعد یاد آئے تو اب ایک رکعت اور سامتہ ملا لے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ چار فرض ہو جائیں گے اور دو نفل۔

رجل صلی الظهر خمساً وقعد فی الرابعة قدر التشہد ان تذاکر قبل ان یقید الخامسة بالسجدة انہا الخامسة عاد الی القعدة وسلم کذا فی المحيط ویسجد للسہو کذا فی السراج الوہاج وان تذاکر بعد ما قید الخامسة بالسجدة انہا الخامسة لا یعود الی القعدة ولا یسلم بل یضیف الیہا رکعة أخرى حتی یمیر شفعاً ویتشہد ویسلم ہکذا فی المحيط ویسجد للسہو استحساناً کذا فی الہدایة وهو المختار کذا فی الکفایة ثم یتشہد ویسلم کذا فی المحيط والروکتان نافلة ولا تنوبان عن سنة الظهر علی الصحیح کذا فی الجوہر النیرة قالوا فی العصر لا یضم الیہا سادسة وقیل یضم وهو الاصح کذا فی التبیین وعلیہ الاعتماد لان التطوع انما یکرہ بعد العصر اذا کان عن اختیار واما اذا لم یکن عن اختیار فلا یکرہ کذا

فی فتاویٰ قاضی خان - (عالمگیری: ج ۱، ص ۶۶ و ۶۷) -

فقط واللہ اعلم

اسبق محمد انور رحمہ اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۴۰۷ھ

فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا جائے تو ترک باقی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا

اگر کوئی امام پہلی رکعت میں تلاوت سورۃ فاتحہ کے وقت مالک یوم الدین سہو ترک کر دے تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟ آفتاب احمد راولپنڈی

وفی العالمگیریۃ: ج ۱، ص ۶۵ - وان قرأ اکثر

الفاتحة ونسى الباقي لاسهو عليه وان بقى الاكثر

الجواب

كان عليه السهو اما ما كان او منفردا كذا في فتاویٰ قاضی خان^۴

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوا۔ لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۱/۲/۱۳۸۵ھ

عشاء کی چوتھی رکعت میں جب رکرنے سے سجدہ ہو گا حکم

امام عشاء کی نماز پڑھا رہا ہے جب تین رکعت پڑھ چکا، دو پہلی رکعت میں قرأت پکار کر پڑھی اور بعد التحیات کے تیسری رکعت میں خاموش قرأت کی اور چوتھی رکعت میں زور سے قرأت فاتحہ کی کیا اس سے سجدہ سہو آئے گا یا نہیں؟

صورت مسئلہ میں امام مذکور پر سجدہ سہو واجب تھا۔ کیونکہ عشاء کی آخری دو رکعتوں میں ستر پڑھنا واجب ہے اس وجہ کے خلاف کرنے سے سجدہ سہو

الجواب

واجب جاتا ہے۔ لہذا اگر امام نے سجدہ سہو کئے بغیر نماز ختم کرادی تو اس نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے

كما في الشامية : ج ۱ ص ۳۲۹ - والاسوار يجب على الامام والمنفرد فيما يسرفيه وهو صلوة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والاخريان من العشاء - وكذا في العالمگیری ج ۱ ص ۶۶ - فقط والله اعلم -

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۷۸ھ
بندہ محمد عبد اللہ غفر اللہ لہ مفتی جامعہ ہذا -

سجدہ سے تھوڑا سا سر اٹھا کر پھر سجدہ میں چلے جانے سے سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں

نماز میں جیسے کہ دونوں سجدے فرض ہیں کوئی امام یا منفرد کسی ایک سجدہ میں نسیاناً بالکل تھوڑا سا سر اٹھا کر پھر واپس اسی سجدہ میں رکھ دیتا ہے کہ اس نے پورا سجدہ نہیں کیا یا تھوڑی دیر کیا ہے۔ جس سے تسبیح سجدہ پوری نہیں ہوئی۔ لیکن سجدہ سے سر کا اٹھانا سوائے اس نمازی کے اور کسی دیکھنے والے کو معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ دوسرا سجدہ بھی کرتا ہے اس وجہ سے کہ جس میں تھوڑا سا سر اٹھا کر پھر اسی سجدہ میں رکھ دیتا تھا اس کو دوسرا نہیں سمجھتا۔ تو اس کا کیا حکم ہے ؟

صاحب ہدایہ اور صاحب نہر نے لکھا ہے کہ اگر بیٹھنے کے قریب ہو جائے تو سجدہ ثانیہ شمار ہوگا ورنہ نہیں۔ نہر اور شرنبلالیہ میں اسے ہی رائج قرار دیا ہے۔ لہذا معمولی سر اٹھانے سے چونکہ زائد سجدہ نہیں بنا اس لئے سجدہ سہو کی امام و منفرد کو ضرورت نہیں مقتدی کی وہ غلطی جو حالت اقتدار میں پیش آئے وہ قابل مواخذہ نہیں۔

وصح في الهداية انه ان كان الى القعود اقرب صح والا لا و رجحه في النهر والشرنبلاليه - (درمختار مع ردالمحتار ص ۳۷۳)

فقط والله اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۶ھ

دو کی بجائے تین سجدے کر لئے تو سجدہ سہو کا حکم

اگر امام بھول کر دو سجدے کے بجائے تین سجدے کر دے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔ نماز میں اگر سجدہ سہو نہ کیا گیا ہو تو کیا نماز درست ہوگئی یا نہیں؟ محمد لطف اللہ خالد لاہور

صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب ہے اور اگر سجدہ سہو واجب ہو، اور نہ کیا جائے تو نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

ولا يجب السجود الا بترك واجب او تاخير او تاخير ركن

او تقديم او تكرار ۵ - (ج ۱ ص ۱۲۶)۔

مراقی میں ہے۔

ويجب سجدتان لترك واجب بتقديم او تاخير او زيادة

او نقص لا سنة - (ص ۲۵۰) - فقط والله اعلم۔

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان



مسافر امام کا مقیم مقتدی بقیم میں سہو اقرأت کرے تو سجدہ سہو کا حکم

اگر امام مسافر سلام پھیرے، اور مقتدیوں میں سے مقیم مقتدی بقیہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کر دیں، جب کہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ تو کیا پڑھنے کے بعد نماز کا اعادہ ہے یا نہیں؟

صورت مسئلہ میں اگر مقتدی نے بھول کر قرأت کر لی تو مقتدی پر سجدہ سہو اور

اعادہ واجب نہیں کیونکہ مقیم مقتدی حکماً لاحق ہے اور لاحق کے بھول جانے

سے سجدہ سہو واجب نہیں۔ مراقی میں ہے۔ « لا يسجد الا حق » (ص ۲۵۳)۔

ہندیہ میں ہے۔

اللاحق وهو الذی ادرك اولها وفاته الباقي لنوم او حدث او بقی

قائماً للزحام او الطائفة الاولى فی صلوة الخوف كانه خلف

الامام لا یقرأ ولا یسجد للسهو۔ (ج ۱ ص ۳۸)

ایک حدیث پاک میں آیا ہے۔

”قال صلی اللہ علیہ وسلم الامام لکوضا من یرفع عنکم سہوکم
وقرأتکم“

اس حدیث کو صاحب مراقی نے ذکر کیا ہے اس پر علامہ طحاوی ۷ لکھتے ہیں۔

قرن رفع السہو برفع القراءة لیفید انہ کمالا اثم علی المؤمن بترك
القراءة فکذا لا اثم علیہ بترك السہو بل هو الواجب علیہ وقال
فی النہر مقتضى کلا مهم انہ یعیدها لثبوت الکراهة مع

تعذر الجابو وقد علمت مفاد الحدیث۔ (ص ۲۵۲)

علامہ طحاوی ۷ کا رجحان اسی طرف ہے کہ حالت اقامت میں سہو موجب اعادہ نہیں لہذا صورت مسئلہ

فقط واللہ اعلم

میں اعادہ واجب نہیں۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۳۰۸ھ نائب مفتی جامعہ غیر المدارس ملتان

دو تیسری اور تیسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے

ثناء پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

اگر ایک شخص نماز میں دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں فاتحہ سے قبل ثناء پڑھ لے تو
کیا اس پر سجدہ سہو آئے گا۔ ؟ محمد لطف اللہ خالد لاہور

فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ سے پہلے ثناء پڑھنا موجب سہو نہیں۔

الاجاب

ولو تشہد فی الاخیرین لا یلزمہ السہو۔ (ہندیہ ج ۱ ص ۶۶)

دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے ثناء پڑھنے سے سجدہ سہو کا وجوب مختلف فیہ ہے۔ اصح عدم وجوب۔

سورت فاتحہ کے بعد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

ولو قرأ التشهد في القيام ان كان في الركعة الاولى لا يلزمه
شئ وان كان في الركعة الثانية اختلف المشائخ فيه والصحيح
انه لا يجب كذا في الظهيرية ولو تشهد في قيامه قبل قراءة
الفاتحة فلا سهو عليه وبعدها يلزمه سجود السهو وهو
الاصح - (ج ۱ : ص ۶۶) -

کبیری میں ہے۔

عن محمد بن لو تشهد في قيامه قبل قراءة الفاتحة فلا سهو
عليه وبعدها يلزمه قال السروجي وهو الاصح لانه محل قراءة
السورة فقد اخرج الواجب انتهى وقد يقال انه بقراءته قبل الفاتحة
اخر الفاتحة فقد اخرج الواجب ايضا - (ص ۴۳۱) - ثمار تشهد کی طرح ہے۔
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۸
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۸ھ

فرضوں کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۃ ملائے سے سجدہ ہوگا حکم

اگر فرضوں کی تیسری چوتھی یا دونوں رکعتوں میں سورۃ ملائے تو اس سے سجدہ سهو وغیرہ تو نہیں آتا ؟
حافظ محمد فاروق نائب امام مسجد ربانیہ نقشبندہ کالونی ملتان

مہندیہ میں ہے۔ ولو قرأ في الاخرين الفاتحة والسورة
لا يلزمه السهو وهو الاصح - (ج ۱ : ص ۶۵) - لہذا سجدہ سهو نہیں۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۶
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۸ھ

دعا ر قنوت کے بعد کوئی سورت پڑھ لینے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

وتروں میں دعا ر قنوت پڑھ کر سہو سورت پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب نہیں۔ لما قال فی الدر المختار مع الشامیة وقرأة قنوت الوتر وهو مطلق الدعاء۔ (ج ۱، ص ۲۳۷)۔ ولما فی المرقا اذا شرع الامام فی الدعاء وهو اللهم اهدنا اھ بعد ما تقدم من قوله اللهم انا نستعينك (ھن) معلوم ہوا کہ قنوت پر زیادتی بطور دعا کے جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۹ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سری نماز میں ایک دو آیت جہراً پڑھ لیں تو سجدہ سہو کا حکم

اگر امام نماز سری میں پہلی رکعت میں بھولے سے سورہ فاتحہ کی ایک آیت یا دو آیتیں با واز بلند پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن قاضی ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک دو آیت جہراً پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں آتا۔ البتہ اگر تین آیتیں پڑھ جائے تو پھر ان کے نزدیک بھی سجدہ سہو لازم آئے گا۔ پس صورت مسئلہ میں اگر نماز سجدہ سہو ادا کئے بغیر ادا کی گئی ہے تو اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ آئندہ کے لئے ایسی صورت میں سجدہ سہو کر لینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفری

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

والجہر فیما یخافت فیہ للامام وعكسہ لكل مصل فی الاصح والاصح تقديرہ بقدر ماتجوز بہ الصلوة فی الفصلین اھ

(قوله والاصح) صححه في الهداية والفتح والتبيين والمنية
 لان اليسير من الجهر والاخفاء لا يمكن الاحتراز عنه و
 عن الكثير يمكن وما تصح به الصلوة كثير غير ان ذلك
 عنده آية واحدة وعندهما ثلاث آيات - اه (رشای ج ۱ ص ۶۹۲)
 احقر محمد النور عفا الله عنه مرتب خیر الفتاوی

وجوب سجده سهو میں شک ہو تو غلبہ ظن کا اعتبار کرے

اگر قعدہ اخیرہ میں گمان ہو کہ شاید سجده سهو واجب ہو چکا تھا لیکن ابھی تک کیا نہیں
 تو کیا کرے؟ بینوا توجسروا۔ قاری غلام قادر لاہور

بحر الرائق ج ۱ ص ۱۰۰ میں ہے۔ ولو شك في سجود السهو
 فإنه يتحرى ولا يسجد لهذا السهو۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں غلبہ ظن کے مطابق عمل کرے۔ اگر کسی جانب کو
 غلبہ ظن نہ ہو تو پھر سجده سهو نہ کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

ابجواب صحیح
 بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
 بندہ محمد عبداللہ غفر اللہ لہ رئیس الافکار ۸۱/۳۵
 نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مغرب کی تیسری رکعت میں شریک ہونے والا بقی نماز

میں صرف ایک قعدہ کرے تو سجده سهو واجب ہو گا یا نہیں

ایک شخص مغرب کی جماعت میں تیسری رکعت میں شریک ہوا۔ اب سبوت نے امام کے سلام
 پھرنے کے بعد دو رکعات میں دو قعدے کرنے تھے۔ لیکن اس نے صرف ایک آخری قعدہ کیا۔ کیا اس
 کی نماز ہو گئی اور سجده سهو اس پر لازم ہے یا نہیں؟

الحجۃ الجبلۃ صورت مسئلہ میں شخص مذکور کی نماز ادا ہو گئی۔ اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں تھا۔ شامی ج ۱ ص ۱۴۴ میں ہے۔

ویقضى اول صلوته في حق قرأة واخرها في حق تشهد فمذرك
ركعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد
بينهما۔ (در مختار)۔

وفي الرد قوله وتشهد بينهما قال في شرح المنية ولولم يقعد
جاز استحسانا لا قياسا ولم يلزمه سجود السهو لكون الركعة اول
من وجه۔ فقط والله اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
نائب مفتی غیر المدارس ملتان
۲۱/۶
۱۳۹۶ھ بندہ محمد عبداللہ غفر اللہ لہ رئیس الافکار
اجواب صحیح

آخری قعدہ کے بعد سہوا کھڑا ہو گیا تو واپس لوٹنے کی صورت میں سجدہ سہو کرنے

ایک شخص قعدہ اخیرہ میں تشهد ختم کر کے غلطی سے کھڑا ہو گیا۔ پھر یاد آنے پر فوراً بیٹھ گیا۔ تو کیا
وہ دوبارہ تشهد پڑھے اور سجدہ سہو کرنے کے بعد سجدہ بارہ تشهد پڑھے؟
بیٹھ کر سلام پھیر دے پھر سجدہ سہو کرے پھر تشهد پڑھے۔

الحجۃ الجبلۃ وفي الدر وان تعد في الرابعة مثلاً قدر التشهد
ثم قام عاد وسلم وسجد للسهو۔ (شامی ج ۱ ص ۷۰۸)۔

فقط والله اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار غیر المدارس ملتان

تراویح میں بھی سجدہ سہو کیا جائے

آیا "تراویح" میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

الجواب

فرائض و نوافل سجدہ سہو کے حکم میں یکساں ہیں۔ ہندیہ میں ہے۔

وحکم السہو فی الفرض و النفل سواء۔ (ج ۱ - ص ۶۵)۔

وفی الیتیمۃ اذا ترک الجہر فی الوتر و فی التراویح یلزمہ السہو۔ (ج ۱ ص ۶۶)

۱۔ ہندیہ کے مذکورہ بالا جزئیات کی روشنی میں عیدین اور تراویح میں بھی سجدہ سہو کیا جائے گا لایہ کہ مجمع کثیر ہو۔

فقط واللہ اعلم

بجو ابی صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نیکس لائبریری ۴۰۴ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۔ السہو فی الجمعة و العیدین و المكتوبة و التطوع واحد

الا ان مشائخنا قالوا لا یسجد للسہو فی العیدین و الجمعة

لئلا یقع الناس فی فتنة کذا فی المصنعات۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۶۶)

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاویٰ



قعدہ میں دعاء مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم

اگر باجماعت فرض نماز میں امام درود شریف کے بعد سلام سے پہلے کوئی ایک دعاء دو دفعہ پڑھ لے تو تاخیر سلام کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہ؟ مثلاً رَبَّنَا آتِنَا دو دفعہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ (مولانا محمد رفیع صاحب) عید گاہ کبیر والا

اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔ عالمگیری ج ۱ ص ۶۶ میں ہے۔

الجواب

ولو کثر التشہد فی القعدة الاولى فعليه السہو الى ان

قال ولو کثر فی القعدة الثانية فلا سہو عليه کذا فی التبیین۔ ۱ھ

فقط واللہ اعلم

بجو ابی صحیح

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۱۳۸۸ھ نائب مفتی خیر المدارس ملتان



دعائے قنوت مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا

فتروں میں دعائے قنوت دو دفعہ پڑھ گئے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں ؟
الجواب صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ کما فی مجمع الزہری
 ج ۱۱ ص ۱۲۸ (اوکرہ) ای الرکن و فیہ اشعار بانہ
 لو کرر واجباً لم یجب السہو۔ ۱۱ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
 بندہ محمد اسحاق غفرلہ
 خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۲ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سجدہ سہو کرنے کے بعد رشک ہو تو کیا کرے

سجدہ سہو کرنے کے بعد رشک ہو گیا کہ سجدہ سہو کیا ہے یا نہیں تو اب کیا کرے ؟
الجواب اگر سجدہ کرنا یاد ہے تو محض شک و وہم کا اعتبار نہ کرے اس وہم کو دفع
 کرے۔ لان الیقین لا یزول بالشک۔ فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۳/۲/۱۳۸۱ھ

ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جانے والی نماز

میں نئے فرض پڑھنے والے شامل نہ ہوں!

امام قعدہ اولی بھول گیا سجدہ سہو بھی نہیں کیا پھر دوبارہ جماعت کرائی گئی۔ کیا اس جماعت
 میں وہ آدمی شامل ہو سکتا ہے جس نے پہلے فرض نہیں پڑھے ؟

الجواب ترک واجب کی وجہ سے جو نماز دوبارہ پڑھی جائے اس کے بارے میں فقہاء
 کا اختلاف ہے۔ مختار یہ ہے کہ یہ نفل جابر ہیں اور قواعد کا مقتضی بھی یہی ہے

قال الطحاوی فی حاشیئته علی المراقب والمختاران المعادة

لترك واجب نفل جابر۔ (ص ۱۳۲)۔

پس نئے مقتدی اس اعادہ والی نماز میں شمولیت نہ کریں اس سے ان کا فرض ادا نہ ہوگا
للزوم اقتداء المفترض خلف المتنفل۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۸۵ھ

عیدین میں مجمع "کثیر" نہ ہو تو سجدہ سہو کیا جائے

بروز عید امام سے سہو ہوا یعنی اول رکعت میں بعد از شائر تکبیرات زائد کہنا بھول جاتا ہے اور قرأت شروع کر دیتا ہے لیکن درمیان قرأت اس کو سہو یاد آجاتا ہے۔ چنانچہ بعد قرأت تینوں تکبیر کہہ کر رکوع کر لیا۔ آیا تکبیروں کو مؤخر کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو گیا اور یہ نماز بلا سجدہ سہو جائز ہوگی یا نہیں؟
صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا لیکن اگر عید کی نماز میں بہت زیادہ لوگوں کا اجتماع ہو تو بغیر سجدہ سہو ادا کئے بھی نماز ہو جاتی ہے۔
اور اگر مجمع زیادہ نہ ہو تو سجدہ سہو ادا کرنا واجب ہوگا۔

كما في الدر على الشامية : ج ۱، ص ۵۰، والسهو في العيد والجمعة
والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه
في الاوليين لدفع الفتنة وفي الشامية (قوله وبه جزم في
الدر) لكنه قيده محشيها الوافي بما اذا حضر جمع كثير
والا فلا داعي الى الترك۔ اه فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۸۲ھ

مقدار رکن خاموش کھڑے سوچتے رہنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

امام کو نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ فاطر کے دوسرے رکوع کی پانچویں آیت سالم اور چھٹی آیت کل یجری لاجل مسعی پڑھ کر متشابہ لگا اور سورہ رعد رکوع نمبر ایک آیت نمبر دو - کل یجری لاجل مسعی یدبر الامر یفصل الآیات لعلکم بقاء ربکم تو قنوت یہاں تک پڑھنے کے بعد انہیں خیال آیا - پھر مقدار رکن سے زائد وقت تک خاموش کھڑے رہنے کے بعد دوبارہ سورہ فاطر کی وہی آیات پڑھیں اور صحیح پڑھتے ہوئے رکوع کیا - تو امام پر سجدہ سہو لازم ہو گیا یا نہیں - اس صورت میں واجب ترک ہوا اور پھر نماز نہیں ٹوٹائی تو کیا حکم ہے - نیز اس قسم کے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں ؟

غلام مصطفیٰ رائونڈ ضلع لاہور

الجواب اگر امام صاحب تین دفعہ سبحان رب العظیم کہنے کی مقدار خاموش کھڑے سوچتے رہے ہیں تو اس کی وجہ سے ان پر سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا اب اس نماز کا اعادہ ضروری ہے تاکہ ادائیگی علی وجہ الکمال ہو جائے - امام صاحب کو مسئلہ سے آگاہ کر دیا جائے - ہو سکتا ہے کہ انہوں نے وجہ سے اعادہ نہ کیا ہو کہ ان کے خیال میں نماز درست ہو گئی ہے - ہاں اگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی اپنی ضد پر قائم رہیں تو حکم معلوم کر لیا جائے -

إذا شغله التفكير عن أداء واجب بقدر ركن او شغله عن الوضوء بعد سبق الحدث لشكه انه صلى ثلاثا او اربعاً يجب السهو و الا فلا كذا في الشرح ولم يبينوا قدر الركن وعلى قياس ما تقدم ان يعتبر الركن مع سنته وهو مقدّر بثلاث تسبيحات - اهـ (الطحاوی علی مراقب الفلاح ص ۲۵)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۰/۱۰/۱۳۹۸ھ

رکوع و سجود میں تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا

ایک آدمی رکوع یا سجدہ میں بجائے تسبیحات پڑھنے کے تشہد پڑھنے لگا یا دُانے پر تسبیحات پڑھ کے کھڑا ہو گیا۔ کیا اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا ؟

رکوع یا سجدے میں التحیات پورا یا اس کا اکثر حصہ پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ حکما فی الخانیۃ والخلاصۃ او قرأ التشہد فی

الركوع او فی السجود حکان علیہ السہو۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۵۸)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۱۶ / ۲ / ۱۳۸۶ھ

پہلی یا تیسری رکعت پر معمولی دیر قعدہ کرنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا

رکعت اولیٰ پر معمولی قعدہ کر دیا یا تیسری رکعت پر تھوڑی دیر بیٹھ گیا اور پھر اٹھ گیا تو سجدہ سہو ہوگا یا نہیں ؟ کتنی دیر معاف ہے ؟

ایک دو تسبیح کی مقدار بیٹھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۹۲ھ

اجواب صحیح : محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

لہ والتأخیر الیسیر وهو ما دون رکن معفو عنہ ۱۷ (شامی ج ۱ ص ۳۴۰)۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاویٰ۔

وجوب کے بعد سجدہ ہونہ کیا جائے تو اس نماز کا اعادہ واجب ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ صبح کی نماز میں امام نے پوری سورۃ فاتحہ سرائے تلاوت کر لی۔ خاتمہ پر امام کو یاد آیا کہ نماز جہری ہے۔ تو امام صاحب نے سورۃ فاتحہ ابتداء سے

م شروع کر دی۔ اور بلا سجدہ سہو نماز پوری کر لی۔ اندر میں صورت نماز مذکورہ کی اس حالت میں سجدہ سہو واجب تھا لیکن امام نے ادا نہیں کیا۔ عمدًا یا سہوًا ترک کر دینے میں اعادہ نماز واجب ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى جَلَّ مَجْدُهُ

الحجۃ النبی

نماز میں بھر کے موقع پر امام کے لئے بھر اور انخفا کے موقع پر انخفا واجب ہے۔ جس کے ترک کرنے پر سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے مگر سجدہ سہو بھول جانے سے نماز کے اعادہ کا حکم کسی نے نہیں دیا ہے۔ اگر امام نے بھول کر سلام پھیرنے کے بعد جب تک نماز کے منافی کوئی کام نہیں کیا ہے اور سجدہ ہی میں قبلہ کی طرف اس کا رخ ہے تو وہ سجدہ صلیبہ اور سجدہ تلاوتیہ کی طرح سجدہ کر سکتا ہے نہ یہ کہ سجدہ سہو بھول جائے تو اس کو پوری نماز کا ٹوٹنا ضروری ہے۔ چنانچہ ”تنویر الابصار“ باب سجود السہو میں ہے۔

ولو نسي السهو او سجدة صلبية او تلاوية يلزمه ذلك ما دام في المسجد قال في رد المحتار حاشية الدر المختار رجاءهم لما في البدائع من ان السجود لا يسقط بالسلام ولو عمدا الا اذا فعل فعلا يمنع من البناء بان تكلم او قهقه او احدث عمدا او خرج من المسجد او صرف وجهه عن القبلة - نيز در مختار میں ہے۔
وبيانہ انہ لا يمكن العود الى سجوده لان سجوده ما يكون جابرا والجابر بالنص هو الواقع في اخر الصلوة ولا اخر لها بعد التمام فقلنا بانه تمت صلوته وخرج منها (شامی ج ۱ ص ۵۵۵)
والله اعلم وعلمه اتوا واحكم

احقر محمد لطافت الرحمن لقلم خود

مہر۔ محمد لطافت الرحمن؛ مفتی جامع اسلامیا بہاولپور : ۹/۴/۱۹۸۰ء

خدمت جناب مفتی صاحب خیر المدارس ملتان : السلام علیکم۔
ایک استفتاء مع جواب پیش خدمت ہے اس کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع کریں۔
حکیم محمد شریف، ماڈل ٹاؤن بہاولپور

الحجۃ

صورتِ مسئلہ میں اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

قال فی الدر المختار لہما واجبات لا تفسد بترکھا وتعاد وجوبا
فی العمدة والسهو ان لم یسجد لہ وان لم یعدھا ینکون
فاسقا اثما۔ (رد المحتار علی الدر المختار: ج ۱ ص ۳۰۶ - بحث واجبات)۔
اور شامیہ میں ہے۔

وقد علمت ایضا ترجیح القول بالوجوب فیكون المرجح وجوب
الاعادة فی الوقت وبعدہ۔ (ج ۱ ص ۵۳۶ - بحث قضاء الفوائت)۔

تصریحات بالا کی موجودگی میں مسئلہ فتویٰ کی یہ عبارت قابلِ تعجب ہے۔ ”سجدہ سہو بھول جانے سے
نماز کے اعادہ کا حکم کسی نے نہیں دیا“۔ درمختار کی عبارت بالا میں یہ مصرح ہے کہ بصورتِ سہو اگر سجدہ سہو
نہیں کیا تو اعادہ واجب ہے اور تارک اس کا فاسق ہوگا۔ جو مسئلہ مسئلہ فتویٰ میں تحریر کیا گیا ہے کہ
بعدِ سلام بھی اگر سجدہ سہو یاد آجائے تو سجدہ کرے۔ تا وقتیکہ مسجد سے نہیں نکلا۔ اس میں کوئی اختلاف
نہیں یہ مسئلہ درست ہے۔ لیکن صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر سلام کے بعد بھی سجدہ سہو نہیں کیا۔ تو اب
کیا حکم ہے جب کہ بعدِ سلام خروج عن المسجد بھی پایا گیا ہے۔ اس خروج کا مفتی صاحب نے جواب
نہیں لکھا۔

بیانہ انہ لا ینکون العود الی السجود اھ سے بحوالہ درمختار جو عبارت نقل کی ہے یہ درحقیقہ
کی نہیں بلکہ علامہ شامی رحمہ کی عبارت ہے وہ اس کے ناقل ہیں۔
ثانیاً یہ عبارت غلط نقل کی گئی ہے۔ صحیح یوں ہے۔

والجابر بالنص هو الواقع فی احوال الصلاة ولا اخل لها قبل التمام

فقلنا بانہ تمت صلاتہ وخروج منها قطعاً للدور۔ (اھ شامی ج ۱ ص ۳۰۶)

ثالثاً۔ یہ کہ یہ عبارت ایک خاص صورت سے متعلق ہے وہ یہ کہ اگر کسی مسافر شخص پر سجدہ سہو
تھا اس نے سلام پھیر دیا اب اسے سجدہ سہو یاد آیا اور اس نے اسی وقت اقامت کی نیت بھی کر لی تو اس
کی نیت معتبر ہوگی یا نہیں۔ تو صحیح یہ ہے کہ اس کی نیت اقامت معتبر نہیں۔ بعد میں سجدہ سہو کر لیا ہے یا نہیں
کیونکہ بصورتِ سجدہ سہو اگر اس کی نیت اقامت معتبر نہیں تو یہ وسطِ صلوٰۃ میں واقع ہوگا حالانکہ نص سے

ثابت ہے کہ جابر آخر صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ ولا اخولہا قبل التمام تو اس مجبوری سجدہ سہو کی بنا پر کہنا پڑے گا کہ سلام سے خروج موقوف نہیں ہوا۔ بلکہ قطعی خروج ہو گیا ہے جس کی بنا پر نیت اقامت معتبر نہیں ہوگی۔ تمت صلوٰۃ سے بھی استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ تمامیت درجہ ارکان و شروط میں ہے وہ سب پائے گئے ہیں پس یہ منافی وجوب اعادہ نہیں۔ کیونکہ یہ ترک واجب کی وجہ سے ہے نہ کہ ترک فرض کی وجہ سے۔ علامہ شامی نقل فرماتے ہیں۔

قال في شرح التحرير وهل تكون الاعادة واجبة فصرح غير واحد من مشراح اصول فخر الاسلام بانها ليست بواجبة وانه بالاول يخرج عن العمدة وان كان على وجه الكراهة على الاصح وان الشافى بمنزلة الجبر والا وجه الوجوب۔ (شامیہ ج ۱ ص ۶۷۸)۔
دیکھئے خروج عن العمدة کے باوجود وجوب اعادہ کا حکم دیا گیا ہے۔ الحاصل صورت مسئلہ میں اعادہ صلوٰۃ واجب ہے اور منسلک فتویٰ صحیح نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان ۳۰/۱۰/۱۴۰۰ھ



خیر المدارس ملتان کے جواب ”نماز کے وجوب اعادہ پر“ مولانا لطافت الرحمن صاحب نے دوبارہ مفصل جواب لکھا۔ جس میں ثابت کیا کہ صورت مسئلہ میں اعادہ لازم نہیں۔ یہ سوال و جواب جب دوبارہ آیا تو سوال کی عبارت

”عمداً یا سہواً ترک کر دینے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟“

کے لفظ ”عمداً“ پر یہ حاشیہ تحریر تھا۔

۱۔ یہ لفظ غلط ہے اصل صورت بیان کی ہے جس پر میری تحریر میں تین بار تصریح موجود ہے۔

لطافت الرحمن

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امانہ

سجدہ سہو کی اس منسلک صورت مسئلہ میں میں نے جو کچھ لکھا ہے اور پھر اس پر حکیم محمد شریف صاحب کے غیر منفع استفادہ پر مفتی عبد الستار صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس بارہ میں ایک مختصر تمہید ضروری ہے

جس کے بعد یہ واضح ہو جائے گا کہ صورتِ مسئلہ میں نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

تمہید وہ یہ کہ عمدہ، سہو، نسیان۔ تینوں کے احکام شرعاً مختلف ہیں۔ جس کے وضاحت اس حکم شرعی سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ اگر روزہ دار نے عمدہ و قصداً بلا کسی شرعی عند کے نیت روزہ کے بعد نہار رمضان میں روزہ توڑا تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نے سہو و خطا اس طرح کیا تو اس کا روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے اس پر قضاء لازم ہو جاتی ہے مگر کفارہ نہیں۔ اور اگر بھول کر اس نے کھایا پیا تو کچھ نہیں ہوا۔ روزہ اپنی جگہ قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکو کھلایا اور پلایا بھی۔ حدیث کا لفظ کتنا پیارا ہے۔

من نسی وهو صائم فاكل وشرب فليتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه۔ (فتح الملہم، ج ۳، ص ۱۷۱)۔

اب اس تمہید کے بعد میرا یہ کہنا کہ سجدہ سہو بھول جانے سے نماز کا اعادہ لازم نہیں، اپنی جگہ صحیح ہے جب کہ مجھ سے انہیں الفاظ میں پوچھا گیا تھا کہ امام صاحب سجدہ کرنا بھی بھول گئے۔ تو کیا اب یہ تمام لوگ نماز کا اعادہ کریں گے یا نہیں۔ بہر کیف مستفتی اور مفتی دونوں سہو اور نسیان کے درمیان شرعی فقہی فرق جاننے کی زحمت نہیں اٹھاتے۔ اور نسیان کو سہو قرار دے کر صورتِ مسئلہ میں اعادہ نماز کا حکم دیتے ہیں اور میرے فتوے کی تغلیط اور مسکت جواب کا سامان فرما رہے ہیں۔ میری یہ بات کوئی مولویانہ تخمین نہیں ہے۔ بلکہ عبد الستار صاحب کی تحریر کے آغاز ہی میں درمختار کی عبارت

ولہا واجبات لا تفسد بتركها و تقاد وجوباً فی العمد والسہو

ان لم يسجد له وان لم يعد لها يكون فاسقاً اثماً۔

نقل کرنے سے صاف واضح ہے کہ وہ نسیان اور سہو کے درمیان فرق بھول گئے ہیں اور سہو کے اس حکم کو جو قطعی اتفاقی اور یقینی بھی نہیں ہے اس کو نسیان کی صورت پر لاگو کر رہے ہیں۔ غرض یہ کہ میرا عدم اعادہ کا لکھنا تو بھول جانے کی صورت میں ہے اور صاحب شامی کا یہ فرمانا کہ فیكون المرجح وجوب الاعادة في الوقت وبعده سہو کی صورت میں ایک رائے ہے۔ پھر عبد الستار صاحب نے میرے الفاظ میں تین بار آیا ہوا ”بھول جانے“ کا لفظ نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ موجودہ بالا تصریحات کی موجودگی میں مسئلہ فتوے کی یہ عبارت قابلِ تعجب ہے کہ سجدہ سہو بھول جانے سے اعادہ کا حکم کسی نے نہیں دیا ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ ”درمختار“ کی عبارت بالا میں مصرح ہے کہ بصورت سہو اگر سجدہ نہ کیا تو اعادہ واجب ہے اور تارک اس کا فاسق ہے۔ خیر اس میں کوئی ابہام نہیں کہ مفتی صاحب پر اپنے مستفتی کی طرح نسیان اور سہو کے درمیان ابہام مسلط رہا ہے۔ اور مفتی صاحب نے تو قلم بازی کر کے میری تحریر میں بھول جانے کا لفظ نظر انداز کر دیا اور اپنی ہی طرف سے نہایت غیر محتاط عامیانہ، ناواقفانہ انداز میں عمداً یا سہواً لکھ مارا۔ گویا اس بے چارے کو پتہ ہی نہیں کہ ان تین امور میں فرق ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ صورت مسئلہ ان تینوں صورتوں میں سے کون سی صورت ہے۔ اس طرح کے مواقع کے لئے ایک عربی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے

اقول له زيدا فيسمع خالداً

واكتبه بشراً و يقرءه عمراً

پھر ایک عامی آدمی سے تو گلہ نہیں بے غوری اور قلت تأمل کا گلہ تو مفتی صاحب سے ہے۔ وما احسن ما قاله سعد الدين التفتازاني - ومفاسد قلة التأمل مما يضيق عنه نطاق البيان - (مطول بحث تصريف علم المعاني)۔

مفتی صاحب نے میری نقل کردہ عبارت میں قبل و بعد کی فروگزاشت درمختار اور رد المحتار کے چکر پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اس طرح تمت صلوٰۃ پر استدلال کو غلط قرار دیا ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں بے مقصد ہیں۔ اسی طرح انہوں نے فتاویٰ شامیہ کے قضاۃ فوائت کی طویل غیر متعلقہ بحث کی عبارت سے وجوب اعادہ یا ترجیح اعادہ کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر ایک تو وہ بحث مانحن فیہ سے بعزل ہے۔ اور دوسری عبارت اور فقیہ صاحب کا فیصلہ عدم اعادہ کلیہ۔ مثلاً اس کلیہ۔

كل صلاة اديت مع الكراهة تعاد - اى وجوباً في الوقت واما بعده فندبا -

پر جو لمبا چوڑا بیان ہے اس میں یہ بھی ہے۔

وقال في البحر فلي القولين لا وجوب بعد الوقت -

بہر کیف اصل مسئلہ میں میری طرف سے عدم اعادہ کے لئے ذیل کے چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۵ میں ہے۔

واذا سلم الرجل وعليه سجدة السهو فطلعت الشمس بعد

السلام قبل ان يسجد للسهو او استوت الشمس او احمرت
سقطت عنه سجدة السهو -

۲ :- ”كتاب الفقه على المذاهب الاربعة“ : ص ۳۴۱، میں ہے -

حكم سجود السهو عند الحنفية قالوا سجود السهو واجب على الصحيح
ياشم بتركه ولا تبطل صلاته وانما يجب اذا كان الوقت صالحا للصلاة
فلو طلعت الشمس عقب الفراغ من صلاة الصبح وكان عليه
سجود سهو تسقط عنه لعدم صلاحية الوقت للصلاة الى ان قال
وكذا اذا خرج من المسجد بعد السلام ونحو ذلك مما يقطع
البناء كما تقدم ففي كل هذه الصور تسقط عنه سجود السهو
ولا يجب عليه اعادة الصلاة -

۳ : فتاویٰ عالمگیری : ج ۱ : ص ۱۲۹ - میں ہے -

وان سلم بنية القطع من وجب عليه سجود سهو فهو في الصلاة
ان سجد للسهو والا لا عندهما وهو الاصح وعند محمد زفر
هو فيها وان لم يسجد فبعد السلام ان اقتدى به رجل صح
عند محمد مطلقا و عندهما صح ان سجد للسهو ان قهقهه
انتقض الوضوء عنده خلافا لهما وصلوته تامة اجماعا وسقط
عنه سجود السهو -

۴ :- مفتی ابن قدامہ : ج ۱ : ص ۶۸۲ - میں ہے -

الكلام في هذه المسئلة في فصول الفصل الاول اذا نسي سجود
السهو ثم ذكره قبل طول الفصل في المسجد فانه يسجد سواء
تكلم او لم يتكلم وبهذا قال مالك والاوزاعي - وقال ابو حنيفة
ان تكلم بعد الصلاة سقط عنه سجود السهو لانه اتى بما ينافيها
فاشبهه ما لو احدث -

میں حیران ہوں کہ مفتی عجبستار صاحب کی نگاہ تو فتاویٰ شامیہ کی متزاحم، متعارض اور وہ

مانحن خبیہ سے الگ تھلکت ہی مرکوز ہے۔ اور باقی کسی واضح چیز پر نگاہ ڈالنے کی زحمت یا ہمت نہیں ہے۔ ع حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء

باقی اس مقصد پر تو کتب فقہ میں اتنے حوالے موجود ہیں کہ کتاب کھولتا ہوں تو یہی کچھ ہے حوالہ چار حوالہ جات کا ماہہ الاشتراک ہے۔ یعنی یہ کہ سجدہ سہو بھول جانے اور پھر نہ کرنے پر نہ تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور نہ ہی اس نماز کا اعادہ جس میں سجدہ سہو اپنے مقررہ امور کے سبب ہوا تھا۔

۲ نمبر میں مفتی صاحب سے اپنے بعض الفاظ کی تیزی پر معذرت خواہ ہوں۔ ع

و العذر کرام الناس مقبول

العبد الخاطی المذنب الحیران محمد لطافت الرحمن کان اللہ لہ ولوالدیہ

واحسن الیہما والیہ۔ استاذ العلوم الشرعیہ والادب العربی اسلامیہ یونیورسٹی

بہاولپور تاریخ ۱۹ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ : ۳۰/۹/۱۹۸۰ء

نوٹ ۱: ہر صاحب عقل اس چیز کو جانتا ہے کہ مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ منسلک فتویٰ غلط ہے یہ صرف لطافت الرحمن کی تغلیط نہیں بلکہ میری نقل کردہ چار کتابوں کے علاوہ پوری فقہ کو غلط بتانا ہے جس کی جرأت بلکہ جسارت تو کچھ عبد الستار صاحب کی طرح کا بہادر شخص ہی کر سکتا ہے۔ اعاذنا اللہ من مثل هذه الجسارة والخسارة۔ اللہم آمین۔

لطافت الرحمن غفرلہ ۳۰/۹/۱۹۸۰ء



الجواب تمہید غیر متعلق ہے کیونکہ یہ روزے کے بارے میں ہے۔ نماز سے متعلق کوئی جزئیہ نقل کرنا چاہئے تھا۔ صوم میں تو اکل ناسیاً اور مخطا کا فرق مسلم ہے لیکن مفسدات نماز میں ایسا نہیں۔ مثلاً دیکھئے۔ اکل عمدہ ہو یا نسیاناً دونوں صورتوں میں مفسد صلوٰۃ ہے بلکہ اصل تو یہ تھا کہ زیر بحث مسئلہ سجدہ سہو میں نسیان و سہو کا فرق باحوالہ لکھا جاتا۔ مگر مسائل سجدہ سہو کے بارے میں صرف دعوائے فرق پر اکتفا کیا گیا ہے جو بلا دلیل مقبول نہیں۔

جب فرق مذکور ان مسائل میں ثابت نہیں بلکہ الٹا سہو و نسیان کا توحد دلائل سے ثابت ہے تو

۱۔ واضح رہے کہ یہ فرق صوم میں بھی نسیان و خطا کے درمیان ہے سہو و نسیان میں نہیں۔ منہ۔ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۴۔ سب سے فیصلہ کن تصریح علامہ حصکفیؒ کی ہے باب سجود السہو کے شروع میں لکھتے ہیں۔

وهو ای السہو (ناقل) والنسیان والشك واحد عند الفقهاء۔

۵ : وذكر في التحرير انه لا فرق في اللغة بين النسيان و السهو وهو

عدم الاستحضار في وقت الحاجة۔ (ج ۲ : ص ۹۸۔ بحر)۔

واضح رہے کہ مسائل سجدہ سہو میں ان دونوں کے مابین فرق ثابت نہیں۔ جو اس وقت مقصود ہے

اس کے علاوہ کسی نے فرق رکھا ہو تو وہ مانحن فیہ خارج ہے۔ بلکہ تفلسف فی الفہ ہے۔

۶ : حضرت تھانوی قدس سرہ نے بہشتی زیور میں سجدہ سہو کے جو مسائل ذکر کئے ہیں۔ سب میں سہو

کا ترجمہ بھول جانا کیا ہے۔ نیز حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرتدہ نے بھی لکھا ہے۔

”سہو کہتے ہیں بھول جانے کو“ اھ

تصریحات بالا سے یہ واضح ہے کہ سہو ونسیان میں تو جہد ہے اور بھول جانا سہو کا ترجمہ ہو سکتا ہے

(پس فاضل مفتی صاحب کا فرمان درست نہیں)۔

علاوہ ازیں فاضل موصوف درمختار کی اس عبارت ”ولها واجبات لا تفسد بتركها و

تعاد وجوبا في العمدة و السهو ان لم يسجد له الخ“ کو بھی صحیح نہیں سمجھ سکے

مسئلہ تو یہ ہے کہ ترک واجب اگر سہوا ہو اور سجدہ سہو نہیں کیا تو اعادہ واجب ہے اور موصوف یہ سمجھے

ہیں کہ سجدہ سہو اگر سہوا نہیں کیا تو یہ حکم ہے اور اگر نسیاناً سجدہ سہو ترک ہو گیا تو یہ حکم نہیں۔ حالانکہ عبارت

”وہ میں جو سہو مذکور ہے۔ وہ موجب سجدہ سہو مطلقاً ہے۔ خواہ عمدًا ہو یا سہواً و سہواً ہو دونوں

صورتوں میں نماز واجب الاعادہ ہوگی جب کہ وقت صالح للسجدة تھا۔ حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب

”مفتی دارالعلوم دیوبند نور اللہ مرقدہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

سوال : ترک سجدہ سہو بھول میں اور عمدًا میں فرق ہے کہ نہیں۔ اعادہ نماز کرے یا نہ کرے ؟

الجواب : قضاء اس نماز کی واجب ہے۔ اور ترک سجدہ سہو عمدًا و سہواً برابر ہے۔

(تقاویٰ دارالعلوم دیوبند جدید : ج ۴ : ص ۳۸۴)

ایک ایسے ہی دوسرے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”اور باوجود وجوب سجدہ سہو کے اگر سجدہ سہو نہ کیا۔ نماز میں نقصان آیا۔ اعادہ واجب ہے“

(ج ۴ : ص ۴۰۸)

اب موصوف خود ہی غور فرمائیں کہ تفتازانی کا قول و مفاسد قلۃ التأمل کس پر صادق آتا ہے۔ بہر حال درمختار اور شامیہ کے جزئیات، نیز فتاویٰ بالاکہ رو سے صورت سکولہ میں نماز کا اعادہ واجب ہے۔ راجح یہی ہے۔ کما صرح بہ فی الشامیۃ اور ابن نجیم کا یہ قول فعلی القولین لا وجوب بعد الوقت قابل اعتماد نہیں۔

قال فی المنحة نقل خیر الرمی عن العلامة المقدسی انه يجب ان لا يعتمد علی هذا لما ذكره قریباً من قولهم كل صلوة ادیت مع الكراهة سبیلها الاعادة۔ اه

بعد ازاں فاضل موصوف نے اصل مسئلہ کے لئے چار عبارات نقل فرمائی ہیں۔ پہلی، تیسری، چوتھی میں بعض صورتوں کے اندر سقوط سجدہ کا ذکر ہے۔ ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ ان لوگوں سے سجدہ سہو کا مطالبہ نہیں سلام پھرنے کے بعد جب کوئی منافی نماز مثلاً کلام یا خروج عن المسجد وغیرہ پایا گیا تو سجدہ سہو کا وقت جاتا رہا سجدہ سہو کے بقا و ثبوت میں بحث ہی نہیں۔ بات تو یہ ہے کہ ترک واجب کی وجہ سے جو نماز میں نقص آگیا تھا اس کی تلافی بذریعہ سجدہ سہو ناممکن ہو گئی ہے۔ اور یہ اقلنا بھی عذر سماوی طلوع شمس وغیرہ سے نہیں۔ بلکہ فعل اختیاری کلام وغیرہ سے ہے۔ تو ایسی صورت میں اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟ درمختار وغیرہ میں تصریح موجود ہے کہ۔ ”اندریں صورت اعادہ واجب ہے۔ اعادہ نہ کیا تو گناہ گار و فاسق قرار پائے گا کماتر پس یہ تینوں عبارتیں محل نزاع میں غیر مفید ہیں۔ صلاتہ تامۃ الخ کا جواب پہلے فتویٰ میں ہم لکھ چکے ہیں۔ البتہ عبارت ۲ میں یہ ہے۔

يسقط عنه سجود السهو ولا تجب عليه اعادة الصلوة۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فاضل مفتی صاحب نے اس عبارت کے بعد دلے استثناء کو حذف کر دیا ہے جس کی وجہ سے غلط فہمی ہو رہی ہے۔ پوری عبارت یہ ہے۔ ولا تجب عليه اعادة الصلوة الا اذا (كان۔ ناقل) سقوط السجود بعمل مناف لها عمدا۔ (دیکھئے کتاب مذکور)۔ یعنی جب سقوط سجدہ سہو کسی عمل منافی للصلوة کی وجہ سے ہوا تو عدم وجوب اعادہ کا حکم نہیں بلکہ اعادہ کا حکم ہوگا۔ (محصلہ)۔ یہی تفصیل علامہ شامی نے ایک مقام پر کی ہے۔ طلوع شمس نماز فجر میں ہونے کی وجہ سے یا کسی وجہ سے اگر سجدہ سہو ساقط ہو گیا ہو تو اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟ لکھتے ہیں۔

بقي اذا سقط السجود فهل يلزمه الاعادة لكون ما اداه اولاً ناقصاً

بلا جابر والذی ینبغی انہ ان سقط بصنعہ کحدث عمد مثلاً

یلزم والا فلا تأمل - (ج ۱: ص ۶۹۲)۔

حاصل یہ ہے کہ فاضل مفتی صاحب نے پہلے اور بعد والے فتوے میں جو عبارتیں نقل کی ہیں سب بے محل ہیں۔ بحث سقوط سجدہ کی نہیں بلکہ وجوب اعادہ نماز کی ہے۔ ان عبارات میں اعادے کا نفی یا اثباتاً کوئی ذکر نہیں۔ صرف ”کتاب الفقہ“ کی عبارت میں نفی اعادہ ہے۔ جب کہ اسی کے استثناء سے اعادہ مفہوم ہوتا ہے۔ اور یہ ہمارے فتوے کی تائید میں ہے۔ پس ان عبارات سے فاضل مفتی صاحب کا دعویٰ ثابت نہ ہو سکا۔ یہ کسی کتاب یا پوری فقہ کی تغلیط نہیں ہے۔ اور اس کے برعکس ہم نے درمختار ردالمحتار۔ کتاب الفقہ۔ فتاویٰ دارالعلوم وغیرہ کی تصریحات سے یہ ثابت کیا ہے کہ بصورت سہو اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو اعادہ نماز واجب ہے۔ اور بقول علامہ حصکفی ج۔ و ان لم یعدہا یكون اثماً فاسقاً۔

جہاں تک مسئلے کی وضاحت اور جواب کا تعلق تھا وہ لکھ دیا گیا ہے۔ باقی فاضل مفتی صاحب کے بقول ان کے تیز الفاظ سے صرف نظر کیا گیا ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۱ھ



بدول سلام سجدہ سہو کرنے کا حکم

زید پر نماز میں سجدہ سہو واجب ہوا۔ مگر بے خیالی میں بدول سلام پھیرے سجدہ سہو کر لیا۔ تو کیا سجدہ سہو ادا ہو جائے گا یا نہیں ؟

سجدہ سہو کا وقت تو سلام کے بعد ہی ہے لیکن کسی نے بدول سلام بھی کر لیا تو سجدہ سہو ادا ہو جائے گا۔

الجواب

ومحله بعد السلام سواء كان من زيادة أو نقصان

ولو سجد قبل السلام اجزاءه عندنا هكذا رواية الاصول ۴

(عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵) فقط والله تعالى اعلم -

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



سجدة سہو میں سہو کا حکم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پر سجدة سہو واجب تھا جب وہ آخری تشهد میں بیٹھا تو سجدة سہو بھول گیا، سلام پھیرنے والا تھا کہ یاد آیا کہ مجھ پر سجدة سہو ہے۔ آیا سجدة سہو میں بھول کی وجہ سے دوسرا سجدة سہو واجب ہوگا یا ایک ہی کافی ہے ؟

اگر سجدة سہو میں بھول واقع ہو جائے تو اس سے سجدة سہو واجب نہیں ہوتا **الجواب** ہندیہ میں ہے۔ السہو فی سجود السہو لا یوجب السہو لاندہ

لا یتناهی کذا فی التہذیب - (ص ۶۷ - ج ۱) - ایک نماز میں کئی مرتبہ بھولنے سے ایک ہی سجدة سہو کافی ہے۔ ولو سہا فی صلوٰتہ مرارا یکفیه سجدتان کذا فی الخلاصۃ - (عالمگیری ج ۱ ص ۶۷) - فقط والله اعلم -

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ ملتان
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



ما يتعلق بِسَجْدِ التَّلَاوَةِ

ایک ہی جگہ بیٹھ کر پورا قرآن مجید پڑھا تو کتنے سجدے واجب ہونگے

اگر کوئی شخص ایک ہی جگہ پر نماز میں یا غیر نماز میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرے اور قرآن پاک کے اختتام پر وہ سجدہ تلاوت ایک کرے تو کیا ایک سجدہ کرنے سے باقی ترہ سجدوں کی ادائیگی ہو جائے گی یا نہیں ؟

سجدوں میں تداخل کے لئے آیت اور مجلس کا ایک ہونا شرط ہے۔ آیات یا مجالس کے متعدد ہونے کی صورت میں ان مجالس و آیات کے مطابق سجدوں

کا وجوب ہوگا۔ ہندیہ میں ہے۔

و شرط التداخل اتحاد الآية و اتحاد المجلس حتى لو اختلف

المجلس و اتحدت الآية او اتحاد المجلس و اختلفت الآية

لا تتداخل كذا في المحيط (ج ۱ ص ۶۹)۔

لہذا شخص مذکور پر چودہ سجدے پورے کرنا ضروری ہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۶

اجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴۰۸ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سجدہ تلاوت فہوب سے پہلے ادا کر نیکاحم تراویح میں آیت سجدہ سے پہلے امام نے سجدہ کر لیا تو وہ سجدہ تلاوت کے لئے کافی ہوگا یا نہیں ؟

الجواب

آیت سجدہ تلاوت کرنے سے پہلے یا پنج میں سجدہ کر لینے سے سجدہ تلاوت کا دہوب ادا نہیں ہوا۔ فقط واللہ اعلم

خیر محمد عفی عنہ مہتمم خیر المدارس ملتان : ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ



سجدہ تلاوت نماز کے سجدہ میں بلا نیت بھی ادا ہو جاتا ہے ایک حافظ صاحب تراویح میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے

سجدہ والی آیت پر رکوع میں چلے جاتے ہیں کہ نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جاتا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ اگر نہیں تو کیا کرنا چاہئے ؟

الجواب

سجدہ کی آیت پڑھ کر اگر فوراً رکوع کر لیا جائے تو رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینے سے سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر مقتدیوں نے نیت نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوگا۔ لہذا امام حسب کو چاہئے کہ رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے تاکہ سجدہ نماز میں جا کر سب کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے۔ کیوں کہ سجدہ تلاوت جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ سجدہ کی آیت پڑھ کر فوراً یا چھوٹی دو تین آیتیں پڑھنے کے بعد رکوع کر دے اور رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت بھی کرے تو ادا ہو جائے گا۔ اور اگر رکوع میں نیت نہ کرے تو نماز کے سجدہ میں بغیر نیت کے بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر رکوع میں نیت نہ کرے تو نمازیوں کو علیحدہ نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر امام نے رکوع میں نیت کر لی اور مقتدیوں نے نہ کی تو امام کا سجدہ تلاوت تو ادا ہو جائے گا اور مقتدیوں کا پھر آگے سجدہ میں جا کر بھی ادا نہیں ہوگا۔ اس لئے آسان صورت یہی ہے کہ امام رکوع میں نیت نہ کرے تو ”سجدہ صلوٰۃ“ میں سب کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

فقط واللہ اعلم
بندہ صغیر علی غفرلہ

الجواب صحیح : محمد عبداللہ غفر اللہ لہ



آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جائے گا سجدہ کی آیت کا ترجمہ پڑھنے سے یا سننے سے سجدہ واجب

ہوتا ہے یا نہیں ؟

محمد شفیع کالی موری حیدر آباد۔

الجواب

سجدہ تلاوت کی آیت کا ترجمہ کرنے اور سننے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ قاضی خان میں ہے۔

ولو تلا بالفارسیۃ تجب علیہ وعلى من سمعها السجدة. فہم

السامع اولہم یفہم اذا خبر السامع ان قرأ آیتہ السجدة اھ (ج ۱ ص ۵۷)

فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس ملتان



سجدہ تلاوت کے احکام وہ مکان جس میں امام کی اصل آواز سن کر یا اس کو دیکھ کر ایک طرف نماز پڑھنے والے کی اقتدار دوسری طرف نماز پڑھنے والے کے

پیچھے درست ہو سکتی ہے ایک مجلس کے حکم میں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اتنا بڑا کمرہ (ہال) جو مذکورہ بالا معیار سے بڑا ہو۔ اس میں مجلس بدلنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ ایک یا تین قدم چلنے سے مجلس بدل جائے گی۔ ایک کونے میں پڑھ کر دوسرے کونے میں جا کر (وہی آیت دہرانے سے) مجلس بدلے گی اور دوسرا سجدہ واجب ہوگا ؟

۲ : کیا کمرہ کی کوئی بڑی وسعت ایسی بھی ہے جس پر اس کمرہ کو میدان کا حکم دیا جائے یہاں تین قدم چلنے سے مجلس بدل جائے ؟

۳ : کتنا بڑا مکان ہو جس کے ایک کمرے سے چل کر دوسرے کمرے میں آجائے۔ یا برآمدہ یا صحن میں آجائے تو مجلس بدل جائے گی ؟

الجواب

وفی الشامیۃ ثم الاصل علی ما فی الخانیۃ والخلاصۃ ان کل

موضع یصح الاقتداء فیہ بمن یصلی فی طرف فیہ یجعل

حکمکان واحد۔ (ج ۱ ص ۵۷)۔

عبارت بالا سے معلوم نہوا کہ جس مکان میں ایک طرف پڑھنے والے کی اقتدار دوسری طرف پڑھنے والے کے پیچھے درست ہو وہ مکان واحد کے حکم میں ہے۔ اس کے اندر چلنے پھرنے سے تبدیل مجلس نہیں ہوگا۔

شامی میں ہے۔ ولایت کورد الوجوب فیہ۔ لہذا بڑا کمرہ یعنی ہال سجواً لہ بالامسجد کے حکم میں ہے اس میں ایک طرف پڑھنے والے کی اقتدار دوسری طرف پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ پس اس میں تبدیل مجلس کا طریقہ یہ ہوگا۔ کہ جب ایک کام کر رہا ہو تو دوسرا کام شروع کرنے سے مجلس بدل جائے گی۔ تین یا زیادہ

قدم چلنے سے ایسے شخص کی مجلس نہیں بندے گی۔

والحاصل ان ماله حكم المكان الواحد المسجد والبيت لا يضر
الانتقال فيه باكثر من ثلاث خطوات مالا يقترن بعمل اجنبی۔ (شامی ج ۱ ص ۵۴)
(۱) نہیں۔ (۲) نہیں۔ (۳) بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ چالیس ذراع کا مکان کبیر ہے۔ اور اس سے
کم صغیر ہے۔ وبعضہم قال ان كانت اربعین ذراعاً فهي كبيرة والانصيرة هذا
هو المختار۔ (شامی ج ۱ ص ۵۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح، عبد الستار عفا اللہ عنہ
بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ



آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جائے گا علم ہو یا نہ ہو !

زید نے سجدہ تلاوت کی آیت بلند آواز سے پڑھی تو کیا سامعین پر سجدہ تلاوت واجب ہو گیا؟ جبکہ
ان کو معلوم بھی نہیں اور نہ ہی ان کو بت لایا گیا۔ زید مطلع نہ کرنے پر گناہ گار ہو گا یا نہیں؟
المستفتی حاجی عبدالسلام ماوے والے، حیدر آباد۔

سامعین پر سجدہ تلاوت تو واجب ہو گیا لیکن اگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ زید نے آیت
سجدہ تلاوت کی ہے اور زید نے بھی ان کو اطلاع نہیں دی تو وہ سجدہ نہ کرنے میں عند اللہ

الجواب

معذور ہیں۔ واذا قرأ آية السجدة بالفارسية فعليه و على من سمعها
السجدة فهم السامع اولا اذا اخبر السامع انه قرأ آية السجدة
وعندهما ان كان السامع يعلم انه يقرأ القرآن يلزمه والا فلا
كذا في الخلاصة وقيل تجب بالاجماع هو الصحيح كذا في
محيط السرخسي ولو قرأ بالعربية يلزمه مطلقا لكن يعذر
بالتأخير ما لم يعلم اه (عالمگیریہ : ج ۱ ص ۶۸)۔

تلاوت کنندہ پر لازم ہے کہ ان لوگوں کو اطلاع کر دے کہ میں نے آیت سجدہ تلاوت کی ہے سجدہ کر لیں۔

فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، ۶/۳/۱۳۸۵ھ

نخیر محمد عفا اللہ عنہ



سجدة تلاوت رکوع میں ادا کرنے کے لئے نیت ضروری ہے !

فرض یا تراویح میں آیاتِ سجده پر رکوع کرنے سے کیا سجده ادا ہو جائے گا یا نہیں ؟
الجواب آیتِ سجده مکمل کر کے رکوع کریں اور رکوع کرتے وقت سجدة تلاوت ادا کرنے کی بھی نیت کہی تو سجدة تلاوت ادا ہو جائے گا۔ وفي الصلوة ولو لم يسجد

وركع وذوى السجدة يجزيه قياسياً وبه نأخذ (ج ۱ : ۶۹)۔

فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجده سننے کا حکم
 ٹیپ ریکارڈ ، لائو سپیکر یا ٹی وی پر سجده
 تلاوت پڑھنے سے سننے والے پر سجده واجب ہو

ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجده سننے پر سجده واجب نہیں۔ ٹی وی سے ٹیپ شدہ پروگرام
 نشر ہو رہا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر براہِ راست پروگرام نشر ہو رہا ہو تو سجده
 کیا جاوے اور سپیکر سے آیتِ سجده سننے پر بھی سجده واجب ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ ٹیپ اور
 ٹی وی سے آیتِ سجده سننے پر بھی سجدة تلاوت کیا جائے فقط واللہ اعلم۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

ابجواب صحیح ، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الفتا۔ مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۵/۳، ۱۴۰۱ھ

دورانِ نماز غیر نمازی سے آیتِ سجده سننے تو سجده کہے
 ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے دوسرا آدمی
 اس کے قریب آیتِ سجده پڑھتا ہے

آیا وہ اس حالت میں سجده کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب نماز کے بعد سجده کرے نماز کے اندر نہیں۔ ولو سمع المصلی السجدة من غیرہ لم یسجد
 فیہا لانہا غیر صلاتیۃ بل یسجد بعدھا۔ (در مختار علی الشامیۃ : ج ۱ : ص ۵۴۲)۔

فقط واللہ اعلم ، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ، ۶/۳، ۱۴۰۱ھ

اساتذہ حفظ کیلئے سجدہ تلاوت کا ایک حکم درجہ حفظ کے اساتذہ کو دن میں بہت سی آیات سجدہ سننے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تو کیا

ہر آیت پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا؟ نیز گزشتہ سجدوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟
الجواب مختلف بچوں سے ایک ہی آیت ایک ہی مجلس میں سننے تو سننے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں مختلف آیات سنیں تو جتنی آیات ہوں اتنے سجدے واجب ہوں گے۔ اور اگر مجلس بدل جائے تو جتنی مجلسیں ہوں اتنے سجدے واجب ہوں گے۔

وشرط التداخل اتحاد الآية واتحاد المجلس حتى لو اختلف المجلس
 واتحدت الآية او اتحد المجلس واختلفت الآية لا تتداخل كذا
 في المحيط۔ اھ (عالمگیری، ج ۱، ص ۶۹)۔

گزشتہ سجدوں کو بھی ادا کیا جائے صحیح تعداد یاد نہ ہو تو ظن غالب کا اعتبار کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم
 محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳/۵/۱۴۰۰ھ



سجدہ تلاوت کیلئے قبلہ رو ہونا ضروری ہے الاستفتاء: سجدہ تلاوت کیلئے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر غیب قبلہ

کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا تو سجدہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟
الجواب سجدہ تلاوت کے لئے قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ (وشرط لصحتها)
 ان تكون (شرائط الصلوة) موجودة في الساجد الطهارة من الحدث والنخب وستر العورة واستقبال القبلة الخ (مراقی الفلاح ص ۲۷۱)۔

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲۸/۱۱/۱۴۰۰ھ



سجدہ تلاوت رکوع یا سجدہ میں ادا کرنے کا معمول بنایا جائے

سجدہ تلاوت رکوع میں ادا ہوتا ہے یا نہیں۔ بیسوا توجہ۔

الحجۃ رکوع میں سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ فوراً یا آیت سجدہ کے ایک دو آیت بعد رکوع میں چلا جائے اور سجدہ تلاوت کی نیت بھی کرے۔ ایسے ہی سجدہ نماز میں بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے بشرطیکہ سجدہ فوراً ہو۔ لیکن تراویح میں حافظ صاحب کو چاہئے کہ وہ سجدہ تلاوت مستقل ادا کریں۔ کیونکہ صرف امام کی نیت کافی نہیں۔ اگر وہ رکوع میں نیت کرے گا تو صرف اسی کا ادا ہوگا مقتدیوں کا رہ جائے گا۔ واجب ان کے ذمہ بھی ہے۔ لہذا مستقل ادا کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
انقر محمد انور عفا اللہ عنہ

تراویح میں آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ نہ کیا تو

اگر تراویح میں امام نے آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ نہ کیا تو کیا حکم ہے ؟
الحجۃ اگر امام صاحب نے آیت سجدہ تلاوت کرتے ہی رکوع کر لیا اور رکوع میں نیت نہیں کی تو نماز کے سجدہ کے ضمن میں سجدہ تلاوت بھی ادا ہو گیا۔ لہذا کسی پر گناہ نہیں۔ اور اگر یہ صورت نہیں پائی گئی تو سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوا۔ اب قضاء بھی نہیں ہو سکتی توبہ لازم ہے۔

ولم تقض الصلوة خارجها (کنز)۔ اى خارج الصلوة لان السجدة المتلوة فى الصلوة افضل من غيرها لان قراءة القرآن فى الصلوة افضل منها فى غيرها فلم يجوز ادائها خارج الصلوة لان الكامل لا يتأدى بالناقص..... الى قوله ثم مقتضى قواعدهم انه اذا لم يسجد فى الصلوة حتى فرغ فانه يأثم لانه لم يؤد الواجب ولم يمكن قضاءها لما ذكرنا وهذا من الواجبات الذى اذا فات وقته تقرر الاثم على المكلف والمخرج له عنه التوبة كسائر الذنوب اهـ ربح الرائق ج ۲ ص ۱۲۲

فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۹۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مکروہ وقت میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کسے؟

سجدہ تلاوت زوال، طلوع اور غروب کے وقت بھی ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
ویصح اداء ما وجب فیہا مع الکراہۃ کجنازۃ حضرت
سجدہ آیت تلوت فیہا - (نور الایضاح)۔

عبارت ہذا سے معلوم ہوا کہ اگر ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی ہے اور اسی وقت سجدہ بھی کر لیا
تو سجدہ ہو گیا۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ دوسرے وقت میں کرے۔ اور اگر کسی دوسرے وقت میں آیت سجدہ
پڑھی تو طلوع، غروب اور زوال کے وقت میں سجدہ کرنے سے سجدہ ادا نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۵/۱۰/۱۳۹۵ھ

سجدہ تلاوت کی ادائیگی میں تاخیر کرنا

سجدہ تلاوت واجب ہونے کے فوری بعد ادا کرنا ضروری ہے یا کچھ تاخیر بھی کر سکتے ہیں تاخیر
کرنے سے قضاء تو ہوگا؟
محمد لطف اللہ خالد لاہور

اگر آیت سجدہ نماز میں تلاوت کی ہے تو فوری ادا کرنا ضروری ہے۔ تاخیر سے گناہ
ہوگا۔ وصفتها الوجوب علی الفور فی الصلوۃ وعلی التراخی

ان كانت غیر صلاتیۃ - ۱ھ (مراقب)۔

(قوله علی الفور) ای فور التلاوة وظاهره أنه لو اخرها إلى ركعة

ثانیۃ اثم قال فی الشرح واذا اخرها حتى طالت التلاوة تصیر

قضاء ویأثم ثم قال وكذا كره تحريماً تأخير الصلاة عن وقت القراءة - ۱ھ (طحاوی ص ۲۶۰)۔

اور اگر خارج نماز آیت سجدہ تلاوت کی ہے تو اگر وقت مکروہ نہ ہو تو تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی، وغیرہا تجب موسعاً ولكن كره تأخيره السجود عن وقت التلاوة في الاصح اذا لم يكن مكروهاً لانه بطول الزمان قد ينساها فيكره تأخيرها تنزيهاً - ۱ھ (مراقی الفلاح)۔

(قوله اذا لم يكن مكروهاً) ای اذا لم يكن وقت التلاوة وقام مكروهاً بان كان احد الاوقات الثلاثة فلا يكره تأخيرها عنه ليوذیها فی كامل - ۱ھ (طحاوی ص ۲۶۱)۔

لیکن صورتِ ثانیہ میں جب بھی ادا کریں گے ادا ہوگا قضا نہیں ہوگا۔

ولا تجب على الفور حتى لو سجد لها بعد سنة او اكثر تقع اداء لا قضاء لعدم التقيد بالوقت ۱ھ (کبری ص ۲۶۵)۔

فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

سجدہ تلاوت کے لئے بھی وضو ضروری ہے

زید کا استنجاء ہے وضو نہیں اور تلاوت قرآن کی کر رہا ہے اگر آیت سجدہ آجائے تو کیا سجدہ اسی وقت ادا کرے یا کہ وضو کرنا ضروری ہے؟

وضو ضروری ہے بدول اس کے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا۔ و شرائط هذه

السجدة شرائط الصلوة الا التحريمة - ۱ھ (عالمگیری سجد التلاوة ص ۱)۔

الاجاب صحیح

فقط واللہ اعلم ÷ احقر محمد النور عفا اللہ عنہ؛ مفتی جامعہ ہذا ۲۹، ۳۰، ۲۱ھ

الجواب صحیح :- بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار جامعہ ہذا۔

محفل قرأت میں آیت سجدہ پڑھنا اگر کہیں محفل قرأت منعقد ہو تو اس میں ایسی سورۃ بھی پڑھ سکتے ہیں جس میں سجدہ ہو۔ یا نہ پڑھنا

بہتر ہے؟

اگر تو محفل خواص کی ہو اور معلوم ہو کہ یہ حضرات با وضو رہیں اور اہتمام سے سجدہ تلاوت ادا کر لیں گے پھر تو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایسی سورۃ نہ پڑھی جائے۔

ولو قرأ آية السجدة و عنده ناس فان كانوا متوضئين متأهبين للسجدة قرأها جهرًا وان كانوا غير متأهبين ينبغي ان يخفف قراءتها لانه لو جهر بها لصار موجباً عليهم شيئاً ربما يتكاسلون عن ادائه فيقعون في المعصية - اهـ (بحوالائق : ج ۲ : ص ۱۳۸) - فقط والله اعلم -

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۲۰۲ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

سجدہ تلاوت کا طریقہ سجدہ تلاوت ادا کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے۔ مینو اتوجہ روا؛ سائل : رشید احمد دوکاندار لاہور

اگر خارج صلوٰۃ سجدہ تلاوت ادا کرنا ہو تو اس کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں اور پھر سجدہ میں تسبیحات اور دعائیں جو چاہیں پڑھیں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھائیں۔ دائیں بائیں سلام پھیرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔

ومما يستحب لادائها ان يقوم فيسجد لان الخور سقوط من القيام والقرا و رديه وهو مروي عن عائشة رضي الله عنها وان لم يفعل لم يضره - اهـ (بحوالائق : ج ۲ : ص ۱۰۷) فقط لله اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : اجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

سجدة تلاوت فوراً ممکن نہ ہو تو یہ کلمات پڑھ لیں

اگر کسی وجہ سے سجدة تلاوت فوراً ادا کرنا مقنن نہ ہو تو کیا کیا جائے۔ بیٹنوا تو جسروا؟
 یہ کلمات پڑھ لیں "سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک
 المصیر" پھر جب اتفاق ہو سجدة کر لیں۔

وفي التارخانية عن الحجة ويستحب للتالي او السامع اذا
 لم يركنه السجود ان يقول سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا
 والیک المصیر انتهى یعنی ثم يقضيها۔ اھ (مراقی علی الطحطاوی)
 فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱/۲۴، ۲/۱۰۱۰ھ

سوئے ہوئے سے آیت سجدة سنی تو سجدہ کرنا لازم ہے

ہمارے مدرسہ رائے ونڈ میں ایک طالب ہے جو نیند میں مسلسل کئی پارے متواتر پڑھ جاتا ہے
 تو ایسی حالت میں اگر وہ سجدة تلاوت کی آیت پڑھے تو سجدة واجب ہوگا یا نہیں؟
 اس حالت میں اگر وہ آیت سجدة تلاوت کرے تو سامعین پر سجدة واجب
 تلا اية سجدة وهونائم فسمعه رجل تلزمه

السجدة اھ (بحر الرائق : ج ۱ : ص ۱۶۱)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

سجدة سبب بچنے کے لئے آیت سجدة کو چھوڑنا

میرا معمول ہے کہ دوران سیر تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ چونکہ زبانی پڑھنا ہوتا ہے تو لمبا اوقات

وضو نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت میں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آیت سجدہ کو چھوڑ دیا کروں تاکہ سجدہ واجب نہ ہو۔؟ پس تو جبردا۔

ایسا کرنا مکروہ ہے۔ سجدہ فوراً تو واجب ہی نہیں۔ بعد میں جب با وضو رہوں تو ادا کر لیا کر لیں۔

الحق الحق

ويكره ان يقرأ سورة في صلاة او غيرها ويترك آية السجدة لانه يشبه الفرار عن السجدة والاستنكاف عنها وذاليس من اخلاق المؤمنين۔ ۱ھ (كبيرى: ص ۴۰)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۲/۳/۲۰۰۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

آیت سجدہ کی کتابت سے سجدہ کا حکم

بندہ کا ذریعہ معاش کتابت ہے۔ تو اگر قرآن حکیم کی کتابت کے دوران آیت سجدہ آجائے تو اس کی کتابت سے سجدہ واجب ہوگا یا نہیں؟
العبد سیف اللہ خالد قادری لاہور

کتابت کے دوران زبان سے نہ پڑھیں تو محض کتابت سے سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

الحق الحق

وكذا لا تجب بالكتابة او النظر من غير تلفظ لانه لم يقرأ ولم يسمع ۱ھ (كبيرى: ص ۴۶۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۲/۱۲/۲۰۰۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

رئیس الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۲۲/۲۰۰۹ھ

ما يتعلق

بصالة المسافر

مسافت قصر کتنی ہے

کتب فقہ میں باب المسافر میں دیکھنے سے واضح والاح ہوتا ہے کہ صحیح مذہب میں تعداد امیال مسافت میں کوئی جزئی نہیں۔ چنانچہ درمختار باب المسافر میں ہے۔ ولا اعتبار با الفواسخ علی المذهب۔ تو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ جن جن چھوٹی موٹی کتب میں تعداد امیال لکھی ہیں۔ ہر صاحب نے تخمیناً لکھی ہے۔ اور صحیح تو شتر بانوں سے دریافت کر کے عمل کرنا چاہئے کہ (مسیرة ثلاثة ايام ولياليها) من اقصر ايام السنة ولا يشترط سفر كل يوم الى الليل بل الى الزوال او بالسير الوسط مع الاستراحة المقادة (ص ۹۵) سے خوب بتن ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے دنوں میں صبح صادق ہونے کے وقت اونٹ چلے سیر متوسط اور استراحت معتادہ (یعنی راستہ میں پیشاب وغیرہ کرتا چلے) اور دوپہر تک جس قدر سفر کر سکے۔ اسی طرح تین روز کی مسافت ہو۔ تو جس قدر ان تین دنوں میں مسافت ہوگی وہ سفر شرعی ہے۔ مختلف شتر بانوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بعض اندازہ فی یوم چھ کوس، بعض سات کوس، آخری آٹھ کوس بتاتے ہیں۔ احتیاطاً ہر روز نو کوس کا حساب کر کے مسمی زیدوگوں کو حکم سفر شرعی بتاتا ہے۔ اس حساب سے کل ستائیس کوس بنتے ہیں۔ انگریزی میل کے حساب سے فی کوس ڈیڑھ میل یا اس سے زائد ہے۔ زید خود بھی اس پر عمل کرتا ہے اور مستفتی شخص کو بھی کم از کم ستائیس کوس کا حکم دیتا ہے۔

الجواب

یہ صحیح ہے کہ ظاہر الروایۃ میں فرسخ یا میلوں کے ساتھ تقدیر نہیں کی گئی ہے بلکہ تین دن کا سفر معتاد مذکور ہے اس لئے یا تو آپ تقدیر نہ کریں اور اگر آپ میلوں یا فرسخ کے ساتھ تقدیر کرتے ہیں تو پھر آپ اور ہماری تقدیر اور تحقیق کے بجائے متاخرین کی تحقیق اور تقدیر زیادہ صحیح ہے۔ جو کہ ۲۱، ۱۸، ۱۵ فرسخ کے تین قول شامی میں مذکور ہیں۔ بعد میں ترجیح اٹھارہ کو دی ہے اس لئے آپ کا فتویٰ صحیح نہیں ہے آئندہ احتیاط فرمائیں بہشتی زیور میں جواڑ تالیس میل کو مسافت قصر قرار دیا ہے یہ صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ خادم الافکار
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ خیر المدارس کس ملتان
۱۳۴۳ھ

مسافت قصر کے بارے میں تحتیستیق اہنق

گرامی قدر حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کتب احناف میں مسافت قصر کے بارے میں تین قول منقول ہیں۔ پندرہ فرسخ، اٹھارہ فرسخ، اکیس فرسخ۔ ان میں سے مفتی بہ قول کون سلے؟ نیز حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ کے رسالہ ”ارجح الاقوال“ میں ہے کہ ”الغرض مذہب مختار کے مطابق مسافت قصر تین منزل یا اڑتالیس میل انگریزی ہیں“ (جواہر الفقہ: ج ۱، ص ۲۳۸)۔

کیا اڑتالیس میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دینا صحیح ہے؟ اڑتالیس میل انگریزی ان تینوں اقوال میں سے کس کے مطابق ہے؟

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ۔

الجواب

مسافت قصر ظاہر مذہب کے مطابق مقدر بالا یام ہے کہ تین دن کی مسافت پر قصر وغیرہ احکام سفر ثابت ہو جائیں گے۔ ہایہ میں ہے۔ السفر الذی یتغیر بہ الاحکام ان یقصد مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولایا لہا اھ

اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی ایک روایت تقدیر بالمرحل کی بھی ہے۔ وعن ابی حنیفۃ رحمہ التقدیر

بالمراحل وهو قریب من الاول (ہدایہ: ج ۱، ص ۱۲۲)۔

تقدیر ایام و مراحل کے باوجود عامہ مشائخ حنفیہ نے تقدیر فرسخ کو اختیار کیا ہے اور اس زمانہ کے کاغذ سہولت بظاہر اسی میں ہے۔ اس لئے علماء ہند و پاکستان اکابر و اصاغر سب میلوں سے ہی اس کی تعیین فرماتے ہیں۔ مشائخ حنفیہ کا پھر فرسخ کی تعداد میں اختلاف ہے۔ قول اول اکیس فرسخ۔ قول ثانی اٹھارہ فرسخ۔ اور قول ثالث پندرہ فرسخ کا ہے۔ اور ان میں سے ائمہ خوارزم کا فتوے قول ثالث پر ہے۔ اور صاحب کفایہ وغیرہ نے محیط سے قول ثانی پر فتوے نقل کیا ہے۔ اور اول کا مفتی بہ ہونا نظر سے نہیں گزرا۔

ثم اختلفوا فقیل احد وعشرون (فرسخاً) وقیل ثمانية عشر

وقیل خمسة عشر والفتویٰ علی الثانی لانه الاوسط فی المجتبیٰ

فتویٰ ائمة خوارزم علی الثالث اه (شامیہ ج ۱ ص ۷۳۵)۔

اس سے دونوں مفتی بہ قول منقطع ہوئے۔ پندرہ فرسخ اور اٹھارہ فرسخ۔ اور فرسخ بالا اتفاق تین میل

شرعی کا ہوتا ہے۔ قال فی الشامیة والمراد (من الميل) هنا ثلث الفرسخ۔ (ج ۱ ص ۷۳۵)

پس مسافت قصر سفیا لیس میل شرعی یا چون میل شرعی ہوئی۔ یہ مسافت انگریزی میلوں کے حساب سے علی الترتیب کیا دن میل ایک فرلانگ بلز گز۔ یا اکسٹھ میل تقریباً تین فرلانگ بنتی ہے۔ اس حساب میں انگریزی میل ۶۰ گز۔ اور ہر گز انگریزی ۳۶ اینچ کا لیا گیا ہے۔ جب کہ شرعی میل چار ہزار ذراع کا۔ اور ہر ذراع چوبیس انگل مساوی اٹھارہ اینچ کا ہوتا ہے۔

ففی الہندیة اقرب الاقوال ان الميل وهو ثلث الفرسخ اربعة

آلاف ذراع طول كل ذراع اربع وعشرون اصبعاً اه (باب التیم۔ عالمگیری ص ۱۲۱)

وفی منحة الخالق قال صاحبنا ابو العباس احمد شہاب الدین ابن الہمام

والیہ یرجع فی هذا الباب البرید اربعة فراسخ والفرسخ

ثلاثة أمیال والمیل الف باع والباع اربعة اذرع والذراع اربعة

وعشرون اصبعاً والا صبع ست شعیرات موصولة بالعرض

والشعیر ست شعرات بشعر البرذون انتہی کلامہ وهو موافق

لما فی الزیلعی (الی ان قال) اقول فتحصل من هذا اكله ان ما

نقله الزیلعی هو المعول اه ملخصاً۔ (حاشیہ بحر ج ۱ ص ۱۳۷)۔

وفی ارجح الاقوال " الغرض ثابت ہوا کہ قول راجح اور مختار و معتد ہی ہے کہ میل چار ہزار گز

کا ہے جس میں گز متاخرین کا اعتبار کر کے چوبیس انگشت کا قرار دیا گیا ہے جو انگریزی گز سے نصف یعنی اٹھارہ اینچ ہے۔ انتہی۔ (ج ۲ - ص ۴۲۳)۔

حساب بالا کے مطابق میل شرعی مروہ میل سے دو سو چالیس انگریزی گز بڑا ہوا۔ کیونکہ ذراع شرعی معروف گز کا نصف ہے۔ تو میل شرعی دو ہزار انگریزی گز کا ہوا۔ پس میل شرعی کا میل انگریزی سے دو صد چالیس گز بڑا ہونا ثابت ہو گیا۔ جس کی بناء پر مسافت قصر اکیاون میل تقریباً ایک فرلانگ، یا اکسٹھ میل تقریباً تین فرلانگ (انگریزی) بنتی ہے۔ پس مسافت قصر اٹتالیس میل انگریزی قرار دینا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

”ارجح الاقادیل“ میں غالباً میل شرعی کو صرف دو سو چالیس گز شرعی بڑا خیال کر لیا گیا ہے جس کی بناء پر پنتالیس میل شرعی کو اٹتالیس میل انگریزی کے مساوی قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ میل شرعی ۲۴۰ انگریزی گز بڑا ہوتا ہے۔ پس ۴۵ میل شرعی ۲۰ گز، ایک فرلانگ اکیاون میل انگریزی ہوگا۔ نہ کہ اٹتالیس میل انگریزی کے مساوی۔

اب قابل تحقیق یہ امر ہے کہ ان میں سے کس قول پر فتویٰ دیا جائے۔ اکیاون میل پر یا اکسٹھ میل والے پر۔ بندہ کی رائے یہ ہے کہ ان دونوں کی بجائے ایک تیسرے قول پر عمل ہونا چاہئے۔ یعنی اٹتالیس میل شرعی مساوی تقریباً چوں (۵۴) میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دیا جائے۔ وجوہ ترجیح یہ ہیں۔

۱۔ یہ قول ظاہر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق ہے باقی اقوال تخریجات مشائخ ہیں حدیث نبویؐ قول صحابیؓ یا قول امام اعظمؒ نہیں ہے۔ اور ثلث ایام و لیلایہما کے الفاظنی کجملہ سب اقوال پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ محولہ بالا حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے یہ ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا اهل مكة لا تقصروا الصلوة

فنادى من اربعة برد من مكة الى عسفان۔ (عمدة القاری ج ۳ ص ۵۳۱)۔

گو اس حدیث میں ایک راوی ضعیف ہے۔ اور احناف نے خلاف مذہب سمجھتے ہوئے اس حدیث کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ مگر یہ مخالفت اسی وقت تک ہے۔ جب تک ہم ظاہر مذہب احناف پر عمل کرنا چاہیں۔ لیکن جب ظاہر مذہب کے بجائے مشائخ احناف کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور ان میں سے کوئی قول لیا جائے گا تو یہ مخالفت مضر نہیں۔ کیونکہ ایسی مخالفت تو اقوال مشائخ کیسا تھ بھی موجود ہے۔

فرض چہارگانہ را دوگانہ گزارد ۱۱ (ص ۶۴)۔

ظاہر ہے کہ یہ اڑتالیس میل انگریزی نہیں ہیں بلکہ اڑتالیس کروہ ہیں۔ اور کروہ کس کو کہتے ہیں جو انگریزی میل سے کافی بڑا ہوتا ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم جدید میں ہے۔

” در حاشیہ مالا بدمنہ لیکن آنست کہ در مذہب حنفیہ اعتبار امیال و فراخ نیست و در عالمگیری از ہایرے آرد و لا معتبر بالفراخ اما چہل و ہشت چنانکہ مصنف اختیار کردہ مذہب شافعی است۔ جب کہ حنفیہ کے نزدیک میل و فراخ کا اعتبار نہیں تو جہاز کے سفر میں کس طور نماز قصر پڑھیں گے ؟

الجواب :- اصل مذہب بے شک یہ ہے کہ منازل کا اعتبار ہے یعنی تین دن کی مسافت معتبر ہے۔ لیکن اڑتالیس میل بھی تین منزل ہوتے ہیں۔ اس لئے معمول یہ بھی ہے اور مالا بدمنہ میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔ (د ج ۴ ص ۴۶۶)

سوال و جواب سے ظاہر ہے کہ مفتی عزیز الرحمن صاحب قدس سرہ بھی اڑتالیس انگریزی نہیں لے رہے ہیں بلکہ اڑتالیس میل شرعی کو معمول بہ قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ جسے مالا بدمنہ میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ اسی کو معمول بہ قرار دے رہے ہیں۔ اور وہ اڑتالیس کروہ ہے جو اڑتالیس میل شرعی کے قریب بنتا ہے۔

الحاصل اڑتالیس میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دینا سمجھ میں نہیں آیا یہ مسافت ۴۵، ۴۸ یا ۵۴ میل شرعی ہونی چاہئے درمیانی قول کو رائج اور معمول بہ بنایا جائے بوجہ بالا تو اولیٰ ہوگا۔

نقطۃ اللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۳/۱۴، ۱۴۰۰ھ

عورت شادی کے بعد میکے میں قصر کرے یا تمام

شادی کے بعد عورت جب اپنے والدین سے ملنے کے لئے آئے اور وہاں پندرہ دن

سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو وہاں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے ؟
الجواب نخصتی کے بعد اقامت و سفر میں عورت خاوند کے تابع ہے۔ والدین کا
 گھر اس کا وطن نہیں رہا۔ لہذا اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنا ہو تو قصر کرے۔

ثم المعتبر في السفر والاقامة نية الاصل دون التبع كالخليفة
 والامير مع الجند و الزوج مع زوجته - اه (کبیری ص ۴۹۸) فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه
 مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافکار

مسافر آخری قعدہ میں شرکت کرے تو بھی اتمام کرے

اگر مسبوق مسافر، مقیم امام کے پیچھے صرف تشہد میں شرکت کرے اور کوئی رکعت اس کو نہ
 ملے تو کیا وہ ظہر، عصر اور عشاء میں پوری رکعتیں پڑھے ؟

واب اقتدی مسافر بمقیم یصلی رباعیة ولو

فی التشہد الاخیر - اه (نور الایضاح مع مراقی الفلاح ص ۲۳۲)

جزئیہ بالا سے معلوم ہوا کہ مسبوق مسافر اگرچہ تعدہ اخیرہ میں شریک جماعت ہو تب بھی اتمام

واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد الستار عفا الله عنه

بندہ عبد الستار عفا الله عنه

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۸۱ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سفر کے ارادے سے این پریپنج جائیں تو اسٹیشن پر اتمام کریں یا قصر

سفر کے ارادہ سے جب آدمی اپنے شہر کے اسٹیشن پر پہنچ جائے اور نماز کا وقت ہو جائے تو

نماز قصر کرے گا یا پوری ؟

الجواب

اگر اسٹیشن شہر کی آبادی ہی کا حصہ ہو تو وہاں نماز پوری پڑھیں۔

من فارق بيوت موضع هوفيه من مصر او قرية ناويا
الذهاب الى موضع بينه وبين ذلك الموضع المسافة المذكورة
صار مسافرا فلا يصير مسافرا قبل ان يفارق عمران ما خرج
منه من الجانب الذي خرج منه حتى لو كان ثمة محلة منفصلة
عن مصر وقد كانت متصلة به لا يصير مسافرا ما لم يجاوزها
ولو جاوز عمران من جهة خروجه يصير مسافرا اذ المعتبر
جانب خروجه وان كانت هناك قرية متصلة بربض
المصر فلا بد من مجاوزتها على الصحيح وان كانت متصلة
بفنائنه دون ربضه لا تعتبر مجاوزتها على الصحيح

(كبرى، ص ۲۹۵) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی نیر المذکر س ملتان : ۲ / ۱۲ / ۱۴۱۰ھ



سفر میں سنن متوکدہ ادا کرنے نہ کرنے کے بارے میں تفصیل

زید کہتا ہے کہ حالت سفر میں سنن و نوافل معاف ہیں کیا اس میں کوئی اختلاف ہے یا نہیں۔ اگر
اختلاف ہے تو دلائل برہانہ سے واضح کیجئے۔ زید کہتا ہے ابو داؤد میں روایت آتی ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سفر میں سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔ کیا کوئی روایت ابو داؤد میں ہے۔ اگر ہے تو اس کا کیا
جواب ہے؟

الجواب

وفي البحر وقيد بالفرض لانه لا قصر في الوتر و
السنن واختلفوا في ترك السنن في السفر فقيل الافضل

هو الترك ترخيصا وقيل الفعل تقربا وقال الهندي في الفعل
حال النزول والترك حال السير وقيل يصلي سنة الفجر خاصة

وقيل سنة المغرب ايضا وفي التجنيس والمختار انه ان كان حال
امن وقرار يأتى بها لانها شرعت محكمات والمسافر اليه
محتاج وان كان حال خوف لا يأتى بها لانه ترك بعد رجوعه على
هامشه (قوله وقال الهندوا في الخ) قال الرملى قال في شرح
المنية المصلى والاعدل ما قاله الهندوا في اه (حاشيه مجروح ۲ ص ۱۳۸)
عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ سفر کی حالت میں سنن متوکرہ کے بارے میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں
لیکن افضلیت اس میں ہے کہ سفر کے دوران چلتے ہوئے ترک سنن افضل ہے اور ٹھہرے ہوئے ہونے کی حالت
میں ادائے سنن افضل ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بندہ محمد سحاق غفرلہ

۱۳ / ۱۱ / ۱۳۸۲ھ

جو نماز سفر میں ادا نہیں کر سکے حالت اقامت میں اسکی قضا کیسے کریں

اگر کسی آدمی کی حالت سفر میں نماز قضا ہو جائے تو کیا وہ اپنے مقام پر پہنچ کر نماز قصر ادا کرے یا
پوری ادا کرے ؟

اگر سفر ہی میں اس نماز کا وقت ختم ہو گیا اور ادا نہیں کی تو گھر پہنچ کر قصر قضا کرے

الاجواب

والقضاء يحكي اى يشابه الاداء سفراً وحضراً لانه بعد

ما تقرر لا يتغير اه (در مختار) (قوله سفراً وحضراً) اى فلو فاتته

صلوة السفر وقضاها في الحضر يقضيها مقصورة كما لو اداها

وكذا فائتة الحضر تقضى في السفر تامة۔ اه (شامى ج ۱ ص ۵۸۸)۔

۲۔ والمعتبر في تغيير الفرض آخر الوقت وهو قدر ما يسع التحريمة

فان كان المكلف في آخره مسافراً وجب ركعتان والافاربع

لانه المعتبر في السببية عند عدم الاداء قبله اه۔ (در مختار على

الشامية ج ۱ ص ۵۸۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۲ / ۱۰ / ۱۴۰۹ھ

مسافر امام کا مقیم مدرک مقتدی بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کرے

جب امام مسافر ہو تو وہ دو رکعت پر سلام پھیر دے گا۔ جب مقیم مقتدی کھڑے ہو کر باقی دو رکعت پڑھیں گے تو وہ اس میں قرأت کریں یا نہ کریں؟

حافظ حبیب اللہ

جامع مسجد - اڈہ چچیہ وطنی - ضلع ساہیوال

مقیم مقتدی بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کریں بلکہ فاتحہ کی مقدار خاموش کھڑے رہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ فاذا صلى المسافر ركعتين يسلم ويقوم المقيم

فیتتم صلوٰتہ بغير قراءة خالصہ وقيل يتم بقراءة لانه منفرد ولذا يجب عليه سجود السهو لوسها وجهه الاصح انه بالنظر الى كونه مقتديا تحريمية حيث ادرك اول صلاة الامام تكره له القراءة تحريما وبالنظر الى كونه غير مقتد فعلا وقد سقط عنه فرض القراءة تستحب له القراءة واذا دار فعل بين كونه مستحبا وحراما رجحت الحرمة - اه (غنية المستملی ص ۵۰۰)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۱۳ / ۹ / ۱۴۰۲ھ

فوجی کا قیام ایک گھر پر نہ ہو تو اتم کرے یا قصر؟

فوجی اپنے گھر سے نکلا اور فوج میں جہاں قیام ہوا وہاں فوجی کو علم نہیں ہوتا کہ میں یہاں کتنے دن

قیام کروں گا افسر کی نیت پر اطلاع بعض دفعہ مشکل ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اچانک دس دن کے اندر دوسری جگہ منتقل ہونے کا حکم ہو جاتا ہے اور ہمیشہ ایک جگہ قیام نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت میں نماز قصر ہوگی یا پوری؟

الجواب بوجہ صورت مسئلہ میں سپاہی اور فوجی قصر کریں گے تا وقتیکہ افسر کی نیت اقامت کا علم نہ ہو جائے۔

ولا بد من علم التابع بنية المتبوع فلو نوى المتبوع الإقامة ولم يعلم التابع فهو مسافر حتى يعلم على الاصح ونحو الفيض وبه يفتى كما في المحيط وغيره - (در مختار، ج ۱: ص ۴۵ - شامی) - فقط والله أعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۵ / ۱۰ / ۱۳۹۱ھ

مفتی جامعہ ہذا

مسافر کو خلیفہ بننے کا حکم اگر امام کا دستور ٹوٹ جائے تو مسافر مقتدی کو خلیفہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا، غلام مرتضیٰ، جامعہ اشرفیہ، شاہ کوٹ شیخوپورہ
امام مسافر مقتدی کو بھی خلیفہ بنا سکتا ہے۔

وكل من يصلح اماماً للامام الذي سبقه الحدث في الابتداء يصلح خليفة له ومن لا يصلح اماماً له في الابتداء لا يصلح خليفة له كذا في المحيط - (عالمگیری، ج ۱: ص ۵۰)۔

اور رباعی میں اقتدار کی وجہ سے مسافر مقتدی کے فرض بھی چار ہی ہوں گے۔

فقط والله أعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ ہذا - ۲۱ / ۲ / ۱۳۹۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

سفر میں تکلیف نہ ہو تو بھی قصر کرے اگر وہ ان سفر کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو بھی محض سفر کو سبب بنا کر قصر کرے یا نہ کرے۔ آج کل سفر میں بہت سہولتیں ہیں؟

سفر میں بہر حال قصر کرے پوری نماز پڑھنے سے گناہ گار ہو گا۔

الحاج

فیكره الاتمام عندنا حتى روى عن ابى حنيفة

انه قال من اتم الصلوة فقد اساء وخالف السنة - اهـ - (شامی ج ۱ - ص ۳۵)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

۲۹ / ۱۲ / ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسافت قصر اٹالیس میل شرعی ہے نہ کہ انگریزی

مسافر کی نماز قصر کے سلسلہ میں نماز حنفی میں "اٹالیس کوہ" کا لفظ ہے بعض لوگ موجودہ میل کے بارے میں بھی اٹالیس میل کا فتویٰ دیتے ہیں حالانکہ کوہ میل سے بڑا ہوتا ہے۔ لہذا اس کی وضاحت فرمائیں کہ کوہ سے مراد کون سا میل ہے۔ اور میل کے اعتبار سے کتنے میل مسافت ضروری ہے اور کلومیٹر کے اعتبار سے کتنی مسافت بنتی ہے؟

مسافت قصر میں ۴۸ میل سے مراد میل شرعی ہے جس کے انگریزی میل تقریباً

۵۲ - اور کلومیٹر کے حساب سے ستائسی کلومیٹر بنتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم

الحاج

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۹ / ۲ / ۱۴۰۶ھ

سفر شرعی تک جانے کا ظن غالب ہو تو قصر واجب ہے

لوگ وعظ کرتے کرتے دور دراز تک چلے جاتے ہیں مثلاً تبلیغی جماعت والے تو قصر کریں یا نہ؟

الحجۃ

جس شہر کا قصد ہے اگر وہ مسافت شرعی پر واقع ہے تو مقیم امام کا مقتدی نہ ہونے کی صورت میں قصر کرے گا۔ ورنہ اتمام کرے گا۔ اگر شہر کی تعیین نہیں تو غلبۂ ظن پر مدار ہے۔ اگر اس کا غلبۂ ظن مسافت شرعیہ کو سفر کے پہنچنے کا ہے۔ تو قصر کرے۔ یقین ضروری نہیں۔

کما فی الہندیۃ ویکفی فی ذلک القصد غلبۃ الظن یعنی اذا غلب علی ظنہ انہ یسافر قصر ولا یشترط فیہ التیقن ۱۷ (ج ۱ ص ۷۲)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی - ۱۰ / ۸ / ۱۴۰۸ھ

اجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

ملازمت والا وطن اقامت وطن اصلی کے حکم میں ہے

زید پشاور کا رہنے والا ہے اور لاہور بسلسلہ ملازمت رہائش اختیار کی ہوئی ہے۔ اب وہ کسی کام کے لئے ملتان جاتا ہے اور ارادہ یہ ہے کہ واپسی پر چھ دن لاہور رہ کر بڑے دن کی چھٹیوں پر جو کہ یقینی ہیں پشاور چلا جاؤں گا تو اب وہ ان چھ دن میں لاہور قصر کرے یا پوری نماز پڑھے؟

صورت مسئلہ میں لاہور اور پشاور دونوں اس کے وطن اصلی ہیں پشاور بوجہ جائے پیدائش ہونے کے اور لاہور اس لئے کہ وہاں ملازمت کی وجہ سے قرار

الحجۃ

کیا ہوا ہے گوبال بکے یہاں نہیں ہیں۔ اور بیوی بچے بھی لاہور ہوں تو بطریق اولیٰ وطن اصلی ہوگا۔ وطن اصلی کی تعریف یہ ہے۔

هو موطن ولادته او تأھله او توطنه ۱۷ (درمختار)۔ قال فی

الشرح او توطنه ای عزم علی القترافیہ وعدم الارتحال وان

لم يتأھل - ۱۷ (شامی ج ۱ ص ۷۲)۔

لہذا لاہور سے باہر قصر کرے گا اور لاہور میں خواہ چھ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو نماز پوری پڑھے

فقط واللہ اعلم

جائے گی۔

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا - ۴ / ۴ / ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ، مستم جامع خیر المدارس ملتان

فوجی جنگل میں ٹھہرے ہوئے ہوں تو نیت اقامت کے باوجود قصر کریں

اسلامی لشکر جنگی مشقوں کے لئے جاتا ہے۔ اتنا سفر اپنی چھاؤنی سے طے کر جاتا ہے جس میں قصر کی اجازت ہوتی ہے جہاں پڑاؤ ڈالتا ہے۔ کبھی کرنل صاحب مدت قیام متعین کر دیتے ہیں کبھی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ فوجی حکموں کے اعتبار سے مستقل اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں ہوتے بلکہ ہر کمانڈر بالا کمانڈر کے اختیار میں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کس کمانڈر کی نیت قیام پر عمل کرے قصر کرے یا پوری پڑھے۔ اگر پوری پڑھے تو قابل اجر ہے یا گناہ ہوگا ؟

غلام زین العابدین

اد کاٹھ کینٹ، ساہیوال

موجودہ کرنل کی نیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ بتلا دے کہ پندرہ دن قیام کرنا ہے تو پوری نماز پڑھی جائے جب کہ پڑاؤ کسی شہر، قصبہ یا بستی کے متصل ہو۔ اور اگر پڑاؤ جنگل میں ہے تو پندرہ روز قیام کی نیت ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں قصر واجب ہے۔

الجواب صحیح

قال شمس الاثمة الحلواني عسكر المسلمين اذا قصدوا موضعاً
ومعهم اخبيتهم وخيامهم وفساطيطهم فنزلوا مفازة في
الطريق و نصبوا الاخبية والفساطيط وعزموا فيها على اقامة
خمسة عشر يوماً لم يصيروا مقيمين لانها حمولة وليست
بمسكن كذا في المحيط - (ہندیہ ۱۳۱ : ص ۷۲) -

فقط واللہ اعلم

اتمام کرنا جائز نہیں۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۲۸ / ۱۱ / ۱۳۹۹ھ

جنگی قیدی دارالحرب میں قصر کریں یا اتم

ہم پاکستانی جنگی قیدی اس وقت انڈیا میں مقیم ہیں کیا ہم قصر کریں یا پوری نماز ادا کریں ؟
المستفتی حافظ عطاء اللہ خاں و مولوی محمد صادق

جنگی قیدی پاکستانی - انڈیا

آپ سب پوری نماز ادا کریں قصر نہ پڑھیں۔ کیونکہ آپ لوگ اس وقت بھارتی
افسروں کی تبعیت میں مقیم ہیں مسافر نہیں ہیں نیز اگر آپ کے کیمپ کسی شہر یا قصبہ

الجواب

کے فناء میں واقع ہیں تو جمعہ و عیدین بھی ادا کریں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی - ۲۱ / ۱۱ / ۱۳۹۲ھ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

کم از کم مسافت جس پر احکام سفر شروع ہو جاتے ہیں

کتنی مسافت طے کرنے سے آدمی مسافر ہوتا ہے کہ اس پر مسافر والے احکام مثلاً قصر صلوٰۃ وغیرہ
لاگو ہو جائیں۔ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی مرحوم کی کتاب ”علم الفقہ“ میں مسیرۃ ثلاثۃ ایام
کی مسافت چھتیس میل تحریر کی ہے کہ یومیہ بارہ میل بنتی ہے اور یومیہ مسافت صبح سے دوپہر تک تحریر
کی ہے۔ نہ کہ صبح سے شام تک چلنا۔ کیا یہ درست ہے یا نہیں ؟ اگر کوئی اس پر عمل کرے تو نماز کا
اعادہ ضروری ہے یا نہیں ؟

مسافت قصر کے بارے میں مشائخ حنفیہ کے تین قول ہیں۔ کم از کم پندرہ فرسخ

الجواب

لکھا ہے جس کے پتالیس میل شرعی اور ۵۱ میل انگریزی ایک فرلانگ اور بیس گز

ہوتے ہیں۔ پس ۳۶ میل پر قصر کرنا درست نہیں۔ نہ معلوم ”علم الفقہ“ میں یہ مقدار کیسے لکھی گئی ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ۔ ۷ / ۱۰ / ۱۳۹۶ھ

مسافر چار رکعت کی نیت کر کے نماز شروع کر دے تو کیا کرے

میں مسافر تھا جب میں مصلیٰ پر امامت کے لئے کھڑا ہوا تو چار رکعت نماز ظہر کی نیت باندھ لی۔
دفعۃً خیال آیا کہ میں مسافر ہوں مجھے تو دو رکعت نماز پڑھنی ہے۔ اس شش و پنج میں تھوڑی دیر کھڑا رہا
اور پھر میں نے نماز توڑ دی۔ میں نے یہ سمجھا کہ نیت فرض ہے۔ اگر نیت درست نہیں تو نماز نہیں ہوگی۔

۱ : کیا نماز کی نیت کے فوراً بعد میرا یہ عمل درست تھا ؟

۲ : شش و پنج میں مبتلا رہنے کے بعد میرا یہ عمل درست تھا ؟

۳ : کیا اس کا کوئی مستبادل نماز کی حالت میں ممکن ہے ؟

۴ : نماز میں سے ایسے وقت میں نکلنے کا کوئی خاص طریقہ اپنانا چاہئے تھا۔ مثلاً دونوں طرف
کھڑے ہو کر سلام پھیرنا وغیرہ ہے یا نہیں ؟

۵ : دوستوں نے کہا کہ مجھے اس وقت قیام کی نیت کر لینی چاہئے تھی یا مکمل پڑھ لینی چاہئے تھی۔
تعداد رکعات کا تذکرہ نیت کے وقت شرعاً ضروری نہیں بلکہ خلاف واقعہ ذکر
ہو جانے سے بھی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہندیہ میں ہے۔

الحجۃ

ولا یشرط نية عدد الركعات هكذا في شرح الوقاية حتى لو

نواها خمس ركعات وقعد على رأس الرابعة أجزاءه وتلفونية

الخمس (ج ۱ ص ۳۲)۔

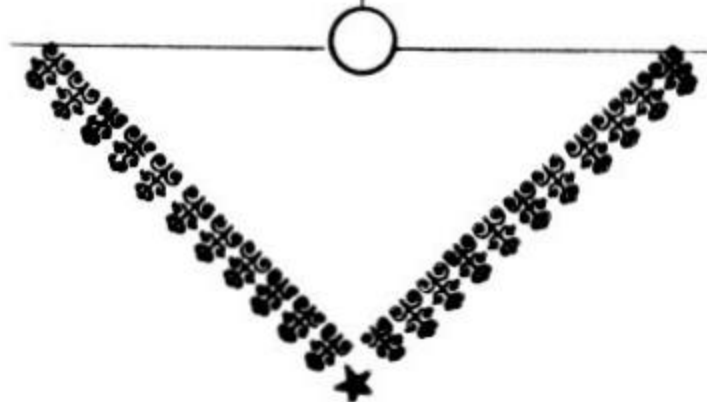
اس لئے آپ کو نماز توڑنی نہیں چاہئے تھی مسافر والی نماز پڑھا کر سلام پھیر دیتے اور یہ اعلان
کر دیتے کہ میں مسافر ہوں تم اپنی نماز پوری کرو۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۲۳ / ۹ / ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ



اسلامی فوج نے دارالحرب کے کسی علاقہ پر قبضہ

کیا ہوا ہو تو وہاں قصر کریں یا اقامت؟

ہم راجستان میں دارالحرب کی مقبوضہ زمین میں رہتے ہیں چونکہ رمضان شریف کا مہینہ آرہا ہے ہمارے لئے روزوں کا حکم ہے۔ کیونکہ سحری کھانا مشکل ہے رات کو آگ جلانا یا حرکت کرنا دشوار ہے اب تک ہم یہاں قصر ٹپھتے ہیں لیکن اب بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اب ہم کو زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اس لئے ہم کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ اور نماز جمعہ وعید کا کیا حکم ہے۔

وفي البحر عن التجنيس اذا غلبوا على مدينة الحرب

ان اتخذوها دارا اتموا والا بل ارادوا الاقامة بها

شمرًا او اكثر قصروا بقائها دار حرب وهم محاربون فيها

بخلاف الاول۔ اھ۔ (شامیہ ۱ ج ۱ ص ۷۳۸)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ حکومت پاکستان جب تک مقبوضہ علاقوں کو اپنا علاقہ تصور نہ کرے اس وقت تک یہ علاقے دار حرب رہیں گے جیسا کہ حکومت کے اعلانات سے ظاہر ہے۔ لہذا آپ حضرات ان علاقوں میں اب تک مسافروں کے حکم میں ہیں۔

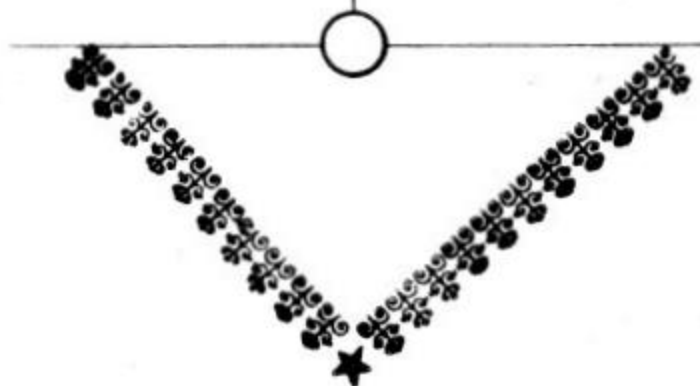
روزہ کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر رکھ سکتے ہوں تو بہتر ہے۔ ورنہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور قضا۔ لازم ہے۔ تراویح اگر پڑھ سکتے ہوں تو بہتر ہے چھوڑنے کی بھی اجازت ہے۔ فرائض میں قصر لازم ہے جمعہ اور عید کی نماز آپ لوگوں کے ذمہ فرض نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

الجواب صحیح

۵۱۳۸۵ / ۸ / ۸

غیر محمد عفا اللہ عنہ مستم جامعہ ہذا۔



وطن اقامت مشابہ بہ وطن اصلی میں ایک دفعہ

بہ نیت اقامت پندرہ دن ٹھہرنا ضروری ہے

زید اپنے وطن اصلی سے تقریباً ساٹھ میل دور کسی جگہ بسلسلہ ملازمت قیام پذیر ہے اور وہ ہر ہفتہ گھر چلا جاتا ہے ایک یوم کے لئے تو گویا کہ وطن اقامت میں چھ دن رہتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں وطن اقامت میں قصر کرے گا؟ پہلے ہمارا اسی پر عمل تھا۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے سنا ہے کہ مفتیان خیر المدارس نے اپنا فتوے تبدیل کر دیا ہے۔ کہ وطن اقامت اس وقت تک باطل نہ ہوگا جب تک کہ وہاں سے ترک سکونت نہ کرے کیا یہ صحیح ہے؟

مفتی سلمان احمد ٹوبہ

وطن اقامت بننے کے لئے اس جگہ میں ایک دفعہ پندرہ دن اقامت کی نیت سے قیام کرنا ضروری ہے۔ بعد ازاں وطن اقامت میں اتمام کیا جائے۔ خواہ مدت اقامت سے کم قیام کیا جائے۔ اور اگر کسی دفعہ بھی پندرہ دن کی نیت سے قیام نہیں کیا تو اس وطن اقامت میں قصر کی جائے۔ یہ درست ہے کہ جب تک ترک سکونت نہ کی جائے، ایسا وطن اقامت سفر سے یا وطن اصلی کی طرف جانے سے باطل نہیں ہوتا۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۸ رجب المرجب / ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

مسافر امام نے اتمام کیا تو مقتدیوں پر بہر حال اعادہ واجب ہے

زید سفر پر گیا وہاں امامت کرائی اور نماز پوری پڑھائی۔ بعد میں خیال آیا۔ بعض علماء سے پوچھا گیا تو انہوں نے گنجائش نکالی کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قصر نہیں ہے۔ لہذا انتشار کے خطرہ

کی وجہ سے نماز درست ہوگئی۔ نیز فتاویٰ دارالعلوم دیوبند وغیرہ میں ہے۔

وذلك بما ورد في رد المحتار ان الاعتبار لا اعتقاد المفسد ولا

اعتبار لا اعتقاد الامام الخ - وضاحت فرمادیں۔

استفتی حافظ یعقوب حسن

بگویہ جامع مسجد مجیرہ ضلع سرگودھا

صورت مسئلہ میں مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ انہیں اطلاع دینا ضروری ہے

الجواب

تاکہ وہ فرض سے سبکدوش ہو سکیں۔ انتشار کوئی عند نہیں جو مانع ہو۔ سوال میں

مذکور عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی کے لئے جب امام کی آخری دو رکعت نفل ہیں تو اس کی نماز
اقتدار کی وجہ سے فاسد ہو جائے گی۔ امام خواہ انہیں نفل کی حیثیت سے پڑھ رہا ہو یا شافعی ہونے کی بنا پر
فرض کی حیثیت سے پڑھ رہا ہو مگر چونکہ مقتدی حنفی ہے اور اس کے لحاظ سے آخری دو رکعتیں نفل ہیں۔ لہذا
اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ وہاں جانا بھی ضروری نہیں اطلاع ضروری ہے۔ جہاں تک ممکن ہو کوشش کر کے
اطلاع دی جائے

فلواتم المقيمون صلوتهم معه فسدت اھ۔ (شامی، ج ۱، ص ۷۴)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲/۱/۱۳۹۹ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔

مسافر اتمام کرے تو اس کی نماز کا حکم ایک آدمی سفر میں جاتا ہے۔ بمقدار سفر اتنی ہے کہ اس میں قصر نماز پڑھی جاتی ہے۔ لیکن بوجہ

غلبہ نسیان کے وہ بھول گیا اور بالکل یاد نہیں رہا اور بجائے قصر کے پوری نماز پڑھتا رہا۔ اسی حالت میں امامت بھی کی اور اکیلے نماز بھی ادا کی گھر آنے پر یاد آیا۔ اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

۱۔ فان صلى اربعاً وقعد في الثانية قدر التشهد

الجواب

اجزأته والاخريان نافلة ويصير مسيئاً تاخيراً للسلام۔

۲ ، لو اقتدی مقيمون بمساخر و اتم بهم بلانية اقامة و تابعوه

فسدت صلواتهم الخ (شامی ج ۱ ص ۵۲۲)۔

عبارت اول سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں مسافر کی نماز صحیح ہے خواہ امام ہو یا منفرد۔ بشرطیکہ قعدہ اولیٰ کیا ہو۔ اور کراہت بھی نہیں۔ کیونکہ کیا ہوا ہے۔ (کذا فی الدر ج ۱ ص ۴۳۶)۔
عبارت ثانی کی بناء پر ان مقتدیوں کی نماز البتہ فاسد ہے۔ جو مسافر امام کے پیچھے پوری نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اس لئے امام مذکور پر لازم ہے کہ وہ حتی الامکان ان مقتدیوں کو اطلاع کرے کہ وہ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں۔
فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
معین مفتی خیر المدارس ملتان
۲۳
۲
۱۳۷۹ھ
الجواب صحیح
محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا

صرف زمین یا مکان کا باقی رہنا وطن اصلی کے ختم ہونے کے لئے مانع نہیں ہے

میری زرعی اور سکائی جائیداد ضلع لائلپور میں ہے۔ لیکن تقریباً عرصہ تیس سال سے وہاں کی سکونت بالکل ترک کر دی ہے اور ضلع بہاول پور میں زرعی اور سکائی جائیداد بنا رکھی ہے اور رہائش بھی اسی جگہ اختیار کر لی ہے۔ اور ضلع لائلپور میں جہاں جائیداد ہے وہاں دوبارہ سکونت پذیر ہونے کا کوئی خیال نہیں ہے لیکن اقرباء کی ملاقات کے لئے یا اپنی جائیداد کی آمدنی وصول کرنے کے لئے سال بھر میں ایک دو دفعہ جانا ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر میں وہاں جاؤں اور تین روز اقامت کا ارادہ بھی ہو تو نماز قصر ادا کروں یا نہ۔ اگر ایک شخص کی جائیداد دو، تین یا اس سے زائد جگہ میں ہے اور سکونت اس کی ایک جگہ ہے مستقل۔ تو جب وہ اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کرنے جائے اور تین روز رہائش کا ارادہ ہو تو کیا وہ قصر کر سکتا ہے یا صرف جائیداد کا ملکیت میں ہونا وطن اصلی کے لئے کافی ہے ؟

(الوطن الاصلی یبطل بمثلہ) اذا لم یبق له بالاول اهل

الجواب

ای ذات بقى له فيه عتار۔ قال في النهر ولو نقل

اهله ومتاعه وله دور في البلد لا تبقى وطنه وقيل تبقى

كذا في المحيط وغيره (درمختار مع الشامی ج ۱ ص ۵۸۶)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ وطن اصلی کے بطلان کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ وہاں سے بالکلیہ ترک سکونت کر کے مستقل طور پر رہائش دوسری جگہ پر کر لی جائے۔ پہلے وطن میں اپنے مکان یا جائیداد کا باقی رہنا وطن اصلی کے بطلان کے لئے مانع نہیں۔ پس صورت مسئلہ میں جب لائلپور جائیں اور وہاں پندرہ روز قیام کا ارادہ نہ ہو تو قصر کرنا پڑے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی مدظلہ ہذا
معین مفتی خیر المدارس ملتان



ملازمت کی جگہ کبھی مفت سے نائند نہ ٹھہرے ہوں تو قصر کریں یا اتمام

۱۔ ہم اپنے گاؤں سے ایک سو میل دور پشاور میں ملازم ہیں۔ ہم ہر ہفتے باقاعدگی سے اپنے گاؤں جاتے ہیں اور ہر ہفتے کے دن واپس پشاور آجاتے ہیں۔ یہ معمول گزشتہ پانچ سال سے جاری ہے اور آئندہ انشاء اللہ جاری رہے گا۔ تو نماز قصر ہے یا پوری؟

۲۔ اگر قصر ہے تو گزشتہ پانچ سال جو ہم نے پوری نماز پڑھی ہے کافی ہے یا قصر کی قضا کریں۔

۱۔ اگر جائے ملازمت میں کسی ایک مرتبہ پندرہ روز بہ نیت اقامت مقیم نہیں ہے تو آپ اس جگہ مسافر ہی متصور ہوں گے۔ نماز قصر کریں۔ بصورت دیگر آپ مقیم ہوں گے۔ آئندہ کے لئے خواہ تھوڑے دن ہی قیام رہے تب بھی پوری نماز پڑھی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز جماعت سے ادا کریں۔ درمختار میں ہے۔

فیقصر ان نوى الإقامة في اقل منه اى في نصف شهر الخ (شامی ج ۱ ص ۵۵)۔

۲۔ اگر مسافر قصد پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز مع الکراہت درست ہے۔ بشرطیکہ درمیانی قعدہ کر لیا ہو۔ فلو اتم مسافران قعد فی القعدة الاولى تم فرضہ و ولکنہ اساء لو عامدا۔ (رد المحتار مع الدر المختار، ج ۱ ص ۵۵۳)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صد مفتی
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

زرعی زمین کی دیکھ بھال کے لئے جائیں تو وہاں قصر کریں یا اتمام

زید کا آبائی وطن ملتان ہے یعنی اس کا مولد، اس کا خاندان، اس کا مکان، بیوی بچے اور آبائی قبرستان یہیں ہے لیکن اس شہر میں اس کا ذریعہ معاش کوئی نہیں۔ اس کا ذریعہ معاش زمین کا ایک قطعہ ہے جو کہ مضافات شہر بہاول نگر میں ملتان سے تقریباً ڈیڑھ صد میل پر واقع ہے۔ زید کا جہاں زمیندارہ ہے۔ وہیں اس کا اپنا ملکیہ مکان بھی ہے۔ بلکہ پوری ایک بستی ہے جو زید کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے دیگر خاندان کی زمینیں اور مکانات بھی عرصہ قدیم سے وہاں ہیں۔ زید کا وہاں جانا تقریباً عینہ میں دو مرتبہ ہو جاتا ہے۔ لیکن قیام شاذ ہی چودہ دن تک ممتد ہوتا ہے۔ سال میں ایک دو مرتبہ زید اپنے بیوی بچے بھی وہاں لے جاتا ہے۔ زید کے آرام کا سامان بستر، ملازمین وغیرہ بھی مکان میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ نیز زید کے والد کی بھی جائیداد ملحقہ موضع میں تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے اور وہاں والد صاحب کی دوسری اہلیہ اور بچے بھی ہیں اور وہاں زید کے والد کا قیام بھی مستقل ہے۔ اندر میں صورت مسئلہ درپیش یہ ہے کہ کیا جب زید اپنی بستی میں جلنے اور اس کی نیت وہاں پندرہ دن سے کم قیام کی ہو تو کیا وہ شرعاً اپنے آپ کو مسافر سمجھ کر قصر کرے یا مقیم دو وطن سمجھ کر نماز پوری پڑھے۔ نیز یہ بھی بیان فرمائیں کہ اگر زید اپنے والد کے گھر میں جائے تو کیا وہ قصر کرے یا پوری نماز پڑھے ؟

اگر زید قبل ازیں مسئلہ وطن میں پندرہ دن کے قیام کی نیت کے ساتھ ٹھہر چکا ہے تو یہ وطن اقامت مشابہ بوطن اصلی ہے لہذا یہاں اتمام کیا جائے۔ البتہ اگر سیدھا والد کے گھر جائے تو وہاں قصر کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان
۱۴۰۶ھ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
الحجۃ المبارک

ایک ہی شہر میں رہ کر مختلف مساجد میں تبلیغی کام کرنا

ہو تو بصورت نیت اقامت اتمام کریں

ہماری تبلیغی جماعت کی تشکیل ہوتی ہے۔

① بسا اوقات ایک بڑے شہر میں ہم جاتے ہیں وہاں چھوٹی چھوٹی مسجدیں ہوتی ہیں اور پندرہ دن سے زیادہ اس شہر کے اندر رہنے کے ارادہ سے جاتے ہیں تو اس شہر میں ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جب جائیں گے تو قصر کریں یا نہیں ؟

قریب قریب کے مختلف دیہاتوں میں پندرہ دن

سے زیادہ ٹہرنا ہو تو "قصر" کریں

② بسا اوقات ایک ایسے علاقے کی طرف تشکیل ہوتی ہے کہ اس میں چھوٹے چھوٹے دیہات ہوتے ہیں۔ اس پورے علاقے میں تو پندرہ دن سے زیادہ قیام کرتے ہیں لیکن کسی ایک دیہات میں پندرہ دن سے کم ٹھہرتے ہیں اور یہ دیہات کبھی تو ایک دوسرے سے آدھے میل کے فاصلے پر ہوتے ہیں اور کبھی ایک میل اور کبھی اس سے بھی زیادہ۔ تو اس علاقے میں ہم قصر کریں گے یا پوری نماز پڑھیں گے۔ بینوا تو جووا مستفتی محمد صدیق۔ نائب امیر مرکز مسیرون شاہ

الجواب

① اس صورت میں پندرہ دن قیام کی نیت کرنے پر اتمام کریں گے۔

② قصر کریں گے۔ ولو نوى الإقامة خمسة عشر يوما في موضعين فان كان كل منهما

اصلا بنفسه نحو مكة ومنى والكوفة والحيرة لا يصير مقيما وان كان احدهما تبعا

للاخر حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيما اه (عالمگیری : ج ۱ ص ۱۴۰)

الجواب صحيح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
۲۳
۱۴۱۰ھ
فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

بحری جہاز میں نیت اقامت درست نہیں

ہمارے ایک بزرگ حاجی صاحب نے حج کے لئے بحری سفر ایسا اختیار کیا کہ جس میں سے پندرہ دن سے زائد جہاز میں رہتا تھا تو انہوں نے اس دوران خود بھی نماز پوری پڑھی اور دو ٹرل

کو بھی یہی کہتے رہے۔ اور دلیل یہ دی کہ چونکہ جہاز میں ایک طرح کی بستی آباد ہے اور تمام ضروریات زندگی یہاں مل جاتی ہیں اور ہم نے پندرہ دن سے زائد یہاں رہنا ہے۔ لہذا ہم مقیم ہیں اور ہمیں نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ کیا ان کا یہ عمل اور قول درست ہے یا نہیں ؟

حاجی صاحب موصوف نے پوری نماز پڑھ کر غلطی کی ہے قصر ضروری تھی نیران کی دلیل بھی درست نہیں۔ کیوں کہ نیت اقامت اس جگہ صحیح ہوتی ہے جو جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو۔ کشتی یا بحری جہاز میں مستقل رہائش کوئی نہیں رکھتا۔ لہذا کشتی یا جہاز کے سفر میں قصر ہی ضروری ہے خواہ کتنے دن اس میں سفر کرنا ہو۔

ولا تصح نية الإقامة في مفازة لغير اهل الدخيلة لعدم صلاحية المكان في حقه - ۱ھ (مراقی الفلاح) (قوله ولا تصح نية الإقامة في مفازة) مثلها الجزيرة والبحر و السفينة والملاح مسافر و سفینتہ لیست بوطن - ۱ھ (طحطاوی ص ۲۳۲) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه مفتی جامعہ ہذا



مقیم بننے کے لئے پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت ضروری ہے

محترم جناب مہتمم صاحب جامعہ خیر المدارس ملتان۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند مسائل پیش خدمت اقدس ہیں اگر ان کے شرعی حل سے مشرف فرمائیں تو مشکور ہوں گا۔
مسائل درج ذیل ہیں۔

۱ : حج کے دنوں میں چند حاجی صاحبان مکہ مکرمہ ایسے وقت پہنچتے ہیں کہ اگر پہنچنے والے دن سے شمار کیا جائے تو سات ذی الحجہ تک پندرہ دن پورے نہیں ہوتے۔

۲ : اگر آٹھ ذی الحجہ تک دن گئے جائیں تو بھی پندرہ دن پورے نہیں ہوتے۔

۳ : چند حاجی صاحبان سات یا آٹھ ذی الحجہ کے دن سے پچیس دن قبل مکہ مکرمہ پہنچے مگر صرف

پانچ دن رہ کر مدینہ منورہ چلے گئے وہاں ۲ کھٹ دن گزار کر پھر مکہ مکرمہ آ گئے۔ مگر اب سات یا ۸ کھٹ ذی الحجہ تک صرف بارہ دن رہتے ہیں۔

ادھر بیان شدہ صورتوں میں سے کن کن صورتوں میں حاجی صاحبان مسافر رہیں گے۔ اور کن کن صورتوں میں مقیم رہیں گے؟

تینوں صورتوں میں مذکورہ حجاج مسافر ہیں۔ پندرہ روز قیام کی نیت سے مقیم بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس دوران کوئی سفر درپیش نہ ہو۔ درمختار میں ہے۔

فلو دخل الحاج مكة ايام العشر لم تصح نيته لانه يخرج الى منى وعرفه تصار كنيته الاقامة في غير موضعها و بعد عودها من منى تصح - (شامية : ج ۱ : ص ۵۲۸)۔

فقط والله اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۱۲۰۹/۹/۲ھ

ابوالصالح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

مستقل وطن اقامت سفر سے باطل نہیں ہوتا

اس بارے میں منڈی بہاؤ الدین سے ایک استفادہ آیا تھا جس کا جواب حضرت ایشخ العلامة مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے یہ دیا کہ ایسا وطن اقامت سفر سے باطل نہیں ہوتا۔ یہ جواب حضرت علامہ مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں بغرض تصدیق بھیجا گیا تو انہوں نے بھی اس کی تصویب فرمائی۔

یہ پوری خط و کتابت دارالافتاء جامعہ خیر المدارس کے رجسٹروں میں موجود ہے اور مرتب طور پر ”احسن الفتاویٰ“ جلد چہارم میں بنام ”وطن الارتحال یبقی ببقاء الاثقال“ شائع ہو چکی ہے۔ چونکہ ”احسن الفتاویٰ“ میں جامعہ خیر المدارس کے جواب سے متعلق ایک زائد سوال و جواب بھی ہے اس لئے یہ خط و کتابت بتماہیا میں سے نقل کی جاتی ہے۔



وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

وَمِنْ الْأَرْحَامِ

يَبْقَى

بِقَارِ الْأَنْفَالِ



سفر مع ترک اقبال سے وطن اقامت باطل نہیں ہوتا

مخدوم مکرم جناب حضرت مفتی صاحب مدظلہم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گڑھی
ایک مسئلہ برائے تحقیق و تصدیق ارسال خدمت ہے امید ہے کہ مدلل جواب سے نوازیں گے۔ مدرسہ
میں بجد اللہ خیریت ہے۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہم العالی بھی بخیریت ہیں۔ فقط والسلام
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱/۹/۸۸

سوال : میں منڈی بہار الدین میں خطیب ہوں اور مستقل طور پر ملازمت کر رہا ہوں۔ مجھے
محکمہ اوقاف کی طرف سے ایک رہائشی مکان بھی ملا ہوا ہے۔ میرے بال بچے مع گھریلو سامان
کے بھی میرے ہمراہ ہی مکان میں رہائش رکھتے ہیں۔ البتہ میرا وطن اصلی سلاوالی ضلع سرگودھا ہے،
وہیں کارہنے والا ہوں اور وطن اقامت یہ منڈی بہار الدین ہے۔ ایک عالم فاضل فرماتے ہیں
کہ سفر شرعی کے لئے منڈی بہار الدین سے باہر جب بھی میں جاؤں اور پھر واپس منڈی میں
آؤں تو نماز قصر کروں تا وقتیکہ واپسی کے بعد منڈی میں پندرہ یوم ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو۔
مثلاً اگر کسی سفر شرعی سے واپسی کے بعد ہفتہ عشرہ تک کہیں دوبارہ سفر پر جانا ہو تو قصر لازم
ہوگی اور پوری نماز مقتدیوں کو نہیں پڑھا سکتے۔ قابل دریافت امر یہ ہے کہ منڈی بہار الدین میں
باقاعدہ رہائش رکھنے اور بال بچے موجود ہونیکے باوجود پھر بھی کیا سفر شرعی سے واپسی کے بعد
اقامت شرعی کے لئے پندرہ روز کی نیت کرنا شرط ہے یا نہیں۔ اور منڈی سے باہر اکثر جانا ہی
پڑتا ہے۔ اور گاہ گاہ یہ اسفار مختصر و قفات کے بعد مسلسل ہوتے ہیں تو میں امامت کیسے کرا سکتا
ہوں؟ مدلل ارقام فرمایا جائے۔

الجواب : فاضل موصوف کا مذکورہ بالا فتویٰ غالباً متون کے اطلاق سفر پر مبنی ہے۔
متون کی عبارت یہ ہے ویبطل الوطن الاصلی بمثلہ والسفر ووطن الاقافہ بمثلہ و
السفر والاصلی (کنز وغیرہ) اس عبارت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے
محض خروج بنیت سفر اسکے لئے مبطل ہے۔ لیکن اس کے ظاہر کو کافی سمجھنے کی بجائے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اسکی صحیح مراد تک پہنچنے کے لئے دیگر عبارات فقہیہ پر بھی نظر کر لی جائے۔
عبارات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے محض سفر کرنا ہی مبطل نہیں بلکہ
در اصل سفر بصورت ارتحال مبطل ہے۔ یعنی یہ بطلان اسوقت ہوگا جبکہ وطن اقامت سے

بنیت سفر جاتے وقت اپنا سامان وغیرہ بھی ہمراہ لیجائے جس سے یہ سمجھا جائے کہ شخص کو
 کارادہ فی الحال یہاں واپس آنیکا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وطن اصلی سفر سے باطل نہیں ہوتا کیونکہ
 وطن اصلی سے سفر کرنا ترک توطن بالوطن الاصلی یا اعراض عن التوطن پر دلالت نہیں کرتا بلکہ
 اہل و عیال وغیرہ کی موجودگی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جانیوالا اس مقام پر واپس لوٹے آنے
 کے قصد و ارادہ سے جا رہا ہے حتیٰ کہ اگر وطن اصلی سے جانے والا اہل و عیال سمیت چلا جائے
 اور دوسری جگہ وطن اصلی بنالے تو پہلے وطن اصلی کی وطنیت بھی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ تمام
 کتب فقہ میں مصرح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دراصل بطلان وطن کا مدار سفر وغیرہ
 مع ترک توطن یا اعراض عن التوطن پر ہے محض خروج بنیت سفر پر نہیں۔ پس جس وطن
 سے بھی ترک توطن کا عزم کر لیا اور وہاں سے نکل پڑا یا دوسری جگہ وطن بنالیا وہ وطن باطل
 ہو جائے گا خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت، البتہ ان دونوں وطنوں سے سفر کر نہیں
 عام طور پر ایک فرق ہوا کرتا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں اوطان کے متعلق سفر کا حکم
 مختلف بتلایا گیا کہ سفر وطن اصلی کے لئے مبطل نہیں اور وطن اقامت کے لئے مبطل ہے وہ
 فرق یہ ہے کہ وطن اصلی سے سفر عام حالات میں بدون ارادہ ترک توطن ہوتا ہے۔ کسی
 حاجت کے لئے سفر ہوا واپس پھر وہیں آنا ہوتا ہے اور یہ سفر بصورت ارتحال نہیں ہوتا
 اور وطن اقامت سے سفر عموماً با ارادہ ترک توطن ہوتا ہے۔ کیونکہ اصلی رہائش تو کسی
 دوسری جگہ ہے یہاں قیام برائے حاجت تھا ضرورت پوری ہونے پر یہاں سے جانا ہی ہوگا
 جیسے اسفار تجارت و ملاقات و حج وغیرہ۔ پس یہ سفر عموماً بصورت ارتحال ہی ہوتا ہے۔
 اس فرق کے پیش نظر یہ کہا گیا ہے کہ سفر وطن اقامت کے لئے مبطل ہے کیونکہ وطن اقامت
 کے بارے میں سفر کا عام معروف و معتاد فرد ایسا سفر ہی ہوتا ہے والمطلق اذا اطلق يراد به الفرد
 الكامل، پس متون کی تعبیر سفر کے اسی فرد مطلق کے بار میں ہوگی تمام سفروں کے بار میں نہیں، چنانچہ
 بدائع کی تعلیل سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جو سفر وطن اقامت کے لئے
 مبطل ہے وہ کونسا سفر ہے؟ اور متون میں اس مقام پر جو لفظ سفر مذکور ہے اس سے
 کیا مراد ہے؟ ملک العلماء امام ابو یوسفؒ کا سانی تحریر فرماتے ہیں۔ وینقص بالسفر
 ايضاً لان توطنه في هذا المقام ليس للقرار ولكن الحاجة فاذا سافر منه يستدل به
 على النقصاء حاجة فصل ما عرضا عن التوطن به فصار ناقضاً له دلالة (محتاج ۱)

تعلیل سے ظاہر ہے کہ یہ وہ سفر ہے جو اس امر کی دلیل بن سکے کہ اب یہاں رہائش کی حاجت نہیں رہی اور جانے والا اس مقام کی وطنیت کو ختم کر چکا ہے اور یہ اس سفر میں ہوتا ہے جو کہ بصورت ارتحال ہوتا ہے اور جس شہر میں زید کے بیوی بچے ہیں اور کامل رہائش ہے۔ ایک دو دن کے لئے اگر زید کہیں جائے تو زید کا یہ سفر قصار حاجت، اعراض عن التوطن اور نقص للتوطن کسی امر پر بھی ہرگز ہرگز دلالت نہیں کرتا بلکہ بقار ثقل بقار توطن کی قطعی دلیل ہے اور اگر لفظ سفر سے مراد سفر شرعی کا ہر فرد ہو خواہ وہ بصورت ارتحال ہو یا بصورت ارتحال نہ ہو تو دلیل اور دعویٰ میں انطباق کیسے ہوگا؟ جبکہ دعویٰ عام اور دلیل خاص ہے۔

اس کے علاوہ صاحب بحر وغیرہ نے اس امر کی تصریح نقل کی ہے کہ بقار ثقل سے وطن اقامت باقی رہتا ہے گو دوسری جگہ بھی مقیم ہو جائے اس تصریح سے تعلیل بدائع کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ وهذا النص في المحيط ولو كانت له اهل بالكوفة واهل بالبصرة فمات اهل بالبصرة وبقى له دور وعقار بالبصرة لا تبقى وطنه و قیل تبقى وطناً لانها كانت وطنه بالاهل والذات جميعاً فبذوال احد همالا يرتفع الوطن كوطن الإقامة يبقى ببقاء الثقل وان اقام بموضع اخر (ص ۱۳۸ ج ۲) اور بحوالہ محیط بعینہ ہی جزئیہ مجمع الانهر (ص ۱۶۷ ج ۱) میں بھی موجود ہے صاحب بحر اور صاحب نرنیسر منحة الخالق میں علامہ شامیؒ نے اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔

فائدہ :

تفصیل بالا اور دیگر عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت در حقیقت اس وقت باطل ہوتے ہیں جبکہ ان کے شمار کردہ مبطلوں میں دلالت علی نقص الوطن السابقة پائی جائے۔ دیکھئے وطن اصلی کے لئے دوسرے وطن اصلی کو مبطل قرار دیا گیا ہے اور متون میں یہ بطلان مطلق ہے کسی قید کے ساتھ مقید نہیں حالانکہ دوسرا وطن اصلی علی الاطلاق پہلے کے لئے مبطل نہیں بلکہ اس صورت میں مبطل ہے جبکہ پہلے سے نقص وطنیت کرتے ہوئے دوسرے کو بھی وطن اصلی بنائے ورنہ اگر پہلے وطن کو حالت سابقہ پر رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر بیوی کر لیتا ہے اور اسے بھی مستقل رہائش کے لئے تجویز کر لیتا ہے تو پہلا وطن اصلی اس سے باطل نہیں ہوگا۔ کما فی البحر وغیرہ قید نابکونہ انتقل عن الاول باہلہ لاندلہ لم ینتقل بہم ولکنہ استحدث اہلاً فی بلدة اخرى فان الاول لم یبطل و یتیم فیہما (فقہ)

بلکہ علامہ طحاویؒ نے لکھا ہے کہ دو سے زائد بھی وطن صلی ہو سکتے ہیں اور متون میں دوسرے نمبر پر مبطل وطن اقامت کو شمار کیا گیا ہے کہ دوسرا وطن اقامت پہلے کے لئے مبطل ہے، اور الفاظ میں یہاں بھی اطلاق ہے اور بظاہر کوئی قید موجود نہیں حالانکہ جیسے صورتِ اولیٰ میں بطلان مقید ہے ایسے ہی یہاں بھی مقید ہے۔ یعنی دوسرا وطن اقامت پہلے کے لئے تب ہی مبطل ہوگا جبکہ پہلے کی وطنیت کو ختم کر کے وطن اقامت بنایا گیا ہو۔ اور اگر پہلے کی وطنیت کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ اسکی رہائش بدستور باقی ہے۔ بیوی بچے اور سامانِ دہن ہے اور دوسرے مقام میں شرعی اقامت کے ساتھ مقیم ہو گیا تو اس سے پہلا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا جیسا کہ جزئیہ محیط میں مصرح ہے کوطن الإقامة یبقی ببقاء الثقل وان اقام بموضع اخر اھ پس جیسے ان دونوں مبطلوں میں الفاظ مطلق ہیں لیکن مراد خاص ہے اسی طرح مبطل ثالث (سفر) کے بارے میں کہا جائیگا کہ گولفظوں میں عموم ہے مگر مراد خاص سفر ہے جو بصورت ارتحال ہوتا ہے جیسا کہ تعلیل بدائع سے مفہوم ہوتا ہے۔ بقار اہل و ثقل سے بقار اقامت و توطن رہتا ہے عرف سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے چنانچہ جو شخص بال بچوں سمیت ایک شہر میں ہو گو یہ اسکا وطن اصلی نہ ہو محض اسکے ایک دو دن کے لئے سفر پر چلے جانے سے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ یہاں سے ترک سکونت کر گیا ہے نہ اس سفر کو کوئی ترک سکونت کہتا ہے اور نہ ہی سفر سے واپسی کو کوئی تجدید توطن یا استیناف سکونت قرار دیتا ہے۔ البتہ اگر بیوی بچے وغیرہ بھی ہمراہ لیجائے اور ارادہ یہاں واپسی کا نہ ہو تو اب یقیناً کہا جاتا ہے کہ وہ یہاں سے رہائش ترک کر گیا ہے۔

تفصیل بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی شہر میں باقاعدہ بیوی بچوں سمیت رہائش رکھتا ہے اور اسکا ذریعہ معاش بھی اسی شہر سے متعلق ہو تو اسکا یہ توطن تب باطل ہوگا جبکہ اس شہر سے رہائش ختم کر کے چلا جائے، محض عارضی اور وقتی اسفار سے اسکا یہ وطن اقامت باطل نہیں ہوگا اور متون کے جزئیہ کا یہی مطلب ہے کہ وطن اقامت سے جب سفر بصورت ارتحال ہوگا تو یہ اسکے لئے مبطل ہوگا۔ پس صورتِ مسئلہ میں سائل سفر کے بعد جب بھی منڈی بہار الدین پہنچے گا مقیم تصور کیا جائیگا اور نماز پوری پڑھیگا۔ بلکہ بعض عبارت سے تو ایسے مقام کے وطن صلی ہونی کا شبہ ہوتا ہے۔ کتاب الفقہ للعلما عبد الرحمن الجزری مطبوعہ مصر میں وطن صلی کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ وهو الذی ولد فیہ اولہ فیہ زوج فی عصمتہ او قصد ان یرتق فیہ و ان لم یولد بہ ولم یرکب لہ بہ نواجیھ (باب البیاض) فھذا واللہ اعلم۔ عبد الستار نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۹۹۷ء

الجواب باسم ملہم الصواب

مسئلہ صحیح ہے کہ بقاء ثقل سے وطن اقامت باطل نہیں ہوتا، البتہ تحریر میں امور ذیل قابل

اصلاح ہیں۔

① کتاب الفقہ کی عبارت ”وقصد ان یرتزق فیہ“ سے اس پر استدلال یا اسکی تائید صحیح نہیں۔ کیونکہ قصد ارتزاق سے مقصد یہ ہے کہ قصد ارتزاق علی سبیل الدوام ہو، جیسا کہ مطلقاً تولد یا تزوج سے وطن اصلی نہیں بن جاتا جب تک کہ اس میں اقامت علی سبیل الدوام کا قصد نہ ہو۔ قال فی الخانیۃ المسافر اذا جاوز عمران مصرہ (الی قولہ) ان کان ذلک وطنًا اصلیا بان کان مولدہ وسکن فیہ اولم یکن مولدہ ولكن تأهل به وجعله دارًا الخ

(خانیۃ علی ہامش العالمگیریہ ص ۱۶۵)

اس سے ثابت ہوا کہ موضع تولد و تأهل وطن اصلی جب ہوگا جبکہ اس میں سکونت و جعل دار کا قصد بھی ہو، اثبات مسئلہ کے لئے جو دوسرے دلائل تحریر کئے گئے ہیں وہ کافی و دافی ہیں۔

② اس امر کی توضیح ضروری ہے کہ بقاء وطن اقامت کا حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہاں اہل و عیال چھوڑ کر گیا ہو یا سامان اپنے مقبوض مکان میں رکھ کر گیا ہو۔ اگر سامان کسی کے پاس ودیعت رکھ کر گیا تو وطن اقامت باطل ہو جائے گا اس لئے کہ اسے عرف میں سکونت نہیں کہا جاتا۔ وقال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ (قولہ حلف لا یساکن فلائنا) فان کان ساکنًا معہ فان اخذ فی النقلة وھو ممکنہ والا حنث قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فان کان وھب لہ المتاع و قبضہ منہ وخرج من ساعۃ و لیس من رأیہ العود فلیس بمساکن و کذلک ان اودعہ المتاع او اعادہ ثم خرج لا یرید العود، بخ (رد المحتار ص ۱۶۵)

③ تحریر میں عبارت ”در اصل بطلان وطن کا مدار (الی) خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت“ کی ترمیم ضروری ہے۔ کیونکہ وطن اصلی صرف اعراض عن التوطن سے باطل نہیں ہوتا بلکہ اعراض کے ساتھ توطن بوطن آخر بھی شرط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ

۱۴ رمضان المبارک سنہ ۸۶ ہجری

مسئلہ مذکورہ بالا سے متعلق متضاد جوابات میں فیصلہ

مخدوم العلام جناب حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی، گرامی نامہ بوساطت حضرت مولانا
خیر محمد صاحب دامت برکاتہم موصول ہوا۔ مسئلہ وطن اقامت کے بارے میں بعینہ فتویٰ
قاسم العلوم مع تحریر خیر المدارس ارسال خدمت ہے۔ اُمید ہے کہ رائے عالی سے جلد مطلع فرمایا جائیگا،
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
از دارالافتاء خیر المدارس، ملتان

فتویٰ قاسم العلوم

ہوالمصوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ عبارات فقہیہ متون و شروح و حواشی پر غور کرنے سے بظاہر
جو معلوم ہوتا ہے وہ فی الواقع تدبر و تامل کے بعد بھی اس کی صحیح مراد ہے وہ یہ کہ وطن اقامت
مطلق خروج بنیت سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ خواہ خروج مذکور کے وقت یہاں واپس آنیکا
کوئی ارادہ نہو یا خروج کے وقت چند روز کے بعد کسی وقت اس وطن اقامت میں واپس آنے
کے ارادے سے سفر پر گیا ہو۔ نیز ساز و سامان، متاع و ثقل ساتھ لیجا چکا ہو یا اسی وطن میں
سامان و ثقل چھوڑ چکا ہو بہر صورت سفر شرعی سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔ متون و
شروح کی عبارتوں پر بار بار غور فرمائیں یہی مطلب صاف طور پر سمجھ میں آئے گا۔ اور یہی چیز
ہی وطن اصلی اور وطن اقامت کے درمیان مابہ الاستیاز ہے۔ وطن اقامت کے لئے سفر شرعی
کا ہر فرد مبطل ہے اور وطن اصلی کے لئے سفر شرعی کا کوئی فرد مبطل نہیں۔ چنانچہ وطن اصلی
سے نکلنے والا بقصد اعراض عن توطنہ اگرچہ ساز و سامان اہل و عیال وغیرہ یہاں سے
اٹھالے، کوئی گھر مکان وغیرہ بھی اس کا یہاں نہ رہ جائے۔ دور دراز سفر کرتا پھرے کئی
مقامات کو یکے بعد دیگرے محض وطن سکنی یا وطن اقامت بنائے تب بھی اس کا وہ وطن اصلی
باطل نہیں ہوا ہے اور یہ اسفار کے افراد کاملہ نیز یہ اوطان اقامت وطن اصلی کے لئے ہرگز
مبطل نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ کسی مقام کو وطن اصلی (دائمی رہائش گاہ) نہ بنائے۔ کما قال

الشائی تحت قول التنویر الوطن الاصلی یبطل بمثله (ص ۵۶ ج ۱) (قوله یبطل بمثله)
 سواء كان بينهما مسيرة سفر اولاً - ولا خلاف في ذلك كما في المحيط قهستانی
 وقيد بقوله بمثله لانه لو انتقل منه قاصداً غيره ثم بدله ان يتوطن في مكان
 آخر فمّر بالاول انما لانه لم يتوطن غيره - نهر - وفي الدر المختار ايضاً (ص ۵۵)
 ويبطل (وطن الإقامة بمثله) بالوطن (الاصلی) وبانشاء (السفر) وقاله لشائی
 تحت مطلقاً (قوله وبانشاء السفر) ای منه وكذا من غيره اذا لم يمر فيه عليه
 قبل سير مدة السفر الخ

باقی بحر کی عبارت بحوالہ محیط "کوطن الإقامة یبقی ببقاء الثقل وان اقام
 بموضع آخر" سے بمثلہ کی تفسیر معلوم ہوتی ہے نہ کہ والسفر کی تفسیر۔ اور اس عبارت
 کا مطلب یہ ہوگا کہ بدون انشاء سفر اگر ایک شخص وطن اقامت سے نکل کر کسی دوسری
 قریب جگہ کو وطن اقامت بنائے تو بنا بر اطلاق اس عبارت متون کے کہ "ووطن الإقامة
 بمثلہ" بہر صورت وہ پہلا وطن اقامت باطل ہو جائے گا لیکن محیط نے یہ قید لگا دی ہے
 کہ یہ بطلان تب ہوگا کہ ساز و سامان ثقل وغیرہ منتقل کر کے قریب کی دوسری جگہ میں
 نیت اقامت کر چکا ہو۔ اور اگر ثقل منتقل نہ کیا ہو تو پہلا وطن اقامت بھی بدستور باقی ہے
 اور وہ دوسرا بھی وطن اقامت اس کا بن گیا ہے۔ ہذا هو الظاہر۔ فہذا انفہمہ
 باقی بدائع کی عبارت مذکورہ میں دعوی عام ہے اور تعلیل خاص ہے اور ایسا استدلال فقہاء
 کے کلام میں متعدد مقامات میں موجود ہے۔ نیز رسم المفتی کا اصول ہے کہ تعلیلات
 فقہاء سے احکام فقہیہ ثابت نہیں ہوا کرتے۔ اس کے لئے نقل یا اصل درکار ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبد اللطیف معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ رمضان سنہ ۱۳۸۶ھ

جواب از خیر المدارس

مدرسہ قاسم العلوم کے نائب مفتی صاحب اپنا جواب تحریر کر کے مدرسہ خیر المدارس
 میں خود تشریف لائے تھے۔ زبانی بات چیت ہوتی رہی۔ جواباً ہم نے ان کی خدمت میں یہ

عرض کر دیا تھا کہ :

① آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ ”ہر سفر شرعی وطن اقامت کے لئے مبطل ہے۔“ اور اس کی دلیل میں جو عبارات آپ نے پیش کی ہیں یہ وہی عام عبارات ہیں جن میں سے ایک عبارت ہم اپنی تحریر کے شروع میں لکھ چکے ہیں اور یہ عبارات اثباتِ استغراق کے لئے ناکافی ہیں۔ کیونکہ کوئی لفظ دال علی الاستغراق موجود نہیں۔ ورنہ ہر وطن اصلی پہلے وطن اصلی کے لئے مبطل ہو جائے گا اور ہر وطن اقامت پہلے وطن اقامت کے لئے مبطل بن جائیگا (حالانکہ آپ ان میں جوازِ تعدد کے قائل ہیں) کیونکہ متون میں تینوں مبطلوں کی تعبیر تقریباً یکساں ہے۔

② عبارت محیط کو صاحب بحر نے کسی مبطل کی تقیید کے لئے نقل نہیں کیا بلکہ دوسرے وطن اصلی کی بحث میں اس کا تذکرہ آگیا ہے اور نیز یہ کہ اس عبارت میں جو ”ان اقامہ بموضع اخر“ موجود ہے اس ”موضع اخر“ کو مادون السفر کی قید کے ساتھ مقید کرنا بلا دلیل ہے اور جیسا کہ اس کے مشبہ وطن اصلی میں ایسی کوئی قید موجود نہیں بظاہر اس مشبہ بہ میں بھی ایسی کوئی قید موجود نہیں۔

③ تعلیل بدائع کے متعلق یہ عرض کیا گیا تھا کہ تعلیل ہذا سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ کم از کم صاحب بدائع یقیناً اس لفظ سفر کو ہر سفر کے لئے عام نہیں لے رہے ہیں بلکہ سفر کا وہ مخصوص فرد سمجھ رہے ہیں جس میں دلالت علی نقص الوطن پائی جائے۔ پس اس لفظ سفر سے یہی مراد لینا چاہئے اور اگر کسی فقیہ کے کلام سے اس لفظ کا عموم اور تمام افراد سفر کو شامل ہونا تحقیق ہو جائے گا تو تسلیم کر لیا جائے گا۔

باقی یہ کہنا کہ فقہاء کے کلام میں ایسا استدلال متعدد مقامات پر موجود ہے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ فقہاء ایسے دعویٰ اور دلیل کے عدم انطباق کو نہیں سمجھتے اور صاحب بدائع بھی اس موٹی سی بات سے بے خبر ہیں۔ یہ بات کم از کم ہم تو تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔

تعلیل مسئلہ سے صورتِ مسئلہ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ یہ حقیقت کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔ تتبع کرنے سے اس کی بے شمار نظائر مل سکتی ہیں۔ فقط

خادم بندك :

عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۳۸۶ / ۱۰ / ۲۸ھ

الجواب باسم ملہم الصواب

قاسم العلوم کے فتویٰ میں جزیہ محیط کا جو مطلب بیان کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ اسمیں بدوں انشاء سفر کسی دوسری قریب جگہ کو وطن اقامت بنائے کی قید بلا دلیل ہے اگر صورت زیر بحث میں دوسری جگہ وطن اقامت بنا لینا سابق وطن اقامت کے لئے مبطل نہیں تو انشاء سفر کیوں مبطل ہے؟ دونوں میں ماہ الفرق کیا ہے؟

جب وطن اقامت مبطل نہیں تو سفر بطریق اولیٰ مبطل نہوگا۔ کیونکہ سفر کی بنسبت وطن قوی ہے یہ امر معقول ہونے کے علاوہ عبارات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ جملہ کتب میں یہ مصرح ہے کہ وطن اصلی کے لئے سفر مبطل نہیں اور دوسرا وطن اصلی مع الاعراض عن الاول مبطل ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفر کی بنسبت وطن میں قوتہ ابطال زیادہ ہے۔ دھو ظاہر جہلاً وطنی اقامت کا مبطل نہونا اور سفر کا مبطل ہونا بالکل غیر معقول ہے۔ تعلیل بدائع سے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی قرین قیاس نہیں۔ اگرچہ حکم عقلیہ پر احکام شرعیہ کے وجود و عدم کا مدار نہیں ہوتا مگر علت پر معلول کا مدار لازم ہے۔ وہ علت کیا ہوئی جس پر معلول کا مدار نہو؟

ہاں ایسے مواقع کہ جہاں وجود علت ایسا مخفی ہو کہ اسکا علم حاصل کرنا مستعسر ہو وہاں شریعت مقدسہ نے سبب کو علت کے قائم مقام قرار دیکر حکم نافذ کر دیا ہے جیسے کہ نوم کو خرچہ ریح اور سفر کو مشقت کا قائم مقام قرار دیکر نقص و ضرر اور قصر و انقطاع کے احکام جاری کئے گئے ہیں۔ مسئلہ زیر بحث اس نوعیت کا نہیں کہ اسمیں سبب یعنی سفر کو علت یعنی اعراض عن التوطن کے قائم مقام کر کے نفس سفر پر ہی ابطال وطن کا حکم لگایا جاسکے بلکہ ایجاد علت خود مسافر کے اختیار میں ہے اور اس کی نیت پر موقوف ہے۔

خلاصہ یہ کہ بندہ کی نظر میں خیر المدارس کا جواب صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد عفا اللہ عنہ

۱۳۰۱ ذی قعدہ سنہ ۸۶ ہجری

سوال مثل بالا

بخدمت اقدس حضرت مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب سے درج ذیل مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہے۔ ملتان کے ایک عالم اور مفتی صاحب کی تحقیق بھی پیش خدمت ہے۔ بغور مطالعہ فرمانے کے بعد اس کی تائید یا تردید بالذلل تحریر فرمائیں

تاکہ تشفی ہو، اُمید ہے کہ جناب والا اپنی تحقیق سے ضرور مطلع فرمائیں گے۔

سوال : زید ملتان میں ملازمت کرتا ہے، یہیں اسکی رہائش ہے، یعنی ملتان اسکا وطن اقامت ہے۔ اس کا گھریلو سامان، بیوی بچے اسکے ساتھ ملتان میں رہائش پذیر ہیں، جبکہ اس کا وطن اصلی لائل پور ہے۔ اب وہ سفر شرعی کے لئے ملتان سے باہر جاتا ہے اور واپسی پر ملتان میں پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کرتا، کیونکہ ہفتہ عشرہ تک اس کو دوبارہ کہیں سفر پر جانا ہے تو اس حالت میں وہ قصر کریگا یا اتمام؟ سفر شرعی سے وطن اقامت میں واپسی کے بعد اتمام صلوٰۃ کے لئے پندرہ روز اقامت کی نیت شرط ہے یا نہیں؟

جواب :

یہ جواب بھی مفتی عبدالستار صاحب ہی کا نوشتہ ہے۔ آئیں بھی مضمون اور دلائل کا اکثر حصہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس لئے اس جواب میں سے صرف وہ امور نقل کئے جاتے ہیں جو سابق جواب سے زائد ہیں۔ مرتب

جو شخص کسی شہر میں باقاعدہ بیوی بچوں سمیت رہائش رکھتا ہو تو اس کا یہ توطن تب باطل ہوگا جبکہ وہ اس شہر سے رہائش ختم کر کے چلا جائے، محض عارضی اور وقتی اسفار سے اس کا یہ وطن اقامت باطل نہیں ہوگا اور متون کے جزئیہ کا یہی مطلب ہے کہ وطن اقامت سے جب ارتحال ہوگا تو یہ اس کے لئے مبطل ہوگا محض سفر مبطل نہیں ہوگا۔

جس وطن سے ترک وطن کر لیا وہ وطن باطل ہو گیا خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت البتہ وطن اقامت سے سفر عام طور پر چونکہ ایسا ہی ہوتا تھا یعنی ارتحال ہوتا تھا کیونکہ یہاں پر قیام برائے حاجت تھا ضرورت پوری ہونے پر ارتحال ہی ہوگا۔ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ آمد و رفت کے موجودہ ذرائع مفقود تھے لہذا نفس سفر کو اس سفر کے لئے مبطل قرار دیا ہے اور کسی قید کی حاجت نہیں سمجھی گئی جیسا کہ دوسرے وطن اصلی کو پہلے کے لئے بلا کسی قید کے مبطل ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ بطلان پہلے کے ترک کے ساتھ مقید ہے (اسکی قدرے تفصیل آگے آرہی ہے) مگر چونکہ عام طور پر جب دوسرے مقام کو مستقل وطن بنایا جاتا ہے تو پہلے کو چھوڑ کر ہی بنایا جاتا ہے لہذا اس قید کی تصریح کی ”متون“ میں ضرورت نہیں سمجھی گئی تو گویا کہ متون کی تعبیر وطن اقامت سے ایک خاص سفر کے بارے میں ہے تمام سفروں کے بارے میں نہیں۔ وطن اقامت سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ کتاب الفقہ لعبد الرحمن الجزیری میں اس کی

تعبیر ان الفاظ سے کی گئی ہے۔ تاہم یہاں بطلان بمشاہدہ فلو سافر مسافۃ فصر الی مکات
سراح لا قامة واقام بدخمسۃ عشر یوماً و یا ثمر ارتحل عنه الی مکات آخر واقام بہ
کن الی الخ

یہ شہر نہ کیا جائے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ شرعی سفر نہ ہو بلکہ وطن اقامت
میں اپنا سامان وغیرہ چھوڑ کر کسی قریبی مقام میں چلا جائے کیونکہ یہ تقیید بلا دلیل ہے اور
موضع آخر مطلق ہے جو کہ دونوں مسافتوں سفر اور مادون السفر کو شامل ہے اور اگر متون کے
اطلاق سفر کو دلائل تقیید قرار دیا جائے اور یوں کہا جائے کہ چونکہ متون میں شرعی سفر کو وطن
اقامت کے لئے مطلقاً مبطل قرار دیا گیا ہے خواہ یہ ارتحال ہو یا محض سفر شرعی، لہذا پیش نظر
جزئیہ مذکور مادون السفر کے ساتھ مقید کیا جائیگا، تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسکے برعکس کیوں
نہیں کر لیا جاتا (یعنی جزئیہ محیط کو مطلق رکھا جانے اور متون کے اطلاق کو مقید کیا جائے)،
وجہ ترجیح کیا ہے؟ خصوصاً جبکہ متون کے اطلاق کی دلیل تقیید صاحب بدائع کی تعلیل
سے واضح ہو جاتی ہے۔ پس جب دونوں امر متحمل ہوئے تو تقیید کا ثبوت نہ ہو سکے گا اور
اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ محیط کا جزئیہ مادون السفر پر منہول ہے تو بھی نفس مسئلہ کے
ثبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ جزئیہ ہذا میں یہ بھی مصرح ہے کہ دوسرے موضع میں مقیم ہو جانے
سے پہلا وطن اقامت باطل نہ ہوگا بلکہ موجودگی سامان کی وجہ سے باقی رہے گا (جیسا کہ دوسرا
وطن اصلی بنا لینے سے پہلا وطن اصلی باطل نہیں ہوگا تا وقتیکہ پہلے کو قصداً باطل نہ کرے اور وہاں
سے رہائش وغیرہ ختم نہ کر دے) حالانکہ متون میں دوسرے وطن اقامت کو پہلے کیلئے مبطل لکھا ہے
پس جزئیہ ہذا سے بقا ثقل کا وطن اقامت کے لئے مانع بطلان ہونا ثابت ہو گیا اور یہی
مطلوب تھا۔ پس جیسے دوسرے وطن اقامت سے اندر میں صورت پہلا وطن اقامت باطل
نہیں ہوتا ایسے ہی سفر سے بھی باطل نہیں ہوگا کیونکہ وجود مقتضی اور وجود مانع میں دونوں برابر
(متون کے اطلاق کے اعتبار سے) (دوسرا وطن اقامت بنا لینا مقتضی بطلان ہے
(اور جزئیہ محیط کے اعتبار سے) بقا ثقل مانع بطلان ہوا، اسی طرح ۲ میں سفر شرعی کرنا مقتضی
اور بقا ثقل مانع بطلان۔

یمین کے بارے میں بھی فقہاء نے اسی امر کو مبہنی قرار دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شہر
میں نہ رہنے کی قسم کھالے تو شہر سے محض چلے جانا یمین کے لئے کافی نہیں ہوگا بلکہ اس کے

ساتھ عدم عود کا عزم ہونا بھی ضروری ہے اور اگر واپس آنیکے ارادہ سے گیا ہے تو اس سفر کے باوجود شہر مذکور کے اعتبار سے اسکی سکونت کو باقی تصور کیا جائیگا گو وہ وہاں موجود نہ ہو بلکہ صاحب نہر نے اس پر یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ بال بچوں سمیت چلا جائے تو حنث سے بچے گا در نہ نہیں۔ گورملی وغیرہ نے اسکی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ضروری نہیں البتہ عزم عدم عود لازمی ہے۔

نفی الكنز والبحر: لا یسکن هذه الدار والبيت او المحلة فخرج وبقي متاعه واهله حنث لا یتعد ساکنًا ببقاء اهلہ ومتاعہ فیہا عرفًا (الی ان قال) قید بالثلاثة والسكة كالمحلة لا یتعد لو كان الیمن علی المصر او البلدة لا یتوقف البر علی نقل المتاع والاهل كما روی عن ابی یوسف لا یتعد ساکنًا فی الذی انتقل عنه عرفًا بخلاف الاول وقال ابن عابد فی منحة الخاق وفي النهر وفي مصرنا یتعد ساکنًا بترك اهلہ ومتاعہ فیہا ولو خرج وحده فینبغی ان یحنث قال الرملی كونه یتعد ساکنًا مطلقًا غیر مسلم بل انما یتعد ساکنًا اذا كان قصد العود اما اذا خرج منها لا بقصد العود لا یتعد ساکنًا ولعلہ مقید بذلك كما یفہم معایاتی من قوله و كذا الوابت المرأة الم (محرط ۳ ج ۲) وكذا فی الشامیة (ض ج ۳) ومسئلة لو ابیت المرأة ان تنقل وعلبتة وخرج هو ولیرد العود الیه (الی قوله) لو یحنث (محرص ۳ ج ۲) وكذا فی الشامیة ص ۴۹ ج ۳

”ولو یرد العود الیه“ کی قید سے معلوم ہوا کہ بیوی اسی شہر میں چھوڑ کر بنیت واپسی اگر شہر سے چلا گیا تو حنث ہو جائیگا۔ اور لا یسکن فی هذا المصر میں اسے صادق نہیں تصور کیا جائیگا بلکہ اسکی سابقہ سکونت و اقامت کو باقی سمجھا جائیگا۔ سکونت اور اقامت شرعی دونوں کا مصداق تقریباً ایک ہی ہے جیسا کہ جزئیہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ وفي الواقعات لا یساکن فلاًناً فنزل منزله فمکث فیہ یوماً او یومین لا یحنث لا یتعد لا یكون ساکنًا معہ حتی یقیم معہ فی منزله خمسة عشر یوماً وهذا بمنزلة ما لو حلف لا یسکن الکوفة فمترہا مسافراً فنوی اربعة عشر یوماً لا یحنث فان نوى خمسة عشر یوماً یحنث (محرص ۳ ج ۲)

اور صاحب نہر اور رملی کے کلام سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ایک باشندہ جب کسی شہر سے سفر پر جائے اور اسکے بیوی بچے وہیں ہوں اور واپسی کا ارادہ بھی ہو تو شہر میں اسکی سکونت باقی تصور کی جاتی ہے، تو جیسے اس صورت میں سکونت کو باقی قرار دیا جاتا ہے اسی طرح ایسی صورتیں اقامت کو بھی باقی سمجھا جائیگا تاکہ اقامت و سکونت میں جیسے حدوثاً مساوات ہے ایسے ہی زوالاً بھی مساوات باقی رہ سکے۔

مَا يَتَعَلَّقُ

بِأَحْكَامِ الْمَسْجِدِ

مساجد میں جہر معتدل کیساتھ اجتماعاً یا افراداً ذکر کرنا

حضرات مشائخ کا ذکر کے بارے میں مختلف معمول ہے۔ کچھ حضرات صرف ذکر قلبی کرتے ہیں کچھ معمولی جہر کے ساتھ اور بعض حضرات جہر سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ ذکر کی جملہ اقسام مشروعہ تفصیل سے تحریر فرمادیں نیز بالغین جہرجن دلائل سے استنباط کرتے ہیں ان کا جواب بھی تحریر فرمادیں اور یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ جہر کے ساتھ اجتماعاً یا افراداً مسجد میں بھی جائز ہے یا صرف خارج مسجد جائز ہے پوری تفصیل سے بیان فرمادیں

استفتیٰ : احقر محمد صفدر الحق

خطیب مرکزی جامع مسجد، محلہ اندر کوٹ، دہوار، تحصیل تھانہ شریف

الجواب
قرآن حکیم اور احادیث مرفوعہ صحیحہ سے مجاہس ذکر کا جواز بلکہ استحباب ثابت ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

” انا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشي والاشراق والطير

محشورة كل له ابواب الآية : (پ ۲۳ : سورة ص)۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے تحت مسائل السلوک میں لکھتے ہیں۔

” یؤخذ منه امران الاجتماع على الذكر تنشيطاً للنفس وتقوية
للمهمة و تعاكس بركات الجماعة من بعض على بعض “

(بیان القرآن)

اور احادیث شریفہ سے محض استنباطی طور پر نہیں بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات
سے مجلس ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔ اور حضرات محدثین نے بھی ان احادیث پر مجالس ذکر یا حلق ذکر
کے ابواب منعقد کئے ہیں۔ دیکھئے مسلم شریف، ریاض الصالحین اور حیاة الصحابہ رض و غیرہ۔
۱۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان لله (تبارک وتعالیٰ) ملئكة سيارة فضلا يبتغون مجالس

الذكر فاذا وجدوا مجلسا فيه ذكر تعدوا لهم الخ

ترجمہ ۱۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ صرف اسی کام کے لئے مخصوص ہیں کہ وہ زمین میں چلتے
پھرتے ہیں اور ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے ہیں۔ جہاں کوئی ذکر کی مجلس ملتی ہے اس میں
بلیٹھ جاتے ہیں “

اس حدیث پاک سے ”مجالس ذکر“ میں حاضری کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کہ ملائکہ کی طرح
اہل اسلام کو بھی ایسی مجالس کی تلاش و جستجو کرنی چاہئے۔ تاکہ انہیں بھی اس رحمت سے حصہ ملے
جو ان مجالس پر نازل ہوتی ہے۔ شبہ نہ کیا جائے کہ ان مجالس سے مراد وعظ و تقریر کی مجالس ہیں
کیونکہ یہ تخصیص خلاف دلیل ہے۔ اسی حدیث پاک میں آگے صراحت مذکور ہے۔

” يسبحونك و يكبرونك و يهللونك و يحمدونك

و يسئلونك “

اس سے اجتماعی ذکر تسبیح، تکبیر اور تہلیل وغیرہ کا ثبوت ظاہر ہے۔ ہاں ثانوی درجہ میں
مجلس وعظ بھی مجالس ذکر کے حکم میں ہوں تو اس کا مضائقہ نہیں۔ نیز یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ یہ حدیث
ایسی مجالس ذکر کے بارے میں ہے جن میں اجتماع کا قصد نہ ہو۔ بس ایسے ہی بلیٹھے بلیٹھے ذکر کرنے
لگ گئے ہوں۔ کیونکہ یہ دعوائے تخصیص بھی بلا دلیل ہے۔

بظاہر حدیث پاک اپنے اطلاق و عموم کی وجہ سے دونوں قسم کی مجالس ذکر کو شامل ہے۔ بلکہ

۲۔ خبر حدیث سے یہ عموم صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل تو اس مجلس ذکر میں وہی لوگ تھے جو قصداً

اس مجلس میں شریک ہوئے ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی تھے جو بلا قصد اس مجلس میں شامل ہو گئے تھے۔ جب فرشتوں نے بارگاہِ خداوندی میں ایسے لوگوں کا غیر قصدی طور پر شامل ہونا عرض کیا تو ارشادِ خداوندی ہوا کہ رحمت سب کو پہنچے گی ایسے لوگ بھی محروم نہیں رہیں گے۔

”ہم القوم لا یشقی بہم جلیسہم“ (مسلم شریف، ص ۳۲۲)۔

علامہ نوویؒ اس حدیث کے فوائد میں لکھتے ہیں۔

وفی هذا الحديث فضیلة الذكر وفضیلة مجالسہ والجلوس

مع اہلہ ذات لم یشاركہم۔ (نووی، مسلم شریف، ص ۳۲۲)۔

۲۔ ارشادِ نبویؐ ہے

”لا یقعد قوم یذکرون اللہ عزوجل الا حفتہم الملائکۃ و

غیبتہم الرحمة ونزلت علیہم السکینۃ و ذکرہم اللہ

فیمن عنده“ (مسلم شریف، ص ۳۲۵)۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو لوگ بھی اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود

صرف اللہ کی رضا ہو، تو ایک فرشتہ نذر کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے۔ اور تمہاری برائی

نیکوں سے بدل دی گئیں۔ (احمد بزار، ابوالعلی وغیرہ)۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ نور کے ممبروں پر ہوں گے۔

لوگ ان پر رشک کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو مختلف جگہوں اور مختلف قبیلوں سے آکر

ذکر کئے جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کا ذکر کر رہے ہوں۔ (طبرانی باسناد حسن)

۵۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجالس ذکر کا مال غنیمت کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے جنت ہے“

(اخرجہ الطبرانی واحمد)

۶۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی جماعت میں تھے جو ذکر اللہ میں مشغول تھی۔ اتنے

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو یہ حضرات چپ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ذکر کئے جاؤ

میں نے رحمت کو دیکھا ہے کہ تم پر اتر رہی ہے تو میں نے اچھا سمجھا کہ تمہاری اس رحمت میں شرکت

کرو۔ (ابوالغیم فی الحلیہ)۔

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ یہ اپنے اصحاب کو ذکر کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شک تم ایسی جماعت ہو کہ اللہ پاک نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے آپ کو تمہارے ساتھ رکھوں۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **وَاصْبِرْ نَفْسَکَ الْاَیْمَةَ** (اخرجہ الطبرانی)

۸۔ عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا محنون۔
رواہ احمد و ابو یعلیٰ و ابن حبان و الحاکم فی صحیحہ و قال صحیحہ الاسناد۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔
۹۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً اذکروا اللہ ذکراً یقول المنافقون انکم مراؤن۔ (اخرجہ الطبرانی)۔
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر خوب کرو حتیٰ کہ منافق کہیں کہ یہ ریاکار ہیں مجنون و ریاکار جب ہی کہا جائے گا جب کہ زور سے ذکر کیا جائے آہستہ ذکر کرنے میں یہ بات نہیں ہو سکتی۔

۱۰۔ حضرت عبد اللہ ذوالجنادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں جو بچپن میں یتیم ہو گئے تھے چچا کے پاس رہتے تھے اور وہ بہت اچھی طرح رکھتا تھا۔ گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے چچا کو خبر ہو گئی تو اس نے غصہ میں کپڑے چھین کر گھر سے نکال دیا۔ ماں بھی بیزار تھی۔ لیکن پھر ماں تھکی۔ ایک موٹی سی چادر ننگا دیکھ کر دے دی۔ جس کو انہوں نے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر ڈھکا اور دوسرا اوپر ڈال لیا۔

مدینہ طیبہ حاضر ہو گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پڑے رہتے تھے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا یہ شخصے بیاکار ہے کہ اس طرح سے ذکر کرتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ آدائین

میں سجھے۔ غزوہ تبوک میں انتقال ہوا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ رات کو قبروں کے قریب چراغ جل رہا ہے۔ قریب جا کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں، حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ لاؤ اپنے بھائی کو مجھے پکڑا دو۔ دونوں حضرات نے لغش کو پکڑا دیا۔ دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا“۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سارا منظر دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ یہ لغش میری ہوتی۔ (فضائل ذکر، ص ۳۹)

۱۱۔ یقول اللہ عزوجل لیعلم اهل الجمع اليوم من اهل الکرم

قیل من اهل الکرم یا رسول اللہ قال اهل مجالس الذکر

من المساجد۔ (ابن حبان طبرانی کبیر ابویعلی بحوالہ حصین)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ اہل محشر کو آج معلوم ہو جائے گا کہ اہل کرم کون ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل کرم کون ہیں؟ فرمایا ”مساجد میں ذکر اللہ کی مجلسوں والے۔“

۱۲۔ حدیث قدسی میں ہے۔ جس نے میرا کیلے ذکر کیا میں اسے اکیلا یاد کرتا ہوں۔ اور جس نے کسی مجلس میں میرا ذکر کیا میں اس کی مجلس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

۱۳۔ ابن ابی بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سبحان الملك القدوس پڑھتے اور تیسری مرتبہ بلند آواز سے کہتے۔

قال المظهر هذا يدل على جواز الذکر برفع الصوت بل على

۱۴ حاشیہ صفحہ گزشتہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان کو ریا کار کہنے سے یہ استفادہ ہوا کہ حضرت عمرؓ کو نفس ذکر جہر پر اعتراض نہ تھا بلکہ اندیشہ ریا کی وجہ سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندیشہ ریا کاری کی تردید فرماتے ہوئے انہیں ”افابین“ میں سے قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر اذابین کی علامت ہے جب کہ ریا کاری سے خالی ہو۔

الاستحباب - ۱۴ وقال الشيخ المحدث الدهلوی فی الحدیث
دلیل علی شرعیۃ الجہر وهو ثابت فی الشرع بلا شبهہ لکن
الخفی منہ افضل فی غیر الماثور انتہی (حاشیۃ مشکوٰۃ)

۱۴۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب
چرو۔ کسی نے عرض کیا جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا ”ذکر کے حلقے“ (اخرجہ
احمد والترمذی وحسنہ)۔

۱۵۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں صبح سے طلوع شمس تک ذکر اللہ کرنے والی جماعت
کے ساتھ بیٹھوں، یہ مجھے اولادِ اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔
اور عصر سے غروب شمس تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھوں یہ مجھے چار غلام آزاد کرنے
سے زیادہ محبوب ہے۔ (اخرجہ ابوداؤد قال العراقی اسنادہ حسن)۔

چار عمل ہیں جن پر یہ فضیلت وارد ہے۔ ذکر اللہ : اس کے لئے بیٹھنا : ذکر اللہ
کے لئے جمع ہونا : اور صبح سے طلوع تک اسے لمبا کرنا۔ قالہ البیضاوی (کذا فی
تحفۃ الذاکرین للشوکانی)۔

بعض دلائل ممانعت کے جوابات

باقی رہا اثر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما اراکم
الامبتدعین جس سے بظاہر اجتماعی ذکر

کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ تو حضرات علماء و مشائخ نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں۔
۱۔ بعض نے اس کے ثبوت میں کلام کیا ہے جیسا کہ ”راہ سنت“ میں بحوالہ علامہ سیوطیؒ
اور تفسیر روح البیان، ذکر باجمہر کی بحث میں نقل کیا گیا، لیکن حضرات فقہاء نے اس اثر کو صحیح کہا
ہے۔ اور اس کی سند داری۔ ص ۸۳۔ پر موجود ہے۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرنا کسی مہیت خاصہ کی بناء پر تھا نفس
اجتماعی ذکر پر نہ تھا۔ اجتماعی ذکر کی ایک شکل یہ ہے کہ سب ذاکرین قصداً آواز ملا کر ذکر کرنے
کا التزام کریں۔ یا ایک کھلائے اور باقی مجمع اس کے پیچھے اسی کلمہ کو دھرائے جیسے بچوں کو گنتی یا
پہاڑے یاد کرائے جاتے ہیں۔ اجتماعی ذکر کی یہ دونوں صورتیں محل کلام ہیں۔ اور تیسری شکل
یہ ہے کہ ذاکرین ایک جگہ مجتمع ہوں اور سب اپنا اپنا ذکر کریں، کسی دوسرے کے ذکر کی طرف

قطعاً متوجہ نہ ہوں۔ وقت و محل کی وحدت کے اعتبار سے یہ اجتماعی ذکر ہے لیکن نفس ذکر کے لحاظ سے انفرادی ہے یہ درست ہے پس ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار پہلی دوسری قسم کے بارے میں ہو جس کا آپ نے وہاں مشاہدہ کیا۔

۳۔ حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ اپنے مکتوبات میں اجتماعی ذکر کی احادیث مرفوعہ صحیحہ نقل کر کے اس اثر کی مندرجہ بالا توجیہ کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ۔
 ”ان مرفوعات صحیحہ کے مقابلہ میں دارمی کی یہ روایت کیا حیثیت رکھتی ہے جب کہ یہ موقوف ہے اور اگر معارضہ کیا جائے گا تو احادیث مرفوعہ ہی کو ترجیح ہوگی خصوصاً جب کہ آیات ذکر ان کی مؤید ہیں فاذا كروا لله قياماً وقعوداً وعلى جنوبكم وغيره جن سے اجتماع اور انفراد سب کا ثبوت ہوتا ہے“ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۶۴)
 علامہ سیوطی نے بھی یہی جواب دیا ہے۔

”قلت هذا الاثر عن ابن مسعود رضي على تقدير ثبوته
 معارض بالاحاديث الكثيرة الثابتة وهي مقدمة عليه
 عند التعارض“ (الحاوی : ج ۲ : ص ۱۳۴)۔

خصوصاً جب کہ اجتماعی ذکر کی کسی خاص صورت کو ضروری اور واجب بھی نہ قرار دیا جائے اور تارک پر بکھر بھی نہ کی جاوے۔

داخیج رہے کہ جن بعض روایات سے ذکر جہر کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ روایات جہر مفطر، یا جہر موزی پر محمول ہیں۔ بلکہ قسادت قلبی کے علاج کی غرض سے اگر شیخ جہر مفطر تجویز کر دے تو علاج اس کی بھی اجازت ہے۔ لیکن ایسی جگہ کیا جائے جہاں پر کسی کی نماز، تلاوت یا نیند وغیرہ میں خلل نہ آئے آیت تشریف واذكرك ربك في نفسك تضرعاً وخيفة ودون الجهر من القول الآية کے فائدہ میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

”حاصل ادب کا یہ ہے کہ دل میں ہیئت میں تذلل اور خوف ہو اور آواز کے اعتبار سے جہر مفطر نہ ہو یا تو بالکل آہستہ فکر ہو یعنی مع حرکت لسانی کے۔ یا جہر معتدل ہو۔ اور جہر فی نفسہ ممنوع نہیں جن حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے مراد اس سے جہر مفطر ہے۔ البتہ اگر کسی عارض کی وجہ سے مثل دفع خطرات یا دفع قسادت و تحصيل رقت وغیرہ کسی شیخ محقق نے تجویز کیا ہو، کسی کو ایذا نہ ہو اس جہر

کو قربت نہ جانتا ہو بلکہ علاج سمجھتا ہو تو اجازت ہے۔ کیونکہ جو مفسد علل نہی کے تھے وہ اس میں نہیں ہیں۔ (بیان القرآن)

دیئے عقلی طور پر بھی یہ امر بالکل ناقابل فہم ہے کہ ہر بات حیت کرنے، شعر پڑھنے، سبق یاد کرنے وغیرہ کے لئے جہر معتدل کی اجازت ہو اور حق جل شانہ کا نام لینے پر یہ پابندی ہو کہ کوئی نہ سننے اہل بدعت کی مساجد اور جلسے جلوسوں میں اجتماعی طور پر سپیکر پر ہیک زبان درود شریف پڑھنے کا طریقہ رائج ہے اور اس میں شمولیت نہ کرنے والے کو بے دین سمجھا جاتا ہے۔ اور صیغہ درود و سلام بھی ایسا ہے جس سے عوام کے عقیدہ فاسد کی تائید ہوتی ہے۔ سپیکر پر ہونے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ طریقہ بدعت و ناجائز ہے۔ دیئے تو ہر عبادت سے تزکیہ قلب میں مدد ملتی ہے لیکن کلمہ طیبہ اور اسم ذات وغیرہ اس مقصد کے لئے بالاجماع خاص تاثیر رکھتے ہیں۔ اسی لئے تمام سلاسل حقہ میں نفی و اثبات و اسم ذات کا ذکر بڑی بڑی تعداد میں تجویز کیا جاتا ہے۔

۲۔ آیت شریفہ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ انہ لا یحب

المعتدین

سے بھی علی الاطلاق ذکر باجہر کی ممانعت کے لئے استدلال کرنا محل نظر ہے۔ کیونکہ دعاء میں اعتدلاً (حد سے گزرنا) چلا چلا کر دعاء کرنا ہے یا مثلاً یوں کہنا ہے ”یا اللہ مجھے جنت الفردوس کے دائیں جانب سفید محل عنایت فرما“ جیسا کہ بعض احادیث میں وارد ہے۔

(معارف القرآن کا نہ ہلوی ج)

اور عرف عام بھی یہی ہے کہ معمولی آواز سے پڑھنے یا بات چیت کرنے والے کو معتدی نہیں سمجھتے۔ ہاں بلا ضرورت شور مچا دے یا چیخے چلائے تو اسے حد سے تجاوز تصور کیا جاتا ہے۔ ابن جبرج سے اعتدال کی تفسیر ”رفع صوت اور چلانے کے ساتھ منقول ہے“

(حاشیہ جلالین شریف)

اور اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اکثر دعائیں قرآن پاک میں لفظ نداء کے ساتھ مذکور ہیں۔ لغوی لحاظ سے نداء کا ادنیٰ مصداق جہر معتدل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعاء فرمائی، حضرت ہارون علیہ السلام نے سن کر اس پر آمین کہا۔ قال قد اجیبت دعوتكما فاستقیما الذیۃ (یونس)۔

سننے کے لئے ظاہر ہے کہ کم از کم جہر معتدل ضروری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغرض تعلیم اور ویسے بھی معمولی جہر سے دعائیں کرنا بے شمار مواقع پر ثابت ہے جنہیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر نقل فرمایا۔

الحاصل ذکر کی چار اقسام ہیں۔ قلبی، ذکر لسانی خفی (مسموعاً لنفسہ)، جہر معتدل، اور جہر مفطر۔ ان میں سے صرف ”جہر مفطر“ لا یحب المعتدین کے تحت داخل ہو کر ممنوع ہے۔ جہر معتدل اعتدال میں داخل نہیں ورنہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرضی خداوندی کے خلاف کرنا کیسے متصور ہو سکتا ہے اور آیت کریمہ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا سے بھی معمولی جہر ثابت ہوتا ہے۔

۳ :- حدیث پاک میں ہے۔

ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائباً انکم تدعون سمیعاً قریباً وهو یعلم الخ وفی روایۃ انکم لا تنادون اصم ولا غائباً۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۴۲)

اس سے بھی ”جہر مفطر“ کی مخالفت معلوم ہوتی ہے، معمولی جہر کی نہیں۔ کیونکہ بہرے شخص کو دور سے بلانے کے لئے جہر مفطر اور چیخ چیخ کر بلانے کی حاجت ہوتی ہے۔ اس کی ممانعت فرماتے ہوئے معمولی جہر سے ذکر کی اجازت دی گئی ہے۔ جیسے پاس بیٹھے سننے والے سے باتیں کی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے کان میں بات تو نہیں کی جاتی بلکہ عام عادت کے مطابق معمولی جہر کے ساتھ اس سے گفتگو کی جاتی ہے جسے وہ سن سکے۔ حدیث شریف میں ذکر کردہ تعلیل کا یہی حاصل اور مفاد ہے کہ جہر مفطر نہ چاہئے۔ یہ الگ بات ہے کہ حق جل شانہ کے جاننے کے لئے بالکل آہستہ آواز سے ہونا بھی کافی ہے۔ بلکہ ان کے لئے تو سرے سے آواز کی حاجت ہی نہیں۔ کیونکہ ان کی ذات عالی تو خطرات قلبیہ پر بھی مطلع ہے۔ لیکن اس وجہ سے کسی نے ذکر خفی کی ممانعت کے مسئلہ کا استنباط نہیں کیا۔

اس حدیث پاک کے خط کشیدہ الفاظ سے بھی اس تو جہیہ کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مشقت جہر مفطر میں ہوتی ہے معمولی جہر میں نہیں۔ اور نداء کا لفظ بھی اس طرف مشعر ہے۔ یہ سب

اسی صورت میں ہے کہ بلا ضرورت مشقت میں پڑے بوقت ضرورت اس کی گنجائش ہے۔ اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وفيه خفض الصوت بالذكر اذا لم تدع حاجة الى رفعه
فان دعت حاجة الى الرفع رفعه - (ج ۲ - ص ۳۲۶)۔
اس حدیث کے جواب میں ”لمعات“ کے اندر لکھا ہے۔

”المنع من الجهر للتيسر والارفاق لانه يكون الجهر غير مشروع“

سوال ۱۔ رفع صوت کے ساتھ ذکر کرنے کو بعض فقہاء نے منع لکھا ہے؟
جواب ۱۔ یہ ہے کہ معتدل جہر اور ”رفع صوت“ میں فرق ہے۔ ”رفع صوت“ بہرِ غرہ کے قبیل سے ہے جو ممنوع ہے اور ”جہر معتدل“ منع نہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔

قال ابو بكره اُمّ القُرْع و قال عمره اُمّ القعقاع فقال
ابو بكره ما اردت الا خلافي فقال عمره كذلك فتما ربا
ورفعت اصواتهما -

روایت بالا سے ظاہر ہے کہ جو گفتگو عام لہجے میں ہوئی تو اسے دونوں جگہ ”قال“ سے تعبیر کیا گیا۔ اور جب یہی گفتگو نزاع کی صورت اختیار کر گئی اور بلند آوازی پیدا ہو گئی تو اسے ”رفع صوت“ سے تعبیر کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ عام گفتگو اور ”رفع صوت“ میں فرق ہے۔
نیز آگے علامہ شامی رحمہ اللہ کے حوالہ سے اس کی تصریح بھی آرہی ہے کہ ”مطلق جہر“ اور ”جہر مضمر“ دونوں الگ الگ ہیں۔

سوال ۲۔ مذاہب اربعہ کے علماء نے نماز کے بعد ذکر بالجہر کو منع کیا ہے؟

(شرح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۱۷)

جواب ۱۔ یہ ہے کہ علماء کا یہ فیصلہ نماز کے متصل بعد ذکر بالجہر کے سنون نہ ہونے کے بارے میں ہے۔ علی الاطلاق ذکر بالجہر کی ممانعت کے متعلق نہیں۔ چنانچہ علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ، علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ، امام شعرانی شافعی رحمہ اللہ، علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ وغیرہ حضرات نے احادیث ذکر میں تطبیق دیتے ہوئے ذکر بالجہر کو جائز لکھا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ متعدد احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

— اذا تأملت ما اوردنا من الاحاديث عرفت من مجموعها —

انه لا كراهة البتة في الجهر بالذكر بل فيه ما يدل على استحبابه اما صريحا او التزاما كما اشرنا اليه و اما معارضة بحديث خير الذكر الخفي فهو نظير معارضة احاديث الجهر بالقرآن بحديث السر بالقرآن كالسر بالصدقة وقد جمع النووي بينهما بان الاخفاء افضل حيث خاف الرياء او تأذى به مصلون او نيام والجهر افضل في غير ذلك لان العمل فيه اكثر ولان فائدته تتعدى الى السامعين ولانه يوقظ قلب القارى ويجمع همه الى الفكر ويصون سمعه اليه و يطرد النوم و يزيد في النشاط - اه - (الحاوي للفتاوى، ج ۲، ص ۱۳۳) علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

و اما رفع الصوت بالذكر فجائز كما في الاذان و الخطبة و الجمعة و الحج اه وقد حرر المسئلة في الخيرية وحمل ما في فتاوى القاضى على الجهر المضر وقال ان هناك احاديث اقتضت طلب الجهر واحاديث طلب الاسرار و الجمع بينهما بان ذلك يختلف باختلاف الاشخاص و الاحوال فالاسرار افضل حيث خيف الرياء او تأذى المصلين أو النيام والجهر افضل حيث خلوا مما ذكر لانه اكثر عملا و لتعدى فائدته الى السامعين و يوقظ قلب الذاكر فيجمع همه الى الفكر و يصرف سمعه اليه و يطرد النوم و يزيد النشاط - اه

(شامی، ج ۵، ص ۲۶۳)

— امام شعفرانیؒ سے منقول ہے۔

وفي حاشية الحموى عن الامام الشعرائى اجمع العلماء
سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد
وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او
قارئ الخ - (رشاى ج ۱، ص ۳۸۸ مطبوعه كوئٹہ)۔
امام شافعىؒ فرماتے ہیں۔

واحب اظهار التكبير جماعة وفرادى فى ليلة الفطر و
ليلة النحر مقيمين و سفرا فى منازلهم ومساجدهم
واسواقهم الى قوله واحتج بقول الله تعالى فى شهر
رمضان "ولتكمّلوا العدة ولتكبروا الله على ما هداكم"
وعن ابن المسيب وعروہ و ابى سلمة و ابى بكر يکبرون
ليلة الفطر يجهرون بالتكبير -

(مختصر المنزى باب صلاة العیدین ص ۳)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی معمولی جہر کے ساتھ دعا کرنا منقول ہے۔ آپ کی مسجد کے مؤذن
کا بیان ہے کہ

”جب سب لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر نکل گئے تو امام صاحبؒ نے نماز شروع کی پھر واپس
آیا تو فجر طلوع ہونے کے قریب تھی میں آیا تو آپ کھڑے ہوئے اپنی دائرہ کو پکڑ کر کہہ رہے تھے۔

يا من يجزى بمثقال ذرة خير خيرا و يا من يجزى
بمثقال ذرة شر شرا اجر النعمان عبدك من النار
وما يقرب منها و ادخله سعة رحمتك - اه

(عقود الجمان : ص ۲۲۵)۔

قاضی صمیریؒ نے بکر سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک رات ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ نماز
پڑھتے ہوئے رو رو کر دعا کر رہے تھے

رب ارحمنى يوم تبعث عبادك وقنى عذابك واغفرلى
ذنوبى يوم يقوم الاشهاد - اه (عقود الجمان : ص ۳۱)۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فریقین کے دلائل پر مفصل بحث کرنے کے بعد آخر میں تحریر فرماتے فرماتے ہیں کہ۔

”بعد از ثبوت مشروریت جہر کسی طور و ہیئت کے ساتھ مقید نہیں بلکہ بوجہ اطلاق ادلہ مطلق ہے خواہ منفرد ہو یا مجتمع حلقہ باندھ کر ہو یا صاف باندھ کر یا کسی اور صورت سے۔۔۔۔۔ ہر طور سے جائز ہے“ (امداد الفتاویٰ، ج ۵، ص ۱۵۴)

ہاں حالات و اشخاص کے اعتبار سے اس کی افضلیت میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ البتہ ذکر بہر میں یہ شرط ہے کہ بطور ریا نہ ہو۔ کسی نا تم یا مصلیٰ کو اذیت نہ ہو۔ بلا تجویز شیخ جہر مفطر نہ ہو۔ پھر اس جہر مفطر اور اس کی ہیئتاں خاصہ کو قربت مقصودہ نہ سمجھے، تارک پر نکیر نہ ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا

الجواب صحیح

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

للہ در المجیب

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



مسجد کا پیسہ ذاتی ضروریات میں استعمال کرنے کا حکم

ہمارے محلہ میں ہمارے مسلک کی کوئی مسجد نہ تھی۔ ہم نے چندہ کر کے مسجد کے لئے پلاٹ خرید لیا۔ اہل محلہ نے مجھے ہی متولی بنا دیا مجھے جو چندہ ملتا میں اسے لکھ لیتا اور یہ سمجھتا کہ مسجد کے اتنے پیسے میرے ذمہ ہو گئے اور پیسے اپنی ضرورت میں خرچ کر لیتا۔ اب مسئلہ معلوم ہوا ہے کہ ایسا کرنا درست نہ تھا۔ اب اہل محلہ کو یہ بتا بھی نہیں سکتا۔ دل پر لیشان رہتا ہے کہ کسی طرح اس غلطی کا تدارک ہو جائے؟

الحج والعمرة

مسجد کا پیسہ اپنی ضروریات میں استعمال کرنا جائز نہ تھا یہ سخت غلطی کی ہے۔ اب اہل حکم تو یہ ہے کہ جن جن افراد نے چندہ دیا تھا ان کو ان کا پیسہ واپس کریں یا ان سے دوبارہ اجازت حاصل کر کے اپنے پاس سے مسجد میں جمع کرا دیں۔ ان میں سے کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر اتنے پیسے بہر حال مسجد کو واپس کر دیں نیز تو بہ واستغفار کرتے رہیں امید ہے اللہ تعالیٰ آخرت میں مواخذہ نہ فرمائیں گے واللہ يعلم المفسد من المصلح۔

رجل جمع مالا من الناس لينفقه في بناء المسجد وانفق من تلك الدراهم في حاجة نفسه ثم ردّ بدلها في نفقة المسجد لا يسعه ان يفعل ذلك واذا فعل ذلك ان كان يعرف صاحب المال رد الضمان عليه او يسأله لياذن له بانفاق الضمان في المسجد وان لم يعرف ضامن المال يرفع الامر الى القاضي حتى يأمره بانفاق ذلك في للمسجد فان لم يقدر على ان يرفع الامر الى القاضي قالوا نخرجوا له في الاستحسان ان ينفق مثل ذلك في المسجد فيجوز ويخرج عن الوبال فيما بينه وبين الله تعالى۔ (قاضیخان : ج ۲ ص ۷۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



مسجد اگر معروف مربع شکل پر نہ ہو تو اسے گرانے کا حکم

مشہور کے ایصال ثواب کیلئے عوامی چندہ کیا گیا پھر اس چندہ سے ایک مسجد تعمیر کی گئی جو مربع شکل پر ہونے کے بجائے سات ضلعی شکل پر بنائی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ لاکھ جیسا میسار بنایا گیا ہے۔

۱ : مسجد نبوی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مربع تعمیر کیا۔ شیخ محمد بن سعود مدنی متوفی ۱۲۶۴ھ نے اپنی کتاب ”الدرة المشیة فی تاریخ مدینہ“ میں تصریح کی ہے۔

بنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجدہ مربعاً وجعل قبلتہ

الی بیت المقدس۔

۲ : تمام دنیا میں مساجد مزین شکل میں تعمیر ہوتی ہیں۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر فتوے عنایت فرمائیں کہ ایسی مسجد کا شرعاً کیا حکم ہے۔ کیا اس کو شہید کر کے مزین شکل پر تعمیر کر دیا جائے یا پہنچے دیا جائے ؟

الجواب مسجد نبویؐ اور عالم اسلام کی اکثر مساجد فی الجملہ مزین شکل میں ہیں، اس لئے تعمیر مسجد میں ابتداءً اس کا لحاظ رکھنا مطلوب ہے اور سوال میں ذکر کردہ عبارات سے بھی تربیع کی مطلوبیت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس سے آگے کسی دوسری شکل کا ممنوع ہونا، یا مسجد بن جانے کے بعد بغرض تربیع کسی مسجد کا واجب الہدم ہونا یہ امر عبارات مذکورہ سے معلوم نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی دوسری کتاب میں اس کی تصریح ملی ہے۔ اور بدون سخت شرعی مجبوری کے مسجد کا گرانا درست نہیں۔ کیونکہ اس میں اضرار مال اور تہذیب ہے۔ نیز یہ امر احترام مساجد کے بھی خلاف ہے۔

علاوہ ازیں اہل اسلام میں تشویش اور نزاع و جدال کا بھی موجب ہے۔ کعبہ مکرمہ کے عمارت عہد رسالت میں اگرچہ بنائے ابراہیمی سے بہت مختلف تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تشویش سے بچانے کے لئے اسے باقی رکھا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھی خلیفہ وقت کو بڑی سختی سے ایسے ارادے سے منع کیا۔ حجت کہ خلیفہ وقت اس کا عزم کر چکا تھا۔

البغرض تربیع کی مطلوبیت تو فی الجملہ ثابت ہے۔ لیکن غیر تربیع کا ممنوع یا حرام ہونا کہ جس کی وجہ سے ایسی مساجد کو شہید کرنا واجب قرار دے دیا جائے، ثابت نہیں۔ پس مسجد شہید کرنا مذکور کو بغرض تربیع شہید کرنا درست نہ ہوگا۔

ایک حدیث پاک کی تشریح سے تربیع کے علاوہ مسجد کے لئے دوسری شکلوں کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد بنی حنیفہ کو ان کے گرجا گھر کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔

فَاكْسِرُوا بَيْعَتَكُمْ وَاَنْضَحُوا مَكَانَهَا بِهَذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوهَا مَسْجِدًا۔ (مشکوۃ، ج ۱، ص ۶۹ بحوالہ نسائی شریف)۔

اس کی تشریح میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

”فَاكْسِرُوا اِی غَيَّرُوا مَحْرَابَهَا وَحَوَّلُوهُ اِلَى الْكَعْبَةِ وَقِيلَ خَرَّبُوهُ“ (مرقاۃ)۔

احتمال اول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرجا گھر کو تحویل کے بعد مسجد قرار دیا معلوم ہوا کہ مسجد کی کوئی خاص شکل واجب نہیں۔ جس کی مخالفت ہو جانے پر مسجد کو واجب الہدم کہا جاسکے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ گرجا گھر کی شکل مساجد معروفہ سے قطعاً مختلف ہوتی ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ نیر المدارس ملتان ۸/۹ ۱۳۹۸ھ

کنوؤں پر بنی ہوئی پرانی مساجد کا حکم یہ جو دیہات میں رواج ہے کہ ہر کنوئیں پر ایک تھلہ نما مسجد بنوتی ہے جس کو نماز کے لئے استعمال

کیا جاتا ہے اور چار کنوؤں پر چھوٹے مینار کی شکل میں علامتیں بھی بنادی جاتی ہیں اور احترام وغیرہ میں وہ مسجد کے برابر تصور ہوتی ہے۔ جانوروں کے دخول سے حفاظت اور بوسیدگی کی وجہ سے لپینا و ازیں قسم کے لوازمات کا التزام کیا جاتا ہے جو کہ مساجد سے مخصوص ہیں اور ہر آدمی کو وہاں نماز پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔

۲ : اس قسم کی مساجد غیر مسلم لوگوں کے کنوؤں پر بنادی جاتی تھیں جن کے مزاحم مسلمان ہوتے تھے اور اس میں بھی ہر مسلم نماز پڑھنے کے لئے آجاتا تھا۔ اس طرح کی مساجد کا شرعاً کیا حکم ہے کیا یہ حقیقتاً مساجد ہیں جو کہ ہر طرح سے حفاظت اور احترام کے لائق ہیں۔ یا کہ وقتی طور پر جانے نماز کا حکم رکھتی ہیں جن کو توڑا جاسکتا ہے۔ یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ اکثر مقامات پر ایسی مساجد کے بنانیوالے راہبی ملک عدم ہو چکے ہیں۔ ان کی نیت پر اطلاع پانا بھی مشکل ہے۔ جواب با صواب سے نوازیں ؟

الجواب مسجد شرعی بننے کے لئے اصل اعتبار تو مالک زمین کی نیت کا ہے۔ اگر مالک ادل نے مسجد شرعی کی نیت نہیں کی مگر مالک ثانی نے نیت کر لی تھی تو بھی وہ مسجد شرعی بن جائے گی۔ وہم جبراً۔

غیر مسلم مالک اراضی نے اگر وہ زمین کسی مسلمان کو تملیکاً دے دی، کہ اس میں مسجد بنالو۔ تو بھی ان کے بنانے اور نیت کرنے سے وہ مسجد بن جائے گی۔ جن مساجد کی تعیین متعذر ہو جائے ان میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے انہیں مسجد ہی سمجھا جائے۔ ظاہر یہی ہے کہ پہلے سادہ لوگ مسجد میں

غوی و شرعی کا فرق کم کرتے تھے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۱ / ۳ - ۳۰ / ۱۴۰۰ھ

مسجد میں رومال وغیرہ رکھ دینے سے جگہ مخصوص ہوتی ہے یا نہیں

زید کہتا ہے کہ اگر ایک آدمی مسجد میں جگہ مقرر کر کے نماز پڑھتا ہے تو یہ جائز نہیں۔ یا وضو کر نیکی غرض سے اپنی جگہ پر کپڑا رکھ دیتا ہے اور ابھی جماعت کھڑی ہونے میں دیر ہے تو اس کا کپڑا اٹھا کر پیچھے رکھ دیا جائے تو ایسا کرنا منع نہیں۔

عمل کرتا ہے کہ جگہ مقرر کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور درست ہے۔ اور اگر ابھی جماعت کھڑی ہونے میں دیر ہے تو اس کپڑے کو اٹھا کر پیچھے رکھنا بھی منع ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مقررہ مقصورہ میں نماز پڑھتے تھے۔ مقصورہ وہ جگہ جہاں مسجد یا سلطان وقت کھڑے ہو کر نماز ادا کریں۔ اگر جگہ مقرر کر کے نماز پڑھنا ناجائز ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل کا کیا حکم ہے؟

الجواب اگر کوئی شخص کسی جگہ پر پہلے سے بیٹھا ہو، پھر بہ ضرورت وضو وغیرہ رومال وغیرہ رکھ کر چلا گیا تو اس جگہ کا وہی زیادہ مستحق ہے۔ اگر کوئی اور بیٹھ گیا تو یہ اس کو اٹھا بھی سکتا ہے۔ بدون اس حالت مذکورہ کے درست نہیں ہے۔

(عزیز الفتاویٰ: ج ۱: ص ۳۳۷)

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل حفاظتی انتظام کے طور پر تھا۔ عام حالات کے لئے اسے دلیل نہیں بنا سکتے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۸/۵/۱۴۰۰ھ

ایسا شخص جو سینما کا مالک ہے اور خود بھی سینما چلا رہا ہے۔ اس کا ذریعہ معاش بھی سینما کی

سینما کے مالک کو مسجد کمیٹی کا صدر بنانا

کمائی ہے۔ کیا وہ کسی مسجد اور اس کیساتھ ملحقہ دینی درس کا صدر بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟
یہ ذریعہ معاش شرعاً جائز نہیں۔ اور ایسا شخص دینی صدارت کا اہل نہیں۔

الجواب

فقط واللہ اعلم : احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۶/۲/۱۴۰۶ھ

زیر تعمیر مسجد میں سگریٹ پینا
زیر تعمیر مسجد میں جب کہ دہاں جماعت سے نماز ادا نہ ہو
رہی ہو، سگریٹ پینا کیسا ہے؟

۲ : کوئی آدمی نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد میں آکر پنکھا چلا کر سو جائے تو کیسا ہے؟ اور مسافر
کے لئے کیسا ہے؟

مسجد جب ایک دفعہ مسجد بن جائے۔ تو وہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہوتی ہے۔ لہذا
وہ زیر تعمیر بھی ہو تو بھی اسمیں سگریٹ پینا منع ہے اور جائز نہیں ہے۔

۲ : جو شخص اس مقصد کے لئے یعنی صرف آرام کے لئے مسجد میں آئے، اس کے لئے
ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جو عبادت کے لئے مسجد میں آئے۔ اور اسی مقصد کے
لئے درمیانی وقفہ میں ٹھہرا رہے تو اس کے لئے بعد از اجازت گو عرفاً ہو۔ پنکھے
وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ اور مسافر کے لئے مسجد میں سونا بھی جائز ہے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی نیر المدارس

۸/۸/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

محراب والی دیوار کوشیشے کے ٹکڑوں سے آراستہ کرنا

مسجد کے محراب میں چندہ کے پیسوں سے شیشے کی ٹکڑیاں اور پھول وغیرہ بنوانے جائز ہیں یا نہ؟
جو چندہ تعمیر مسجد کے لئے دیا گیا ہو اس سے اس قسم کے تکلفات کرنے درست
نہیں۔ کوئی شخص اپنے ذاتی حلال پیسے سے اس قسم کے نقش و نگار کرنا چاہتا

الجواب

ہے تو گنجائش ہے۔ مگر قبلہ والی دیوار اور محراب میں پھر بھی کراہت ہے۔ کیوں کہ اس سے بار بار نمازیوں کی توجہ ہٹتی رہے گی۔ اور مسجد کی اصل غرض ”خشوع و خضوع کے ساتھ ذکر الہی“ ختم ہو جائے گی۔ واضح رہے کہ یہ حکم زائد از ضرورت تکلیفات کا ہے۔ مناسب صفائی اور خوب صورتی مطلوب شریعت ہے۔

ولا بأس بنقشه خلا محرابہ فانہ یکرہ لانہ یلھی المصلی ویکرہ التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصاً فی جدار القبلة - اھ - (درمختار علی الشامیہ: ج ۱ ص ۶۱۶ مطبعة الکبری الامیریہ) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۱۹ - ۱۱ - ۱۳۹۴ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کی الماری مستقل طور پر ذاتی استعمال میں رکھنا
امام مسجد صاحب مسجد کی ایک الماری کو اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں۔ اور اس میں اپنے

کتب وغیرہ رکھتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ ؟

مستقل طور پر مسجد کی الماری کو ذاتی کتب کے لئے استعمال کرنا درست نہیں۔

الجواب

للعلة التي ذكرها احضار مبيع فيه وفي الشامیة لان

المسجد محوز عن حقوق العباد وفيه شغله بها - اھ - (شامی ج ۲ ص ۷۸)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۶/۲۵/۱۴۰۰ھ

مسجد میں پڑھانے کا حکم
مسجد میں دینی مدرسہ کھولا جاسکتا ہے یا نہیں ؟

مسجد کے ساتھ مکاتب کا قدیم سے دستور چلا آرہا ہے۔ اور اگر ضرورت شدید

ہو تو مسجد میں بیٹھ کر پڑھانا بھی جائز ہے۔

الجواب

ولو جلس المعلم في المسجد والوراق يكتب فان كان المعلم
يعلم للحسبة والوراق يكتب لنفسه فلا بأس به لانه قربة
وان كان بالاجرة يكره الا ان يقع لهما الضرورة اه
(عالمگیری: ج ۴: ص ۹۳) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

۲۲ / ۳ / ۱۳۹۸ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کی دیوار کو مسجد کی دوکان کے لئے استعمال کرنا

۱۔ مسجد کی بنیاد اٹھارہ اینچ

مسجد کی دیوار ساڑھے تیرہ اینچ تیار کی گئی اب مغرب کی طرف مسجد کے مفاد کے لئے دوکانیں
بنائی ہیں۔ کیا مسجد کی بنیاد جو ساڑھے چار اینچ مغرب کی طرف ہے اس پر مسجد کی دوکانوں کی دیوار
بنائی جاسکتی ہے؟

۲۔ نیز محراب جو کہ مسجد کی دوکانوں میں آتا ہے اسے الگ خالی چھوڑا جائے یا اس پر دوکان
کی چھت بنائی جاسکتی ہے؟

۱۔ ۲۔ مسجد کی دیوار اور محراب کو کسی صورت دوکانوں کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔
ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من

اوقافہ۔ ۱ھ (مشافحی: ج ۳: ص ۳۸۲) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

۲۴ / ۲ / ۱۳۹۷ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

فضاء مسجد میں گھر اور بیت الخلاء بننے کا حکم

محلہ کمنگران میں احاطہ مسجد میں ایک مکان برائے امام صاحب تعمیر کیا جا رہا ہے جس
کی صورت یہ ہے کہ چھت پر لینٹر ڈال کر کچھ حصہ لینٹر کا فضاء میں بڑھایا جا رہا ہے جو کہ دیوار

سے زائد ہے۔ اور لینیٹر کا یہ حصہ فضا بر مسجد کے اس حصہ میں آتا ہے جہاں کہ نماز پڑھی جاتی ہے تو کیا مکان کا حصہ جو فضا بر مسجد میں آتا ہے، درست ہے یا نہیں؟ اور اس حصہ میں بیت الخلا بنانے کا بھی ارادہ ہے۔

الجواب مسجد تا عنان سما مسجد ہوتی ہے۔ لہذا مذکورہ تعمیر کا جو حصہ فضا بر مسجد میں آتا ہے وہ درست نہیں۔ وہاں رہائش یا بیت الخلا بنانا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے۔

وكره تحريما الوطء فوقه والبول والتفوط لانه مسجد الى عنان السماء وفيه واحل ونوم الا لمعتكف او غريب اه (شامی ج ۱ ص ۶۱۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

اسبق محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۲ / ۸ / ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

گوبر ملی ہوئی مٹی سے مسجد کی لپائی کرنا
مسجد کی لپائی گوبر والی مٹی سے کی گئی
اور اوپر سے قلعی کر دی گئی ہے

کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ یا اس کو اتار دیا جائے؟

الجواب مٹی میں گوبر ملا کہ مسجد کی دیواروں وغیرہ کو لپینا جائز ہے۔

کما فی الشامی ج ۱ ص ۶۱۴ : ولا تطیینه بنجس فی

الفتاویٰ الہندیۃ یکرہ ان یطین المسجد بطین قدبل

بماء نجس بخلاف السرقین اذا جعل فیہ الطین لان

فی ذالک ضرورۃ وهو تحصیل غرض لا یحصل الا به

کذا فی السراجیہ۔ بندہ اصغر علی غفرلہ نائب مفتی

گو گوبر ملی مٹی سے لپینا جائز ہے جیسا کہ شامی کی عبارت میں مذکور ہے۔ مگر یہ مشروط معلوم ہوتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ دیوار کی مضبوطی اور صفائی کی غرض اس کے سوا دوسری چیز سے

پوری نہ ہو سکتی ہو۔ چونکہ بھوسہ وغیرہ ملانے سے یہ غرض پوری ہو سکتی ہے۔ لہذا میرے خیال میں مساجد کے لیپنے میں گوبر ملانے سے احتراز اولیٰ و احوط ہے۔

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت امر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ببناء المسجد فی الدور وان ینظف ویطیب رواہ ابو داؤد۔

(مشکوٰۃ: ج ۱ ص ۶۹) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲۹/۳/۱۳۷۵ھ

مساجد میں ملکی حالات پر تبصرہ کرنے کا حکم

مساجد میں عوام کو ملکی حالات سے باخبر رکھنے کے لئے ملک کے واقعات اور

خبریں پیش کرنا اور ان پر اسلامی نقطہ نظر کے مطابق تبصرہ کرنا کیسا ہے ؟

اگر وعظ و نصیحت کے ضمن میں کچھ ملکی حالات عبرت و موعظت کی غرض سے بیان کئے جائیں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس میں کسی کی غیبت نہ ہو، کسی کے

توہین نہ ہو، اور کسی پر استہزاء نہ ہو۔ اور مستقل طور پر ملکی حالات سننے کے لئے مسجد میں مجلس منعقد کرنا ٹھیک نہیں۔ کیوں کہ مساجد کی تعمیر ذکر الہی اور قرآن مجید پڑھنے اور عبادت کے لئے ہے نہ کہ کسی اور مقصد کے لئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ - ۳ صفر ۱۳۷۵ھ

ہندوؤں کی متروکہ زمین کو بلا اجازت مسجد بنانا درست نہیں

۱۔ ہندوؤں کے چھوڑے ہوئے مکان کو معمولی تبدیلی کے بعد بلا اجازت حکومت مسجد قرار دیا جائے جب کہ اس میں چوری کی کڑیاں اور اینٹیں بھی استعمال کی گئی ہوں۔ تو کیا یہ حقیقت مسجد بن گئی اور اس میں نماز صحیح ہے ؟

۲۔ مسجد تو پہلے سے ہو لیکن اس میں توسیع کرنے کے لئے ہندوؤں کے متروکہ مکان کو بلا اجازت حکومت ملا لیا گیا ہو۔ نیز حویلی کا سیمینٹ ٹھیکہ داروں سے خرید کر اور بعض مہاجرین

سے ہندوؤں کے مکانات کی اینٹیں وغیرہ سستے داموں خفیہ خرید کر مسجد میں لگائی گئیں
ہوں تو کیا یہ ٹھیک ہے اور نماز درست ہے ؟

۳ : اب حکومت قابضین سے ہندوؤں کی متروکہ جائیداد کی قیمتیں وصول کر رہی ہے۔ اگر
حکومت ان مکانوں، جنہیں بلا اجازت مسجد بنالیا گیا ہے، کی قیمت طلب کرے تو کیا
قیمت ادا کرنے سے انکار کرنا شرعاً جائز ہے ؟ اور کیا ایسی مساجد شرعاً مساجد
کا حکم رکھیں گی ؟ اور ان میں نماز بلا کراہت درست ہے ؟

الجواب

۱ : نماز تو ایسی مساجد میں ہو ہی جاتی ہے لیکن ان کو مسجد کی حیثیت اس
وقت حاصل ہوگی جب حکومت سے باقاعدہ منظوری حاصل کر لی جائے گی۔
اور جب تک حکومت سے اجازت حاصل کر کے اس کو مسجد نہ بنالیا جائے اس وقت تک اس
میں نماز مکروہ ہوگی۔

۲ : جتنی مسجد پہلے تھی اس کے تو مسجد ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور نماز بھی اس میں بلا کراہت
جائز ہے۔ اور جو حصہ حکومت کی اجازت کے بغیر اضافہ کیا گیا ہے اس کا وہی حکم ہے جو کہ
اوپر ہم جواب نمبر میں لکھ چکے ہیں۔ اور جو چوری کا سیمنٹ اس میں لگایا گیا ہے۔ تو فرشے
پر جس جگہ وہ لگایا گیا ہے اس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ خواہ پہلی مسجد کے حصہ میں یا اضافہ میں۔
اس کا حل یہ ہے کہ سیمنٹ وغیرہ کو اکھاڑ کر دوسرے پاک مال سے دوبارہ فرش بنالیا جائے۔
یا ان ٹھیکہ داروں سے کہا جائے کہ اس سیمنٹ کی قیمت حکومت کے خزانے میں داخل کر دو۔
پھر بھی پاک ہو جائے گا اور جو ایسا سامان مسجد کی چھت یا دیواروں میں لگا ہوا ہے۔ اس کی
وجہ سے نماز تو مکروہ نہیں ہوتی لیکن سخت گناہ ہے۔ جس کا ازالہ بھی وہی ہے جو اوپر تحریر
کر دیا گیا ہے۔ کذا فی امداد الفتاویٰ، ص ۶۰۵ و ۶۰۶ ج ۲۔

۳ : ایسے مکانات جو کہ بلا اجازت حکومت کے مسجد بنا دیئے گئے ہیں اگر اہل حکومت ان
مکانات کی قیمت طلب کرے تو بلا تامل قیمت ادا کر دی جائے تاکہ وہ مکانات صحیح معنی
میں مسجد بن جائیں ورنہ ان کے اندر نماز مکروہ ہوتی رہے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان۔ پاکستان

مسجد تنگ ہو تو جبراً کسی کی زمین مسجد میں شامل کرنے کا حکم

قصبہ مخدوم عالی میں لوگ ایک مسجد کی توسیع کر رہے ہیں۔ رمضان شریف میں جمعہ کے دن لوگ نہیں سما سکتے۔ قریب ہی لوگوں کے مکان ہیں وہ نہیں دیتے باوجود یکہ ان کو معاوضہ بھی دیا جا رہا ہے۔ کیا از روئے شریعت ان لوگوں سے جبراً زمین لے سکتے ہیں ؟

الجواب
اگر صرف رمضان المبارک کے جمعہ میں لوگوں کو تنگی ہوتی ہو تو اس کے رفع کرنے کا کوئی دوسرا انتظام کرنا چاہئے پڑوسیوں کے مکانات جبراً لے کر مسجد میں شامل کرنا درست نہیں ہوگا۔ البتہ انہیں رضا مند کر لیا جائے تو جواز ظاہر ہے۔ مسجد کے لئے جبراً اراضی حاصل کرنے کا حکم اس صورت میں ہے، جب کہ شہر میں دوسری مسجد نہ ہو۔

قال في نور العين ولعل الاخذ كرها ليس في كل مسجد ضايق بل الظاهر ان يختص بمالهم يكن في البلد مسجد اخر اذ لو كان فيه مسجد اخر يمكن دفع الضرورة بالذهاب اليه نعم فيه حرج لكن الاخذ كرها اشد حرجا منه (شامی۔ مطبوعہ الکبریٰ الامیریۃ : ج ۳ : ص ۳۹۶)۔

”نعم فيه حرج“ سے اس طرف اشارہ نکلتا ہے کہ یہ جہزئہ ان مسجد کے بارے میں ہے جس کے اندر پنج وقتہ نماز کے لئے تنگی ہوتی ہو۔ کیونکہ جمعہ یا عیدین کے لئے جامع مسجد یا عید گاہ میں جانا باعث حرج نہیں مطلوب و مامور شرعی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۲/۴/۱۳۷۷ھ

ایک صاحب مسجد کے اندر وضو کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے کا کہتے ہیں جبکہ

مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کا حکم

مسجد کے متصل وضو کے لئے الگ جگہ بنی ہوئی ہے۔ ان کا یہ فعل کیسا ہے ؟

الجواب مسجد میں اس طرح وضو کرنا کہ وضو کا پانی مسجد میں گرے جائز نہیں۔ ان صاحب کو اس عمل سے بہر صورت منع کر دیا جائے۔ وتكره المضمضة و

الوضوء في المسجد الا ان يكون ثمة موضع اعد لذلك ولا يصلي فيه وله ان يتوضا في اناء كذا في فتاوى قاضی خان - اھ (عالمگیری ج ۱ ص ۵۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد میں بیٹھ کر انگریزی کتب پڑھنا پڑھانا جائز نہیں

ایک شخص مسجد میں انگریزی پڑھ رہا تھا، دوسرے نے اعتراض کیا کہ انگریزی پڑھنا گناہ ہے۔ دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تورات پڑھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کا اظہار فرمایا۔ پہلے نے جواب دیا کہ آج کل قرآن مجید بھی انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔

۲ : بعض دینی مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ انگریزی، ریاضی، اور سائنس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کیا مسجد میں دوسرے علوم کی تعلیم جائز ہے؟

الجواب انگریزی زبان سیکھنے میں اگر کسی معصیت کا ارتکاب ہو، اور دین میں اس سے نقصان نہ آئے تو سیکھنا درست ہے۔ (کذا فی فتاویٰ رشیدیہ : ج ۱ ص ۹۱)

اور اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اچھی نیت سے پڑھنا موجب ثواب ہے۔ اور غلط نیت سے پڑھنے میں گناہ ہے۔ لیکن مسجد میں اس کا پڑھنا پڑھانا بہر حال درست نہیں۔ کیونکہ بعض عام مباح امور جو فی ذاتہ جائز ہیں مسجد میں ان کو بھی کرنا جائز نہیں۔ نیز انگریزی کتب میں عام طور پر تصاویر ہوتی ہیں اور تصاویر مسجد میں لانا جائز نہیں۔

۲ : تنخواہ دار ملازم کا بلا ضرورت مسجد میں بیٹھ کر قرآن و حدیث پڑھنا بھی درست نہیں۔ چہ جائیکہ یہ علوم پڑھائے جائیں۔ واضح رہے کہ درس و تقریر اور چیز ہے اور تعلیم اور چیز ہے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد بن جانے کے بعد اس پر رہائشی مکان بنانے کا حکم

مسجد کی چھت پر جس کے اندر نماز ادا کی جاتی ہے۔ رہائشی مکان بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟
الجواب مسجد کا جو حصہ نماز ادا کرنے کے لئے ہوتا ہے اس کی چھت پر مکان تعمیر کرنا کسی صولت میں جائز نہیں۔ مسجد تحت الثریٰ سے آسمان تک مسجد ہوتی ہے۔

”لو بنی فوقہ بیتا للامام لا یضر لانه من المصالح امالو
 تمت المسجدية ثم اراد البناء مع الى قوله فيجب
 هدمه۔ ام (شامی: ج ۳، ص ۳۸۲ مطبعة الكبرى الاميرية)

فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
 ۱۴ / ۱ / ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 مفتی خیر المدارس ملتان

بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو کہ
 اہل تشیع سے محبت رکھتے ہیں۔

اور محوڑا سا اندرونی عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ مکمل رافضی نہ ہیں اور نہ ہی تابوت اپنا نکالتے ہیں۔ اور نمازیں سب ہمارے پیچھے پڑھتے ہیں۔ جمعہ اور عیدین بھی ہمارے پیچھے پڑھتے ہیں۔ یعنی ہاتھ باندھ کر، ہم جیسی پڑھتے ہیں۔ اور بعض اہل تشیع جو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں وہ بھی کسی کے گھنے اور ترغیب دینے پر۔

دونوں قسم کے مسجد کی تعمیر میں امداد دینا چاہتے ہیں۔ کیا ان سے امدادی رقم لے کر مسجد کی تعمیر میں لگائی جاسکتی ہے یا نہ۔ انکار کی صورت میں بوجہ قریبی ہمسائیگی دل شکنی ہوتی ہے نیز کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ کی امداد کعبہ کی تعمیر میں لگائی گئی تھی؟

غیر مسلک کے لوگ بعض اوقات چندہ دینے کے بعد اپنے حقوق جتانے لگتے ہیں۔ اور مستقل درد سر بنے رہتے ہیں۔ اگر یہ احتمال نہ ہو۔ نیز یہ خدشہ بھی نہ ہو کہ کل کو وہ سنیوں پر احسان جتائیں گے تو شرعاً ان کا چندہ لے سکتے ہیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ : ص ۶۰۴) - فقط واللہ اعلم
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۹ / ۲ / ۱۴۰۷ھ

مسجد کا پیسہ بنک میں رکھنے کا حکم
مسجد کی رقم بنک میں جمع ہے اس پر سود لگتا ہے کسی آدمی نے مشورہ دیا ہے کہ یہ رقم بنک

کی بجائے کسی کاروبار میں لگائیں - نفع اور نقصان میں برابر کے شریک ہوں گے - آیا مسجد کے فنڈ سے کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ یا ویسے ہی بنک میں پڑی رہے ، وہ درست ہے ؟
مسجد کا پیسہ کاروبار میں نہ لگایا جائے - بنک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھ دیں یا کسی ایسے امین کے پاس رکھ دیں جو حفاظت پر قادر ہو۔

الجواب

فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۱۱ / ۴ / ۱۴۰۷ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافکار خیر المدارس ملتان

محراب مسجد کے لئے راستے کا کچھ حصہ لینے کا حکم

حیدر آباد کی اکثر مساجد کی محرابیں باہر روڈ پر نکلی ہوئی ہوتی ہیں - اور اس روڈ پر نکلی ہوئی محراب پر نہ تو حکومت کو اور نہ ہی اہل محلہ کو کسی قسم کا کوئی اعتراض ہوتا ہے - بصورت دیگر اگر محراب روڈ پر نہ نکالی جاتے تو ایک صف کی جگہ کا نقصان تصور کیا جاتا ہے - دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مسجد کی محراب کا حصہ باہر روڈ پر نکالنا جائز ہے یا نہیں ؟

بر تقدیر صحت سوال صورت مسئلہ کی مذکورہ جزئیہ سے گنجائش معلوم ہوتی

الجواب

ہے - قوم بنوا مسجد و احتاجوا الى مكان لينسج

المسجد واخذوا من الطريق وادخلوه في المسجد ان

كان يضر باصحاب الطريق لا يجوز وان كان لا يضر

رجوت ان لا يكون به بأس كذا في المصنعات وهو
المختار كذا في خزانة المفتين - ۱ھ (عالمگیری ج ۲ ص ۳۲۸)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۷ / ۱ / ۱۴۰۸ھ

ملحق برآمدے کو مسجد میں شامل کرنے کا حکم
بانی اول نے مسجد کے ایک طرف برآمدہ
بنایا۔ لیکن نیت یہ کی کہ جب کبھی دنیاوی

باتوں کی ضرورت ہوگی تو اس جگہ بیٹھ کر کریں گے۔ یعنی مسجد سے خارج رکھا۔ اب متولی مسجد بوجہ
ضرورت تو صبح مسجد اس کو مسجد میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ کیا داخل کر سکتا ہے؟

متولی مسجد جعل منزلاً موقوفاً علی المسجد مسجد

الجواب

وصلی الناس فیہ سنین ثم ترك الناس الصلوة

فیہ فاعید منزلاً مستقلاً جازلاً نہ لم یصح جعل المتولی

ایاہ مسجد - ۱ھ (ج ۲ ص ۳۲۷، عالمگیری)۔

جزئیہ بالاس معلوم ہوا کہ اس ملحقہ جگہ کو مسجد میں شامل کرنے کے بعد بھی یہ تمام احکام
میں پہلی کے مماثل نہیں بنے گی۔ البتہ ضرورت کے تحت ملانے میں کوئی حرج نہیں۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۳/۷/۱۴۰۱ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کے لئے وقف قرآن مجید کو مدرسہ میں لے جانے کا حکم

مسجد کا قرآن شریف مدرسہ میں لے جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے ہی صف بھی؟

اگر قرآن مجید اور صفیں مسجد کے لئے وقف ہیں۔ تو حب تک وہ قابل ارتفاع

ہیں۔ انہیں کسی اور جگہ لے جا کر استعمال کرنا جائز نہیں۔

الجواب

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۲ / ۱۱ / ۱۴۰۱ھ

مسجد کی جگہ کو راستہ کیلئے لینا جائز نہیں
ایک مسجد کے شرعی کونہ کی طرف
سڑک ہے اس میں ٹرک وغیرہ گزرنے

میں تکلیف ہوتی ہے کیا مسجد کی زمین سے ایک فٹ جگہ رفاہ عامہ کیلئے لی جاسکتی ہے؟
مسجد کی جگہ اس مقصد کے لئے لینی درست نہیں۔

الجواب

” ان ارادوا ان يجعلوا شیاً من المسجد طریقاً

للمسلمین فقد قیل لیس لهم ذالک وانه صحیح کذا فی
المحیط۔ ۱ھ (عالمگیری: ج ۲، ص ۳۷۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۳ / ۲ / ۱۳۹۹ھ

مسجد کے قریب خالی جگہ میں ہسپتال بنانے کو ترجیح دیجائے یا مدرسہ کو

تعمیر شدہ مسجد کو آباد کرنا مقدم ہے یا اس کے بالمقابل رفاہ عامہ کے لئے ہسپتال بنانا۔
جب کہ ہسپتال بنانے کا مقصد مسجد کی تخریب ہو۔ اور تبلیغی اور تعلیمی مشن کو روکنا پیش نظر ہو
حالانکہ متبادل رقبہ بھی موجود ہے۔ نیز مسجد کی تخریب کرنے والے کے بارے میں کیا دعیدیں
آتی ہیں؟

اگر ہسپتال کے لئے کوئی متبادل جگہ موجود ہو تو بہتر یہی ہے کہ مسجد کے ساتھ
ملحقہ زمین میں مدرسہ یا کوئی دینی مرکز تعمیر کر لیا جائے۔ کیوں کہ ہسپتال وغیرہ
کے لئے تو اور جگہیں بھی مل سکتی ہیں۔ اور مدرسہ کے لئے ملنا بہت مشکل ہے۔ مساجد کو بے آباد،

اور ویران کرنے والے کو قرآن حکیم میں بڑا ظالم کہا گیا ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۴ / ۵ / ۱۳۹۸ھ

مسجد کا سپیکر شادی بیاہ کے لئے دینے کا حکم مسجد کا سپیکر مسجد سے باہر کسی شادی بیاہ کے لئے جہاں گانے

بجانے اور ہر قسم کے خرافات ہوتے ہیں، دینا جائز ہے یا نہ؟ اگر نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہوئے ہیں۔ اسی طرح مسجد کی دوسری اشیاء مثلاً ٹاٹ وغیرہ کو مسجد سے باہر لے جانا۔ اور ذاتی استعمال میں لانا کیسا ہے۔ نیز مسجد کے پانی سے ایسے لوگ اگر غسل کرتے ہیں جو نماز ہرگز نہیں پڑھتے۔ ان کے لئے یہ جائز ہے یا نہ؟ ان کو روکنا جائز ہے یا نہ؟

مسجد کا سپیکر شادی بیاہ میں گانے بجانے کے لئے ہرگز نہ دیا جائے۔

الجواب

دینے والے سخت گناہ گار ہوں گے۔ اس سلسلہ میں لینے والوں کو مسئلہ بتا دیا جائے۔ اس کے بعد بھی وہ ناراض ہوں تو ان کی ناراضگی کی مطلقاً پرواہ نہ کی جائے۔ مسجد میں استعمال کرنے کے لئے مسجد کی وقف اشیاء کو مسجد سے باہر لے جا کر ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا گناہ ہے۔ اس لئے خود بھی بچا جائے اور دوسروں کو بھی بچایا جائے۔ اور غیر نمازی کا مسجد میں اگر نمازیوں کی ضرورت کے پانی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ جو آدمی ناجائز امور سے روکتا ہے وہ درست کرتا ہے اس کی تائید کرنی چاہئے۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کبھی بھی فروخت نہیں ہو سکتی اہل بستی نے ایک قطعہ اراضی واقع موضع بالیال اوتاڑ، بنام مسجد خریدی۔ جبٹری مسجد کے نام

کی گئی۔ پھر مسجد تعمیر کر دی گئی۔ ایک عرصہ تک وہاں نماز پڑھی جاتی رہی۔ وہاں سرکاری سڑک تعمیر ہو رہی تھی۔ چند افراد نے مسجد محکمہ کے ہاتھ بیچ دی۔ وہاں دفتر بنایا گیا۔ مسجد کے اندر کرسیاں ڈال کر رہائش رکھی گئی۔ ریڈیو بچتا رہا۔ بعد ازاں اسے مسمار کر کے سڑک میں شامل کر لیا گیا۔ اب اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔ اور ایسا کرنے والے آدمیوں کا کیا حکم ہے؟

مذکورہ قطعہ عیب اہل بستی نے خرید کر اس میں مسجد تعمیر کر دی تو یہ وقف ہو گیا۔

الجواب

اب تا قیامت یہ جگہ مسجد رہے گی۔ اس کی خرید و فروخت باطل اور کالعدم

ہے۔ دیدہ و دانستہ بیچنے اور خریدنے والوں کو انتہائی ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔
اور اس جگہ کی بازیابی اور دوبارہ تعمیر مسجد کے لئے تعاون کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔

فقط واللہ اعلم ، احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
اجواب صحیح : محمد صدیق غفرلہ ، مدرس خیر المدارس ملتان ۱۳۹۸/۲/۲۳ھ

روافض کو اہل سنت کی مساجد میں ہرگز نہ داخل ہونے دیا جائے

ہمارے چک نمبر ۱۰۴ / ای۔ بی۔ میں اکثریت سنیوں کی ہے۔ اور تھوڑے سے گھر شیعوں کے ہیں۔ شروع سے اس میں اہل سنت و اجماعت اذان و اقامت کے ساتھ نمازیں ادا کرتے آئے ہیں۔ اور پیش امام بھی ہمیشہ سے جب سے مسجد بنی ہے آج تک اہل سنت کا ہوتا ہے چند دن قبل شیعوں نے اسی مسجد میں اپنی اذان و اقامت شروع کر دی ، اور اپنی جماعت بھی کرانی شروع کر دی۔ یعنی دو اذانیں اور دو جماعتیں ہونے لگیں۔ اہل سنت کی بھی اور اہل تشیع کی بھی۔ کچھ فساد ہوا تو عدالت نے مسجد سیل کر دی۔

بعدہ عدالت پورے والا سے ”اے ہسی“ صاحب نے فیصلہ فرمایا کہ مسجد اہل سنت کی ہے اس میں نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔

مگر شیعوں نے پھر اپیل کر رکھی ہے کہ ہمیں بھی جماعت کرانے کی اجازت دی جائے۔ اب آپ فرمائیے کہ اہل سنت کی مسجد میں شیعہ اپنی اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟ حضرات شیعہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسجد میں چندہ دیا ہے اس لئے ہمارا حق ہے۔ مینوا تو جردا۔

امداد المفتین : ج ۱ ص ۴۱ میں ہے کہ روافض کو مساجد اہل سنت میں آنے سے روکنا جائز ہے۔ نیز ان کو اجازت دینے میں فسادات کا دروازہ

الحال

کھولنا ہے۔ کیوں کہ اہل سنت کے پیشواؤں کو برا کہنا ان کے مذہب کا جرح ہے۔ بناءً علیہ شریعت و انتظام کا تقاضا یہی ہے۔ کہ ان کو سنیوں کی مسجد میں آنے سے روکا جائے۔ چندہ دینے سے استحقاق ثابت نہیں ہوتا۔

قال في الاشباه ويكره دخوله يعني المسجد عن اكل ذابيح

كريمة ويمنع منه وكذا اكل موز ولو بلسانه اه -

(الاشباه والنظائر احكام المسجد) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه نائب مفتي خير المدارس ملتان

کسی مسجد میں دوسرے فرقے کو دوسری اذان و جماعت کی اجازت دینا فساد و خونریزی کو دعوت دینا ہے۔ چہ جائیکہ شیعوں کو اہلسنت و الجماعت کی مسجد میں اس کی اجازت دیکائے یہ ہرگز جائز نہیں۔
واجباً صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه مفتی خیر المدارس ملتان

۱۵ / ۷ / ۱۳۹۸ھ

طائف نے جو مسجد اپنے مہر کی رقم سے تعمیر کرائی ہو اس میں نماز کا حکم

مسماة ہندہ طائف نے ایک مسجد تعمیر کرائی ہے۔ مسماة مذکورہ حلفیہ بیان دیتی ہے کہ اس مسجد کی تعمیر میں اس نے اپنے نکاح شرعی کی مہر والی رقم صرف کی ہے۔ نیز اس بیان پر متشرع پابند صوم و صلوٰۃ شخص، جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی ہے، کی تصدیق موجود ہے۔
تو سوال طلب امر یہ ہے کہ کیا مسماة مذکورہ کا حلفیہ بیان اور اس شخص کی تصدیق شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ اور اس کی تعمیر کردہ مسجد کا کیا حکم ہے؟ اس میں نماز پڑھنا جماعت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی قاری عبد الرحمن مدرسہ عربیہ حفظ القرآن کھروڑ پکا۔

الجواب

مذکورہ مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا درست ہے۔ کذا فی امداد المفتین

ج ۲ : ص ۵۶۶ - فقط والله اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه

۱۵ / ۱۲ / ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه

مندرجہ بالا صورت میں یہ کلاک مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں ؟
الجواب ایسا کلاک مسجد میں آویزاں نہ کریں۔ رع چول کفر از کعبہ بر بنیز رکجا ماند مسلمانى ۔
 فقط واللہ اعلم : اسقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۸/۶/۷ھ

شیعہ کی دی ہوئی گھڑی مسجد میں نصب کرنا

ایک شیعہ نے مسجد کو گھڑی خرید کر دی ہے۔ آیا اس کو لگانا جائز ہے یا نہیں ؟
الجواب اگر اس گھڑی دینے میں کوئی غرض فاسد نہ ہو ، نیز آئندہ چل کر احسان بقلانے
 یا کسی اور ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو لے لینے کی گنجائش ہے فقط واللہ اعلم
 اسقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۸/۵/۱۶ھ

پانچ سال کے بچوں کو مسجد میں لانے کا حکم ایک مسجد کے خطیب صاحب ہیں وہ مسجد
 کے اندر نماز کے بارے میں بہت تشدد ہیں
 خاص کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بارے میں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں پانچ سال سے
 کم عمر کے بچے نہ آئیں۔ اگر آ بھی جائیں تو سختی کے ساتھ منع فرما دیتے ہیں۔
 دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے کتنی عمر تک کا بچہ داخل ہو سکتا ہے
 اس سلسلہ میں قرآن و حدیث یا دیگر ناخذہ شریعت میں کیا ہدایت ہے۔ اور بچے کی نماز کے
 بارے میں کیا حکم ہے ؟

پانچ سال یا اس سے کم عمر کا بچہ عموماً بے سمجھ ہی ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں
الجواب ایسے بچوں کو مسجد میں لانے سے منع کیا گیا ہے۔

لما اخرجہ السنذرى مرفوعا جنبوا مساجدكم وصبيانكم
 ومجانينكم۔ (شامی ج ۱: ۴۸۶)۔ فقط واللہ اعلم۔

اسقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۸/۱/۱۳ھ

محض کپڑے کے ذریعہ جبکہ پر قبضہ کر نیوالوں کو اس سے منع کرنا چاہیئے اکثر لوگ جب مسجد میں
 داخل ہوتے ہیں تو اپنی جگہ

کو محفوظ رکھنے کے لئے کپڑا رکھ دیتے ہیں۔ اور اگر اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیں تو الٹا ناراض ہو جاتے ہیں۔ شرعی طور پر فیصلہ صادر فرمائیں ؟

الجواب جو شخص پہلے آکر مسجد میں نہ بیٹھا ہو۔ تو وہ اپنا کپڑا کسی جگہ مسجد میں قبضہ کرنے کی غرض سے رکھ دے، یہ شرعاً جائز نہیں۔ اور اس سے اس کا حق بھی قائم نہیں ہوتا۔ خواہ وضو کر لئے جائے یا کسی اور غرض سے۔ پس جو محض جگہ قبضانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کو اس سے منع کرنا چاہئے۔ کذا فی امداد المفتین : ج ۲، ص ۵۶۲۔ نقلاً عن الشامیہ۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲۸ / ۱۱ / ۱۴۰۳ھ

مسجد کی کوئی چیز ضائع کر دی تو اس کی تلافی کی صورت

۱ : مسجد کی تعمیر کے لئے بانس اور پھٹے بنوائے گئے۔ فارغ ہونے پر وہ بیچ کر رقم مسجد پر لگ سکتی ہے ؟

۲ : پھٹے مسجد سے مانگ کر لے گیا۔ پھر واپس نہیں کئے۔ مسجد والوں کو بھی بھول گئے اب خاموشی سے اس کی قیمت دے سکتا ہوں یا بتا کر ادا کر دوں ؟

۳ : قیمت موجودہ وقت کے حساب سے دوں یا اس وقت کے حساب سے جب مسجد سے لئے تھے ؟

۴ : ایسے ہی کسی کی چیز اٹھالی یا اس سے لے کر ضبط کر لی۔ اب اس کی واپسی کا خیال آتا ہے چیز موجود نہیں۔ اس کی قیمت بتا کر واپس کرے۔ یا اگر واپس کرنے میں عار ہو تو اس کی قیمت صدقہ کر کے ثواب اس کو پہنچا دے۔ جائز ہے یا نہیں ؟

۱ : اب اگر مسجد کو ضرورت نہ ہو، تو بیچ کر قیمت مسجد میں جمع کرادی جائے۔

۲ : موجودہ وقت کے حساب سے قیمت دے دے۔ بتانے میں شرم

محسوس ہو تو وضاحت کئے بغیر مسجد کے فتنہ میں وہ پیسے دے دے۔ فان لم یقدر

علی مثله فعلیه قیمتہ یوم یختصمون اھ - (ہدایہ : ج ۳ ص ۳۷۲) -

۴ : جب تک مالک یا اس کا وارث شرعی موجود ہو اس کو قیمت دے وضاحت نہ کر سکتا ہو تو
اشنا کہہ دے کہ میں کسی وجہ سے یہ آپکو دینا چاہتا ہوں۔ جب اصل مالک یا اس کے وارث کا
ملنا ممکن نہ ہو تو اس کی طرف سے بہ نیت ثواب صدقہ کر دے۔ فقط واللہ اعلم

الحق محمد النور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۸ - ۶ - ۲۰۲۰ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد میں ذمی روح کی تصویر آویزاں کرنا ناجائز ہے
ایک مسجد میں خانہ کعبہ کی تصویر جس میں
لوگ بھی نظر آتے ہیں۔ اور ساتھ دو عدد

تصویر مرغ کی بھی بنی ہوئی ہے، سامنے دیوار پر لگی ہوئی ہے۔ اور مسجد میں جماعت بھی ہوتی ہے کیا
نماز میں تو کوئی نقصان واقع نہیں ہوگا۔ ؟

الجواب
اگر مسجد میں کسی جاندار کی تصویر معلق ہو اور وہ بلا تکلف نظر آتی ہو۔ اس کا سر اور منہ کا
حصہ مٹایا بھی نہ گیا ہو تو ایسے مکان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

قال في الهندية ويكره ان يصلي وبين يديه او فوق رأسه

او على يمينه او على يساره او في ثوبه تصاویر۔ (ج ۱ ص ۵۶)۔

لہذا مرغ اور انسان کی تصاویر جو بلا تکلف نظر آتی ہیں تو نماز مکروہ ہے۔ فقہاء نے یہ حکم
عام مکانات کا بیان فرمایا ہے، مسجد میں تصویر ذمی روح کی رکھنا قطعاً حرام ہے۔

فقط واللہ اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد میں سے یہ تصویر الگ کر دی جائے۔

والجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳/۴/۲۰۲۰ھ

مسجد میں چٹائی کی ٹوپیاں رکھنے کا حکم
اکثر لوگ ثواب کی نیت سے مساجد میں چٹائی
کی ٹوپیاں نمازیوں کے استعمال کے لئے

رکھ دیتے ہیں جس سے برہنہ سر لوگ اپنے سر کو نماز کے وقت ڈھانپ لیتے ہیں۔ کیا یہ فعل شرعاً

جائز ہے ؟ - اگر ناجائز ہے تو عدم جواز کی دلیل دیں ۔

عند البعض ایسی ٹوپوں کو مسجد میں رکھنا ناجائز اور ان سے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی کہتے ہیں ۔ اور وجوہ ذیل بتلاتے ہیں ۔

۱ : یہ ٹوپیاں رکھنا احترامِ مسجد کے خلاف ہے ۔ بالخصوص جب ان کے تنکے نکل کر مسجد میں بکھرتے ہیں ۔ اور ان پر میل کی تمہ نظر آتی ہے ۔ پسینہ کی بو آتی ہے ۔ ان ٹوپوں کو پہن کر آدمی دوسروں کے سامنے نہیں نکلتا بلکہ شرماتا ہے ۔

الحجۃ
مذکورہ ٹوپوں کی جو کیفیت سوال میں تحریر ہے ۔ اس لحاظ سے تو کراہت میں شبہ نہیں ۔ لیکن ہر ٹوپا اس طرح نہیں ہوتی ، ہر جگہ ذہن بھی یہ نہیں ہوتا ۔ پہننے والے بہر حال بہ نیتِ ادب پہنتے ہیں ۔ لہذا علی الاطلاق کراہت تحریمی کا حکم لگانا صحیح نہیں ۔ جہاں اہتمام کے ساتھ صاف ستھری ٹوپیاں رکھی ہوں ، پہننے والے بہ نیتِ ادب پہنتے ہوں ، اور وہاں کے عرف میں انہیں پہننا معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ، تو وہاں منع صحیح نہیں ۔ معہذا اگر انہیں ترک ہی کر دیا جائے اور گھر سے اہتمام کے ساتھ سر ڈھانپنے کے لئے کپڑا لے کر چلیں تو احسن ہے ۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

یکم ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

مسجد میں سائیکل کھڑی کرنا
امام مسجد صاحب یا کسی دوسرے شخص کے لئے مسجد میں سائیکل رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا تو جروا ۔

الحجۃ
مسجد میں سائیکل رکھنا بے ادبی ہے ۔ اس سے بچا جائے ۔ اور اگر ٹائروں پر سجاست لگی ہوئی ہو تو ناجائز ہے ۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۰ / ۹ / ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ، ملتان

مساجد کے لئے چندے کا معروف طریقہ جائز نہیں
عرض خدمت ہے کہ ہماری مسجد
میں جمعہ کے دن صبح فجر کی نماز

کے بعد بچے لاؤڈ سپیکر پر قرآن مجید پڑھتے ہیں اور مسجد کے لئے چندہ اکٹھا کرتے ہیں۔ کسی کا نام وغیرہ
نہیں لیتے۔ یعنی فلاں شخص نے اتنے دیئے ہیں۔ صرف قرآن پاک کی آواز سن کر لوگ اپنے گھروں سے
مسجد میں پیسے بھیج دیتے ہیں۔ تو کیا اس طرح سپیکر پر قرآن مجید پڑھ کر چندہ اکٹھا کرنا جائز ہے یا نہ؟
چندہ جمع کرنے کا مذکورہ طریقہ درست نہیں۔ گویا قرآن پاک کو حصول چندہ کا ذریعہ
بنایا گیا ہے۔ یہ قرآن مجید کی شان اور عظمت کے خلاف ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

الجواب

من جاء الى تاجر يشتري منه ثوبا فلما فتح التاجر الثوب

سبح لله تعالى او صلى على النبي صلى الله عليه وسلم اراد به

اعلام المشتري جودة ثوبه فذالك مكروه - (ج ۲، ص ۹)

مسجد کی ضروریات کے لئے ایک آدھ مرتبہ اپیل کرنے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الحجاب صحیح

۲۷ / ۵ / ۱۴۰۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کے پرانے ملبے کا حکم
ایک مسجد نئی تعمیر کر رہے ہیں تو اس کے پرانے ملبے کا کیا
حکم ہے۔ کیا کوئی شخص ذاتی استعمال کے لئے اپنے گھر

اٹھا کر لے جاسکتا ہے یا اسے فروخت کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ نیز اگر امام مسجد از خود بغیر اجازت
مقتدیوں کے اٹھا کر لے جائے اور اپنے تصرف میں لائے تو کیا اس کی امامت اور نمازوں میں اقتدار
صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ ملبہ آئندہ مسجد کے کسی کام نہ آسکتا ہو تو منتظمین مسجد اسے فروخت کر سکتے ہیں

اور اگر کچھ قیمت نہ رکھتا ہو تو ویسے بھی پھینکنا درست ہے۔ بہر دو صورت لینے والا

اسے استعمال کر سکتا ہے۔ امام صاحب اس ملبے کی قیمت مسجد کو دے دیں۔

حشیش المسجد اذا اخرج من المسجد امام الربيع ان لم

يكن له قيمة لا بأس بطرحه خارج المسجد ولا بأس بدفعه

والانتفاع به - ۱ھ (خلاصۃ الفتاوی : ج ۲ : ص ۲۵۵)۔

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ المحرم ۱۴۲۳ھ

چار نماز زائد از ضرورت ہوں تو فروخت کرنے کا حکم

ایک مسجد میں مصلے بہت زیادہ جمع ہو گئے ہیں کیا ان کو فروخت کر کے مسجد کے لئے صف خریدنا درست ہے ؟ المستفتی : محمد شفیع کالی موری ، حیدر آباد سندھ۔

اگر اتنے زیادہ ہوں کہ آئندہ ضرورت پڑنے کا امکان نہ ہو تو فروخت کرنا درست ہے یا صفوں کی بجائے مصلے ہی استعمال میں لائے جائیں۔ فقط واللہ اعلم

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
۲۳ / ۱۲ / ۱۳۹۸ھ

مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا
کسی صاحب نے مسجد کی محراب کے لئے رنگین بلب و مرچیں وغیرہ دی ہیں۔ کیا کبھی کبھی

روشن کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ المستفتی : عبد الحمید رشید آباد کالونی ملتان
اسراف ہے بچا جائے۔

الحجاب صحیح
فقط واللہ اعلم : احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
الحجاب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۶ / ۳ / ۱۳۹۶ھ

جوار یوں سے چھپینی ہوئی رستم مسجد میں لگانے کا حکم

جوا کھیلنے کے پیسے پولیس سے لے کر مسجد کو دے دیئے کیا وہ مسجد کی کسی جگہ پر لگائے جا

سکتے ہیں یا نہیں ؟

مذکورہ رقم مسجد پر خرچ نہ کی جائے مالکوں کو واپس کرنی چاہئے۔ گو کچھ مدت کے بعد واپس کر دی جائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صفتی

۱۶ / ۶ / ۱۴۰۷ھ

بیت اللہ کی تصویر والا قالین مسجد میں آویزاں کرنے کا حکم

ایک قالین جس میں خانہ کعبہ کا فوٹو ہے اور اس میں ذی روح کی تصویریں ہیں، لیکن نظر نہیں آتیں۔ اور اسی طرح دوسری طرح کی تصویریں بھی ہیں۔ لیکن ان کو ٹیپ وغیرہ کے ذریعہ سے پوشیدہ کر دیا گیا ہے۔ وہ قالین مسجد کے سامنے والی دیوار پر بہت اونچا کر کے لٹکایا گیا ہے۔ خارجِ صلوٰۃ کی نظر پڑتی ہے۔ اور نمازی کی نظر نہیں پڑتی کیا ایسے قالین کو لٹکانے سے نمازیوں کی نماز میں تو کچھ حرج نہیں پڑے گا ؟

۲ : ایک آدمی دوسرے لوگوں کو دوسرے میں مبتلا کر کے اس مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے سے نفرت دلا کر خود بھی باجماعت نماز ادا نہیں کرتا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی روکتا ہے کیا اس کا یہ کام درست ہے ؟

اس قالین کو دیکھا۔ اس میں کسی انسان کا فوٹو بلکہ کوئی عضو نظر نہیں آتا۔ البتہ مرغ

الجواب

نظر آتے ہیں ان کو مٹا کر یا رنگ لگا کر مسجد میں اس قالین کو لگا کر اس مسجد میں

نماز پڑھنا درست ہے۔ جب کہ نمازی کی نظر دورانِ نماز اس قالین پر نہ ٹھہرتی ہو۔ اس قالین کو لٹکانے کے متعلق جو فتوے پہلے خیر المدارس سے لیا گیا، اس کے سوال میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

۲ : درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۲۱ / ۷ / ۱۴۰۳ھ

مال حرام سے بنی ہوئی مسجد کو منہدم کرانے کا حکم

۱۔ اگر مال حرام مثلاً سود، مفسد، رشوت، شراب کی آمدن وغیرہ سے کوئی مسجد تعمیر کر دی گئی ہو تو اس تعمیر کو برقرار رکھا جاسکتا ہے یا گرا دی جائے۔ اگر رائے کے ساتھ دلیل بھی بیان فرمادیں تو کرم ہوگا۔

(مولانا مفتی) عبدالرحیم (صاحب) دارالافتاء والارشاد۔ ظم آباد کراچی۔

الجواب

گرا نے کے لئے تو دلیل کی حاجت ہوگی۔ برقرار رکھنے کے لئے تو دلیل کی ضرورت نہیں۔ خصوصاً جب کہ حسب سوال جمیع علماء و مستائخ کا عمل بھی اسی پر ہے۔ نیز فتاویٰ میں عموماً یہ لکھا ہے کہ ایسی مسجد شرعی مسجد نہیں اور اس کی بیع بھی جائز ہے تو گرا نے کے بجائے کوئی ایسا شرعی حل تجویز ہونا چاہئے۔ جس کے ذریعہ ایسی مسجد شرعی مسجد بن جائے۔

”مجموعۃ الفتاویٰ“ میں ہے کہ اگر کوئی شخص حلال مال سے عقد صحیح کر کے خرید کر کے وقف کر دے تو مسجد مقبول بن جائے گی۔ (بالمعنی) ج ۱ ص ۱۸۴۔ اس پر غور کیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۸ / ۴ / ۲۰۰۸ھ

”یا محمد“ لکھی ہوئی اینٹیں مسجد میں نصب کرنا ایک مسجد کو شہید کر کے پکی خشت کی نئی مسجد تیار کرانی ہے جس کے لئے

مینار و خشت خریدے ہیں۔ کچھ اینٹوں پر ”یا اللہ“ یا محمد“ لکھا ہوا ہے۔ جو رقم مسجد مذکور کے لئے وقف کی تھی اس رقم سے یہ اینٹیں خریدی ہیں۔ اب سوال یہ ہے مسجد مذکور پر ایسی اینٹیں لگانا جس پر ”یا اللہ یا محمد“ لکھا ہوا ہے۔ جائز ہے یا نہ ؟

”یا محمد“ کے لفظ سے اہل بدعت کے غلط عقیدہ کی طرف ایہام ہوتا ہے۔ لہذا

مذکورہ اینٹیں نہ لگائیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

اسقر محمد النور عفا اللہ عنہ ۶ / ۸ / ۲۰۰۶ھ

مسجد میں مٹی کے تیل کا چراغ جلانا جائز نہیں

مٹی کے تیل والا لیمپ مسجد میں جلا سکتے ہیں یا نہیں ؟
الجواب مسجد میں کوئی بھی بدبو دار چیز لانی جائز نہیں۔ اس لئے مٹی کے تیل کا چراغ بھی درست نہیں۔ اگر کوئی اور صورت نہ ہو سکتی ہو تو مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد سے باہر رکھا جائے، اتنی دور کہ روشنی مسجد میں پڑتی رہے۔

للحديث الصحيح في النهي عن قربان اكل الثوم و البصل
 المسجد قال الامام العيني في شرحه على صحيح البخاري
 قلت علة النهي اذى الملكة و اذى المسلمين ولا يختص
 بمسجده عليه السلام بل الكل سواء ويلحق بما نص
 عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة مأكولاً او غيره
 (شامخ، ج ۱، ص ۶۱۹)۔ فقط والله اعلم۔

احقر محمد انور عفا الله عنه نائب مفتي

۲۹ / ۱۲ / ۱۳۹۷ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه

راستہ کی صرف اتنی مقدار مسجد میں شامل کر سکتے ہیں جس سے لوگوں کو ضرر نہ ہو

گورنمنٹ کے منظور شدہ احاطہ سے دس فٹ زائد جگہ سرکاری گلی کی، مسجد میں لے لی گئی
 اور اب اس مسجد کی نئی تعمیر کرنے لگے تو چار فٹ مزید جگہ لے لی گئی۔ گاؤں کا ۳ حصہ اس مزید
 جگہ لینے پر رضامند ہے۔ مگر ۱ حصہ جن کا راستہ متاثر ہوتا ہے، وہ رضامند نہیں ہیں آپ
 شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

تنقیح : جو لوگ رضامند نہیں اس تجاوز سے، ان کو کیا نقصان ہو رہا ہے ؟
جواب تنقیح : اب اس گلی سے ٹرالی اور لدا ہوا گڈا نہیں گزر سکتے۔ اور وہ لوگ
 زراعت پیشہ ہیں۔ ان کو ہر وقت ان چیزوں سے کام رہتا ہے۔

الجواب

جواب: تنقیح میں مذکور ہے کہ اب اس رہتہ سے ٹرائی اور گڈ انہیں گزر سکتے اور زمینداروں کے لئے یہ چیزیں ضروریات سے ہیں۔ لہذا مسجد کا اس حد تک بڑھانا ان کے لئے ضرر ہے۔ سڑک سے جس قدر وہ سب بخوشی دیں، لے لیا جائے۔ اس سے آگے تجاوز نہ کیا جائے۔

فالدرا المختار جعل شئ من الطریق مسجد الضیقة ولم
یضر بالمارین جاز وفي رد المحتار افاد ان الجواز
مقید بهذین الشطین۔ ۱۷ (امداد الفتاوی ج ۲ ص ۶۲)۔

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
۱۶ / ۵ / ۱۴۰۱ ھ

اعلان گم شدگی کے ممنوع ہونے میں کچھ اور سامان برابر ہے

۱۔ جب کل پورے ملک میں یہ رواج پھیلا ہوا ہے کہ تمام مساجد میں ہر وقت گم شدہ اشیاء اور بچوں کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ حالانکہ قرآن و حدیث اور فقہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گم شدہ کا اعلان مساجد میں نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ آیت قرآنی "وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً" اور احادیث مبارکہ جو صحاح ستہ میں موجود ہیں مثلاً مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں۔
انه سمع ابا هريرة رضي يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
من سمع رجلاً ينشد ضالته في المسجد فليقل لا ردّها الله عليك فان
المساجد لم تكن لهذا۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۲۱)۔

ایسی عبارات ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۶۸ - ابن ماجہ شریف ج ۱ ص ۵۶ - میں بھی
موجود ہیں۔ اور شامی ج ۱ ص ۲۸۸ میں بھی اس طرح موجود ہے۔ حجة اللہ البالغہ ج ۱ -
ص ۱۹۳ سے بھی یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے
انہی علتوں کو ذکر کیا ہے مگر ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ بچوں کی گم شدگی کا اعلان اس میں داخل

نہیں۔ اور اس پر وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ضالہ ممنوعہ سے مراد متاع ہے اور بچے متاع نہیں ہیں اس لئے بچوں کی گم شدگی کا اعلان جائز ہے۔ لہذا آپ براہ کرم قرآن و حدیث و فقہ کی رو سے جواب صادر فرمائیں۔

الجواب صحیح یہی ہے کہ مساجد میں گم شدگی کا اعلان منع ہے۔ گم شدہ خواہ کسی جنس سے ہو۔ جائز کھنے والے صاحب کا قول قرین صواب نہیں۔ ضالہ کو متاع کے ساتھ خاص کرنا اور بچوں کو اس سے مستثنیٰ کرنا بلا دلیل ہے۔ نیز یہ تخصیص علت منع کے بھی منافی ہے مجمع بحار الانوار کی عبارت سے بھی عموم معلوم ہوتا ہے۔

ویدخل فیہ کل مال من یبذلہ المسجد۔ ۱۱ (ج ۲ - ص ۱۷۰)۔

وفیہ ضالۃ المؤمن حرق النار وہی الضائعة من کل ما یفتنی

من حیوان وغیرہ - (ج ۳ - ص ۱۲۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

۱۴۰۶ / ۶ / ۲۳ ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

متولی مسجد کسی کو مسجد میں آنے سے روک سکتا ہے یا نہیں

کسی مسجد کے متولی نے اہل محلہ کے کسی فرد کو یا کسی نماز پڑھنے والے کو روک دیا ہے کہ میری مسجد میں نماز نہ پڑھا کریں۔ کیا ایسی مسجد میں ممنوع آدمی وغیرہ اگر نماز جمعہ یا کوئی اور نماز ادا کرے تو نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بنابر جواز ممنوعیت ممنوع کو نماز ادا کرنا کسی دوسری مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اگر روکنا کسی شرعی وجہ سے نہیں تو درست نہیں۔ ممنوع کی نماز بہر صورت مسجد میں ادا ہو جائے گی۔ متولی کے روکنے سے اس کی نماز پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

نقطہ اللہ اعلم

اجواب صحیح

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۳۹۴ / ۲ / ۱۲ ھ

مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کو سلام کرنے کا حکم جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو اس وقت ان میں سے بعض لوگ نماز و تلاوت

قرآن پاک میں مشغول ہوں تو اس صورت میں اگر آنے والا شخص سلام نہ کرے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ شخص گنہگار ہوگا؟ یعنی کیا اس پر لازم ہے کہ سلام کرے یا خاموشی سے آکر بیٹھ جائے۔ بحوالہ وضاحت فرمائیں۔

الجواب اگر کچھ لوگ فارغ بیٹھے ہوں تو اس طرح سلام کرے کہ جو عبادت میں مشغول ہوں ان کی عبادت میں خلل نہ آئے۔ السلام تحية الزائرين والذين جلسوا في المسجد للقراءة أو التسبيح أو لانتظار الصلوة ما جلسوا فيه لدخول الزائرين فليس عداوان السلام فلا يسلم عليهم ولهذا قالوا وسلم عليهم وسعهم ان لا يجيبوه اه (عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۵)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۶/۵/۲۰۰۷ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاخیر المدارس ملتان

غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں غیر مسلم چار عیسائی وغیرہ کے بچے مسجد میں

امام صاحب کے پاس قرآن پاک پڑھ

سکتے ہیں اور ہاتھ لگا سکتے ہیں؛ جب کہ دیگر مسلم بچوں کے ساتھ مل کر کلمات و نماز وغیرہ سننے سنانے میں بھی شرکت کرتے ہیں۔

الجواب غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ باقی قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا، نماز کا سیکھنا وغیرہ اسلام لانے کے بعد ہونا چاہئے۔ صبی میز کا اسلام معتبر ہے اس لئے اس کو اسلام کی دعوت دی جائے۔

لابأس بدخول اهل الذمة المسجد الحرام وسائر المساجد و

هو الصحيح - (ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۱) - فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

اجواب صحیح، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نمائندہ کارکنان جس حصے کو نماز پڑھنے کے لئے متغیین

کر دیں وہ ہمیشہ اسی کے لئے وقف رہے گا

بستی ارائیں واہن کی مسجد کو گرا کر اس کی جگہ نئی مسجد تعمیر کی گئی ہے اس کا صحن پہلے کی نسبت وسیع کیا گیا ہے۔ احاطہ مسجد کی چار دیواری بھی تیار ہو چکی ہے۔ مسجد کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ مشرق میں وسط سے قدرے جنوب کی طرف اور دوسرا دروازہ شمالی طرف ہے۔ وضو کی جگہ بھی تیار ہو چکی ہے۔ مسجد کے صحن میں پختہ فرش سابق مسجد کی حدود سے کچھ زائد جگہ لگا یا گیا ہے۔ باقی صحن میں پختہ فرش نہیں ہے البتہ ۱۹۷۳ء میں تعمیر مسجد کا اہتمام کر نیوالے چھ اشخاص نے بذریعہ بندہ صحن مسجد کا تعین اور حد بندی کر دی۔

حال ہی میں بستی کے چند نوجوانوں نے مل کر دروازہ کلال کی جنوبی جانب کنارہ میں طہارت خانے تعمیر کر دیئے۔ اس پر بعض صاحبان نے اعتراض کیا کہ یہ طہارت خانے اس حد کے اندر تعمیر ہوئے ہیں جو بذریعہ بندہ صحن مسجد میں شامل ہو چکی تھی۔ یہ اعتراض چار پانچ آدمیوں کی طرف سے اٹھایا گیا ہے۔ اس کے برخلاف طہارت خانے تعمیر کرنے والے نوجوانوں کا موقف یہ تھا کہ یہ جگہ صحن مسجد میں شامل ہی نہیں۔ کیوں کہ یہاں کوئی بندہ وغیرہ نہیں تھا۔ نیز اگر بندہ ہو بھی تو بذریعہ بندہ ان پانچ چھ اشخاص کو اس ٹکڑے کو مسجد کے صحن میں شامل کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ پھر اب تک اس ٹکڑے اور اس پورے کچے صحن کو بطور مسجد استعمال نہیں کیا جاتا رہا۔ اس حد میں جوتوں کے ساتھ آمد و رفت اور اس جگہ وضو اور غسل کرنے کا عمل مسلسل چلا آرہا ہے۔ بند لگانے والے اشخاص بھی یہی عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے اس ٹکڑے کو خارج از مسجد شمار کرتے ہوئے ہم نے مسجد کی سخت ضرورت کے لئے طہارت خانے تعمیر کر دیئے۔

جب بند لگانے والے اصحاب سے دریافت کیا گیا کہ آپ صاحبان اس کچے صحن میں جس کو آپ بذریعہ بند مسجد کا صحن تصور کرتے ہیں، کیوں اب تک احترام مسجد کو ملحوظ نہیں رکھا؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ ہماری غلطی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ جدید طہارت خلع اور ان کے محاذی ٹکڑا اراضی جو اصل میں آبادی دہ ہے، جس کے مالکان بروئے کاغذات سرکاری آبادی دہ کے لوگ ہیں۔ صحن مسجد میں اس کو شامل کرنے والے کل چھ اشخاص ہیں۔ باقی لوگوں سے اس معاملہ میں مشورہ نہیں کیا گیا۔ ان حالات میں شرعاً ان چھ اشخاص کا اس کو بذریعہ بند صحن مسجد میں شامل کرنا درست ہوگا یا کہ مسجد میں شامل کرنے کے لئے اہل دیہہ کی رضا حاصل کرنا ضروری ہوگی۔ ان طہارت خانوں کے گرانے کا اہل دیہہ میں سے چھ اشخاص تقاضا کرتے ہیں باقی سب لوگ ان کے باقی رکھنے کے حق میں ہیں۔ بنیوا تو جردا۔

الجواب نقشہ مسجد دیکھنے سے یہ امر محقق ہے کہ جدید طہارت خانے (صحن) فرش مسجد کی اس حد بندی کے اندر ہیں جو صحن مسجد کی تعیین و حد بندی ۱۹۷۳ء میں تعمیر مسجد کا اتمام و انتظام کرنے والے اصحاب نے پختہ بند لگا کر کر دی تھی اور تین سال کا عرصہ اس پر گزر چکا ہے۔ اب قابل تحقیق امر یہ ہے کہ ان کی یہ حد بندی شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ ظاہر یہی ہے کہ شرعاً یہ معتبر ہے اور یہ پورا صحن مسجد بن چکا ہے بوجہ ذیل۔

۱ : منتظمین مسجد کا یہ فعل انفرادی و شخصی نہیں بلکہ بحیثیت نمائندہ و کارکنان اہلیان دہ ہے۔ عادیہ معروفہ یہی ہے کہ اہل دیہہ یا اہل محلہ چند افراد کو منتخب کر کے ایسے کام ان کے سپرد کر دیتے ہیں اور کام ہوتا رہتا ہے۔ پانیہ تکمیل تک پہنچنے پر یہ کام سب کا سمجھا جاتا ہے نہ کہ خاص ان افراد کا۔

دوران کار مشورے بھی ہوتے رہتے ہیں اور افہام و تفہیم بھی ہوتی رہتی ہے لیکن بستی یا اہل محلہ کے ہر فرد صغیر و کبیر، مرد و زن سے صراحتہ مشورہ یا رضا مندی حاصل کرنا جیسے متغیر ہے ایسے ہی خلاف عرف و عادت بھی ہے۔ الغرض ان کا یہ فعل سب کی جانب سے ہے۔ اور عرصہ تین سال میں کسی نے واقعی خصوصیت کر کے اس کے نقض کا مرفعہ نہیں کیا۔

۲ : اہل دیہہ کی یہ حقیقی ملک ہو یا حکمی کہ نہیں خصوصیت کے ساتھ ایسے قطعات سے انتفاع کا حق حاصل ہے۔ دونوں صورتوں میں اس کا حکم زیادہ سے زیادہ طریق عامہ کا ہوگا۔ اور طریق عامہ میں اگر ایک شخص بھی مسجد بنا دے اور اس میں اضرار نہ ہو تو مسجد بن جاتی ہے اور اس کے نقض کی اجازت نہیں۔

ذكر في المنتقى عن محمد في الطريق الواسع بني فيه اهل
المحلة مسجداً وذلك لا يضر بالطريق فمنعهم رجل
فلا بأس ان يبنيوا كذا في الحاوي - (هنديہ، ج ۲، ص ۳۴۷)
وفي موضع آخر رجل اخرج الى الطريق كنيفاً وميزاباً
فلكل واحد من عرض الناس ان يقلع ذلك ويهدمه
اذا فعل ذلك بغير اذن الامام (الى ان قال) هذا
اذا بني على طريقة العامة بناءً لنفسه وان بني شيئاً
للعمامة كالمسجد وغيره لا ينقض ولا يضر كذا روى
عن محمد كذا في النهاية - (هنديہ، ج ۴، ص ۱۹۵) -

وفي الدر المختار وهذا كله اذا بني لنفسه بغير اذن
الامام وان بني للمسلمين كمسجد ونحوه او بني باذن
الامام لا ينقض - اھ - (شامیہ، ج ۵، ص ۳۹۲) -

حیث طریق عامہ کا یہ حکم ہے تو احاطہ برائے مسجد میں حدود مسجد بطریق اولیٰ ناقابل نقض
ہوں گی -

۳۔ اگر مسجد ہونے کے لئے ہر فرد کی رضا کو ضروری قرار دیا جائے تو مسقف حصہ بھی
مسجد نہ بنے گا۔ کیونکہ صراحتہ رضا ہر فرد کی تو حاصل نہیں اور یہ اسی مسجد تک محدود
نہیں رہے گا۔ بلکہ ایسی آبادیوں میں تعمیر شدہ تمام مساجد مسجد شرعی بننے سے خارج ہو
جائیں گی۔

بہر حال امور بالا سے یہی واضح ہے کہ بند کے اندر کا حصہ مسجد بن چکا ہے پس اس کے اندر
طہارت خانے بنانے درست نہیں۔ انہیں فوراً بند کر دیا جائے۔ باقی اس حصہ کے ساتھ معاملہ مسجد
جیسا نہ کرنا یہ ایک غلطی اور گناہ ہے۔ عوام کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ پختہ فرش لگنے ہی سے
احکام مسجد ثابت ہوں گے اور چھت مکمل ہو جانے کے بعد ہی ادب و احترام لازم ہوتا ہے
حالانکہ یہ غلط ہے۔ اس لئے خام صحن مسجد کے ساتھ لوگ مسجد جیسا برتاؤ نہیں
کرتے رہے۔ ہذا ما عندنا واللہ اعلم بالصواب

فقط : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۵/۱۰/۱۳۹۶ھ

غضب شدہ زمین پر بنائی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہے

ہماری مملوکہ زمین قدیم سے مسجد کے ساتھ متصل چلی آرہی ہے۔ اب مسجد کی تعمیر جدید کے وقت کچھ لوگوں نے جبراً ہماری زمین مسجد میں شامل کر لی ہے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے اور اس مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب اگر واقعہ یہ مسجد کسی کی مملوکہ زمین میں اس کی رضا مندی کے بغیر تعمیر ہو رہی ہے تو اس حصہ میں نماز مکروہ ہے اور تعمیر درست نہیں۔

و كَذَا تَكْرَهُ فِي مَا كُنْفَ كَفُوقَ كَعْبَةِ وَفِي طَرِيقٍ اِلَى
قَوْلِهِ وَارِضْ مَغْصُوبَةً اَوْ لِلْغَيْرِ - اهـ (درمختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۳۵۲)۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
خیر المدارس ملتان ۱۵/۸/۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد کی بجلی ذاتی استعمال میں لانے کا حکم
مسجد کی بجلی اگر کوئی استعمال کرے اور سارا
خرچہ خود دے، تو کیا یہ جائز ہے؟

۲ : نیز اگر مسجد کا لاؤڈ سپیکر کرایہ پر دیا جائے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
دونوں صورتوں میں مسجد کا نفع ہے لہذا جائز ہے لیکن لاؤڈ سپیکر کے بارے میں
مسجد کے اوقات ضروریہ کا ضرور خیال رکھیں۔ نیز مسجد سے کنکشن دینے میں اگر کسی

قانونی نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسا نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
۱۹/۶/۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

سرکاری زمین میں بلا اجازت بنائی گئی مسجد کا حکم

سرکاری اراضی میں بلا اجازت حکومت مسجد تعمیر کی جائے تو وہ مسجد شرعی مسجد کہلائے گی یا غیر شرعی کہلائے گی۔ حکومت پاکستان نے اسے غیر شرعی مسجد قرار دے دیا ہے۔ اور اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب بھی نہیں ملے گا۔ اس کے بارے میں آپ ہماری تشفی فرمائیں۔

حکومت سے اجازت حاصل کئے بغیر بنائی گئی ہر مسجد کو غیر شرعی مسجد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور نہ اسے توڑا جاسکتا ہے۔

ففي الخانية طريق العامة وهي واسع فبنى فيه اهل محلة مسجدًا للعامة ولا يضر ذلك بالطريق قالوا لا بأس به وهكذا روى عن أبي حنيفة ومحمد لان الطريق للمسلمين والمسجد لهم ايضا بحر الرائق : ج ۵ : ص ۲۷۶ : فتاوى عالمگیری ج ۲ : ص ۳۲۷ - میں بھی ایسے ہی ہے۔

وان بنى المسلمون كمسجد ونحوه لا ينقض در مختار ج ۵ : ص ۳۸۰ -

یہ عام جگہ راستے وغیرہ میں بنائی گئی مسجد کے متعلق کہا ہے۔ اہل اسلام کو ہر محلہ میں مسجد بنانے کا حکم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببناء المسجد في الدوراي في المحلات والقبائل - ابوداؤد شريف - بذي المجهود - فقط والله اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۲۲/۵/۱۴۰۳ھ
نائب مفتی ○ خیر المدارس ملتان

مسجد کی بوسیدہ صفوف کا حکم
مسجد کی بوسیدہ صفیں ہیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے
آیا ان کو جلا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جلا دیا جائے

تو کیا اس کی راکھ کو کسی محفوظ جگہ پر ڈالا جائے یا عام گندگی کی جگہ پر ڈال دیا جائے ۔
الجواب اگر وہ صفیں ناکارہ ہیں اور مسجد والوں نے بے کار کر کے فارغ کر دی ہیں تو انہیں جلا سکتے ہیں ۔ کوئی بے جانا چاہے تو بے جا بھی سکتا ہے ۔

حشیش المسجد اذا اخرج من المسجد امام الربيع ان لم يكن له قيمة لا بأس بطرحه خارج المسجد ولا بأس برفعه والانتفاع به ۔ (خلاصة الفتاوى ج ۲، ص ۲۲۵) ۔
 راکھ کو محفوظ جگہ ڈالا جائے ۔ فقط واللہ اعلم ۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۴ / ۱۱ / ۲۰۰۸ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مساجد میں پرائمری سکول کھولنا جائز ہے

مساجد میں اردو تعلیم دینا صحیح ہے یا نہیں ؟ گورنمنٹ نے پرائمری سکول مساجد میں کھولے ہیں ۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب چند وجوہ سے مساجد میں اردو تعلیم دینا درست نہیں ۔
 ۱۔ بالکل چھوٹے بچوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے ۔ درمختار میں ہے ۔

” و میحرم ادخال الصبیان و المجانین حیث غلب تنجیسہم

والا فیکره ۔“ (شامی ج ۱ ص ۱۱۷) ۔

بچے پاکی اور پلیدی کا خیال نہیں کر سکتے ۔

” اخرج المنذری مرفوعا ۔ جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم و بیعکم و شراؤکم و رفع اصواتکم و سل سیوفکم و اقامة حدودکم و جمر و ہانی للجمع و جعلوا علی ابوابہا المطاہر ۔“ (شامی ج ۱ ص ۱۱۷) ۔

۲۔ مسجد نماز، تلاوت اور ذکر اللہ کے لئے ہے دنیوی تعلیم کے لئے نہیں ۔

” ان المسجد ما بنی لامور الدنیا “ (ہندیہ ج ۲ قديم - ص ۹۴) ۔

۳ : دنیاوی باتیں کرنا مسجد میں منع ہے۔

كما قال عليه الصلوة والسلام يأتي على الناس زمان
يكون حديثهم في مساجدهم في امر دنياهم فلا
تجالسوهم فليس لله فيهم حاجة رواه البيهقي في شعب
الايمان (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۵۷)۔

ترجمہ ۱۔ لوگوں پر عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ اپنی دنیا کی باتیں اپنی مسجد
میں کیا کریں گے۔ لہذا تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی حاجت
نہیں ہے۔

۴ : پہاڑے کھلوانے میں شور ہوتا ہے۔ اور مسجد میں ذکر اللہ کے علاوہ آواز بلند کرنا منع ہے۔
ان لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله تعالى - (عالمگیری ج ۲ ص ۹۲)
۵ : ایسے مدرس کا مسجد میں پڑھانا جو اجرت لیتا ہو مکروہ ہے۔

كما في الهندية ولو جلس المعلم في المسجد والوراق يكتب
فان كان المعلم يعلم للحسبة والوراق يكتب لنفسه فلا بأس
به لانه قربة وان كان بالاجرة يكره - (ہندیہ قدیم ج ۴ ص ۹۳)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱/۳/۱۴۰۴ھ

غیر معتکف کے لئے مسجد میں سونا کیسا ہے ؟
المستفتی : قاری محمد رمضان : ساہیوال۔

مسجد میں سونا

مکروہ ہے۔ یکرہ النوم و الاكل في المسجد لغير
المعتكف - ۱ھ (شامی ج ۲ ص ۱۸۴ مطبعة الكبرى)

الجواب

اجواب صحیح

محیر شریف جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان

الامیریہ)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس

۱۳۹۸/۶/۲۳ھ

مسجد کیلئے زمین وقف کر دینے کے بعد واقف اس میں اپنی قبر نہیں بنوا سکتا

ایک مسجد کی حدود اربعہ تین فٹ لمبی اور بارہ فٹ چوڑی ہے۔ صحن تقریباً پینتیس چھتیس فٹ لمبا اور چوبیس، پچیس فٹ چوڑا ہے۔ اب مالک زمین کا ارادہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو دونوں طرف سے مزید رقبہ ملا دیا جائے۔ جو کہ اس مالک زمین کا پختہ ارادہ ہے اب اگر مالک زمین وہاں قبر بنانا چاہے تو کیا بنا سکتا ہے ؟

مذکورہ مسجد کے رقبہ میں مالک اپنی خوشی سے اضافہ کر سکتا ہے۔ نیز مسجد کے لئے وقف کر دینے کے بعد تو قبر نہیں بنائی جاسکتی ہے۔ اور وقف کرنے سے پہلے مالک کی ملکیت ہے جو چاہے بنائے۔ لیکن اس طرح علیحدہ قبر بنانا درست نہیں۔ عام قبرستان میں دفن زیادہ پسندیدہ ہے۔

بل ينقل الى مقابر المسلمين و مقتضاه انه لا يدفن في مدفن
خاص كما يفعله بعض من يبني مدرسة ونحوها و يبني
له بقربها مدفنا۔ (شامی : ج ۱، ص ۸۳)۔ فقط واللہ اعلم۔
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

جو جگہ ایک دفعہ مسجد بن جائے تو پھر وہاں دوکانیں نہیں بن سکتیں

ایک مسجد بربڑ ٹرک واقع ہے اور اس کا محراب بھی ٹرک کی طرف ہے۔ مسجد بوجہ بوسیدہ ہونے کے تہذیب کر دی گئی ہے۔ اس وقت نئی تعمیر شروع ہے اہل محلہ کے کچھ لوگ اس حق میں ہیں کہ آگے ٹرک کی طرف دوکانیں بنا دی جائیں۔ محراب اور مسجد کو نو یا دس فٹ پیچھے کر دیا جائے دوکانیں بن جائے سے مسجد کو محفوظ بنایا جائے گا۔ کیوں کہ مسجد کے امام صاحب کی تنخواہ اور دوسرا خرچہ یعنی بل بھی یا چھوٹی موٹی مرمت کی صورت میں اہل محلہ اور باہر ٹرک کے دوکانداروں سے چندہ مانگنا پڑتا ہے کوئی چندہ دیتا ہے اور کوئی نہیں دیتا۔ صرف اس خرچہ کو مد نظر رکھتے ہوئے دوکانیں بنانے کے حق میں ہیں۔ اور کچھ لوگ اس حق میں ہیں کہ مسجد کے محراب کے

دونوں طرف چھوٹی چھوٹی الماریاں بنادی جائیں اور وہ دوکانوں کی صورت میں استعمال ہوں۔
اور اندر سے مسجد کی زمین نہ لی جائے۔ صرف مسجد کی دیوار میں سے محوڑی سی دیوار مصرف میں لائی
جائے۔

نوٹ : دونوں صورتوں میں مسجد طبل سٹوری ہوگی۔ لہذا التماس ہے کہ علمائے دین شریعت
کی رو سے رہبری فرمائیں۔

دوکانیں تعمیر کرنے کی دونوں صورتیں صحیح نہیں۔ کیوں کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد
شرعی بن جاتی ہے پھر وہ تاقیامت مسجد ہی رہتی ہے۔ دوسری صورت میں
بھی مسجد کی جگہ اور فضاء کو ذاتی سامان رکھنے کے لئے استعمال کرنا ہے جو کہ جائز نہیں۔

ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من اوقافہ۔
(شامی - ج ۳ - ص ۳۸۲) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲/۲/۱۴۰۷ھ

مسجد میں نماز جنازہ کا اعلان کرنے کا حکم
نماز جنازہ، بچہ کی گم شدگی یا کسی جانور
کی گم شدگی کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے
یا نہیں؟ یا گم شدہ اشیاء کے ملنے پر اعلان کیسا ہے علیحدہ علیحدہ حکم بتائیں۔

اگر سپیکر مسجد کے اندر ہو تو بجز جنازہ کے باقی اعلانات مسجد میں کرنا درست نہیں
اگر مشینری اور ہارن وغیرہ سب باہر ہوں تو مذکورہ اعلانات درست ہیں۔

حرمة المسجد خمسة عشر الى ان قال والخامس ان لا یطلب
الضالة فیہ - ۱ھ عالمگیری ج ۱ - ص ۹۲ - وفي باب اللقطة
یأتی علی ابواب المساجد وینادی - ۱ھ (شامیہ ج ۳ - ص ۳۲۹)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۳۹۸ھ

بندہ عبد الشار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد کو چندہ دینے کے بعد واپس نہیں لے سکتے۔ صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک مسجد کے فرش کے لئے پانچزار روپیہ متولی مسجد کو دیا لیکن کئی سال گزر گئے فرش وغیرہ نہیں بنایا گیا رقم ویسے ہی پڑی ہے۔ کیا شخص مذکور متولی مسجد سے رقم واپس لے کر کسی دوسری مسجد میں صرف کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینواتوجروا؟

الجواب

رجل اعطی دراهم فی عمارة المسجد او مصالح المسجد

قل بانہ یصح ویتم بالقبض اھ (قاضی خان ج ۲، ص ۱۲۷)۔
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۲ / ۲ / ۱۴۰۷ھ

مسجد میں روزانہ نعرے لگوانے کا حکم ایک شخص مسجد کے اندر ہر روز نعرۃ تکبیر وغیرہ زور زور سے آوازیں ملا کر لگواتا ہے کیا مسجد میں نعرہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب

روزانہ ایسے نعرے لگانا مستقل عادت بنالینا۔ اور لوگوں کو اس کا عادی بنانا درست نہیں۔ خیر القروب ثلاثۃ میں ایسا عمل ثابت نہیں۔

فقط واللہ اعلم : عبد الستار عفا اللہ عنہ

مملوکہ وکانوں کے اوپر بنائی گئی مسجد کا حکم زید ایک مارکیٹ بنانا چاہتا ہے جس کے اوپر رہائشی مکان ہوں گے۔ اور ایک مسجد بھی ہوگی۔ کیا اس مسجد کی حیثیت شرعی مسجد جیسی ہوگی؟

الجواب

مسجد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا زیریں اور بالائی حصہ مسجد کے لئے وقف ہو لہذا صورتِ مسئلہ میں اگر دوکانیں زید ہی کی مملوک رہیں تو ان پر تعمیر ہونے والی مسجد مسجد شرعی نہیں ہوگی۔ اس کی حیثیت نماز کے لئے متعین کردہ ایک جگہ کی ہوگی۔ جس میں زید حسب منشاء تصرف کر سکتا ہے۔

قال في البحر وحاصله ان شرط كونه مسجدا ان يكون
سفله وعلوه مسجدا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالى وان
المساجد لله بخلاف ما اذا كان السرداب والعلو موقوفاً
لمصالح المسجد فهو كسرداب بيت المقدس هذا هو ظاهر
الرواية الخ - (شامية ۱ ج ۲ ص ۳۸۲) فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه مفتي خير المدارس

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ - رئیس الافکار -

۴ / ۳ / ۱۴۰۸ھ

مسجد کی ناقابل استعمال اشیاء منتظمہ کمیٹی کی اجازت سے فروخت کر سکتے ہیں

مسجد کی وہ اشیاء جو ناقابل استعمال ہو چکی ہوں مثلاً صفوف وغیرہ ان کے مصرف کے بارے
میں شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے - کیا ان کو ضائع کرنے کی بجائے کسی جائز مصرف میں لگا دیا جائے؟
نا قابل استعمال اشیاء مسجد کی انتظامیہ کے فیصلہ پر فروخت کر دی جائیں کمیٹی
کی اجازت قاضی کی اجازت کے قائم مقام ہے -

الجواب

اهل المسجد لو باعوا غلة المسجد أو نقض المسجد بغیر اذن
القاضی الاصح انه لا يجوز كذا في السراجیه - ج ۲ - ص ۲۲۹ علی گئی -

فقط والله اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۶ / ۴ / ۱۴۰۶ھ

مسجد کے ہال کے نیچے مسجد کی ضروریات کیلئے تہ خانہ بنانا

ایک مسجد جس میں مسجد کے مین ہال کے نیچے ضروریات مسجد کے لئے تہ خانہ بھی بنایا جانا طے
پایا ہے اور یہ کہ نماز باجماعت مین ہال میں ہوگی - تہ خانہ کی موجودگی میں اوپر مین ہال میں باجماعت

نماز کی شرعی حیثیت کیا ہوگی ؟ یا تہ خانہ میں باجماعت نماز کا مستقل بند و لبست کرنا ہوگا ؟
الجواب اگر ابتداً مسجد ہی سے یہ طے ہو گیا تھا کہ ضروریات مسجد کے لئے نیچے تہ خانہ بنایا جائے گا تو درست ہے۔ اوپر والی جگہ مسجد شرعی ہی کہلائے گی۔ تہ خانہ میں جماعت کا اہتمام ضروری نہیں۔

و اذا جعل تحته سردابا لمصالحه اى المسجد جازك مسجد
 القدس (در مختار) - وفى الشامية و اذا كان السرداب او
 العلو لمصالح المسجد او كانا وقفا عليه صار مسجدا - (ج ۳ ص ۲۴۰)۔

الحجاب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 رئیس الافکار خیر المدارس ملتان۔
 فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
 ملتان۔ ۱۵ / ۱۱ / ۲۰۰۸ھ

جو جگہ نماز کیلئے وقف تھی اس پر متولی رہائشی کمرہ بنادے تو اسے گرانا ضروری ہے

جس مسجد میں ایک مدت سے نماز ادا کی جا رہی تھی اس کو شہید کر کے اس جگہ پر رہائشی کمرہ، نمائشی مینار اور وضو کی ٹوٹیاں بنادی گئیں اور کچھ حصہ باہر سڑک پر پھوڑ دیا گیا اور اوپر کی منزل پر بیت الخلاء وغیرہ بنایا گیا اور محراب کو ختم کر دیا گیا۔ یہ سب کچھ جان بوجھ کر کیا گیا اور مسجد کو ہٹا کر تعمیر کیا گیا ہے ایسی مسجد کے اندر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟ یہ مسجد حاجی غلام رسول صاحب نے تعمیر کر کے وقف کی تھی اور وہ فوت ہو چکے ہیں۔

الجواب قدیم مسجد کی جگہ اپنے طول و عرض سمیت تا قیامت مسجد رہے گی۔ متولیان کا کچھ جگہ کو مسجد سے خارج کرنا درست نہیں۔ نمازیوں پر اس کا احترام بھی مسجد کی طرح ضروری ہے۔ سابقہ مسجد کی زمین پر جو کمرہ تعمیر کیا گیا ہے اسے گرانا واجب ہے اور اسی طرح اس جگہ پر بنی ہوئی ٹوٹیوں سے وضو درست نہیں۔

اما لو تمت المسجدية ثم اراد البناء فمع ولو قال عنيت ذالك
 لم يصدق تتارخانية فاذا كان هذا في الواقع فكيف بغيره

فیجب هدمه ولو علی حدار المسجد - ۱ھ (شامی ج ۳ ص ۳۸۳)
الطبع الکبری الامیریہ - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۳/۲/۱۳۹۸ھ



قادیانی کی بنائی ہوئی مسجد کے بارے میں ایک قادیانی نے مسجد بنائی ہے کیا یہ مسجد کے حکم میں ہے؟ اور اس کا گرانا جائز اور،

ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر مسجد کا اطلاق درست نہیں ہے۔ ایسے ہی غیر مسلم کو یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ اپنے عبادت خانوں کی تعمیر مساجد کی طرز پر کریں یا ان کا نام مسجد رکھیں۔ ولو جعل ذمی دارہ مسجد للمسلمین و بناہ کما بنی المسلمون و اذن لهم بالصلوة فیه فصلوا فیه ثم مات یصیر میراثاً الورثۃ و هذا قول الکلی ۱ھ (عائگی ج ۲ ص ۲۵۳)
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۶/۲/۱۳۹۶ھ



میونسپل کمیٹی کی اجازت سے کوچے کے کچھ حصے کو مسجد کے بالائی حصے میں شامل کرنا

مسجد دھبی روڈ جھنگ صدر بوقت ”چھاپے جانے صحن مسجد ہذا سال ۱۹۶۳ء میں اس نیت سے اور اس ضرورت سے تعمیر کی گئی کہ بالائی صحن کے ناکافی ہونے کی بنا پر تین اطراف پر باغات میونسپل کمیٹی گلی پر تجاوہ قائم ہوا۔ تاکہ نمازیوں کی زیادہ سے زیادہ گنجائش ہو سکے۔ اب اسی ضرورت کی بنا پر بالائی صحن مسجد (جس کی مندر یہ تین فٹ تک کوچہ میں آتی ہے) کا بڑھانا مقصود ہے سابق خطیب مسجد نے منسلک فتویٰ جاری کر کے گلی پر چھپت ڈالنا باجائز کمیٹی یا بغیر منظوری کمیٹی ناجائز قرار دیا ہے۔ وہ نقل یہ ہے۔

احکام المسجد ○ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فقہائے اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں متعدد احکام

بابت مسجد وضع فرمائے ہیں۔ ان احکامات کی رو سے مسجد دیگر مکانات کے اشتراک سے میز اور جدا ہونی ضروری ہے۔ علمائے امت نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ مندر یعنی فصیل مسجد مسجد کے اندر داخل نہیں بلکہ یہ خارج مسجد ہے۔ کما ہوا لفظ ہر من امداد الفتاویٰ۔ تاکہ اس کے نچلے حصہ کو مسجد نہ سمجھا جائے۔ بنا علیہ پڑوسی اپنے مکان کا شہتیر یا بالا وغیرہ مسجد پر نہیں رکھ سکتا اور ایسا کرنا اس کو شرعاً ممنوع ہے۔

بعینہ مسجد سے ملحقہ گلی پر ارباب میونسپل کمیٹی کی اجازت سے یا بلا اجازت چھت ڈالنا بھی بدیں شکل شرعاً ممنوع ہے کہ گلی پر چھت ڈالنے کے لئے کوئی شخص مسجد کی دیوار میں چٹائی کرے۔ اگر کرے تو مسجد کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے ہر مسلمان کو اس کے روکنے کا حق شرعاً حاصل ہے۔ اگرچہ جس حصہ پر چھت ڈالی جا رہی ہے اس کا نام دارالقرآن یا دارالحديث ہی کیوں نہ رکھ لیا جائے۔ جس طرح کمیٹی کی گلی کا نچلا حصہ دارالقرآن یا دارالحديث نہیں کہلا سکتا اسی طرح اس کے اوپر والا مسقف حصہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ نیز جس طرح مسجد کی دیوار کے اشتراک سے چھت ڈالنا شرعاً ممنوع ہے اسی طرح اس چھت کی تعمیر کے لئے مسجد کے نام پر یا دارالقرآن اور دارالحديث کے نام پر چھت کرنا بھی شرعاً ناجائز بلکہ فریب اور دھوکہ ہے۔ البتہ ایسا اہتمام کرنے والے شخص کی اس میں دنیوی منفعت ضرور ہے۔ جب مسجد کی مندر میر مسجد سے خارج ہے تو یہ گلی کیسے مسجد میں شامل ہوگی۔ یہ گلی اور اس کی چھت سب خارج از مسجد ہیں۔ اگرچہ میونسپل کمیٹی کی اجازت ہی کیوں نہ حاصل کر لی گئی ہو۔

شرعی پوزیشن واضح کر دی گئی ہے اس کے باوجود اگر چھت ڈالتے وقت مسجد کی دیوار میں کوئی اینٹ، آہنی سلاخیں یا شہتیر اور بالے وغیرہ رکھے گئے تو مسجد کے حقوق پر کھلا ڈاکہ ہوگا اور مسجد کی اصل صورت کو بگاڑنا ہوگا۔ لہذا ہر مسلمان کو ناش کرنے کا حق ہوگا۔ یہ شرعی فتوے تمام حجت کے طور پر لکھا جا رہا ہے۔ کہ خود غرض افراد مسجد دھجی روڈ کے حقوق سلبی سے باز رہیں۔ اور فقہار کرام کی کلام پڑھ کر خدا تعالیٰ سے ڈرجائیں۔

غلام حسین سابق خطیب دھجی روڈ جنگ صدر عفی عنہ بقلم خود

و توسیع کنندہ مسجد ہذا ۸۰ / ۱۱ / ۱۷



اب علماء حضرات سے سوال طلب ذیل امور ہیں۔

۱ : تنگی بالائی صحن مسجد کی وجہ سے با منظوری میونسپل کمیٹی موجودہ چھت مسجد جس کی جنوبی منڈیر تین فٹ کوچہ کمیٹی پر واقع ہے کی سلاخوں میں سلاخیں ڈال کر مزید کوچہ چھتا جا سکتا ہے یا کہ نہیں۔ جب کہ مسجد کا فوق اور تحت مسجد ہونا چاہئے۔ اور یہاں ایسا نہیں ہے، نماز جائز ہوگی یا نہ ؟

۲ : اگر ایسی مسجد جس کا فوق کوچہ کمیٹی پر واقع ہے اور نماز جائز ہو، نیز اتصال صفوف نماز ہونے میں تامل کچھ نہ ہو، ثواب کامل جماعت کا ملتا ہو، گو مسجد سمجھنے میں تامل ہوگا یا نہ ؟

۳ : تعمیر شدہ مسجد کے متصل، ماسوائے صحن، باقی گلی کو چھت کر کرے ڈالنا اور انہیں بطور حجرہ مسجد و برائے تعلیم القرآن و حدیث ان کا استعمال جائز ہوگا یا نہ ؟

۴ : مجوزہ تعمیر کے لئے چندہ کرنا جائز ہوگا یا نہ ؟

۲۰۱۔ صورت مسئلہ میں باجائز کمیٹی کوچہ مذکورہ کو چھت کر، بالائی مسجد کے ساتھ ملحق کرنا درست ہے اور نماز اس میں جائز ہے۔ نیز یہ حکم مسجد میں ہوگا۔ فوق و تحت کا حقیقہ مسجد ہونا ضروری نہیں۔ درمختار میں ہے۔

و اذا جعل تحته سردابا لمصالحه ای المسجد جاز كمسجد
القدس اه وفي الشامية و اذا كان السرداب او العلول لمصالح
المسجد او كانا وقفا عليه صار مسجداً اه شربنلا لیه (ص ۳۸۲)
انہی عبارات کی بنیاد پر حضرات علماء نے ابتداءً یہ جائز رکھا ہے کہ نیچے موقوفہ دکانیں
بنائی جائیں اور اوپر مسجد ہو۔ علامہ رافعی رحمہ نے تحریر مختار میں مصالح کو عام رکھا ہے۔ لکھتے ہیں۔
(قول المصنف لمصالحه) لیس بقید بل الحكم كذلك اذا كان
ينتفع به عامة المسلمين على ما افاده في غاية البيان حيث قال
اورد الفقيه ابو الليث سؤالاً و جواباً فقال فان قيل اليس
مسجد بيت المقدس تحته مجتمع الماء والناس ينتفعون
به قيل اذا كان تحته شيء ينتفع به عامة المسلمين يجوز
لانه اذا انتفع به عامتهم صار ذلك لله تعالى ايضاً۔ اه

علاوہ ازیں فقہاء رحمہ نے بوقت ضرورت کچھ راستے کو مسجد میں شامل کرنے کی اجازت دی ہے جب کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو تو راستے کی فضا بطریق اولیٰ مسجد میں شامل کی جاسکتی ہے کیوں کہ چلنے والوں کو اس میں کوئی تنگی نہیں۔

جعل شیء ای جعل البانی من الطريق مسجدا لضيقه ولم يضر بالمارين
جائز لا نهما للمسلمين - (در مختار) وفي الشامية ظاهره انه

يصير له حكم المسجد - ۱ھ - (ج ۳ - ص ۳۹۴ و ۳۹۵) -

جب یہ زیادتی مسجد ہی ہوگی تو مسجد کی سلاخوں میں سلاخیں ڈال کر اسے تعمیر کرنے میں حرج نہیں۔
۳ : یہ جائز نہیں۔ جب کہ اسے تعمیر کرنے کے لئے مسجد کی دیوار یا سابقہ تعمیر کو استعمال کرنا پڑتا ہو۔

وفي الشامية ولا يوضع الجذع على جدار المسجد وان كان من اوقافه باه

۴ : نمبر ایک کے لئے بنام مسجد چنیدہ کرنا جائز ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۰ / ۲ / ۱۴۰۱ ھ



مساجد و مدارس میں اپنا کتب خانہ کا حکم
مندرجہ ذیل مضمون پتھر پر لکھو اگر مسجد کی دیوار
پر چسپاں کرنا جائز ہے یا کہ نہیں ؟

اللہ جل جلالہ ————— محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا

ابوبکر رضی ————— عمر رضی ————— عثمان رضی ————— حیدر رضی

۱۲ : یہ کہ اسی قسم کا مضمون مدرسہ پر لکھنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز مدرسہ کا نام و مسک کا نام و مہتمم کا نام
لکھ کر دیوار پر چسپاں کرنا شرعاً کیسا ہے ؟ بینوا تو جروا۔

ہر دو سوالوں کا جواب یہ ہے کہ اپنے نام کے کتبے مساجد و اوقاف پر لگانا خلاف
سنت ہے۔ کوئی ایسا کتبہ جس میں صرف اظہارِ مسک کیا گیا ہو کسی

مصلحت کے تحت ہو تو جائز ہے۔ البتہ خلافِ مسک لوگوں کے قبضہ و غلبہ کا اندیشہ ہو
تو نام کے کتبہ کی بھی گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۰ / ۲ / ۱۴۰۲ ھ

جو مسجد قبلہ سے معمولی منحرف ہو اس کو گرانے کا حکم

ایک مسجد کا رخ قبلہ سے معمولی ٹیڑھا ہو گیا ہے آیا اس مسجد کو منہدم کریں یا نہ ؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسے گرا کر دوبارہ صحیح رخ پر تعمیر کیا جائے ؟
محمد شفیع کالی موری حیدرآباد

نماز کے وقت صفوں کو سیدھا کر لیا کریں مسجد کو شہید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

الحمد لله

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

۱۴ / ۲ / ۱۳۹۲ھ

مسجد کی دیواروں پر السیازنگ کرنا کہ جس سے بدبو آئے

مسجد کی دیواروں پر آئل پینٹ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ جب کہ دو چار دن اس کی بدبو بھی آتی رہتی ہے ؟

اگر اس میں بدبو ہوتی ہو تو جائز نہیں۔ مسجد میں پینٹ کرنے سے احتیاط کیجائے اگر بدوں بدبو والا پینٹ کریں تو مضائقہ نہیں۔ جس میں بدبو نہ ہو اس پینٹ

الحمد لله

کا نام پلاسٹک پینٹ ہے مگر واضح ہو کہ برش جو استعمال ہو اس میں خننیریہ کے بال نہ ہوں۔ کیوں کہ جتنے اچھے برش ہوتے ہیں اسمیں خننیریہ کے بال ہوتے ہیں۔ نیز یہ بھی کیا ضروری ہے کہ پینٹ ہی کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا

فرش کی گرمی سے بچنے کے لئے پاک جوتے پہن کر مسجد میں چلنا

جمعہ کے دن گرمیوں میں مسجد کے صحن میں شامیانہ لگاتے وقت چپل پاک کر کے پہننا کہ پاؤں نہ

جلسیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب

مسجد کے لئے مال کی وصیت کرنے کے بعد اس میں کمی کرنا

سائل کی دادی ہندو کے نام ایک دوکان ذاتی ملکیت تھی۔ مسئول لہا کے ایک لڑکے نے اپنی والدہ صاحبہ کو کچھ رقبہ خدا کی راہ میں دینے کی تلقین کی۔ عرصہ پانچ چھ سال قبل وصیت نامہ تحریر کر دیا۔ کہ ملکیت کا چوتھا حصہ مسجد کو میری جائیداد میں سے دیا جائے۔ اور تحریری وصیت نامہ موجود ہے اور اس وصیت نامہ میں سے مبلغ دس ہزار روپے مسجد کو دے دیئے اور بقایا بطلابق وصیت نامہ دینے میں۔ مگر گزارش یہ ہے کہ وصیت نامہ کرنے والی زندہ ہے اور یہ دریافت کرنا چاہتی ہے کہ میں نے جو وصیت نامہ تحریر کیا تھا اس میں کمی بیشی کر سکتی ہوں یا نہیں ؟ کی کردہ رقم کو اپنے اہل و عیال، اقرباء و غرباء پر تقسیم کر سکتی ہے یا نہ ؟

موصی وصیت سے رجوع کر سکتا ہے۔ ہندیہ میں ہے کہ۔

الجواب

ویصح للموصی الرجوع عن الوصیۃ ثم الرجوع قد

یثبت صریحاً وقد یثبت دلالة۔ (ج ۴ ص ۲۲۲)۔

جب کل وصیت سے رجوع کر سکتا ہے تو اس میں کمی بیشی بطریق اولیٰ درست ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۸ / ۳ / ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مستولی مشورہ سے امام و مؤذن مقرر کرے

مسجد کا متولی (بانی) امام مقرر کرنے میں، مؤذن مقرر کرنے میں اختیار رکھتا ہے یا نہیں یعنی

متولی کے کیا حقوق ہیں اور کیا اختیارات ہیں آگاہ فرمائیں۔

الجواب حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے مسجد کا بانی امام و مؤذن کے تقرر میں مختار ہے لیکن پھر بھی دیندار ساتھیوں سے مشورہ کر لینا بہتر ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

وللمتولی ان يستأجر من يخدم المسجد يكفله ونحو ذلك

باجرمثلہ او زیادۃ یتغابن فیہا۔ (ج ۲، ص ۳۲۹)۔

متولی کی موجودگی میں مسجد اور اس کے متعلق دیگر اشیاء موقوفہ میں دوسرے لوگ تصرف کرنے کے شرعاً مجاز نہیں۔ ہندیہ میں ہے۔

سئل القاضي الامام شمس الاسلام محمود الاوزجندی عن

اهل المسجد تصرفوا في اوقات المسجد يعني احبوا المستغل وله

متول قال لا يصح تصرفهم الخ (ج ۲، ص ۳۵۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۴ / ۳ / ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کی صفائی سے جمع ہونی والا کوڑا کرکٹ کہاں پھینکا جائے

مسجد کی صفائی کرنے سے جو کوڑا کرکٹ اور صفوں کے تنکے وغیرہ جمع ہو جائیں تو ان کو کہاں پھینکا جائے؟ کیا عام کوڑہ کرکٹ پھینکنے کی جگہ جہاں ہر طرح کی اشیاء پھینک دی جاتی ہیں پھینکنا درست ہے؟

محمد عرفان عمرانی؛ اورنگ زیب روڈ؛ ملتان

مسجد کا کوڑا کرکٹ کسی موزوں جگہ پر پھینکا جائے۔ گندگی اور بے حرمتی کی جگہ نہ پھینکیں۔

الجواب

يجوز رمي براية القلم الجديد ولا ترمي براية القلم المستعمل

لاحترامه كحشيش المسجد وكناسته لا يلقى في موضع يخل

بالتعظيم اه (درمختار) (قوله لا يلقى) اي ما ذكر من

الحشیش والکناسۃ ۱۵ - (شامی، ج ۱، ص ۱۳۱) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴/ ۹/ ۱۳۹۹ھ

مسجد میں مجلس نکاح منعقد کرنے کا حکم

مساجد میں نکاح پڑھانا صحیح ہے جب کہ نکاح کے بعد چھوڑے پھینکتے ہیں تو اس کی وجہ سے مسجد میں شور و غل ہوتا ہے ایک دوسرے کے اوپر گرتے ہیں تو شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں ؟

سائل عبد الکریم ندیم

خطیب جامع مسجد رحمانیہ شاہ ستار آن سلیسی

عقد نکاح مسجد میں کرنا مستحب ہے البتہ حاضرین کو تاکید کی جائے کہ آداب مسجد کے خلاف کوئی حرکت نہ کریں۔ اگر یقین ہو کہ شرکاء آداب مسجد کی رعایت

الجواب

نہیں رکھیں گے تو پھر خارج مسجد بہتر ہے۔

مباشرة عقد النکاح فی المساجد مستحب واختار ظہیر الدین

خلاف هذا ۱۵ (عالمگیری، ج ۵، ص ۳۲۱) - وکذا فی الشامیۃ ج ۲

ص ۲۶۲ و ج ۱ : ص ۲۸۹ - وامداد الفتاوی، ج ۲ : ص ۲۵۲ - و خلاصۃ

الفتاوی، ج ۱۲، ص ۵۱) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی نعیم الدار س ملتان

۱۵ / ۱۱ / ۱۴۱۰ھ

مسجد سے چڑھائیوں کے گھونسلے اتارنے کا حکم

مساجد میں چڑھائیاں روشنہ انوں میں یا کسی اور جگہ پر اپنے گھونسلے بنا لیتی ہیں جس کی وجہ سے مسجد میں تنگی گرتے رہتے ہیں تو شرعاً ان گھونسلوں کو ختم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جبردا۔

سائل۔ ممتاز احمد قاسمی غفرلہ

متعلم جامعہ ہذا۔۔۔ ۶۱ ف میسی

اگر ان گھونسلوں کی وجہ سے صفائی نہ رہتی ہو تو انہیں ختم کرنا جائز ہے۔
ولا بأس برمي عشب خفاش و حمام لتنقيته اه (در مختار)۔

الجواب

(قوله لتنقيته) جواب سوال حاصلہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
اقروا الطير على مكانتها فزاله العشب مخالفة لا امر فاجاب بانه
للتنقية وهي مطلوبة فالحديث مخصوص بغير المساجد
(شامی ج ۱ ص ۴۹۰)

ولو كان في المسجد عشب خطاف او خفاش يقدّر المسجد لا
باس برميہ بما فيه من الفرائض كذا في الملتقط اه (عالمگیری
ج ۵ ص ۳۳۱)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۵ / ۱۱ / ۱۴۱۰ ھ

مسجد میں افطار کرنے کا حکم سنا ہے کہ مسجد میں کھانا نہیں چاہئے لیکن رمضان المبارک

میں افطار وغیرہ وہیں کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

بہتر تو یہی ہے کہ مسجد کے متصل کوئی جگہ بنالیں جس میں افطار وغیرہ کر لیا کریں اور
مسجد میں نہ کریں۔ لیکن اگر کوئی ایسی مناسب جگہ نہ ملے تو مسجد میں بھی گنجائش

الجواب

ہے۔ مگر دو باتوں کا ضرور خیال رکھیں۔ ایک یہ کہ مسجد میں کھانے کے ریزے وغیرہ نہ کریں اور مسجد
ملوث نہ ہو۔ اور دوسری یہ کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کریں۔

واعلموا انه كما لا يكره الاكل ونحوه في الاعتكاف الواجب

فكذلك في التطوع كما في كراهية جامع الفتاوى ونصه

يكره النوم والاكل في المسجد لغير المعتكف واذا اراد

ذلك ينبغي ان ينوي الاعتكاف فيدخل فيذكر الله تعالى

بقدر مانوی اویصلی ثم یفعل ماشاء - (شامی ج ۱۲ ص ۱۲۶)

مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوٹلہ - فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۶ / ۱۲ / ۱۴۰۱ھ

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد کا ایک مینار بہت بلند و بالا تعمیر کرنا

آج کل عام رواج چلا ہوا ہے کہ بعض مساجد میں ایک مینار بہت اونچا بناتے ہیں جو کہ بہت فاصلے سے نظر آتا ہے اور اس کی تعمیر پر بہت خرچ آتا ہے کیا یہ درست ہے ؟
اگر اتنے بلند مینار کی کوئی ضرورت نہ ہو اور محض زیبائش کے لئے بنایا جائے
تو جائز نہیں۔ مسجد کے پیسے کو ضائع کرنا ہے۔

واما بناء منارة المسجد من غلة الوقف ان كان بناؤها
مصلحة للمسجد بان يكون اسمع للقوم فلا بأس به وان
لم يكن مصلحة لا يجوز (عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۲ - باب
آداب المسجد) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۲۰ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

رمضان المبارک میں ختم قرآن کے قریب مسجد میں رنگ و روغن کرنا

ہمارے ہاں معمول ہے کہ رمضان شریف میں ختم قرآن کی تقریب سے پہلے خوب اہتمام ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں مسجد میں رنگ و روغن بھی کیا جاتا ہے کیا یہ درست ہے ؟
عبد الخالق ایسٹ گارڈن کراچی

الحجۃ
نختم قرآن کے موقع پر رنگ و روغن کو ضروری سمجھنا محض بے اصل ہے۔ مسجد
میں جب ضرورت ہو رنگ کرالیں رمضان میں ہو یا غیر رمضان میں۔ بلا ضرورت
اسراف ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۲ / ۶ / ۱۴۰۵ھ

کسی عالم کی تقریر ریکارڈ کرنے کے لئے مسجد کی بجلی صرف کرنا

مسجد کے اندر کسی عالم کی تقریر ٹیپ ریکارڈ کریں اور مسجد کی بجلی صرف کریں تو کیا یہ جائز ہے
یا نہیں؟

مسجد کو اس بجلی کا معاوضہ دے دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۶ / ۱۰ / ۱۴۰۳ھ

سحری کے وقت مسجد کے سپیکر سے وقت کا اعلان کرنا

مسجد کے سپیکر سے روزہ داروں کو سحری کے وقت ٹائم بتلانا یا اعلان کرنا کہ اب ٹائم ہو گیا
ہے بیدار ہو جاؤ سحری کھاؤ۔ یا ٹائم ختم ہو گیا ہے سحری بند کر دو، جائز ہے یا نہیں؟
محمد شفیع کالی سوری حیدرآباد

الحجۃ
نفس وقت کا اعلان تو جائز ہے مگر بعض لوگ اس اعلان کے ساتھ ایسے الفاظ
شامل کر لیتے ہیں جن کے غلط عقیدہ کے منظر ہوتے ہیں اور بعض اشعار وغیرہ پڑھنا

شروع کر دیتے ہیں جس سے گھروں میں تہجد و عبادت میں مشغول لوگوں کی عبادت میں خلل ہوتا ہے۔ یہ
درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲ / ۹ / ۱۴۰۴ھ

بیت الخلاء نماز کی جگہ سے کتنے دُور ہوں

بیت الخلاء مسجد سے کتنے فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ شرعاً کوئی تحدید ہے یا نہیں؟
 بنو التوجبر روا۔ سائل عبد الحکیم، موضع شاہ ستار، میلسی

بیت الخلاء کا نماز کی جگہ سے اتنا دُور ہونا ضروری ہے کہ وہاں کی بدبو وغیرہ نماز کی جگہ پر بالکل نہ آئے۔ کبیری میں احکام مسجد میں لکھا ہے۔

يجب ان تصان عن ادخال الرائحة الكريهة لقوله عليه السلام
 من اكل الثوم والبصل والكرث فلا يقرب من مسجدنا فان الملكة
 تتاذى مما يتاذى منه بنو آدم متفق عليه ۱۱ (ص ۵۶۲)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۴ / ۶ / ۱۴۰۹ھ

مسجد کو کسی نام سے موسوم کرنا
 آج کل معروف ہے کہ جو لوگ مساجد بناتے ہیں کوئی

نہ کوئی نام مسجد کا تجویز کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے محلہ میں مسجد بنائی ہے اور اس کا نام ”مسجد صحابہ رض“ تجویز کیا ہے۔ اس پر ایک صاحب معترض ہیں کہ مساجد سب اللہ کی ہیں مسجد کا کوئی خاص نام نہیں رکھنا چاہئے۔ اس بارے میں شرعی حکم بتلاویں۔
 چوہدری طالب حسین ضیاء

متولی مسجد صحابہ رض: پبلیز کالونی نزد ریلوے پھاٹک

مستز آباد، ملتان

اگر نام رکھنا تعارف اور امتیاز کی غرض سے ہو تو درست ہے۔ قدیم سے مساجد مختلف ناموں سے موسوم چلی آرہی ہیں مگر سلف سے اس پر کوئی تلخیر

منقول نہیں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۰ / ۸ / ۱۴۱۰ھ

منتظم مسجد ضرورت کے وقت اُجرت معروفہ لے سکتا ہے

ایک شخص عرصہ سے مسجد کا منتظم چلا آ رہا ہے۔ پہلے وہ راج گیری کا کام کرتا تھا اب کچھ معمر ہو کر کمزور ہو گیا ہے لیکن مسجد کا انتظام بدستور کرتا ہے۔ کیا اس کو مسجد کے فنڈ سے تنخواہ دے سکتے ہیں؟

مستری محمد حنیف مسجد کھجور والی

محکمہ نظم ام پورہ : بہاول نگر شہر

منتظم مذکور کو اس کے عمل کے مطابق مسجد فنڈ سے تنخواہ دے سکتے ہیں۔

الجواب

”سئل الفقیہ ابو القاسم عن قیم مسجد جعله
القاضي قیما علی غلاتها وجعل له شیئا معلوما يأخذ كل سنة
حل له الاخذ ان كان مقدار اجر مثله اه (عالمگیری ج ۲ ص ۳۴۰)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۲ / ۲ / ۱۴۰۲ھ

دھلے ہوئے کپڑے مسجد میں خشک کرنا
کپڑے دھونے کے بعد انہیں خشک کرنے کے
لئے مسجد کے صحن میں یا مسجد کی صفوں پر بچھانا

درست ہے یا نہیں؟

مسجد کے صحن کو کپڑے خشک کرنے کے لئے استعمال کرنا درست نہیں۔

الجواب

لان فیہ شغل موضع اعد للصلوة۔ (شامی ج ۱ ص ۴۸۹)

فقط واللہ اعلم۔ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس : ملتان

۲۳ / ۱۲ / ۱۴۰۹ھ

مسجد میں انگلیاں چٹانے کا حکم مسجد میں جب نماز پڑھنے کے لئے جاتے ہیں تو بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے بیٹھے

اپنی انگلیاں چٹانے لگ جاتے ہیں تو کیا اس طرح مسجد میں انگلیاں چٹانا درست ہے ؟
یہ عمل ویسے ہی مکروہ و ناپسندیدہ ہے ظاہر ہے کہ مسجد میں ایسا عمل کرنے سے اس کی کرامیت اور بڑھ جائے گی۔

و یکرہ ان یشبک اصابعہ وان یفرق والفرقة ان یغزها
او یمدھاحتی تصوت کذا فی النہایة والفرقة خارج
الصلوة کرہا کثیر من الناس (عالمگیری ج ۱: ص ۱۰۶)
عالمگیری میں آداب مسجد میں لکھا ہے۔

وان لا یفرق اصابعہ فیہ ھ (ج ۵: ص ۳۲۱)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۲۳ / ۴ / ۱۴۰۸ھ

مسجد میں سرور وارٹھی میں کنگھا کرنا مسجد میں بیٹھ کر سرور وارٹھی میں کنگھا کرنا درست ہے یا نہیں ؟

اگر بال اور پانی کے قطرات مسجد میں نہ گریں تو گنجائش ہے۔ معذرت یہی ہے کہ مسجد میں نہ کریں کہ آداب مسجد کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۸ / ۲ / ۱۴۰۲ھ

مسجد کی رستم متولی سے چوری ہو جائے تو ضمان کا حکم

اگر مسجد کی رقم متولی سے چوری ہو جائے یا گم ہو جائے تو متولی پر قاتوان آئے گا یا نہیں۔ بلینوا تو جردا۔

الجواب اگر متولی نے اس رقم کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کی اور اپنی رقم کی طرح اس کے حفاظت کی ہے تو اتفاقاً چوری یا گم ہو جانے سے اس پر ضمان نہیں آئے گی۔
بصورت دیگر اس پر ضمان لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۶/۴/۱۴۰۱ھ

فرضوں کے بعد دعاء سے پہلے چندہ کرنے کا حکم

مسجد کا چندہ فرض نمازوں میں سلام کے بعد دعاء سے پہلے کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب اس صورت میں لوگوں کی نمازیں اگر خلل پیدا ہوتا ہو تو اس سے اجتناب لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم۔
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

تحفظ کے لئے مساجد و مدارس کو حربہ طرہ کر دانا

آج کل جو مدارس دینیہ اور مکاتب قرآنیہ و مساجد کو جو کہ وقف اللہ ہوتے ہیں حربہ طرہ کر دیا گیا جاتا ہے۔ اور اس حربہ طریش سے کیا وہ ادارہ اپنی وقف اللہ کی حیثیت پر باقی رہتا ہے اور اس کی حیثیت پر کوئی اثر تو نہیں ہوتا؟ مزید یہ کہ ہماری معلومات کے مطابق حربہ طریش کے فوائد بھی ہیں۔
۱ : اوقاف کا تحفظ مزید ہو جاتا ہے۔
۲ : مسلک کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

۳ : اندرونی و بیرونی شرور سے وہ ادارہ اور اس کے متعلقات محفوظ ہو جاتے ہیں۔

۴ : شوری کو اخلاص و یکسوئی سے کام کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔

کیا اندریں احوال مدارس کی حربہ طریش جائز ہے یا نہیں؟

(مولانا) محمد عابد (صاحب)

مدرس مدرسہ خیر المدارس : ملتان

دینی مدارس اور مذہبی اداروں کی رجسٹریشن جس سے ان کے اغراض و مقاصد
مسک و مشرب اور اوقات کا تحفظ ہو جائز ہے۔ بلکہ اگر اس کے بغیر حفاظت

دشوار ہو تو رجسٹریشن کو ضروری بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۳ / ۲ / ۱۴۰۶ ھ

مساجد کیلئے فُسَّاق و فُجَّار سے چند لینے کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى
أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ
فَإِنَّهُ مِنْهُمْ - الآية - (پ: ع ۱۱) -

اس کے علاوہ ”الحزب الاعظم“ جیسی مستند کتاب میں پخشنبہ کی
منزل میں مسلمان فساق کے زیر احسان نہ ہونے کی دعا ہے تاکہ دنیا و آخرت
میں اس کے احسانات کی مکافات سے امن رہے۔

ان حوالہ جات کے بعد حضرات علماء کرام سے استفادہ ہے کہ مساجد
مدارس، یتیم خانے، شفا خانے، اور دیگر خیراتی اداروں کی ضروریات
کے لئے رقوم فراہم کرنے میں یہ احتیاط بہت مشکل ہوتی ہے کہ کون
فاسق ہے اور کون صالح؟ کس سے چندہ لیں اور کس سے نہ لیں؟
اور بہت زیادہ احتیاط کریں تو ادارے کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں
حکم شرع سے آگاہی بخشی جائے۔

استفتی: حاجی وجیہ الدین: الوجیہ سٹریٹ کراچی

الحجۃ

مساجد، مدارس، یتیم خانے اور دیگر اداروں کے لئے مسلمان کا چنندہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ صالح ہو یا فاسق۔ جیسا کہ ہر مسلمان کی وفات پر جنازہ پڑھا جاتا ہے نیک ہو یا بد۔ مسلمان کی خیرات قطع نظر اس سے کہ وہ نیک ہے یا بد۔ ہر دینی ادارہ پر خرچ ہو سکتی ہے۔ البتہ ایک احتیاط ضروری ہے کہ مسجد میں حرام مال نہ لگایا جائے۔ اسی طرح مدارس وغیرہ میں بھی ان لوگوں سے عطیات نہ لئے جائیں جن کی غالب آمدنی حرام کی ہو۔ اگرچہ چنندہ دینے والے کی غالب آمدنی حلال کی ہو تو وہ قبول ہو سکتی ہے۔ گو چنندہ دینے والا گناہگار ہو۔ آیت مندرجہ فی السؤال کو فاسق مسلمانوں کی خیرات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس میں تو مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی موالات سے منع کیا گیا ہے۔

اور الحزب الاعظم میں جو دعاء وارد ہوئی ہے غالباً اس کے الفاظ یہ ہیں۔
اللهم لا تجعل لفاجر عندي نعمة اكافيه بها في الدنيا والاخرة۔

اس میں فاسق آدمی کے زیر بار احسان ہونے سے پناہ مانگی گئی ہے کہ کسی فاسق کا میری ذات و شخصیت پر کوئی احسان نہ ہو جس کا بدلہ دنیا و آخرت میں لینا پڑے اس سے مساجد و مدارس میں ان کا چنندہ قبول کرنے سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ کیوں کہ یہ چنندہ کسی خاص فرد یا شخص پر احسان کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۰/۴/۱۳۸۲ھ



وضو کے بعد اعضا پر مغسولہ سے گرنے والے قطرات سے مسجد ناپاک ہوگی یا نہیں؟

وضو کے بعد اعضا پر مغسولہ سے مثلاً داڑھی وغیرہ سے پانی ٹپک کر مسجد میں گر جائے تو کیا جائز ہے یا نہ۔ ایک صاحب نے اسے حرام کہا ہے۔

عقیق الرحمن : ۵۵، ۵۶ راکر ساہیوال

الجواب

ماہر متعمل اصح روایت میں پاک ہے۔

کمانص علیہ المحققون وفي الدر المختار مع الشامی۔

(وهو طاهر) رواه محمد عن الامام وهذه الرواية هي المشهورة

عنه اختارها المحققون قالوا عليها الفتوى (ج ۱: ص ۱۸۵ شامی)

وضوء کرنے کے بعد جو چھینٹیں داڑھی سے گریں وہ پاک ہیں ان کا مسجد میں گرنا ناجائز اور حرام نہیں۔ البتہ قصداً نہ گرائی جائیں اس سے احتیاط لازم ہے خود بخود گر جائیں تو کوئی حرج نہیں۔
فقط واللہ اعلم

عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۲۳ / ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

جو مسجد فخر و ریاء کاری کے لئے بنائی جائے وہ مشابہ مسجد صرا ہے

ہمارے گاؤں کی آبادی تین سو گھر پر مشتمل ہے اس گاؤں میں تین مسجدیں تھیں ان میں امام بالکل جاہل تھے۔ سادی عبارت قرآن مجید کی نہایت معمولی طور پر پڑھا سکتے تھے باقی نماز روزہ کے مسائل سے بالکل مطلقاً ناواقف تھے۔ بدعات مثلاً اسقاط و دوران، قوالی، گیارہویں، تیجا، چالیسواں سالانہ، نختہ اور شادی کے بعض رسومات پورے زور سے جاری تھیں اور امام ان کی پوری حمایت کر رہے تھے اور اس پر عامل تھے۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ ان بدعات کا خاتمہ ہو اور صحیح سنت پر عمل درآمد ہو مگر ان امام صاحبان نے ایک نہ چلنے دی۔ اخیر گالی گلوچ تک گئے۔ ہر طرح صلح کی کوشش کی مگر مجھے دھابی کا خطاب دے کر علیحدہ ہو گئے۔ واللہ مجھے و بابت سے کوئی واسطہ نہیں پس امام ابو حنیفہؒ کا مقلد ہوں اور ان کی تقلید کو فخر سمجھتا ہوں۔

اس کے علاوہ وہ امام صاحبان غیر اللہ کی نذر و نیاز کے پابند ہیں۔ خود دیتے ہیں لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کھاتے ہیں۔ اندریں حالات تنگ آکر دوسرے محلہ میں، اہل محلہ کے مشورہ سے تین سو گز دور سابقہ مسجدوں سے، ایک نئی مسجد بنائی ہے جو کہ محض توحید و

۱۔ اشاعت کے لئے تعمیر کی ہے۔ سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے اس مسجد کا افتتاح کیا۔
۲۔ اب وہ اس مسجد کی خلاف گاول میں پڑ پگینڈہ کر رہے ہیں کہ یہ مسجد ضرار ہے یہ ضد سے بنوائی گئی ہے
واللہ کوئی ضد نہ تھی مگر دین کی بربادی کو دیکھ کر برداشت نہیں ہو سکا اور یہ اقدام کیا ہے اب خدا
کے فضل سے مسجد آباد ہو گئی ہے۔ مگر لوگوں کے شبہات دور کرنے کے لئے جو وہ ایہام ڈال رہے
ہیں آپ کی تحریر کی ضرورت ہے۔

۱ : جو مسجد ان حالات کے اندر اشاعت توحید و سنت کے لئے بنائی گئی ہے وہ مسجد صحیح ہے
یا ضرار ہے۔

۲ : اور اس مسجد کو ضرار کہنے والے کا کیا حکم ہے ؟ اس کی امامت کا کیا حکم ہے ؟
جب اس مسجد سے دوسری مسجد کی ویرانی مقصود نہیں ہے تو یہ مسجد ضرار نہیں ہو
سکتی۔ مسجد ضرار وہ مسجد ہے جو فخر و ریاکاری، نفسانیت کے لئے یا رضا الہی
کے علاوہ اور کسی غرض کے لئے تیار کی جائے۔

تفسیر کشاف اور مدارک میں زیر آیت ضرار لکھا ہے۔

”قیل کل مسجد بنی مباہاة او رياء او سمعة او لفرض سوى
ابتغاء وجه الله او بمال غیر طیب فهو لاحق بمسجد الضرار۔
منقول از مجموعه الفتاویٰ، ج ۱، ص ۱۷۹ : مولانا عبدالحی“

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفی عنہ

خادم الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴ اشوال ۱۳۸۷ھ

دنگل سے حاصل شدہ رقم مسجد پر لگانے کا حکم

ہم نے یعنی تمام اہل محلہ نے ایک دنگل کروایا تھا جس میں پہلوانوں اور تمام آدمیوں نے اللہ کے
واسطے کام کیا کہ ان کی تمام آمدنی مسجد پر لگائی جائے گی۔ اس دنگل میں ڈھول بھی بجوایا گیا،
کیا یہ آمدنی مسجد پر لگ سکتی ہے یا نہیں ؟

الحجۃ

یہ ذنگل جب کہ ایسے امور پر مشتمل ہوتا ہے جو
وغیرہ بجانا، کشفِ ستر کا ہونا،

ہے اسے مسجد پر خرچ کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ حمد

۱۳ / ۵ / ۱۳۹۵ھ

عید گاہ کے درختوں کو مسجد کے لئے استعمال کرنے کا حکم

کوٹلہ عیسٰی میں ایک ہی جامع مسجد ہے بوجہ ضرورت جماعت مسجد کے لئے ایک برآمدہ تیار کیا جا رہا ہے تاکہ موسم گرما میں تکلیف رفع ہو جائے۔ برآمدہ کے لئے شہتیروں اور کڑیوں کی ضرورت ہے۔ عمدہ شہتیر وغیرہ حسب منشاء دستیاب نہیں ہو رہے۔ عید گاہ کوٹلہ عیسٰی میں شیشم کے درخت ہیں۔

- ۱ : کیا عید گاہ سے حسب ضرورت درخت کاٹ کر مسجد پر لگایا جاسکتا ہے ؟
- ۲ : یا عید گاہ کو رقم مسجد کی طرف سے دے کر درخت کاٹا جائے جب کہ عرف میں عید گاہ جامع مسجد کے برابر نہیں سمجھی جاتی۔
- ۳ : کیا عید گاہ پر چرم قربانی کی رقم صرف کی جاسکتی ہے جب کہ وہ رفاہ عام مثل ڈول درسی وغیرہ کے ہو۔ عید گاہ کی تعمیر کے بعد جو رقم باقی بچ جائے وہ مسجد میں صرف کی جاسکتی ہے براہ راست یا کسی حیلے سے اور حیلہ کونسا ہو ؟

اختلاف بین العلماء سے تعمیر کے کام میں رکاوٹ واقع ہو رہی ہے۔

اگر عید گاہ کی مصلحت ان درختوں کے باقی رکھنے میں ہے تو ان کا کاٹنا بالمعاوضہ یا بلا معاوضہ جائز نہیں ہوگا۔ اگر ایسا نہیں تو مجلس منتظمہ و متولی کی صوابدید کے

الحجۃ

مطابق ان کا خریدنا جائز ہے۔ قیمت عید گاہ پر صرف کی جائے اور لکڑی جامع مسجد میں استعمال کی جائے۔

لما یظهر من العالم کیریہ : ج ۲ ص ۳۵۱ - وفی القسم الثانی الحکم

فی ذلک الی القاضی ان رأی بیعها وصرف ثمنها الی عمارة المقبرة

فله ذلك انه

۳ : چرم قربانی کی قیمت واجب التصدق ہے ۔

کما فی الہدایۃ ولو باع الجلد او اللحم بالدرہم تصدق بشمئ

وصرح فی الحکائی بوجوب التصدق کما فی الحواشی ۔

پس اس رقم کو عید گاہ ، مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں ۔ کیونکہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں صرف کرنا جائز نہیں ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

ائمہ اوقاف کیلئے محکمہ سے تنخواہ لینے کا حکم

مزارات اور مساجد پر حکومت کا قبضہ ہے جو آمدنی ہوتی ہے یکجا جمع کر دی جاتی ہے اور پھر بنک میں دے دی جاتی ہے جس پر سود لیا جاتا ہے تو اس سے تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں ؟
محمد خلیل الرحمن پانی پتی سکھر

الحوالہ
محکمہ ، مسجد کی آمدنی وصول کر کے مسجد کا مقروض بن جاتا ہے ۔ بعدہ جو رقم مسجد پر یا امام پر صرف کی جاتی ہے یہ محکمہ کی طرف سے ادائیگی قرض یا ضمان ہے اور وصولی قرض کے بارے میں شرعیہ تصور کیا جاتا ہے کہ قرض خواہ گویا بعینہ اپنی رقم ہی وصول کر رہا ہے ۔ پس ائمہ اوقاف کے لئے تنخواہ وصول کرنے کی گنجائش ہے ۔ حصول تنخواہ کے سبب اگر دینی فتنہ اور ملامت فی الدین کے پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو تو علیحدگی مناسب ہے ۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۳ / ۶ / ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح
مفتی محمد عفا اللہ عنہ
مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

واجب التصدق مال مسجد میں لگانے کا حکم

ایک شخص نے اپنی جوانی اور نمبر داری کے دور میں لوگوں پر ظلم و ستم کئے اور ان کا مال زبردستی چھینا جب یہ شخص حج پر جانے لگا تو عام اعلان کیا کہ جس کسی نے مجھ سے کوئی مال لینا ہو آکر لے جائے چنانچہ کچھ لے بھی گئے لیکن اس شخص کو خیال آیا کہ کچھ ایسے بھی لوگوں سے مال لیا ہے جو مسافر تھے اور جن کا پتہ معلوم نہیں کہ کون تھے، کہاں کے تھے۔ ان کا حق کیسے واپس کیا جائے۔ تو کیا ان کے حق کی رقم مسجد کو دے سکتا ہے؟

اللہ وسایا بنظم دارالمبلغین، کوٹ اردو مظفر گڑھ

جن جن افراد کا حق باقی ہے اگر جہدِ بسیار کے باوجود ان کا پتہ نہ چل سکے تو ان کی طرف سے اتنا مال صدقہ کر دیا جائے۔ اور چونکہ یہ صدقہ کرنا واجب ہے اس لئے اس کا مصرف بھی وہی ہے جو دیگر صدقات واجبہ کا ہے۔ براہِ راست مسجد اس صدقہ کا مصرف نہیں بن سکتی۔

علیہ دیون و مظالم و جہل اربابہا و ائیس من علیہ ذلک من معرفتہم فعلیہ التصدق بقدرہا من مالہ وان استفرقت جمیع مالہ اھ (درمختار علی الشامیۃ، ج ۳، ص ۳۳۳)۔

نقطہ واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی نعیم الدین سر ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ تیس لائق

مسجد میں دینی کتب کے مطالعہ کا حکم مسجد شریف میں طلباء تکرار کرتے ہیں، مسجد میں شور ہوتا ہے۔ بالخصوص منطق، معقولات، فلسفہ کیا یہ جائز ہے؟ تکرار آہستہ اور مطالعہ میں نیز دینیات و فلسفیات میں کوئی فرق ہے۔ یا دونوں جائز ہیں؟

حافظ عبد الرحمن، فیصل آباد

والسادس ان لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله
والسابع ان لا يتكلم فيه من احاديث الدنيا۔

الجواب

(عالمگیری : ج ۲ ، ص ۹۲)۔

اس عبارت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کتب فلسفہ کا تکرار و شور آداب مسجد کی خلاف ورزی ہے۔ دنیاوی باتوں سے فلسفیات کو کسی طرح کم نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور احادیث دنیا میں ممنوعہ ہیں۔ اور دینیات کا تکرار بھی اصل تو یہ ہے کہ خارج مسجد ہو کہ شور نہ ہو جیسا کہ عام طور پر، دورانِ تکرار طلبہ میں ہو جاتا ہے۔ البتہ بوقتِ ضرورت احترامِ مسجد کا خیال رکھتے ہوئے آہستہ آواز سے اجازت ہے۔ مطالعہ بھی جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی - ۶/۱۱/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس القمار

امام متعین کرنے کا اختیار بانی مسجد کو ہے یا اہل محلہ کو

ایک شخص نے اپنی زمین میں اپنے ذاتی روپیہ سے مسجد تعمیر کرائی ہے اس مسجد پر دوسرے لوگ قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ قبضہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنا امام رکھنا چاہتے ہیں۔

سائل بنیاد علی شاہ : ممتاز آباد ملتان

البانی للمسجد اولى من القوم بنصب الامام والمؤذن
في المختار اذا عين القوم اصلح ممن عينه البانی

الجواب

(در مختار : ج ۳ : ص ۲۲۷)۔

بانی مسجد اگر دیندار یا بندِ صوم و صلوٰۃ آدمی ہے اور کسی متقی اور اہل کو امام و مؤذن مقرر کرتا ہے تو شرعاً یہ تقرر درست ہے اور بانی مسجد ہی اس کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ البتہ بانی مسجد اگر کسی نااہل کو امام رکھنا چاہے اور اہل محلہ نمازی اہل کو امام بنائیں تو اہل محلہ کا یہ فیصلہ قابلِ ترجیح ہوگا۔ بدون اس وجہ شرعی کے دوسرے لوگوں کو بانی مذکور کے ساتھ اس معاملہ میں مزاحمت درست نہیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۲۵ / ۱۱ / ۸۵ ھ ۱۳

الجواب صحیح

غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم خیر المدارس ملتان

متولی مسجد کے فنڈ میں کیا کیا تصرف کر سکتا ہے

- ۱ : زید کے پاس برائے مدرسہ کچھ فنڈ جمع ہے اس میں وہ کسی قسم کا تصرف کر سکتا ہے یا نہیں ؟
کسی کو قرض دینا یا نوٹ کے بدلے میں بھان دینا یا مسجد کی یا اپنی رقم ملا کر رکھ دینا جائز ہے یا نہیں۔ عدم جواز کی صورت میں خائن تو نہیں ہوگا ؟
- ۲ : مسجد کی چٹائی مدرسہ میں استعمال ہو سکتی ہے یا نہیں بصورت اجازت متولی۔
- ۳ : مسجد کا ٹوٹا اور برتن اسی شتم کا سامان امام کے لئے اپنے حجرے میں لا کر استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ نمازی رضا مند ہوں اور حجرہ بھی متصل مسجد ہو۔
- ۴ : زید کو لوگوں نے مسجد کا خزانچی اس قسم کا بنایا ہے کہ جب مرضی ہو خزانہ سے روپیہ لے کر اپنے کام میں استعمال کرے پھر لوپرا کر کے واپس جمع کر دے۔ اس طرح رویہ چلتا رہا۔ جب پاکستان بننے کا وقت آیا تو خزانچی نے یہ کہا کہ یہ جو کچھ رقم باقی ہے اسے بھی تم ہی سنبھالو۔ لیکن کسی نے بھی ہاں نہیں کی۔ تو اس میں پوچھنا یہ ہے کہ ایسے روپیہ کا کیا حکم ہے۔ اس میں سے اکثر تو وہ لوگ وہاں ہی لے کر اپنے ذاتی ضرورت میں خرچ کر چکے تھے اور جو کچھ بچا تھا تو وہ خزانچی وغیرہ نے پاکستان آکر اپنی ضروریات میں خرچ کر لیا۔ کیا خزانچی پر تمام کا تمام واجب الادا ہے یا نہیں یا ان لوگوں پر بھی ماحضروں کا دینا واجب ہے یا کسی پر بھی نہیں ؟

نوٹ لے کر بھان ریزگاری تو دے سکتا ہے لیکن قرض نہیں دے سکتا۔ اور اگر مدرسہ کی رقم اپنی رقم میں ملائے گا تو ضائع ہونے کی صورت میں ضمان آئے گی۔ قرض نہ دینے

کے لئے ملاحظہ ہو عالمگیری ج ۲ ص ۳۳۴۔

ولیس للقیم ان یاخذ ما فضل عن وجه عمارة المدرسة دینا لیصرفها الی الفقهاء وان احتاجوا الیه کذا فی القنیة۔

۲ : سئل ابو الفضل عن الوقف اذا كان ربع غلته الى العمارة وثلاثة ارباعها الى الفقراء فلم تحتج المدرسة في تلك السنة هل يجوز للقيم ان يصرف من ذلك الى الفقهاء على وجه الدين و يأخذ ذلك من غلتهم من السنة الثانية اذا احتاج اليها فقال لا -

سئل ابو حامد فاجاب بمثله كذا في التا قار خانية - (عالمگیری ج ۲ ص ۳۳۵)
اگر چٹائی مسجد کے لئے وقف ہے تو مدرسے کے لئے استعمال جائز نہیں۔

۳ : مسجد کا لوٹا یا برتن مدرس یا امام یا کوئی اور شخص خارج مسجد لے جا کر اپنی ذاتی ضروریات میں استعمال نہیں کر سکتا۔ ہاں مسجد کے اندر استعمال کر سکتا ہے۔ کما فی فتاویٰ دارالعلوم

دیوبند، ج ۲، ص ۱۷۹ -

البتہ مسجد کے چراغ سے مسجد کے اندر مٹھی کر تھائی رات تک مطالعہ کر سکتا ہے۔

۴ : اول تو مسجد کا روپیہ قرض لے کر اپنے ضروریات میں صرف کرنا جائز بھی نہ تھا۔ جیسا کہ حوالہ ۱ میں بیان کیا گیا۔ خزانچی نے اور دوسرے لوگوں نے غلطی کی ہے۔ اب خزانچی اور دوسرے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ مسجد کا روپیہ واپس کریں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

الجواب صحیح

خادم الاقمار خیر المدارس ملتان

خیر محمد عفی عنہ ۱۱/۱۰/۱۳۷۰ھ

مسجد کی دوکان بینک کو کرایہ پر دینا

کسی مسجد کی وقف زمین یا دوکان کسی بینک کو کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ مینوا تو جروا۔
محمد یونس راولپنڈی

صاحبین کے نزدیک مسلمان کا کافر کو بیع خمر کے لئے دوکان کرایہ پر دینا جائز

نہیں (کما فی الہندیہ کتاب الاحبار) حالانکہ بیع خمر کافر کے

لئے ایک جائز فعل ہے تو ایک مسلم کا دوسرے مسلمان کو سودی کاروبار کے لئے دوکان کرایہ پر دینا

الجواب صحیح

کیسے جائز ہوگا جب کہ سودی کاروبار دونوں کے لئے ناجائز و حرام ہے بلکہ ذمیوں کو بھی ایسے کاروبار کی شرعاً اجازت نہیں۔

لقولہ علیہ السلام الامن ارجی فلیس بیننا و بینہ عہد۔

(ہدایہ : ج ۲ : ص ۳۱۸)۔

نیز اس زمانہ میں حبیب کہ عوام کے ایمان میں ضعیف آچکا ہے اور بد عملی ہو رہی ہے ایسے سودی اداروں کا فناء مسجد میں آجانا ان کے دل سے اس لعنتی کاروبار کی نفرت ختم کر دینے کا باعث ہوگا۔
بنام بریں مسجد کی دوکان وغیرہ بینک کو کرایہ پر دینی درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی . ۲۷ / ۱۱ / ۱۳۸۵ھ

خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم خیر المدارس

سرکاری زمین میں بلا اجازت بنائی گئی مساجد کو گرانے کا حکم

بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جو مساجد سرکاری اراضی میں حکومت کی اجازت کے بغیر بنائی گئی ہیں وہ شرعاً مساجد نہیں ہیں اور حکومت نے ان کو مسمار کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے۔ اس حکم کی زد میں بہت سی ایسی مساجد بھی آئیں گی جو مسلمانوں نے ضرورت کی بنا پر بنائی تھیں اور ایک طویل عرصہ سے مسلمان ان میں نماز پڑھتے ہیں کیا ایسی مساجد کا شہید کرنا جائز ہے ؟

سائل : نور حسین

مکان نمبر ۱۴۹ : گل نمبر ۳۰ : لیاقت اشرف کالونی

محمود آباد :۔ کراچی

باسمہ تعالیٰ !

الحمد لله

مساجد شعائر اسلام میں سے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے شرف و فضل اور احکام کو مختلف جہات سے بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلے قرآن کریم کی آیات پر نظر ڈالتے۔ ارشاد باری ہے۔

”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُغِيَ

فِي خَرَابِهَا -

ترجمہ ! اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے اور ان کے اجاڑنے کی کوشش کی ؟

آیت کریمہ جہاں مساجد کے شرف و فضل کو بیان کرتی ہے وہاں مساجد کے منہدم کرنے والے اور اس کی تخریب کی کوشش کرنے والے کی شدید مذمت کر رہی ہے اور ایسے شخص کو سب سے بڑا ظالم کہا جا رہا ہے۔ آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کو مساجد کی تعمیر اور ان کی کثرت سے روکا نہیں جائے گا بلکہ اس سلسلہ میں ان کی ہمت افزائی کی جائے گی۔ چنانچہ مفسر ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی اپنی تفسیر ”الجامع لاحکام القرآن“ میں اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں -

ولا يمنع من بناء المساجد الا ان يقصد الشقاق والخلاف
بان يبنوا مسجدا الى جنب مسجد او قرية يريدون بذلك
تفريق اهل المسجد الاول وخرابه - (ج ۲: ص ۷۸) -

ترجمہ ! مساجد کی تعمیر سے کسی کو روکا نہیں جائے گا۔ سوائے اس کے کہ تعمیر کرنے والوں کا ارادہ اختلاف اور پھوٹ ڈالنا ہو۔ اس طرح کہ وہ کسی دوسری مسجد کے پہلو میں مسجد تعمیر کریں اور ان کا مقصد پہلی مسجد کے نازیلوں میں تفریق ڈالنا ہو۔
— امام رازمیؒ اپنی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں -

» السعي في تخریب المسجد قد يكون بوجهين احدهما منع
المصلين والمتعبدین من دخوله فيكون ذالك والشا في بالهدم
والتخريب - (ص ۶۸۲ ج ۱) -

ترجمہ ! مسجد کی تخریب کی کوشش دو صورتوں سے ہوتی ہے (۱) ایک نماز پڑھنے والوں سے اور عبادت کرنے والوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روکنا۔ (۲) مسجد کو دیرانے اور منہدم کرنا۔

— اور سورۃ ”توبہ“ میں ہے -

انما يعمر مساجد الله من امن بالله واليوم الآخر و اقام

الصلوة و اتق الزکوة ولم یخش الا الله فعسی اولئک ان

یکونوا من المہتدین - (سورہ توبہ : پ ۱ ع ۳) -

ترجمہ ! اہل اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں ۛ

آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی مساجد حقیقتاً ایسے ہی اولوالعزم مسلمانوں کے دم سے آباد رہ سکتی ہیں جو دل سے خدائے واحد اور آخری دن پر ایمان لاکھتے ہیں۔ جو ارح سے نمازوں کی اقامت میں مشغول رہتے ہیں۔ اموال میں بقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اسی لئے مساجد کی صیانت و تطہیر کی خاطر جہاد کے لئے تیار رہتے ہیں۔

آیت کریمہ سے بصرحت یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مساجد کی تعمیر کرنا کسی کے ایمان کی بڑی شہادت ہے۔ علامہ قرطبی اس آیت کے ذیل میں رقم طراز ہیں۔

” دلیل علی ان الشہادۃ لعمار المساجد بالایمان صحیحۃ وقد

قال بعض السلف اذا رأیتم الرجل یعمرمساجد فحسنوا بہ

الظن “ (تفسیر جامع لاحکام القرآن ، ص ۹ - ج ۸) -

ترجمہ ! آیت کریمہ اس امر پر دلیل ہے کہ مساجد کی تعمیر کرنے والوں کے ایمان کی شہادت صحیح اور درست ہے۔ اسی لئے بعض سلف کا قول ہے کہ جب تم دیکھو کوئی شخص مسجد کی آباد کاری میں کوشاں ہو تو اس کے ساتھ حسن ظن رکھو ۛ

سورہ نور میں ارشاد ہے۔

” فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ

فیہا بالغدو والأصال “ (سورہ نور پ ۱ ع ۵) -

ترجمہ ! ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ہے ان کو بلند کرنے کا اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا۔ یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح اور شام ۛ

اس سے پہلے کی آیتوں میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے۔ پھر مومنین مہتدین کو اس نور النبی سے ہدایت و عرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے اس کو ایک بلیغ مثال سے سمجھایا گیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا جا رہا ہے کہ یہ روشنی اللہ کے ان گھروں (مساجد) میں ملتی ہے۔

جن کو بلند رکھنے اور ان کی تعظیم و تطہیر کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کو ہمیشہ ذکر، تسبیح اور عبادت الہی سے آباد رکھا جائے۔ آیت کریمہ سے بصراحت مساجد کی تعظیم اور ان کو آباد کرنے کرنے کا حکم معلوم ہو رہا ہے۔

آیت کے بعد جب احادیث کی طرف آتے ہیں تو اس بارے میں کثرت سے احادیث ملتی ہیں۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب البلاد الى اللہ مساجدہا و ابغض البلاد الى اللہ أسواقہا - (رواہ مسلم)

ترجمہ ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب جگہوں میں پسندیدہ جگہ اللہ کے نزدیک مساجد ہیں۔ اور مبغوض ترین جگہیں اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔



عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ من بنی مسجدًا یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتا مثله فی الجنۃ - (بخاری)

ترجمہ ! حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لئے مسجد بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اس کے مثل گھر بنادے گا ؟



عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبشر المشائین فی الظلم بالنور التام يوم القيامہ - (ترمذی)

ترجمہ ! حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن نور تام

کی بشارت دو ۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ روایت ہے جس میں ان سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ ان میں سے ایک قسم یہ بھی ہے ۔

”و رجل قلبه معلق بالمسجد“ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے ۔
 قرطبی نے اپنی تفسیر میں آیت کریمہ ”ف بیوت اذن اللہ ان ترفع“ کے ذیل میں یہ حدیث درج کی ہے ۔

رواہ النس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب اللہ عزوجل فلیحبنی ومن احبنی فلیحب اصحابی ومن احب اصحابی فلیحب القرآن ومن احب القرآن فلیحب المساجد فانها افنیۃ اللہ وابنیۃ اذن اللہ فی رفعها وبارک فیہا میمونۃ میمون اہلہا محفوظۃ محفوظ اہلہا ہم فی صلوٰتہم واللہ عزوجل فی حوائجہم ہم فی مساجدہم واللہ من ورائہم ۔

(ص ۲۶۶ - ج ۱۲)

ترجمہ ! حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس کو چاہئے کہ مجھ سے محبت کرے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے اصحاب سے محبت کرے اور جو میرے اصحاب سے محبت کرتا ہے وہ قرآن سے محبت کرے اور جو قرآن سے محبت کرے اس کو چاہئے کہ مساجد سے محبت کرے کیونکہ یہ مساجد اللہ کے گھر ہیں ۔
 اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند کرنے کا حکم دیا ہے اور برکت رکھی ہے ان میں مسجد والے بھی برکت والے ہیں ۔ یہ مسجدیں بھی اللہ کے حفظ و امان میں ہیں اور یہاں انیولے بھی ۔ یہ لوگ اپنی نماز میں لگے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی کارسازی میں ۔

دین میں مساجد کی اسی اہمیت کے پیش نظر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ نے اسلامی حکومت

کا فرض رکھا کہ وہ اسلامی حکومت کے زیر اثر شہروں اور آبادیوں میں مساجد تعمیر کرے اور بیت المال کی خاص مدد سے اس کے مصارف برداشت کرے چنانچہ فقہا بیت المال کے مصارف کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

ورابعها فمصرفه جهات من انه يصرف الى المرضى والزمي
واللقيط وعمارة القناطر والرباطات والثغور والمساجد وما
اشبه ذلك - (رد المحتار: باب الزكاة، ص ۷۹، ج ۲)

ترجمہ !

” اور چوتھے حصے کے مصارف چند جہات ہیں کہ ان کو بیماروں، ابا، بچوں اور لاوارث بچوں
پلوں، سرائوں، سرحدوں اور مساجد پر صرف کیا جائے “
اور علامہ قرطبیؒ اپنی تفسیر میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

” قال ابو حنيفة ويبدأ من الخمس باصلاح القناطر وبناء المسجد
وارزاق القضاة والجند وروى نحو ذلك عن الشافعي ايضا.

ترجمہ !

(ج ۱، ص ۱۱)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پانچویں حصے کی تقسیم پلوں کی مرمت مساجد کی تعمیر
قاضیوں اور فوج کی تنخواہوں سے شروع کی جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی
اسی طرح روایت ہے “

لہذا اسلامی حکومت کے جہاں بہت سے فرائض ہیں وہاں یہ بھی اہم فرض ہے کہ لوگوں کی ضرورت
و حاجت کے پیش نظر مساجد تعمیر کریں۔ البتہ اگر بدقسمتی سے کوئی حکومت اس فرض کی ادائیگی میں
 کوتاہی کرتی ہے تو عوام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت و حاجت کے پیش نظر مساجد
کی تعمیر کریں، اور امام و خطیب اور مؤذن کی تقرری و تولیت کے انتظامات اپنے ذمہ لیں۔
دیکھئے جمعہ اور عیدین کے انتظامات امام اور حکومت اسلامی کے فرائض میں سے ہے بلکہ امامت
کبریٰ کے مقاصد میں اس کو داخل کیا گیا ہے۔ فقہاء اسلام نے جہاں امامت کبریٰ (خلافت) کی
ضرورت کو بیان کیا ہے وہاں تصریح کی ہے۔

” والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة

حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم واخذ صدقتهم
وقهر المتغلبة والمتلصصه وقطاع الطريق واقامة الجمع و
الاعياد - (رد المحتار ص ۵۱۲ ج ۲) - ترجمہ !

مسلمانوں کے لئے ایک امام ہونا ضروری ہے جو احکام جاری کرے ، سرحدوں کی حفاظت
کرے ، فوج کو تیار رکھے زکوٰۃ وصول کرے ۔ باغیوں ، چوروں ، ڈاکوؤں کو مقہور کرے
جمعہ اور عیدین کی اقامت کرے ۔

اب اگر کوئی اسلامی حکومت اس فریضے سے غافل رہتی ہے تو یہ اس کی بہت بڑی کوتاہی ہے
اور اپنے منصب سے غفلت ہے اور جب حکومت غفلت کرے تو عوام اور پبلک پر یہ فرض عائد ہوتا
ہے کہ وہ اس کے انتظامات کریں چنانچہ فقہاء نے تصریح کی ہے ۔

ولهذا الوما ت الوالی اولم یحضر لفتنة ولم یوجد احد ممن
له حق اقامة الجمعة نصب العامة لهم خطيباً - (رد المحتار ص ۴۹ ج ۱)
ترجمہ !

اسی لئے اگر کوئی حاکم مرجع یا وہ فتنے کی بناء پر موجود نہ ہو جس کو جمعہ کی اقامت کا حق ہے
تو عوام اور پبلک اپنے لئے خطیب کے انتظامات کر لیں ۔
اسی طرح اس قسم کے بہت سے امور میں شریعت نے عوام اور پبلک کو اختیارات دیئے
ہیں ۔ مندرجہ ذیل جزئیات پر غور کیجئے ۔ رد المحتار میں ہے ۔

ولهم نصب متول وجعل المسجدين واحد او عكسه لصلوة -
(رد المحتار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۲۹) -

ترجمہ ! اور عوام کو متولی مقرر کرنے اور دو مسجدوں کو ایک کرنے یا ایک مسجد کو دو مسجدیں
کرنے کا حق حاصل ہے ۔
”بجر الرأق“ میں ہے ۔

” وفي الخانية طريق للعامة وهي واسع فبنى فيه اهل المحلة
مسجدا للعامة ولا يضر ذلك بالطريق قالوا لا بأس به و
هكذا روى ابو حنيفة ومحمد ان الطريق للمسلمين والمسجد

لہم ایضاً جہ ص ۲۷۶)

ترجمہ! خانیہ میں ہے کہ عوام کا ایک راستہ ہے اور وہ وسیع ہے۔ محلہ والے اگر اس میں مسجد تعمیر کر لیں اور اس تعمیر سے راستے کی آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فقہاء اس کو جائز سمجھتے ہیں امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ سے بھی یہی مروی ہے کہ راستہ بھی مسلمانوں کا ہے اور مسجد بھی انہی کی ہے؟

فتاویٰ عالمگیری میں مرقوم ہے۔

” ذکر فی المنتقی عن محمدؒ فی الطريق الواسع بنی فیہ اهل المحلة مسجداً و ذلك لا یضر بالطریق فمنعہم رجل فلا بأس ان یبنوا “ (ص ۳۷۷ ج ۲)۔

ترجمہ! منتقی میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ ہے محلہ والوں نے اس میں مسجد تعمیر کر لی اور راستہ کی آمد و رفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص منع بھی کرے تب بھی مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں؟ فتاویٰ حمادیہ میں ہے۔

” من الفیاشیة نہر لاهل قریۃ فاراد جماعۃ ان یبنوا علیہ مسجداً فلا بأس بہ “ (ص ۳۷۷ ج ۱)۔

ترجمہ! فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ کسی گاؤں کی نہر ہے ایک جماعت اس کے اوپر ایک مسجد تعمیر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے؟

پاکستان بن جانے کے بعد حکومت کے جہاں اور اہم فرائض تھے وہاں یہ بھی فریضہ تھا کہ آبادی کے تناسب سے جگہ جگہ مساجد تعمیر کرتی۔ یہ عجیب سی صورت حال ہے کہ یہاں کالونیاں اور بستیاں تعمیر کی جاتی ہیں جن میں ہسپتالوں، اسکول، کھیل کے گراؤنڈ اور سینماؤں کے لئے پہلے سے جگہیں مقرر کر لی جاتی ہیں۔ لیکن مساجد کے لئے آبادی کے تناسب سے جتنی ضرورت ہے اتنا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ آج کل مسلمانوں میں روز بروز دینی انحطاط ہوتا جا رہا ہے اور اس لئے نمازیوں کی تعداد میں برابر کمی ہوتی جا رہی ہے۔ تاہم مساجد کی قلت میں فرق نہیں پڑتا۔ اور نمازی اپنی ضرورت کے لحاظ سے اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ مناسب جگہ

مسجد تعمیر کریں۔ لیکن اس صورت میں ہمت افزائی کرنے کی بجائے طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ یہ عجیب سی صورت حال ہے۔ حکومت اس بارے میں جس قدر جلد نظر ثانی کرے بہتر ہے۔ اس تمہید کے بعد ان مساجد کے متعلق حکم شرعی تحریر کیا جاتا ہے جن کے متعلق استفسار کیا جا رہا ہے۔

یہ مساجد شرعاً مساجد ہیں ان کو اب نہ منہدم کیا جاسکتا ہے اور نہ دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے قیامت تک یہ مساجد ہیں۔ اخبارات میں جس جج صاحب سے منسوب کر کے اس قسم کی مساجد کا جو فتویٰ شائع کیا گیا ہے وہ جج عالم نہیں ہیں، مفتی نہیں ہیں۔ بلکہ غالباً انہی جج صاحب نے جو جیسے متفقہ اور تواتر سے ثابت شدہ مسئلہ کا انکار کیا تھا۔ اس انکار کے بعد یہ صاحب تو اس قابل ہی نہیں تھے کہ ان کو اسلامی عدالت کا چیف جج بنایا جاتا۔ یا یہ کہ ان سے مساجد جیسے نازک مسئلہ کے متعلق استفسار کیا جاتا۔ ان مساجد کے شرعی مسجد ہونے کے متعلق مندرجہ ذیل حقائق قابلِ لحاظ ہیں۔

الف : عام طور پر جب یہ مساجد بنائی جاتی ہیں تو ان کے بارے میں کاغذات متعلقہ محکمہ جات میں داخل کئے جاتے ہیں اور ان سے اجازت طلب کی جاتی ہے اور حکومت کی طرف سے جواب نہیں آتا۔ حکومت کی طرف سے یہ سکوت اذن شرعی کے مترادف ہے۔ یا بعض مساجد وہ ہیں جن کے حکومت کے محکمہ رجسٹری میں منظور شدہ ٹرسٹ موجود ہیں۔ ٹرسٹ اذن شرعی ہے۔

اشار باطلاق قوله وياذن للناس في الصلوة انه لا يشترطان
يقول اذنت فيه بالصلوة جماعة بل الاطلاق كاف۔ (بحر الرائق
ص ۲۶۹ : جلد ۵)۔

ترجمہ ! یہ جو کہا کہ لوگوں کو نماز کی اجازت دے اس میں صریح اذن کی ضرورت نہیں بلکہ اطلاق کافی ہے۔

”بني في فناءه في الرستاق دكانا لاجل الصلوة يصلون
فيه بجماعة كل وقت فله حكم للمسجد۔ (بحر الرائق
ج ۵ ص ۲۷۰)۔

ترجمہ ! گاؤں میں اپنے گھر کے سامنے ایک عمارت بنائی نماز کے لئے جس میں لوگ جماعت سے

نماز پڑھتے ہیں تو اس کا حکم مسجد کا ہے۔“

”وقدرأینا ببخاری وغیرہا دور وسکک فی ازقة غیر نافذة من غیر شک الاثمة والعوام فی کونها مساجد فعلی هذا مساجد التي فی المدارس بجرجانه خوارزم مساجد لانهم لا یمنعون الناس من الصلوة فیہ واذا اغلقت یكون فیہ من اهلہا“ (بحر الرائق : ج ۵ : ص ۲۶۹)۔

ترجمہ !

ہم نے بخارا اور دوسرے شہروں کے محلوں اور گلیوں میں جو آگے جا کر بند ہو جاتی ہیں مساجد دیکھیں ان کے مسجد ہونے میں ائمہ اور عوام کو کوئی شک نہیں ہے۔ اسی طرح جرجانہ، خوارزم کی مساجد جو مدارس میں بنی ہوئی ہیں ان کے مسجد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اس میں نماز پڑھنے سے کسی کو روکا نہیں جاتا۔ اور جب ان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں تو وہاں کے لوگ اس کے نمازی ہوتے ہیں۔“
جعل وسط داره مسجدا واذن للناس فی الدخول والصلوة صار مسجدا فی قولہم“ (بحر الرائق : ج ۵ : ص ۲۷۰)۔

ترجمہ !

- اپنے محلہ کے وسط میں مسجد تعمیر کی اور لوگوں کو داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تو سب کے نزدیک یہ مسجد ہو گئی۔“
- ب : جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ عوام کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے لئے اگر مناسب سمجھیں تو شارع عام پر مسجد تعمیر کر سکتے ہیں بشرطیکہ آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ ایسی صورت میں حکومت کو بھی اجازت دینا ضروری ہے۔
- ج : ٹریسٹ کی اجازت دینا اور بعض جگہ نقشہ جات منظور ہونا سب اذن میں داخل ہے۔
- د : بعض مساجد ایسی ہیں جو سالہا سال سے قائم ہیں۔ ان میں نمازیں پڑھی جا رہی ہیں۔ اور ممانعت نہیں کی جا رہی ہے۔

نوٹ : ۱۳ رجب ۱۳۸۲ھ کو ایک فتویٰ اسی قسم کا " دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ " سے جاری کیا گیا تھا۔ جس پر اس زمانہ کے اکابر علماء نے دستخط فرمائے تھے۔ مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع رح : مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رح : مولانا عبدالحق صاحب کاخیل رح : مولانا محمد صادق صاحب مدنی رح : ان کے علاوہ ملک کے جید اور نامور علماء کے دستخط ثبت ہیں یہ فتویٰ " مسجد کے متعلق علماء اسلام کا متفقہ فتویٰ " کے نام سے شائع ہوا تھا۔

مہر مدرسہ



مہر دستخط

ولی حسن ٹونکی غفر اللہ لہ : دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۱۳ ربيع الثانی ۱۴۰۳ھ



قد اصحاب المجیب احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : دارالافتاء جامعۃ خیر المدارس ملتان
۱۵ / ۴ / ۱۴۰۳ھ



چرم قربانی کی قیمت مسجد پر لگانا حرام نہیں

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جلدِ اضحیہ کے متعلق ہدایہ شریف میں یہ عبارت مرقوم ہے۔

” ویتصدق بجلدها لانه جزء منها او يعمل منه آلة تستعمل في البيت كالنطع والجواب والغربال ونحوها لان الانتفاع به غير محرم ولا بائس بان يشتري به ما ينتفع به في البيت بعينه مع بقاءه استحساناً “ (ہدایہ اخیرین کتاب الاضحیہ)۔

اس جزئیہ سے بالکل عیاں ہے کہ جلدِ اضحیہ کا مصرف فقط مسکین ہی نہیں بلکہ کھم اضحیہ کی طرح مالک بھی اس کو باقی رکھ کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ نیز جلدِ قربانی کے عوض کوئی باقی رہنے والی شے حاصل کر کے اس سے بھی نفع حاصل کر سکتا ہے۔ اگر زکوٰۃ یا دیگر صدقات واجبہ کی طرح اسے کا مصرف فقط مسکین ہی ہوتا اور تملیک ضروری ہوتی تو مالکِ اضحیہ کو استعمال کی اجازت نہ ہوتی۔ یہی صورت مولانا عبدالحق صاحب لکھنوی رح اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ۔

» حرم قربانی کا صدقہ چونکہ نفلی ہے کسی کا حق اس سے متعلق نہیں۔۔۔۔۔ بظاہر حرم قربانی کا صدقہ قبیل تطوعات سے ہے۔۔۔۔۔ حرم قربانی کا صدقہ بھی نفلی ہے۔

(فتاویٰ عبدالحی، ص ۳۸۹ و ۳۹۰)۔

مولانا صاحب کی اس عبارت سے واضح طور پر مفہوم ہوتا ہے کہ حرم قربانی کا تصدق جب از قبیل تطوعات ہے تو اس کا مصرف بھی دیگر صدقات نفلیہ کی طرح امیر و غریب، مساجد و دینی مدارس وغیرہ سب ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہر ثواب کی جگہ پر خرچ ہو سکتا ہے۔ جبکہ ابو داؤد شریف کی روایت میں ”کُلُوا وَادَّخَرُوا وَاتَّجَرُوا“ کھاد و ذخیرہ کرو، اجرو حاصل کرو۔“ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر اجر و ثواب کی جگہ اس کو صرف کیا جاسکتا ہے۔ خواہ مسجد ہو یا دینی مدرسہ کسی ایک جائے اجر کے ساتھ مختص کرنا تخصیص بلا تخصیص جو کہ غیر مناسب ہے۔ نیز عینی شرح کنز الدقائق میں ہے۔

» وَلَوْ بَاعَهَا بِالْدِرَاهِم لِيَتَصَدَّقَ بِهَا جَانِ لَإِنَّهُ قَرَبَةٌ كَالْتَصَدَقَ بِاللَّحْمِ وَالْجِلْدِ « (عینی کتاب الاضحیۃ)۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جلدِ اضحیہ کی بیع بالدرہم جب اس نیت سے کی جائے کہ رقم کا تصدق کیا جائے گا تو یہ بیع جائز ہے۔ کیونکہ یہ بیع بقصد تمول نہیں بلکہ بقصد تصدق ہے۔ اب آپ سے صرف اتنا دریافت کرنا ہے کہ اگر کوئی منتظمہ کمیٹی تعمیر مسجد کیلئے حرم ہائے قربانی جمع کرے اور ان کی قیمت تعمیر مسجد پر صرف کرے یا خود مالکِ اضحیہ بہ نیت تصدق فروخت کر کے اس کی رقم تعمیر مسجد پر صرف کرے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

حرم قربانی خود واجب التصدق نہیں البتہ اس کی قیمت واجب التصدق ہے۔ ہدایہ میں ہے۔

» وَلَوْ بَاعَ الْجِلْدُ أَوِ اللَّحْمُ بِالْدِرَاهِمِ تَصَدَّقَ بِثَمَنِهِ لَإِنَّ الْقَرَبَةَ

انْتَقَلَتْ إِلَيْهِ ۝

حواشی ہدایہ میں کافی اور عینی کے حوالہ سے ہے۔

» قَوْلُهُ تَصَدَّقَ بِثَمَنِهِ لَإِنَّ مَعْنَى التَّمَوُّلِ سَقْطُ عَنِ الْأُضْحِيَّةِ وَانْتَقَلَتْ

الْقَرَبَةُ إِلَى بَدَلِهِ فَوَجِبَ التَّصَدُّقُ فَإِذَا تَمَوَّلَتْهُ بِالْبَيْعِ وَجِبَ

التَّصَدُّقُ «

بدائع میں گوشت (وغیرہ) کی فروخت کے متعلق لکھا ہے۔

”ولو باعه نفذ سواء كان من النوع الاول او الثاني فعليه ان يتصدق

بثلثه (۵ ص ۸۰)

ہایہ اور بدائع کی عبارت میں بیع مطلق ہے جس کا حکم وجوب تصدق بتلایا گیا ہے۔ دلائل وجوب میں سے یہ بھی ہے کہ حرم قربانی کے بارے میں فقہاء نے تین اختیار لکھے ہیں لیکن بیع کے بعد صرف تصدق ثمن کو متعین فرمایا ہے۔ یہی معنی وجوب کا ہے۔ اگر ثمن کا تصدق واجب نہ ہو تو اسے ذاتی استعمال میں لانا بھی جائز ہونا چاہئے۔ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ من ادعی فعليه البیان۔

جب ثمن حرم اٹھنے کا تصدق واجب ہوا تو اس کے وہی مصارف ہوں گے جو زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ کے ہیں۔ کتاب الزکوٰۃ کے باب المصروف میں علامہ شامیؒ نقل کرتے ہیں۔

وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك

من الصدقات الواجبة كما في القمستانی - (شامی ج ۲ ص ۷۹)

اور معلوم ہے کہ زکوٰۃ و صدقات واجبہ کو تعمیر مساجد، کفن میت وغیرہ کسی ایسی چیز میں صرف کرنا درست نہیں جس میں تملیک متحقق نہ ہو۔

در مختار میں ہے۔

لا يصرف الى بناء نحو مسجد كبناء القناطر والسقايات....

وكل ما لا تملك فيه زيلعي - (شامیہ ج ۲ ص ۸۵)۔

پس حرم قربانی کی قیمت کا تعمیر مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں۔ خواہ مسجد کی منتظرہ کھال فروخت کرے یا قربانی کنندہ فروخت کرے۔ اور یہ بیع بقصد تمول ہو یا بغرض تصدق۔

واضح رہے کہ تعمیر مساجد یا نفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنا شرعاً ”تصدق“ نہیں۔

تصدق میں تملیک فقیر وغیرہ ضروری ہے۔ اکثر لوگ غلط فہمی میں ان کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ دینے

مدرس میں جب تک ان رقوم کی تملیک نہیں ہوگی کسی دوسری جگہ صرف کرنا درست نہ ہوگا فقط واللہ اعلم

نوٹ! کلواد آخروا و آتجروا گوشت و پوست کے بارے میں ہے نہ کہ ان کی قیمت کے بارے میں۔ فقط

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۹/۱/۱۴۰۱ھ

غیر مسلم متروکہ اراضی پر مسلمان مسجد بنالیں تو وہ شرعاً مسجد

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈیرہ اسماعیل خان کشنری بازار میں ایک پلاٹ سکھوں کی ملکیت تھا جو انہوں نے گرد و ارہ اور شادی گھر رفاہ عامہ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ تقسیم کے بعد بطور مسجد کے مہاجر مسلمانوں نے اس پر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اسی دور میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی وہاں تقریر بھی ہوئی۔ پھر ۱۹۵۲ء میں انتظامیہ نے مرزائیوں کو یہ پلاٹ بطور مسجد کے ناجائز قبضہ کے طور پر دے دیا۔ جب کہ محکمہ متروکہ وقف املاک بھی نہیں بنا تھا۔ مگر ۱۹۸۲ء میں انتظامیہ نے مرزائیوں کو نکال دیا۔ جس کے بعد مسلمانوں نے اس میں نمازیں ادا کیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر مولانا بخش نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد جو درخواست دی اس میں تصریح ہے کہ ہم نے ناجائز قبضہ کیا تھا دراصل یہ مسلمانوں کی مسجد تھی۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ایک حکم کے ذریعہ غیر مسلم متروکہ اوقاف پر تعمیر شدہ مساجد، مدارس، امام بارگاہے اور دینی ادارے منتظمین کو دینے کا حکم دیا۔ جس پر چیف سیکرٹری متروکہ اوقاف لاہور پاکستان نے عمل درآمد کرایا۔

اب انتظامیہ (غیر مسلم اوقاف) مسلمانوں کو مسجد کا قبضہ نہیں دے رہی اور بجائے مسجد کے (۲۷/۱۲/سی) میں دفتر بنانا چاہتی ہیں۔ جب کہ موقع پر ”مسجد ختم نبوت“ محراب و منبر، مینار اور حجرہ سب چیزیں موجود ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کہ مذکورہ جگہ اور تعمیر شدہ مسجد شرعاً مسجد ہے یا نہیں؟ نیز محکمہ متروکہ وقف املاک کو کیا مداخلت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

استفتی: محمد ریاض الحسن گنگوہی

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

واللہ هو الملہم للحق والصواب۔ اما بعد !

مسئلہ مسجد، شرعاً مسجد ہے اس لئے کہ شہر ڈیرہ اسماعیل خان کی ابتدائی

بنیاد مسلمانوں کی ہی رکھی ہوئی ہے اور اس کی قدیم سے نسبت اسماعیل خان نامی شخص کی طرف اس کے

الجواب

بانی اڈل پر دلیل ہے اور اس نوع کے مسائل میں اتنی کچھ ترجیح شرعاً مکمل شہادت ہے۔ کمالاً یخفی
 علی من بہ ممارستہ فی ضوابط الشرع

اور مسلمانوں کے تعمیر کردہ شہروں میں غیر مسلم عبادت گاہوں کی کوئی وجودی حیثیت نہیں نہ ابتداءً
 نہ بقااً۔

امصار المسلمین ثلاثہ احدها ما مصرہ المسلمون کالکوفۃ
 والبصرۃ و بغداد والواسطۃ فلا یجوز فیہا احداث بیعۃ
 ولا کنیسۃ ولا مجتمع صلوتہم ولا صومعۃ باجماع اهل
 العلم الخ (فتح القدیر ج ۵ ص ۳۰۰ وغیر ذلک من کتب
 المذہب)۔

تو اس قطعہ کی شرعی حیثیت گوردوارہ کی نہ تھی بلکہ املاکِ سرحد میں سے ایک سفید قطعہ
 غیر مملوکہ کی تھی جو کہ مسلم آبادی دیہہ کے وسط میں واقع تھی اور ایسے قطععات پر سربراہی مسلم حقوق شہریت
 کے اندر رہتے ہوئے مسلم سرکار حاصل ہے۔ کما فی کتب احیاء الموات۔

تو ابتداءً اس قطعہ کو مسلمانوں کے جائے نماز مقرر کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہ تھی۔ پھر
 مسلم سرکار کی اس قطعہ کی تقرری برائے مسجد صحیح ہے کہ اسے یہ اختیار حاصل ہے اور اس مسجد پر تولیت
 (سربراہی) جو گورنمنٹ نے غیر مسلموں کو سونپی صحیح نہیں کالعدم ہے کہ یہ معاملہ گورنمنٹ کے
 اختیار سے باہر ہے۔ پھر ۱۹۸۲ء میں جو غیر مسلموں کی مسجد پر تولیت ختم کر دی گئی، صحیح ہے رجوع الی
 الاصل ہے کہ غیر مسلم مسجد کی تولیت کا اہل ہی نہیں ہے۔ (الجزء ۱، سورۃ توبہ: آیت نمبر ۱۷، ۱۸)
 و ہکذا فی التفاسیر۔

اور اس مسجد پر جو قادیانیوں نے خرچ کیا ہے اس کی وجہ سے اس خطہ کے مسجد ہونے کی حیثیت
 میں کوئی فرق نہیں آیا کیوں کہ قادیانی ایک ایسا غیر مسلم فرقہ ہے کہ جس کے بنیادی، مذہبی دستور میں
 مسجد بنانا کارِ ثواب ہے (قربت ہے) بعینہ ایسے جیسا کہ یہودی و عیسائی بیت المقدس
 پر خرچ کرنا قربتہ سمجھتے ہیں یا کفار مکہ بیت اللہ شریف پر خرچ کرنا قربتہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ
 بات ہے کہ یہ کفار کے حق میں باعثِ اجر نہیں۔ لیکن جو شے مسلم اور غیر مسلم دونوں کے نزدیک
 کارِ ثواب ہے اس پر غیر مسلم کے خرچ کر لینے سے اس شے کی حیثیت میں فرق نہیں آتا۔ یہی وجہ

سے کہ بیت اللہ شریف کی کافروں والی تعمیر کو باقی رکھا گیا۔ اور یہی شرعی قانون ہے۔

بخلاف الذمی لما فی البحر وغیرہ ان شرط وقف الذمی
ان یکون قربة عندنا و عندهم كالوقف علی الفقراء
او علی مسجد القدس الخ۔ (مشاحی ۱ ج ۲ ص ۳۲۱۔ طبع جدید
قاہرہ و فتاویٰ عالمگیری ۲)۔

اگر قادیانی غیر مسلم فرقہ کے بنیادی عقائد میں اسلامی طرز کی مساجد بنانا قربة نہ ہوتی تو پھر اس
مسجد کے تعمیری سامان میں قادیانیوں کی خرچ کرنے والوں کی ملکیت ہوتی اور وہ اپنی تعمیر کو اٹھا لیتے۔

كما فی العالمگیریۃ ولو جعل الذمی دارہ مسجدۃ الخ (صفحہ ۲۵۱)
تاہم اس خطہ زمین کا حق مسجد ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیوں کہ جعلتہ مسجداً کہہ
دینے سے مسجد ہو جاتی ہے اور یہی معتبر للحکم ہے۔ بشرطیکہ قائل اس کا اہل ہو کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ نیز
یہ مسجد ظاہری مسیتہ طور پر مذہب اسلام کے خلاف قلعہ کفر و کمین گاہ کے طور پر بھی نہ ہو۔
لہذا مسجد مسئلہ مسجد ہی ہے کیونکہ اس وقت کی مسلم گورنمنٹ نے مسجد بنوائی تھی نہ کہ کفریہ قلعہ، یہ
باعتبار ظاہر کے ہے اور شرعی احکام کا محل درود بھی ظاہری حالات ہی ہوتے ہیں۔ و اما فی
الحقیقة فهو الله تعالى اعلم۔

الجواب صحیح

عبد الرحمن غفرلہ

کافی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند و کفایت المفتی د

۱۴

صدر تخصص فی الفقہ

عزیز الفتاویٰ و فتاویٰ محمودیہ وغیرہ فقط

۱۲

جامعہ قاسم العلوم ملتان

۱۹۸۹ء منظور احمد نائب مفتی جامعہ قاسم العلوم بہ جہادی السنۃ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح

واقعاتی لحاظ سے جب کہ مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت اور انہوں نے اس غیر ملوکہ
پلاٹ کو اپنی انتہائی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مخصوص کر لیا اور اس پر باقاعدہ نماز باجماعت
ہوتی رہی اور اس سے رفاہ عامہ کے مفادات پر کوئی زد نہیں پڑتی تو شرعی اصول و قواعد کے مطابق
مذکورہ جگہ مسجد شرعی بن گئی۔ لہذا اب اسے بدستور مسلمانوں کے لئے مسجد ہی باقی رکھنا ضروری ہے۔

بحر الرائق ۱ ج ۵ ص ۲۶۶۔ میں ہے۔

وفي الخانية طريق للعامة وهي واسع فبني فيه اهل المحلة
مسجدا للعامة ولا يضر ذلك بالطريق قالوا لا بأس بها وهكذا
روى عن ابي حنيفة و محمد بن ان الطريق للمسلمين والمسجد
لهم ايضا

ترجمہ :- اور خانہ میں ہے کہ عوام کا ایک راستہ ہے اور وہ وسیع ہے محلہ والے اگر اس میں
مسجد تعمیر کر لیں اور اس تعمیر سے راستہ کی آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فقہاء اس کو
جائز سمجھتے ہیں امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی یہی مروی ہے کہ راستہ بھی
مسلمانوں کا ہے اور مسجد بھی انہیں کی ہے ۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۶ - میں مرقوم ہے -

ذكرني المنتقى عن محمد بن الطريق الواسع بني فيه اهل المحلة
مسجدا و ذلك لا يضر بالطريق فمنهم من رجل فلا بأس ان يبنوا -
ترجمہ :- منتقی میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ ہے محلہ والوں نے اس
میں مسجد تعمیر کر لی اور راستہ کی آمد و رفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص
منع بھی کرے تب بھی مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں ۔

فتاویٰ جمادیہ ج ۱ ص ۳۲۸ - میں ہے -

من الغياشية نهر لا اهل قرية فاراد جماعة ان يبنوا عليه مسجدا
فلا بأس به -

ترجمہ :- فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ کسی گاؤں کی نہر ہے ایک جماعت اس کے اوپر ایک مسجد
تعمیر کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

جزئیات بالا کے تحت جب یہ جگہ مسلمانوں کی مسجد بن چکی تو اب احمدی فرقہ کا ناجائز طور پر اپنے
حق میں الاٹ کرانا یا اپنا معبد بنانا جائز نہ تھا۔ اور پھر خصوصاً جب کہ انتظامیہ نے ۱۹۸۲ء میں
انہیں ناجائز قابض سمجھتے ہوئے بے دخل کر دیا اور قبضہ کسی اور کو دلادیا۔ پھر اس کے بعد ۱۹۸۹ء کے
آخر تک اس پر مسجد ختم نبوت کا بورڈ آؤریزاں رہا ہے تو اب حق یہی ہے کہ مسلمانوں کے حق میں اس کی
وہی اولین پوزیشن یعنی مسجد والی بحال رہنی چاہئے۔ تفصیل بالا سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی

قانونی موشگافی سے اس کی مسجدیت کو ختم نہیں کیا جاسکتا اور اسے دقمری مقاصد کے لئے استعمال کرنا درست نہ ہوگا۔ مردوبہ قانون کے مطابق اس کی الاٹمنٹ وغیرہ میں اگر کوئی قانونی کمی ہو تو اس کا ازالہ کر دیا جائے نہ یہ کہ اس کی مسجدیت کو ہی ختم کر دیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

اتقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس : ملتان

اجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقواء جامعہ خیر المدارس ملتان۔

اجواب صحیح : محمد صدیق غفرلہ مدرس و ناظم اعلیٰ جامعہ خیر المدارس ملتان۔

اجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

اجواب صحیح : محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان۔



مسجد کے اوپر دوکانیں بننے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ ایک مسجد زیر زمین تعمیر کی جائے اور اس کے اوپر مارکیٹ بازار اور دوکانیں وغیرہ بنائی جائیں کیا اس طرح زیر زمین مسجد کی تعمیر جائز ہے ؟ دوکانیں کنٹونمنٹ بورڈ کی ملکیت ہوں گی۔

المفتی : ملک عبد الحمید ڈوگر، ممتاز آباد ملتان

مسجد تحت الشری سے لے کر عنان سمارت تک مسجد ہوتی ہے لہذا صورت سولہ کے مطابق تعمیر درست نہیں، مسجد کے اوپر مارکیٹ وغیرہ نہیں بناسکتے۔

الحمد للہ

قال فی البحر وحاصلہ ان شرط كونہ مسجد ان یکون سفله

وعلوہ مسجدًا لینقطع حق العبد عنہ لقولہ تعالیٰ وان المساجد

للہ بخلاف ما اذا کان السرداب العلو موقوفًا لمصالح

المسجد فهو كسرداب بیت المقدس هذا هو ظاهر الروایة

فقط واللہ اعلم : احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۶ / ۲ / ۱۴۱۱ھ

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد پر لگانا

ہماری بستی لب دریا آباد تھی، دریا میں بار بار طغیانی کی وجہ سے تمام بستی نے وہاں سے منتقل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اب اس سابقہ جگہ پر ایک گھر بھی باقی نہیں رہا۔ نئی جگہ مسجد کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ بعض ساتھیوں کا مشورہ ہے کہ سابقہ مسجد کا اچھا اچھا سامان اس نئی مسجد پر لگادیا جائے۔ تو کیا شرعاً یہ درست ہے یا نہیں ؟

اگر سابقہ جگہ اور مسجد کے دوبارہ آباد ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے تو اس مسجد کا سامان نئی مسجد کو منتقل کر سکتے ہیں۔ سابقہ مسجد کی زمین پر اونچے چار دیواری بنادی جائے تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ کیوں کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد شرعی بن جائے وہ تاقیامت مسجد ہی رہتی ہے۔

سئل شمس الاثمة الحلوانی عن مسجد او حوض خرب
 ولا يحتاج اليه لتفرق الناس هل القاضي ان يصرف
 اوقافه الى مسجد آخر او حوض آخر قال نعم - اه
 (عالمگیری ج ۲، ص ۵۲۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

تقریباً اللہ الجزء الثاني من خير الفتاوى ويتلوه
 الجزء الثالث و اوله كتاب الجمعة انشاء الله تعالى
 والحمد لله اولاً و آخراً۔ وقد فرغت من تبليغه وترتيبه
 يوم الجمعة السابع عشر من جمادى الاخرى سال ۱۴۱۱ھ
 العبد الفقير ابو تراب **مُحَمَّدُ أَنْوَرُ** عفا اللہ تعالیٰ عنہ
 مفتي وخادم الحديث بجامعة خير المدارس ملتان باكستان